شرح سیرت ابن ہشام
ترجمہ
الروض الانف
مؤلف
امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ السہیلی رحمۃ اللہ علیہ
زیر اہتمام
ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

شرح سیرت ابن ہشام مترجم
الروض الانف
مؤلفہ
امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

مؤلفہ

امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین ۔ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی ۔ پاکستان

نام کتاب	شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف (جلد چہارم)
مؤلفہ	امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	علامہ ملک محمد بوستان، علامہ ذوالفقار علی، علامہ افتخار تبسم من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر اہتمام	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید
تاریخ اشاعت	اگست 2005ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
کمپیوٹر کوڈ	1Z461
قیمت	-/1350 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام

الروض الانف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

غزوہ ذی قرد

سیرت ابن ہشام

حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے چند دن ہی قیام کیا تھا کہ عیینہ بن حصن بن بدر فزاری نے بنی غطفان کے چند سواروں کے ساتھ غابہ (مدینہ طیبہ کے قریب شام کی جانب ایک جگہ) میں موجود دودھ دینے والی اونٹنیوں پر حملہ کیا ان کی نگہبانی پر بنی غفار کا ایک آدمی معین تھا اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ رہتی تھی ان سواروں نے مرد کو قتل کر دیا اور اونٹنیوں کے ساتھ عورت کو بھی لے گئے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کی تیز رفتاری

ابن اسحاق نے کہا مجھے عاصم بن عمرو بن قتادہ، عبداللہ بن بکر اور ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا ان سب نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کی ہے۔ ان سب نے غزوۃ ذی قرد کے بارے میں کچھ کچھ باتیں کی ہیں، حملہ آور گروہ کو سب سے پہلے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے دیکھا، وہ غابہ کی طرف جا رہے تھے، کمان اور تیروں سے مسلح تھے ان کے ساتھ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا جو ان کا گھوڑا لے جا رہا تھا جب آپ ثنیۃ الوادع (وہ پہاڑی جہاں تک مدینہ کے لوگ مہمان کو الوادع کہنے کے لئے آتے تھے) پر چڑھے تو آپ نے کچھ گھوڑے دیکھے آپ سلع پہاڑ کی جانب اوپر چڑھے اور بلند آواز سے کہا۔ واصباحاہ، صبح پر افسوس۔ آپ درندے جیسے تیز رفتار تھے، آپ نے حملہ آور جماعت کا پیچھا شروع کر دیا یہاں تک کہ انہیں آلیا۔ آپ ان پر تیر برساتے اور کہتے۔ خُذۡھَا وَاَنَا اِبۡنُ الۡاَکۡوَعِ۔ اَلۡیَوۡمَ یَوۡمُ

غزوہ ذی قرد

قرد کا لفظ قاف اور راء کے ضمہ کے ساتھ ہے ابو علی سے بھی میں نے اسی طرح پایا ہے لغت میں قرد کا معنی ردی اون ہے، ضرب المثل میں کہا جاتا ہے عَثَرۡتُ عَلَی الۡغَزۡلِ بِاَخَرَۃٍ فَلَمۡ تَدَعۡ بِنَجۡدٍ قَرۡدَۃً۔ (میں نے آخر کار کاتی ہوئی اون کو ہی پایا تو نے تو نجد میں ردی اون بھی نہیں چھوڑی۔)

الرُّضَعُ۔ یہ تیر لے میں ابن اکوع ہوں آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے جب گھڑ سوار آپ کی طرف پلٹتے تو آپ بھاگ جاتے پھر پلٹ کر ان پر آجھپٹتے جب تیر پھینکنا ممکن ہوتا تو ان پر تیر پھینکتے پھر یہی رجز یہ شعر پڑھتے تو ان میں سے ایک نے کہا، یہ اکوع کا بچہ تو ہمارا ناشتہ ہے۔

شہسواروں کی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کی آواز حضور ﷺ تک پہنچی آپ نے اعلان فرمایا۔ الفزع، الفزع۔ جنگ، جنگ۔ شہسوار لگاتار حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونے لگے۔ شہسواروں میں سے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن عمرو سب سے پہلے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہیں مقداد بن اسود بھی کہا جاتا ہے، آپ بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ حضرت مقداد کے بعد انصار میں سے سب سے پہلے شہسوار حضرت عباد بن بشر بن وقش پہنچے جو بنی اشہل سے تعلق رکھتے تھے، اسی طرح حضرت سعید بن زید جو بنی اشہل سے تعلق رکھتے تھے، حضرت اسید بن ظہیر جو بنی حارثہ بن حارث سے تعلق رکھتے تھے ان کے بارے میں شک ہے۔ حضرت عکاشہ بن محصن جو بنی اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت محرز بن نضلہ جو بنی اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتے تھے، حضرت ابو عیاش یعنی عبدی بن زید بن صامت یہ بنی زریق سے تعلق رکھتے تھے، جب یہ شاہسوار حضور ﷺ کی خدمت میں جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے حضرت سعد بن زید کو ان پر امیر مقرر کیا، فرمایا حملہ آوروں کی تلاش میں نکل جاؤ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔

حضور ﷺ کی حضرت ابو عیاش رضی اللہ عنہ کو نصیحت

بنی زریق کے واسطہ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو عیاش سے فرمایا اے ابو عیاش کاش تو اپنا گھوڑا اس آدمی کو دے دیتا جو تجھ سے زیادہ شاہسوار ہے اور وہ دشمن کو جا پکڑتا۔ ابو عیاش نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تمام لوگوں سے بڑھ کر شاہسوار ہوں پھر میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اللہ کی قسم وہ پچاس گز بھی نہ گیا ہوگا کہ گھوڑے نے مجھے نیچے گرا دیا تو میں حضور ﷺ کے اس ارشاد پر حیران ہونے لگا جو آپ نے فرمایا تھا۔ لَوْ اَعْطَيْتَهٗ اَفْرَسَ مِنْكَ اور میں نے یہ کہا تھا اَنَا اَفْرَسُ النَّاسِ۔ بنی زریق کے لوگوں کا یہ خیال بھی ہے کہ

حضور ﷺ نے حضرت ابو عیاش کا گھوڑا حضرت معاذ بن ماعص کو عطا فرمایا یا عائذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ کو عطا فرمایا، یہ آٹھواں شاہسوار تھا بعض لوگ حضرت سلمہ بن اکوع کو آٹھواں شاہسوار شمار کرتے ہیں اور حضرت اسید بن ظہیر کو چھوڑ دیتے ہیں جو بنی حارثہ سے تعلق رکھتے تھے ان میں سے آٹھواں کون تھا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جبکہ اس روز حضرت سلمہ بن اکوع گھوڑے پر سوار نہ تھے یہ پیدل ہی سب سے پہلے دشمن کو جا پہنچے تھے۔ مسلمان شاہسوار دشمن کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ انہیں آلیا۔

حضرت محرز رضی اللہ عنہ بن نضلہ کی شہادت

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عاصم بن عمرو بن قتادہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ جو شاہسوار حملہ آور جماعت تک سب سے پہلے پہنچا وہ حضرت محرز بن نضلہ تھے جو بنی اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے تھے، محرز کو اخرم اور قمیر بھی کہا جاتا جب مدینہ طیبہ میں جنگ کی صورتحال پیدا ہوگئی تو گھوڑوں کے ہنہنانے کی وجہ سے حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ان کے باغ میں چکر لگانے لگا یہ گھوڑا گھر میں ہی رکھا جاتا تھا۔ اسے چرنے کے لئے باہر نہیں بھیجا جاتا تھا، بنی عبدالاشہل کی عورتوں نے جب یہ دیکھا کہ گھوڑا اس کھجور کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے جس کے ساتھ اسے باندھا گیا ہے تو انہوں نے قمیر سے کہا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ پھر تم رسول اللہ اور مومنوں کے ساتھ جا ملو گھوڑے کو تو تم دیکھ رہے ہو، تو قمیر نے ان عورتوں سے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں ان عورتوں نے گھوڑا ان کے حوالے کر دیا وہ گھوڑے پر سوار ہو کر نکل پڑے گھوڑا ہوا کے دوش پر اڑنے لگا تھوڑا وقت بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت قمیر نے حملہ آور جماعت کو جا لیا، آپ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے فرمایا کمینی عورتوں کے بچو ٹھہرو تا کہ مہاجرین و انصار تم تک آ پہنچیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ دشمن قوم کے ایک آدمی نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کو شہید کر دیا گھوڑا بھاگ کھڑا ہوا اور اسے کوئی بھی پکڑ نہ سکا، یہاں تک کہ گھوڑا بنی عبدالاشہل کے تھان پر آ پہنچا اس روز مسلمانوں میں سے آپ کے علاوہ کوئی شہید نہیں ہوا۔

حضرت ابن ہشام نے کہا اس روز محرز کے علاوہ حضرت وقاص بن محرز مدلجی بھی شہید ہوئے اس بات کو کئی علماء نے ذکر کیا ہے۔

مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

حضرت محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت محمود بن مسلمہ کے گھوڑے کا نام ذالمہ تھا، حضرت ابن ہشام نے کہا حضرت سعد بن زید کے گھوڑے کا نام لاحق تھا، حضرت مقداد بن اسود کے گھوڑے کا نام عزجہ، اسے سبحہ بھی کہا جاتا، حضرت عکاشہ بن محصن کے گھوڑے کا نام ذالمہ، حضرت ابو قتادہ کے گھوڑے کا نام حزوہ، حضرت عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام لماع، حضرت اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام مسنون اور حضرت ابو عیاش کے گھوڑے کا نام جلوہ تھا۔ حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے ایک ثقہ آدمی نے عبداللہ بن کعب سے روایت کیا ہے کہ حضرت محرز، حضرت عکاشہ بن محصن کے گھوڑے پر سوار تھے جس گھوڑے کا نام جناح تھا، حضرت محرز کو قتل کر دیا گیا اور جناح کو پکڑ لیا گیا۔

مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

علامہ ابن اسحاق نے اس غزوہ میں اس جماعت کے گھوڑوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اس غزوہ میں شریک تھے۔ حضرت مقداد کے گھوڑے کے نام بعزجہ تھا اور بعزجہ کا معنی مقابلہ میں تیز دوڑنا گویا یہ لفظ بعج اور عز سے مل کر بنا ہے۔ بعجہ کا معنی اس نے پھاڑا اور عز کا معنی وہ غالب ہوا جہاں تک سبحہ کا تعلق ہے یہ سبح سے مشتق ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب وہ کسی سخت جگہ بلند ہوتا ہے۔ اسی سے ایک لفظ سبحان اللہ ہے اور سبحات اللہ ہے ان سے مراد اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بلندی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر کرنے والا ایسے سمندر میں تیرتا ہے جس کا کوئی ساحل نہیں ہوتا ہم نے اس کلمہ کے اسرار ورموز کو سبحان اللہ وبحمدہ کی تشریح میں بیان کیا ہے جہاں تک حزوہ کا تعلق ہے یہ حَزَوْتُ الطَّيْرَ سے مشتق ہے، یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب تو پرندے کو فال پکڑنے کے لئے اڑائے یا یہ حزوت الشی سے مشتق ہے یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب تو اس چیز کو ظاہر کرے، شاعر نے کہا۔

تَرَى الْاَمْعَزَ الْمَحْزُوْ فِيْهِ كَاَنَّهُ　　مِنَ الْحَرِّ وَاسْتِقْبَالِهِ الشَّمْسَ مَسْطَحُ

تو پتھریلی زمین کو دیکھے گا جس میں اسے ظاہر کر دیا گیا ہے، گویا گرمی اور سورج کے سامنے ہونے کی وجہ سے وہ چٹائی ہے۔

جلوہ یہ جَلَوْتُ السَّيْفَ اور جَلَوْتُ الْعَرُوْسَ سے مشتق ہے گویا وہ مالک سے غم کو دور کرتا ہے اور مسنون یہ سَنَنْتُ الْحَدِيْدَ سے مشتق ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب تو اسے صیقل کرے۔

مشرکین کے مقتول

جب مسلمان شہسواروں نے مشرک شہسواروں کو آلیا تو حضرت ابوقتادہ نے حبیب بن عینیہ بن حصن کو قتل کر دیا اور اس کی لاش پر اپنی چادر ڈال دی پھر حملہ آوروں کا پیچھا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ تشریف لائے۔ ابن ہشام نے کہا کہ اس موقع پر حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا نائب بنایا تھا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کا ذکر کیا گیا ہے۔ اکوع کا نام سنان تھا، حضرت ابن اسحاق نے سلمہ بن اکوع کا جو ذکر کیا ہے، حضرت سلمہ بن اکوع کی شان اس سے بہت عظیم تھی، کیونکہ انہوں نے اکیلے دشمن سے تیس چادریں اور تیس نیزے چھین لئے تھے۔ حضرت سلمہ پیدل تھے اور ابھی مسلمانوں کا دستہ نہیں پہنچا تھا، تیروں کے ساتھ آپ نے دشمنوں کے بہت سارے آدمی قتل کر دیئے، جب وہ بھاگتے تو حضرت سلمہ انہیں جالیتے اور جب وہ آپ پر حملہ کرتے تو یہ ان سے بچ نکلتے ان کی شہرت وعظمت ان کے واقعات کو ترتیب دینے سے غنی ہے کیونکہ یہ سب کچھ احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہی وہ سلمہ ہیں جن سے بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے جن سے بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی وہ اُہبان بن صیفی تھے وہ مشہور حدیث ہے۔

الیوم یوم الرضع

یوم رضع سے مراد کمینوں کا دن ہے یعنی ان کی بزدلی کا دن ہے، عربوں کے اقوال میں سے ایک یہ ذکر کیا جاتا ہے، لَئِیْمٌ رَاضِعٌ اس بارے میں کئی اقوال ہیں جنہیں ابن الانباری نے ذکر کیا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے راضع اس شخص کو کہتے ہیں جس نے اپنی ماں کے پستان سے کمینگی پائی، یعنی اسے کمینگی کی خوراک دی گئی، ایک قول یہ کیا گیا راضع اسے کہتے ہیں جو اپنے دانتوں کے درمیان موجود چیز کو چوستا ہے اس طرح وہ اپنے حرص میں اضافہ کرتا ہے اس کا شاہد ایک عربی عورت کا قول ہے جو ایک آدمی کی مذمت کرتی ہے۔ اِنَّہٗ لَاکَلَۃٌ ثُکَلَۃٌ یَاکُلُ مِنْ حَشَعِہٖ خِلَلَہٗ۔ وہ پیٹو ہے اپنی حرص کی وجہ سے دانتوں کے درمیان موجود چیز کو کھا جاتا ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا میں نے حرص میں اس سے زیادہ بلیغ قول نہیں سنا۔ عربوں کے اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے۔ ھُوَ یُثِیْرُ الْکِلَابَ مِنْ مَرَابِضِھَا۔ وہ کتوں کو ان کے سونے کی جگہ سے اٹھاتا ہے یعنی وہ کتوں کے نیچے ایسی ہڈی تلاش کرتا ہے جس کو وہ

محمد بن اسحاق نے کہا جب ابوقتادہ کی چادر کو صحابہ نے میت (حبیب) پر دیکھا تو کہا حضرت ابوقتادہ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابوقتادہ شہید نہیں ہوئے بلکہ یہ لاش ابوقتادہ کے ہاتھوں سے مارے گئے مشرک کی ہے۔ انہوں نے اپنی چادر اس لئے ڈالی تا کہ تم یہ پہچان لو کہ یہ ابوقتادہ کا مقتول ہے۔

حضرت عکاشہ بن محصن نے اوبار اور اس کے بیٹے کو ایک ہی اونٹ پر سوار پایا۔ ایک ہی نیزے کے وار سے ان دونوں کو ڈھیر کر دیا اور بعض اونٹنیوں کو ان سے چھڑا لیا۔ حضور ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ ذی قرد پہاڑ کے نزدیک فروکش ہوئے، دوسرے صحابہ بھی آ پہنچے، حضور ایک دن اور ایک رات وہاں مقیم رہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ مجھے سو آدمیوں کا دستہ دیں تو میں باقی ماندہ اونٹنیوں کو بھی ان سے چھین لوں اور دشمنوں کی گردن بھی اڑا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تو غطفان میں ان اونٹنیوں کا دودھ نکال رہے ہوں گے۔

مسلمانوں میں مالِ غنیمت کی تقسیم

حضور ﷺ نے ہر سو صحابہ میں ایک اونٹ تقسیم کیا پھر حضور ﷺ واپس ہوئے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ پہنچے۔

چوسے کمینے اور حریص کے بارے میں ایسے اقوال بھی مذکور ہیں جو ہم نے ذکر نہیں کئے لیکن وہ لوگوں کے ہاں معروف نہیں اور کتابوں میں مذکور ہیں۔

حضرت سلمہ کا قول اَلْیَوْمَ یَوْمُ الرُّضَّعِ۔ دونوں جگہ یوم کو مرفوع پڑھا گیا ہے، نیز پہلے یوم کو منصوب اور دوسرے کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے۔ سیبویہ نے بیان کیا ہے اَلْیَوْمَ یَوْمُكَ۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ یوم کو ظرف بنائیں گے جو دوسرے یوم کی خبر کے محل میں ہے کیونکہ ظرف زماں کو اپنے جیسے زمانہ کی خبر بنانا صحیح ہوتا ہے جبکہ ظرف ایسی ہو جو مفعول فیہ ہی نہ بنتی ہو بلکہ مبتدا بننے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو اور دوسری ظرف سے وقت کے اعتبار سے تنگ نہ ہو جس طرح تو یہ کہے، اَلسَّاعَةُ یَوْمُكَ، اللہ تعالیٰ کے فرمان فَذٰلِكَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ؀ (مدثر) میں یَوْمٌ عَسِیْرٌ کی ظرف ہے کیونکہ ظرف زمان معنی حدثی رکھتا ہے وہ اسم جامد نہیں جس طرح وہ تمام اسماء جو اپنے اندر معنی حدثی رکھتے ہیں ان میں ایسا کرنا ممتنع نہیں۔

غفاری کی بیوی اور اس کی نذر

غفاری کی جس عورت کو حملہ آور ڈاکو پکڑ کر لے گئے تھے وہ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں آپ کی اونٹنی پر سوار ہو کر آ گئی اور تمام واقعہ بیان کیا۔ جب عرضداشت سے فارغ ہوئی تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اس اونٹنی پر مجھے نجات عطا کی تو میں اس اونٹنی کو ذبح کروں گی۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا پھر فرمایا تو نے اس اونٹنی کو کتنا برا بدلہ دیا اس اونٹنی نے تجھے اٹھایا، دشمنوں سے نجات دی پھر تو اسے ذبح کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں اور نہ ہی اس چیز میں نذر ہے جس کی تو مالک نہیں یہ تو میری اونٹنی ہے، اپنے خاندان کے پاس چلی جا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے۔

غفاری کی بیوی والا واقعہ اور اس نے جو کچھ کہا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے جو جواب دیا

غفاری عورت جس کا نام لیلیٰ تھا جو ابوذر (1) کی بیوی تھی جس نے حضور ﷺ کو یہ بتایا تھا کہ اس نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے نجات عطا فرمائی تو وہ اس اونٹنی کو ذبح کرے گی۔ حضور ﷺ مسکرائے فرمایا تو نے اونٹنی کو کتنی بری جزا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس اونٹنی پر تجھے سوار کیا اس اونٹنی کے ذریعے نجات عطا فرمائی پھر تو اسے ذبح کرتی ہے۔ لَا نَذْرَ فِی مَعْصِیَةِ اللّٰهِ وَ لَا فِیْ مَا لَا تَمْلِکِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں اور نہ اس میں نذر ہے جس کی تو مالک نہیں اس حدیث میں امام شافعی کی دلیل ہے اسی طرح ان لوگوں کی بھی دلیل ہے جو امام شافعی کے حامی ہیں کہ دشمن جو مال اپنے علاقے میں لے جائے، مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی وہ اصل مالک کا ہے کیونکہ دشمن کا اس مال کو اپنے علاقے میں لے جانا اصل مالک کی ملکیت کو ختم نہیں کرتا۔ امام مالک نے فرمایا تقسیم سے پہلے مالک اس کا مستحق ہے اور تقسیم کے بعد مالک قیمت کے ساتھ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ عراق کے علماء کے بھی یہی دو قول ہیں۔

لَا نَذْرَ وَ لَا طَلَاقَ وَلَا عِتْقَ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ۔ جس کا انسان مالک نہ ہو اس میں نہ نذر ہے نہ طلاق ہے اور نہ ہی آزادی۔ حضور ﷺ کا فرمان اِنَّهٗ لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ وَ لَا فِیْمَا لَا تَمْلِکِیْنَ اور حضور ﷺ کا فرمان۔ لَا نَذْرَ لِاَحَدٍ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ وَ لَا طَلَاقَ لِاَحَدٍ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ وَ لَا عِتْقَ لِاَحَدٍ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ۔ یہ احادیث حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی سند سے مروی ہیں لیکن اسناد میں علل کی وجہ سے صحیحین میں مروی نہیں اسی حدیث کے موافق

1۔ اگر ابوذر سے مراد حضرت شارح نے حضرت ابوذر غفاری سے لی ہے تو یہ تعبیر محل نظر ہے کیونکہ حضرت ابوذر غفاری کا وصال حضرت عثمان غنی کے دور خلافت میں ہوا۔ مترجم

یہ ابو زبیر مکی سے وہ حسن سے وہ ابو حسین بصری سے مروی ہے۔

غزوہ ذی قرد کے بارے میں حضرت حسان کے اشعار

غزوہ ذی قرد کے بارے میں جو شعر کہے گئے ان میں حضرت حسان کے یہ اشعار ہیں۔

لَوْلَا الَّذِیْ لَاقَتْ وَ مَسَّ نُسُوْرَهَا بِجَنُوْبِ سَایَةَ أَمْسِ فِی التَّقْوَادِ

اگر کل سایہ (1) کے جنوب میں وہ پتھریلی زمین حائل نہ ہوتی جس سے ہمارے گھوڑوں کو سامنا کرنا پڑا اور جس سے کنکریاں ان کے سموں میں پیوست ہو رہی تھیں۔

صحابہ کی ایک جماعت، تابعین کے فقہاء ملکوں اور شہروں کے فقہاء کے اقوال ہیں۔

حضرت حسان نے گھوڑے کے اعضاء کے بارے میں جو شعر کہے ہیں ان میں حضرت حسان نے کہا لَوْ لَا الَّذِیْ لَاقَتْ وَ مَسَّ نُسُوْرَهَا۔ کھر کے نیچے گٹھلی نما حصہ کو نسر کہتے ہیں گھوڑے کے بیس عضو ہیں ہر عضو کو پرندے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ نسر، نعامہ، ھامہ، سامہ، سعدانہ یہی حمامہ ہے۔ قطاۃ ذباب، عصفور، غراب، صرد، صقر، ضرب، ناھض یہ عقاب کا بچہ ہے۔ خطاب ان کو حضرت حسان نے ذکر کیا اور باقی کو اصمعی نے ذکر کیا ہے اور اس میں ابو حذرہ جریر کے اشعار ذکر کئے ہیں۔

وَ اَقَبَّ کَالسِّرْحَانِ تُمَّ لَهٗ مَا بَیْنَ هَامَتِهٖ اِلَی النَّسْرِ

وہ بھیڑیئے کی طرح پتلی کمر والا ہے، کھوپڑی سے لے کر کھر تک وہ مکمل ہے۔

رَحُبَتْ نَعَامَتُهٗ وَوُفِّرَ فَرْخُهٗ وَ تَمَکَّنَ الصُّرَدَانِ فِیْ النَّحْرِ

اس کے قدم کا نچلا حصہ کشادہ ہے اور دماغ کا اگلا حصہ بھرا ہوا ہے اور اس کی گردن میں صرد (2) براجمان ہیں۔

وَ اَنَافَ بِالْعُصْفُوْرِ فِیْ سَعَفٍ هَامٍ اَشَمَّ مُوَثَّقِ الْجِذْرِ

اس کے ناک کی ہڈی سفید پیشانی میں جھانک رہی ہے وہ سردار ہے بلند ناک والا اور مضبوط دانتوں والا ہے۔

وَازْدَانَ بِالذِّیْکَیْنِ صَلْصَلَهٗ وَ نَبَتْ دَجَاجَتُهٗ عَنِ الصَّدْرِ

اس کی پیشانی دو دیک (3) سے مزین ہے اور اس کے سینے کی ہڈی سینے سے ابھری ہوئی ہے۔

و الناهضان اُمِرَّ جَلْزُهُمَا فَکَاَنَّمَا عُثِمَا علی کَسْرٍ

اس کے دونوں بازوں کے گوشت کا ابھاریوں گھمایا گیا ہے گویا وہ باز ایسے ہیں کہ ہڈی ٹوٹنے کے بعد انہیں غلط جوڑا گیا ہو۔

1۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان وادی۔ مترجم 2۔ موٹے سر، سفید پیٹ اور سبز پیٹھ والا پرندہ 3۔ کان کے پیچھے ہڈی

لَلَقِينَكُمْ يَحْمِلْنَ كُلَّ مُدَجَّجٍ حَامِى الْحَقِيقَةِ مَاجِدِ الْاَجْدَادِ

تو یہ ضرور تمہیں ملتے جبکہ وہ ایسے نوجوانوں کو سوار کیے ہوئے ہیں جو پوری طرح مسلح ہیں حق کے حامی ہیں اور عظیم آباؤ اجداد والے ہیں۔

مُسْحَنْفِرَ الْجَنْبَيْنِ مُلْتَئِمٌ مَا بَيْنَ شِيْمَتِهٖ اِلَى الْغُرَرِ

لمبے پہلوؤں والا ہے اور خصلت سے لے کر پیشانی تک باہم پیوست ہے۔

وَ صَفَتْ سُمَانَاهُ وَ حَافِرُهٗ وَ اَدِيْمُهٗ وَ مَنَابِتُ الشَّعْرِ

اس کے دونوں سمان، اس کا کھر، اس کی چمڑی اور بال اگنے کی جگہ صاف ہیں۔

وَ سَمَا الْغُرَابُ لِمَوْقِعَيْهِ مَعًا فَاُبِيْنَ بَيْنَهُمَا عَلٰى قَدَرِ

غراب (1) دونوں جگہ اکٹھے اٹھا ہوا ہے ان کے درمیان اندازے کے مطابق فاصلہ رکھا گیا ہے

وَ اكْتَنَّ دُوْنَ قَبِيْحِهٖ خُطَّافُهٗ وَ نَأَتْ سَمَامَتُهٗ عَلَى الصَّقْرِ

اس کی قباحت سے خطاف کو چھپا دیا گیا ہے اور اس کا سامہ (2) اس کے صقر (3) پر دور ہے

وَ تَقَدَّمَتْ عَنْهُ الْقَطَاةُ لَهٗ فَنَأَتْ بِمَوْقِعِهَا عَنِ الْحُرِّ

اس پر پیچھے سوار ہونے والے کی جگہ اس کا قطاہ (4) یعنی آگے ہے جبکہ آزاد شاہسوار کی جگہ سے بہت دور ہے۔

وَ سَمَا عَلٰى نِقْوَيْهِ دُوْنَ حِدَاتِهٖ خَرَبَانِ بَيْنَهُمَا مَدَى الشِّبْرِ

وہ اپنے مضبوط بازوؤں پر اٹھتا ہے اس کے کوکھ کی ہڈیوں کے درمیان بالشت بھر کا فاصلہ ہے۔

يَدَعُ الرَّضِيْمَ اِذَا جَرَى فِلَقًا بِتَوَائِمٍ كَمَوَاسِمٍ سُمْرِ

جب وہ چند منزلیں دوڑتا ہے تو ترتیب سے رکھے ہوئے پتھروں کو یوں ملا ہوا چھوڑتا ہے جیسے خشک موسم ہو۔

رُكِّبْنَ فِىْ محض الشَّوىٰ سَبْطٍ كَفْتِ الْوُثُوْبِ مُشَدَّدِ الْاَسْرِ

عورتوں کو مضبوط پاؤں والے، خوبصورت قد و قامت والے، حملہ کے وقت تیزی دکھانے والے اور مضبوط گھوڑی پر سوار کیا گیا۔

بداداور فجار حضرت حسان کا شعر فشكوا بالرماح بداد

بداد یہ تبدد سے مشتق ہے جس کا معنی جدا ہونا ہے یہ محل نصب میں ہے مگر یہ مبنی ہے اس کی نصب مصدر کی طرح ہوتی ہے جب تو کہتا ہے مشيت قهقهرى و قعدت القرفصاء گویا اس نے کہا طعنوا الطعنة يقال لها بداد۔ بداد فجار کی مثل ہے جیسے یہ قول احتملت فجار اسے اسم بنایا جو مصدر کا علم

1۔ سرین کی ایک جانب 2۔ لمبے پروں اور چھوٹے پاؤں والا پرندہ
3۔ گردن پر بالوں کا دائرہ 4۔ لبدہ کے آخر میں بالوں کا دائرہ

وَ لَسَرَّ اَوْلَادَ اللَّقِيطَةِ اَنَّنَا سِلْمٌ غَدَاةَ فَوَارِسِ الْمِقْدَادِ

تو بداصل لوگوں کو یہ بات خوش کرتی کہ ہم اس روز مقداد کے سواروں کے ساتھ جنگ کرنے سے محفوظ رہے۔

كُنَّا ثَمَانِيَةً وَ كَانُوْا جَحْفَلًا لِجَبًا فَشُكُّوْا بِالرِّمَاحِ بَدَادِ

ہم آٹھ تھے اور وہ بڑا لشکر تھے پھر بھی انہیں نیزوں کے ساتھ ٹکڑوں میں تقسیم کردیا گیا۔

كُنَّا مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَ يُقَدِّمُوْنَ عِنَانَ كُلِّ جَوَادِ

ہم ایسی قوم سے تھے جوان کا پیچھا کر رہے تھے اور عمدہ گھوڑوں کی لگامیں پکڑے آگے بڑھ رہے تھے۔

ہے جس طرح انہوں نے کہا فحملت برۃ اس نے برہ کو نیکی کا علم بنادیا اس موقع پر اس علمیت میں راز یہ ہے کہ انہوں نے اس سے فعل اتم کا ارادہ کیا جس کو اس فعل کا نام دیا جاتا ہے کبھی ایک انسان کہتا ہے بر فلان و فجر یعنی وہ اس فعل کے کرنے کے قریب ہوگیا یا اس نے اس سے بعض فعل کیا جب کوئی آدمی کہے فعلت برۃ تو اس سے مراد وہ نیکی لیتا ہے جس سے بر کا نام حقیقت میں رکھا جاتا ہے تو وہ ایسا اسم علم لایا جو اپنے مسمیٰ کا حقیقت میں نام ہے جبکہ مجاز کی یہ قسم اعلام میں متصور نہیں ہوتی اسی طرح جب وہ فجور کا حقیقت میں ارادہ کرے اور وہ مجاز اٹھانے کا ارادہ کرے تو وہ اسے یہ نام دیتا ہے تو معنی کو ثابت کرنے کے لئے جائز ہے یعنی اس قسم کے فعل کے بارے میں مناسب یہ ہے کہ اسے فجور کا نام حقیقتاً دیا جائے۔ اسی طرح انہوں نے نداء میں کہا یا فساق۔ یا فسق وہ ایسا معروف صیغہ لاتے ہیں جو علمیت میں معروف ہے جبکہ نداء کے ساتھ خاص ہے یعنی یہ نام ایسا ہونا چاہئے جس کے ساتھ اسے بلایا جاتا ہو کیونکہ اسم علم اپنے مسمیٰ کو اس اسم سے زیادہ لازم ہوتا ہے جو اس فعل سے مشتق ہو جو فعل اس نے کیا ہو کیونکہ فعل ثابت نہیں ہوتا اور اسم علم ثابت ہوتا ہے یہی ان اسماء میں ان کا مقصود ہوتا ہے جو اسماء ان مواقع پر اعلام کے صیغوں پر آتے ہیں ان میں غور وفکر کرے ہم نے اس غرض کو بڑی تفصیل سے منصرف اور غیر منصرف کے اسرار میں بیان کردیا ہے اس لئے تجھے وہاں دیکھ لینا چاہئے وہاں تو ان کے مبنی علی کسرہ ہونے کے راز کو دیکھ لے گا ساتھ ہی ساتھ ان کے جو معانی متصل ہوتے ہیں۔ ان شاء اللہ

میں نے شیخ کے حاشیہ میں فشکوا بالرماح کو فشلوا پایا ہے یہ صحیح روایت ہے اور معنی بھی حقیقی ہے تاہم دونوں اصلوں میں فشکوا ہے جس طرح اس اصل میں کاف ہے یہاں شیخ کا کلام ختم ہوتا ہے شل کا معنی دھتکارنا ہے اور شلک سے مراد نیزہ مارنا ہے جس طرح کہا۔

كَلَّا وَ رَبِّ الرَّاقِصَاتِ إِلَى مِنًى يَقْطَعْنَ عُرْضَ مَخَارِمِ الْأَطْوَادِ

خبردار قسم ہے ان اونٹنیوں کے رب کی جو منی کی طرف رقص کرتے جارہی ہیں وہ پہاڑوں کی پگڈنڈیوں پر رواں دواں ہیں۔

حَتّٰى نُبِيلَ الْخَيْلَ فِي عَرَصَاتِكُمْ وَ نَؤُوبَ بِالْمَلَكَاتِ وَالْأَوْلَادِ

یہاں تک ہم نے اپنے گھوڑوں کو تمہارے مکانات کے وسط میں پیشاب کرایا اور ہم واپس پلٹ رہے تھے، تمہاری عورتوں اور بچوں کو لے کر۔

رَهْوًا بِكُلِّ مُقَلِّصٍ وَ طِمِرَّةٍ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ عَطَفْنَ وَوَادِ

بڑے آرام سے تیز رفتار اونٹنیوں اور گھوڑوں کے ساتھ جو ہر معرکہ میں تیزی سے پلٹتے ہیں۔

أَفْنَى دَوَابِرَهَا وَلَاحَ مُتُونَهَا يَوْمٌ تُقَادُ بِهِ وَ يَوْمُ طِرَادِ

ان کے پچھلے حصہ کو فنا کر دیا ہے اور ان کی پشتوں کو ظاہر کر دیا ہے اس دن جس میں انہیں لے جایا جاتا ہے اور چھوٹے نیزوں والے دن یعنی مقابلہ کے دن۔

فَكَذَلِكَ إِنَّ جِيَادَنَا مَلْبُونَةٌ وَالْحَرْبُ مُشْعَلَةٌ بِرِيحٍ غَوَادِ

اسی طرح ہمارے گھوڑے صبح کی ہوا سے مدہوش ہوتے ہیں جبکہ جنگ بھڑک رہی ہوتی ہے۔

وَ سُيُوفُنَا بِيضُ الْحَدَائِدِ تَجْتَلِي جُنَنَ الْحَدِيدِ وَهَامَةَ الْمُرْتَادِ

ہماری روشن تلواریں ظاہر کرتی ہیں (کاٹ دیتی ہیں) لوہے کی زرہوں اور جنگ کے طلب گار کو۔

أَخَذَ الْإِلٰهُ عَلَيْهِمُ لِحَرَامِهِ وَ لِعِزَّةِ الرَّحْمٰنِ بِالْأَسْدَادِ

اللہ تعالیٰ نے ان دشمنانِ دین کے سامنے اپنے دین کی عزت و حرمت کے لئے رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔

كَانُوا بِدَارٍ نَاعِمِينَ فَبُدِّلُوا أَيَّامَ ذِي قَرَدٍ وُجُوهَ عِبَادِ

وہ دشمنانِ دین اپنے اپنے گھروں میں عیش و آرام میں تھے مگر ذی قرد کی جنگ میں انہیں

شلك الفريصة بالمدرى فانفذها شلك المبيطر اذ يشفى من العضد

حضرت حسان کے ارشاد رھوا کا معنی ہے سکون سے چلنا، پانی کے تالاب کو بھی رھو کہتے ہیں رھو سارس کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور رھو کا معنی وسیع آئینہ بھی ہے۔

ان کا قول رودای یعنی وہ اپنے سواروں کو لے کر جلدی چلتے ہیں۔

غلاموں کے چہروں سے بدل دیا گیا۔

حضرت سعد کی حضرت حسان پر ناراضگی اور حضرت حسان کی انہیں راضی کرنے کی کوشش۔

حضرت ابن ہشام نے کہا جب حضرت حسان نے یہ شعر کہے تو حضرت سعد بن زید ناراض ہو گئے اور قسم اٹھا دی کہ وہ کبھی بھی حضرت حسان سے گفتگو نہ کریں گے کہا، گھوڑے اور شاہسوار تو میرے تھے اور تو نے انہیں مقداد کی ملکیت بنا دیا۔ حضرت حسان نے ان کے سامنے معذرت کی اور کہا میں نے تو یہ ارادہ نہیں کیا تھا لیکن قافیہ مقداد کے نام کے موافق ہو گیا پھر حضرت حسان نے اشعار کہے جن میں حضرت سعد کو راضی کرنا چاہا۔

اِذَا اَرَدْتُمْ الْاَشَدَّ الْجَلْدَا اَوْ ذَاغَنَاءٍ فَعَلَيْكُمْ سَعْدًا
سَعْدَ بْنَ زَيْدٍ لَا يُهَدُّ هَدًّا

شعر: جب تم مضبوط اور بہادر آدمی کے پاس جانے کا ارادہ کرو یا غنی آدمی کے پاس جانے کا ارادہ کرو تو حضرت سعد کے پاس جاؤ۔ کیونکہ سعد بن زید ایسا بہادر ہے جسے گرایا نہیں جا سکتا۔

حضرت سعد نے ان کی معذرت قبول نہ کی اور ان اشعار کا حضرت حسان کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔

غزوہ ذی قرد کے بارے میں حضرت حسان کا ایک اور قصیدہ

اَظَنَّ عُيَيْنَةُ اِذْ زَارَهَا بِاَنْ سَوْفَ يَهْدِمُ فِيهَا قُصُوْرَا

جب عینیہ مدینہ طیبہ آیا تھا تو کیا اس نے یہ گمان کیا تھا کہ وہ اس کے محلات کو گرا دے گا۔

فَاُكْذِبْتَ مَا كُنْتَ صَدَّقْتَهٗ وَ قُلْتُمْ سَنَغْنَمُ اَمْرًا كَبِيْرًا

جس کو تو نے سچ کرنا چاہا تھا اس میں تجھے جھٹلا دیا گیا اور تم نے کہا تھا ہم عنقریب بڑی غنیمت پائیں گے۔

فَعِفْتَ الْمَدِيْنَةَ اِذْ زُرْتَهَا وَ آنَسْتَ لِلْاَسْدِ فِيهَا زَئِيْرًا

پس تو مجبور ہو کر مدینہ چھوڑنے لگا جب تو وہاں آیا اور شیروں کی گرج سے مانوس ہوا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا كَشَدِّ النَّعَامِ وَ لَمْ يَكْشِفُوْا عَنْ مُلِطٍّ حَصِيْرًا

پھر وہ تیزی سے بھاگے جیسے شتر مرغ بھاگتا ہے اور انہوں نے اونٹوں کے باڑا سے رکاوٹ

حضرت حسان کا ایک اور قصیدہ فَوَلَّوْا سِرَاعًا كَشَدِّ النَّعَامِ وَ لَمْ يَكْشِفُوْا عَنْ مُلِطٍّ حَصِيْرًا۔ انہوں نے اونٹوں کو مالِ غنیمت کے طور پر حاصل نہ کیا اور نہ ہی انہوں نے باڑ کو ہٹایا جس کے ساتھ اونٹوں کا باڑہ بنایا جاتا ہے یہ لکڑیاں ہوتی ہیں ملط عربوں کے قول لَطَّتِ النَّاقَةُ۔ اور الطت

بھی نہ ہٹائی۔

اَمِيْرٌ عَلَيْنَا رَسُوْلُ الْمَلِيْكِ اَحْبِبْ بِذَاكَ اِلَيْنَا اَمِيْرَا

ہمارے امیر اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ہمارے امیر ہمیں کتنے ہی محبوب تھے۔

رَسُوْلٌ نُصَدِّقُ مَا جَاءَهُ وَ يَتْلُوْا كِتَابًا مُضِيًّا مُنِيْرًا

وہ اللہ کے رسول ہیں جو پیغام وہ لائے ہی ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں وہ ہمیں روشن کتاب پڑھ کر سناتے ہیں۔

غزوہ ذی قرد کے بارے میں حضرت کعب کے اشعار

اَتَحْسِبُ اَوْلَادَ اللَّقِيْطَةِ اَنَّنَا عَلَى الْخَيْلِ لَسْنَا مِثْلَهُمْ فِى الْفَوَارِسِ

کیا بداصل لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب ہم گھوڑوں پر سوار ہوں تو شہسواری میں ان کی مثل نہیں ہو سکتے۔

وَ اِنَّا اُنَاسٌ لَا نَرَى الْقَتْلَ سُبَّةً وَ لَا نَنْثَنِىْ عِنْدَ الرِّمَاحِ الْمَدَاعِسِ

جب کہ ہم تو ایسے لوگ ہیں جو قتل کو گالی خیال نہیں کرتے اور نہ ہی نیزے پڑنے کے دوران پیٹھ پھیرتے ہیں۔

وَ اِنَّا لَنَقْرِىْ الضَّيْفَ مِنْ قَمَعِ الذُّرَى وَ نَضْرِبُ رَاْسَ الْاَبْلَخِ الْمُتَشَاوِسِ

اور ہم مہمان کی ضیافت کرتے ہیں اونٹ کی کوہان کے بلند حصہ سے اور ہم خوبصورت بہادر کا سر قلم کر دیتے ہیں۔

نَرُدُّ كُمَاةَ الْمُعْلِمِيْنَ اِذَا انْتَخَوْا بِضَرْبٍ يُسَلِّىْ نَخْوَةَ الْمُتَقَاعِسِ

ہم جانے پہچانے بہادروں کا منہ پھیر دیتے ہیں جب وہ تکبر کرتے ہیں ایسی ضرب کے ساتھ جو تسلی کا باعث ہوتی سینہ پھیلانے والے کی نخوت کے لئے۔

بِكُلِّ فَتًى حَامِى الْحَقِيْقَةِ مَاجِدٍ كَرِيْمٍ كَسِرْحَانِ الْغَضَاةِ مُخَالِسِ

ایسے نوجوانوں کے ساتھ جو حق کے حامی شریف النسب، سخی، پھرتی سے اچک لینے والے ہیں جیسے گھنے درختوں میں رہنے والا بھیڑیا۔

يَذُوْدُوْنَ عَنْ اَحْسَابِهِمْ وَ تِلَادِهِمْ بِبِيْضٍ تَقُدُّ الْهَامَ تَحْتَ الْقَوَانِسِ

وہ اپنے حسب اور نسب کی حفاظت کرتے ہیں ایسی تلواروں کے ساتھ جو ایسی کھوپڑیوں کو

بذنبھا سے مشتق ہے یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب وہ اپنی دم اپنی ٹانگوں میں داخل کر لے۔

کاٹ دیتی ہیں جو خودوں میں چھپی ہوتی ہیں۔

فَسَائِلْ بَنِیْ بَدْرٍ اِذَا مَا لَقِيْتَهُمْ بِمَا فَعَلَ الْاِخْوَانُ يَوْمَ التَّمَارُسِ

بنو بدر سے پوچھنا جب تم ان سے ملو کہ تلوار زنی کے دن بھائیوں نے کیا کیا تھا؟

اِذَا مَا خَرَجْتُمْ فَاصْدُقُوْا مَنْ لَقِيْتُمْ وَ لَا تَكْتُمُوْا اَخْبَارَكُمْ فِي الْمَجَالِسِ

جب تم گھروں سے باہر نکلو تو جس سے ملو اس سے سچی بات کرنا اور مجالس میں باتوں کو نہ چھپانا۔

وَ قُوْلُوْا زَلَلْنَا عَنْ مَخَالِبِ خَادِرٍ بِهٖ وَحَرٌ فِي الصَّدْرِ مَا لَمْ يُمَارِسِ

اور کہہ دینا کہ ہم اس شیر کے پنجوں کے ڈر سے پھسل گئے ہیں جس کے سینہ میں اس وقت تک غصہ کی گرمی رہتی ہے جب تک وہ حملہ نہ کر لے۔

حضرت ابن ہشام نے کہا اس کا شعر وانا لنقری الضیف یہ ابوزید نے مجھے بیان کیا۔

شداد کے عینیہ کے بارے میں اشعار

حضرت ابن اسحاق نے کہا شداد بن عارض جشمی نے غزوہ ذی قرد میں عینیہ بن حصن کے بارے میں کہا جبکہ عینیہ کی کنیت ابو مالک تھی۔

فَهَلَّا كَرَرْتَ اَبَا مَالِكٍ وَ خَيْلُكَ مُدْبِرَةٌ تُقْتَلُ

تو نے پلٹ کر حملہ کیوں نہ کیا اے ابو مالک، جب کہ تیرے شاہسوار پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے تھے اور قتل کیے جا رہے تھے۔

ذَكَرْتَ الْاِيَابَ اِلَى عَسْجَرٍ وَ هَيْهَاتَ قَدْ بَعُدَ الْمُقْفَلُ

تو نے ذکر کیا کہ عسجر (جگہ کا نام) کی طرف لوٹے گا حالانکہ یہ بات حقیقت سے بہت دور ہے، تحقیق لوٹنا تو بہت دور ہو چکا۔

ضَمِنْتَ نَفْسَكَ ذَا فَيْعَةٍ مِسَحَّ الْفَضَاءِ اِذَا يُرْسَلُ

تو نے اپنے نفس کو اطمینان دلایا جو بھاگا جا رہا تھا، جس طرح کھلے میدان میں وہ گھوڑا بھاگتا ہے جسے چھوڑ دیا گیا ہو۔

اِذَا قَبَّضَتْهُ اِلَيْكَ الشَّمَا لُ جَاشَ كَمَا اضْطَرَمَ الْمِرْجَلُ

جب نفس کو تیرے قبضہ میں دے دیا شمال نے تو وہ یوں جوش مار رہا تھا جس طرح ہنڈیا جوش مارتی ہے۔

فَلَمَّا عَرَفْتُمْ عِبَادَ الْاِلٰه لَمْ يَنْظُرِ الْآخِرَ الْاَوَّلُ

جب تم نے اللہ کے بندوں کو پہچان لیا کہ دوسرے کا انتظار نہیں کرتا پہلا جانے والا۔

عَرَفْتُمْ فَوَارِسَ قَدْ عَوَّدُوا طِرَادَ الْكُمَاةِ اِذَا اَسْهَلُوا

تو تم نے پہچان لیا ہوگا ان شاہسواروں کو جو عادی ہیں بہادروں سے ٹکر لینے کے جب انہیں اجازت دی جاتی ہے۔

اِذَا طَرَدُوا الْخَيْلَ تَشْقٰى بِهِمْ فِضَاحًا وَ اِنْ يُطْرَدُوا يَنْزِلُوا

جب یہ شاہسوار بھگا رہے تھے (دشمنوں کے) گھوڑوں کو تو ان دشمنوں کے لئے بدبختی کا وقت تھا ذلت و رسوائی کی حالت میں اگر ان شاہسواروں کو روکا جاتا تو یہ نیچے اتر آتے۔

فَيَعْتَصِمُوا فِيْ سَوَاءِ الْمُقَا م بِالْبِيْضِ اَخْلَصَهَا الصَّيْقَلُ

تو یہ اپنی حفاظت کرتے ہموار جگہ میں ایسی سفید تلواروں کے ساتھ جنہیں عمدہ بنا دیا تھا صیقل کرنے نے۔

غزوہ بنی مصطلق

حضرت ابن اسحاق نے کہا حضور ﷺ نے جمادی اخری اور رجب کے مہینہ میں مدینہ طیبہ میں قیام کیا پھر بنی مصطلق پر حملہ کیا جو بنو خزاعہ کی ایک شاخ تھی یہ غزوہ سن چھ ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت ابن ہشام نے کہا حضور ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری کو مدینہ طیبہ پر عامل بنایا ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو عامل بنایا گیا۔

غزوہ کا سبب

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ، عبداللہ بن ابی بکر اور محمد

غزوہ بنی مصطلق

بنی مصطلق سے مراد بنو جزیمہ بن کعب ہیں جو خزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں پس بنو جزیمہ ہی بنو مصطلق ہوتے، مصطلق یہ صلق سے مفتعل کے وزن پر ہے صلق کا معنی آواز بلند کرنا ہے۔ مریسیع سے مراد بنو خزاعہ کا چشمہ ہے یہ عربوں کے اس قول سے مشتق ہے۔ رَسَحَتْ عَيْنُ الرَّجُلِ۔ یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب خرابی کی وجہ سے آدمی کی آنکھ بہنے لگے، حضرت مولف نے سنان بن وبرہ کا ذکر کیا ہے، بعض علماء نے کہا اس سے مراد سنان بن تمیم ہے جو جہینہ بن سود بن اسلم ہے یہ انصار کا حلیف تھا۔

بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے غزوہ بنی مصطلق کی بعض باتیں بیان کی ہیں انہوں نے کہا حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ بنی مصطلق مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں جن کا قائد حارث بن ابی ضرار ہے جو حضرت جویریہ بنت حارث کا باپ ہے حضرت جویریہ جو حضور ﷺ کی زوجہ ہیں جب حضور ﷺ نے اس کے متعلق سنا آپ نے ان کی طرف کوچ کیا یہاں تک کہ بنی مصطلق کے چشمہ پر ان سے ملاقات ہوئی، اس چشمہ کا نام مریسیع تھا جو قدید سے ساحل کی جانب تھا، لشکروں کا آپس میں مقابلہ ہوا اور انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی مصطلق کو شکست دی ان میں سے کچھ لوگ قتل ہو گئے، حضور ﷺ نے ان کی اولاد اور عورتوں کو مالِ غنیمت کے طور پر قبضہ میں لے لیا۔

حضرت ابن صبابہ کی شہادت

مسلمانوں میں سے ایک شخص جو بنی کلب عوف بن عامر سے تعلق رکھتا تھا جسے ہشام بن صبابہ کہتے، حضرت عبادہ بن صامت کے خاندان کے ایک انصاری نے اسے قتل کر دیا۔ انصاری صحابی کو خیال ہوا کہ یہ (ابن صبابہ) دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہے تو اسے غلطی سے قتل کر دیا۔

مہاجرین و انصار کے درمیان ایک فتنہ

ابھی حضور ﷺ اس چشمہ پر ہی فروکش تھے کہ لوگوں میں ایک فتنہ کھڑا ہو گیا صورت یہ بنی

دورِ جاہلیت کا نعرہ حرام ہے

حضرت مولف نے ذکر کیا ہے کہ سنان نے یہ نعرہ لگایا یاللانصار اور جہجاہ غفاری نے نعرہ لگایا یا للمہاجرین لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ اس موقع پر حضور ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟ صحیح میں ہے جب حضور ﷺ نے دونوں کی کلام کو سنا تو حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو، یہ بدبودار بات ہے یہ خبیث کلمہ ہے کیونکہ یہ جاہلیت کا نعرہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بھائی بھائی اور ایک جماعت بنا دیا ہے مناسب تو یہ تھا یوں بات کی جاتی اے مسلمانو! دورِ اسلام میں جو دورِ جاہلیت کا نعرہ لگائے تو اس میں فقہاء کے تین قول ہیں۔

ا۔ جو آدمی اس نعرہ پر اسلحہ لے کر نکلے آئے اسے پچاس درے مارے جائیں وہ اس میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کی اقتداء کرتے ہیں کہ انہوں نے نابغہ جعدی کو پچاس درے مارے تھے جب اس نے یہ آواز سنی تھی یَا لَعَامِرٍ اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ دوڑتا ہوا آ گیا تھا۔

کہ حضرت عمر بن خطاب کے پاس بنی غفار قبیلہ کا ایک آدمی مزدوری کرتا تھا جس کا نام جہجاہ بن مسعود تھا۔ جہجاہ حضرت عمر کا گھوڑا لے کر چلتا تھا۔ جہجاہ اور سنان کا چشمہ پر آپس میں جھگڑا ہو گیا سنان بن وبرہ جہنی بن عوف بن خزرج کا حلیف تھا یہ دونوں آپس میں لڑ پڑے، جہنی نے آواز دی اے انصار کی جماعت جہجاہ نے آواز دی اے مہاجرین کی جماعت، ابن ابی یہ آواز سن کر

۲۔ اسے دس کوڑے مارے جائیں کیونکہ حضور ﷺ نے دس سے زائد کوڑے مارنے سے منع کیا ہے۔ ہاں حد کی صورت میں زیادہ کوڑے مارے جاسکتے ہیں۔

۳۔ امام جو مناسب سمجھے وہ اس شر کا راستہ روکنے کے لئے کاروائی کرے صرف دھمکائے، قید کرے یا کوڑے مارے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضور ﷺ نے تو ان دونوں کو کوئی سزا نہیں دی تھی، ہم اس کا یہ جواب دیں گے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس دعویٰ کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بدبودار ہے۔ آپ نے نہی کو مؤکد ذکر کیا ہے جو آدمی (اس نہی اور حضور ﷺ کے فرمان یہ بدبودار ہے) ایسی بات کرے تو اس کو بطور ادب سزا دینا ضروری ہے تاکہ وہ اس بدبو کو سونگھے جس طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری نے جعدی کے ساتھ کیا تھا یہاں فتن (بدبو) سے مراد سخت سزا اور برا انجام ہے۔

جہجاہ بن مسعود

اس سے مراد جہجاہ بن مسعود بن سعد بن حرام ہے، یہ وہی صحابی ہے جس نے یہ روایت کی ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ یہ واقعہ بھی اسی راوی کے بارے میں ہے جس طرح ابن ابی شیبہ اور بزار نے ذکر کیا ہے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ ارشاد ثمامہ بن اثال حنفی کے بارے میں کہا تھا یہ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے۔ وہ ابو بصرہ غفاری ہے اسے ابو عبید کہا جاتا۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد فوت ہوا، اس کے گھٹنے میں بیماری پیدا ہو گئی تھی جس وجہ سے وہ فوت ہوا اس نے اپنے گھٹنے کے ساتھ حضور ﷺ کا عصا توڑا تھا جس کا سہارا لے کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اس کا واقعہ یوں ہوا کہ جب حضرت عثمان غنی مسجد سے نکلے تو جہجاہ نے وہ عصا چھین لیا۔ اسی موقع پر حضرت عثمان کو مسجد میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا یہ بھی حضرت عثمان کے مخالفوں میں سے تھا۔ علماء نے ذکر کیا ہے اس نے اپنے گھٹنے کی مدد سے حضور ﷺ کا وہ عصا توڑا تھا جس کے نتیجے میں اس کے گھٹنے میں بیماری لگ گئی ہم اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور گمراہ کن خواہشات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

غضبناک ہو گیا جبکہ اس کے پاس انصار کی ایک جماعت تھی جن میں یہ حضرت زید بن ارقم بھی تھے حضرت زید نوخیز نوجوان تھے۔ عبداللہ بن ابی نے کہا انہوں (مہاجرین) نے ایسا کیا ہے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ حسب و نسب اور تعداد کی زیادتی میں مقابلہ کیا ہے اور کہا اللہ کی قسم! ہمارا ان قلاش قریشیوں کو کھلانا پلانا ایسا ہی ہے جس طرح کسی نے کہا اپنے کتے کو موٹا کرتا کہ تمہیں کھا جائے۔ اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے تو غالب ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا، پھر اپنی قوم کے افراد کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ سب تمہارا اپنا کیا ہوا ہے، تم نے انہیں اپنے شہر میں بسایا ہے اپنے اموال ان میں تقسیم کیے، اللہ کی قسم! اگر تم اپنے مال ان سے روک لو تو وہ تمہارے شہر سے نکل جائیں۔ حضرت زید بن ارقم نے عبداللہ بن ابی کی باتیں سنیں اور حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور ﷺ دشمنوں سے فارغ ہو چکے تھے۔ حضرت زید نے تمام باتیں حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس وقت آپ کے پاس موجود تھے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ عباد بن بشر کو حکم فرمائیں کہ وہ ابن ابی کو قتل کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر میں ایسا کروں تو لوگ باتیں کریں گے کہ محمد ﷺ نے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے بلکہ کوچ کا اعلان کرو، یہ کوچ اس وقت ہوا تھا جب عموماً حضور ﷺ سفر نہیں کرتے تھے۔ تمام لشکر نے سفر شروع کر دیا۔

ابن ابی کا نفاق

جب ابن ابی کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت زید بن ارقم نے تمام بات حضور ﷺ تک پہنچا دی ہے تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اللہ کے نام کی قسم اٹھائی۔ زید بن ارقم نے جو کچھ کہا ہے میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ ابن ابی اپنی قوم میں معزز فرد شمار ہوتا تھا۔ انصار میں سے جو صحابہ اس وقت حاضر تھے انہوں نے ابن ابی پر شفقت کرتے ہوئے اور اس کا دفاع کرتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کی ممکن ہے اس نوجوان کو وہم ہوا ہو اور ابن ابی نے جو کچھ کہا اسے یاد نہ رہا ہو۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا جب حضور ﷺ اپنی رائے پر قائم رہے اور سفر جاری رکھا تو حضرت اسید بن خضیر نے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی اور اس طرح سلام پیش کیا جس طرح نبی کی بارگاہ میں سلام پیش کیا جاتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس

وقت کوچ کیا جس وقت آپ پہلے کوچ نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے اپنے صاحب کی خبر نہیں پہنچی۔ حضرت اسید نے عرض کی کون سا صاحب۔ فرمایا ابن ابی، عرض کی اس نے کیا کہا؟ فرمایا اس نے کہا ہے اگر وہ مدینہ کی طرف لوٹا تو عزت والا کمزور کو مدینہ سے نکال دے گا تو حضرت اسید نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ چاہیں گے تو آپ اسے نکال دیں گے۔ اللہ کی قسم وہ ذلیل ہے اور آپ غالب ہیں پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابی سے نرمی فرمائیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت ہمارے پاس لایا جبکہ اس کی قوم موتی پرو رہی تھی تا کہ اس کے سر پر تاج رکھے اس کی رائے یہ ہے کہ آپ نے اس کا تاج چھین لیا ہے۔

حضور ﷺ پورا دن لشکر کو لے کر چلتے رہے، یہاں تک کہ شام ہوگئی ساری رات چلتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ دن کا پہلا حصہ بھی چلتے رہے یہاں تک کہ سورج کی تمازت انہیں تکلیف دینے لگی، پھر آپ نے لوگوں کے ساتھ پڑاؤ ڈال لیا۔ لوگوں نے زمین کو چھوا ہی تھا کہ سب سو گئے حضور ﷺ نے اس طرح سفر اس لئے کیا تھا تا کہ لوگ اس بات سے غافل ہو جائیں گے جو گزشتہ روز ابن ابی نے کی تھی۔

حضور ﷺ نے لوگوں کے ساتھ سفر شروع کیا یہاں تک کہ حجاز کے علاقہ سے ہوتے ہوئے حجاز کے چشمہ فویق نقیع پر اترے سخت آندھی چلی جس نے لوگوں کو سخت اذیت پہنچائی اور لوگ اس آندھی سے سخت خوف زدہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آندھی سے نہ ڈرو یہ آندھی ایک بڑے منافق کی وجہ سے چلی ہے۔ جب صحابہ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے رفاعہ بن زید کی موت کی خبر سنی جو بنی قینقاع سے تعلق رکھتا تھا یہ یہودیوں کا ایک سردار تھا اور منافقوں کی پناہ گاہ تھا یہ اسی دن مرا تھا جس روز آندھی چلی تھی۔

ابن ابی کے حق میں نازل ہونے والی آیات

اسی سفر میں وہ سورت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ابن ابی اور اس جیسے منافقین کا ذکر کیا جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور ﷺ نے حضرت زید بن ارقم کا کان پکڑا فرمایا یہ وہ ہے اللہ تعالیٰ نے جس کے کان کو سچ کر دکھایا ہے۔ حضرت عبداللہ جو حضور ﷺ کے سچے غلام تھے اور ابن ابی کے بیٹے تھے انہیں ابن ابی کے بارے میں خبر پہنچ گئی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اپنے والد ابن ابی کے بارے میں نقطہ نظر

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بتایا ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ ابن ابی کے بارے میں طرزِ عمل

حضرت مولف نے ابن ابی کے قول کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کہ ان کے بیٹے نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی کہ ابن ابی کی گفتگو کی وجہ سے اسے قتل کر دیں۔ اس میں حضور ﷺ کا عظیم معجزہ ہے کیونکہ عرب تمام لوگوں سے بڑھ کر عصبیت رکھتے تھے۔ ان کے دلوں میں نورِ ایمان اور نورِ یقین اس مقام تک پہنچ گیا تھا کہ حضرت عبداللہ اپنے باپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ مقصود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرنا تھا جبکہ انہیں حضور ﷺ سے کوئی نسبی رشتہ نہ تھا۔ آپ کی قوم اور چچا زاد بھائیوں کے اسلام قبول کرنے میں دیری کرنا اور دوسرے لوگوں کے جلد اسلام قبول کرنے میں عظیم حکمت ہے۔ اگر حضور ﷺ کے گھر والے اور قریبی رشتہ دار جلدی اسلام قبول کر لیتے تو یہ بات کہی جا سکتی تھی کہ قوم نے اپنی قوم کے ایک فرد پر فخر کا ارادہ کیا ہے اور اس کے لئے عصبیت کا اظہار کیا جبکہ دور کے لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی اور حضور ﷺ سے محبت کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں اور غیروں سے جنگ کی اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ سب کچھ سچی بصیرت اور یقین کی وجہ سے ہوا جو ان کے دلوں میں موجزن تھا اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے تھا جس نے اس عصبیت کو ختم کر دیا جو ان کے دلوں میں دورِ جاہلیت کی وجہ سے راسخ تھی۔ اسے وہی زائل کر سکتا ہے جو فطرت سلیم پیدا کرنے پر قادر ہے اور وہ جو چاہے اس کے کرنے پر قادر ہے جہاں تک حضرت عبداللہ کا تعلق ہے وہ کاتبانِ وحی میں سے تھے ان کا نام حباب تھا انہیں ان کے نام کی وجہ سے ان کا والد اپنی کنیت رکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حباب کا نام عبداللہ رکھا یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ دار قطنی نے ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ ایک جماعت کے پاس سے گزرے جن میں ابن ابی بھی تھا۔ حضور ﷺ نے جماعت کو سلام فرمایا اور چلے گئے ابن ابی نے کہا کہ ابن ابی کبشہ (محمد ﷺ) نے شہروں میں فساد برپا کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ نے یہ بات سن لی تو انہوں نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے باپ ابن ابی کا سر لے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ تم اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ابن سباق نے اس بارے میں یہ ذکر کیا ہے کہ جب ابن ابی کی بات حضور ﷺ تک پہنچی تو اسی روز حضور ﷺ لوگوں کو لے کر چلتے رہے تھے۔ ایک روایت میں مَعَنَ کی

کہ حضرت عبداللہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ابن ابی کو اس بات کی وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہیں جو آپ تک پہنچی ہے اگر آپ لازماً اسے قتل کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم دیں میں اس کا سر آپ کی بارگاہ میں پیش کیے دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم! خزرج جانتے ہیں کوئی آدمی بھی مجھ سے زیادہ اپنے والد سے حسن سلوک کرنے والا نہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ آپ میرے علاوہ کسی اور کو قتل کا حکم دیں گے۔ وہ ابن ابی کو قتل کردے، میرا نفس اس بات کی اجازت نہ دے گا کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھوں اور مجبور ہو کر اسے قتل کردوں تو میں ایک کافر کے بدلے میں ایک مومن کو قتل کردوں گا جس کے نتیجہ میں، میں جہنم میں داخل ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے جب تک وہ ہمارے ساتھ حسن سلوک کرے گا۔ ہم اس کے ساتھ حسن سلوک کریں گے۔

مقیس کا مسلمان ہو کر مکہ مکرمہ سے آنا

حضرت ابن اسحاق نے کہا مقیس بن صبابہ مکہ مکرمہ سے بظاہر مسلمان ہو کر آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور میں اپنے بھائی کی دیت کا مطالبہ کرتا ہوں، جسے غلطی سے قتل کیا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے ہشام بن صبابہ کی دیت ادا کرنے کا حکم دیا، وہ حضور ﷺ کے پاس تھوڑا وقت ہی رہا پھر اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور قتل کردیا پھر مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا، اس نے یہ اشعار کہے۔

شَفَى النَّفْسَ اَنْ قَدْ مَاتَ بِالْقَاعِ مُسْنَدًا تُضَرِّجُ ثَوْبَيْهِ دِمَاءُ الْاَخَادِعِ

میرے نفس کو شفاء دی کہ وہ مرے گا نرم زمین میں ٹیک لگا کر، جبکہ رنگین کر رہا تھا اس کے کپڑوں کو وہ خون جو اس کی رگوں سے بہہ رہا تھا۔

وَ كَانَتْ هُمُوْمُ النَّفْسِ مِنْ قَبْلِ قَتْلِهٖ تُلِمُّ فَتَحْمِيْنِيْ وِطَاءَ الْمَضَاجِعِ

میرے دل کے غم اس کے قتل سے قبل مجھ پر طاری رہتے اور مجھے روکتے کہ میں بستر پر سو سکوں۔

حَلَلْتُ بِهٖ وِتْرِيْ وَاَدْرَكْتُ ثُؤْرَتِيْ وَ كُنْتُ اِلَى الْاَوْثَانِ اَوَّلَ رَاجِعِ

میں نے حاصل کرلیا اس کے قتل سے اپنا بدلہ اور پالیا اپنا انتقام اور میں بتوں کی طرف سب

جگہ متی کے الفاظ ہیں۔ صاحب العین نے کہا یہ جملہ بولا جاتا ہے ساروا سیرا مماتنا۔ یعنی وہ بہت دور تک چلے۔

سے پہلا لوٹنے والا ہوں۔

ثَأَرْتُ بِهٖ فِهْرًا وَ حَمَلْتُ عَقْلَهٗ سَرَاةَ بَنِی النَّجَّارِ اَرْبَابَ فَارِعِ

اس طرح میں نے لے لیا بدلہ فہر کا اور ڈال دیا اس کی دیت کا بوجھ بنی نجار کے سرداروں پر جو قلعہ فارع کے مالک ہیں۔

مقیس بن صبابہ نے یہ بھی کہا۔

جَلَّلْتُهٗ ضَرْبَةً بَاءَ تْ لَهَا وَشَلٌ مِنْ نَاقِعِ الْجَوْفِ یَعْلُوْهُ وَ یَنْصَرِمُ

میں چھا گیا اس پر ایسے وار سے جس سے پورا بدلہ مل گیا، پیٹ سے خون کے قطرے اس پر بلند ہو رہے تھے اور خون ختم ہو رہا تھا۔

فَقُلْتُ وَالْمَوْتُ تَغْشَاهُ اَسِرَّتُهٗ (1) لَا تَأْمَنَنَّ بَنِیْ بَكْرٍ اِذَا ظُلِمُوْا

میں نے کہا جبکہ موت یعنی چہرے اور پیشانی پر شکنیں اس پر نمودار ہو رہی تھیں، بنو بکر سے بے خوف نہ ہو جانا جب بنو بکر پر ظلم کیا جائے۔

حضرت ابن ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا بنی مصطلق کے غزوہ میں مسلمانوں کا نعرہ یہ تھا یَا مَنْصُوْرُ اَمِتْ اَمِتْ(2)۔ حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس غزوہ میں بنی مصطلق کے کئی آدمی مارے گئے حضرت علی شیر خدا نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا حضرت عبداللہ بن عوف نے بنی مصطلق کے ایک شاہسوار کو قتل کیا جسے احمر یا احیمر کہتے۔

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ نے بنی مصطلق کے بے شمار لوگوں کو قیدی بنا لیا اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ قیدیوں میں جویریہ بنت حارث بھی تھی جو حضور ﷺ کی زوجہ بنیں۔

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

حضرت مولف نے ذکر کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ ثابت بن قیس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئیں پھر آپ مال مکاتبہ میں مدد لینے کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کَانَتْ اِمْرَءَةً حُلْوَةً مُلَاحَةً۔ کلام عرب میں ملاح ملیح سے بلیغ ہے،

1۔ چہرے کی جلد اور پیشانی پر پڑنے والی شکنیں یہ موت سے بدل اشتمال ہوگا۔ (نوٹ)

2۔ اے مدد کئے گئے مار ڈال مار ڈال۔۔۔۔۔۔ (نوٹ)

اسی طرح دضاء وضی سے بلیغ ہے اور کبار کبیر سے بلیغ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفت اس لفظ سے نہیں لگائی جاتی، وہاں کبار کبیر کے معنی میں ہوتا ہے یہ جمع کا وزن ہے۔ جیسے ضراب اور شہاد۔ کبیر اور اس جیسے الفاظ میں اشتراک نہیں ہوتا اور وہ وحدانیت پر زیادہ واضح طور پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ملاحہ کے معنی کا جہاں تک تعلق ہے ایک قوم کی رائے یہ ہے کہ یہ مُلْحَہ سے مشتق ہے جس کا معنی سفیدی ہے، عرب کہتے ہیں عنبٌ ملاحی جبکہ ملیح کے معنی میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ عربوں کے قول طعام ملیح سے مشتق ہے۔ کھانے کو ملیح اس وقت کہتے ہیں جب اس میں مناسب نمک ہو اسی وجہ سے جب وہ مدح میں مبالغہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ملیح قزیح پس ملیح ملحت القدر سے مشتق ہے اور قزیح یہ قزحتھا سے مشتق ہے یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب مسالہ ڈال کر اس کی خوشبو کو تو عمدہ کرے یہ مفہوم اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ بیاض (سفیدی) کے معنی سے بہت بعید ہے جو عرب سیاہ کے بارے میں کہتے ہیں ملیح اور آنکھیں جب سیاہ اور خوبصورت ہوں تو کہتے ہیں۔ اِنَّھَا مَلَاحَةٌ فِی الْعَیْنَیْنِ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ۔ (طٰہٰ:۳۹) (اے موسیٰ! میں نے پرتو ڈالا تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے)

اصمعی نے کہا حسن آنکھوں میں، جمال ناک میں اور ملاحت منہ میں ہوتی ہے۔ خالد بن صفوان کی بیوی نے خاوند سے کہا اے ابو صفوان تو خوبصورت ہے اس نے پوچھا کیسے جبکہ میرے پاس جمال کی چادر، ٹوپی اور اس کا ستون نہیں پھر کہا جمال کا ستون لمبا قد ہے جبکہ میں چوڑا ہوں اس کی ٹوپی سیاہ بال ہیں جبکہ میرے بال سفید ہیں اس کی رداء سفید رنگت ہے جبکہ میں گندم گوں رنگ کا ہوں لیکن تو یہ کہ اِنَّكَ مَلِیْحٌ ظریف تو ابو صفوان نے اسے یہ بتایا کہ ملاحت کبھی انسان کی صفت کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس میں سفیدی کا کوئی مفہوم نہیں ہوتا۔ اس وقت یہ ترش روئی اور سختی کی ضد ہوگی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کا آپ کے بارے میں انتہائی حریص ہونا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضرت جویریہ کے بارے میں یہ فرمان فَوَاللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُھَا عَلٰی بَابِ حُجْرَتِیْ فَكَرِھْتُھَا۔ اللہ کی قسم! میں نے اسے اپنے خیمہ کے دروازے پر دیکھا تو اسے ناپسند کیا۔ اس قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج حضور ﷺ کے بارے میں حد درجہ حریص تھیں اور یہ بھی جانتی تھیں کہ جمال کا آپ کے ہاں کیا مقام ہے، جس طرح یہ روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک عورت کو دعوتِ نکاح دی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے بنی

عنہا کو دیکھنے کے لئے بھیجا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس آئیں تو عرض کی میں تو اس میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتی تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کے رخسار میں ایک تل دیکھا ہے جس وجہ سے تیرے جسم کا ہر بال کھڑا ہو گیا، جہاں تک حضور ﷺ کا حضرت جویریہ کو دیکھنے کا تعلق ہے کہ آپ اس کے حسن و جمال سے آگاہ ہو گئے، اس کی وجہ یہ تھی اس وقت آپ لونڈی تھیں اگر وہ آزاد ہوتیں تو آپ آنکھ بھر کر اسے نہ دیکھتے کیونکہ لونڈیوں کو دیکھنا مکروہ نہیں نیز اس وجہ سے دیکھنا بھی جائز تھا کہ آپ نے ان سے نکاح کا ارادہ کیا تھا، جس طرح حضور ﷺ نے اس عورت کو دیکھا تھا جس نے آپ سے یہ عرض کیا تھا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کیا آپ نے اپنی نظر اس کی طرف اٹھائی پھر واپس لے آئے پھر اس کا نکاح ایک اور مرد سے کر دیا۔

جب کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے لئے رخصت ہے کہ وہ اسے دیکھ لے جب حضرت مغیرہ نے ایک عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں آپ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا کاش تو اسے دیکھ لیتا یہ تمہارے درمیان رشتہ کے دوام کے لئے زیادہ مناسب ہوتا۔

جب حضرت محمد بن مسلمہ نے ثبیتہ بنت ضحاک سے نکاح کا ارادہ کیا تھا تو حضور ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا تھا۔ امام مالک کی اور روایت میں یہ ہے کہ آپ نے اسے جائز قرار دیا، اسے ابن ابی زید نے ذکر کیا ہے۔ مسند بزار میں ابوبکرہ کے واسطہ سے روایت ہے کہ اس عورت کے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں جب کوئی آدمی اس عورت سے شادی کا ارادہ کرے جبکہ اس عورت کو محسوس بھی نہ ہو۔ امام بخاری کے تراجم میں یہ بھی ہے اَلنَّظَرُ اِلَی الْمَرْاَۃِ قَبْلَ التَّزْوِیْجِ۔ اس باب میں امام بخاری نے آپ ﷺ کا وہ ارشاد نقل کیا ہے جو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ خواب میں تو مجھے دکھائی گئی فرشتہ تجھے ریشم کے ایک ٹکڑے میں لایا میں نے تیرے چہرے سے پردہ ہٹایا، فرشتے نے کہا یہ آپ کی زوجہ ہے میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کرے گا، یہ بہت اچھا استدلال ہے۔

حضور ﷺ کے فرمان وَاِنْ یَّکُنْ مِنْ عِنْدِ اللہِ۔ میں ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا خواب تو وحی ہوتی ہے تو پھر اس میں کیسے شک کیا کہ یہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

جواب: حضور ﷺ نے خواب کے صحیح ہونے میں شک نہیں کیا لیکن خواب کبھی ظاہر پر محمول ہوتا ہے اور کبھی خواب اس کے لئے ہوتا ہے جو اس آدمی کی مثل ہو یا اس کا ہم نام ہو یہاں شک واقع ہوتا ہے کہ کیا خواب اپنے ظاہر پر محمول ہے یا اس کی کوئی اور تاویل ہے میں نے اپنے شیخ کو اس

مصطلق کے قیدیوں کو تقسیم کیا تو جویریہ بنت حارث حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئیں۔ حضرت جویریہ نے ان سے عقد مکاتبہ کر لیا۔ آپ بہت خوبصورت تھیں جو بھی انہیں دیکھتا یہ اس میں اپنا مقام بنا لیتیں۔ وہ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں تاکہ مکاتبہ کے مال میں مدد لیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس کے دروازے پر آنے کو پسند نہ کیا میں پہچان چکی تھی کہ حضور ﷺ بھی آپ کو اسی نظر سے دیکھیں گے جس نظر سے میں نے اسے دیکھا ہے۔ حضرت جویریہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں جویریہ بنت حارث ہوں۔ حارث جو اپنی قوم کا سردار ہے مجھے جو مصیبت پہنچی ہے وہ آپ پر مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں یا اس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی ہوں۔ میں نے اس سے عقد مکاتبہ کر لیا ہے میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں تاکہ آپ میری اس معاملہ میں مدد کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے بہتر کو پسند کرتی ہو؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس سے بہتر کیا ہے۔ فرمایا، میں تمہاری طرف سے مکاتبہ کا مال دے دوں گا اور پھر تم سے عقد نکاح کر لوں گا۔ حضرت جویریہ نے عرض کی مجھے منظور ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ خبر لوگوں تک پہنچی کہ حضور ﷺ نے حضرت جویریہ بنت حارث سے شادی کر لی ہے تو لوگوں نے کہا یہ تو پھر حضور ﷺ کے سسرال ہوئے۔ بنی

حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے سنا، اس حدیث کی تاویل ایک اور عالم کا ایسا قول ہے جس سے میں خوش نہیں یا یہ خواب حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہوا، ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا اے محبوب مکرم ﷺ مومنوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں جبکہ آپ تو متقین کے امام اور راہنما ہیں۔

حضرت جویریہ بنت حارث

حضرت جویریہ کا نسب یہ ہے۔ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جزیمہ اور جزیمہ کو مصطلق کہتے جو بنی خزاعہ سے تعلق رکھتا تھا، اس کا نام برہ تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام جویریہ رکھا اسی کی مثل میمونہ بنت حارث کی روایت میں مروی ہے، اسی طرح حضرت زینب بنت جحش کی روایت میں ان کا نام برہ تھا اور زینب بنت ابی سلمہ جو حضور ﷺ کی گود میں رہیں ان کا نام بھی برہ تھا، ایک جماعت نے ان کا نام اس کے علاوہ بھی بتایا ہے۔ حضرت جویریہ کا وصال ۵۵ یا ۵۶ ھ میں ہوا۔ قید ہونے سے پہلے یہ مسافع بن صفوان خزاعی کے عقد میں تھیں۔

مصطلق کے جو افراد ان کی ملکیت میں تھے سب آزاد کر دیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت جویریہ کی وجہ سے ان کے خاندان کے سو افراد آزاد ہوئے۔ میں کوئی ایسی عورت نہیں جانتی جو حضرت جویریہ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے باعث برکت ہو۔

حضرت ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ کہا جاتا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوہ بنی مصطلق سے واپس ہوئے جبکہ حضرت جویریہ آپ کے ساتھ تھیں آپ ﷺ نے حضرت جویریہ بطور امانت ایک انصاری کو دے دیں اور حفاظت کا حکم دیا۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ پہنچے تو حضرت جویریہ کا باپ حارث اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر پہنچا جب عقیق کے مقام پر پہنچا تو اپنے اونٹوں کو دیکھا جو فدیہ کے طور پر لایا تھا اسے دو اونٹ بہت اچھے لگے اور عقیق کی وادیوں میں انہیں چھپا دیا پھر حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد ﷺ آپ نے میری بیٹی کو پکڑ لیا ہے یہ اونٹ اس کا فدیہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق میں فلاں فلاں وادی میں چھپا دیا ہے۔ حارث نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! اس بات پر اللہ کے تعالیٰ کے سوا کوئی آگاہ نہیں۔ حارث مسلمان ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کے دو بیٹے بھی مسلمان ہو گئے اور اس کی قوم کے کئی لوگ بھی مسلمان ہو گئے، حارث نے دونوں اونٹوں کو لانے کے لئے ایک آدمی بھیجا جو ان دونوں اونٹوں کو لے آیا۔ اونٹ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے۔ حضور ﷺ نے حضرت جویریہ حارث کے حوالے کر دی۔ حضرت جویریہ نے اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھی مسلمان ثابت ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے والد کو دعوتِ نکاح دی، ان کے والد نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا اور حضور ﷺ نے چار سو درہم مہر عطا کیا۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یزید بن رومان نے بیان کیا ہے کہ جب بنی مصطلق نے اسلام قبول کر لیا تو حضور ﷺ نے ولید بن عقبہ کو ان کی طرف بھیجا جب بنی مصطلق نے قاصد کی آمد کے بارے میں سنا تو سوار ہو کر استقبال کرنے کے لئے نکلے جب ولید نے اس بارے میں سنا تو خوفزدہ ہو گیا اور حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں واپس آ گیا اور بتایا کہ بنی مصطلق نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اپنے صدقات دینے سے انکار کر دیا ہے۔ مسلمانوں میں بنی مصطلق سے جنگ کا ذکر کثرت سے ہونے لگا، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے ان سے جنگ کا ارادہ کر لیا حالات اسی طرح کے تھے کہ بنو مصطلق کا ایک وفد حضور ﷺ کی

بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوگیا عرض کی ہم نے آپ کے بھیجے گئے قاصد کے بارے میں سنا تھا۔ ہم اس کی تعظیم اور صدقات ادا کرنے کے لئے باہر نکلے تو وہ واپس ہو گیا، ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اس نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم اسے قتل کرنے کے ارادے سے نکلے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم ہم تو اس کے لئے نہیں آئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان آیات کو نازل فرمایا۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (الحجرات: ۶ تا ۸)

"اے ایمان والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو اور خوب جان لو تمہارے درمیان رسول اللہ تشریف فرما ہیں۔ اگر وہ مان لیا کریں تمہاری بات اکثر معاملات میں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنا دیا ہے تمہارے نزدیک ایمان کو اور آراستہ کر دیا ہے اسے تمہارے دلوں میں اور قابل نفرت بنا دیا ہے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو یہی لوگ راہِ حق پر ثابت قدم ہیں۔ (یہ سب کچھ) محض اللہ کا فضل اور انعام ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔"

حضور ﷺ اس سفر سے واپس ہوئے جس طرح زہری سے مجھے قابل اعتماد آدمی نے بیان کیا ہے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، جب آپ مدینہ طیبہ کے قریب تھے، اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں تو بہتان لگانے والوں نے آپ کے متعلق وہ کہا جو انتہائی تکلیف دہ ہے۔

غزوہ بنی مصطلق میں افک کا واقعہ

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہمیں زہری نے علقمہ بن وقاص، سعید بن جبیر عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن عتبہ سے روایت کیا کہ ہر ایک نے کچھ باتیں بتائی ہیں کیونکہ بعض لوگ بعض سے زیادہ ذہین ہوتے ہیں انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے میں نے تمہارے لئے ان سب کو

جمع کر دیا ہے۔

محمد بن اسحاق نے کہا مجھے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن ابی بکر نے عمرو بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ اپنے بارے میں بیان کرتی ہیں، جب بہتان باندھنے والوں نے آپ کے متعلق باتیں کیں، ہر کوئی ان سے سن کر آپ کے متعلق گفتگو میں شامل ہو گیا ان میں سے بعض ایسی باتیں کرتے جو دوسرے نہ کرتے تاہم آپ سے روایت کرنے والے ثقہ ہیں آپ سے انہوں نے وہی کچھ روایت کیا جو انہوں نے آپ سے سنا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو آپ امہات المومنین میں قرعہ اندازی کرتے جس کا قرعہ نکلتا آپ اسے سفر پر ساتھ لے جاتے جب غزوہ بنی مصطلق کا وقت آیا تو آپ نے اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کی جس طرح پہلے آپ کا معمول تھا۔ قرعہ میرے نام نکلا، رسول اللہ ﷺ مجھے ساتھ لے گئے ان دنوں عورتیں ہلکی غذا استعمال کرتی تھیں، ان کے جسموں پر گوشت نہ چڑھتا کہ وہ بوجھل ہوتیں۔ میں اونٹ پر سفر کرتی میں اپنے ہودج میں بیٹھ جاتی پھر وہ لوگ آتے جن کے ذمہ میرا سفر اور کھانا ہوتا وہ ہودج کو نیچے سے پکڑتے اسے اٹھاتے اور اونٹ کی پشت پر رکھ دیتے اور رسیوں کو باندھ دیتے پھر اونٹ کی لگام پکڑ لیتے اور چل پڑتے۔

واقعہ افک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول غریب الفاظ پر مشتمل ہے وَالنِّسَاءُ يَوْمَئِذٍ لَمْ يُهَبِّجْهُنَّ اللَّحْمُ فَيَثْقُلْنَ۔ تھبیج کا معنی ہے جسم کا پھول جانا بعض اوقات یہ چربی کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی کسی بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے اصمعی یا کسی اور نے کہا میں اچانک عربوں کے ایک ایسے قبیلہ کے پاس آیا جو ایسی وادی میں رہتے تھے جو بڑی سرسبز و شاداب تھی۔ کیا دیکھتا ہوں ان کے رنگ زرد ہیں اور چہروں پر گوشت نہیں، میں نے انہیں کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تمہاری وادی تو سب سے سرسبز و شاداب ہے جبکہ تم تو سرسبز و شاداب وادی میں رہنے والوں جیسے نظر نہیں آتے، انہیں کے ایک شیخ نے کہا اِنَّ بَلَدَنَا لَيْسَتْ لَهٗ رِيْحٌ۔ ہمارے علاقے میں ہوا نہیں، اس کی مراد یہ تھی کہ اس وادی کو پہاڑوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اس وجہ سے ہوائیں اس کی وباء اور آشوب چشم کے مرض کو باہر نہیں جانے دیتیں۔

حضرت عائشہ نے فرمایا جب حضور ﷺ اس سفر سے فارغ ہوئے آپ واپس لوٹے جب آپ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو آپ ایک منزل پر اترے وہاں رات کا کچھ حصہ گزارا پھر کوچ کا حکم دیا، لوگ چل پڑے میں طبعی ضرورت کے لئے ہودج سے باہر نکلی میرے گلے میں ایک ہار تھا اس میں ظفار کے گھونگھے تھے جب میں حاجت سے فارغ ہوئی تو میری گردن سے ہار کھسک گیا اور مجھے کچھ پتہ نہ چلا جب میں اپنی پڑاؤ کی جگہ واپس آئی تو میں اپنی گردن میں اسے تلاش کرنے لگی، میں نے اسے گردن میں نہ پایا، لوگ کوچ کر چکے تھے میں اسی جگہ کی طرف گئی جہاں میں قضائے حاجت کے لئے گئی تھی میں نے اسے تلاش کیا تو وہ مجھے مل گیا۔ وہ لوگ میرے بعد آئے جو میرے لئے اونٹ تیار کرتے تھے۔ وہ اس کی تیاری سے فارغ ہوئے انہوں نے ہودج پکڑا وہ گمان کرتے تھے کہ میں ہودج میں موجود ہوں جس طرح میرا معمول تھا انہوں نے ہودج کو اٹھایا اور اونٹ پر باندھ دیا انہیں شک نہ ہوا کہ میں اس میں نہیں پھر انہوں نے اونٹ کی مہار پکڑی اور چل پڑے میں لشکر گاہ کی طرف واپس پلٹی وہاں کوئی بھی نہ تھا، تمام لوگ جا چکے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے اپنی چادر اپنے اوپر لپیٹی پھر میں وہاں ہی لیٹ گئی، مجھے یقین تھا جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو ضرور میرے لئے واپس آئیں گے۔ اللہ کی قسم! میں لیٹی ہوئی تھی کہ میرے پاس سے صفوان بن معطل سلمی گزرے وہ کسی وجہ سے لشکر کے پیچھے رہ گئے تھے اور لوگوں کے ساتھ وہاں رات نہیں گزاری تھی، انہوں نے میری چادر کو دیکھا وہ آگے آئے یہاں تک کہ میرے پاس آ کر ٹھہر گئے تھے۔ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ جبکہ میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے کس چیز

صفوان بن معطل

اس واقعہ میں صفوان بن معطل بن رُبیضہ بن خزاعی بن محارب بن مرہ بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم سلمی اور ذکوانی کا ذکر ہے ان کی کنیت ابو عمرو ہے ان کی ڈیوٹی یہ تھی کہ وہ لشکر کے پیچھے پیچھے چلتے اور مجاہدین کا جو مال رہ جاتا اس کو اٹھاتے اور مسلمانوں تک پہنچاتے، اسی وجہ سے وہ اس واقعہ میں بھی پیچھے پیچھے رہے جس میں بہتان تراشی کرنے والوں نے ان کے بارے میں بے سروپا

نے آپ کو پیچھے چھوڑ دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے کوئی جواب نہ دیا، پھر انہوں نے اونٹ نزدیک کیا فرمایا اونٹ پر سوار ہو جائیے اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں سوار ہو گئی۔ انہوں نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور تیزی سے چل پڑے تا کہ لشکر کو جا ملیں۔ اللہ کی قسم! نہ ہم لشکر کو پا سکے اور نہ ہی ان لوگوں نے میرے نہ ہونے کا خیال کیا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی لوگوں نے پڑاؤ ڈالا جب وہ مطمئن ہو گئے تو صفوان اونٹ کی مہار پکڑے پہنچ گئے تو بہتان لگانے والوں نے وہ کچھ کہا جو کچھ ان کے منہ میں آیا لشکر لوٹ آیا۔ اللہ کی قسم! مجھے کچھ بھی علم نہ تھا۔

جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو مجھے شدید بخار نے آلیا اور اس بہتان کے بارے میں مجھے کچھ علم نہ ہوا۔ بہتان کی بات حضور ﷺ اور میرے والدین تک جا پہنچی وہ میرے سامنے اس کا کچھ ذکر نہ کرتے تھے، تاہم میں حضور ﷺ کی اپنے ساتھ لطف و عنایت میں کمی کو عجیب خیال کرتی تھی، جب میں پہلے بیمار ہوتی تو آپ مجھ پر بڑی شفقت کرتے اور مجھ پر مہربانی کرتے لیکن اس بیماری میں آپ نے میرے ساتھ سابقہ سلوک نہ کیا میں نے اس طرزِ عمل کو عجیب جانا جب آپ میرے پاس تشریف لاتے تو صرف یہ کہتے، تمہارا کیا حال ہے، اس سے زیادہ کلام نہ فرماتے جبکہ میری ماں میری تیمارداری کے لئے میرے پاس موجود ہوتی۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان کی ماں سے مراد ام رومان ہے ان کا نام زینب بنت عبد دہمان تھا جو بنی فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتی تھی۔

باتیں کیں، ان کے پیچھے رہنے کے بارے میں اور سبب بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ بڑی گہری نیند سوتے تھے، وہ اس وقت جاگتے جب لوگ کوچ کر چکے ہوتے، اس کی صحت کی شہادت وہ حدیث بھی دیتی ہے جسے حضرت ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت صفوان کی بیوی نے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں شکایت کی اس نے چند چیزوں کا ذکر کیا ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ صبح کی نماز نہیں پڑھتے تھے تو حضرت صفوان نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری نیند بڑی سخت ہے، مجھے اس وقت جاگ آتی ہے جب سورج طلوع ہو چکا ہوتا ہے، فرمایا جب تو بیدار ہو تو اس وقت نماز پڑھ لیا کر۔ بزار نے اپنی مسند میں حضرت داؤد کی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، حضرت صفوان حضرت امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں شہید ہوئے جس دن آپ شہید ہوئے اس دن آپ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا۔ ٹوٹے پاؤں کے ساتھ آپ نے نیزا مارا تو اسی حالت میں ان کا وصال ہو گیا۔ یہ جزیرہ میں شمطاط کی جگہ تھے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے دل میں کچھ وسوسہ ہوا میں نے جب اس ناموافق رویہ کو دیکھا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی ماں کے پاس چلی جاؤں، وہ میری تیمارداری کرے تو آپ نے فرمایا تجھ پر کوئی قدغن نہیں میں اپنی والدہ کے پاس چلی گئی، جو کچھ ہوا تھا ابھی تک مجھے کچھ علم نہ تھا، یہاں تک کہ بیس سے زیادہ دن تکلیف کی وجہ سے میں کمزور ہوگئی۔ ہم عرب قوم تھے ہم گھروں میں قضائے حاجت کے لئے جگہ نہیں بناتے تھے جیسے عجمی لوگ بناتے ہیں ہم اسے ناپسند کرتے تھے۔ ہم مدینہ طیبہ کی کھلی جگہوں کی طرف قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے۔ عورتیں رات کے وقت طبعی ضرورت کے لئے باہر جاتی تھیں۔ ایک رات قضائے حاجت کے لئے باہر گئی جبکہ میرے ساتھ حضرت مسطح کی والدہ بھی تھیں ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی تھیں۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم! وہ میرے ساتھ چل رہی تھیں کہ اس کی چادر کی وجہ سے میرا پاؤں پھسل گیا تو اس نے کہا مسطح ہلاک ہو، مسطح اس کا لقب تھا اور اس کا نام عوف تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ام مسطح سے کہا تم نے کتنی بری بات کہی ہے، وہ مہاجرین میں سے ہے اور بدری صحابی ہے تو ام مسطح نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی مسطح نے جو کچھ کہا اس کا تجھے کچھ علم نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا بات ہے تو ام مسطح نے مجھے اس بہتان کے بارے میں بتایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا بات اس طرح ہوئی ہے تو ام مسطح نے کہا اللہ کی قسم! بات اس طرح ہوئی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! میں قضائے حاجت بھی نہ کرسکی اور میں واپس پلٹ آئی، اللہ کی قسم! میں لگاتار روتی رہی یہاں تک کہ مجھے گمان ہوگیا کہ رونے سے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اپنی ماں سے کہا اللہ تجھے بخشے لوگ باتیں کر رہے ہیں اور تو میرے سامنے اس کا کچھ ذکر نہیں کرتی، اس نے جواب دیا اے بیٹی اس پر پریشان نہ ہو اللہ کی قسم! بہت کم ہی ایسا ہوا کہ ایک حسین عورت ہو جس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اس کی سوکنیں بھی ہوں تو وہ یا لوگ اس کے بارے میں باتیں نہ کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا، مجھے اس کا کچھ علم نہ تھا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو مجھے میرے گھر والوں کے بارے میں اذیتیں دیتے ہیں، وہ ناحق باتیں کرتے

ہیں، اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں اچھی بات ہی جانتا ہوں وہ اس صحابی کے بارے میں باتیں کرتے ہیں جس کے بارے میں، میں بھلائی جانتا ہوں وہ میرے ساتھ میرے گھر میں داخل ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مسطح اور حمنہ بنت جحش نے جو کچھ کہا یہ ابن ابی اور کچھ خزرجیوں کے ہاں بڑی اہمیت اختیار کر گیا، حمنہ بنت جحش کے اس کام میں شریک ہونے کی وجہ یہ بنی کہ اس کی بہن حضرت زینب بنت جحش، حضور ﷺ کے عقد میں تھیں، آپ کے سوا ازواج رسول میں سے کوئی بھی مقام و مرتبہ میں میرے ہم پلہ نہ تھا، جہاں تک حضرت زینب کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا انہوں نے بھلائی کی ہی بات کی جہاں تک حمنہ بنت جحش کا تعلق ہے اس سے جتنا ہو سکتا تھا اس بات کو خوب پھیلایا، وہ اپنی ہمشیرہ کی وجہ سے میری مخالفت کرتی تھی، اس وجہ سے اسے بدبختی نے آلیا۔ جب حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو حضرت اسید بن حضیر نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر بات کرنے والا اوس سے تعلق رکھتا ہے تو ہم آپ کی طرف سے اسے کافی ہیں۔ اگر وہ ہمارے بھائی خزرج سے تعلق رکھتے ہیں تو ہمیں حکم ارشاد فرمائیں بے شک ایسے لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت سعد بن عبادہ اٹھ کھڑے ہوئے، اس سے قبل وہ بڑے صالح شمار ہوتے تھے، انہوں نے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا ہم ان کو قتل نہ کریں گے۔ اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے، تو یہ بات نہ کرتا اگر وہ لوگ اوس سے تعلق رکھتے ہوتے، حضرت اسید نے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ تو بھی منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑا کر رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگ ایک دوسرے پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے قریب تھا کہ اوس و خزرج میں جنگ چھڑ جاتی حضور ﷺ منبر سے نیچے اترے اور میرے پاس تشریف لائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ کو بلایا، دونوں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا جہاں تک حضرت اسامہ کا تعلق ہے انہوں نے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان لَمْ تَكُنْ اِمْرَاَةٌ تَنَاصِبُنِيْ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَهٗ غَيْرُهَا۔ اصل میں تناصبنی ہی ہے جبکہ حدیث میں معروف تناصیبنی ہے جو مناصات سے مشتق ہے جس کا معنی مساوات ہے اس کی اصل ناصیۃ ہے۔

میری تعریف کی پھر حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے گھر والوں کے بارے میں خیر ہی جانتے ہیں یہ بہتان سراسر جھوٹ اور باطل ہے، جہاں تک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ہے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ عورتیں بے شمار ہیں آپ عورت بدلنے پر قادر ہیں، آپ لونڈی سے بات کریں یہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ حضور ﷺ نے حضرت بریرہ کو بلا بھیجا تا کہ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مسئلہ کے بارے میں پوچھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اس کی

اسقطوا کا معنی

محمد بن اسحاق کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے لونڈی کو بلایا اس سے پوچھا حتی اسقطوا لھا بہ۔ اس سے مولف نے یہ ارادہ کیا ہے کہ انہوں نے معاملہ کو واضح کیا اور خوب تفتیش کی جس طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ سَاقَطْتُهُ الْحَدِيْثَ مُسَاقَطَةً۔ میں نے اس سے خوب چھان بین کی، اس روایت میں اسقطوا بہ بھی اسی معنی میں ہے۔

ابوحیہ نمیری نے کہا۔

اِذَا هُنَّ سَاقَطْنَ الْحَدِيْثَ كانه سِقَاطُ حَصَا الْمَرْجَانِ مِنْ سِلْكِ نَاظِمِ

انہوں نے بات کی اس طرح چھان بین کی گویا وہ موتی پرونے والے کی لڑی سے مرجان گرے ہوں۔ ابوالحسن بن بطال نے بھی اسی طرح وضاحت کی ہے ابن اسحاق نے شیبانی کی روایت میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے لونڈی پر گفتگو کو بار بار لوٹایا لیکن اس کی وضاحت نہ کی یہاں تک کہ وہ لونڈی سمجھ گئی کہ یہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں تو اس وقت لونڈی نے کہا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عیب کو نہیں جانتی جہاں تک اس بات کا جو ذکر ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے لونڈی کو مارا تھا، جبکہ وہ اب آزاد ہو چکی تھی اور مار کی مستحق نہ تھی اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے مارنے کی اجازت طلب کی تھی۔ میری رائے یہ ہے کہ اس روایت کا معنی یہ ہے کہ اسے سخت جھڑک مارنے کی دھمکی دی اور یہ تہمت لگائی کہ اس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے خیانت کی ہے اور اس نے ایسی بات چھپائی ہے جسے چھپانے کا اسے کوئی حق نہ تھا جبکہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے خاندان کے ایک فرد تھے۔ ابن اسحاق کی روایت کے علاوہ ایک روایت یہ بھی ہے، اللہ کی قسم! میں تو اس کے بارے میں وہی جانتی ہوں جو ایک سنار سرخ سونے کے بارے میں جانتا ہے۔

طرف اٹھے اور اسے سخت مارا اور کہا حضور ﷺ سے سچی بات کرو، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حضرت بریرہ کہتی اللہ کی قسم میں ان کے بارے میں خیر کا علم رکھتی ہوں میں حضرت

حضرت بریرہ

حضرت بریرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں جو آپ نے بنی کاہل سے خریدی تھی اور پھر اسے آزاد کر دیا تھا، انہوں نے اپنے خاوند کے بارے میں خیار عتق استعمال کیا جو بنی جحش کا غلام تھا یہ اہل مدینہ کی روایت ہے، اہل عراق کی روایت یہ ہے کہ ان کا خاوند آزاد تھا، یہ حضرت اسود بن یزید کی روایت ہے جو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، زیادہ بہتر حضرت عروہ اور قاسم بن محمد کی روایت ہے جسے وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں اسی وجہ سے اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ جب لونڈی کو آزاد کیا جائے تو اسے خاوند کے بارے میں خیار عتق ہوتا ہے، اگر چہ اس کا خاوند آزاد ہو، اہل حجاز کا قول ان کی روایت کے مطابق ہے، وہ لونڈی کو اس صورت میں اختیار نہیں دیتے جب اس کا خاوند آزاد ہو، حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں یہاں تک کہ ان سے بعض تابعین نے روایت کی، عبدالملک بن مروان نے کہا میں والی بننے سے پہلے حضرت بریرہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا، وہ مجھے فرماتی تھیں اے عبدالملک تجھ میں ایسی خصلتیں ہیں جو اس ذمہ داری کے موافق ہیں اگر تجھے یہ ذمہ داری سونپی جائے تو خون بہانے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ارشاد فرماتے کہ ایک آدمی کو جنت سے روک لیا جائے گا جبکہ وہ جنت کو دیکھ رہا ہوگا، اس روکنے کا سبب وہ خون ہوگا جو اس نے ناحق بہایا، بریرہ یہ بریر کا واحد ہے جو اراک (پیلو) کا پھل ہے۔

ام رومان

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ہیں ان کا ذکر اس حدیث میں گزر چکا ہے، ان کا نام ونسب یہ ہے۔ زینب بنت عامہ بن عویمہ بن عبدشمس بن دھمان بن کنانہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، ان کے جد اعلیٰ کے بارے میں اختلاف ذکر کیا گیا ہے ان کے بطن سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی سے پہلے یہ عبداللہ بن حارث کے عقد نکاح میں تھیں اور ان کا بیٹا طفیل پیدا ہوا تھا، حضرت ام رومان کا وصال ۶ھ میں ہوا،

عائشہ رضی اللہ عنہا پر کسی قسم کا عیب نہیں لگا سکتی ہاں صرف یہ کہہ سکتی ہوں کہ میں آٹا گوندھتی ہوں اور اسے حفاظت کا کہہ جاتی ہوں وہ سو جاتی ہے اور بکری آٹا کھا جاتی ہے۔

قرآن اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس میرے والدین موجود تھے اور میرے پاس انصار کی ایک عورت بھی تھی جبکہ میں رو

حضور ﷺ ان کی قبر میں اترے اور یہ کلمات کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ مَا لَقِيَتْ اُمُّ رُوْمَانَ فِيْكَ وَ فِيْ رَسُوْلِكَ۔ اے اللہ ام رومان نے تیرے اور تیرے رسول کے وجہ سے جو مشقت اٹھائی ہے وہ تجھ پر مخفی نہیں اور حضور ﷺ نے ان کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا جسے حورِ عین میں سے کسی عورت کو دیکھنا پسند ہو تو وہ حضرت ام رومان کو دیکھے۔

امام بخاری نے مسروق کے واسطہ سے حضرت ام رومان سے ایک روایت نقل کی ہے۔ اس میں یہ کہا میں نے حضرت ام رومان سے اس بہتان کے بارے میں سوال کیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں جبکہ مسروق کی ولادت حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد ہوئی۔ مسروق نے ام رومان کو نہیں دیکھا ایک قول یہ کیا گیا امام بخاری کو اس حدیث میں وہم ہوا ہے ایک قول یہ کیا گیا حدیث صحیح ہے اس کا مقام ان روایات پر مقدم ہے جو سیرت نگاروں نے آپ کی وفات کے بارے میں ذکر کی ہیں کہ آپ کا وصال حضور ﷺ کے زمانے میں ہو گیا تھا۔ ہمارے شیخ ابو بکر نے اس حدیث کے بارے میں گفتگو کی اور اس کی تائید کرنے والی روایات کی وجہ سے اس کو قابل اعتناء سمجھا ہے اور کئی سندوں سے اسے ذکر کیا ہے بعض میں ہے مجھے ام رومان نے یہ بیان کیا ہے یعنی حدثنا کا صیغہ استعمال کیا، بعض میں عن عن کا صیغہ ذکر کیا، ہمارے شیخ نے فرمایا حدیث عن عن زیادہ صحیح ہے جب حدیث عنعنہ ہو تو اس میں احتمال ہوتا ہے اس میں ملاقات لازم نہیں ہوتی جبکہ حدثنا اور سمعت میں ملاقات لازم ہوتی ہے کیونکہ جب راوی کی شیخ سے ملاقات نہ ہو تو اس کے لئے مناسب ہوتا ہے کہ وہ کہے عن فلان احادیث میں یہ اسلوب بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت

مسند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں آیات کو نازل فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ

رہی تھی وہ عورت بھی رو رہی تھی۔ حضور ﷺ میرے پاس بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اے عائشہ تمہیں لوگوں کی باتوں کا علم تو ہو چکا ہوگا، اللہ سے ڈرو اگر تم سے اس گناہ کا ارتکاب ہوا ہے جو لوگ ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے یہ بات کی ہی تھی کہ میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ مجھے قطعاً محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا کہ میری آنکھوں میں آنسو تھے میں نے انتظار کیا کہ میرے والدین میری طرف سے حضور ﷺ کو جواب دیں مگر انہوں نے کوئی بات نہ کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو تو اس بات سے حقیر جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں قرآن نازل فرمائے گا جسے مساجد میں پڑھا جائے گا اور لوگ اسے نماز میں پڑھیں گے لیکن مجھے یہ امید تھی کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو خواب میں کوئی چیز دکھا دے گا جس سے میرے بارے میں لوگوں کی باتوں کو جھوٹ ثابت کر دے گا اور آپ میری برأت سے آگاہ ہو جائیں گے یا کسی اور طریقہ سے خبر دے دے گا جہاں تک قرآن کے نازل ہونے کا تعلق ہے اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو اس سے حقیر جانتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین بات نہیں کرتے تو میں نے کہا کیا آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب نہیں دیں گے تو انہوں نے جواب دیا ہم نہیں جانتے کہ اللہ کے رسول کو کیا جواب دیں۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی کہ ان دنوں حضرت ابو بکر کے خاندان پر جو مصیبت گزر رہی تھی کوئی اور بھی ایسی مصیبت کا شکار ہوگا جب وہ دونوں میری طرف سے جواب دینے سے خاموش ہو گئے تو میں آبدیدہ ہو گئی اور خوب روئی پھر میں نے کہا جو کچھ میرے بارے میں ذکر کیا جا رہا ہے اس کے بارے میں توبہ نہیں کروں گی، اللہ کی قسم میں خوب جانتی ہوں جو کچھ میرے بارے میں لوگ کہہ رہے ہیں۔ اگر میں اس کا اقرار کروں، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں اور میں ایسی بات کا اقرار کرنے والی ہوں گی جو ہوئی ہی نہیں، اگر میں اس کا انکار کروں تو تم نہیں مانو گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

عنہا کی طرف اٹھے آپ کے سر کو بوسہ دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ماجد سے عرض کی آپ نے میری صفائی کیوں نہیں پیش کی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں ایسی بات کرتا جس کا مجھے علم ہی نہیں تو کون سا آسمان مجھے سایہ دیتا اور کون سی زمین میرا بوجھ اٹھاتی، بعض مفسرین کی رائے ہے کہ مدینہ طیبہ آمد کے بعد سینتیس ۳۷ دن گزر چکے تھے کہ برأت والی آیات نازل ہوئیں۔

میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا لیکن وہ مجھے یاد نہ آیا میں نے کہا میں وہ کہوں گی جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (یوسف: ۱۸)'' (اس جانکاہ حادثہ پر) صبر جمیل کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا اس پر جو تم بیان کرتے ہو''۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ ابھی اسی جگہ تشریف فرما تھے یہاں تک کہ آپ کی وہی کیفیت ہوگئی جس طرح پہلے آپ کی کیفیت وحی کے وقت ہوتی تھی، آپ نے اپنی چادر اپنے اوپر لی میں نے چمڑے کا تکیہ آپ کے سر کے نیچے رکھ دیا جب حضور ﷺ کی یہ کیفیت ہوئی تو میں نہ گھبرائی اور نہ ہی اس کی کوئی پرواہ کی کیونکہ میں اس الزام سے بری تھی اور خوب جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں جہاں تک میرے والدین کا معاملہ تھا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ حضور ﷺ سے اس حالت کا انقطاع نہ ہوتا یہاں تک کہ میں محسوس کرتی تھی کہ ان کی جان نکل جائے گی، انہیں یہ خوف تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے الزام کو سچا ثابت نہ کر دیا جائے پھر حضور ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا، آپ بیٹھ گئے سخت سرد دن میں بھی آپ سے پسینے کے قطرے یوں گرتے جیسے چاندی کے منکے ہوں آپ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے اے عائشہ تمہیں مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری برأت کر دی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے الحمدللہ کہا پھر حضور ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لے گئے انہیں خطبہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے بارے میں جو آیات نازل فرمائی تھیں انہیں تلاوت کیا پھر مسطح بن اثاثہ حضرت حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کے بارے میں حکم دیا کہ ان پر حدِ قذف جاری کی جائے یہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہتان اچھالنے والے تھے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے ابو اسحاق بن یسار نے بنی نجار کے بعض لوگوں سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ایوب خالد بن زید سے ان کی بیوی ام ایوب نے کہا اے ابو ایوب لوگ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتے ہیں کیا تم اس بارے میں نہیں سنتے؟ فرمایا کیوں نہیں سنتا ہوں وہ سب جھوٹے ہیں۔ اے ام ایوب کیا تم ایسا کرنے والی ہو تو ام ایوب نے کہا اللہ کی قسم میں ہرگز اس طرح نہیں کروں گی تو حضرت ابو ایوب نے کہا اللہ کی قسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے بہت بہتر ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب قرآن حکیم اہل افک کے بارے میں نازل ہوا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (النور:11) ''بے شک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے۔ وہ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اسے اپنے لئے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لئے، ہر شخص کے لئے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے (تو) اس کے لئے عذاب عظیم ہوگا''۔ اس سے مراد حسان بن ثابت اور ان کے ساتھی تھے جنہوں نے اس قسم کی باتیں کی تھیں۔

حضرت ابن ہشام نے کہا اس سے مراد ابن ابی اور اس کے ساتھی ہیں۔ حضرت ابن ہشام نے کہا والذی تولی کبرہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے، محمد بن اسحاق نے اس سے قبل ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ (النور:12) ''ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے''۔ یعنی انہوں نے اسی طرح کہا جس طرح ابوایوب اور اس کی بیوی نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖۗ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ (النور:15) ''(جب تم ایک دوسرے سے) نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی''۔ جب یہ آیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بہتان تراشی کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو حضرت مسطح پر صلہ رحمی اور ان کی غربت کی وجہ سے خرچ کرتے تھے اللہ کی قسم میں مسطح پر کوئی خرچ نہیں کروں گا اور نہ ہی اسے کوئی نفع پہنچاؤں گا کیونکہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی کی ہے اور نہ ہی اسے اپنے پاس آنے دوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا، وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰی وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖۚ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (النور:22) ''اور نہ قسم کھائیں جو برگزیدہ ہیں تم میں سے اور خوش حال ہیں اس بات پر کہ وہ نہ دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور چاہئے کہ (یہ لوگ) معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمہیں اور اللہ غفور و رحیم ہے''۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کبرہ حدیث میں تو کاف کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ ہے جبکہ قرآن حکیم میں کاف کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ کا معنی وہی ہے جو لا یال اولوالفضل منکم کا ہے امرؤالقیس بن حجر کندی نے کہا۔

اَلَا رُبَّ خَصْمٍ فِيكَ اَلْوَى رَدَدْتُهٗ نَصِيحٌ عَلٰى تَعْذَالِهٖ غَيْرَ مُؤْتَلِ

خبردار تیرے بارے کتنے ہی سخت جھگڑنے والے ہیں میں نے انہیں لوٹا دیا ہم اس کی مذمت کا بغیر کوتاہی کے جواب دیتے ہیں۔ یہ شعر اس کے قصیدہ میں ہے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ کا معنی ہے کہ صاحب مال قسم نہ اٹھائیں یہی حسن بن ابی الحسن بصری کا قول ہے ہمیں آپ کے بارے میں یہی خبر پہنچی ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یوں بھی آیا ہے۔ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ (بقرہ:226) ''ان کے لئے جو قسم اٹھاتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے''۔ یہ الیہ سے مشتق ہے اور الیہ کا معنی قسم ہے حضرت حسان بن ثابت نے کہا۔

آلَيْتُ مَا فِيْ جَمِيْعِ النَّاسِ مُجْتَهِدًا مِنِّيْ اَلِيَّةَ بَرٍّ غَيْرِ اِفْنَادِ

میں نے لوگوں کے معاملات میں بغیر کوتاہی کے قسم اٹھائی یہ سچے کی قسم تھی جھوٹے کی قسم نہ تھی۔

یہ بھی اس کا شعر ہے اس کا ذکر میں انشاء اللہ اس کے موقع محل پر کروں گا اس نقطہ نظر سے ان یوتوا کا معنی ان لا یوتوا(1) ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا۔ (النساء:176) اس کا معنی ہے ان لا تضلوا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ۔ (الحج:65) کا معنی ان لا تقع علی الارض ہے۔

ابن مفرغ حمیری نے کہا۔

لَا ذَعَرْتُ السَّوَامَ فِيْ وَضَحِ الصُّبْحِ مُغِيْرًا وَ لَا دُعِيْتُ يَزِيْدَا

میں نے روشن صبح میں حملہ کرتے ہوئے چرنے والے جانوروں کو خوفزدہ نہیں کیا اور نہ ہی مجھے زیادہ کی دعوت دی گئی۔

يَوْمَ اُعْطِيْ مَخَافَةَ الْمَوْتِ ضَيْمًا وَالْمَنَايَا يَرْصُدْنَنِيْ اَنْ اَحِيْدَا

1۔ لا نافیہ محذوف ہے۔

جس روز میں موت کے خوف کو ذلت دوں گا جبکہ موتیں مجھے تاڑ رہی ہیں کہ میں راہ اعتدال سے نہ ہٹوں۔ یہاں بھی ان اَحِیْدَ اصل میں اَنْ لَا اَحِیْدَ ہے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم میں اسے پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے آپ حضرت مسطح کو پہلے خرچہ دیتے تھے اب پھر دینا شروع کر دیا، فرمایا اللہ کی قسم! میں کبھی بھی اسے مال دینے سے نہ رکوں گا۔

حضرت ابن معطل کا حضرت حسان کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت صفوان بن معطل نے تلوار سے حملہ کر دیا اس کی وجہ وہی باتیں تھیں جو حضرت حسان بن ثابت نے کی تھیں نیز اس کا سبب وہ اشعار بھی بنے جو حضرت حسان نے ابن معطل اور معز قبیلہ میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کے بارے میں کہے تھے۔

اَمْسَی الْجَلَابِیْبُ قَدْ عَزُّوْا وَ قَدْ کَثُرُوْا　　وَابْنُ الْفُرَیْعَۃِ اَمْسٰی بَیْضَۃَ الْبَلَدِ

مسافر اور اجنبی لوگ عزت پا گئے اور تعداد میں زیادہ ہو گئے جبکہ ابن فریعہ تنہا ہو گیا۔

قَدْ ثَکِلَتْ اُمُّہٗ مَنْ کُنْتَ صَاحِبَہٗ　　اَوْ کَانَ مُنْتَشِبًا فِیْ بُرْثُنِ الْاَسَدِ

تحقیق اس کی ماں اپنے بچے پر افسوس کرنے والی ہو گئی جس کا تو ساتھی ہوا یا وہ شیر کے پنجے

حضرت حسان کا شعر ہے۔

اَمْسَی الْجَلَابِیْبُ قَدْ عَزُّوْا وَ قَدْ کَثُرُوْا　　وَابْنُ الْفُرَیْعَۃِ اَمْسٰی بَیْضَۃَ الْبَلَدِ

اجنبی آدمی معزز اور کثرت والے ہو گئے اور ابن فریعہ ذلیل و تنہا ہو گیا۔

بیضۃ البلد سے مراد منفرد ہے یہ ایسا لفظ ہے جو کبھی مدح میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی مذمت میں جس طرح کہا جاتا ہے۔ فلان بیضۃ البلد یعنی وہ اپنی قوم میں یکتا اور عظیم ہے اور کبھی اس سے مراد ایسا آدمی لیا جاتا ہے جو ذلیل ہو اور اس کا کوئی ساتھی نہ ہو۔

حضرت حسان کا یہ قول۔ قَدْ ثَکِلَتْ اُمُّہٗ مَنْ کُنْتَ صَاحِبَہٗ

اس میں یہ جائز ہے کہ اس کلام میں من مبتداء ہو اور قد ثکلت امہ خبر مقدم ہے یہ بھی جائز ہے کہ من، ثکلت کا مفعول بہ ہو ذکر سے پہلے اس کے لئے ضمیر کو ذکر کیا جو فعل کے فاعل کے ساتھ ملی ہوئی ہے اس کی مثل یہ قول بھی ہے جَزٰی رَبُّہٗ عَنِّیْ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ۔ اللہ تعالیٰ عدی بن حاتم کو میری طرف

میں بند ہو گیا۔

مَالقَتِیلی الَّذِیْ اَغدُوْ فَاٰخُذُہٗ مِنْ دِیَۃٍ فِیْہِ یُعْطَاھَا وَ لَا قَوَدُ

میرا وہ مقتول جس کے لئے میں صبح گیا اور اس لاش کو لایا نہ اس کی دیت دی جا رہی ہے اور نہ ہی قصاص۔

مَا البَحْرُ حِیْنَ تَھُبُّ الرِّیْحُ شَامِیَۃً فَیَغْطَئِلُ وَ یَرْمِی الْعَبْرَ بِالزَّبَدِ

جب ہوا شام کی جانب سے چلتی ہے تو سمندر موجزن ہو جاتا ہے اور کنارے پر جھاگ پھینکتا ہے۔

یَوْمًا بِاَغْلَبَ مِنِّیْ حِیْنَ تُبْصِرُنِیْ مِلْغَیْظِ اَفْرِیْ کَفْرِیْ الْعَارِضِ الْبَرِدِ

اس روز مجھ سے زیادہ ہواؤں سے مقابلہ کرنے والا نہیں ہوتا جب وہ مجھے دیکھتی ہے سخت

سے جزا دے اسی کی مثل یہ قول بھی ہے۔ اَبقَی الْیَوْمَ مَجْدُہٗ مُطْعِمًا۔ مطعم کی بزرگی آج بھی مطعم کو باقی رکھے ہوئے ہے، محل استدلال ربہ اور مجدہ کا لفظ ہے اس میں گفتگو پہلے گزر چکی ہے حضرت حسان کا یہ قول فیغطئل اس سے مراد وہ یہ لیتے ہیں کہ سمندر موجزن ہے اس کی اصل غیطلہ ہے جس کا معنی تاریکی ہے یَغْطَئِلُ اصل میں یغطال تھا جس طرح یسواد ہے الف کو ہمزہ سے بدل دیا گیا تاکہ دو ساکن جمع نہ ہو جائیں اگرچہ ایسے مواقع پر اجتماع ساکنین درست ہوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَلَا الضَّآلِّیْنَ لیکن شعر میں صرف اس وقت جمع ہوتے ہیں جب ایک عروض میں ہوں یہ آپس میں قریب قریب ہیں اس کے باوجود ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی نے وَلَا الضَّاَلِّیْنَ کو ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ پڑھا ہے، عمرو بن عبید نے اِنْسٌ قَبْلَھُمْ وَلَا جَآنٌّ (رحمٰن ٥٦) پڑھا ہے، خطابی نے کہا۔

سَقَی مُطْغِیَاتِ الْمَحْلِ سَکْبًا وَدِیْمَۃً عِظَامُ ابْنِ لَیْلٰی حَیْثُ کَانَ رَمِیْمُھَا

اس نے سخت خشک سالی والی جگہ کو خوب سیراب کیا جہاں ابن لیلیٰ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں۔

فَاَصْبَحَ مِنْھَا کُلُّ وَادٍ وَ تَلْعَۃٍ حَدَائِقَ خُضْرًا مُزْھِرًا عَمِیْمُھَا

اس سیرابی کی وجہ سے ہر وادی اور ٹیلہ سرسبز و شاداب باغ بن گئے جن میں ہر طرف کلیاں کھلی ہوتی ہیں۔

خَاطِئُھَا زَأْمُھَا اَنْ تَھْرُبَ۔ اس کے سردار نے اسے مجبور کیا کہ وہ بھاگ جائے۔ اگر یہ کہا جائے ان تمام میں ہمزہ مفتوح ہے اور یغطئل میں مکسور ہے تو حدیث صحیح میں اسود مربئد میں بھی ہمزہ مکسور ہو گا۔

غصے میں کہ میں چیر پھاڑ رہا ہوتا ہوں جس طرح ژالہ باری کرنے والا بادل چیرتا ہے۔

اَمَّا قُرَيْشٌ فَاِنِّىْ لَنْ اُسَالِمَهُمْ حَتّٰى يُنِيْبُوْا مِنَ الْغَيَاتِ لِلرَّشَدِ

رہے قریش تو میں اس وقت تک صلح نہ کروں گا یہاں تک کہ وہ پلٹ نہ آئیں گمراہیوں سے ہدایت کی طرف۔

وَيَتْرُكُوْا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى بِمَعْزِلَةٍ وَ يَسْجُدُوْا كُلُّهُمْ لِلْوَاحِدِ الصَّمَدِ

اور جب تک وہ چھوڑ نہ دیں لات وعزیٰ کو الگ تھلگ کر کے اور سب کے سب سجدہ نہ کریں ایک اللہ کے سامنے جو بے نیاز ہے۔

وَ يَشْهَدُوْا اَنَّ مَا قَالَ الرَّسُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ وَ يُوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ وَالْوُكُدِ

اور یہ گواہی نہ دیں کہ رسول اللہ نے جو انہیں کہا ہے وہ حق ہے اور پورا نہ کریں اللہ تعالیٰ کے پختہ وعدوں کو۔

حضرت صفوان کا حضرت حسان بن ثابت سے آمنا سامنا ہوا اور حضرت صفوان نے ان پر تلوار سے حملہ کر دیا پھر یہ شعر پڑھا۔

تَلَقَّ ذُبَابَ السَّيْفِ عَنِّىْ فَاِنَّنِىْ غُلَامٌ اِذَا هُوْجِيْتُ لَسْتُ بِشَاعِرِ

لو میری طرف سے تلوار کی دھار کیونکہ میں ایسا غلام ہوں جب میری ہجو کی جاتی ہے (تو ہجو نہیں کرتا) کیونکہ میں شاعر نہیں۔

یہ بات مجھے یعقوب بن عتبہ نے بتائی۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن حارث تیمی نے بتایا کہ جب حضرت صفوان نے حضرت حسان پر حملہ کیا تو حضرت ثابت بن قیس حضرت صفوان پر جھپٹ پڑے ان کے ہاتھ کو ان کی گردن کے ساتھ رسی سے باندھ دیا پھر انہیں بنی حارث بنی خزرج کے گھروں کی طرف لے گئے راستہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ ملے پوچھا یہ کیا ہے تو حضرت ثابت نے جواب دیا کہ تیرے لئے یہ چیز عجیب نہیں حضرت حسان کو تلوار ماری جائے اللہ کی قسم میں نے کیا دیکھا کہ یہ حضرت حسان کو تلوار سے قتل کرنا چاہتے ہیں، حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا جو کچھ تم نے کیا ہے کیا اس کا حضور ﷺ

ہم کہتے ہیں مزھئر، مربئد اور یعطئل میں ہمزہ مکسور ہوگا جبکہ فعل ماضی میں ہمزہ مفتوح تھا یعنی اشطال اور ازھار یہ اِطْمَاَنَّ کے وزن پر آ گئے اسم فاعل اور مضارع کا صیغہ قیاس کے مطابق ہمزہ مکسور کے ساتھ آیا جس طرح مطمئن میں ہمزہ مکسور ہے۔

کو بھی علم ہے؟ جواب دیا اللہ کی قسم! کچھ بھی نہیں تو حضرت عبداللہ نے کہا تو نے زیادتی کی ہے اسے چھوڑ دو حضرت ثابت نے اسے چھوڑ دیا پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب کچھ ذکر کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت صفوان اور حضرت حسان کو بلایا، حضرت صفوان نے عرض کی اس نے مجھے اذیت دی اور میری ہجو کی تو غضب مجھ پر غالب آ گیا جس کے نتیجہ میں میں نے اس پر حملہ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا اے حسان اس کے ساتھ حسن سلوک کر، اے حسان کیا تم میری قوم پر اس وجہ سے عیب لگاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب فرمائی، حضور ﷺ نے فرمایا اس سے جو تمہیں تکلیف پہنچی ہے اس بارے

عجب کی وضاحت

حضرت ثابت بن قیس نے عبداللہ بن رواح کو جو یہ کہا۔ اَمَا اَعْجَبَكَ ضَرْبُ حَسَّانٍ بِالسَّيْفِ۔ اس کا معنی ہے کیا اس عمل نے تجھے تعجب کرنے والا نہیں بنایا جس طرح تو کہتا ہے عَجِبْتُ مِنَ الشَّيْئِ اور اَعْجَبَنِیْ الشَّیْئُ وہ تعجب کسی پسندیدہ چیز کی وجہ سے ہو یا ناپسندیدہ چیز کی وجہ سے ہو جبکہ لوگوں کے نزدیک معروف یہ ہے اس نے مجھے خوش کیا اس کے علاوہ کسی اور معنی میں استعمال نہیں ہوتا حدیث طیبہ اور کلام عرب میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں کامل میں ہے۔ فَلَا عُجْبَنِیْ اَنْ اَعْجَبَهٗ بُكَاءُ اَبِيْهِ عبدالرحمٰن بن حسان سے جو حدیث مروی ہے اس میں بھی اس کی مثال موجود ہے اسی طرح اس نے شعر کہا ہے۔

اَلَاهُزِئَتْ بِنَا قُرَشِيَّةٌ يَهْتَزُّ مَنْكِبُهَا تَقُوْلُ لِیْ اِبْنُ قَيْسٍ ذَا وَ بَعْضُ الشَّيْبِ يُعْجِبُهَا

خبردار اس قرشی عورت نے مذاق کیا جس کا کندھا جھوم رہا تھا وہ مجھے کہہ رہی تھی یہ ابن قیس ہے اور کچھ سفید اسے خوش کر رہے تھے

کعب بن زہیر نے کہا۔

لَوْ كُنْتُ اَعْجَبُ مِنْ شَيْئٍ لَاَعْجَبَنِیْ سَعْیُ الْفَتٰى وَ هُوَ مَخْبُوْءٌ لَهُ الْقَدْرُ لَهٗ

اگر میں کسی چیز سے خوش ہوتا تو مجھے اس نوجوان کی کوشش خوش کرتی جبکہ وہ اپنی تقدیر کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

حضور ﷺ کا جو یہ فرمان ہے اَتَشَوَّهْتَ عَلٰى قَوْمِیْ اَنْ هَدَاهُمُ اللّٰهُ۔ اس کا معنی یہ ہے کیا تو ان کے اس فعل کو قبیح جانتا ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی اس وجہ سے تو انہیں جلابیب کا نام دیتا ہے؟

میں اس پر احسان کرو حضرت حسان نے عرض کی جو آپ کی مرضی آپ کو مکمل اختیار ہے۔

حضرت ابن ہشام نے کہا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت نصیب فرمائی ہے اس کے بعد بھی (تم یہ باتیں کرتے ہو۔)

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حسان کو اس کے بدلے میں بیر حاء عطا فرمایا یہاں آج مدینہ میں بنی حدیلہ کا محلہ ہے یہ وہ باغ تھا جو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی آل کے لئے پیش کیا تھا۔ حضور ﷺ نے یہ باغ اس حملہ کے عوض حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا نیز انہیں سیرین لونڈی عطا فرمائی یہ ایک قبطی لونڈی تھی اس کے بطن سے حضرت حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن

بئر بیر حاء۔ ان کا یہ قول کہ حضور ﷺ نے انہیں اس کے عوض بیر حاء عطا فرمایا، بعض علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس باغ کو بیر حاء کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اونٹوں کو اس سے جھڑکا جاتا تھا اس کی وجہ یہ ہے جب اونٹ کو پانی پلایا جا چکا ہو اور اسے پانی سے جھڑکا جائے تو اسے حا حا کہا جاتا ہے اصیلی راء کے رفع کے ساتھ مقید کرتے اور آخر میں الف ممدودہ پڑھتے جب اسم حالت رفع میں ہو، اصیلی کے علاوہ تمام علماء ہر حالت میں راء کو مفتوح پڑھتے اور آخر میں الف مقصورہ پڑھتے اور اسے ایک اسم بناتے بعض علماء سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ یہ لفظ بیر حاء ہے یعنی یاء کی جگہ باء ہے اور آخر میں الف مقصورہ ہے صحیح میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے بیر حاء حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا اور یہ عرض کی اسے صدقہ کر دیں۔ حضور ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں تو حضرت ابو طلحہ نے اسے حضرت ابی اور حضرت حسان کے درمیان تقسیم کر دیا۔ امام بخاری اور ابوداؤد نے اس رشتہ داری کو بیان کیا ہے جو حضرت ابوطلحہ اور ان دونوں کے درمیان تھی۔ دونوں نے کہا جہاں تک حضرت حسان کا تعلق ہے وہ ابن منذر بن ثابت بن حرام ہیں اور حضرت ابوطلحہ کا نسب یوں ہے۔ ابوطلحہ بن زید بن سہل بن حرام یہ بہت ہی قریبی رشتہ داری ہے جہاں تک حضرت ابی کا تعلق ہے وہ چھٹی پشت میں جا کر ملتے ہیں وہ عمرو بن مالک بن نجار تھے حضرت ابی غنی تھے جو زیادہ قریب تھے انہیں کیسے ترک کیا اور خاص کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابی حضرت ابوطلحہ کے پھوپھی زاد بھائی تھے وہ صھیلہ بنت اسود بن حرام ہیں علماء انساب کے ہاں یہ معروف ہے اسی تعلق کی وجہ سے حضور ﷺ نے انہیں خاص کیا اس نسب کی وجہ سے خاص نہیں کیا جس نسب کا ہم نے ذکر کیا ہے کیونکہ وہ نسب دور کا ہے، حضور ﷺ نے انہیں یہ فرمایا تھا کہ اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں صدقہ کر دو۔

پیدا ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ حضرت صفوان کے بارے میں تفتیش کی گئی تو وہ عورتوں کی حاجت سے بے نیاز نکلے، وہ عورت کے پاس نہیں جاتے تھے بعد میں انہیں شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

حضرت حسان بن ثابت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں معذرت کرتے ہوئے کہا۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَ تُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

پاکدامن ہیں، باوقار ہیں کسی شبہ کی وجہ سے ان پر عیب نہیں لگایا جاتا وہ صبح یوں کرتی ہیں کہ غافل عورتوں کے گوشت کھانے (غیبت) سے پاک ہوتی ہیں۔

حضرت حسان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَ تُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

پاکدامن ہیں باوقار ہیں کسی شبہ کی وجہ سے ان پر عیب نہیں لگایا جاتا وہ صبح یوں کرتی ہیں کہ غافل عورتوں کے گوشت کھانے (غیبت) سے پاک ہوتی ہیں۔

حصان فعال کے وزن پر ہے اور حاء پر فتحہ ہے یہ وزن مؤنث کی صفات اور اعلام میں بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے گویا وہ مشاکلہ کے قاعدہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پے در پے فتحہ لاتے ہیں تاکہ لفظ کی صفت معنی کی صفت پر دلالت کرے یعنی ان صفات سے متصف نفس پر خفیف ہوتی ہے، حصان یہ حصن اور تحصن سے مشتق ہے جس کا معنی مردوں کی نظروں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا ہے عرب کی ایک دوشیزہ اپنی ماں کو کہتی ہے۔

يَا أُمَّتَا أَبْصَرَنِي رَاكِبٌ يَسِيرُ فِي مُسْحَنْفِرٍ لَاحِبٍ

اے میری ماں ایک وسیع و عریض صحرا میں چلنے والے سوار نے مجھے دیکھا

جَعَلْتُ أَحْثِي التُّرَابَ فِي وَجْهِهِ حِصْنًا وَ أَحْمِي حَوْزَةَ الْغَائِبِ

تو میں پاکدامنی کی خاطر اور غائب خاوند کی عزت کی حفاظت کی خاطر اس کے سامنے مٹی اڑانے لگی۔

تو اس کی ماں نے اس بیٹی سے کہا۔

اَلْحِصْنُ أَدْنَى لَوْ تَأَيَّيْتِهِ مِنْ حَثْيِكِ التُّرْبَ عَلَى الرَّاكِبِ

اگر تو سوار پر مٹی نہ اڑاتی تو یہ پاکدامنی کے زیادہ قریب ہوتا۔

عَقِيلَةُ حَيٍّ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامِ الْمَسَاعِيْ مَجْدُهُمْ غَيْرُ زَائِلِ

وہ قبیلہ لوئی بن غالب کی عقلمند خاتون ہیں وہ قبیلہ جن کی مساعی بڑی شرف والی اور جن کی بزرگی کبھی ختم نہیں ہوگی۔

مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَيَّبَ اللّٰهُ خِيْمَهَا وَ طَهَّرَهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَّ بَاطِلِ

آپ مہذب ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت کو پاکیزہ بنایا ہے اور آپ کو ہر برائی اور باطل سے پاکیزہ بنایا ہے۔

فَاِنْ كُنْتُ قَدْ قُلْتُ الَّذِيْ قَدْ زَعَمْتُمْ فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِي اِلَى اَنَامِلِيْ

اگر میں نے ایسی بات کہہ دی ہے جس کے بارے میں تم یہ گمان کرتے ہو تو آگاہ ہو جاؤ

ان اشعار کو احمد بن ابوسعید سیرافی نے شرح ابیات الایضاح میں ذکر کیا ہے۔

رزان اور ثقال کا معنی ایک ہی ہے یعنی کم حرکت کرنے والی، ان کا قول وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ لوگوں کے گوشت سے اس کا پیٹ خالی ہوتا ہے یعنی وہ غیبت نہیں کرتی، ضرب الغرث مثلاً کا معنی ہے اس نے کھانا نہ کھایا اور اس کا پیٹ خالی رہا، قرآنِ حکیم میں ہے، اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا۔ (حجرات: ۱۲) کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، کسی کی عزت سے کھیلنے کو گوشت کھانے سے بطورِ ضرب المثل ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کیونکہ گوشت ہڈی پر ایک پردہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ آدمی جو اپنے بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے گویا وہ اس پردے کو اتارتا ہے۔ آیت کریمہ میں میتا کے لفظ کو ذکر کیا کیونکہ مردہ کو احساس نہیں ہوتا، اس طرح وہ انسان جو غائب ہوتا ہے وہ بھی غیبت کرنے والے کی بات نہیں سنتا پھر یہ حرمت میں اسی طرح ہے جس طرح مردار کا گوشت کھانا حرام ہے، حضرت حسان کا قول من لحوم الغوافل سے مراد، پاکدامن عورتیں ہیں جن کے دل برائی سے غافل ہوتے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ۔ (النور: ۲۳) (جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر جو انجان ہیں ایمان والیں ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں کو غافلات قرار دیا ہے کیونکہ ان پر ایسی برائی کا الزام لگایا گیا ہے جس کا انہوں نے کبھی ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی ان کے دل میں اس کا کبھی کھٹکا پیدا ہوا، وہ اس سے مطلق غافل ہیں۔ حضرت حسان کا قول لَهٗ رَتَبٌ عَالٍ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ رتب سے مراد وہ جگہ ہے جو زمین سے بلند ہو، رتب سے مراد کسی شئی کا قوی اور موٹا ہونا بھی ہے۔ سورۃ شرف کا بلند رتبہ ہے یہ سور البناء سے مشتق ہے جس کا معنی عمارت کی دیوار ہے۔ حضرت حسان کا قول

میرے پوروں (ہاتھوں) نے میری چھڑی میرے لئے نہیں اٹھائی تھی۔

وَ کَیْفَ وَوُدِّیْ مَا حَیِیْتُ وَ نُصْرَتِیْ لِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ زَیْنِ الْمَحَافِلِ

یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میری محبت اور مدد جب تک میں زندہ رہوں آل رسول ﷺ کے لئے مختص ہے جو تمام مجلسوں کی زینت ہیں۔

لَہٗ رَتَبٌ عَالٍ عَلَی النَّاسِ کُلِّھِمْ تَقَاصَرُ عَنْہُ سَوْرَۃُ الْمُتَطَاوِلِ

حضور ﷺ کا مقام و مرتبہ تمام لوگوں سے بلند ہے، بناوٹی بلند مرتبہ کا مقام آپ کے مقام

فَاِنَّ الَّذِیْ قَدْ قِیْلَ لَیْسَ بِلَائِطٍ۔ لائط کا معنی لاحق ہے کہا جاتا ہے مَا یَلِیْطُ ذٰلِکَ بِفُلَانٍ، یعنی یہ چیز اس کے ساتھ ملی ہوئی نہیں اسی وجہ سے ربا کو بھی لیاط کہتے ہیں کیونکہ وہ بیع کے ساتھ ملا ہوتا ہے، خود بیع نہیں ہوتا وہ خط جو آپ نے ثقیف کو لکھا اس میں ہے وَمَا کَانَ مِنْ دَیْنٍ لَیْسَ فِیْہِ رَھْنٌ، فَاِنَّہٗ لِیَاطٌ مُبَرَّاءٌ مِنَ اللّٰہِ۔ ایسا کوئی معاملہ نہیں جس میں رہن نہ ہو کیونکہ یہ ایسی وابستہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہ سے بری قرار دیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ یہ حدیث مفسر آئے گی۔

حضرت حسان کا قول فَلَا رَفَعَتْ سَوْطِیْ اِلَیَّ اَنَامِلِیْ۔ یہ اپنے بارے میں بددعا ہے اس میں اس آدمی کی تصدیق کی گئی ہے جس نے یہ کہا کہ حضرت حسان کو بہتان تراشی پر حد جاری نہیں کی گئی تھی اور نہ ہی وہ اس واقعہ میں شامل تھے پھر وہ شعر جسے ابن اسحاق نے ذکر کیا لقد ذاق حسان الذی کان اھلہ کے برعکس ان الفاظ کے ساتھ یہ شعر پڑھا۔

لَقَدْ ذَاقَ عَبْدُاللّٰہِ مَا کَانَ اَھْلَہٗ وحمنہ اِذْ قَالُوْا ھَجِیْرًا وَ مِسْطَحٌ

عبداللہ، حمنہ اور مسطح نے اس کا ذائقہ چکھا جس کے وہ مستحق تھے کیونکہ انہوں نے بکواس بکا تھا۔

بہتان تراشی کرنے والوں کے بارے میں حکم

حضرت مولف نے اصحاب افک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ذکر کیا ہے۔ اِذْ تَلَقَّوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ۔ (النور:۱۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسے یوں پڑھا کرتی تھیں۔ اِذْ تَلِقُوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ یعنی وہ ولق سے مشتق مانتیں جس کا معنی لگاتار جھوٹ بولنا ہے ایسے آدمیوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان پر حد جاری کی جائے گی اور اس میں برابری کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا ایسی بات کرنے والا حضور ﷺ کے بعد افضل ترین ہو یا ادنیٰ ترین ہو بہتان لگانے والے پر ۸۰ دروں سے زیادہ درے نہیں لگائے جائیں گے، اگرچہ بہتان لگانے والا حضور ﷺ کے بعد افضل ترین ہو اور نہ ہی اس میں کمی کی جائے گی، اگر آج کوئی آدمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ امہات المومنین

تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

فَإِنَّ الَّذِیْ قَدْ قِیْلَ لَیْسَ بِلَائِطٍ　وَ لٰکِنَّهٗ قَوْلُ امْرِئٍ بِیْ مَاحِلٖ

بے شک جو بات کی گئی وہ آپ کو لاحق ہونے والی نہیں لیکن یہ اس شخص کا قول ہے جو میری چغل خوری کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے حضرت حسان بن ثابت کی بیٹی کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یوں تعریف کی۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِیْبَةٍ　وَ تُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

وہ پاکدامن ہے، بڑی باوقار ہے کسی تہمت کی وجہ سے اس پر عیب نہیں لگایا جاتا وہ صبح یوں کرتی ہے کہ وہ چغلی کھانے سے محفوظ ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لیکن اس کے باپ کا کیا حال ہے۔

حضرت حسان اور حضرت مسطح کی ہجو میں اشعار

ابن اسحاق نے کہا ایک مسلمان نے حضرت حسان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کہا جو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی، ابن ہشام نے کہا حضرت حسان اور ان کے ساتھیوں پر جو حد جاری کی گئی اس کے بارے میں کسی نے کہا۔

میں سے کسی عورت پر تہمت لگائے تو اس میں فقہاء کے دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ جس طرح آیت کریمہ کا عموم تقاضا کرتا ہے اور جس طرح حضور ﷺ نے ان لوگوں پر حد جاری کی جنھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی تھی اور ابھی برأت کا حکم نازل ہوا تھا جب آپ کی برأت کا حکم نازل ہو چکا تو اب جس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی تو اسے قتل کر دیا جائے گا جس طرح اسلام لانے کے بعد کفر کرنے والے کو قتل کر دیا جاتا ہے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہوگا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی ہے۔

دوسرا قول فقہاء کا یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ بھی جس نے امہات المومنین میں سے کسی پر تہمت لگائی تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ ہمارے شیخ کا بھی یہی نقطہ نظر ہے آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (احزاب: ۵۷) ”بے شک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی“۔ جب کوئی آدمی حضور ﷺ کی

لَقَدْ ذَاقَ حَسَّانُ الَّذِیْ كَانَ اَهْلَهٗ وَ حَمْنَةُ اِذْ قَالُوْا هَجِیْراً وَ مِسْطَحُ

حسان نے اس کا مزہ چکھ لیا جس کا وہ اہل تھا، حمنہ اور مسطح نے بھی مزہ چکھ لیا کیونکہ انہوں نے ناروا بات کی تھی۔

تَعَاطَوْا بِرَجْمِ الْغَیْبِ زَوْجَ نَبِیِّهِمْ وَ سَخْطَةَ ذِی الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ فَاَتْرَحُوْا

انہوں نے اپنے نبی کے گھر والوں پر تہمت لگائی تھی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی اس لئے وہ غم کا شکار ہوئے۔

وَآذَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْهَا فَجُلِّلُوْا مَخَازِیَ تَبْقٰی عُمِّمُوْهَا وَ فُضِّحُوْا

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی پس ان پر باقی رہنے والی رسوائیاں چھا گئیں جو ان سب کو شامل ہیں اور وہ رسوا ہو گئے۔

وَ صُبَّتْ عَلَیْهِمْ مُحْصَدَاتٌ كَاَنَّهَا شَآبِیْبُ قَطْرٍ مِنْ ذُرَی الْمُزْنِ تَسْفَحُ

ان پر مضبوط کوڑے یوں برسے گویا وہ بارش کے موٹے موٹے قطرے ہیں جو اونچے بادلوں سے لگاتار ٹپکتے ہیں۔

بیویوں پر تہمت لگاتا ہے تو وہ حضور ﷺ کو گالی دیتا ہے اس سے بڑھ کر کیا اذیت ہو سکتی ہے کہ ایک آدمی کو کہا جائے قرنان(1) جب کوئی آدمی کسی بھی نبی کو اس قسم کی گالی دے تو یہ کفر صریح ہو گا مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے فرمان فخانتاهما میں فرمایا انہوں نے اطاعت اور ایمان میں خیانت کی کسی بھی نبی کی بیوی نے بدکاری نہیں کی۔

سیرین، حضرت حسان بن ثابت کو بطورِ تحفہ عطا فرمانا

حضرت مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی لونڈی اس حملہ کے عوض عطا فرمائی جو حضرت صفوان بن معطل نے حضرت حسان پر کیا تھا اس لونڈی کا نام سیرین بنت شمعون تھا جو حضرت ماریہ قبطیہ کی بہن تھی جو مقوقس مصر نے حضور ﷺ کو بطورِ تحفہ بھیجی تھی، یہ لونڈی حضرت عبدالرحمٰن بن حسان کی والدہ تھیں حضرت عبدالرحمٰن اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ حضرت ابراہیم کے خالہ زاد بھائی ہیں جو حضور ﷺ کے لختِ جگر تھے، اس سیرین نے حضور ﷺ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی قبر میں ایک شگاف دیکھا تو اسے درست کر دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو پسند کرتا ہے جب وہ اصلاح کا عمل کرے۔

1۔ اس کا ایک ساتھی ہے جو اس کی بیوی میں اس کے ساتھ شریک ہے۔

صلح حدیبیہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سہیل بن عمرو کے درمیان صلح

علامہ ابن اسحاق نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ میں رمضان شریف اور شوال کے مہینہ میں قیام کیا، آپ عمرہ کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے جنگ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

غزوۂ حدیبیہ

حدیبیہ کے لفظ کے بارے میں ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی دوسری یاء مشدد نہیں اہل لغت کے ہاں یہی زیادہ مشہور ہے، خطابی نے کہا علماء حدیث حدیبیہ کی یاء کو مشدد پڑھتے ہیں جعرانہ کی راء کو بھی مشدد پڑھتے ہیں علمائے لغت اسے شد کے بغیر پڑھتے ہیں بکری نے کہا اہل عراق جعرانہ اور حدیبیہ کی راء اور یاء کو مشدد پڑھتے ہیں جبکہ اہل حجاز اسے مخفف پڑھتے ہیں ابوجعفر نحاس نے کہا میں قابل اعتماد علماء میں سے جسے بھی ملا اور اس سے حدیبیہ کے لفظ کے بارے میں پوچھا انہوں نے اسے مخفف ہی پڑھا۔

میقات اور اونٹوں کو شعار کرنا

حضرت مولف نے یہ تو ذکر کیا ہے کہ آپ عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے احرام کہاں سے باندھا، صحیح میں زہری کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا تھا یہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے اس قول کے خلاف ہے، آپ فرماتے ہیں مکمل عمرہ یہ ہے کہ تو اپنے گھر سے عمرہ کا احرام باندھے، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے اس قول کی یہ تاویل کی جائے گی کہ یہ حکم اس آدمی کے بارے میں ہے جو میقات سے آگے حرم کی حدود میں رہتا ہو، وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھے گا جس طرح اہل مکہ حج کا احرام مکہ مکرمہ سے باندھتے ہیں۔

اس میں یہ ذکر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹوں کا شعار کیا یہ امام نخعی اور امام اعظم کے قول کے خلاف ہے، وہ کہتے ہیں کہ مثلہ کی نہی کے ساتھ شعار کا حکم بھی منسوخ ہو گیا ہے، انہیں کہا جائے گا کہ مثلہ سے نہی کا حکم تو غزوہ احد کے بعد ہوا تھا پس ناسخ منسوخ سے پہلے تو نہیں ہو سکتا، اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ صحابہ کرام طریق اجرد سے گزرے جس کا معنی ہے ایسا راستہ جس میں پتھر زیادہ ہوں کیونکہ جرد کا

ابن ہشام نے کہا حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ پر نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو عامل بنایا۔
ابن اسحاق نے کہا حضور ﷺ نے بدوؤں اور قریب کے بادیہ نشینوں کو دعوت دی کہ وہ

معنی پتھر ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے بنوخزاعہ کا ایک آدمی بطور جاسوس مکہ مکرمہ بھیجا تو اس میں یہ دلالت موجود ہے کہ آدمی ضرورت کے وقت اکیلا سفر کر سکتا ہے یا اس کے اکیلے سفر کرنے میں مسلمانوں کو کوئی ضرورت ہو۔

بخاری اور نسائی میں ہے کہ حضور ﷺ نے بنی خزاعہ کے جس آدمی کو بطورِ جاسوس مکہ مکرمہ بھیجا تھا وہ اشطاط کے کنویں پر آپ کو ملا تھا، اشطاط شط کی جمع ہے جس کا معنی کہان ہے راجز نے کہا۔ شَطًّا فَوْقَهُ رَمَيْتَ فَوْقَهُ بِشَطٍّ

شط الوادی سے مراد وادی کی ایک طرف ہے بعض نے اس کا تلفظ اشظاظ کیا ہے، آپ کے اس جاسوس کا نام بسر بن سفیان خزاعی تھا یہی وہ شخص ہے جسے حضور ﷺ نے بدیل بن ام اصرم کے ساتھ بنی خزاعہ کی طرف بھیجا تھا تاکہ فتح مکہ کے سال وہ حضور ﷺ کی معیت میں شامل ہوں، بدیل کے والد کا نام سلمہ تھا۔ اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ قریش نکلے ان کے ساتھ عوذ مطافیل بھی تھے، عوذ عائذ کی جمع ہے عائذ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اس کا بچہ ہو، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دودھ دینے والی اونٹنیوں کے ساتھ نکلے تاکہ وہ ان اونٹنیوں سے زادِ راہ حاصل کریں اور واپس نہ لوٹیں یہاں تک کہ وہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے پورا پورا حق وصول کرلیں، ناقہ کو عائذ کا نام دیا کیونکہ اونٹنی اپنے بچے پر شفیق ہوتی ہے جبکہ اصل میں بچہ ماں کی پناہ میں ہوتا ہے جس طرح عرب یہ جملہ بولتے ہیں تجارۃ رابحۃ کیونکہ رابحہ بڑھنے والی کے معنی میں ہے اگرچہ نفع تجارت میں حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح عیشۃ راضیۃ ہے کیونکہ یہاں راضیۃ صالحہ کے معنی میں ہے، اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا۔ (الفتح:25) ''اور قربانی کے جانوروں کو بھی کہ وہ بندھے رہیں''۔ اگرچہ حقیقت میں وہ عاکف ہوتی ہے معکوف اس لئے کہا کیونکہ وہ محبوس کے معنی میں ہے تو اس کے وزن کو اس کے وزن کی طرف پھیر دیا گیا جو اس کے معنی کا وزن ہے، جس طرح عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے، تھراق الدماء جبکہ قیاس یہ تھا تھریق الدماء لیکن جب یہ تستحاض کے معنی میں ہے اس لئے اسے مجہول کے وزن کی طرف پھیر دیا گیا اور دماء کا لفظ مفعول بہ کے طور پر منصوب رکھا گیا، جس طرح وہ پہلے منصوب تھا۔

حدیبیہ کے کنویں کے بارے میں کہا، انما یتبرض ماؤھا تبرضا۔ تبرض یہ برض سے

بھی اس سفر میں ساتھ چلیں، حضور ﷺ کو قریش کی طرف سے مخالفت کا خدشہ تھا کہ وہ جنگ کے لئے تیار نہ ہو جائیں یا بیت اللہ شریف کی زیارت سے ہی نہ روک دیں بہت سے بدوؤں نے ساتھ جانے میں لیت ولعل سے کام لیا، حضور ﷺ انصار، مہاجرین اور عربوں میں سے جو

مشتق ہے۔ برض اس پانی کو کہتے ہیں جو قطرہ قطرہ نکلتا ہے اور نباتات میں سے بارض اسے کہتے ہیں جو سیرابی اور بارش کی وجہ سے گویا قطرے گرا رہی ہو۔ شاعر نے کہا۔

رَعَى بِأَرْضِ الْبُهْمَى جَمِيمًا وَ بُسْرَةً وَ صَمْعَاءَ حَتَّى آنَفَتْهُ نِصَالُهَا

اس نے شاداب سرزمین میں جمیم، بسرہ اور صمعار چرا، یہاں تک کہ گھاس کے تیروں نے اس کی ناک کو زخمی کر دیا۔

ہر شئے کے آغاز کو بسرہ کہتے ہیں یہاں تک کہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت کو بسرہ کہتے ہیں اور صمعاء کا معنی وہ پودا جس کا پھل ابھی غلاف سے نہ نکلا ہو اور کانٹوں والا ہو چکا ہو۔ یہ ابو حنیفہ (1) نے کہا۔

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا کہ بنی اسلم کا ایک آدمی پتھریلے راستے سے انہیں لے گیا یہ کہا جاتا ہے کہ وہ آدمی ناجیہ اسلمی تھا، یہی حضور ﷺ کے اونٹوں کو ہانکنے والا تھا یہ ناجیہ بن جندب تھا ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ وہ ابن عمیر تھا، اس کا نام ذکوان تھا، حضور ﷺ نے اس کا نام ناجیہ اس وقت رکھا جب انہوں نے کفار سے نجات پائی۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ رہے جہاں تک حضور ﷺ کے اونٹ ہانکنے والے کا تعلق ہے جس طرح موطا اور دوسری کتابوں میں مذکور ہے وہ ذویب بن حلحلۃ بن عمرو بن کلیب بن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حبشیۃ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ ہے وہ لحی بن حارثہ ہے جو خزاعہ کا دادا تھا یہ ذویب قبیصہ بن ذویب کا والد تھا جو عبدالملک بن مروان کا قاضی تھا، حضرت ذویب حضرت امیر معاویہ کی حکومت تک زندہ رہے۔

اسلم بن افصی بن ابی حارثہ کے نسب میں انہوں نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ وہم ہے، حضرت ابن ہشام نے اس کی اصلاح کی ہے، کہا وہ حارثہ ہے یعنی ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن ماء السماء بن حارثہ غطریف بن امرء القیس بن ثعلبہ بن مازن بن اسد ہے یہ بھی احتمال ہے کہ ابن اسحاق نے اس میں وہم نہ کیا ہو لیکن اسے ابو حارثہ بن عمرو بن عامر کی طرف منسوب کیا ہے جو حارثہ بن ثعلبہ کا والد تھا اور یہی

1۔ ابو حنیفہ سے مراد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہیں بلکہ ابو حنیفہ دینوری ہیں جن کی ایک تصنیف کتاب الفصاحۃ اور نباتات پر دو کتابیں ہیں ان کی وفات 290ھ میں ہوئی۔ مترجم

ساتھ ہو لیے ان کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے، آپ نے قربانی کے جانور ساتھ لیے، عمرہ کا احرام باندھا تا کہ لوگ آپ کی طرف سے جنگ سے بے خوف ہو جائیں اور لوگوں کو یہ

حارثہ اوس اور خزرج کا والد تھا۔

حضرت مولف نے حضور ﷺ کا فرمان ذکر کیا ہے۔ لَا تَدْعُوْنِیْ قُرَیْشٌ اِلٰی خِطَّۃ۔ حضرت ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء نے زہری سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْعُوْنِیْ۔ قریش اور حدیث میں ان شاء اللہ کے الفاظ نہیں، علماء نے اس بارے میں گفتگو کی ہے ایک قول یہ کیا گیا کہ حضور ﷺ نے استثناء کو ساقط کر دیا کیونکہ یہ ایک واجب امر تھا جبکہ آپ کو حکم دیا گیا تھا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں، اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ لَنْ اُخَالِفَ اَمْرَہٗ وَلَنْ یُضَیِّعَنِیْ۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ ان شاء اللہ کا اسقاط راوی سے ہوا ہے یا تو وہ ذکر کرنے سے بھول گیا یا اس نے اسے یاد ہی نہیں کیا۔ حدیث میں ہے اَوْ تَنْفَرِدُ ھٰذِہٖ السَّالِفَۃُ۔ سالفہ کا معنی گردن کی ایک طرف ہے اس کے انفراد سے مراد قتل اور ذبح ہونا ہے، رجز میں یہ کہا۔

یَااَیُّھَا الْمَائِحُ دَلْوِیْ دُوْنَکَ

اے اپنے ڈول کی بجائے میرا ڈول بھرنے والے

اگر وہ کہے دونك دلوی تو اس صورت میں دلو محل نصب میں ہوگا اور بطور اغراء منصوب ہوگا لیکن جب دلو کو دونك پر مقدم کیا جائے تو پھر اس دونک کی وجہ سے نصب دینا جائز نہیں بلکہ کسی اور فعل کی وجہ سے نصب دینا ہوگی گویا اس نے کہا املأ دلوی۔ میرے ڈول کو بھر دو پھر اس کا قول دونك یہ امر کے بعد دوسرا امر ہوگا۔

حضور ﷺ کا حلیس کے بارے میں فرمان اِنَّ ھٰذَا مِنْ قَوْمٍ یَتَاَلَّھُوْنَ کا معنی یہ ہے وہ اللہ کے حکم کی تعظیم بجالاتے ہیں اسی بارے میں روبہ کا قول ہے۔ سَبَّحْنَ وَاسْتَرجعن من تالّہ۔ انہوں نے سبحان اللہ کہا اور اللہ کی عبادت کرنے والے سے مطالبہ کیا کہ وہ لوٹ آئے۔ یہاں تالہ سے مراد عبادت اور تعظیم بجالانا ہے۔

جمع کی لفظ مفرد سے صفت بیان کرنا۔

عروہ بن مسعود کا قریش کو یہ کہنا، قَدْ عَرَفْتُمْ اَنَّکُمْ وَالِدٌ اس سے عروہ کی مراد یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک والد کی طرح ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ اس کا معنی ہے تم ایسا قبیلہ ہو جس نے مجھے جنا ہے

معلوم ہو جائے کہ آپ بیت اللہ شریف کی زیارت اور اس کی تعظیم بجالانے کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے

کیونکہ عروہ بن مسعود سبیعہ بنت عبد شمس کا بیٹا تھا، ایک جماعت کے بارے میں یہ کہنا درست ہے هُمْ لِیْ صَدِیْقٌ وَ عُدُوٌّ۔ قرآن حکیم میں ہے وحسن اولئك رفیقا۔ لفظ رفیق کو مفرد اس لئے ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ یہ فریق اور حزب کی صفت ہے لیکن تیرا یہ قول قبیح ہے، قَوْمُكَ ضَاحِكٌ اَوْ بَاكٍ۔ یہ اس وقت بہتر ہوگا جب تو اس کی صفت صدیق، رفیق اور عدو کے ساتھ ذکر کرے کیونکہ یہ ایک ایسی صفت ہے جو فریق اور حزب کو زیبا ہے کیونکہ عداوت اور صداقت دو متضاد صفتیں ہیں جب ہر دو افراد میں سے ایک کے اوپر فریق واحد صادق آئے گا تو دوسرے پر اس کی ضد صادق آئے گی، اس صفت کی بناء پر دونوں جماعتوں میں ہر ایک کے دل عادت کے مطابق ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے اس وجہ سے لفظ مفرد ذکر کرنا بہتر ہے لیکن قیام، قعود اور اس جیسی صفات میں لفظ مفرد لانا لازم نہیں آتا کہ یوں کہا جائے هُمْ قَاعِدٌ اَوْ قَائِمٌ جس طرح یہ کہا جاتا ہے، ہم صدیق کیونکہ اس کی اتفاق اور اختلاف والی دلیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا تعلق ہے، يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا۔ یہاں طفل مفرد ذکر فرمایا ایک اور جگہ ارشاد ہے، وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ۔ تو بلاغت کے اعتبار سے مناسب یہ ہے کہ دودھ پیتا بچہ ایک ہو یا زیادہ ہوں اسے طفل کہا جائے کیونکہ ولادت کے متحقق ہونے کی وجہ سے وہ جنس کی طرح ہیں جو لفظ واحد کے ساتھ قلیل اور کثیر پر صادق آتا ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ تخلیق کا آغاز مٹی سے پھر منی سے ہوتا ہے منی جنس ہے جو ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہوتی اس وجہ سے اسے جمع ذکر نہیں کیا جاتا یہی کیفیت مٹی کی ہے پھر اس کی تخلیق کا عمل علق کی صورت میں ہوتا ہے جو خون ہے وہ بھی ایک جنس ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے بچے کی صورت میں نکالتا ہے یعنی ایسی جنس کی صورت میں جو علق اور منی کے بعد ہوتی ہے۔ بچے ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہوتے صرف ماں باپ انہیں پہچانتے ہیں جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں اور لوگوں سے میل جول رکھتے ہیں تو لوگ ان کی صورتوں سے انہیں پہچان لیتے ہیں پھر یہ بچے مردوں اور نوجوانوں کی طرح ہو جاتے ہیں، اس وقت انہیں اطفال (جمع) ذکر کیا جاتا ہے جس طرح رجال اور فتیان (جمع) کہا جاتا ہے اس قاعدہ کی بنا پر اجنہ (جنین کی جمع) پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ پیٹوں میں غائب ہوتے ہیں وہ آنکھوں کے لئے ظاہر جنس کی طرح نہیں

مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے بیان کیا کہ ان دونوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ صلح

ہوتے جس طرح ماء، طین اور علق ظاہر جنسیں ہیں۔ جنین کی جمع اجنہ ذکر کی جاتی ہے اس طرح ذکر کرنا بہت بہتر ہے کیونکہ جنین اس پیٹ کے تابع ہے جس میں جنین موجود ہے، طفل کو واحد لانے کی جس غرض کا ہم نے قصد کیا ہے اس کی تائید بنی مجاعہ کے آدمی کا قول بھی کرتا ہے جو اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں عرض کیا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا هَلْ بَقِيَ مِنْ كُهُوْلِ بَنِيْ مُجَاعَةَ اَحَدٌ تو اس نے عرض کیا نَعَمْ وَ شَكِيْرٌ كَثِيْرٌ دیکھو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہول کو جمع ذکر کیا جبکہ اس آدمی نے چھوٹے بچوں کے بارے میں شکیر کا لفظ ذکر کیا جس طرح تو کہتا ہے حشیش و نبات تو اسے مفرد ذکر کرتا ہے کیونکہ یہ ایک جنس ہے طفل بھی شکیر کے معنی میں ہے جب تک وہ دودھ پیتا بچہ ہو یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاں نام اور صورتوں کی وجہ سے ممتاز ہو جائیں یہی بلاغت کا حکم ہے اور فصاحت کا محل ہے اسے خوب ذہن نشین کرلو۔

عروہ کا قول جَمَعْتَ اَوْ شَابَ النَّاسِ یہاں اوشاب سے مراد آوارہ لوگ ہیں، اسی طرح اوباش کا لفظ ہے۔

مغیرہ کی حدیث میں یہ فرمان اَمَّا الْمَالُ فَلَسْتَ مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ جہاں تک مال کا تعلق ہے اس سے آپ کو کوئی سروکار نہیں اس میں ایک فقہی حکم ہے کہ مشرکوں کے مال حرام ہیں جب انہوں نے تجھے امان دے دی ہو اور تو نے انہیں امان دے دی ہو، مال اسی وقت حلال ہوتا ہے جب باہم جنگ ہو اور ایک دوسرے پر غلبہ پایا جائے اس صورت میں مال حلال نہیں ہوتا۔ جب وہ تجھے اطمینان دلا چکے ہوں یا تو انہیں اطمینان دلا چکا ہو کیونکہ ایسی صورت میں مال لینا دھوکہ دہی ہے، اس مفہوم میں بہت سارے آثار ہیں جن میں سے کچھ گزر چکے ہیں اور کچھ غزوہ خیبر اور دوسرے مقامات پر آئیں گے۔

اس میں یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ جب ریشہ پھینکتے تو صحابہ اسے اپنے جسموں پر مل لیتے اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ ناک کی ریزش پاک ہے جبکہ امام نخعی نے اس سے اختلاف کیا ہے، اسی طرح وہ روایت اس کے خلاف ہے جو حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے یہ حدیث اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ۔ یہ دلیل میں زیادہ واضح ہے کیونکہ سیرت طیبہ والی حدیث نبی کریم ﷺ کے ساتھ زیادہ خصوصیت کا احتمال رکھتی ہے۔

مصالحت

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا کہ حضور ﷺ نے قریش کے ساتھ صلح کی اس میں ایک شرط یہ تھی

حدیبیہ کے سال مدینہ طیبہ سے نکلے، مقصود بیت اللہ شریف کی زیارت تھا، آپ جنگ کا کوئی ارادہ نہ رکھتے تھے، آپ نے ستر اونٹ ہدی کے طور پر ساتھ لئے لوگوں کی تعداد سات سو تھی اور

کہ قریش کے خاندان کا کوئی فرد جب مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ آئے گا تو آپ اسے واپس کریں گے، اس حدیث میں ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے کفار سے مال لیے بغیر صلح کی۔ یہ اس صورت میں جائز ہے جب مسلمان کمزور ہوں، کفار کے ساتھ مصالحت کی وہ صورت غزوہ خندق میں پہلے گزر چکی ہے کہ مسلمان کفار کو مال دیں۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا دس سال سے زیادہ عرصہ کے لئے کفار کے ساتھ صلح کرنا جائز ہے یا جائز نہیں۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جب امام مناسب سمجھے تو اس سے زیادہ عرصہ کے لئے صلح کرنا جائز ہے، ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ دس سال سے زیادہ عرصہ کے لئے صلح کرنا جائز نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ آیت قتال کی وجہ سے صلح اصل ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں صلح دس سال کے لئے معین ہو چکی ہے، اتنے عرصہ کے لئے اس کا مباح ہونا ثابت ہو چکا ہے اور زیادہ عرصہ کے لئے حکم اپنے اصل (مباح ہونے) پر باقی رہا۔ اس میں اس بات پر صلح کی گئی تھی کہ مسلمان کو دارالکفر کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ یہ حکم حضرت خالد کے سریہ کی وجہ سے منسوخ ہو گیا کیونکہ حضور ﷺ نے آپ کو خثعم کی طرف روانہ کیا تھا، بنی خثعم میں کچھ مسلمان بھی تھے انہوں نے اپنے آپ کو نماز پڑھنے کی وجہ سے محفوظ کر لیا تھا، حضرت خالد نے انہیں قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے انہیں نصف دیت ادا فرمائی اور فرمایا میں ایسے مسلمان سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہے۔

حجاز کے فقہاء نے کہا یہ جائز ہے لیکن ایسے معاہدہ کی اجازت صرف بڑے خلیفہ کے لئے ہے چھوٹے حکمرانوں کے لئے جائز نہیں اس میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ ایک قول کے مطابق قرآن کے حکم کا نسخ حدیث سے بھی جائز ہے کیونکہ صلح حدیبیہ کا معاہدہ تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جو مسلمان بھی آئے اسے واپس کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو عورتوں کے بارے میں منسوخ کر دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ۔ (الممتحنہ:10) ''اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت واپس کرو''۔ یہ منسوخ ہونے والی بات عقیل بن خالد کی روایت کی بنا پر ہوگی جو انہوں نے زہری سے نقل کی ہے۔ زہری نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ ان لا یاتیہ احد میں احد کا لفظ مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے تاہم زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی صورت میں تخصیص کا لفظ ذکر کیا جائے، نسخ کا لفظ ذکر نہ کیا جائے جبکہ بعض ماہر

ایک اونٹ دس آدمیوں میں تقسیم ہوتا تھا، مجھے جو خبر پہنچی ہے حضرت جابر بن عبد اللہ کہا کرتے، صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی۔

اصولیوں نے عموم کے بارے میں کہا، جب حضور ﷺ کے زمانہ میں عموم پر عمل ہوا اور اس کے عموم کا اعتقاد رکھا گیا پھر اس میں تخصیص وارد ہوئی تو اسے نسخ کہیں گے یہ اچھا قول ہے ایک اور روایت میں الفاظ یہ ہیں اَنْ لَا یَاتِیَهُ رَجُلٌ۔ یہ الفاظ عورتوں کو شامل ہی نہیں، ایک جماعت نے کہا کہ حضور ﷺ نے اس صلح میں مسلمانوں کو واپس کرنے کی شرط اس لئے تسلیم کی کیونکہ آپ نے پہلے یہ ارشاد فرمادیا تھالَا تَدْعُوْنِیْ قُرَیْشٌ اِلٰی خُطَّةٍ یُعَظِّمُوْنَ فِیْهَا الْحَرَمَ اِلَّا اَجَبْتُهُمْ اِلَیْهَا قریش مجھے اگر ایسی بات کی دعوت دیں گے جس میں حرم کی عظمت کا اظہار ہوتا ہو تو میں اسے قبول کرلوں گا، مسلمانوں کو مکہ مکرمہ بھیجنے میں حرم پاک کی آبادی تھی اور اس مسلمان کیلئے مسجد حرام میں نماز پڑھنے اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کی فضیلت تھی، یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم ہے، اس صورت میں یہ حکم مکہ مکرمہ اور حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہوگا بعد کے امراء کے لئے ایسی صلح جائز نہ ہوگی جس طرح عراق کے علماء نے کہا۔

مہاجر عورتوں کا حکم

اس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ذکر کیا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ۔ (الممتحنہ:10) ''جب آجائیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کرکے تو ان کی جانچ پڑتال کرلو''۔ یہ حکم صرف ان عورتوں کے ساتھ خاص ہے جو اس معاہدہ اور صلح میں داخل تھیں، عورت کا امتحان یہ تھا کہ اس سے قسم لی جاتی کہ وہ مرد کی نافرمانی کرتے ہوئے نہیں نکلی اس نے صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی ہے، جب وہ یہ قسم اٹھادے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا اور اس کا مہر اس کے خاوند کو واپس کردیا جائے گا اگر وہ عورت ایسے قبیلے سے تعلق رکھتی ہوتی جو اس معاہدہ میں شامل نہیں تھا تو نہ اس عورت سے قسم لی جاتی اور نہ ہی اس کا مہر واپس کیا جاتا۔ اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا نام مٹایا جبکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ نے صلح کی کیونکہ یہ بھی قول حق ہے، اس عبارت سے بعض لوگوں نے یہ گمان کیا کہ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ آپ نے لکھا جبکہ آپ اچھی طرح نہیں لکھ سکتے تھے تو اس سے یہ وہم پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ کے ہاتھ کو یہ طاقت عطا فرمادی اور کہا یہ بھی ایک معجزہ ہے، یہ بات تسلیم کرلی جاتی کہ یہ معجزہ ہے اگر یہ ایک اور معجزہ کے مخالف نہ ہوتا وہ معجزہ آپ کا امی ہونا ہے اور نہ لکھنا ہے، آپ امی تھے اور امی

انہوں نے کہا حضور ﷺ روانہ ہوئے جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ کو بشر

امت میں مبعوث ہوئے تو پس دلیل قائم ہوگئی اور منکر کو لاجواب کر دیا اور شبہ ختم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کیسے آپ کے ہاتھ کو طاقت دیتا ہے کہ وہ معجزہ ہو جاتا، معجزہ تو یہ ہے کہ آپ نہ لکھیں۔ معجزات کے بارے میں یہ محال ہے کہ وہ ایک دوسرے کی ضد بنیں یہاں کَتَبَ کا معنی یہ ہے کہ آپ نے لکھنے کا حکم دیا اس دن آپ کے کاتب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تھے، آپ کے کاتب کے فرائض کئی صحابہ نے ادا کئے ہیں، ان میں حضرت عبداللہ بن ارقم، حضرت خالد بن سعید، ان کے بھائی حضرت ابان بن سعید، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی، حضرت ابی بن کعب قاری بعض اوقات آپ کے کاتب کا فریضہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ادا کیا۔ فتح مکہ کے بعد آپ کے کاتب کے فرائض اکثر طور پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ادا کئے۔ نیز آپ کے کاتب کے فرائض حضرت زبیر بن عوام، حضرت معیقب بن ابی فاطمہ، مغیرہ بن شعبہ، حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن عاص، حضرت جہیم بن صلت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت محمد بن سلمہ، حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور حضرت حنظلہ اسیدی نے ادا کئے۔ یہ حضرت حنظلہ بن ربیع ہیں ان کی موت کے بعد شاعر کہتا ہے۔

اِنَّ سَوَادَ الْعَيْنِ اَوْدٰی بِهٖ حُزْنٌ عَلٰی حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ

آنکھ کی پتلی کو کاتب حنظلہ کے غم نے ہلاک کر دیا۔

نیز علاء بن حضرمی نے آپ کے لئے کتابت کی ان تمام صحابہ کا ذکر عمرو بن شبہ نے اپنی کتاب ''کتاب الکتاب'' میں ذکر کیا ہے۔

بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ

سہیل بن عمرو کا یہ کہنا کہ یہ لکھو، باسمک اللھم یہ وہ کلمہ ہے جو قریش بولتے اس قول کا ایک خاص سبب یہ تھا جس کا ہم نے ''کتاب التعریف والاعلام'' میں ذکر کیا ہے سب سے پہلے یہ قول امیہ بن صلت نے کہا تھا اسی سے لوگوں نے یہ کلمہ سیکھا اور امیہ بن صلت نے یہ کلمہ ایک جن سے سیکھا یہ ایک طویل قصہ میں مذکور ہے جسے مسعودی نے ذکر کیا ہے، اسی واقعہ کی ہم نے مذکورہ کتاب میں تلخیص بیان کی ہے۔

عيبة مكفوفة

حضرت مولف نے کتاب میں یہ ذکر کیا ہے کہ ہمارے درمیان محفوظ عہد و پیمان ہے یعنی ایسے

بن سفیان کعبی ملا، ابن ہشام نے کہا اسے بسر کہتے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ

سینے ہیں ان میں جو کچھ ہے وہ ان میں محفوظ ہے وہ کسی قسم کی دشمنی کو ظاہر نہ کریں گے۔ عیبہ کے لفظ کو بطورِ ضرب المثل ذکر کیا، شاعر نے کہا۔

وَكَادَتْ عِيَابُ الْوُدِّ مِنَّا وَ مِنْهُمْ وَاِنْ قِيْلَ اَبْنَاءُ الْعُمُوْمَةِ تَصْفَرُ

قریب ہے کہ ہمارے اور ان کے دل زرد پڑ جائیں اگر چہ کہا جائے چچا کے بیٹو۔

حضور ﷺ نے فرمایا اَلْاَنْصَارُ كَرِشِيْ وَ عَيْبَتِيْ۔ آپ نے عیبہ کے لفظ کو راز کی جگہ اور قابل اعتماد محبت کے لئے بطورِ ضرب المثل ذکر کیا ہے، کرش اس برتن کو کہتے ہیں جو اونٹ کی اوجری سے بنایا جاتا ہے اور پکا ہوا گوشت اس میں رکھا جاتا ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے، وَمَا وَجَدْتُ لِهٰذِهِ الْبَضْعَةِ فَاكِرِشَ۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ برتن بھر گیا تھا اور اس کے منہ میں بھی کوئی گنجائش نہ تھی اسے بطورِ ضرب المثل بھی ذکر کیا جاتا ہے جس طرح حجاج نے کہا، مَا وَجَدْتُ اِلٰى دَمِ فُلَانٍ فَاكِرِشَ۔ میں نے اس کے خون کے لئے کوئی گنجائش نہ پائی۔

حضور ﷺ کا فرمان ولا اغلال۔ اغلال کا معنی خیانت ہے کہا جاتا ہے فَلَانٌ مُغِلُّ الْاَصْبَعِ۔ یعنی خائن ہاتھوں والا ہے، شاعر نے کہا۔

حَدَّثْتَ نَفْسَكَ بِالْوَفَاءِ وَلَمْ تَكُنْ بِالْغَدْرِ خَائِنَةً مُغِلَّ الْاَصْبَعِ

تو نے اپنے نفس کو وفا یاد دلائی اور وہ نفس انگلی کی طرح خیانت کرنے والا نہیں تھا۔

اسلال کا معنی چوری کرنا ہے اور پھرتی سے کوئی چیز لے لینے کے معنی میں آتا ہے۔ ضرب المثل میں کہتے ہیں۔ اَلْخُلَّةُ تَدْعُوْ اِلَى السَّلَّةِ۔ خصلت چوری کرنے کا سبب ہوتی ہے۔

حضرت ابو جندل

حضرت ابو جندل کا ذکر آیا ہے جو لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، ابو جندل سے مراد عاصی بن سہیل ہے، ان کے بھائی عبداللہ بن سہیل غزوۂ بدر میں مشرکوں کے پاس سے مسلمانوں کی طرف آگئے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوئے تھے۔ یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے، جہاں تک ابو جندل کا تعلق ہے وہ اپنے والد کے ساتھ حضرت عمر کے دورِ خلافت میں شام میں شہید ہوئے تھے، یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا۔ (المائدہ:93) "نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے"۔ میں تاویل

قریش ہیں، انہوں نے آپ کی روانگی کے بارے میں سن لیا ہے وہ اپنے ساتھ عوذ مطافیل (دودھ دینے والی اونٹنیاں شیر خوار بچوں کے ساتھ) لائے ہیں، انہوں نے دشمنی کا اعلان کر دیا

کرتے ہوئے شراب پی تھی، حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر کے حکم سے ان پر اور ان کے ساتھی پر حد جاری کی تھی، وہ ضرار تھے پھر حضرت ابوجندل گناہ سے بہت ہی زیادہ خوف زدہ ہو گئے یہاں تک کہ کہا میں تو ہلاک ہو گیا ان کی یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو حضرت عمر نے انہیں خط لکھا اس میں تحریر فرمایا جس نے تیرے لئے گناہ کو مزین کیا تھا اسی نے تجھے توبہ سے روکے رکھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ (الغافر: 1) ''اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ حم اتاری گئی یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے سب کچھ جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول فرمانے والا''۔ آپ کے ساتھ ضرار بن خطاب اور ابواز ور نے شراب پی تھی، جب حضرت عمر نے حکم دیا کہ ان پر حد جاری کی جائے انہوں نے عرض کی ہمیں دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دے دو، اگر شہید ہو جائیں تو یہی تمہارا مقصود ہے بصورت دیگر ہم پر حد جاری کر دینا ابواز ور شہید ہو گئے دوسرے دونوں پر حد جاری کی گئی۔

حضرت مولف نے حضرت عمر کا قول ذکر کیا ہے کہ ہم اپنے دین میں دنیۃ (ذلت) کیوں قبول کریں، یہ دناءۃ سے فعیلہ کا وزن ہے اصل میں اس کا معنی عیب لگانا ہے، حضرت ابن اسحاق کی روایت کے علاوہ میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے، اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَلَسْتُ اَعْصِيْهِ وَ هُوَ نَاصِرِیْ۔ میں اللہ کا بندہ ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا، وہی میرا مددگار ہے پھر حضرت عمر، حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور وہی بات کی جو حضور ﷺ سے گزارش کی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں حرف بحرف وہی جواب دیا تھا جو حضور ﷺ نے جواب دیا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر آپ ﷺ کی رکاب کو لازم پکڑو (آپ کی اطاعت کرو) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے میں مسلمان ہوا ہوں مجھے کبھی شک لاحق نہیں ہوا تھا صرف اس گھڑی شک لاحق ہوا اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کبھی کبھی مومن کو شک ہو جاتا ہے پھر وہ حق کے دلائل میں نئے سرے سے غور و فکر کرتا ہے تو اس کا شک جاتا رہتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے کوئی بھی محفوظ نہیں پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ذکر کیا، وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ

ہے وہ ذی طوی کی وادی میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں، وہ اللہ کی قسمیں اٹھا رہے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے آپ مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہو سکیں گے، انہوں نے خالد بن ولید کو گھڑ سوار دستے

(بقرہ:260) تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ ہم نے اس کتاب میں جس مقصد کے لئے یہ قول ذکر کیا ہے اگر اس سے خارج ہونے کا خوف لاحق نہ ہوتا تو ہم ضرور اس قول کے بارے میں علماء کے اقوال ذکر کرتے، ہم نے اس بارے میں ایک عظیم نکتہ ذکر کیا ہے شائد ہم کوئی موقع محل پائیں تو اسے ذکر کریں جس پر شک کرنے والا اصرار نہیں کرتا بلکہ یہ وسوسہ کی ایک صورت ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے ابلیس کے بارے خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ کَیْدَہٗ اِلَی الْوَسْوَسَۃِ۔

حضرت ام سلمہ کا مقام و مرتبہ

حضرت ابن اسحاق کی روایت کے علاوہ صحیح کی یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے اور صحابہ کے طرز عمل سے جو آپ کو شکایت ہوئی تھی اس کا ذکر کیا کہ میں نے انہیں حلق کرانے اور جانور ذبح کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے غصہ کی وجہ سے تعمیل نہ کی تو حضرت ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے جائیں لوگوں سے کوئی بات نہ کریں یہاں تک کہ آپ حلق کرائیں اور جانور ذبح کریں جب وہ یہ دیکھیں گے کہ آپ نے ایسا کر دیا ہے تو وہ آپ کے حکم کی مخالفت نہ کریں گے۔ حضور ﷺ نے اسی طرح کیا تو تمام لوگوں نے بھی اسی طرح کیا اس روز جس نے حضور ﷺ کا حلق کیا تھا وہ خراش بن امیہ خزاعی تھا، اسی کو حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ بھیجا تھا قریش مکہ نے اونٹ کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور اسے بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی موقع پر حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تھا انہوں نے جلدی نہیں کی تھی، اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ امر فوری طور پر کسی کام کو کرنے کا تقاضا نہیں کرتا جس طرح بعض علماء اصول کا نقطہ نظر ہے اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ امر قرینہ کی وجہ سے وجوب کے علاوہ اور معانی پر بھی دلالت کرتا ہے۔ قرینہ یہ تھا کہ جب صحابہ نے یہ دیکھا کہ حضور ﷺ نے خود حلق نہیں کرایا اور نہ ہی قربانی کی اور نہ ہی قصر کرایا جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے یہ عمل کر دیا ہے تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ حکم لازمی ہے پس انہوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس روایت میں یہ بھی موجود ہے کہ عورتوں سے مشورہ جائز ہے عورتوں سے مشورہ میں جو ممانعت ہے وہ حکومت کے معاملات کے بارے میں ہے ابو جعفر نحاس نے بھی اس حدیث کی شرح میں یہی کہا ہے۔

کے ساتھ کراع الغمیم میں مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے بھیج دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریش پر افسوس، جنگ انہیں کھوکھلا کر چکی ہے، ان پر کیا حرج ہوتا اگر وہ میرے اور عربوں کے

بال کٹوانے والے

حضرت ابن اسحاق نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لئے تین دفعہ استغفار کی اور بال کٹوانے والوں کے لئے ایک دفعہ دعا کی اس روز قصر کرانے والے صرف دو آدمی تھے ایک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ابوقتادہ انصاری، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اسی طرح وضاحت آئی ہے۔

حضرت ابوبصیر کا واقعہ

حضرت ابوبصیر کا واقعہ ذکر کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے ایک قول یہ کیا گیا، ان کا نام عبید بن اسید بن جاریہ تھا ایک قول یہ کیا گیا ان کا نام عتبہ تھا۔ جب انہوں نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تو یہاں حضرت مولف نے حضور ﷺ کا ایک قول ذکر کیا ہے، وَيْلُ اُمِّهِ مِحَشُّ حَرْبٍ۔ اس کی ماں کا افسوس یہ جنگ بھڑکانے والا ہے، صحیح میں یہ الفاظ ہیں، وَيْلُ اُمِّهِ مِسْعَرُ حَرْبٍ۔ ان تمام اقوال حَشَشْتُ النَّارَ، اَرْثَثْتُهَا، اَذْكَيْتُهَا اَثْقَبْتُهَا، سَعَّرْتُهَا کا معنی ایک ہی ہے۔ اسعر جعفی کو اسعر اس کے اس قول کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

فَلَا يَدْعُنِي قَوْمِيْ لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ لَئِنْ لَمْ اُسْعِرْ عَلَيْهِمْ وَاُثْقِبُ

میری قوم مجھے سعد بن مالک کے لئے نہ بلاتی اگر میں ان پر آگ نہ بھڑکاتا۔

اس کا نام مرثد بن حمران تھا اس شعر کا شاعر مرزج ہے۔

حضرت ابوبصیر کا سیف البحر جانا

معمر نے زہری سے ذکر کیا ہے کہ آپ وہاں صحابہ کو نماز پڑھاتے تھے یہاں تک کہ ابو جندل بن سہیل ان کے پاس پہنچ گئے تو اب لوگوں نے انہیں امام بنالیا کیونکہ وہ قریشی تھے، ان کے ساتھی بڑھتے رہے یہاں تک کہ ان کی تعداد تین سو ہوگئی۔ حضرت ابوبصیر وہاں اکثر یہ کہا کرتے تھے، اللہ العلی الاکبر۔ جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرماتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں آسانی پہنچی اور قریش نے نبی کریم ﷺ سے گفتگو کی کہ آپ انہیں اپنی پناہ میں لے لیں کیونکہ ان لوگوں نے قریش کو تنگ کر لیا تھا، حضور ﷺ کا مکتوب انہیں پہنچا جبکہ حضرت ابوبصیر موت کی

درمیان رکاوٹ نہ بنتے، اگر دوسرے عرب مجھ پر غالب آ جاتے تو جو قریش چاہتے تھے وہ انہیں حاصل ہو جاتا، اگر اللہ تعالیٰ مجھے عربوں پر غالب کر دیتا تو وہ سب اسلام میں داخل ہو جاتے، اگر وہ اسلام میں داخل ہونا پسند نہ کرتے تو وہ جنگ کر لیتے جبکہ ان کے پاس قوت بھی جمع ہو چکی

تکلیف میں مبتلا تھے، انہیں خط دیا گیا تو آپ اسے پڑھنے لگے اور خوش ہونے لگے یہاں تک کہ آپ کی روح پرواز کر گئی جبکہ خط آپ کے سینہ پر تھا، وہاں ایک مسجد بنا دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صحابہ کرام کے عمرہ کی قبولیت

سیرت کی کتب کے علاوہ حدیث میں ہے جب مسلمانوں نے حل کے علاقہ میں حلق کرایا انہیں حرم کی حدود میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا تو ہوا چلی اس نے صحابہ کے بالوں کو اڑایا اور حرم کی حدود میں پھینک دیا یہ دیکھ کر صحابہ کرام خوش ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عمرہ کو قبول کر لیا ہے۔ ابو عمر نے اسے ذکر کیا ہے۔ عمر کا لفظ عمارۃ المسجد الحرام سے مشتق ہے جس کا معنی مسجد حرام کو آباد کرنا ہے یہ فعلۃ کے وزن پر ہے کیونکہ یہ قربۃ اور صلۃ کے معنی میں ہے جس نے یہ کہا ہے کہ لغت میں اس کا معنی زیارت کرنا ہے، اس کا قول واضح نہیں اور اعشٰی کے قول میں بھی ان کے لئے کوئی دلیل نہیں اعشٰی کا شعر یہ ہے۔

وَ جَاشَتِ النَّفْسُ لَمَّا جَاءَ فَلُّهُمْ وَ رَاكِبٌ جَاءَ مِنْ تَثْلِيثٍ مُعْتَمِرٌ

جب ان کی جماعت آئی تو نفس جوش مارنے لگا اور زیارت کرنے والا سوار تیسری دفعہ آیا۔

حضرت ابو بصیر کا واقعہ

حضرت ابو بصیر جنہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا جبکہ وہ آدمی ایسی قوم سے تعلق رکھتا تھا جس سے مسلمانوں کا معاہدہ ہو چکا تھا اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ قتل مباح تھا یا حرام تھا؟ حدیث کا ظاہر تو یہ بتاتا ہے کہ اس قتل میں حضرت ابو بصیر پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے ان پر کوئی ملامت نہیں کی بلکہ ان کی تعریف کی فرمایا، وَيْلُ أُمِّهِ مِحَشُّ حَرْبٍ۔ اگر یہ کہا جائے حضرت ابو بصیر کے لئے قتل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ صلح نے جانوں کو محفوظ کر دیا تھا۔

ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ قتل صرف حضرت ابو بصیر کے حق میں جائز تھا کیونکہ وہ اپنی جان اور دین کا دفاع کر رہے تھے جو دین کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو بصیر سے دیت کا مطالبہ بھی نہیں کیا تھا کیونکہ مقتول کے اولیاء نے آپ سے اس کا مطالبہ

ہوتی۔ قریش کیا خیال کرتے ہیں اللہ کی قسم میں لگاتار اس پیغام حق کے لئے لوگوں سے جہاد کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غلبہ عطا کر دے گا یا یہ گردن کٹ جائے گی۔ پھر فرمایا وہ کون شخص ہے جو ہمیں اس راستہ سے لے جائے جو اس راستہ سے مختلف ہو جس پر قریش پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں۔ حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ بنی اسلم کے ایک آدمی نے عرض کی میں یہ خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوں تو وہ ایک پتھریلے راستے سے گھاٹیوں کے درمیان سے لے کر چل پڑا، سب صحابہ اس سے گزرے جبکہ اس سے گزرنا صحابہ کے لئے بڑی تکلیف کا باعث تھا، جب وادی کے ختم ہونے پر وہ نرم زمین تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہو ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش کی درخواست کرتے ہیں اور اس کی طرف توبہ کرتے ہیں تو سب نے کہا نستغفر اللہ ونتوب الیہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم یہی وہ کلمہ ہے جو بنی اسرائیل پر پیش کیا گیا تھا تو انہوں نے یہ کلمہ کہا تھا۔

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ نے لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا ظہری حمش

نہیں کیا تھا۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ وہ مسلمان ہو چکے تھے یا اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا مطالبہ کرنے سے غافل رکھا تھا یہاں تک کہ معاہدہ ختم ہو گیا اور فتح مکہ کا موقع آ گیا۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضور ﷺ اہل صلح کے ان مقتولوں کی دیت ادا کرتے تھے جو خطاً قتل کیے جاتے جس طرح حضور ﷺ نے بنی عامر کے دو افراد اور دوسرے لوگوں کی دیت ادا کی۔

ہم اس اعتراض کے دو جواب دیتے ہیں ایک یہ کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بصیر کو مشرکین کی طرف واپس کر دیا تھا اب یہ ان کے حکم میں تھے، آپ مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہ تھے اس لئے ان پر وہی حکم لگایا جائے گا جو مشرکین پر حکم لگایا جاتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر قتل کیا تھا، یہ غلطی سے قتل نہیں کیا گیا تھا جس طرح بنی عامر کے دو افراد کو قتل کیا گیا تھا، حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا قبیلہ قتل عمد اور غلام کے قتل کی صورت میں دیت ادا نہیں کرے گا۔

حضرت عمر کی حضور ﷺ کی بارگاہ میں گزارشات

حضرت عمر نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا، کیا آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم بیت اللہ شریف آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے ایسا کہا تھا، حضور ﷺ نے خواب دیکھا تھا جبکہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا،

سے دائیں جانب ایسے راستے سے چلو جو ثنیہ مرار تک لے جاتا ہے جو مکہ مکرمہ کے زیریں علاقہ میں حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالنے والی جگہ تک پہنچاتا ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھی اسی راستہ سے چلے جب قریش کے لشکر نے مسلمانوں کی جماعت کے غبار کو دیکھا کہ وہ ان کے راستہ کو چھوڑ چکے ہیں تو وہ جلدی سے قریش کی طرف پلٹے، حضور ﷺ چلتے رہے جب ثنیہ مرار میں پہنچے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا اونٹنی تھک گئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا نہ یہ تھکی ہے اور نہ ہی یہ اس کی عادت ہے اسے اس ذات نے روک دیا ہے جس ذات نے ہاتھی کو آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔ آج قریش مجھ سے جس بات کا بھی مطالبہ کریں گے جس میں صلہ رحمی کا پہلو موجود ہو میں انہیں عطا کر دوں گا، پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا پڑاؤ ڈال دو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی اس وادی میں تو کوئی پانی نہیں، آپ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اپنے ایک صحابی کو عطا فرمایا وہ صحابی تیر لے کر ایک پرانے کنویں میں اتر گیا اور اس کے وسط میں اسے گاڑھ دیا تو پانی اس میں جوش مارنے لگا یہاں تک کہ صحابہ نے اس کی منڈیر سے پانی حاصل کیا۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا بنی اسلم کے ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ کنویں میں جو صحابی تیر لے کر اترا تھا وہ ناجیہ بن جندب بن عمیر تھا، یہی حضور ﷺ کے قربانی کے جانور ہانک کر لے جانے والا تھا۔

ابن ہشام نے کہا وہ افصی بن حارثہ تھا، حضرت ابن اسحاق نے کہا بعض اہل علم نے کہا ہے حضرت براء بن عاذب کہا کرتے تھے تیر لے جانے والا میں تھا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے اصل کون تھا؟ بنی اسلم شعر پڑھتے جو ناجیہ بن جندب نے کہے تھے، تحقیق ہم گمان کرتے تھے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ۔ (الفتح: 27) اس قول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ۔ کہ اس استثناء کا کیا فائدہ ہے جبکہ یہ خبر ہے اور واجب ہے۔ اس کے جواب میں کئی اقوال ہیں ایک یہ ہے کہ یہ استثناء آمنین کی طرف راجع ہے، داخل ہونے کی طرف راجع نہیں یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ امان کا وعدہ داخل ہونے کے وعدہ میں شامل ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ وعدہ مجمل تھا جبکہ استثناء تفصیل کی طرف لوٹ رہی ہے کیونکہ ان میں سے کوئی انسان نہیں جانتا کہ کیا اس وقت تک زندہ رہے گا تو شک اس معنی کی طرف راجع ہوگا نہ کہ اس امر کی طرف راجع ہوگا جس کا وعدہ کیا گیا ہے ایک قول یہ کیا گیا ہے یہ بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ یہ کلمات کہیں اور ہر آنے والے فعل کے بارے میں یہ جملہ کہیں۔

کہ حضرت ناجیہ ہی تیر لے کر جانے والے تھے بنو اسلم نے گمان کیا ہے کہ انصار کی ایک لونڈی نے اپنا ڈول لٹکایا جبکہ حضرت ناجیہ اس وقت کنویں میں تھے اور لوگوں کے لئے چلوؤں سے پانی بھر رہے تھے تو اس لونڈی نے کہا۔

يَا أَيُّهَا الْمَائِحُ دَلْوِيْ دُوْنَكَا اِنِّيْ رَأَيْتُ النَّاسَ يَحْمَدُوْنَكَا
يُثْنُوْنَ خَيْرًا وَ يُمَجِّدُوْنَكَا

اے اپنے ڈول کے علاوہ میرے ڈول کو بھرنے والے میں نے لوگوں کو دیکھا وہ تیری تعریف کر رہے تھے، وہ تیری اچھی تعریف کر رہے تھے اور تیری بزرگی بیان کر رہے تھے۔

حضرت ابن ہشام نے کہا یہ بھی روایت کی جاتی ہے۔ انی رایت الناس یمدحونك۔ میں نے لوگوں کو تیری تعریف کرتے ہوئے دیکھا۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا ناجیہ کہتے میں کنویں میں تھا اور لوگوں کے لئے چلوؤں سے پانی بھر رہا تھا۔

قَدْ عَلِمَتْ جَارِيَةٌ يَمَانِيَةٌ أَنِّيْ اَنَا الْمَائِحُ وَاسْمِيْ نَاجِيَه

یعنی لونڈی کو معلوم ہو گیا کہ میں ہی پانی بھر کر دے رہا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے۔

وَ طَعْنَةٍ ذَاتِ رَشَاشٍ وَاهِيَة طَعَنْتُهَا عِنْدَ صُدُوْرِ الْعَادِيَه

کتنے ہی چوڑے زخم ہیں جو خون نکالنے والے ہیں فوارے کی طرح یہ زخم میں نے دشمنوں کے سینے میں لگائے ہیں۔

زہری نے اپنی حدیث میں کہا جب حضور ﷺ فروکش ہو گئے تو آپ کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی آیا جس کے ساتھ بنو خزاعہ کے افراد تھے، انہوں نے حضور ﷺ سے گفتگو کی اور آنے کا سبب پوچھا، حضور ﷺ نے انہیں بتایا کہ وہ جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے وہ صرف بیت اللہ شریف کی زیارت اور اس کی عظمت کے اظہار کے لئے آئے ہیں پھر آپ نے ان سے بھی وہی باتیں کیں جو آپ نے بشر بن سفیان سے کی تھیں وہ وفد قریش کے پاس واپس چلا گیا، قریش سے کہا اے قریش کی جماعت تم حضور ﷺ کے معاملہ میں جلدی کر رہے ہو، حضرت محمد ﷺ جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے وہ تو بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ قریش نے بنو خزاعہ کے افراد کو برا بھلا کہا اور سختی سے پیش آئے کہا اگر وہ جنگ کے ارادہ کے بغیر بھی آئے ہیں، اللہ کی قسم تب بھی وہ زبردستی ہمارے شہر میں داخل نہیں ہو سکتے اور عرب اس

بارے میں باتیں نہ کریں گے (کہ مسلمان مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے تھے)۔

زہری نے کہا بنو خزاعہ کے مسلمان اور مشرک خفیہ طور پر حضور ﷺ کے ہمدرد تھے مکہ مکرمہ میں جو کچھ ہو رہا تھا اس سے آپ کو آگاہ کر دیتے۔

اس وفد کے بعد قریش نے مکرز بن حفص بن اخیف کو بھیجا جو بنی عامر بن لوی سے تعلق رکھتا تھا جب حضور ﷺ نے اسے آتے ہوئے دیکھا، فرمایا یہ ایک دھوکے باز آدمی ہے، جب وہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا گفتگو کی تو حضور ﷺ نے اس سے ایسی ہی گفتگو کی جیسی بدیل بن ورقاء سے کی تھی وہ قریش کی طرف پلٹ آیا اور حضور ﷺ سے جو گفتگو کی تھی اس کے بارے میں بتایا بعد ازاں قریش نے حلیس بن علقم یا ابن زمان کو بھیجا ان دنوں وہ احابیش کا سردار تھا وہ بنی حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کا ایک فرد تھا جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ ایسی قوم کا فرد ہے جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتی ہے، قربانی کے جانور اس کے سامنے گزارو یہاں تک یہ خود انہیں دیکھ لے جب اس نے قربانی کے جانوروں کو آتے ہوئے دیکھا جن سے وادی بھری ہوئی تھی ان کی گردنوں میں مندرے تھے زیادہ دیر تک روکنے کی وجہ سے ان کے بال اڑ چکے تھے تو وہ قریش کی طرف پلٹ گیا اور حضور ﷺ سے گفتگو نہ کی اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسی کو عظیم جانا واپس جا کر سب کچھ بتا دیا قریش نے کہا بیٹھ جا تو بدو ہے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا عبداللہ بن ابی بکر نے مجھے بتایا ہے کہ حلیس ان کی بات پر غضبناک ہو گیا اور کہا اے قریش اللہ کی قسم! ہم نے تم سے یہ معاہدہ نہیں کیا تھا کہ اس آدمی کا راستہ روکا جائے جو بیت اللہ شریف کی تعظیم بجالانے کے لئے یہاں آیا ہو مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا تو تم محمد ﷺ کو بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے دو گے یا میں احابیش کو لے کر یہاں سے چلا جاؤں گا، قریش نے کہا اے حلیس ٹھہر و ٹھہرو یہاں تک کہ ہم اپنے بارے میں پسندیدہ فیصلہ کر لیں۔

زہری نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے اس کے بعد انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا، عروہ نے کہا اے قریش جسے تم حضرت محمد ﷺ کے پاس بھیجتے ہو پھر اس کے ساتھ جو تم سختی اور درشتی اختیار کرتے ہو میں اسے دیکھ چکا ہوں تم خود جانتے ہو کہ تمہاری حیثیت والد کی ہے اور ہماری حیثیت بچے کی سی ہے، عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کی اولاد سے تعلق رکھتا تھا، کہا میں نے تمہاری مصیبت کے بارے میں سنا میری قوم میں سے

جس نے میری اطاعت کی میں نے انہیں جمع کیا اور تمہارے پاس آ گیا اور خود بھی تم سے ہمدردی کی۔ قریشیوں نے کہا تو نے سچی بات کی ہے، ہمارے نزدیک تیرے اوپر کوئی تہمت نہیں وہ قریش کے پاس سے اٹھا اور حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ عرض کیا اے محمد ﷺ تو نے اوباش لوگوں کو جمع کیا ہے پھر اپنے خاندان پر چڑھائی کر دی تا کہ ان اوباشوں کی مدد سے اپنے خاندان کو نیست و نابود کرے۔ قریش اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے ہیں، انہوں نے جنگ کا اعلان کر دیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے وعدے کر رہے ہیں کہ آپ ان پر زبردستی داخل نہ ہو سکیں گے۔ اللہ کی قسم! گویا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کل یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا تو لات کی شرمگاہ چومے کیا ہم حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، عروہ نے پوچھا یہ کون ہے تو بتایا گیا یہ ابوقحافہ کے بیٹے ہیں، عروہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر اس کا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں اسے جواب دیتا لیکن اس کی یہ بات اس احسان کا بدلہ ہے وہ گفتگو کرتے وقت اپنا ہاتھ حضور ﷺ کی داڑھی کو لگاتا جبکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ زرہ میں ملبوس حضور ﷺ کے پاس کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے اپنے ہاتھ کو حضور ﷺ کے چہرے تک پہنچنے سے روک لے عروہ کہتا تو ہلاک ہو تو کتنا ترش اور سخت دل ہے، رسول اللہ ﷺ مسکرائے عروہ نے آپ سے عرض کیا اے محمد ﷺ یہ کون ہے؟ فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے عروہ نے کہا اے دھوکے باز میں نے کل ہی تیری غلاظت صاف کی ہے۔

حضرت ابن ہشام نے کہا عروہ نے اس قول سے یہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے اسلام لانے سے قبل بنی مالک کے تیرہ آدمی قتل کئے تھے بنی مالک ثقیف قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، ثقیف کے قبائل آپس میں لڑ پڑے تھے، بنو مالک مقتولوں کا خاندان تھا اور احلاف حضرت مغیرہ کا خاندان تھا عروہ نے مقتولوں کی تیرہ دیتیں ادا کی تھیں اور اس معاملہ کو رفع دفع کر دیا تھا۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا حضور ﷺ نے عروہ کے ساتھ بھی ویسی ہی گفتگو کی تھی جیسی دوسرے سفراء کے ساتھ کی تھی اور اسے بتایا کہ وہ جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے۔ عروہ حضور ﷺ کے پاس سے اٹھا اس نے صحابہ کے طرزِ عمل کو دیکھا تھا، حضور ﷺ وضو کرتے تو صحابہ وضو کا پانی لینے کے لئے جلدی کرتے، حضور ﷺ لعاب پھینکتے تو صحابہ اسے لینے کے لئے تیزی کرتے آپ کا کوئی بال گرتا تو اسے اٹھا لیتے، عروہ قریش کے پاس واپس آیا اور کہا اے

قریش میں کسریٰ، قیصر اور نجاشی کے پاس ان کے ملکوں میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کو اپنی قوم میں اتنا وقار والا نہیں دیکھا جتنا میں نے حضور ﷺ کو اپنی قوم میں تکریم والا دیکھا ہے صحابہ کسی بھی حالت میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے، اب جو تمہاری رائے ہو اس پر عمل کرو۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ حضور ﷺ نے خراش بن خزاعی کو طلب فرمایا اسے مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس بھیجا اسے ایک ایسے اونٹ پر سوار کیا جسے ثعلب کہتے تا کہ خراش قریش کے سرداروں تک حضور ﷺ کا مدعیٰ پہنچائے، قریش نے حضور ﷺ کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور خراش کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، احابیش نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا جس وجہ سے انہوں نے خراش کو کچھ نہ کہا خراش حضور ﷺ کے پاس واپس آ گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تا کہ انہیں مکہ مکرمہ بھیجیں اور وہ قریش کے سرداروں تک آپ کے آنے کا مقصد بیان کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے قریش سے اپنے بارے میں خوف محسوس ہوتا ہے، مکہ مکرمہ میں بنی عدی کا کوئی فرد بھی نہیں جو میرا دفاع کر سکے، قریش کو خوب معلوم ہے کہ میں ان سے کس قدر دشمنی رکھتا ہوں اور میں ان پر کتنا سخت ہوں لیکن میں آپ کو ایسے آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں جو میری بنسبت قریش کے نزدیک زیادہ معزز ہے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کو ابوسفیان اور قریش کے سرداروں کی طرف بھیجا تا کہ انہیں جا کر یہ بتائے کہ آپ جنگ کے لئے تشریف نہیں لائے آپ تو محض بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے آئے ہیں اور اس کی تعظیم بجالانا چاہتے ہیں۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے آپ جونہی مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ابان بن سعید عاصی آپ کو ملا مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے ملا اس نے آپ کو گھوڑے پر آگے بٹھایا انہیں اس وقت تک پناہ دی یہاں تک کہ آپ حضور ﷺ کا پیغام سرداروں تک پہنچا دیں، حضرت عثمان چلے ابوسفیان اور دوسرے سرداروں کے پاس گئے، رسول اللہ ﷺ کا پیغام انہیں پہنچایا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیغام رسانی سے فارغ ہوئے تو قریش کے سرداروں نے کہا اگر تم بیت اللہ شریف کا طواف کرنا چاہتے ہو تو طواف کر لو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک طواف نہ کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کر لیں، قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس

روک لیا، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

بیعت رضوان

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا ہم جب تک قریش سے پورا پورا حق نہ لے لیں اپنی جگہ سے نہیں ہلیں گے، آپ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی یہ بیعت ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی لوگ کہا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے موت پر بیعت لی تھی، حضرت جابر بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے موت پر بیعت نہیں لی تھی بلکہ ہم نے آپ کے ہاتھ پر یہ بیعت کی تھی کہ ہم نہیں بھاگیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے بیعت لی موجود لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا صرف جد بن قیس نے بیعت نہ کی جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتا تھا، حضرت جابر بن عبداللہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم گویا میں اب بھی اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی اونٹنی کی بغل میں لپٹا ہوا ہے وہ اونٹنی کے ساتھ چمٹا ہوا تھا جس کی مدد سے وہ لوگوں سے اپنے آپ کو چھپا رہا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو بات کی گئی تھی وہ باطل ہے۔

حضرت ابن ہشام نے کہا وکیع نے اسماعیل بن ابی خالد سے انہوں نے امام شعبی سے نقل کیا ہے کہ بیعت رضوان میں سب سے پہلے ابو سنان اسدی نے بیعت کی تھی، حضرت ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے اپنی سند سے اس نے ابو ملیکہ سے اس نے ابو عمر سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی لی۔ آپ نے

سب سے پہلے جس نے بیعت رضوان کی

حضرت ابن ہشام نے یہ ذکر تو کیا کہ بیعت رضوان ہوئی اور اس کا یہ سبب تھا لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ سب سے پہلے کس نے بیعت کی تھی۔ واقدی نے یہ ذکر کیا ہے کہ بیعت رضوان سب سے پہلے سنان بن ابی سنان اسدی نے کی تھی، موسیٰ بن عقبہ نے کہا سب سے پہلے حضرت سنان نے بیعت کی تھی، ان کا نام وھب بن محصن تھا یہ عکاشہ بن محصن اسدی کا بھائی تھا، واقدی نے کہا حضرت ابو سنان اپنے بھائی عکاشہ سے دس سال بڑے تھے۔ آپ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور غزوۂ بنی قریظہ کے روز فوت ہوئے تھے، یہ روایت بھی کی جاتی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی تھی اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں، حضور ﷺ نے فرمایا تو کس بات پر مجھ سے بیعت

اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا۔

صلح کا معاملہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا زہری نے ذکر کیا ہے کہ آخر میں قریش نے سہیل بن عمرو جو عامر بن لوئ سے تعلق رکھتا تھا کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا قریش نے سہیل سے کہا حضور ﷺ کے پاس جاؤ صلح میں صرف ایک شرط ہو کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں تا کہ عرب یہ باتیں نہ کریں کہ مسلمان بزور بازو مکہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ سہیل بن عمرو آیا جب حضور ﷺ نے اسے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا قریش نے اس آدمی کو بھیجا ہے تو گویا انہوں نے صلح کا ارادہ کرلیا ہے جب سہیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ تک پہنچا تو آپ سے طویل بحث و تمحیص کی کھینچا تانی ہوتی رہی پھر دونوں فریقوں میں صلح ہوگئی۔

جب صلح کا معاملہ ہو چکا تو صرف تحریر باقی تھی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جلدی سے اٹھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول نہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا ہم مسلمان نہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی تو پھر ہم کس وجہ سے اپنے دین میں کمزوری قبول کر رہے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر حضور ﷺ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھو میں تو گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے عرض کی، کیا آپ اللہ کے رسول نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، عرض کی کیا ہم مسلمان نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، عرض کی کیا وہ مشرک نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، عرض کی پھر ہم اپنے دین میں کیوں کمزوری قبول کر رہے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا اور نہ ہی وہ مجھے ضائع کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اس روز میں نے حضور ﷺ سے جو گفتگو کی تھی اس وجہ

کرے گا تو حضرت ابوسنان نے عرض کی تھی، یا رسول اللہ ﷺ جو آپ کے دل میں ہے اس پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ حضرت سنان ان کے بیٹے تھے وہ شخص بدری صحابی ہیں، آپ ۳۵ ہجری کو فوت ہوئے، جن صحابہ نے درخت کے نیچے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، حضرت جابر کی ایک

سے میں لگاتار صدقے کرتا رہا روزے رکھتا رہا، نمازیں پڑھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے بارے میں خیر کی امید ہوگئی۔

صلح کی شرطیں

حضور ﷺ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بلایا، فرمایا لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تو سہیل نے کہا میں تو یہ نہیں جانتا بلکہ یہ لکھو بِاِسْمِكَ اللّٰھُمَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بِاِسْمِكَ اللّٰھُمَّ لکھو تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا پھر فرمایا لکھو یہ وہ شرطیں ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی، سہیل نے کہا اگر میں یہ جانتا ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں تم سے جنگ نہ کرتا بلکہ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو یہ وہ صلح ہے جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے درمیان ہوئی، دونوں فریقوں نے ان شرائط پر صلح کی تھی۔

۱۔ دس سال تک باہم جنگ نہ ہوگی، لوگ باہم امن سے رہیں گے ایک دوسرے سے ہاتھ روکے رکھیں گے۔

۲۔ جو آدمی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کے پاس آئے گا اسے واپس کر دیا جائے گا اور جو مسلمانوں میں سے مرتد ہو کر قریش کے پاس چلا جائے گا اسے واپس نہیں کیا جائے گا، ہمارے درمیان یہ معاہدہ محفوظ رہے گا اس میں کوئی کمی بیشی نہ ہوگی۔

۳۔ جو فرد یا قبیلہ چاہے گا حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر لے گا اور جو چاہے گا وہ قریش کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہو جائے گا۔

بنو خزاعہ جلدی سے اٹھے اور کہا ہم حضور ﷺ کے ساتھ عہد میں شریک ہیں جبکہ بنو بکر نے جلدی سے کہا ہم قریش کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہیں۔

۴۔ آپ اس سال واپس چلے جائیں گے اور مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوں گے جب اگلا

روایت کے مطابق ان کی تعداد چودہ سو تھی اور آپ کی دوسری روایت کے مطابق ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ حضرت جابر کے قول کے مطابق صحابہ نے اس وعدہ پر بیعت کی تھی کہ وہ نہیں بھاگیں گے، انہوں نے موت پر بیعت نہیں کی تھی، حضرت سلمہ بن اکوع نے کہا ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر موت پر بیعت کی تھی، امام ترمذی نے کہا ہے دونوں حدیثیں صحیح ہیں کیونکہ بعض نے یہ بیعت کی تھی کہ وہ نہیں بھاگیں گے اور موت کا ذکر نہیں کیا، بعض نے کہا میں موت پر بیعت کرتا ہوں۔

سال آئے گا ہم یہاں سے نکل جائیں گے، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائیں گے اور مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کریں گے، آپ کے ساتھ صرف سوار کا اسلحہ ہوگا جبکہ تلواریں نیام میں ہوں گی کسی اور صورت میں آپ مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوں گے۔

ابو جندل بن سہیل

ابھی رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو معاہدہ لکھوا رہے تھے کہ ابو جندل زنجیروں میں جکڑے ہوئے آپہنچے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، صحابہ کرام جب مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے تھے تو انہیں رسول اللہ ﷺ کے خواب کی وجہ سے کوئی شک نہ تھا انہیں یقین تھا کہ ہم مکہ مکرمہ ضرور جائیں گے، جب انہوں نے صلح، بغیر زیارت کے واپسی اور حضور ﷺ کو اپنے اوپر کچھ پابندیوں کو قبول کرتے ہوئے دیکھا تو لوگوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔

جب سہیل نے اپنے بیٹے ابو جندل کو دیکھا تو اٹھا اور اس کے منہ پر طمانچے مارے اور اس کے گریبان کو پکڑ لیا پھر کہا اے محمد ﷺ اس کے آنے سے پہلے میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہو چکا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا، سہیل نے اپنے بیٹے کو گریبان سے پکڑ لیا اور زور سے کھینچنے لگا تاکہ قریش کے پاس لے جائے۔ حضرت ابو جندل بلند آواز سے چیخنے لگے، اے مسلمانو! کیا مجھے مشرکین کی طرف واپس کر دیا جائے گا تاکہ وہ مجھے دین سے پھیرنے کی کوشش کریں، مسلمانوں کے دلوں پر غم اور بڑھ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو جندل صبر کرو اور بھروسہ رکھو اللہ تعالیٰ تیرے اور دوسرے ضعیف مسلمانوں کے لئے کوئی راہ پیدا فرمائے گا، ہم نے اپنے اور قوم کے درمیان صلح کی ہے۔ ہم اپنا قول انہیں دے چکے ہیں اور وہ اپنا وعدہ دے چکے ہیں، ہم ان سے وعدہ خلافی نہ کریں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابو جندل کے

حضرت ابو جندل نے جو کہا جبکہ آپ ابو بصیر کے ساتھ سیف البحر میں تھے۔

اَبْلِغْ قُرَیْشًا عَنْ اَبِیْ جَنْدَلٍ اَنَا بِذِی الْمَرْوَۃِ فَالسَّاحِلِ

ابو جندل کی جانب سے قریش کو پیغام پہنچا دو، میں ذی مردہ میں ساحل کے مقام پر ہوں۔

فِیْ مَعْشَرٍ تَخْفُقُ اَیْمَانُھُمْ بِالْبِیْضِ فِیْھَا وَالْقَنَا الذَّابِل

ایسی جماعت میں رہ رہا ہوں جن کے دائیں ہاتھ تلواروں اور باریک نیزوں سے پھڑ پھڑاتے ہیں۔

ساتھ جلدی سے اٹھے آپ اس کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے کہتے اے ابو جندل صبر کرو بے شک وہ سب مشرک ہیں ان میں سے ہر ایک کا خون کتے کے خون کی طرح ہے اور اپنی تلوار کا دستہ اس کے قریب کرتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے مجھے امید تھی کہ وہ تلوار کو پکڑ لے گا اور اپنے والد کا کام تمام کر دے گا۔ حضرت ابو جندل نے اپنے والد کے بارے میں بخل سے کام لیا اور فیصلہ نافذ ہو گیا۔

جن حضرات نے صلح پر گواہی دی

جب حضور ﷺ معاہدہ لکھوانے سے فارغ ہوئے تو اس صلح پر مسلمانوں اور مشرکوں کو گواہ بنایا گواہوں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت محمود بن مسلمہ اور مکرز بن حفص جو اس وقت مشرک تھا اور حضرت علی بن ابی طالب جنہوں نے معاہدہ لکھا تھا۔

احرام سے فراغت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ مقام حل میں مضطرب رہتے، آپ حرم کی حدود میں نماز ادا فرماتے جب آپ صلح سے فارغ ہوئے آپ اپنی ہدی کی طرف آئے اسے ذبح کیا پھر آپ تشریف لائے، اپنے سر کا حلق کرایا جس طرح مجھے خبر پہنچی ہے اس روز جس نے آپ ﷺ کا حلق کیا تھا وہ خراش بن امیہ بن فضل خزاعی تھا، جب صحابہ کرام نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے قربانی کر دی ہے اور حلق کرالیا ہے تو وہ تیزی سے قربانیاں کرنے لگے اور حلق کرانے لگے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد سے وہ حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ حدیبیہ میں کچھ لوگوں نے حلق کرایا تھا اور کچھ نے صرف بال کٹوائے تھے۔

يَأْبَوْنَ اَنْ تَبْقٰى لَهُمْ رُفْقَةٌ مِنْ بَعْدِ اِسْلَامِهِمُ الْوَاصِلِ

وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ ان کے اسلام لانے کے بعد کوئی ان کی جماعت ہو۔

اَوْ يَجْعَلُ اللّٰهُ لَهُمْ مَخْرَجًا وَالْحَقُّ لَا يُغْلَبُ بِالْبَاطِلِ

یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راہ بنادے جبکہ حق باطل سے مغلوب نہیں ہوتا۔

فَيَسْلَمُ الْمَرْءُ بِاِسْلَامِهٖ اَوْ يُقْتَلُ الْمَرْءُ وَلَمْ يَاْتَلِ

انسان اپنے اسلام کی وجہ سے مسلمان ہوتا ہے یا آدمی قتل ہو جاتا ہے جبکہ وہ کوئی سستی نہیں کرتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حلق کرانے والوں پر رحم کرے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بال کٹوانے والوں پر بھی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بال کٹوانے والوں پر بھی، حضور ﷺ نے فرمایا بال کٹوانے والوں پر بھی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بال منڈانے والوں کو بال کٹوانے والوں پر کیوں فضیلت دی ہے فرمایا انہوں نے کوئی شک نہیں کیا تھا۔

عبداللہ بن نجیح نے کہا مجھے مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حدیبیہ کے سال جو اونٹ قربانی کے طور پر ذبح کئے ان میں ایک اونٹ ابو جہل کا بھی تھا، فی راسه برة من فضة۔ جس کی نکیل چاندی کی تھی جس سے مشرکین سخت غضبناک ہوئے۔

آیت فتح کا نزول

امام زہری نے اپنی حدیث میں کہا پھر حضور ﷺ حدیبیہ سے واپس پلٹے جب آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان تھے تو سورۃ فتح نازل ہوئی، اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ۔ (الفتح:1) ''یقیناً ہم نے فتح عطا فرمائی آپ کو''۔ اس میں حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کا واقعہ ذکر ہوا یہاں تک کہ بیعت رضوان کا ذکر ہوا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح:10) '' (اے جان عالم) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کو توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا''۔ جو بدو لوگ آپ کے ساتھ نہیں گئے تھے ان کا ذکر ہوا، جب حضور ﷺ نے انہیں ساتھ چلنے کو کہا اور انہوں نے ساتھ چلنے میں سستی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں کیا سَیَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا۔ (الفتح:11) ''عنقریب آپ سے عرض کریں گے وہ دیہاتی جو پیچھے چھوڑے گئے تھے ہمیں بہت مشغول رکھا ہمارے مالوں اور اہل وعیال نے''۔ پھر ان کے متعلق باتوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ یہ ارشاد فرمایا۔ سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ...... (الفتح:15) ''کہیں گے (پہلے سفر جہاد سے) پیچھے چھوڑے جانے والے جب تم روانہ ہوگے مال غنیمت کی

طرف تا کہ تم ان پر قبضہ کرلو تو ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے پیچھے پیچھے آئیں"۔ پھر ان کی خبر اور طاقتور قوم کے ساتھ جنگ کرنے کا قصہ ذکر کیا۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے عطا بن ابی رباح سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ایران کے لوگ ہیں۔ ابن اسحاق نے کہا مجھے زہری نے بتایا اولی باس شدید سے مراد بنو حنیفہ ہیں جنہوں نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ مل کر جنگ کی پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (الفتح: 18 تا 21) "یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی اس درخت کے نیچے پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ اتارا اس نے اطمینان کو ان پر اور بطور انعام انہیں یہ قریبی فتح بخشی اور بہت سی غنیمتیں بھی (عطا کیں) جن کو وہ (عنقریب) حاصل کریں گے اور اللہ سب سے زبردست بڑا دانا ہے۔ (اے غلامان مصطفیٰ) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم (اپنے اپنے وقت پر) حاصل کرو گے پس جلدی دے دی ہے تمہیں یہ (صلح) اور روک دیا ہے اس نے لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے اور تا کہ ہو جائے یہ (ہماری نصرت کی) نشانی اہل ایمان کے لئے اور تا کہ ثابت قدمی سے گامزن رکھے تمہیں صراط مستقیم پر اور کئی مزید فتوحات بھی جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے لیکن وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں ہیں اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی نے ہی جنگ کرنے سے اس کے ہاتھ کو روک دیا جبکہ ان کفار پر اپنے محبوب کو کامیابی سے نوازا اس سے مراد وہ جماعت ہے جس کو آپ نے گرفتار کیا تھا اور انہیں آپ پر حملہ کرنے سے روک دیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا (الفتح: 24) "اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے وادی مکہ میں باوجود یہ کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا"۔ پھر فرمایا: هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ

مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (الفتح: 25) ''یہی وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں روک دیا مسجد حرام (میں داخل ہونے) سے اور قربانی کے جانوروں کو بھی کہ وہ بندھے رہیں اور اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں اور اگر نہ ہوتے (مکہ میں) چند مسلمان مرد اور چند مسلمان عورتیں جن کو تم نہیں جانتے (اور یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم روند ڈالو گے انہیں سو تمہیں پہنچے گی ان کی وجہ سے عار بے علمی کے باعث (نیز) تاکہ داخل کردے اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے اگر یہ (کلمہ گو) الگ ہو جاتے تو اس وقت جنہوں نے کفر کیا ان میں سے تو ہم انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتے''۔ حضرت ابن ہشام نے کہا معکوف کا معنی محبوس ہے۔ اعشیٰ نے کہا جو بنی قیس بن ثعلبہ سے تعلق رکھتا ہے۔

وَ كَاَنَّ السُّمُوْطَ عَكَّفَهَا السِّلْكُ　　بِعِطْفَىْ جَيْدَاءَ اُمِّ غَزَالِ

گویا سموط کو دھاگہ نے ام غزال کی گردن کے دونوں اطراف کے ساتھ محبوس کر رکھا ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدہ میں ہے حضرت ابن اسحاق نے کہا وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ (الفتح: 25) ''اور اگر نہ ہوتے (مکہ میں) چند مسلمان مرد اور چند مسلمان عورتیں جن کو تم نہیں جانتے (اور یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم روند ڈالو گے انہیں سو تمہیں پہنچے گی ان کی وجہ سے عار بے علمی کے باعث''۔ معرۃ کا معنی چٹی ہے کہ تم بے علمی میں ان سے چٹی پاؤ پس تم اس کی دیت نکالو جہاں تک گناہ کا تعلق ہے اس کا کوئی خوف نہیں، حضرت ابن ہشام نے کہا مجھے مجاہد سے یہ خبر پہنچی ہے انہوں نے کہا یہ آیت ولید بن مغیرہ، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ، ابو جندل بن سہیل اور ان جیسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ (الفتح: 26) ''جب جگہ دی کفار نے اپنے دلوں میں ضد کو وہی (زمانہ) جاہلیت کی ضد''۔ اس سے مراد سہیل بن عمرو ہے کیونکہ اسی نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور محمد رسول لکھنے سے حمیت کا مظاہرہ کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا (فتح: 26) ''تو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے رسول (مکرم) پر اور اس ایمان پر اور انہیں استقامت بخش دی۔ تقویٰ کے کلمہ پر اور وہ اس کے حق دار بھی تھے اور اس کے اہل بھی تھے''۔ یعنی مومنین توحید کے زیادہ

مستحق تھے، وہ اس کلمہ کی شہادت ہے لا الہ الا اللہ و محمد عبدہ رسولہ۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا (الفتح: 27) "یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ کہ تم ضرور داخل ہو گے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا امن و امان سے منڈواتے ہوئے اپنے سروں کو یا ترشواتے ہوئے تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہو گا پس وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے"۔ یہاں رویاء سے مراد رسول اللہ کے وہ خواب ہیں جو آپ نے دیکھے کہ آپ مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ بغیر کسی خوف کے داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا (الفتح: 27) "منڈواتے ہوئے اپنے سروں کو یا ترشواتے ہوئے تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہو گا پس وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ اس نے تمہیں عطا فرما دی اس سے پہلے ایسی فتح جو قریب ہے"۔ اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے، زہری کہتے ہیں اسلام میں اس سے قبل کوئی بڑی فتح نہ تھی جنگ میں تو لوگ گتھم گتھا تھے جب امن و سکون ہو گیا جنگ ختم ہو گئی لوگ ایک دوسرے سے امن میں ہو گئے وہ ایک دوسرے سے ملے باہم بات چیت کی جس نے بھی اسلام کی حقانیت کو سمجھا وہ اسلام میں داخل ہو گیا، ان دو سالوں میں اتنے لوگ مسلمان ہوئے تھے جتنے اس سے قبل مسلمان ہوئے تھے یا اس سے بھی زیادہ مسلمان ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا زہری کے قول کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ حدیبیہ کے سال صرف چودہ سو صحابہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف گئے تھے جبکہ فتح مکہ کے سال دس ہزار صحابہ کے ساتھ حملہ آور ہوئے تھے۔ حضرت ابن اسحاق نے کہا جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ پہنچے تو حضرت ابو بصیر بن عتبہ بن اسید بن جاریہ مدینہ طیبہ آئے انہیں بھی مکہ مکرمہ میں محبوس کیا گیا تھا۔ جب یہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق ثقفی نے حضور ﷺ کی طرف خط لکھا دونوں نے بنی لوئی کا ایک آدمی بھیجا اس آدمی کے ساتھ ان کا ایک غلام بھی تھا یہ دونوں ازہر اور اخنس کا خط لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بصیر جس طرح تم جانتے ہو ہم نے اس قوم کو عہد دے رکھا ہے ہمارے دین میں دھوکہ دہی درست نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ تیرے لئے اور دوسرے کمزور مسلمانوں کے لئے کوئی سہولت پیدا فرمائے گا اس لئے اپنی قوم کے پاس چلا جا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا

آپ مجھے مشرکوں کے پاس بھیج رہے ہیں جو مجھے میرے دین کے بارے میں آزمائش میں ڈال دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بصیر اللہ تعالیٰ ضرور تیرے اور دوسرے مومنوں کے بارے میں آسانی پیدا فرما دے گا۔ حضرت ابو بصیر ان کے ساتھ چل پڑے جب وہ ذی الحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو ایک دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے اس کے دونوں ساتھی بھی ساتھ بیٹھ گئے تو حضرت ابو بصیر نے کہا اے بنی عامر کے بھائی کیا تیری یہ تلوار کاٹ دار ہے تو اس نے جواب دیا کیوں نہیں پوچھا کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں اس نے کہا دیکھ لو اگر پسند کرو، حضرت ابو بصیر نے تلوار کو نیام سے باہر نکالا پھر اسے لہرایا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ غلام بھاگ کھڑا ہوا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، جب حضور ﷺ نے اسے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اسے کسی آفت نے آلیا ہے جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا تجھ پر افسوس تجھے کیا ہوا تو اس غلام نے جواب دیا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم وہ ابھی وہیں تھا یہاں تک کہ حضرت ابو بصیر تلوار گلے میں حمائل کئے آپہنچے یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا وعدہ پورا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس ذمہ کو ساقط کر دیا ہے، آپ نے مجھے میری قوم کے سپرد کر دیا ہے میں نے اپنے دین میں آزمائش ڈالنے سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے کیا مجھے پھر واپس بھیج دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیری ماں کا افسوس اگر اس کے کچھ ساتھی ہوں تو یہ جنگ بھڑکانے والا ہے۔

پھر ابو بصیر مدینہ طیبہ سے نکل پڑے اور عیص کے مقام پر فروکش ہو گئے جو سمندر کے کنارے ذی مروۃ کے ایک طرف واقع ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں سے قریش کے قافلے شام کو جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو بصیر کے متعلق جو ارشاد فرمایا تھا وہ بات ان صحابہ تک بھی پہنچ گئی جو مکہ مکرمہ میں قید تھے وہ سب حضرت ابو بصیر کے ساتھ ملنے کے لئے عیص کے مقام کی طرف نکل پڑے، تقریباً ستر آدمی جمع ہو گئے انہوں نے قریش کو تنگ کر دیا وہ جس کو بھی پاتے اس کو قتل کر دیتے جو قافلہ بھی وہاں سے گزرتا اسے لوٹ لیتے یہاں تک کہ قریش نے حضور ﷺ کو خط لکھا اس میں رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں کو اپنے ہاں جگہ دے دیں، اب قریش کو ان سے کوئی غرض نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پناہ دے دی اس لئے وہ مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔

حضرت ابن ہشام نے کہا جب سہیل بن عمرو کو یہ خبر پہنچی کہ ابوبصیر نے ان کے ساتھی عامری کو قتل کر دیا ہے تو اس نے اپنی ٹیک کعبہ شریف کے ساتھ لگائی پھر کہا میں اپنی پشت کعبہ سے جدا نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہ آدمی اس کی دیت نہیں دے گا تو ابوسفیان بن حرب نے کہا اللہ کی قسم یہ بے وقوفی ہے اللہ کی قسم وہ تین (درہم) بھی نہ دے گا، اسی بارے میں موہب بن ریاح ابو انیس نے کہا جو بنی زہرہ کا حلیف تھا۔

حضرت ابن ہشام نے کہا ابوانیس اشعری نے کہا۔

أَتَانِيْ عَنْ سُهَيْلٍ ذَرْوُ قَوْلٍ فَأَيْقَظَنِيْ وَمَابِيْ مِنْ رُقَادِ

سہیل کی جانب سے مجھے مختصری بات پہنچی جس نے مجھے بیدار رکھا اور مجھے نیند نہ آئی۔

فَإِنْ تَكُنِ الْعِتَابَ تُرِيْدُ مِنِّيْ فَعَاتِبْنِيْ فَمَا بِكَ مِنْ بِعَادِ

اگر تو مجھے عتاب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو مجھے عتاب کر کیونکہ تیرے ساتھ کوئی ایسا نہیں جو مجھ سے دشمنی کرنے والا ہو۔

أَتُوْعِدُنِيْ وَ عَبْدُ مَنَافَ حَوْلِيْ بِمَخْزُوْمٍ أَلْهَفًا مَنْ تُعَادِيْ

کیا تو مجھے بنو مخزوم کے ساتھ دھمکاتا ہے جبکہ عبد مناف میرے اردگرد ہیں جن سے تو دشمنی کرتا ہے اس پر صد افسوس۔

فَإِنْ تَغْمِزْ قَنَاتِيْ لَا تَجِدْنِيْ ضَعِيْفَ الْعُوْدِ فِيْ الْكُرَبِ الشِّدَادِ

اگر تو میرے نیزے کو دیکھے گا تو تو مجھے نہیں پائے گا کہ مصائب میں کمزور (لکڑی) والا ہوں۔

أُسَامِيْ الْأَكْرَمِيْنَ أَبًا بِقَوْمِيْ إِذَا وَطِئَ الضَّعِيْفُ بِهِمْ أُرَادِيْ

میں اپنی قوم کے ساتھ شریف النسب لوگوں سے بلند ہوں جب کمزور کو روندا جاتا ہے تو میں اپنی قوم کے ساتھ مقابلہ میں آجاتا ہوں۔

هُمْ مَنَعُوْا الظَّوَاهِرَ غَيْرَ شَكٍّ إِلَى حَيْثُ الْبَوَاطِنِ فَالْعَوَادِيْ

انہوں نے حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے، بالائی حصہ کا بغیر کسی شک وشبہ کے یہاں تک کہ نشیبی علاقوں کا اور اطراف کا۔

بِكُلِّ طِمِرَّةٍ وَ بِكُلِّ نَهْدٍ سَوَاهِمَ قَدْ طُوِيْنَ مِنَ الطِّرَادِ

یہ ترش رو نوجوان، چھریرے بدن والے، نہایت تیز رفتار گھوڑوں کے ذریعے جو مسلسل

جنگ کی وجہ سے مضبوط ہو چکے ہیں۔

لَهُمْ بِالْخَيْفِ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ رِوَاقُ الْمَجْدِ رُفِّعَ بِالْعِمَادِ

معد خوب جانتے ہیں کہ ان کی خیف میں بزرگی کی عمارت مضبوط ستونوں پر بلند کی گئی ہے۔

عبداللہ بن زبعری نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

اَمْسٰى مُوْهَبٌ كَحِمَارِ سَوْءٍ اَجَازَ بِبَلْدَةٍ فِيْهَا يُنَادِيْ

موھب برے گدھے کی طرح ہو گیا، وہ ایک شہر سے گزرا جس میں وہ منادی کر رہا ہے۔

فَاِنَّ الْعَبْدَ مِثْلَكَ لَا يُنَاوِيْ سُهَيْلًا ضَلَّ سَعْيُكَ مَنْ تُعَادِيْ

تیرے جیسا غلام سہیل کا مدمقابل نہیں ہو سکتا تیری تمام کوشش نامراد ہو گئی تو کس سے دشمنی کرتا ہے۔

فَاَقْصِرْ يَا ابْنَ قَيْنِ السُّوْ عَنْهُ وَ عَدِّ عَنِ الْمَقَالَةِ فِي الْبِلَادِ

اے نامراد لوہار کی اولاد اس کی برائی کرنے سے رک جا اور شیروں جیسی بات کرنے سے اعراض کر۔

وَ لَا تَذْكُرْ عِتَابَ اَبِيْ يَزِيْدٍ فَهَيْهَاتَ الْبُحُوْرُ مِنَ الثِّمَادِ

ابو یزید کے عتاب کا ذکر نہ کر سمندر موسم سرما کے بچے کھچے پانی سے کتنے مختلف ہوتے ہیں۔

صلح کے بعد مسلمان عورتوں کی ہجرت کا معاملہ

حضرت ابن اسحاق نے کہا اسی عرصہ میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی اس کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید اسے لینے کے لئے نکل پڑے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کا مطالبہ کرنے کے لئے حاضر ہوئے تا کہ اس معاہدہ کی بنا پر اسے واپس کر دیا جائے جو قریش اور حضور ﷺ کے درمیان ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے واپس نہ کیا، اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے زہری نے حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عروہ بن زبیر کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ابن ابی ہنیدہ کی طرف خط لکھ رہے تھے جو ولید بن عبدالملک کا مصاحب تھا، ولید کے مصاحب نے حضرت عروہ کو اس آیت کریمہ، يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنہ: 10)

"اے ایمان والو! جب آجائیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے تو ان کی جانچ پڑتال کرلو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت واپس کرو نہ وہ حلال ہیں کفار کے لئے اور نہ وہ (کفار) حلال ہیں مومنات کے لئے اور دے دو کفار کو جو مہر انہوں نے خرچ کئے اور تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرلو۔ جب تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو اور (اسی طرح) تم بھی نہ روکے رکھو (اپنے نکاح میں) کافر عورتوں کو"۔ کے متعلق سوال لکھ بھیجا تھا۔

حضرت ابن ہشام نے کہا عصم کی واحد عصمہ ہے جس کا معنی رسی اور سبب ہے۔ اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ نے کہا ہے۔

اِلَى الْمَرْءِ قَيْسٍ نُطِيْلُ السُّرٰى وَ نَاْخُذُ مِنْ كُلِّ حَيٍّ عِصَمٍ

قیس کی طرف جانے کے لئے راتوں کا طویل سفر کرتے ہیں اور ہم ہر قبیلہ سے نگہبان لیتے ہیں۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدہ کا ہے

حضرت عروہ بن زبیر نے اسے جواب بھیجا حضور ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر قریش سے صلح کی تھی جو آدمی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ طیبہ آئے گا تو آپ اسے واپس کر دیں گے، جب مسلمان عورتوں نے حضور ﷺ اور اسلام کی طرف ہجرت کی اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا کہ ان عورتوں کو واپس کیا جائے جبکہ ان کا امتحان لیا جائے اور مسلمانوں کو پہچان ہو جائے کہ وہ محض اسلام کی رغبت کی وجہ سے مدینہ طیبہ آئی ہیں اور ان کے سابقہ خاوندوں کو مہر واپس کر دیا جائے اگر ان عورتوں نے انہیں مہر واپس نہ کیا ہو ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کی بیویوں کو اگر روک رکھا ہو تو وہ بھی مہر واپس کریں، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے۔ حضور ﷺ نے عورتوں کو روک لیا اور مردوں کو واپس کر دیا اور اس چیز کا مطالبہ کیا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ کفار نے مسلمانوں کی جن عورتوں کو روک رکھا ہے ان کے مہر دیں اور جتنا مہر وہ دیں اتنا ہی مہر انہیں واپس کر دیں یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ کفار اس قسم کا طرزِ عمل اپنائیں، اگر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہ ہوتا تو حضور ﷺ عورتوں کو بھی اس طرح واپس کر دیتے جس طرح آپ نے مردوں کو واپس کیا تھا، اگر یہ صلح اور عہد و پیمان نہ ہوتا جو حضور ﷺ اور قریش کے درمیان ہوا تھا تو آپ ویسے

ہی عورتوں کو روک لیتے اور ان سے مہر کا مطالبہ نہ کرتے جس طرح آپ صلح سے پہلے آنے والی عورتوں کو روک لیتے تھے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا میں نے زہری سے اس آیت کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں پوچھا۔

وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْاؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (الممتحنہ:11) ''اور اگر بھاگ جائے تم سے کوئی عورت تمہاری بیویوں سے کفار کی طرف پھر تمہاری باری آجائے (کہ کوئی کافرہ تمہارے قبضے میں آجائے) تو جن کی بیویاں ان کے قبضہ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا اتنا انہیں دے دو اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو''۔

اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے اگر کسی کی بیوی کفار کے پاس چلی جائے اور تمہارے پاس ان کی کوئی عورت نہ آئے جس کے بدلے میں تم وہ لیتے جو وہ تم سے لیتے ہیں تو اگر تم مالِ غنیمت پاؤ تو ان کے خاوندوں کو اس کا عوض دے دو، جب یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْاؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنہ:10) نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی بیوی قریبہ کو طلاق دی تھی۔ اس قریبہ سے بعد میں معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی تھی جبکہ یہ دونوں ابھی مشرک تھے اور حضرت عمر نے ام کلثوم بنت جرول کو طلاق دی تھی جس سے ابوجہم بن حذیفہ نے شادی کی تھی جو انہیں کے خاندان کا فرد تھا جو دونوں مشرک تھے۔

فتح مکہ کی بشارت

حضرت ابن ہشام نے کہا ہمیں ابوعبیدہ نے بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جو صلح حدیبیہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا اس نے حضور ﷺ سے عرض کی کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوں گے۔ فرمایا کیوں نہیں، کیا میں نے تمہیں یہ کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گا، لوگوں نے عرض کی نہیں فرمایا، بات اسی طرح ہوئی جس طرح جبریل امین نے مجھ سے کہی۔

محرم سن سات ہجری میں حضور ﷺ کا خیبر کی طرف روانہ ہونا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمیں ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں زیاد بن عبد اللہ بکائی نے محمد بن اسحاق مطلبی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپسی کے بعد ذی الحجہ اور محرم کے کچھ دن مدینہ طیبہ میں رہے وہ حج مشرکوں نے کیا پھر آپ محرم کے باقی ماندہ دنوں میں خیبر کی طرف نکلے۔

حضرت ابن ہشام نے کہا حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ پر حضرت نمیلہ بن عبد اللہ لیثی کو نائب بنایا اور جھنڈا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو دیا جبکہ جھنڈا سفید تھا۔ حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے ابوالہیثم بن نصر بن دھر اسلمی سے روایت کیا ہے کہ ان کے باپ نے انہیں بیان کیا کہ انہوں نے حضور ﷺ کو حضرت عامر بن اکوع کو یہ کہتے

غزوہ خیبر

بکری نے ذکر کیا ہے کہ اس علاقہ کا نام خیبر اس وجہ سے پڑا کہ عمالقہ کے ایک آدمی نے یہاں پڑاؤ ڈالا جس کا نام خیبر بن قانیہ بن مہلایل تھا۔ وطیح کے بارے میں بھی یہی قول ذکر کیا ہے، وطیح ایک قلعہ تھا اس کا نام وطیح بن مازن کے نام پر پڑا جو قوم ثمود کا ایک فرد تھا۔ وطیح وطح سے ماخوذ ہے وطح اس مٹی کو کہتے ہیں جو پرندے کے ناخنوں اور پنجوں کے ساتھ چمٹ جاتی ہے۔

ہنہ اور حداء کی وضاحت

علامہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کا ایک فرمان ذکر کیا ہے جو آپ نے سلمہ بن اکوع سے فرمایا۔ خذ لنا من ھناتك۔ ہنۃ اصل میں ہر اس چیز سے کنایہ کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے جس کا تو نام نہ جانتا ہو یا نام تو جانتا ہو لیکن اس سے کنایۃ ذکر کرنا چاہتا ہو۔ ہنہ کی اصل ہنہۃ اور ہنوۃ ہے شاعر نے کہا۔

أَرَى ابْنَ نَزَارٍ قَدْ جَفَانِي وَ قَلَنِيْ عَلَى هَنَوَاتٍ شَأْنُهَا مُتَتَابِعُ

میں ابن نزار کو دیکھتا ہوں جس نے مجھ پر ظلم کیا اور ایسی مصیبتوں پر مجھے سوار کیا جو پے در پے واقع

ہوئے سنا جبکہ آپ خیبر کی طرف جارہے تھے۔ حضرت عامر بن اکوع حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے اکوع کا نام سنان تھا۔ اے ابن اکوع اترو اور ہمیں کچھ رجز سناؤ۔ راوی نے کہا حضرت عامر حضور ﷺ کے لئے رجز پڑھنے کے لئے اتر پڑے۔

حضرت عامر کہہ رہے تھے۔

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا

اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ صدقہ کرتے اور نہ ہی نمازیں پڑھتے۔

اِنَّا اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا وَ اِنْ اَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

جب کوئی قوم ہم پر سرکش ہو اور ہم پر جنگ مسلط کرے تو ہم اس کی اطاعت کرنے سے انکار کردیتے ہیں۔

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

اے اللہ ہم پر سکینہ نازل فرما، اگر ہم دشمنوں سے ملیں تو ہمیں ثابت قدم کردے۔

ہونے والی تھیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن اکوع سے کہا کیا آپ نیچے نہیں اتریں گے اور ہمیں حدی (گیت) نہیں سنائیں گے یہاں ہنیہة کو تصغیر کے ساتھ پڑھا گیا ہے جو ہنوات پڑھتا ہے اگر اس کے تلفظ کے مطابق تصغیر کرتا تو اسے هُنَيَّاتِكَ پڑھتا۔ حضور ﷺ نے حضرت سلمہ بن اکوع سے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ حدی خوانی کریں کیونکہ اونٹوں کو حدی خوانی کے ذریعے تیز چلنے پر برانگیختہ کیا جاتا ہے۔ حدی خوانی شعر کے ذریعے ہوتی ہے یا رجز کی صورت میں ہوتی ہے، سب سے پہلے جس نے حدی خوانی کی وہ مضر بن نزار تھا۔ رجز بھی شعر ہوتا ہے اگرچہ اس میں فن شعری کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے وہ شعر نہیں ہوتا بلکہ اشعار کے حصے ہوتے ہیں۔ رجز چھ حصوں والا شعر ہوتا ہے جیسے ابن درید کا مقصورہ یا چار اجزا والا شعر ہوتا ہے جیسے شاعر کا شعر ہے۔

يَا مُرُّ يَا خَيْرَ أَخٍ نَازَعْتَ دَرَّ الْحَلَمَةِ

اے سخت کڑوے اے بہترین بھائی، تو نے پستان کے دودھ سے جھگڑا کیا۔

جو علماء یہ کہتے ہیں کہ رجز شعر نہیں ہوتا وہ اس چیز سے استدلال کرتے ہیں کہ رجز حضور ﷺ کی زبان پر جاری ہوتا تھا جبکہ حضور ﷺ شعر نہیں پڑھتے تھے۔ یہ بات مروی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کے لئے شہادت واجب ہوگئی، آپ نے ہمیں اس سے زیادہ عرصہ کے لئے لطف اندوز ہونے کا موقع کیوں نہیں عطا فرمایا، حضرت عامر بن اکوع غزوہ خیبر میں شہید ہوگئے، مجھے جو خبر پہنچی ہے آپ کے قتل کی صورت یہ بنی کہ آپ کی تلوار واپس آپ پر ہی آپڑی جبکہ آپ برسرِ پیکار تھے تو اس تلوار نے آپ کو شدید زخمی کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ شدید زخمی ہوگئے، مسلمانوں نے اس بارے میں شکایت کی اور کہا اسے تو اس کے اپنے ہتھیاروں نے قتل کیا ہے یہاں تک کہ ان کے بھتیجے حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع نے حضور ﷺ سے اس بارے میں پوچھا اور لوگوں کی باتیں ذکر کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شہید ہے، حضور ﷺ نے خود اور دوسرے صحابہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے قابل اعتماد آدمی نے عطا بن ابی مروان اسلمی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو معتب بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ جب

رجز پڑھا تھا جو ابن اکوع نے کہا، آپ نے یہ بطورِ مثال ذکر کیا تھا یا ابتداء کہا تھا۔

هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

تو صرف ایک انگلی ہے جس کو خون لگا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں ملی۔

حضرت ابن اسحاق کی روایت کے علاوہ امام بخاری اور دوسرے علماء نے یہ بھی ذکر کیا ہے۔

فاغفر فداء لك ما ابقينا۔ ایک روایت میں یہ لفظ ما اقتفينا ہے یعنی جو ہم نے غلطیاں کیں وہ بخش دے، یہ قفوت الاثر اور اقتفيته سے ماخوذ ہے، قرآن حکیم میں یہ لفظ اس طرح استعمال ہوا ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (الاسراء:36) اور جہاں تک ما القينا کا لفظ ہے اس کا معنی ہے اپنے اعمال میں سے جو ہم پیچھے چھوڑ گئے ہیں یا اس کا معنی ہے جو ہم نے گناہ پیچھے چھوڑے ہیں جس طرح توبہ کرنی چاہئے تھی ایسی توبہ نہیں کی۔ ان کا قول فداء لك اس کے بارے میں ایک قول تو یہ ہے کہ یہ خطاب حضور ﷺ کو ہے یعنی اے محبوب مکرم آپ کے حقوق اور آپ کی اطاعت کے بارے میں جو ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں انہیں معاف کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قسم کا کلام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ فداء لك کا معنی یہ ہے کہ تیرے لئے ہماری جانیں اور اہل قربان ہیں یہاں سے مبتداء کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ اکثر استعمال ہوتا ہے اور اس کا مبتداء کیا ہے؟ وہ بھی معلوم و معروف ہے کیونکہ انسان اپنی جان اسی پر قربان کرتا ہے جس کے لئے فناء جائز ہو۔

حضور ﷺ خیبر کے قریب پہنچے تو اپنے صحابہ سے فرمایا جبکہ میں بھی ان میں شامل تھا، ٹھہر جاؤ۔ پھر دعا کی، اے اللہ جو آسمانوں کا رب ہے اور آسمان جن پر سایہ فگن ہیں ان کا بھی رب ہے اے

اس کلمہ کا غیر حقیقی معنی میں استعمال

جو اقوال فداء لك کے بارے میں نقل کئے گئے ہیں ان میں سے زیادہ صحیح یہ قول ہے کہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے ذریعے محبت اور تعظیم کا اظہار کیا جاتا ہے اس لئے یہ کلمہ اس کے لئے استعمال کرنا بھی جائز ہے جس کے حق میں فداء ہونا جائز نہ ہو اور نہ ہی اس کا فناء ہونا جائز ہو۔ ایسی صورت میں اس کلمہ کے ذکر کا مقصود محبت کا اظہار اور تعظیم ہوا کرتا ہے اگر چہ اس کا اصل معنی وہی ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کئی ایسے کلمات ہیں جن کا حقیقی معنی چھوڑ دیا جاتا ہے اور انہیں پہلے معنی میں استعمال کرنے کے بجائے کسی اور معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جس طرح قسم کا لفظ قسم کے بجائے تعجب اور امر کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے ذکر کیا جاتا ہے جس طرح اسماعیل بن جعفر کی ایک روایت میں اعرابی کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ اَفْلَحَ وَ اَبِیْهِ اِنْ صَدَقَ۔ اس کے باپ کی قسم اگر اس نے سچی بات کہی تو وہ کامیاب ہو گیا کیونکہ یہ تو محال ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام کی قسم اٹھائیں۔ خصوصاً ایسے آدمی کے نام کی قسم اٹھائیں جو کافر کی حیثیت سے فوت ہوا۔ اصل میں یہ بدو کے قول پر تعجب کا اظہار تھا جس امر پر تعجب کا اظہار کیا جائے وہ عظیم ہوا کرتا ہے۔ قسم اصل میں عظمت بیان کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اس لفظ میں مجاز کا قاعدہ جاری ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کا اطلاق وجہ (چہرہ) پر ہوتا ہے۔

فَاِنْ تَلْكُ لَیْلٰی اسْتَوْدَعَتْنِیْ اَمَانَةً   فَلَا وَاَبِیْ اَعْدَائِهَا لَا اَخُوْنُهَا

اگر لیلیٰ میرے پاس امانت رکھے اس کے چہرے کی قسم میں اس سے خیانت نہیں کروں گا۔

یہاں شاعر نے اس کے دشمنوں کے باپ کی قسم کا ارادہ نہیں کیا بلکہ یہ تعجب کی ایک صورت ہے، اکثر شارحین حدیث کی یہ رائے ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان افلح و ابیہ منسوخ ہے اس کا ناسخ حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ۔ اپنے باپوں کی قسمیں نہ اٹھاؤ۔ یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا کہ حضور ﷺ اس سے قبل غیر اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے تھے اور کفار کے ناموں کی قسمیں اٹھاتے تھے۔ آپ کے اخلاق سے یہ کس قدر بعید بات ہے، اللہ کی قسم حضور ﷺ نے اس طرح کبھی بھی نہیں کیا اور نہ ہی یہ آپ کا طریقہ تھا، ایک قوم نے کہا اسماعیل بن جعفر کی روایت میں تصحیف ہے، اصل روایت اس طرح ہے۔ وَاِنَّمَا هُوَ اَفْلَحَ وَاللّٰهِ اِنْ صَدَقَ۔

زمینوں کے رب اور زمینیں جنہیں اٹھائے ہوئے ہیں۔

اے شیاطین کے رب اور ان کے رب جنہیں شیطانوں نے گمراہ کیا ہے، ہواؤں کے رب اور ان کے رب جنہیں ہوائیں اڑا رہی ہیں ہم تجھ سے اس شہر کی اچھائی، اس کے باسیوں کی خیر، اور اس میں جو کچھ ہے اس کی خیر کے طالب ہیں ہم اس کے شر، اس کے رہنے والوں کے شر اور اس میں جو کچھ ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ کے نام کی برکت سے آگے بڑھو۔

حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی آپ کسی بستی میں داخل ہوتے تو آپ یہ دعا کرتے۔

حضرت ابن اسحاق نے فرمایا مجھے حضرت انس بن مالک سے ایک قابل اعتماد آدمی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر حملہ آور ہوتے، آپ صبح کے طلوع ہونے

اللہ کی قسم اگر اس نے سچ کہا ہے تو وہ کامیاب ہو گیا ہے یہ بھی منکر قول ہے اور عادل لوگوں نے جو یاد رکھا ہے اس پر اعتراض ہے۔

امام مسلم نے کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے یہ پوچھا کون سا صدقہ سب سے افضل ہے تو حضور ﷺ نے اسے فرمایا تیرے باپ کی قسم میں تجھے ضرور بتاؤں گا پھر مکمل حدیث ذکر کی۔ کتاب البر والصلة میں ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے عرض کیا میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرے باپ کی قسم میں ضرور تجھے بتاؤں گا اپنی ماں سے حسن سلوک کر پھر اپنے باپ سے حسن سلوک کر پھر جو تیرا زیادہ قریبی ہے پھر اس کے بعد جو زیادہ قریبی ہے جس طرح تم دیکھ رہے ہو، حضور ﷺ نے ان احادیث میں وَاَبِیْكَ کے الفاظ فرمائے ہیں۔ اسماعیل بن جعفر کوئی انوکھی یا نئی چیز نہیں لاتے تھے۔ ان کی اس روایت کا یہ معنی ہمارے شہر کے علماء اور محدثین میں سے ایک نے کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے وہ ان دو حدیثوں سے غافل رہے جن کو میں نے ذکر کیا ہے جن دونوں کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

ابی داؤد کی تصنیف میں کتاب الایمان کے ضمن میں ایسی روایت ہے جو اس امر پر بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ اس طرف گئے ہیں کہ یہ روایت منسوخ ہے۔ پہلے آباء کی قسم جائز تھی جو روایت ہم نے ذکر کی ہے یہ حقیقت میں باپ کی قسم نہیں جس طرح ہم ذکر کر چکے ہیں حضور اکرم ﷺ نے و ابی نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا وَ اَبِیْهِ یا فرمایا وَاَبِیْكَ یہاں اب کے لفظ کو مخاطب اور غائب کی ضمیر کی طرف منسوب کیا ہے اسی شرط کی وجہ سے

سے پہلے حملہ نہ کرتے اگر آپ اذان کی آواز سنتے تو حملہ کرنے سے رک جاتے، اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو حملہ کرتے ہم رات کے وقت خیبر پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے وہاں رات گزاری جب صبح ہوئی آپ نے اذان کی آواز نہ سنی تو آپ سوار ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہی سوار ہوئے۔ میں حضرت ابوطلحہ کے پیچھے سوار ہوا۔

میرے قدم حضور ﷺ کے قدموں کو مس کر رہے تھے، ہم نے خیبر کے مزدوروں کو دیکھا کہ وہ صبح صبح باہر نکل رہے ہیں وہ اپنی کسیوں اور ٹوکریوں کے ساتھ نکل رہے تھے جب انہوں نے حضور ﷺ اور لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے محمد والخمیس معہ۔ یہ حضرت محمد ﷺ ہیں اور ان کا لشکر ان کے ساتھ ہے وہ پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر تباہ و برباد ہو گیا، جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کی صبح کتنی بری ہوتی ہے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا ہمیں ہارون نے حمید سے انہوں نے حضرت انس سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔

یہ کلام قسم کے معنی سے تعجب کے معنی کی طرف نکل جاتی ہے۔

عطاء بن ابی مروان کی سند

حضرت ابن اسحاق نے حضور ﷺ کا ارشاد عطا کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ جب خیبر پہنچے تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا۔ الخ اس روایت کی سند میں فرمایا عطاء بن ابی مروان اس روایت کی سند میں یہی صحیح ہے کیونکہ عطاء بن ابی مروان اہل مدینہ میں معروف تھے، ان کی کنیت ابو مصعب تھی، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بعض سیرت نگاروں نے اس کی سند میں یہ کہا کہ عطا بن ابی رباح سے مروان اسلمی نے روایت کیا ہے جبکہ صحیح وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

مکاتل

حضرت ابن اسحاق نے حضرت انس کی حدیث ذکر کی کہ جب خیبر کے مزدور اپنی کسیوں اور ٹوکریوں کے ساتھ مسلمان افواج کے سامنے ہوئے مَکَاتِلِ یہ مِکْتَلْ کی جمع ہے، کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے بڑے ٹوکرے کو مکتل کہتے ہیں اسے مکتل اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس میں چیز ایک دوسرے پر جمع ہوتی ہے اور تکتل کا معنی ایک چیز کا دوسری کے ساتھ ملنا ہے۔ کھجور یا اس چیز کے لئے کتلۃ (ڈھیر) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور یہ لفظ فصیح ہے۔ اگرچہ اسے عام لوگ استعمال کریں۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ سے خیبر کی طرف نکلے تو عِصر پہاڑ کے راستے پر چلے، آپ کے لئے وہاں مسجد بنائی گئی ہے پھر آپ صہباء کے مقام پر فروکش ہوئے پھر رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ رجیع وادی میں فروکش ہوئے وہاں آپ بنی غطفان اور خیبر کے درمیان اترے تاکہ بنی غطفان کے یہودیوں کی مدد کرنے سے روک دیں۔ بنی غطفان حضور ﷺ پر حملہ کرنے والے تھے۔

مجھے یہ خبر پہنچی جب بنی غطفان نے خیبر میں حضور ﷺ کے فروکش ہونے کی خبر سنی تو سب جمع ہوئے اور گھروں سے نکل پڑے تاکہ یہودیوں کی مدد کریں جب ایک منزل چل چکے ہوں گے تو انہوں نے اموال اور اولادوں میں کچھ حرکت محسوس کی انہوں نے گمان کیا کہ ان پر کسی نے حملہ کر دیا ہے وہ پلٹ گئے اور اپنے اموال اور گھروں میں ٹھہرے رہے اور حضور ﷺ اور خیبر کے یہودیوں کو آزاد چھوڑ دیا۔

خربت خیبر

جب حضور ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا تو فرمایا (اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ) تو اس کلام سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فال پکڑنا مباح ہے اور جو رجز کو جائز خیال کرتا ہے اس کے لئے تائید ہے۔ ہم اس بارے میں پہلے ہی قول فیصل ذکر کر چکے ہیں یہ فال لینے کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ نے کدال اور ٹوکرے دیکھے تھے یہ کسی عمارت کو گرانے، گڑھا کھودنے کے آلات ہیں جبکہ مِسْحَاۃ یہ سَحُوْتُ الْاَرْضَ سے مشتق ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب تو اس سے اوپر والا حصہ اکھیڑ دے یہ جملہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس شہر کے آپ قریب پہنچے تھے وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ابن ہشام کی روایت کے علاوہ میں جب مساحی کا ذکر کیا تو کہا کَانُوْا یُؤْتُوْنَ الْمَاءَ اِلٰی زَدْعِهِمْ یہاں یُؤْتُوْنَ کا معنی یَسُوْقُوْنَ ہے یعنی وہ اپنے کھیتوں کی طرف پانی لاتے تھے، اس صورت میں اَتِیّ کا معنی صافیہ (1) ہے۔

الخمیس

یہودیوں کا یہ کہنا محمد والخمیس بڑے لشکر کو خمیس کہتے ہیں کیونکہ بڑے لشکر کے یہ حصے ہوتے ہیں۔ ساقہ (فوج کا پچھلا حصہ) مقدمہ (اگلا حصہ) جناحین (دونوں طرفیں) اور قلب (درمیانہ)۔ غنیمت کے خمس کی وجہ سے اسے خمیس نہیں کہا تھا کیونکہ خمس وصول کرنا یہ اسلام کا ضابطہ ہے جبکہ لشکر کو دورِ جاہلیت میں بھی خمیس کہتے تھے ہم اس پر دلیل پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔

1۔ ایسی نہر جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ مترجم

حضور ﷺ اموال ایک ایک جمع کرتے رہے اور ایک ایک قلعہ فتح کرتے گئے سب سے پہلے آپ نے ناعم کا قلعہ فتح کیا وہاں ہی حضرت محمود بن مسلمہ شہید ہوئے جن پر چکی کا پاٹ پھینکا گیا تھا جس کے پتھر نے انہیں شہید کر دیا پھر قموص کا قلعہ فتح کیا جو بنی ابی الحقیق کا قلعہ تھا وہاں سے حضور ﷺ کو قیدی ملے جن میں صفیہ بنت حیی بن اخطب بھی تھیں، یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے عقد میں تھیں اور ان کی دو چچازاد بہنیں بھی گرفتار ہوئیں، حضور اکرم ﷺ نے حضرت صفیہ کو اپنے لئے منتخب فرمایا۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت صفیہ کا مطالبہ کیا تھا جب حضور ﷺ نے انہیں اپنے لئے منتخب کر لیا تو انہیں ان کی دونوں چچازاد بہنیں عطا کر دیں، خیبر کے قیدی مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔

پالتو گدھے کھانے سے نہی

مسلمانوں نے پالتو گدھوں کے گوشت کھائے، حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو چند چیزوں سے منع کیا اور ان کے نام گنوائے۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن عمرو بن ضمرہ فزاری نے عبداللہ بن ابی سلیط سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا ہے، فرمایا ہمیں حضور ﷺ کی طرف سے گدھے کا گوشت کھانے سے اس وقت نہی پہنچی جب ہنڈیاں ان کے گوشت سے جوش مار رہی

تدنی الحصون

حضرت ابن اسحاق کا قول یَتَدَنّٰی الْحُصُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ آپ سب سے قریبی پھر قریبی کو فتح کرتے جاتے تھے۔

پالتو گدھوں اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کا حکم

حضرت ابن اسحاق نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے گھریلو گدھوں کو کھانے سے منع کر دیا۔ حضرت جابر کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے غزوہ خیبر میں گھریلو گدھے کھانے سے منع کیا تھا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی رخصت دی تھی جہاں تک پالتو گدھوں کا تعلق ہے اس کی حرمت کے بارے میں تو سب کا اتفاق ہے تاہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کچھ تابعین سے کچھ روایات منقول ہیں جو گدھوں کے گوشت کو مباح کہتے ہیں۔

تھیں تو ہم نے ان ہنڈیوں کو الٹ دیا۔

حضرت ابن اسحاق نے ہمیں کہا، مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے مکحول سے بیان کیا ہے کہ اس روز حضور ﷺ نے ہمیں چار چیزوں سے منع کیا تھا۔ ا۔ قیدیوں میں سے حاملہ عورتوں سے وطی کرنے سے، ۲۔ پالتوں گدھوں کا گوشت کھانے سے، ۳۔ پنجے والے درندوں کا گوشت کھانے سے، ۴۔ تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کا مال بیچنے سے۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے سلام بن کرکرہ نے بیان کیا انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے بیان کیا ہے جبکہ حضرت جابر غزوہ خیبر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ نے لوگوں کو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا

ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ (الانعام: 145)'' آپ فرمایئے میں نہیں پاتا اس کتاب میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف کوئی چیز حرام کھانے والے پر''۔

یہ آیت مکی ہے اور گھریلوں گدھوں کا گوشت کھانے سے جو نہی ہے وہ خیبر میں ہوئی یہ حدیث اس آیت کا بیان ہے اور اس گوشت کے مباح ہونے کے لئے ناسخ ہے ان کی دلیل حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے گھریلو گدھے کے بارے میں فتویٰ طلب کیا اس کا نام غالب بن ابجر مدنی ذکر کیا جاتا ہے حضور ﷺ نے اسے فرمایا اپنے مال میں سے موٹا جانور گھر والوں کو کھلاؤ یہ حدیث ضعیف ہے نہی والی حدیث کا اس جیسی حدیث سے معارضہ نہیں کیا جا سکتا جبکہ اس حدیث میں تاویل کا احتمال بھی موجود ہے ایک احتمال تو یہ ہے کہ وہ آدمی ایسا ہو جسے شدید بھوک نے آلیا ہو تو حضور ﷺ نے اسے رخصت عطا فرمائی ہو یا یہ حدیث حرمت والی حدیث سے منسوخ ہو چکی ہو کیونکہ حدیث کے بعض راویوں نے اس میں کچھ اضافہ کیا ہے وہ حضور ﷺ کا آدمی کو یہ فرمانا ہے۔ اِنَّمَا نُهِیْتُ عَنْ حَوَالِی الْقَرْیَةِ اَوْ حَوَالِی الْقَرْیَةِ۔ روایت میں اختلاف ہے یعنی ایسے جانور کھانے سے منع کیا جو بستی کے اردگرد گھومتے رہتے ہیں یا جو براز کھاتے ہیں جہاں تک حضرت جابر کی حدیث ہے اس میں گھوڑے کا گوشت کھانے کو مباح قرار دیا گیا ہے، وہ روایت صحیح ہے۔ حضرت اسماء کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے زمانے میں گھوڑے کی قربانی دی۔

امام شافعی، امام لیث اور امام یوسف کی رائے یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مباح ہے جبکہ امام مالک اور امام اوزاعی کی رائے یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ حضرت خالد بن ولید کی سند سے بھی روایت ہے

توانہیں گھوڑوں کا گوشت (کھانے) کی اجازت دی گئی۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یزید بن ابی حبیب نے ابی مرزوق سے جو حبیب کے غلام تھے انہوں نے حنش صنعانی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ مغرب میں جنگ کی انہوں نے مغرب کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات کو فتح کیا جسے جربہ کہا جاتا ہے وہ کھڑے ہوئے فرمایا اے لوگو! میں تمہیں وہی کہوں گا جو میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے، آپ نے خیبر کے روز ہمیں ارشاد فرمایا تھا۔ حضور ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے فرمایا، ۱۔ جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسکے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے پانی سے غیر کی کھیتی کو سیراب کرے یعنی قیدیوں میں سے حاملہ عورتوں سے وطی نہ کرے، ۲۔ جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسکے لئے حلال نہیں کہ وہ قیدی عورتوں سے استبراء سے پہلے وطی کرے، ۳۔ جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کیلئے حلال نہیں کہ وہ تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت بیچے، ۴۔ جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ مالِ غنیمت کے گھوڑے پر سوار ہو اسے لاغر کر دے پھر اسے مالِ غنیمت کی طرف لوٹا دے، ۵۔ جو آدمی اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ مالِ غنیمت میں سے کپڑا لے اسے پہنے اور جب وہ بوسیدہ ہو تو پھر اسے واپس کر دے

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے بیان کیا ہے انہوں نے اسے عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے۔ کہا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز غیر خالص

کہ حضور ﷺ نے پالتو گدھے، خچر اور گھوڑے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔ ابوداؤد نے اس کی تخریج کی ہے گوشت کے مباح ہونے والی حدیث زیادہ صحیح ہے مگر امام مالک نے ایک آیت سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کا ذکر کیا ہے اور فرمایا۔ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ۔ اس کے بعد گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا ذکر کیا اور فرمایا لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً۔ یہ بہترین استدلال ہے۔

آیت سے اس دلیل کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمۡ فِيۡهَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ (النحل:5) ''نیز اس نے جانوروں کو پیدا کیا۔ تمہارے لئے ان میں گرم لباس بھی ہے اور دیگر فائدے ہیں اور انہیں (کا گوشت) تم کھاتے ہو''۔ یہاں دفء و منافع اور کھانے کا ذکر کیا پھر گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا الگ ذکر کیا، پھر لام علت کا ذکر کیا فرمایا لتر کبوھا یعنی میں نے ان مقاصد کیلئے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کیا جس مقصد کے لئے انہیں مسخر کیا گیا اس سے تجاوز نہ کیا

سونے کو خالص سونے کے بدلے غیر خالص چاندی کو خالص چاندی کے بدلے میں خریدنے اور فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا سونے کو چاندی کے بدلے میں خریدو اور غیر خالص چاندی کو خالص سونے کے بدلے میں بیچو!

حضرت ابن اسحاق نے کہا پھر حضور ﷺ قلعوں اور اموال کو فتح کرتے گئے۔

جائے۔ جہاں تک غزوہ خیبر کے موقع پر جلالہ کا گوشت کھانے اور ان پر سواری کرنے سے نہی کی گئی ہے، جلالہ وہ جانور ہوتے ہیں جو لید اور مینگنیاں کھاتے ہیں۔ دار قطنی میں ہے حضور ﷺ نے جلالہ کھانے سے منع کیا یہاں تک کہ اسے چالیس دن تک باندھ کر چارہ کھلایا جائے۔ یہ روایت بھی بعینہٖ اس روایت کی طرح ہے کہ حضور ﷺ گلیوں میں پھرنے والی مرغی نہیں کھاتے تھے، یہاں تک کہ اسے تین دن تک پابند نہ کیا جاتا اسے ہروی نے ذکر کیا ہے۔

الورق (چاندی)

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے چاندی کو چاندی کے بدلے میں بیچنے سے منع کیا ہے اور سونے کو چاندی کے بدلے میں بیچنے کی اجازت دی اس روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ورق اور فضہ ایک ہی چیز ہیں۔ ابوعبید نے کتاب الاموال میں ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ کہا رق اور ورق اس چاندی کو کہتے ہیں جسے نقدی، درہم بنا دیا گیا ہو اور اگر وہ زیور ہو یا اس میں سونے کی آمیزش کر دی گئی ہو تو اسے ورق نہیں کہتے اس فرق کی وجہ سے وہ یہ کہتے ہیں کہ چاندی اور سونے کے زیورات میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہوتی کیونکہ حضور ﷺ نے جب زکوٰۃ کا ذکر کیا تو فرمایا فِی الرِّقَّةِ الْخُمُسُ کہ رقہ میں خمس ہے جب سود کا ذکر فرمایا تو فرمایا اَلْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ۔

مولف نے کہا جس حدیث کو حضرت اسحاق نے ذکر کیا اور اس کے علاوہ دوسری احادیث میں، میں نے تتبع کیا تو میں نے اس حدیث سے مختلف معنی والی احادیث بھی پائی ہیں ان میں سے ایک حوض کی صفت کے بارے میں ہے اس حوض میں جنت کے دو پرنالے گرتے ہیں۔ ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے۔ عرفجہ کی حدیث میں ہے یوم کلاب کو جب اس کی ناک پر زخم لگا تو کہا میں نے ورق (چاندی) کی ناک بنوالی (الحدیث) کثیر شواہد اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ چاندی کسی حالت میں کیوں نہ ہو اسے ورق کہتے ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان بالذھب العین، والورق العین سے مراد نقدی ہے کیونکہ غائب مال کو ضمار کہتے ہیں جس طرح کہا وَعَینُهٗ كَالْكَالِي الضِّمَارِ اس کا مال تو غائب ادھار کی طرح ہے جو مال موجود

بنی سہم

مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انہیں کسی اسلمی نے بتایا تھا کہ اسلم قبیلہ کے بنی سہم حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم! ہم سخت مشقت میں مبتلا ہیں ہمارے پاس کچھ بھی نہیں، انہوں نے حضور ﷺ کے پاس بھی کچھ نہ پایا جو آپ انہیں عطا فرماتے۔ حضور ﷺ نے یہ دعا کی اے اللہ تو ان کی حالت کو خوب پہچانتا ہے ان میں قوت بھی نہیں میرے پاس بھی کچھ نہیں جو انہیں عطا کروں۔ اے اللہ انہیں ایسے قلعہ پر فتح نصیب فرما جو مال و دولت کھانے اور چربی کے اعتبار سے سب سے غنی ہو، صبح لوگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے صعب بن معاذ کے قلعہ پر فتح نصیب فرمائی خیبر میں اس قلعہ سے بڑھ کر زیادہ کھانے اور زیادہ چربی والا کوئی قلعہ نہیں تھا۔

مرحب کا قتل

حضرت ابن اسحاق نے کہا جب حضور ﷺ نے قلعوں کو فتح کر لیا اور اموال کو جمع کر لیا تو یہودی اپنے دو قلعوں وطیح اور سلالم میں جمع ہو گئے۔ فتح کے اعتبار سے یہ آخری قلعے تھے۔ حضور ﷺ نے دس سے زائد دنوں تک ان کا محاصرہ کیا۔

حضرت ابن ہشام نے کہا خیبر کے دن صحابہ کرام کا نعرہ یہ تھا۔ یَا مَنْصُوْرُ اَمِتْ اَمِتْ۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمٰن بن سہل نے کہا جو بنی حارثہ میں سے تھا وہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ مرحب یہودی اپنے قلعہ سے نکلا وہ پوری طرح مسلح تھا اور یہ رجزیہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

ہو اس کو عین کہتے ہیں کیونکہ اس کا معائنہ کیا جا سکتا ہے۔ عین اصل میں مصدر ہے اس کا فعل عِنْتُہٗ اَعِیْنُہٗ استعمال ہوتا ہے جب تو نے اسے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ مفعول کو مصدر کا نام دیا، اسی کی مثل صید ہے جو مصدر ہے اس کا فعل صِدْتُ أَصِیْدُ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں آیا ہے لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ (المائدہ:95) "نہ مارو شکار کو جب تم احرام باندھے ہوئے ہو"۔ یہاں بھی شکار کو مصدر کا نام دیا ہے۔ شاید اس بحث سے آپ اس لفظ عین کا معنی سمجھ گئے ہوں جو اس آیت میں ہے۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ۔ (طٰہٰ:۳۹) ہم نے اس میں اور "مسالہ ید" میں دو ایسے مسئلے ذکر کئے ہیں پوری دنیا بھی قدر و قیمت میں ان کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ　شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، مسلح ہوں بہادر ہوں اور تجربہ کار ہوں۔

أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ　إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَحَرَّبُ

میں کبھی نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار چلاتا ہوں، جب شیر دل بہادر لوگ جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔

إِنَّ حِمَايَ لَلْحِمَى لَا يُقْرَبُ

بے شک میری چراگاہ شیروں کے لئے ہیں، اس کے قریب کوئی نہیں جا سکتا۔

وہ کہہ رہا تھا ہمارا مقابلہ کون کرے گا کعب بن مالک نے اسے جواب دیا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي كَعْبُ　مُفَرِّجُ الْغُمَّى جَرِئٌ صُلْبُ

پورے خیبر کو معلوم ہے کہ میں کعب ہوں، مصیبتوں کو دور کرنے والا جری اور مضبوط ہوں۔

إِذْ شُبَّتِ الْحَرْبُ تَلَتْهَا الْحَرْبُ　مَعِيَ حُسَامٌ كَالْعَقِيقِ عَضْبُ

جب جنگ کی آگ بھڑکتی ہے اس کے بعد جنگ آتی ہے، میرے پاس کاٹنے والی تلوار ہوتی ہے جو عقیق کی طرح ہے۔

نَطَؤُكُمْ حَتَّى يَذِلَّ الصَّعْبُ　نُعْطِي الْجَزَاءَ أَوْ يَفِيُ النَّهْبُ

ہم تمہیں روند ڈالیں گے یہاں تک کہ دشواری دشواری نہ رہے ہم تمہیں بدلہ دیں گے یہاں

نکاح متعہ کب حرام ہوا؟

پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے نہی والی حدیث کے ساتھ ایک تنبیہ متصل ہے جو اس روایت کے بارے میں ہے جو امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ خیبر میں نکاح متعہ اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے نہی کی ہے یہ ایسی چیز ہے جس سے سیرت نگار اور آثار روایت کرنے والے واقف نہیں کہ نکاح متعہ غزوۂ خیبر میں حرام کیا گیا اسے ابن عینیہ نے ابن شہاب سے انہوں نے عبداللہ بن محمد سے روایت کیا ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور ﷺ نے غزوۂ خیبر میں پالتوں گدھوں کا گوشت کھانا حرام قرار دیا اور متعہ سے بھی منع کیا ان الفاظ کی صورت میں معنی یہ بنتا ہے کہ متعہ کو بعد میں حرام قرار دیا یا اس دن کے علاوہ اسے حرام قرار دیا اس اعتبار سے ابن شہاب کی روایت میں تقدیم وتاخیر ہوگی۔ امام مالک کے الفاظ میں تقدیم وتاخیر نہ ہوگی کیونکہ امام مالک کی موافقت اس جماعت نے کی ہے جس نے ابن شہاب سے اسے روایت کیا ہے۔

تک کہ مالِ غنیمت حاصل ہو جائے۔

بِكَفِّ مَاضٍ لَيْسَ فِيهِ عَتَبُ

ایسے کاٹ دار ہاتھ کے ساتھ جس میں کوئی کجی نہیں۔

حضرت ابن ہشام نے کہا ابوزید انصاری نے مجھے یہ پڑھ کر سنائے۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي كَعْبُ وَ أَنَّنِي مَتٰى تُشَبَّ الْحَرْبُ

خیبر کو معلوم ہے کہ میں کعب ہوں، جب جنگ کی آگ بھڑکتی ہے تو میں

مَاضٍ عَلَى الْهَوْلِ جَرِيْئٌ صُلْبُ مَعِيْ حُسَامٌ كَالْعَقِيْقِ عَضْبُ

ہولنا کیوں پر قابو پانے والا ہوں جری اور مضبوط ہوں میرے پاس کاٹنے دار تلوار ہوتی ہے جو عقیق کی طرح ہے۔

بِكَفِّ مَاضٍ لَيْسَ فِيهِ عَتَبُ نَدُكُّكُمْ حَتّٰى يَذِلَّ الصَّعْبُ

ایسے ہاتھ میں ہے جو کاٹ دار ہے اس میں کوئی کجی نہیں ہم تمہیں ریزہ ریزہ کر دیں گے یہاں تک کہ دشواری آسان ہو جائے گی۔

ابن ہشام نے کہا مرحب حمیر قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔

حضرت ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھے عبداللہ بن سہل حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس کا مقابلہ کون کرے گا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مقابلہ کروں گا، اللہ کی قسم! مجھے غضب ناک کیا گیا ہے

نکاح متعہ کی حرمت میں اختلاف ہے

اس ضمن میں جو روایت کی گئی ہے کہ متعہ غزوۂ تبوک میں حرام کیا گیا بہت ہی عجیب ہے پھر حسن کی روایت میں ہے کہ اسے قضا والے عمرہ میں حرام قرار دیا گیا۔ نکاح متعہ کی حرمت کے بارے میں جو مشہور روایت ہے وہ ربیع سبرہ کی روایت ہے جو انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ یہ حرمت فتح مکہ کے روز ہوئی۔ امام مسلم نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے اس کے بارے میں ایک اور حدیث ہے جسے ابوداؤد نے نقل کیا ہے کہ نکاح متعہ کی حدیث حجۃ الوداع کے موقع پر ہوئی جن راویوں نے کہا کہ یہ حرمت غزوۂ اوطاس میں ہوئی یہ اس کے قول کے موافق ہے جس نے کہا کہ فتح مکہ کے سال حرمت ہوئی اس میں غور وفکر کرو اللہ ہی مددگار ہے۔

اور میں غضبناک بھی ہوں، اس نے کل میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کی طرف اٹھو دعا کی اے اللہ محمد بن مسلمہ کی مرحب کے خلاف مدد فرما کہا جب یہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو ایک تاج نما سرے والا درخت درمیان میں حائل ہو گیا ان میں سے ہر ایک دوسرے کے حملے سے اس درخت کی پناہ لینے لگا، جب بھی کوئی ان میں سے اس درخت کی پناہ لیتا تو حملہ کرنے والا اپنی تلوار سے اس درخت کا کوئی حصہ کاٹ دیتا یہاں تک کہ دونوں میں سے ہر ایک ایک دوسرے کے سامنے عیاں ہو گئے اور درخت کا تنا درمیان کھڑے آدمی کی طرح ہو گیا جس کی کوئی شاخیں نہ تھیں پھر مرحب نے محمد بن مسلمہ پر وار کیا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے چمڑے کی ڈھال سے دفاع کیا مرحب کی تلوار اس میں پڑی ڈھال دھار کی وجہ سے کٹ گئی اور تلوار کو روک لیا، حضرت محمد بن مسلمہ نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

یاسر کا قتل

حضرت ابن اسحاق نے کہا مرحب کے قتل کے بعد اس کا بھائی یاسر آیا وہ کہہ رہا تھا کون مقابلہ کے لئے نکلے گا۔ حضرت ہشام بن عروہ نے گمان کیا ہے کہ حضرت زبیر بن عوام یاسر کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ حضرت زبیر کی والدہ ماجدہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ میرے بیٹے کو قتل کر دے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ تیرا بیٹا اس کو قتل کر دے گا۔ حضرت زبیر نکلے دونوں کا مقابلہ ہوا تو حضرت زبیر نے رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے ہشام بن عروہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا جاتا اللہ کی قسم! اس روز آپ کی تلوار بڑی کاٹ دار تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! وہ کاٹ دار تو نہ تھی بلکہ میں نے اسے زبردستی کاٹ دار بنا دیا تھا۔

حضور ﷺ کا یہ فرمان لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ۔ میں کل جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائے گا۔ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء کی روایت میں ہے فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ أَيُّهُمْ يعطاھا رات کو لوگ باہم باتیں کرتے رہے کہ کل کسے جھنڈا دیا جائے گا، يَدُوْكُوْنَ یہ دُوْكَہ یا دَوْكَہ سے مشتق جس کا معنی آوازوں کا باہم ملنا ہے۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خیبر کی فتح

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے بریدہ بن سفیان بن فروہ اسلمی نے اپنے باپ سفیان سے انہوں نے حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کر کے بھیجا، جھنڈے کا رنگ سفید تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ کی واپس لوٹے لیکن فتح نصیب نہ ہوئی بلکہ مسلمانوں کا پلہ کمزور تھا پھر حضور ﷺ نے اگلے روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا آپ نے جنگ کی پھر آپ

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا علم اٹھانا

حضرت ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی شیر خدا جھنڈا لے کر چلے اس روایت میں اِنۡطَلَقَ بِالرَّایَۃِ یَاْنِحُ کے الفاظ ہیں، حضرت ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء نے یَؤُجُّ کے الفاظ ذکر کئے ہیں جس نے یانح کے الفاظ کو روایت کیا ہے اس صورت میں یہ انح سے مشتق ہوگا جس کا معنی نفس کی شرافت جس طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ فَرَسٌ اَنۡوَحُ مِنۡ ھٰذَا یہ گھوڑا اس گھوڑے سے اعلیٰ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنا پیٹ پھیلا رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ اللہ کی برکت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ یہ عذاب ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہیں عذاب دیا ہے جس نے یَؤُجُّ کے الفاظ کو روایت کیا ہے اس صورت میں اس کا معنی یسرع ہے یعنی آپ تیز چل رہے تھے ایک جملہ بولا جاتا ہے۔ اَجَتِّ النَّاقَۃُ تَؤُجُّ جس کا معنی ہے وہ چلنے میں تیزی کرتی ہے، اس حدیث میں شیبانی نے حضرت ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو آشوبِ چشم کی تکلیف تھی اور نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھ میں تھتکارا تو وہ بالکل صحت یاب ہو گئے، تو اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا فَمَا وَجَعَتۡ عَیۡنُہٗ حَتّٰی مَضٰی سَبِیۡلَہٗ، یعنی موت تک آپ کی آنکھ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی، حضرت علی شیر خدا سخت گرمی میں بھی موٹی قباء پہنتے تھے تو آپ کو گرمی کی کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی، آپ سخت سردی میں پتلا سا کپڑا پہنتے تھے تو آپ کو سردی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی، آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے روز جب آشوبِ چشم کی تکلیف تھی تو اس وقت حضور ﷺ نے میرے لئے دعا کی اے اللہ اسے شفا عطا فرما اور اسے سردی اور گرمی سے نجات عطا فرما۔

لوٹے لیکن فتح نہ ہوئی آپ کو بھی مشقت کا سامنا کرنا پڑا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائے گا وہ بھاگے گا نہیں۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بلایا جبکہ آپ کو آشوبِ چشم کا مرض لاحق تھا۔ حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب لگایا پھر فرمایا جھنڈا لو آگے بڑھتے جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے فتح نصیب فرمائے۔

حضرت سلمہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ تیزی سے میدانِ جنگ کی طرف نکلے ہم آپ کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ نے قلعہ کے نیچے پتھروں کے ایک ڈھیر پر اپنا جھنڈا اگاڑھا قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے آپ کی طرف جھانکا پوچھا تو کون ہے تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں یہودی کہنے لگا قسم ہے اس کی جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا تم غالب آگئے یا اس نے جو کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس نہ پلٹے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح نصیب فرمائی۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن حسن نے اپنے خاندان کے ایک فرد سے روایت کیا ہے وہ ابو رافع سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں، ہم حضرت علی شیر خدا کے ساتھ نکلے جب انہیں حضور ﷺ نے اپنا جھنڈا عطا کر کے بھیجا تھا۔ جب قلعہ کے قریب پہنچے تو اس کے مکین باہر نکلے حضرت علی شیر خدا نے ان سے جنگ کی ایک یہودی نے ان پر وار کیا تو آپ کی ڈھال آپ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے پاس پڑا ہوا ایک دروازہ اٹھا لیا اور اسے ہی ڈھال بنا لیا وہ دروازہ آپ کے ہاتھ ہی میں رہا آپ جنگ کر رہے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی جب آپ جنگ سے فارغ

مالِ غنیمت کا نگران اور ابن مغفل

حضرت مولف نے حضرت عبداللہ بن مغفل کی روایت ذکر کی کہ جب حضرت عبداللہ بن مغفل نے چربی کی بوری اٹھائی اور مالِ غنیمت کے نگران نے اسے قبضہ میں لینے کا ارادہ کیا۔ حضرت مولف نے مالِ غنیمت کے نگران کا نام نہیں لیا، ابن وہب سے مروی ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر مالِ غنیمت کا نگران ابو یسر کعب بن عمرو بن زید انصاری تھا، کتب فقہ میں ابن وہب سے یہ اسی طرح مروی ہے لیکن اس کی سند متصل نہیں۔

ہوئے تو آپ نے دروازہ پھینک دیا میں نے سات آدمیوں کو دیکھا میں ان میں آٹھواں تھا کہ اس دروازہ کو الٹنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن اس کو نہ الٹ سکے۔

ابو الیسر کا واقعہ

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے بریدہ بن سفیان اسلمی نے بنی سلمہ کے کئی لوگوں سے بیان کیا ہے جنہوں نے ابو الیسر کعب بن عمرو سے بیان کیا اللہ کی قسم خیبر کی ایک رات میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک یہودی کا ریوڑ آیا جو قلعہ کی طرف جا رہا تھا جبکہ ہم یہودیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ریوڑ سے کون ہمیں کھانا کھلائے گا، حضرت ابو الیسر نے کہا میں شتر مرغ کی طرح بھاگتے ہوئے گیا جب رسول اللہ ﷺ نے ریوڑ کو واپس جاتے ہوئے دیکھا تو حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ ہمیں اس سے لطف اندوز کر، حضرت ابو الیسر کہتے ہیں میں نے ریوڑ کو پا لیا جبکہ اس کا اگلا حصہ قلعہ میں پہنچ چکا تھا، میں نے اس کے آخری حصہ سے دو بکریاں پکڑ لیں میں نے ان دونوں کو بغل میں لیا پھر دوڑتا ہوں واپس آیا گویا میرے پاس کچھ بھی نہیں یہاں تک انہیں حضور ﷺ کے سامنے پھینک دیا، صحابہ نے ان دونوں کو ذبح کیا اور ان دونوں کو کھایا۔ حضور ﷺ کے صحابہ میں سے حضرت ابو الیسر سب سے آخر میں ہلاک ہوئے، جب آپ یہ واقعہ بیان کرتے تو روتے پھر کہتے مجھ سے لطف اندوز ہولو میری زندگی کی قسم میں ان میں سے سب سے آخر میں ہلاک ہونے والا ہوں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابن اسحاق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے قموص قلعہ کو فتح کر لیا جو بنی ابی الحقیق کا قلعہ تھا تو حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت صفیہ اور ایک دوسری عورت پیش کی گئی۔ حضرت

صفی اور مرباع

حضرت مؤلف نے حضرت صفیہ کا ذکر کیا ہے کہ صفیہ بنت حیی کی ماں کا نام بردہ بنت سموال تھا جو رفاعہ بن سموال کی بہن تھی، مؤطا میں اسی طرح مذکور ہے۔ حضرت صفیہ کو حضور ﷺ نے اپنے لئے منتخب کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ حضور ﷺ کا انتخاب تھی، صفی اسے کہتے ہیں جسے امیر لشکر اپنے لئے منتخب کرتا ہے۔

عبداللہ بن غنمہ (ضبی) بسطام بن قیس سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

بلال ان دونوں کو یہودیوں کے مقتولوں کے پاس سے لے کر گزرے جو عورت حضرت صفیہ کے ساتھ تھی جب اس نے ان مقتولوں کو دیکھا تو وہ چیخنے لگی اپنے منہ کو پیٹا اور اپنے سر پر خاک ڈالی جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا اس شیطانہ کو مجھ سے دور لے جاؤ، حضرت صفیہ کے بارے میں حکم دیا انہیں آپ کے پیچھے بٹھا دیا گیا، آپ نے ان پر اپنی چادر ڈال دی تو مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ حضرت صفیہ کو حضور ﷺ نے اپنے لئے منتخب کر لیا ہے۔ جب حضور ﷺ نے اس عورت کی آہ وفغاں کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا کیا تیرے دل سے رحم نکال لیا گیا تھا، اے بلال جب تو ان عورتوں کو ان مقتولوں کے پاس سے گزار رہا تھا۔

حضرت صفیہ نے ایک خواب دیکھا تھا جبکہ وہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے عقد میں تھیں کہ چاند اس کی گود میں گر پڑا ہے حضرت صفیہ نے اپنا خواب اپنے خاوند کو بتایا خاوند نے کہا یہ کچھ بھی نہیں مگر تم حجاز کے بادشاہ حضرت محمد ﷺ کی آرزو کرتی ہو اور حضرت صفیہ کے منہ پر طمانچہ مارا جس کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں نیل پڑ گئے انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا جبکہ ان کی آنکھوں میں وہ نشان باقی تھا حضور ﷺ نے پوچھا یہ کس وجہ سے نشان پڑا ہے تو حضرت صفیہ نے تمام واقعہ بیان کیا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں کنانہ بن ربیعہ کو پیش کیا گیا اس کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا حضور ﷺ نے اس سے خزانے کے بارے میں پوچھا تو اس نے صاف انکار کر دیا کہ اسے اس خزانہ کے بارے میں کوئی علم نہیں۔

لَكَ الْمِرْبَاعُ مِنْهَا والصَّفَايَا وَحُكْمُكَ وَالنَّشِيطَةُ وَالْفُضُولُ

تیرے لئے اس میں سے چوتھائی اور منتخب کردہ چیزیں ہیں اور تیرے لئے حکم ہے مال غنیمت ہے اور بچی ہوئی چیزیں ہیں۔

مرباع غنیمت کے چوتھے حصے کو کہتے ہیں اور صفی اسے کہتے ہیں جو رئیس کے لئے منتخب کی جائے۔ یہ طریقہ دور جاہلیت میں تھا، چوتھائی حصہ کو خمس کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا اور انتخاب کا حکم باقی رہ گیا۔

حضور ﷺ کے اموال کے مصادر اور حضرت صفیہ سے آپ کی شادی

حضور ﷺ کے مال کی تین قسمیں تھیں، مال غنیمت میں سے انتخاب، ہدیہ جو آپ کو پیش کیا جاتا

ایک یہودی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا میں ہر صبح کنانہ کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ اس کھنڈر کے اردگرد گھوما کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کنانہ سے فرمایا اگر ہم وہ خزانہ تیرے پاس پائیں تو تجھے قتل کر دیں تو اس نے کہا یہ ٹھیک ہے، حضور ﷺ

تھا جس وقت آپ گھر میں ہوتے تھے، اس سے مراد وہ تحائف جو جنگ میں جنگ والے ملکوں سے ملتے تھے اور خمس کا خمس آپ کے لئے ہوتا تھا۔ یونس نے حضرت ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع انصاری سے روایت کیا ہے کہ عثمان بن کعب قرظی نے مجھے بیان کیا کہ مجھے بنی نضیر کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضرت صفیہ کی زیر کفالت انہیں کے قبیلہ کا ایک فرد تھا جسے ربیع کہتے، وہ حضرت صفیہ سے بیان کرتا کہ میں نے حضور ﷺ سے بڑھ کر زیادہ اخلاق والا نہیں دیکھا، جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خیبر کے اموال عطا کیے تو آپ نے مجھے رات کے وقت اپنی اونٹنی پر سوار کر لیا میں اونگھنے لگی میرا سر کجاوے کے پچھلے حصہ سے جا لگتا، آپ مجھے اپنے ہاتھ سے چھوتے اور فرماتے اے حیی کی بیٹی حوصلہ کرو، جب آپ مقام صہباء پر پہنچے تو فرمایا اے صفیہ میں نے تیری قوم کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس پر میں معذرت کرتا ہوں، انہوں نے میرے بارے میں یہ باتیں کیں۔ حضرت صفیہ کے انتخاب والی حدیث کے معارض حضرت انس کی ایک اور حدیث ہے کہ پہلے یہ حضرت دحیہ کے حصہ میں آئی تو حضور ﷺ نے اس سے حضرت صفیہ کو لے لیا اور اسے سات جوڑے عطا فرمائے۔ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے عوض میں حضرت دحیہ کو حضرت صفیہ کی دو چچا زاد بہنیں عطا فرمائی تھیں، یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت دحیہ کو فرمایا اس کی جگہ کوئی اور لے لو، ان دونوں احادیث کے درمیان کوئی معارضہ نہیں، حضور ﷺ نے حضرت دحیہ سے تقسیم سے پہلے قبول کر لیا تھا اور بیع کی صورت میں اسے کوئی عوض عطا نہیں فرمایا تھا بلکہ بطور عطیہ عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مگر بعض راوی صحیح سند میں یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت صفیہ کو حضرت دحیہ سے خریدا تھا بعض اس میں یہ اضافہ بھی کرتے ہیں کہ یہ تقسیم کے بعد ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے بہتر جانتا ہے۔

منتخب کرنے کی صورت یہ تھی کہ جب حضور ﷺ لشکر کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوتے تو آپ تقسیم سے پہلے کوئی چیز منتخب فرما لیتے پھر مسلمانوں کے ساتھ آپ کے لئے حصہ معین کیا جاتا جب آپ لشکر کے ساتھ غزوہ میں تشریف نہ لے جاتے تو آپ کے لئے مسلمانوں کے ساتھ صرف حصہ رکھا جاتا اور آپ کے لئے انتخاب نہ ہوتا۔ ابوداؤد نے اسے ذکر کیا ہے ابوثور کا قول یہ ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اب مال غنیمت میں سے انتخاب مسلمانوں کے امیر کا ہے جبکہ جمہور فقہاء نے اس کی

نے اس کھنڈر کے کھودنے کا حکم دیا اسے کھودا گیا تو اس میں سے کچھ خزانہ نکالا گیا پھر باقی ماندہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام کو اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کی تفتیش کرو یہاں تک کہ جو اس کے پاس ہے نکال

مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ امر صرف حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت صفیہ کا مہر

حضرت مولف کا قول کہ حضرت صفیہ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا، یہ صحیح روایت ہے، کثیر علماء نے یہی بات کی ہے، فقہاء میں سے جن لوگوں نے یہ بات نہیں کہی تو انہوں نے یا تو اسے حضور ﷺ کی خصوصیت قرار دیا یا اسے منسوخ قرار دیا ان علماء میں سے حضرت مالک بن انس ہیں ان کے علاوہ بھی ایک جماعت ہے ان کی رائے ہے کہ محض آزادی مہر سے غنی نہیں کرتی۔

حنش صنعانی

حضرت مولف نے حنش صنعانی کی روایت حضرت رویفع بن ثابت سے نقل کی ہے، یہ حنش بن عبداللہ تھے یہ امیر موسیٰ بن نصیر کے ساتھ اندلس آئے تھے انہوں نے ہی جامع سرقسطہ بنائی تھی اور جامع قرطبہ کی بنیاد رکھی تھی، علماء نے یہی ذکر کیا ہے اور امام بخاری نے یہ وہم کیا ہے کہ حنش سے مراد حنش بن علی ہے۔ اختلاف اس کے والد کے نام میں ہے۔ علی بن مدینی نے ان دونوں میں فرق کیا ہے، کہا حنش بن علی سبائی صنعاء شام میں سے تھے، انہی میں سے ایک ابواشعث صنعائی تھے اور حنش بن عبداللہ سبائی صنعاء یمن میں سے تھے دونوں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں یہاں سے ہی بخاری کو وہم ہوا ہے، ابوبکر خطیب نے یہی ذکر کیا ہے حضرت علی سے حنش بن ربیعہ اور حنش بن معتمر بھی روایت کرتے ہیں جبکہ یہ دونوں ان کے علاوہ ہیں۔

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ قیدی عورتوں میں سے حاملہ کے ساتھ وطی نہ کی جائے، ہاں جب وہ بچہ جن دے تو مالک اس کے ساتھ وطی کر سکتا ہے پھر باقی حدیث کا ذکر کیا ہے، نبی کریم ﷺ سے ایک اور روایت میں مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسی لونڈی کو دیکھا جو تھوڑے عرصہ میں بچہ جننے والی تھی، آپ نے اس کے مالک کے متعلق پوچھا تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ وہ اسے وطی کرتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا میں نے قصد کیا تھا کہ میں اس پر ایسی لعنت کروں جو اس کے ساتھ اس کی قبر میں داخل ہو جائے۔

دے، پھر حضرت زبیر اس کے سینے کو داغتے یہاں تک کہ وہ مرنے کے قریب پہنچ گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے حضرت محمد بن مسلمہ کے حوالے کر دیا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض اس کی گردن اڑا دی۔

حضور ﷺ کے فرمان۔ ''جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ اس کا پانی غیر کی کھیتی کو سیراب کرے''۔ کا بھی یہی معنی ہے مطلب یہ ہے کہ قیدی عورتوں میں سے حاملہ عورتوں سے وطی کرنا جائز نہیں اگر وہ ایسا کرے تو اس کے بچے کے نسب میں اختلاف ہو جائے گا، امام مالک اور امام شافعی نے کہا کہ دوسرے آدمی کے ساتھ اسے لاحق نہیں کیا جائے گا۔لیث نے کہا دوسرے آدمی کے ساتھ اسے لاحق کیا جائے گا کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے وہ اس سے کیسے دور ہو سکتا ہے جبکہ اس نے اس کے کان اور آنکھ کو غذا پہنچائی ہے۔

حضرت علی شیر خدا کا مرحب کو قتل کرنا

مرحب یہودی کا حضرت علی شیر خدا کے ساتھ جو واقعہ ہوا اس میں آپ کا یہ قول بھی ہے جو اس کتاب کے علاوہ دوسری کتب میں مروی ہے۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ اَضْرِبُ بِالسَّیْفِ رُؤُوْسَ الْکَفَرَہ

اَکِیْلُھُمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَۃِ

میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا، میں کافروں کے سروں پر تلوار مارتا ہوں، میں انہیں پورا پورا بدلہ دیتا ہوں۔ آخری مصرعہ میں سندرہ کا لفظ ہے، سندرہ ایک درخت ہے جس سے بڑے پیمانے بنائے جاتے ہیں۔

حیدرہ

حضرت علی شیر خدا کا فرمان سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ میں تین قول ہیں یہ اقوال قاسم بن ثابت نے ذکر کئے ایک قول یہ ہے کہ سابقہ کتابوں میں آپ کا نام اسد ہے، اسد سے مراد حیدرہ، دوسرا قول یہ ہے جب آپ کی والدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنا تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد موجود نہ تھے، آپ کی والدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام اپنے باپ کے نام پر اسد رکھ دیا آپ کے والد آئے تو آپ نے ان کا نام علی رکھا۔تیسرا قول یہ ہے کہ بچپنے میں آپ کا لقب حیدرہ تھا کیونکہ حیدرہ اس مرد کو کہتے ہیں جو خوب گوشت والا اور بڑے پیٹ والا ہو، حضرت علی شیر خدا ایسے ہی تھے اسی وجہ سے

خیبر کی صلح

حضور ﷺ نے اہل خیبر کا ان کے دو قلعوں وطیح اور سلالم کا محاصرہ کیا جب انہیں تباہی کا یقین ہو گیا تو انہوں نے حضور ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں یہاں سے جانے کی اجازت دیں اور ان کے خون محفوظ ہوں گے، حضور ﷺ نے ان کی گزارش کو تسلیم کیا، حضور ﷺ نے شق نطاہ اور کتیبہ کے قلعوں اور اموال کو اپنے قبضہ میں لے لیا مگر صرف یہی دو قلعے باقی تھے جب اہل فدک نے یہ سنا کہ یہودیوں نے حضور ﷺ سے اس امر پر صلح کی ہے، انہوں نے بھی حضور ﷺ کی طرف سے اسی بات پر صلح کا پیغام بھیجا کہ انہیں یہاں سے جانے کی اجازت دیں ان کی جانیں محفوظ ہوں گی اور مال مسلمانوں کے ہوں گے تو حضور ﷺ نے ان کی یہ

سے ایک چور جو قید خانے میں سے بھاگ گیا تھا جس کا نام نافع یا یافع تھا اس نے کہا تھا۔

وَلَوْ اِنِّیْ مَکَثْتُ لَھُمْ قَلِیْلًا لَجَرُّوْنِیْ اِلٰی شَیْخٍ بَطِیْنٍ

اگر میں تھوڑی دیر اور وہاں رکتا تو مجھے ایسے شیخ کے پاس لے جاتے جو بڑے پیٹ والا ہے۔

خیبر کے قلعے

حضرت مولف نے شقاہ اور نطاہ کا ذکر کیا ہے، شق شین کے فتح کے ساتھ ہے اہل لغت کے ہاں یہ فتح کے ساتھ مشہور ہے، بکری نے بھی اسی کے ساتھ مقید کیا ہے خیبر کے علاقے میں وادی خاص کا ذکر کیا، ابو ولید نے کہا اس سے مراد وادی خلص ہے، خاص میں تصحیف ہوئی ہے، بکری نے کہا یہ لفظ خلص ہے بکری نے خالد بن عامر کے لئے یہ شعر بھی کہا۔

وَاِنْ بِخَلْصٍ خَلْصٍ آرَۃَ بُدْنًا نَوَاعِمَ کَالْغِزْلَانِ مَرْضٰی عُیُوْنُھَا

آرہ کی وادی میں ایسے اونٹ ہیں جو بڑے نرم ہیں جیسے بدن ان کی آنکھیں مریض ہیں۔

فصل

حال کے احکام

خیبر کے اشعار میں عبسی کا قول ذکر کیا ہے اس کے آخر میں ہے۔

فَرَّتْ یَھُوْدُ یَوْمَ ذَالِکَ فِی الْوَغٰا تَحْتَ الْعَجَاجِ غَمَائِمُ الْاَبْصَارِ

اس روز جنگ میں یہودیوں نے غبار میں اپنی آنکھوں کی پلکوں کو کھولا۔

یہ مشکل شعر ہے بعض نسخوں میں ابن ہشام سے یوں مروی ہے اگرچہ یہ کم روایت کیا گیا ہے کہ

بات بھی تسلیم کر لی، اس موقعہ پر حضور ﷺ اور یہودیوں کے درمیان جس نے سفارت کے فرائض سرانجام دیئے تھے وہ حضرت محیصہ بن مسعود تھے جو بنی حارثہ میں سے تھے۔ جب اہل خیبر صلح پر آمادہ ہو گئے بعد میں انہوں نے حضور ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں زمینیں نصف فصل پر دے دیں اور کہا ہم اس کے بارے میں تم سے بہتر جانتے ہیں اور ان زمینوں کو زیادہ مناسب طریقے سے آباد کریں گے۔ حضور ﷺ نے ان سے نصف فصل پر صلح کر لی ساتھ ہی یہ شرط لگائی جب ہم مناسب سمجھیں گے ہم تمہیں یہاں سے نکال دیں گے۔ اہل فدک نے بھی آپ سے اسی طرح صلح کر لی، خیبر کا علاقہ مالِ غنیمت تھا جبکہ فدک کا علاقہ مال فئی تھا جو

آپ نے کہا فرت یعنی فتحت جیسے تیرا یہ قول فرتُ الدابۃ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب تو اس جانور کا منہ کھولے غمائم الابصار یہ فررت کا مفعول ہے اس سے مراد ان کی آنکھوں کی پلکیں ہیں، یہ ایک قول ہے یہ بھی صحیح ہو سکتا ہے کہ فرت کا لفظ فرار سے مشتق ہو اور غمائم الابصار یہ عجاج کی صفت ہو جس سے مراد غبار ہے اس صورت میں یہ عجاج سے حال ہوگا اگرچہ اس کا لفظ ان کے نزدیک لفظوں میں معرفہ ہے جو نحو میں پختہ نہیں اور عربی لغت میں ماہر نہیں جہاں تک محققین کا تعلق ہے ان کے نزدیک یہ نکرہ ہے کیونکہ قائل نے غمائم کا حقیقی معنی مراد نہیں لیا بلکہ اس نے مثل الغمائم کا ارادہ کیا ہے تو یہ قول امراء القیس کے قول کی طرح ہو گیا۔

بِمُنْجَرِدٍ قَيْدِ الْاَوَابِدِ هَيْكَلِ...... یہاں قید کا لفظ نکرہ ہے کیونکہ اس نے یہاں مثل القید کا ارادہ کیا ہے اسی وجہ سے یہ منجرد کی صفت ہے یا اسے مقید کے معنی میں کیا ہے۔ عبدہ بن طیب کا قول بھی اسی طرح ہے۔

تَحِيَّةَ مَنْ غَادَرْتَهُ غَرَضَ الرَّدَى...... غرضا کا لفظ حال ہونے کی حیثیت سے منصوب ہے، اقوال میں سے صحیح ترین قول زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (طٰہٰ: ۱۳۱) ہے کیونکہ یہ ضمیر مجرور سے حال ہے کیونکہ یہاں نباتات میں زہر کے ساتھ تشبیہ کا ارادہ کیا ہے اور اسی مفہوم میں ان کا یہ قول ہے جَاءَ الْقَوْمُ الْجَمَّاءُ الْغَفِيْرُ یہاں الجماء حال ہونے کی حیثیت سے منصوب ہے جبکہ اس پر الف لام بھی موجود ہے یہ بھی تشبیہ کے طریقہ سے ہے جو پہلے گزر چکا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جماء لوہے کے خود کو کہتے ہیں جس کو جَمَّاء اور صَلْعَاء سے تعبیر کرتے ہیں جب اس کے ساتھ مغفر بھی ہو تو اسے غفیر کہتے ہیں۔ جب تو یہ جملہ کہے جَاءُوا الْجَمَّاءَ الْغَفِيْرَ تو اس وقت تیرا یہ ارادہ ہوگا کہ وہ سب کے سب آئے یعنی ان کا ایسے آنا ہوا جو سب کو احاطہ کئے ہوا تھا جس طرح مغفر (خود) سر کو ڈھانپے ہوئے ہوتا ہے

حضور ﷺ کے لئے خاص تھا کیونکہ صحابہ نے اس علاقہ کو فتح کرنے کے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔

زہرآلود بکری کا واقعہ

جب رسول اللہ ﷺ جنگ سے مطمئن ہو گئے تو زینب بنت حارث نے ایک بھنی ہوئی

جب انہوں نے تشبیہ کے معنی کا قصد کیا تو جس طرح پہلے گزر چکا ہے کثیر کلام اس میں داخل ہوگئی۔ اسی طرح عربوں کا یہ قول ہے۔ تَفَرَّقُوْا اَیَادِیْ سَبَا وَ اَیَادِیْ سَبَا۔ یہ بھی مثل ایادی سبا کے معنی میں ہے اسی وجہ سے اسے حال بنانا اچھا ہے، ہم نے جماء غفیر کا جو معنی ذکر کیا ہے یہ ابوحاتم نے ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے جو کلام عرب کے علامہ تھے۔ سیبویہ جماء کے اس معنی سے آگاہ نہ ہو سکے اس وجہ سے اس نے اسے شاذ شمار کیا، اس کو معرفہ یقین کیا اور اسے بھی وحدہ کے باب کے ساتھ ملا دیا ہے وحدہ کے باب میں بے شمار اسرار ہیں جو ہم نے ایک اور کتاب میں ذکر کئے ہیں۔ وحدہ کا مسئلہ وحدہ کے باب کے ساتھ خاص ہے، ہم نے تشبیہ کی وجہ سے اسم کو جو نکرہ قرار دیا ہے یہ اس وقت ہوگا جب تو پہلے کو مضاف اسم کے ساتھ تشبیہ دے گا۔ پس یہ تشبیہ اس صفت کے ساتھ ہوگی جو مضاف الیہ کی طرف متعدی ہوگی جس طرح قید الاوابد ہے۔ یہ قید الاوابد کے معنی میں ہے اگر تو یہ کہے مَرَرْتُ بِامْرَاۃِ الْقَمَرِ اور امرۃ میں تشبیہ کا قاعدہ جاری کرے تو جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ صفت جس کے ساتھ تشبیہ واقع ہو رہی ہے وہ قمر کی طرف مضاف نہیں ہو رہی اس مسئلہ میں یہ شرط ہے جس کلمہ کو نکرہ بنانا اچھا ہے وہ اب مضاف ہو جو معرفہ کی طرف مضاف ہو اور وہ ما قبل اسم کے ساتھ لفظوں میں متفق ہو جیسے لَهٗ صَوْتٌ صَوْتَ الْحِمَارِ، لَهٗ زَئِیْرٌ زَئِیْرَ الْاَسَدِ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ الجماء الغفیر میں کیا سبب ہے کہ اسے حال بنانا جائز ہے جبکہ وہ مضاف بھی نہیں ہم اس کا جواب دیں گے عرب یہ نہیں کہتے جَاءَ الْقَوْمُ الْبَيْضَةَ تو یہ جملہ اسی جملہ کی مثل ہو جائے گا جو پہلے گزر چکا ہے۔ مَرَرْتُ بِهٰذَا الْقَمَرِ انہوں نے کہا الجماء الغفیر ایسی صفت ذکر کی ہے جو اس کے اور اس کے ذوالحال کو جمع کرنے والی ہے، وہ صفت جم ہے جس کا معنی برابر ہونا ہے غفر کا معنی ڈھانپنا ہے کلام کا معنی یہ ہوگا وہ ایسے آئے جو آنا ان میں برابر تھا اور ان سب کا احاطہ کیئے ہوئے تھا اس وصف کے ساتھ تشبیہ کا معنی قوی ہو گیا اسی وجہ سے اس میں نکرہ کا معنی داخل ہو گیا اور حال ہونے کی حیثیت سے نصب کا لانا اچھا ہوا یہ جمّی سے حال ہے۔

زہرآلود بکری

حضرت مؤلف نے زہر آلود بکری کا واقعہ اور حضرت بشر بن براء کے کھانے کا ذکر کیا ہے اس میں

بکری آپ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کی، یہ زینب سلام بن مشکم کی بیوی تھی اس نے پوچھا تھا بکری کا کون سا حصہ حضور ﷺ کو زیادہ محبوب ہے اس کو بتایا گیا بازو، اس نے بازو میں زیادہ زہر ملایا پھر تمام بکری کو زہر آلود کیا پھر وہ لے آئی جب اس نے حضور ﷺ کے سامنے اس بکری کو رکھا حضور ﷺ نے اس کا بازو اٹھایا، اس میں سے ایک لقمہ منہ میں گھمایا لیکن اسے نہ نگلا آپ کے ساتھ حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے اس سے اسی طرح لقمہ لیا جس طرح حضور ﷺ نے لقمہ لیا تھا اور اسے نگل لیا۔ حضور ﷺ نے اس لقمہ کو باہر پھینک دیا، پھر کہا یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ یہ زہریلی ہے۔ حضور ﷺ نے اس عورت کو بلایا تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا آپ نے پوچھا تو نے یہ کام کیوں کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا میری قوم کو جو آفت پہنچی ہے وہ مخفی نہیں، میں نے کہا اگر آپ بادشاہ ہیں تو ان سے نجات حاصل ہو جائے گی، اگر نبی ہوئے تو آپ کو خبر دے دی جائے گی تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے درگزر فرمایا۔ حضرت بشر اس لقمہ کی وجہ سے وفات پا گئے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے مروان بن عثمان بن ابوسعید بن معلیٰ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا جبکہ حضرت ام بشر بنت براء عیادت کے لئے حاضر ہوئیں۔ اے ام بشر میں اس وقت بھی اپنی شاہرگ اس لقمہ کی وجہ سے کٹے ہوئے دیکھتا ہوں جو میں نے اس وقت تیرے بھائی کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا۔ مسلمان اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نبی ہونے کے باوجود شہید ہونے کا مرتبہ پایا ہے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا جب حضور ﷺ خیبر سے فارغ ہوئے تو آپ قریٰ کی وادی کی طرف متوجہ ہوئے چند روز اس کا محاصرہ کیا پھر مدینہ طیبہ پلٹ آئے۔

یہ وضاحت ہے کہ بازو کا گوشت آپ کو پسند تھا کیونکہ یہ بکری کا اگلا حصہ ہوتا ہے اور ناپاک چیز سے بہت دور ہوتا ہے اسی وجہ سے اس لفظ کے ساتھ اس کی تفسیر آئی ہے۔

وہ عورت جس نے اسے زہر آلود کیا تھا حضرت ابن اسحاق نے فرمایا حضور ﷺ نے اس سے درگزر فرمایا تھا۔ ابوداؤد نے ذکر کیا آپ نے اسے قتل کرا دیا تھا۔ کتاب شرف المصطفیٰ میں ہے کہ آپ نے اسے قتل کرا دیا اور سولی پر لٹکا دیا، وہ عورت زینب بنت حارث بن سلام تھی۔ ابوداؤد نے کہا وہ مرحب یہودی کی بہن تھی، ابن اسحاق نے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے دونوں روایتوں میں تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ آپ نے پہلے اس سے درگزر فرمایا کیونکہ آپ اپنی ذات کی وجہ سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ جب

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے کی سزا

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے ثور بن زید سے انہوں نے سالم مولی عبداللہ بن مطیع سے روایت کی ہے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر سے وادی قریٰ کی طرف متوجہ ہوئے ہم وہاں عصر کے وقت اترے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک غلام بھی تھا جو رفاع بن زید جذامی نے آپ کو پیش کیا تھا جذامی کو ضبینی بھی کہتے ہیں۔
حضرت ابن ہشام نے کہا جزام، بنو لخم ہے۔

اللہ کی قسم! وہ غلام حضور کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ ایک اجنبی تیر آیا وہ تیر اس غلام کو لگا اور اسے قتل کر دیا ہم نے کہا اسے جنت مبارک ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اس کا شملہ اب بھی آگ میں جل رہا ہے، اس غلام نے خیبر کے مالِ غنیمت میں خیانت کی تھی، ایک صحابی نے حضور ﷺ کی بات سنی تھی۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے جوتوں کے دو تسمیں اس میں پائے، فرمایا اس جیسی چیز بھی تمہیں جہنم میں لے جائے گی۔ حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا ہے وہ حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خیبر کی غنیمت میں چربی کی ایک بوری پائی اسے کندھے پر اٹھا کر اپنی قیام گاہ اور ساتھیوں کی طرف چل پڑا، کہا مجھے مالِ غنیمت کا محافظ ملا اس نے بوری کا ایک کونا پکڑ لیا اس نے کہا مجھے دو، ہم اسے مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم میں تمہیں ہرگز نہیں دوں گا وہ مجھے بوری کے ساتھ کھینچنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دیکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے پھر مالِ غنیمت کے محافظ سے فرمایا تیرا باپ نہ رہے اسے چھوڑ دو تو اس نے

حضرت بشر بن براء اس لقمہ کی وجہ سے فوت ہو گئے تو آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت بشر اس لقمہ کے بعد لگا تار بیمار رہے تھے، یہاں تک کہ سال کے بعد فوت ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی وفات پر یہ فرمایا تھا خیبر کا وہ لقمہ لگا تار مجھے اذیت دیتا رہا، یہاں تک کہ اس وقت اس نے میرے دل والی رگ کو کاٹ دیا ہے۔ حضور ﷺ کشمش کے دانوں جیسا خون تھوکتے تھے۔ لفظ تعارنی کا معنی ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے اذیت دیتا رہا۔ شاعر نے کہا۔

أُلَاقِيْ مِنْ تَذَكُّرِ آلِ لَيْلَى ۔ كَمَا يَلْقَى السَّلِيْمُ مِنَ الْعِدَادِ

میں آلِ لیلیٰ کے ذکر سے اس چیز سے ملاقات کرتا ہوں جس طرح سانپ کا ڈسا اذیت پاتا ہے۔

چھوڑ دیا میں اس بوری کو اپنے ٹھکانے اور ساتھیوں کے پاس لے آیا ہم نے اس چربی کو کھایا۔

حضرت ابوایوب انصاری کا رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کرنا

حضرت ابن اسحاق نے کہا جب حضور ﷺ نے خیبر یا راستہ میں حضرت صفیہ کے ساتھ شب زفاف گزاری۔ حضرت ام سلیم بنت ملحان یا حضرت انس بن مالک کی ماں نے انہیں تیار کیا تھا، اس کی کنگھی کی تھی، حضور ﷺ نے اپنے قبہ میں اس کے ساتھ رات گزاری، حضرت ابو ایوب خالد بن زید جو بنی نجار سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے تلوار حمائل کیے ہوئے پہرہ داری کرتے ہوئے رات گزاری، آپ اس قبہ کے اردگرد چکر لگاتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے صبح کی، جب حضور ﷺ نے حضرت ابوایوب کو وہاں دیکھا پوچھا اے ابوایوب تمہیں کیا ہوا، عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اس عورت سے آپ کے بارے میں خوف لاحق ہوا تھا، اس عورت کا باپ، خاوند اور قوم کے افراد قتل ہوئے، اس کے کفر کا دور ابھی قریب ہی ہے مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ آپ کو گزند نہ پہنچائے۔ علماء نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا اے اللہ ابو ایوب کو محفوظ کر جس طرح اس نے میری حفاظت کی۔

حضرت بلال پر نیند کا غالب آنا جبکہ وہ فجر صادق کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے تھے

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے مجھے زہری نے حضرت سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے کہ جب حضور ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے جبکہ آپ ابھی راستہ میں ہی تھے آپ نے رات کے آخری حصہ میں فرمایا وہ کون ہے؟ جو صبح کے طلوع ہونے کا خیال رکھے گا، ہم سو ہی نہ جائیں۔ حضرت بلال نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے لئے صبح کے طلوع ہونے کا خیال رکھوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ ڈال دیا لوگ بھی اتر پڑے اور سو گئے۔ حضرت بلال نماز پڑھنے لگے جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ نماز پڑھتے رہے پھر آپ نے اپنے

ابجر دل کی خفیہ رگ کو کہتے ہیں ابن مقبل نے کہا۔

وَلِلْفُؤَادِ وَجِيبٌ تَحْتَ أَبْهَرِهِ　　لَدْمَ الْوَلِيدِ وَرَاءَ الْغَيْبِ بِالْحَجَرِ

ابہر کے نیچے دل کی دھڑکن کی آواز ہے جب بچے کو آنکھوں سے اوجھل پتھر مارا جائے۔

معمر بن راشد نے اپنی جامع میں زہری سے روایت کیا ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو گئی تھی تو حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ معمر نے کہا زہری نے بھی اسی طرح کہا ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو گئی تھی جبکہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اسے قتل کر دیا تھا اور وہ مسلمان نہ ہوئی تھی۔ معمر بن

اونٹ کے ساتھ ٹیک لگالی اور صبح کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے رہے، آپ پر نیند غالب آگئی اور آپ سو گئے سورج کی تمازت نے انہیں بیدار کیا، رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے بیدار ہوئے فرمایا اے بلال تو نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی اسی چیز نے اپنی گرفت میں لے لیا جس نے آپ کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تو نے سچ کہا ہے، پھر حضور ﷺ تھوڑی دیر تک اونٹ کو لے کر چلتے رہے پھر اونٹ بٹھایا، وضو کیا لوگوں نے بھی وضو کیا بلال کو حکم دیا انہوں نے اقامت کہی، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا جب تم نماز ادا کرنے سے بھول جاؤ تو جب یاد آئے تو نماز ادا کرلو کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔ (طٰہٰ:15) ''اور ادا کیا کر نماز مجھے یاد کرنے کے لئے''۔

خیبر کی فتح کے بارے میں ابن لقیم کے اشعار

حضرت ابن اسحاق نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے خیبر کی فتح کے موقع پر ابن لقیم عبسی کو مرغیاں یا پالتو جانور عطا فرمائے تھے، خیبر کی فتح صفر میں ہوئی تھی۔

ابن لقیم عبسی نے خیبر کے بارے میں کہا تھا۔

رُمِيَتْ نَطَاةُ مِنَ الرَّسُوْلِ بِفَيْلَقٍ شَهْبَاءَ ذَاتِ مَنَاكِبَ وَ فَقَارِ

نطاہ قلعہ پر حملہ کیا گیا رسول اللہ کی جانب سے ایک ایسے لشکر کے ساتھ جو پوری طرح مسلح ہے جس میں ایسے نوجوان ہیں جو مضبوط کندھوں اور مضبوط ریڑھ کی ہڈی والے ہیں۔

وَاسْتَيْقَنَتْ بِالذُّلِّ لَمَّا شُيِّعَتْ وَرِجَالُ أَسْلَمَ وَسْطَهَا وَ غِفَارِ

نطاہ قلعہ کو اپنی شکست وریخت کا یقین ہو گیا جب اسے پاش پاش کر دیا گیا جبکہ بنو اسلم اور بنو غفار اس کے وسط میں جا پہنچے۔

صَبَحَتْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ زُرْعَةَ غُدْوَةً وَالشِّقُّ أَظْلَمَ أَهْلُهُ بِنَهَارِ

راشد کی جامع میں یہ بھی ہے کہ حضرت بشر بن براء کی والدہ نے حضور ﷺ سے مرض الموت میں یہ عرض کیا تھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا خیال کرتے ہیں کہ کس وجہ سے یہ تکلیف بنی۔ بشر کے بارے میں تو میری رائے یہ ہے کہ اس کی موت اس لقمہ کی وجہ سے ہوئی جو اس نے خیبر کے روز آپ کے ساتھ کھایا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا میری بھی یہی رائے ہے اسی نے اس وقت میرے دل کی رگ کاٹ دی تھی۔

اس لشکر نے صبح صبح ہی بنی عمرو بن زرعہ پر حملہ کیا تو شق قلعہ کے لوگوں کے لئے دن ہی تاریک ہو گیا۔

جَرَّتْ بِأَبْطَحِهَا الذُّيُوْلَ فَلَمْ تَدَعْ　　اِلَّا الدَّجَاجَ تَصِيْحُ فِي الْاَسْحَارِ

اس لشکر نے اس قلعہ کی پست زمین پر اپنا دامن گھسیٹا اور کوئی چیز نہ چھوڑی مگر مرغیاں جو سحری کے وقت چیختی ہیں۔

وَ لِكُلِّ حِصْنٍ شَاغِلٌ مِّنْ خَيْلِهِمْ　　مِنْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ اَوْ بَنِي النَّجَارِ

ہر قلعہ ان کے شاہسواروں کے حصار میں تھا یعنی بنو عبدالاشہل، بنو نجار۔

وَ مُهَاجِرِيْنَ قَدْ اَعْلَمُوْا سِيْمَاهُمْ　　فَوْقَ الْمَغَافِرِ لَمْ يَنُوْا لِفِرَارِ

اور مہاجرین سے ان کے خودوں پر یہ نشان لگا ہوا تھا یہ بھاگنے والے نہیں۔

وَ لَقَدْ عَلِمْتُ لَيَغْلِبَنَّ مُحَمَّدٌ　　وَ لَيَثْوِيَنَّ بِهَا اِلٰى اَصْفَارِ

اور میں جان گیا تھا کہ حضرت محمد ﷺ ضرور غالب آئیں گے اور یہ اس جگہ کئی صفر کے مہینے گزاریں گے۔

فَرَّتْ يَهُوْدُ يَوْمَ ذٰلِكَ فِي الْوَغٰى　　تَحْتَ الْعَجَاجِ غَمَائِمَ الْاَبْصَارِ

اس روز جنگ میں یہودیوں نے غبار کے نیچے آنکھ کی پلکوں کو کھولا۔

ابن ہشام نے کہا فرت کا معنی کشفت ہے جیسے جانور کو اس کے دانت دیکھ کر پہچانا جاتا ہے۔ شاعر ارادہ کرتا ہے کہ انہوں نے آنکھوں کی پلکوں کو کھولا۔

غفاری عورت

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ غزوہ خیبر میں مسلمانوں کی کچھ عورتیں بھی شامل ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے انہیں کچھ مال عطا فرمایا تھا ان کے لئے مجاہدین کے حصہ کی طرح

غفاری عورت کا واقعہ

حضرت مؤلف نے اس غفاری عورت کا واقعہ نقل کیا ہے جو غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی تھی اس عورت کا نام ذکر نہیں کیا ایک قول یہ کیا جاتا ہے اس عورت کا نام لیلیٰ تھا ایک یہ قول کیا جاتا ہے۔ یہ حضرت ابوذر غفاری کی بیوی تھی اس عورت کا قول ہے رضخ لی رسول اللہ ﷺ۔ رضخ کا اصل معنی یہ ہے کہ تر چیز سے تو ایک ٹکڑا کاٹے پھر اسے ضائع کر دے جب رضخ حاء مہملہ کے ساتھ ہو

کوئی حصہ متعین نہیں کیا تھا۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے سلیمان بن سحیم نے امیۃ بن ابی صلت سے انہوں نے بنی غفار کی ایک عورت سے روایت بیان کی ہے انہوں نے اس عورت کا نام بھی لیا تھا کہا میں بنی غفار کی چند عورتوں کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کے ساتھ غزوہ پر نکلنے کا ارادہ کیا ہے جبکہ آپ غزوہ خیبر کے لئے جارہے تھے۔ یہ التجاء کی کہ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی، اپنی طاقت کے مطابق مسلمانوں کی

اس کا معنی خشک یا سخت چیز کا توڑنا ہے شاعر نے کہا۔

كَمَا تَطَايَرَ عَنْ مِرْضَاحِهِ الْعَجَمُ

جس طرح مرضاح (وہ پتھر جس سے گٹھلیاں توڑی جاتی ہیں) سے گٹھلیاں اڑتی تھیں۔

پانی کے احکام

ان کا قول امرنی ان اجعل فی طھوری ملحا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں پانی میں نمک ملالیا کروں، اس میں ان فقہاء کا رد ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ پانی میں جب نمک ڈالا جائے اور نمک اس پانی کے ذائقہ کو تبدیل کردے تو وہ پانی پاک تو رہتا ہے پاک کرنے والا نہیں رہتا، اس حدیث میں اس کے قول کا بھی رد ہے جو یہ کہتا ہے کہ دلیل نظری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پانی کے ساتھ ملنے والی چیز جب تین اوصاف میں سے ایک وصف کے ساتھ بھی پانی پر غالب آجائے جیسے ذائقہ، رنگ اور بو تو پانی کا حکم بھی وہی ہوگا جو پانی میں ملنے والی چیز کا حکم ہے اگر وہ چیز پاک تو ہو مگر پاک کرنے والی نہ ہو تو پانی کا بھی یہی حکم ہوگا اگر ملنے والی چیز نہ پاک ہو نہ پاک کرنے والی ہو تو پانی کا حکم بھی وہی ہوگا جس طرح جب پیشاب پانی سے مل جائے اگر ملنے والی چیز پاک ہو پاک کرنے والی ہو جس طرح مٹی تو پانی بھی پاک اور پاک کرنے والا ہوگا، نمک اگرچہ ماء جامد ہے تاہم اصل میں وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے اگرچہ وہ معدنی اور مٹی والا ہے جب وہ پانی کے ساتھ ملے تو اس کا حکم اس طرح ہوگا اس لئے اس کے قول کی بھی کوئی حیثیت نہ ہوگی جس نے طہارت اور تطہیر کے حکم سے اسے نقل کیا ہے۔ سیرت میں یونس کی ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے روز ایک بڑے پیالے سے غسل کیا جس میں پانی اور کافور تھا اگر یہ روایت صحیح ہے تو میرے نزدیک اس روایت کا مفہوم یہ ہوگا کہ حضور ﷺ نے اس سے خوشبو کا قصد کیا تھا۔ آپ حدث کی حالت میں نہ تھے اس روایت میں امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے کہ آپ پانی میں کافور وغیرہ کی رخصت دیتے ہیں۔

مدد کریں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا علی برکۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی برکت سے، اس عورت نے بیان کیا ہم عورتیں آپ کے ساتھ نکل پڑیں جبکہ میں ابھی ابھی نوجوان ہوئی تھی، حضور ﷺ نے مجھے صبح تک اپنے اونٹ پر سوار کیے رکھا پھر اونٹ بٹھایا میں آپ کے اونٹ کے کجاوے کے قریب بیٹھ گئی کہ اچانک مجھے حیض کا خون شروع ہو گیا یہ میرا پہلا حیض تھا میں اونٹ کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی اور مجھے سخت حیاء محسوس ہو رہی تھی۔ جب حضور ﷺ نے مجھے اور خون کو دیکھا فرمایا تجھے کیا ہوا، شاید تجھے حیض آ گیا ہے، میں نے عرض کی جی ہاں فرمایا اپنا خیال کرو پھر پانی کا ایک برتن لو اس میں نمک ڈالو اور تھیلے کو جو خون لگا ہے اس پانی کے ساتھ اسے دھو ڈالو پھر اپنی سواری کی طرف لوٹ جاؤ۔ اس عورت نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تو آپ نے ہمیں بھی مال عطا فرمایا یہ ہار جو تم میرے گلے میں دیکھ رہے ہو اسے پکڑا اور مجھے عطا فرمایا اور آپنے ہاتھوں سے میری گردن میں ڈالا اللہ کی قسم! یہ کسی وقت بھی مجھ سے جدا نہیں ہو گا یہ ہار اس وقت بھی اس کی گردن میں تھا جب وہ عورت فوت ہوئی تھی پھر اس نے یہ وصیت بھی کی تھی کہ اس ہار کو اس کے ساتھ ہی دفن کیا جائے وہ جب بھی حیض سے پاک ہوتی تو پانی میں نمک ڈالتی، اس نے یہ وصیت بھی کی تھی کہ جب اسے موت کا غسل دیا جائے اس وقت بھی پانی میں نمک ڈالا جائے۔

خیبر کے شہداء

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہاں ان لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے۔ سب سے پہلے قریش میں سے بنی امیہ بن عبد شمس سے جو تعلق رکھتے تھے پھر ان کا ذکر ہو گا جو ان کے حلیف تھے، حضرت ربیعہ بن اکثم بن سخبرہ بن عمرو، حضرت ثقیف بن عمرو اور حضرت رفاعہ بن مسروح۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے حضرت عبداللہ بن ہبیب انہیں ابن

خیبر کے شہداء

خیبر میں جو لوگ شہید ہوئے ان میں ان لوگوں کا ذکر کیا۔ حضرت ابو الضیاح بن ثابت اور اس کا نام نہیں لیا، طبری نے کہا اس کا نام نعمان بن ثابت تھا دوسرے علماء کہتے ہیں اس کا نام عمیر تھا۔

شہداء میں حضرت عامر بن اکوع کا ذکر کیا یہ وہی ہیں جن کی تلوار خود انہیں لگ گئی اور انہیں قتل کر دیا، لوگوں نے ان کے بارے میں شک کیا ہے کچھ نے کہا ان کے اسلحہ نے انہیں قتل کیا، حضور ﷺ کی بارگاہ میں ان کے بارے میں ذکر کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ جہاد کرنے والا مجاہد ہے کم ہی کوئی

ہبیب بھی کہا جاتا۔ حضرت ابن ہشام نے کہا حضرت ابن اہبیب بن سحیم بن غیرہ جو بنی سعد بن لیث سے تعلق رکھتے تھے یہ بنی اسد کے حلیف تھے اور ان کے بھانجے لگتے تھے۔ انصار میں سے بنی سلمہ سے یہ اصحاب شہید ہوئے، حضرت بشر بن براء بن معرور یہ اس زہر آلود بکری کا گوشت کھانے سے شہید ہوئے تھے جس میں حضور ﷺ کے لئے زہر ملایا گیا تھا اور حضرت فضیل بن نعمان۔

بنی زریق میں سے حضرت مسعود بن سعد بن قیس۔ اوس کے خاندان عبدالاشہل میں سے حضرت محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

بنی عمرو بن عوف میں سے حضرت ابوضیاح بن ثابت بن نعمان، حضرت حارث بن حاطب، حضرت عروہ بن سراقہ، حضرت اوس بن قائد، حضرت انیف بن حبیب، حضرت ثابت بن اثلہ اور حضرت طلحہ۔ بنی غفار میں سے حضرت عمارہ بن عقبہ ان پر تیر چلایا گیا تھا بنی اسلم میں سے حضرت عامر بن اکوع اور اسود چرواہا اہل خیبر میں سے تھا۔ حضرت ابن شہاب زہری نے جن شہداء کا ذکر کیا ہے کہ بنی زہرہ میں سے حضرت مسعود بن ربیعہ شہید ہوئے یہ ان کے حلیف تھے

عربی ہوگا جو اس کی مثل ہو، ایک روایت میں ہے مشی به مثله ایک روایت میں نشابها مثله یہ سب روایات جامع صحیح میں مروی ہیں۔ یہ کتاب کے راویوں کی طرف سے اضطراب ہے جس نے یہ ذکر کیا ہے۔ مشی بها مثله اس نے ہاء ضمیر سے مراد مدینہ طیبہ لیا ہے جس طرح تیرا قول ہے لیس بین لابتیها مثل فلان۔ یہ کلام مدینہ طیبہ اور کوفہ کے باسیوں کے بارے میں کہی جاتی ہے یہ کسی ایسے شہر کے بارے میں نہیں کہی جاتی جس کے اطراف میں سیاہ پتھر نہ ہوں یہ بھی جائز ہے کہ اس میں ہاء ضمیر الارض کی طرف لوٹ رہی ہو جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (الرحمٰن:26) ''جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے''۔

اسم نکرہ سے حال

جس نے مفاعل کے وزن پر شبہ سے مشابہا پڑھا ہے تو یہ لفظ عربی سے حال ہوگا۔ اسم نکرہ سے حال بنانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ کسی معنی کو ثابت کرنے پر دلالت کرے جس طرح حدیث طیبہ میں آیا ہے۔ فَصَلّٰى خَلْفَهٗ رِجَالٌ قِيَامًا۔ یہاں حال حدیث کے فقہی حکم کو ثابت کرتا ہے یعنی انہوں نے اس حال میں نماز پڑھی جس نے عربوں کے اس قول سے استدلال کیا ہے وَقَعَ اَمْرٌ فَجَاَةً تو اس نے کوئی درست عمل نہیں کیا کیونکہ فجاة یہ امر سے حال نہیں ہے بلکہ یہ وقوع سے حال ہے

اور قارہ کے رہنے والے تھے۔ انصار میں سے بنی عمرو بن عوف کے خاندان میں سے حضرت اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

غزوۂ خیبر میں اسود چرواہے کا واقعہ

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسود چرواہے کا واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ یہ اسود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بھی تھا، اسود ایک یہودی کا مزدور تھا۔ عرض کی مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ حضور ﷺ نے اسے اسلام کی باتیں بتائیں وہ اسلام لے آیا حضور ﷺ اسلام کی دعوت دیتے وقت کسی کو بھی حقیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسلام کے بارے میں اسے آگاہ کرتے تھے جب اس چرواہے نے اسلام قبول کر لیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس ریوڑ کے مالک کا مزدور ہوں یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے اب میں اس ریوڑ کے ساتھ کیا سلوک کروں، آپ نے فرمایا انہیں ہانک دو یہ اپنے مالک کی طرف چلی جائیں گی یا اسی طرح کی کوئی اور بات کی حضرت اسود نے کہا میں نے سنگریزوں کی مٹھی بھری اس ریوڑ کی طرف پھینکی۔ کہا اپنے مالک کے پاس چلی جاؤ اب میں کبھی تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا۔ ریوڑ اکٹھا چل پڑا گویا کوئی انہیں ہانک رہا ہے وہ ریوڑ چلتا رہا یہاں تک کہ قلعہ میں داخل ہو گیا پھر یہ اسود اسی قلعہ کی طرف آگے بڑھے تاکہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کریں انہیں ایک پتھر آ لگا اور اسے مار ڈالا۔ حضرت اسود نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اور آپ ﷺ کے پیچھے اسے رکھ دیا گیا اس کی پگڑی کے ساتھ اس پر پردہ کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے اس سے رخ انور پھیر لیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس سے رخ انور کیوں پھیر لیا ہے۔ فرمایا ابھی اس کے پاس حوروں میں سے دو بیویاں اس کے

جس طرح تیرا قول ہے جَاءَ نِيْ رَجُلٌ مَشْيًا یہاں بھی مشیا رجل سے حال نہیں جس طرح عام علماء نے گمان کیا ہے بلکہ یہ تو مجئی سے حال ہے کیونکہ حال ہی صاحب الحال ہوتا ہے اس کی کئی اقسام ہیں۔ فاعل سے حال ہو جیسے جَاءَ زَيْدٌ مَاشِيًا فعل سے حال ہو جیسے جَاءَ زَيْدٌ مَشْيًا وَ رَكْضًا مفعول بہ سے حال ہو جَاءَ نِي الْقَوْمُ جَالِسًا حال اصل میں فعل کے واقع ہونے کے وقت یا تو مفعول بہ کی صفت ہوگا یا فعل کے واقع ہونے کے وقت فاعل کی صفت ہوگا یا فعل کے واقع ہونے کے وقت فعل کی صفت ہوگا، فعل سے ہماری مراد مصدر ہے۔

پاس ہیں۔ حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے بتایا کہ ان کے سامنے ذکر کیا گیا کہ جب کوئی آدمی شہید ہوتا ہے تو حوروں میں سے دو بیویاں نیچے اترتی ہیں جو اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں جس نے تیرے چہرے کو خاک آلود کیا، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھے قتل کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے۔

حجاج بن علاط سلمی کا واقعہ

حضرت ابن اسحاق نے فرمایا جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمی نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی ام شبیبہ کے پاس میرا مال ہے جبکہ یہ ابھی تک انہیں کے عقد میں تھیں، اسی بیوی سے ان کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام معرض بن حجاج تھا اور مکہ مکرمہ کے تاجروں کے پاس بھی اس کا مال تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے حضور ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ حضرت حجاج نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ حیلہ کرنا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو مناسب سمجھو کہہ دینا حجاج کہتے ہیں میں وہاں سے چل پڑا جب مکہ مکرمہ کی حدود میں پہنچا تو ثنیۃ بیضاء (جگہ کا نام) کے مقام پر قریش کے لوگوں کو دیکھا جو غزوۂ خیبر کے بارے میں بات چیت سننا چاہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے غزوۂ خیبر کے بارے میں سوال کرتے تھے کیونکہ انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ آپ خیبر پر حملہ کرنے کے لئے گئے ہوئے ہیں وہ جانتے تھے کہ وہ حجاز کا دیہاتی علاقہ ہے وہاں شادابی ہے قلعے ہیں اور جنگجو لوگ ہیں وہ خبروں کی تلاش میں تھے جو بھی سوار آتا اس سے اس کے بارے میں پوچھتے تھے جب

حجاج بن علاط کا واقعہ

حجاج بن علاط سلمی کا واقعہ ذکر کیا ہے ہم نے اس کے اسلام لانے کا عجیب واقعہ ذکر کیا ہے جو ایک جن کے ساتھ وقوع پذیر ہوا تھا، یہ حجاج نصر کے والد تھے جن کے بال حضرت عمر نے منڈوا دیئے تھے اور انہیں اس وقت مدینہ طیبہ سے جلاوطن کر دیا تھا جب آپ نے ایک عورت کا شعر ان کے بارے میں سنا تھا۔

اَلَا سَبِیْلَ اِلَی خَمْرٍ فَاَشْرِبَهَا اَمْ لَا سَبِیْلَ اِلَی نَصْرِ بْنِ حَجَّاجٍ

کیا شراب کو پانے کا کوئی راستہ نہیں کہ میں اسے پی لیتی یا نصر بن حجاج کو پانے کا کوئی راہ نہیں۔

اس عورت کا نام فریعہ بنت ہمام تھا۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے۔ یہی عورت حجاج بن یوسف کی ماں

انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا حجاج بن علاط ہے وہ ابھی تک میرے مسلمان ہونے کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اس کے پاس کوئی نہ کوئی خبر ہوگی۔ اے ابو محمد ہمیں اس بارے میں بتایئے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ رشتوں کو قطع کرنے والا (حضور ﷺ) خیبر پر حملہ آور ہوا ہے، وہ یہودیوں کا شہر ہے اور حجاز کا سرسبز وشاداب علاقہ ہے، میں نے کہا مجھے ایسی خبر پہنچی ہے جو تمہیں خوش کردے گی، وہ یہ کہتے ہوئے میری اونٹنی کے اردگرد ہوگئے۔ اے حجاج کچھ کہو میں نے کہا اسے ایسی زبردست شکست ہوئی جیسی شکست کے بارے میں تم نے سنا بھی نہیں ہوگا اس کے اتنے ساتھی مارے گئے ہیں جس کے بارے میں تم نے پہلے نہیں سنا ہوگا۔ (حضرت) محمد (ﷺ) کو قید کرلیا گیا ہے اور یہودیوں نے کہا ہم اسے اس وقت تک قتل نہیں کریں گے یہاں تک کہ اسے مکہ مکرمہ بھیجیں گے تو مکہ والے اپنے مقتولوں کے بدلہ میں اسے قتل کریں گے۔ حضرت حجاج نے کہا وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور چیختے ہوئے کہنے لگے مکہ والو تمہارے پاس بہت بڑی خبر پہنچی ہے۔ (حضرت) محمد (ﷺ) کو تمہارے پاس لایا جارہا ہے جسے تم دیکھو گے تمہارے سامنے اسے قتل کیا جائے گا تو حضرت حجاج نے کہا مکہ میں جو میرا مال ہے اور مقروضوں کے پاس جو میرا مال ہے اسے جمع کرنے میں میری مدد کرو میں خیبر جانا چاہتا ہوں۔ میں (حضرت) محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا مال حاصل کرنا چاہتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اور تاجر وہاں پہلے پہنچ جائے۔

حضرت ابن ہشام نے (حضرت) محمد (ﷺ) کے مالِ غنیمت کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

تھی، اسی وجہ سے حضرت عروہ بن زبیر ان کے متعلق کہتے تھے یا ابن المتمنیہ یہ سر کی زلفوں اور چہرے کے اعتبار سے خوبصورت ترین تھے، یہ شام آیا اور ابواعور سلمی کے ہاں ٹھہرا، ابواعور کی بیوی اس پر فریفتہ ہوگئی اور وہ اس عورت پر فریفتہ ہوگیا۔ ابواعور اس معاملہ کو بھانپ گیا جس کا ذکر بڑا طویل ہے تو ابواعور نے اس کے لئے ایک خیمہ لگوادیا جو محلّہ کی آخری حدود میں تھا۔ یہ نصر وہاں ہی رہتا اس عورت کے ساتھ اس کی محبت بہت بڑھ گئی اور اس کی محبت کی وجہ سے ہی وہ مرگیا جس کی وجہ سے اس کا نام مضنی پڑ گیا، اس کی بڑی ضرب الامثال ذکر کی گئی ہیں۔ اصبہانی نے کتاب الامثال میں اس کا بڑا طویل ذکر کیا ہے۔

حضرت مولف کا قول حجاج بن علاط۔ علاط سے مراد گردن میں پٹا ہے اس کے لئے لفظ علط بھی استعمال ہوتا ہے۔ حجاج بن علاط حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتے۔ لَا بُدَّلِیْ اَنْ اَقُوْلَ تو حضور ﷺ کا فرمانا "قُلْ" سے مراد یہ ہے کہ میرے لئے کچھ حقیقت کے برعکس بات کرنے کے سوا کوئی

حضرت حجاج نے کہا میں اپنی بیوی کے پاس آیا میں نے کہا میرا مال مجھے دو، اس کے پاس میرا کثیر مال پڑا ہوا تھا۔ شاید میں خیبر جاؤں اور تاجروں کے وہاں پہنچنے سے پہلے خرید و فروخت کر سکوں، جب حضرت عباس نے اس خبر کے بارے میں سنا وہ میرے پاس آئے وہ میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے جبکہ میں تاجروں کے خیمہ میں تھا۔ فرمایا اے حجاج جو تم خبر لائے ہو وہ کیسی ہے؟ میں نے جواب دیا جو کچھ تمہیں بتاؤں کیا تم اسے محفوظ رکھ سکتے ہو، انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہو گی میں نے کہا مجھے مہلت دو یہاں تک کہ میں تم سے تنہائی میں ملوں، جس طرح تم دیکھ رہے ہو اب تو میں مال جمع کر رہا ہوں آپ میرے پاس سے چلے جائیں یہاں تک کہ میں فارغ ہو جاؤں۔ حضرت حجاج نے کہا جب میں مکہ مکرمہ میں موجود مال سے فارغ ہو گیا اور وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا تو میں حضرت عباس سے ملا میں نے کہا اے ابو الفضل میری بات کو مخفی رکھنا کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ تین دن تک میری تلاش کی جائے گی پھر جو چاہو کہہ دینا، حضرت عباس نے فرمایا میں اسی طرح کروں گا میں نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں آپ کے بھتیجے کو یہودیوں کے بادشاہ کی بیٹی حضرت صفیہ بنت حیی کے ساتھ شب زفاف گزارتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں، آپ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا ہے اور وہاں جو اموال تھے سب پر قبضہ کر لیا ہے وہ سب کچھ آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے صحابہ کا ہو گیا ہے۔ حضرت عباس نے ارشاد فرمایا اے حجاج تو کیسی بات کرتا ہے میں نے کہا اے حضرت عباس میرے راز کو مخفی رکھنا میں مسلمان ہو چکا ہوں، میں تو یہاں صرف اپنا مال لینے آیا تھا وجہ یہ تھی کہ میرے مسلمان ہونے کی خبر پر یہ لوگ میرے مال پر قبضہ ہی نہ کر لیں۔ جب تین دن گزر جائیں تو سب کچھ کہہ دینا۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ ایسے ہی ہیں جو تم پسند کرتے ہو، جب تیسرا دن ہوا تو حضرت عباس نے حلہ پہنا اپنا عصا ہاتھ میں پکڑا پھر آپ نکلے کعبہ شریف میں آئے، بیت اللہ شریف کا طواف کیا جب قریش نے آپ کو

چارہ کار نہ ہو گا تو حضور ﷺ نے اسے اجازت دے دی کیونکہ یہ بھی ایک جنگی چال کی صورت ہے، مبرد نے کہا جب تو جھوٹ بولنے کا ارادہ کرے تو کہے اَنْ اَتَقَوَّلَ حبیب نے بھی یہی معنی اخذ کیا ہے۔

بِحَسْبِ اِمْرِئٍ اَثْنٰى عَلَيْكَ بِاَنَّهٗ يَقُوْلُ وَاِنْ اَرْبٰى فَلَا يَتَقَوَّلُ

جو آدمی تیری تعریف کرے تو اس کے لئے یہی کہنا کافی ہے کہ وہ کہتا ہے اگر چہ وہ مبالغہ کرتا ہے مگر جھوٹ نہیں بولتا یعنی تیری تعریف کرتا ہے تو حق ہی کہتا ہے اگر چہ افراط سے کام لے اس کا افراط سے کام لینا تقول نہیں ہے

دیکھا کہا اے ابوالفضل اللہ کی قسم! کیا تم مصیبت کے وقت یہ لباس پہنتے ہو، آپ نے فرمایا ایسا ہر گز نہیں اس اللہ کی قسم جس کے نام کی تم قسمیں اٹھاتے ہو، حضرت محمد ﷺ نے خیبر فتح کر لیا اور ان کے بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ شب زفاف گزاری ہے، ان کے اموال اور وہاں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا ہے اب وہ سب کچھ حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کا ہو چکا ہے، قریش نے کہا یہ خبر آپ کو کس نے بتائی تو آپ نے فرمایا مجھے بھی اسی نے خبر دی ہے جس نے تمہیں خبر دی تھی، وہ مسلمان کی حیثیت سے تمہارے پاس آیا اس نے اپنا مال سمیٹا اور چلا گیا تا کہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے پاس پہنچ جائے اور انہیں کے ساتھ رہے۔ انہوں نے کہا اللہ کے بندو افسوس وہ واپس چلا گیا، اللہ کی قسم اگر ہمیں پتہ ہوتا تو سب مال ہمارا ہوتا اور اس کے لئے کچھ بھی نہ ہوتا تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ یہی مصدقہ خبر ان کے پاس پہنچ گئی۔

وہ اشعار جو غزوۂ خیبر کے بارے میں کہے گئے ہیں

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا غزوۂ خیبر کے متعلق جو اشعار کہے گئے ہیں ان میں سے حضرت حسان بن ثابت کے بھی یہ اشعار ہیں۔

اولی لك کی تفسیر

حجاج کے واقعہ میں ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ ایک قریشی نے کہا جب تو انہیں واپس کر دے اولی لہٗ یہ ایسا کلمہ ہے جس کا معنی دھمکی ہے، قرآن حکیم میں ہے اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی۔ یہ افعل کے وزن پر ہے اور ولی سے مشتق ہے یعنی شر اس پر غالب آ گئی۔ فارسی نے کہا یہ اسم علم ہے اسی وجہ سے یہ منصرف نہیں، یہ بات میں نے اس کے بعض مسائل میں پائی ہے لیکن میرے لئے اس کلمہ میں علمیت واضح نہیں ہوئی، میرے نزدیک اس کلام سے ایک حصہ محذوف ہے تقدیر کلام یہ ہے۔ اَلَّذِیْ تَصِیْرُ اِلَیْهِ مِنَ الشَّرِّ اَوِ الْعُقُوْبَةِ اَوْلٰی لَكَ۔ جس شر اور سزا کی طرف تو جا رہا ہے وہ تجھ پر ضرور واقع ہو گی۔ وَ هُوَ اَوْلٰی لَكَ مِمَّا فَرَرْتَ مِنْهُ۔ یعنی جس چیز سے تو فرار ہو رہا ہے وہ ضرور تمہیں پہنچے گی۔ یہ محل رفع میں ہے یہ غیر منصرف اس لئے ہے کیونکہ یہ افعل کے وزن پر ہے، فارسی کا قول ہے کہ یہ محل نصب میں ہے اور اسے تبا کے باب سے بنایا ہے یعنی اس کے لئے ہلاکت ہے مگر جب اسے تنوین کے بغیر دیکھا تو اسے علم بنا دیا۔

بِئْسَمَا قَاتَلَتْ خَيَابِرُ عَمَّا جَمَعُوا مِنْ مَذَارِعٍ وَ نَخِيلِ

کتنی نامناسب جنگ کی اہل خیبر نے اس چیز کے دفاع کے لئے جو انہوں نے کھیتیاں اور باغات جمع کرر کھے تھے۔

كَرِهُوا الْمَوْتَ فَاسْتُبِيحَ حِمَاهُمْ وَأَقَرُّوا فِعْلَ اللَّئِيمِ الذَّلِيلِ

انہوں نے موت کو ناپسند کیا اس لئے ان کی چراگاہ کو مباح قرار دیا گیا انہوں نے کمینے ذلیل آدمی کا عمل کیا۔

أَمِنَ الْمَوْتِ تَهْرُبُونَ فَإِنَّ ال مَوْتَ مَوْتُ الْهُزَالِ غَيْرُ جَمِيلِ

کیا یہ لوگ موت سے بھاگتے ہیں کیونکہ وہ موت جو کمزوری کی موت ہوتی ہے وہ پسندیدہ نہیں ہوتی۔

حضرت حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا جبکہ وہ ایمن بن ام ایمن سے معذرت کر رہے تھے حضرت ایمن غزوۂ خیبر میں شریک نہ ہوئے تھے یہ بنی عوف بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے، ان کی والدہ ام ایمن حضور ﷺ کی لونڈی تھیں، یہی حضرت اسامہ بن زید کی والدہ بھی تھیں گویا ایمن والدہ کی طرف سے ان کے بھائی تھے۔

حضرت حسان حضرت ایمن کی طرف سے معذرت کرتے ہیں

عَلَى حِينِ أَنْ قَالَتْ لِأَيْمَنَ أُمُّهُ جَبُنْتَ وَ لَمْ تَشْهَدْ فَوَارِسَ خَيْبَرِ

جب کہا ایمن سے اس کی ماں نے تو نے بزدلی دکھائی اور تو غزوۂ خیبر میں شریک شہسواروں کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔

وَ أَيْمَنُ لَمْ يَجْبُنْ وَ لَكِنَّ مُهْرَهُ أَضَرَّ بِهِ شُرْبُ الْمَدِيدِ الْمُخَمَّرِ

(ام ایمن)

حضرت مولف نے حضرت ام ایمن کے بیٹے کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت کے اشعار ذکر کیے ہیں۔ حضرت ام ایمن کے بیٹے کا نام عبید تھا اور حضرت ام ایمن کا نام برکۃ تھا، یہی حضرت اسامہ بن زید کی والدہ تھیں انہیں ام ظباء بھی کہا جاتا تھا۔ واقدی نے کہا اس کا نام برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن مسلمہ بن عمرو بن نعمان تھا یہ حضرت عبداللہ بن مطلب کی لونڈی تھی۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے ام ایمن میری والدہ کے بعد میری والدہ ہیں، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے

ایمن نے بزدلی نہیں دکھائی تھی بلکہ اس کے گھوڑے کو نقصان پہنچایا تھا اس پانی نے جس میں آٹا ملا ہوا تھا اور وہ خراب ہو چکا تھا۔

وَ لَوْ لَا الَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنْ شَأنِ مُهْرِهٖ ۔۔۔ لَقَاتَلَ فِیْهِمْ فَارِسًا غَیْرَ أَعْسَرِ

اگر اس کے گھوڑے کو وہ تکلیف نہ ہوتی تو وہ ان میں بطورِ شاہسوار کے جنگ کرتا جو بایاں ہاتھ استعمال نہیں کرتا۔

وَ لٰکِنَّهٗ قَدْ صَدَّهٗ فِعْلُ مُهْرِهٖ ۔۔۔ وَ مَا کَانَ مِنْهُ عِنْدَهٗ غَیْرُ أَیْسَرِ

لیکن اسے روک دیا اس کے گھوڑے کے معاملہ نے حالانکہ بات اس طرح نہ تھی کہ جو گھوڑا اس کے پاس تھا وہ سدھایا ہوا نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا مجھے یہ اشعار ابوزید انصاری نے سنائے اور بتایا کہ یہ کعب بن مالک کے اشعار ہیں اور یہ شعر اس طرح سنایا۔

وَلٰکِنَّهٗ قَدْ صَدَّهٗ شَأنُ مُهْرِهٖ ۔۔۔ وَ مَا کَانَ لَوْ لَا ذَاکُمْ بِمُقَصِّرِ

لیکن اس کے گھوڑے کی حالت نے اسے روک دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کوتاہی کرنیوالا نہ ہوتا۔

غزوۂ خیبر کے بارے میں ناجیہ کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا ناجیہ بن جندب نے یہ شعر کہے۔

کہ یہ حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب کی لونڈی تھی اسی نے ہی مکہ مکرمہ سے پیدل مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تھی، ان کے ساتھ کوئی اور نہ تھا، سخت گرمی تھی انہیں پیاس لگی انہوں نے سر کے اوپر سے آواز سنی اور یہ اس کی طرف متوجہ ہوئی کیا دیکھتی ہیں کہ ایک ڈول آسمان سے ان کے لئے لٹکایا گیا ہے۔ حضرت ام ایمن نے اس سے پانی پیا اس کے بعد آپ کبھی پیاسی نہ ہوئیں آپ سخت گرمی میں روزہ رکھتی تھیں تاکہ انہیں پیاس لگے تو انہیں پیاس نہ لگتی تھی۔ حضور ﷺ ان کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے آپ کے بعد دونوں خلفاء راشدین بھی ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے ام شریک دوسیہ سے بھی انہی کے واقعہ کی مثل روایت کی گئی ہے کہ انہیں ایک سفر میں پیاس لگی انہوں نے یہودی کے سوا کسی کے پاس پانی نہ پایا اس نے پانی دینے کی یہ شرط لگائی کہ وہ یہودیت کو اپنا لے تو ام شریک نے پیاس سے مرنا قبول کر لیا مگر یہودی ہونے سے انکار کر دیا تو اس کے لئے بھی آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا اور اس دوسی عورت نے اس سے پانی پیا تھا پھر اس ڈول کو اٹھا لیا گیا جب کہ وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ ابن اسحاق نے اس روایت کو سیرت میں ذکر کیا ہے ابن ہشام کی روایت میں یہ نہیں ہے ہم نے جو کچھ

يَا لَعِبَادِ اللّٰهِ فِيْمَ يُرْغَبُ مَا هُوَ اِلَّا مَأكَلٌ و مَشْرَبٌ

اے اللہ کے بندو کس چیز کو مرغوب سمجھا جا رہا ہے یہ کھانے پینے کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

وَ جَنَّةٌ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُعْجِبٌ

حالانکہ جنت میں پسندیدہ نعمتیں ہیں۔

ناجیہ بن جندب اسلمی نے بھی اس طرح کہا۔

اَنَا لِمَنْ اَنْكَرَنِیْ ابْنُ جُنْدُبِ يَا رُبَّ قِرْنٍ فِیْ مَكَرِّیْ اَنْكَبِ

ذکر کیا ہے اس سے ابن اسحاق کی روایت طویل ہے۔ حضرت حسان کا شعر یہ ہے۔

وَاَيْمَنُ لَمْ يَجْبُنْ وَلٰكِنَّ مُهْرَهُ اَضَرَّ بِهٖ شُرْبُ الْمَدِيْدَ الْمُخَمَّرِ

ایمن نے بزدلی نہیں کی لیکن اس کے گھوڑے کو شراب سے ملے پانی کو زیادہ پینے نے نقصان پہنچایا۔

مدید اصل میں واقع ہے یہی معروف ہے لیکن میں نے شیخ کے حاشیہ میں ابن درید سے المرید کے الفاظ دیکھے ہیں، نیز المریس کے الفاظ بھی ہیں اس کا معنی کھجور ہے جسے پانی میں بھگویا جاتا ہے پھر اسے ملایا جاتا ہے۔ حضرت حسان نے کہا۔ مُسْنَفَاتٍ تُسْقٰی ضَيَاحَ الْمَرِيْدِ۔

حضرت ایوب انصاری کی طرف سے حضور ﷺ کی نگہبانی

حضرت مولف نے حضور ﷺ کا قول ذکر کیا جو آپ نے حضرت ابوایوب انصاری کے بارے میں اس وقت کہا تھا جب حضرت ابوایوب انصاری نے آپ کی نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری تھی۔ حَرَسَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا اَيُّوب كَمَا بِتَّ تَحْرُسُ نَبِيَّهٗ۔ اے ابوایوب اللہ تعالیٰ تیری نگہبانی کرے جس طرح تو نے اس کے نبی کی نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری ہے۔ حضرت مولف نے کہا اس دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ابوایوب کی نگہبانی فرمائی یہاں تک کہ رومی ان کی قبر کی نگہبانی کرتے، ان کی قبر کو وسیلہ بنا کر بارش طلب کرتے اور بیماری سے شفا کے طالب ہوتے۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ حضرت ابوایوب نے یزید بن معاویہ کی قیادت میں سن پچاس ہجری میں غزوہ میں شرکت کی تھی جبکہ لشکر قسطنطنیہ پہنچا تو حضرت ابوایوب انصاری کا وہاں وصال ہو گیا۔ حضرت ابوایوب انصاری نے یزید کو وصیت کی کہ وہ اس کے جسم کو رومیوں کے شہر کے قریب ترین جگہ پر دفن کرے، مسلمان گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور آپ کے جسم کو لے کر چل پڑے جب مزید آگے جانے کی صورت نہ پائی تو وہیں آپ کو دفن

میں ابن جندب ہوں جو مجھ سے اجنبی بناتا ہے کتنے بہادر ہیں جو میرے حملہ کرنے میں اوندھے منہ گر پڑے۔

طَاحَ بِمغلٰی أنسُرٍ وَ ثعلَبِ

اور وہ مر کر گدھوں اور لومڑیوں کا ناشتہ بن گئے۔

ابن ہشام نے کہا اشعار کی روایت کرنے والے بعض لوگوں نے مجھے یوں شعر سنایا۔ فی مکری اور طاح بمغلی۔

کعب کے اشعار

ابن ہشام نے ابوزید انصاری سے کعب بن مالک کے یہ اشعار سنائے ہیں۔

وَ نَحنُ وَرَدنَا خَیبَرًا وَ فُرُوضَهٗ   بِکُلِّ فَتی عَارِی الْأَشَاجِعِ مِذْوَدِ

ہم نے پیاس بجھائی خیبر اور اس کی نہروں کی گھاٹ پر، ایسے نوجوانوں کے ساتھ جن کے ہاتھ کی رگیں ابھری ہوئی نہیں جو برائی کو روکنے والے ہیں۔

جَوَادٍ لَدَی الْغَایَاتِ لَا وَاهِنِ الْقُوٰی   جَرِیْءٍ عَلَی الْاَعْدَاءِ فِیْ کُلِّ مَشْهَدِ

مقاصد کے حصول میں سخی ہیں ضعیف قوت والے نہیں، دشمن پر جری ہیں ہر میدانِ جنگ میں۔

عَظِیْمِ رِمَادِ الْقِدْرِ فِیْ کُلِّ شَتْوَۃٍ   ضَرُوْبٍ بِنَصْلِ الْمَشْرَفِیِّ الْمُهَنَّدِ

ان کی ہنڈیا کے نیچے جلنے والی آگ کی راکھ بہت زیادہ ہوتی ہے ہر موسم سرما میں وہ مشرفی ہندی تلواروں کی دھار سے ضرب لگانے والے ہیں۔

کر دیا، رومیوں نے مسلمانوں سے اس بارے میں پوچھا تو مسلمانوں نے انہیں بتایا کہ یہ کبار صحابہ میں سے ہیں، رومیوں نے یزید سے کہا تو کتنا احمق ہے اور جس نے تجھے بھیجا ہے وہ کتنا احمق ہے کیا تجھے یہ کوئی خوف نہیں کہ ہم تیرے چلے جانے کے بعد اس کی قبر کھود ڈالیں گے اور اس کی ہڈیاں جلا دیں گے تو یزید نے قسم کھائی اگر رومیوں نے ایسا کیا تو ہم عرب علاقوں میں جتنی بھی عیسائیوں کی عبادت گاہیں ہیں انہیں گرا دیں گے اور ان کی قبریں اکھاڑ دیں گے اس وقت رومیوں نے اپنے دین کے مطابق مسلمانوں کے سامنے قسم اٹھائی کہ وہ آپ کی قبر کی تعظیم بجا لائیں گے اور جتنی طاقت ہوئی اس کی حفاظت کریں گے۔ ابن قاسم نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رومی حضرت ابوایوب کی قبر کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تو ان پر بارش ہو جاتی۔

يَرَى الْقَتْلَ مَدْحًا اِنْ اَصَابَ شَهَادَةً　مِنَ اللّٰهِ يَرْجُوْهَا وَ فَوْزًا بِاَحْمَدِ

وہ شہادت کو قابلِ تعریف خیال کرتے ہیں اگر انہیں یہ شرف حاصل ہو جائے، اللہ تعالیٰ سے اس کی امید رکھتے ہیں اور اگر انہیں حضور ﷺ کی جیت نصیب ہو جائے۔

يَذُوْدُ وَ يَحْمِيْ عَنْ ذِمَارِ مُحَمَّدٍ　وَ يَدْفَعُ عَنْهُ بِاللِّسَانِ وَ بِالْيَدِ

وہ حضور ﷺ کے حقوق کا دفاع اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور اپنی زبان اور ہاتھ سے اس کا دفاع کرتے ہیں۔

وَ يَنْصُرُهٗ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ يَرِيْبُهٗ　يَجُوْدُ بِنَفْسٍ دُوْنَ نَفْسِ مُحَمَّدٍ

وہ حضور ﷺ کی مدد پر کمربستہ ہو جاتے ہیں ہر ایسے امر میں جو آپ کے لئے پریشانی کا باعث ہوتا، وہ حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے جان قربان کر دیتے۔

يُصَدِّقُ بِالْاَنْبِيَاءِ بِالْغَيْبِ مُخْلِصًا　يُرِيْدُ بِذَاكَ الْفَوْزَ وَالْعِزَّ فِيْ غَدِ

وہ اخلاص کے ساتھ اور حالت غیب میں انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں اس تصدیق کے ذریعے وہ قیامت کے روز کامیابی اور عزت چاہتے ہیں۔

خیبر کے اموال کی تقسیم

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خیبر کے اموال میں سے شق، نطاہ اور کتیبہ کو تقسیم کیا گیا۔ شق اور نطاہ مسلمانوں کے حصہ میں آئے اور کتیبہ اللہ تعالیٰ کا خمس، حضور ﷺ کا حصہ قریبی رشتہ داروں، یتیموں اور مساکین کا حصہ، ازواج مطہرات کا روزینہ اور ان لوگوں کی امداد جنہوں نے حضور ﷺ اور اہل فدک میں صلح کروائی تھی ان لوگوں میں سے محیصہ بن مسعود بھی

خیبر کے اموال اور اس کی زمین کی تقسیم

جہاں تک خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم کا تعلق ہے تو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے جس طرح غزوۂ بدر میں گزرا، ہر مالِ غنیمت قرآنِ حکیم کے حکم کے مطابق تقسیم ہوا جہاں تک خیبر کی زمینوں کا تعلق ہے، حضور ﷺ نے انہیں حدیبیہ میں موجود صحابہ کے درمیان تقسیم کیا اور خمس اللہ اور اس کے رسول، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے مختص کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اللہ ولرسولہ کے متعلق گفتگو پہلے گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حصہ اور رسول اللہ ﷺ کے حصہ سے کیا مراد ہے جو ہم یہاں ارادہ رکھتے ہیں اگر اس بحث سے نکلنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم نادر نکتہ اور عجیب مسئلہ ذکر کرتے جو اللہ

تھے۔ حضور ﷺ نے اسے تیس (۳۰) وسق جو تیں وسق کھجور کے عطا فرمائے تھے، خیبر کا مالِ غنیمت غزوۂ حدیبیہ میں شریک صحابہ میں تقسیم کیا گیا خواہ وہ غزوہ خیبر میں حاضر تھا یا غائب تھا۔ صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ میں سے صرف حضرت جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام موجود نہ تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے وہی حصہ عطا فرمایا جو اسے عطا فرمایا جو حاضر تھا خیبر کی دو وادیاں تھیں ایک کو وادی سریرہ اور دوسری کو وادی خاص کہتے ہیں۔ خیبر کو انہیں دو وادیوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ نطاہ اور شق کے اٹھارہ حصے بنائے گئے ان میں سے نطاہ کے پانچ حصے تھے اور شق کے تیرہ حصے تھے۔ شق اور نطاہ کو پھر اٹھارہ سو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

حضور ﷺ کے صحابہ پر ایک ہزار آٹھ سو حصے تقسیم کیے گئے۔ ان صحابہ میں پیدل بھی تھے

تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے۔ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى کہ یہاں لام حرف جار کیوں مکرر ذکر کیا گیا ہے۔ الیتامی اور المساکین میں اسے ذکر نہیں کیا گیا یہاں للرسول فرمایا جبکہ سورت کے آغاز میں قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فرمایا فئی کی آیت مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ فرمایا رَسُوْلِهٖ نہیں فرمایا ان سب میں حکمت ہے اللہ کی پناہ کہ قرآن حکیم میں کوئی ایسا لفظ بھی ہو جو حکمت سے خالی ہو۔ ابوعبیدہ نے کتاب الاموال میں کہا حضور ﷺ نے خیبر کی زمین تین تین حصوں میں تقسیم کی۔ سلالم، وطیح اور کتیبہ کو حضور ﷺ نے مسلمانوں کی آفات اور مصائب کے لئے مختص کر دیا اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ جس علاقہ کو زبردستی حاصل کیا گیا ہو اس کے بارے میں امام کو اختیار ہے، چاہے تو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ پر عمل کرتے ہوئے مجاہدین میں تقسیم کر دے اور زمین کو کل مال کی حیثیت دے دے چاہے تو ان زمینوں کو وقف کر دے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى سے استدلال کیا ہے۔ فئی والی آیت ان مسلمانوں کو جامع ہے جو اس وقت موجود تھے اور انہیں بھی شامل ہے جو بعد میں ہوں گے قری والی آیت کو فئی اور دوسری کو مالِ غنیمت قرار دیا یہ چیز حکم میں ان کے مختلف ہونے پر دال ہے جس طرح ان کے نام مختلف ہیں۔ فقہاء کے بھی اس مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں۔ فقہاء جن سے کچھ تو وہ ہیں جو زمین کو تقسیم کرنے کا قول کرتے ہیں جس طرح حضور ﷺ نے خیبر کی زمینوں کو تقسیم کیا امام شافعی کا یہی قول ہے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے وقف ہوگا اور یہ بیت المال کے حوالے ہوگا بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ امام جس طرح چاہے اس کا فیصلہ کرے جب مختلف علاقے فتح ہوئے تھے تو صحابہ کی رائے بھی مختلف تھی، حضرت زبیر کی رائے تھی کہ ان علاقوں کو مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ جب حضرت عمرو بن عاص نے

اور شاہسوار بھی تھے، پیدل چودہ سو صحابہ تھے اور دو سو گھوڑے تھے ہر گھوڑے کے دو حصے تھے اور شاہسوار کا بھی ایک حصہ تھا، ہر پیدل مجاہد کا ایک حصہ تھا ہر بڑے حصے کا ایک سردار تھا جس کے ساتھ سو آدمی کے حصے ملا دیئے گئے تھے تو مجموعی طور پر اٹھارہ حصے بن گئے۔

حضرت ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ نے غزوۂ خیبر میں عربی گھوڑوں اور غیر عربی گھوڑوں میں فرق کیا۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ ۱۔ حضرت علی شیر خدا، ۲۔ حضرت زبیر بن عوام، ۳۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ، ۴۔ حضرت عمر بن الخطاب، ۵۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، ۶۔ حضرت عاصم بن عدی جو بنی عجلان سے تعلق رکھتے تھے، ۷۔ حضرت اسید بن حضیر، ۸۔ بنی حارث بن خزرج کا حصہ، ۹۔ ناعم کا حصہ، ۱۰۔ بنی بیاضہ کا حصہ، ۱۱۔ بنی عبید کا حصہ، ۱۲۔ بنی حرام کا حصہ جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتے تھے اور عبید السہام۔ حضرت ابن ہشام نے کہا انہیں عبید السہام اس لئے کہا گیا کیونکہ خیبر کے روز اسے سہام میں سے خریدا گیا تھا یہ عبید بن اوس تھے جو بنی حارثہ بن حارث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا ساعدہ کا حصہ، غفار کا حصہ، اسلم کا حصہ، نجار کا حصہ، حارثہ کا حصہ اور اوس کا حصہ خیبر کے اموال میں سے نطاۃ میں سب سے پہلے حضرت زبیر بن عوام کا حصہ نکلا، یہ موضع خوع اور اس کے ساتھ والا موضع سریر تھا، دوسرا حصہ بیاضہ کا نکلا تیسرا حصہ اسید کا نکلا، چوتھا حصہ بنی حارث بن خزرج کا نکلا، پانچواں حصہ بنی ناعم کا نکلا جو بنی عوف بن خزرج، مزینہ اور ان کے شرکاء کا تھا اسی میں محمود بن سلمہ کا قتل ہوا یہی نطاۃ کے حصے تھے۔

پھر صحابہ کرام شق کی طرف نکلے سب سے پہلے عاصم بن عدی کا حصہ نکلا جو بنی عجلان سے

مصر فتح کیا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مصر کی زمین تقسیم کرنے کے لئے حضرت عمرو بن عاص سے بات کی، حضرت عمرو بن عاص نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف اس بارے میں خط لکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا زمین کو اسی طرح رہنے دو اور مجاہدوں میں اسے تقسیم نہ کرو یہاں تک کہ آخری شخص اس سے مدد لے۔ ہم نے اس کلمہ کی وضاحت اس سے قبل مبعث میں اجزاء کی صورت میں کر دی ہے۔ جب سواد عراق کا علاقہ فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تقسیم کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے وہی تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ ان زمینوں کو وقف کر دیا جائے اور آپ اس زمین کو مجاہدوں پر تقسیم نہ فرمائیں، سواد

تعلق رکھتے تھے انہیں کے ساتھ حضور ﷺ کا حصہ تھا پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف کا حصہ نکلا پھر ساعدہ کا حصہ نکلا پھر نجار کا حصہ نکلا پھر حضرت علی بن ابی طالب کا حصہ نکلا پھر حضرت طلحہ بن عبیداللہ کا حصہ نکلا پھر غفار اور اسلم کا حصہ نکلا پھر حضرت عمر بن خطاب کا حصہ نکلا پھر سلمہ بن عبید اور بنی حرام کے حصے نکلے پھر حارثہ کا حصہ نکلا پھر عبید السہام کا حصہ نکلا پھر اوس کا حصہ نکلا یہی نصیف کا حصہ تھا ان کے ساتھ جہینہ کو جمع کر دیا گیا تھا اور تمام عرب میں سے جو خیبر میں حاضر تھے یہ حضور ﷺ کے حصہ کے برابر تھا جو آپ نے عاصم بن عدی کے حصہ سے لیا تھا، پھر حضور ﷺ نے کتیبہ کا مال تقسیم کیا، کتیبہ خاص کی وادی ہے جسے آپ نے قریبی رشتہ داروں، ازواج مطہرات اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو حصہ عطا فرمایا، حضور ﷺ نے اپنی لخت جگر

عراق کے علاقہ کا حدود اربعہ یہ ہے، تخوم موصل سے لے کر دجلہ کی بائیں جانب عبادان تک ہے اور چوڑائی میں حلوان سے لے کر قادسیہ تک ہے اور عرب کے علاقہ عزیب کے ساتھ متصل ہے، ابوعبید نے اسی طرح کہا ہے۔ عرب کہتے ہیں خشکی نے اپنی زبان سواد میں داخل کر دی ہے کیونکہ قادسیہ کا علاقہ خشکی میں زبان کی طرح ہے جو سواد عراق کے داخلی حصہ میں ہے۔ طبری نے یہی بیان کیا ہے جب حضرت عمر شام تشریف لے گئے آپ جابیہ کے مقام پر تھے تو آپ نے شام کے مفتوحہ علاقوں کے بارے میں مشورہ کیا کہ کیا ان زمینوں کو تقسیم کر دیں تو حضرت معاذ نے عرض کیا آپ نے اگر ان زمینوں کو تقسیم کر دیا تو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے کوئی چیز نہ بچے گی یا اسی جیسی کوئی گفتگو کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ کی رائے کو قبول کر لیا۔ حضرت بلال نے چند صحابہ کے ساتھ مل کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ زمینوں کو تقسیم کر دیں جب انہوں نے حضرت عمر سے یہ مطالبہ کثرت سے کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ بلال اور اس کے دوستوں کے لئے تو کافی ہے، سال نہ گزرا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔ شام کا تمام علاقہ بزور بازو فتح ہوا مگر شہر زبردستی فتح نہ ہوئے کیونکہ شہر کے لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کی تھی۔ اس طرح بیت المقدس کو بھی حضرت عمر نے صلح سے فتح کیا تھا جبکہ حضرت عمر نے خالد بن ثابت فہمی کو حملہ کے لئے بھیجا تھا تو بیت المقدس کے لوگوں نے ان سے صلح کا مطالبہ کیا۔ حضرت خالد بن ثابت نے آپ کو اس بارے میں خط لکھا جبکہ آپ جابیہ میں تھے، آپ تشریف لائے اور بیت المقدس کے لوگوں کی صلح قبول کی سواد کا تمام علاقہ بزور شمشیر فتح ہوا مگر حیرہ کا علاقہ صلح سے فتح ہوا تھا کیونکہ حضرت خالد بن ولید نے وہاں کے مکینوں سے صلح کی تھی اسی طرح بلقیا بھی صلح سے فتح ہوا تھا اسے لیس بھی کہا جاتا۔ خراساں کا علاقہ زبردستی فتح

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دو سو وسق عطا فرمائے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو ایک سو وسق عطا فرمایا، حضرت اسامہ بن زید کو دو سو وسق عطا فرمائے اور پچاس وسق گٹھلیوں کے عطا فرمائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دو سو وسق عطا فرمائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک سو وسق عطا فرمایا، حضرت عقیل بن ابی طالب کو ایک سو چالیس وسق عطا فرمائے، بنی جعفر کو پچاس وسق عطا فرمائے، حضرت ربیعہ بن حارث کو سو وسق عطا فرمائے۔ حضرت صلت بن مخرمہ اور ان کے بیٹوں کو سو وسق عطا فرمائے، اس میں سے چالیس وسق حضرت صلت کے لئے تھے۔ حضرت ابونبقہ کے چالیس وسق تھے، رکانہ بن عبد یزید کو پچاس وسق عطا فرمائے۔ قیس بن مخرمہ کو تین سو وسق عطا فرمائے۔ حضرت ابوقاسم بن مخرمہ کو چالیس وسق عطا فرمائے، حضرت ابن اوس بن مخرمہ کو تیس وسق عطا فرمائے، حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت ابن الیاس کو پچاس وسق عطا فرمائے، حضرت ام رمیثہ کو چالیس وسق عطا فرمائے، حضرت نعیم بن ہند کو تیس

ہوا مگر ترمذ یہ ایک محفوظ قلعہ تھا اس کے علاوہ بھی یہاں کئے قلعے تھے جہاں تک مصر کی سرزمین کا تعلق ہے لیث بن سعد نے اس کے عوض بہت سا مال جمع کیا، ان پر ایک جماعت نے اس وجہ سے تہمت لگائی، ان میں سے یحییٰ بن ایوب اور مالک بن انس تھے کیونکہ جس سرزمین پر زبردستی قبضہ کیا گیا ہو اسے بیچا نہیں جا سکتا، لیث، یزید بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ اسے صلح سے فتح کیا گیا تھا۔ یہ دونوں خبریں درست ہیں کیونکہ پہلے اسے صلح سے فتح کیا گیا پھر بعد میں یہ صلح ٹوٹ گئی اور اسے بزور بازو فتح کر لیا گیا اسی وجہ سے اس کے معاملہ میں اختلاف ہوا، ابوعبیدہ نے کہا جو علماء یہ استدلال کرتے ہیں کہ جس زمین کو فتح کیا گیا ہو اس کو غانمین میں تقسیم کرنا ضروری ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد اور دوسرے علاقوں کی زمین اس وقت تک وقف نہ کی جب تک مجاہدوں کو مطمئن نہیں کیا، انہیں آپ نے مال عطا کیا یہاں تک کہ انہیں راضی کیا۔ انہوں نے یہ بھی روایت کی کہ ام کرز بجلیہ نے حضرت عمر سے سواد میں اپنے باپ کے حصہ کا مطالبہ کیا اس نے اسے بطور فئی رکھنے سے انکار کیا، یہاں تک کہ حضرت عمر نے اسے ایک سواری، سرخ قالین اور اسی دینار عطا فرمائے۔ ان علماء نے کہا جریر بن عبداللہ بجلی نے عراق کے علاقے میں اپنے حصے کا مطالبہ کیا جو دوسرے فریق کے حق میں استدلال کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جریر کو اس لئے راضی کیا تھا کیونکہ حضرت عمر نے پہلے اسے یہ زمین ہبہ کی تھی یہ زمین جریر کی وفات تک ان کی ملکیت میں رہی، ام کرز کا معاملہ بھی یہی تھا ان کے باپ کا حصہ بھی بطور انعام تھا اس ضمن میں ثقہ آثار آئے ہیں۔

وسق عطا فرمائے، حضرت نحسینہ بنت حارث کو تیس وسق عطا فرمائے، حضرت عجیر بن عبد یزید کو تیس وسق عطا فرمائے، حضرت ام الحکم کو تیس وسق عطا فرمائے، حضرت جمانہ بن ابی طالب کو تیس وسق عطا فرمائے، حضرت ابن ارقم کو پچاس وسق عطا فرمائے، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو چالیس وسق عطا فرمائے، حضرت حمنہ بنت جحش کو تیس وسق عطا فرمائے، حضرت ابو بصرہ کو بیس وسق عطا فرمائے۔

حضرت نمیلہ کلبی کو پچاس وسق عطا فرمائے، حضرت عبداللہ بن وہب اور اس کے دونوں بیٹوں کو نوے وسق عطا فرمائے، ان میں چالیس وسق اس کے دو بیٹوں کے لئے تھے، حضرت ام حبیبہ بنت جحش کو تیس وسق عطا فرمائے، حضرت ملکو بن عبدۃ کو تیس وسق عطا فرمائے، حضور ﷺ کی ازواج کے لئے سات سو وسق متعین ہوئے۔ حضرت ابن ہشام نے فرمایا گندم، جو، کھجور کی گٹھلیاں اور دوسری چیزیں حضور ﷺ نے یہ لوگوں کی ضرورت کے مطابق تقسیم کیں، بنی عبدالمطلب کو کیونکہ زیادہ ضرورت تھی اس لئے آپ نے انہیں زیادہ مال عطا کیا۔

ابو نبقہ

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے جن لوگوں میں مال تقسیم کیا ان میں ابو نبقہ بھی تھے، آپ نے اسے پچاس وسق عطا فرمائے تھے، اس کا نام علقمہ بن مطلب تھا اسے عبداللہ بن علقمہ کہتے، ابو عمر نے کہا یہ مجہول ہے ابن فرضی نے یوں کہا ابو نبقہ بن مطلب بن عبد مناف ابو نبقہ کا نام عبداللہ تھا اس کی اولاد میں محمد بن علاء بن حسین بن عبداللہ بن ابی نبقہ تھے اور ان کی اولاد میں ابو الحسین مطلبی تھے جو مسجد نبوی کے امام تھے، ان کا نام یحییٰ بن حسین بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن حسین بن علاء بن مغیرہ بن ابی نبقہ بن مطلب بن عبد مناف تھے۔

ام الحکم

حضرت مولف نے ان لوگوں میں ام الحکم کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی تھی اور ضباعہ کی بہن تھی، معروف یہ ہے کہ وہ ام الحکیم ہیں یہ ربیعہ بن حارث کی بیوی تھی جہاں تک ام حکم کا تعلق ہے یہ ابو سفیان کی بیٹی تھی، یہی فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئی تھی اگر واقعہ ایسا نہ ہوتا تو میں کہتا ابن اسحاق نے اسی ام حکم کا ارادہ کیا ہے لیکن یہ ام حکم خیبر میں موجود نہ تھی اور نہ ہی اس وقت تک مسلمان ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اب اس چیز کا ذکر کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے خیبر کی گندم کو کس طرح تقسیم فرمایا۔ آپ نے ایک سو پچاس وسق تقسیم فرمائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے پچاسی وسق عطا فرمائے، حضرت اسامہ بن زید کو آپ نے چالیس وسق عطا فرمائے، حضرت مقداد بن اسود کو آپ نے پندرہ وسق عطا فرمائے اور حضرت ام رمیثہ کو آپ نے پانچ وسق عطا فرمائے۔

حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عباس نے گواہی دی اور یہ تحریر کیا۔

وصال کے موقع پر حضور ﷺ کی وصیت

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے صالح بن کیسان نے بیان کیا ہے، انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایت کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے وصال کے موقع پر تین باتوں کی وصیت کی تھی۔ رہاویین کے لئے آپ نے خیبر کی فصل میں سے سو وسق کی وصیت کی، داریین کے لئے آپ نے خیبر کے اناج میں سے سو وسق کی وصیت کی۔ سبائیین اور اشعریین کے لئے خیبر کے ایک سو وسق کی وصیت کی۔ حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں لشکر روانہ کرنے کی وصیت کی اور تیسری یہ وصیت کی کہ جزیرہ عرب میں کوئی دوسرا دین نہ رہنے دیا جائے۔

فدک کا معاملہ

حضرت ابن اسحاق نے کہا جب حضور ﷺ خیبر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اہل فدک کے دلوں میں رعب ڈال دیا کیونکہ اہل خیبر کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا انہیں خبر مل چکی تھی، فدک کے باسیوں نے حضور ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ فدک کی نصف فصل پر آپ سے صلح

ام رمثہ اور دوسری عورتیں

جن عورتوں کو اموال دیئے گئے ان میں سے ام رمثہ بھی ہے اس کا علم صرف اسی خبر اور خیبر کی فتح میں حاضری سے ہوتا ہے۔ حضرت مولف نے بحینہ بنت حارث کا ذکر کیا ہے۔ بحینہ بحنہ کی تصغیر ہے یہ ایک معروف کھجور ہے۔ ابوحنیفہ نے یہی کہا ہے۔ اس کا لفظ بحونہ سے مشتق ہے یہ عمدہ کھجور ہوتی ہے، یہ فقیہ عبداللہ بن بحینہ کی والدہ ہیں یہ مالک بن قشب ازدی کے بیٹے تھے۔

کرتے ہیں، ان کے قاصد آپ کے پاس خیبر، طائف یا جب آپ مدینہ طیبہ واپس آچکے تھے، حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے ان کی عرضداشت کو قبول فرمایا، فدک کا علاقہ حضور ﷺ کے لئے خاص ہو گیا کیونکہ وہاں کے لوگوں پر گھوڑوں اور اونٹوں سے حملہ نہیں کیا گیا تھا۔

جماعت داریین

جن کے بارے میں حضور ﷺ نے خیبر کے اموال میں سے وصیت کی تھی یہ بنو دار بن حبیب بن نمارہ لخم جو شام سے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے، ان کے نام تمیم بن اوس، نعیم بن اوس، یزید بن قیس اور عرفہ بن مالک تھے، عرفہ کا نام حضور ﷺ نے عبدالرحمٰن رکھا۔ حضرت ابن ہشام نے کہا اسے عزہ بن مالک کہا جاتا ہے اس کا بھائی مران بن مالک تھا۔ حضرت ابن ہشام نے کہا اس کا نام مروان بن مالک ہے۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا فاکہ بن نعمان، جبلہ بن مالک اور ابو ہند بن برہ اور اس کا بھائی طیب بن بر تھے۔ حضور ﷺ نے طیب بن بر کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا کرتے تا کہ آپ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان اموال تقسیم کریں، آپ اندازہ کر کے اس مال کو تقسیم فرماتے جب یہودی آپ سے یہ کہتے تو نے ہم پر ظلم کیا ہے تو آپ فرماتے اگر تم چاہو تو یہ تمہارے لئے

مالِ غنیمت میں سے عورتوں کا حصہ

ان عورتوں پر مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے میں امام اوزاعی کی ایک دلیل ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جنگوں میں فتح کی صورت میں جس طرح مالِ غنیمت مردوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی طرح عورتوں میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے جبکہ اکثر فقہاء مردوں کے ساتھ عورتوں کے لئے حصہ کے قائل نہیں بلکہ انہیں مالِ غنیمت میں کوئی تحفہ دے دیا جائے گا، وہ ام عطیہ سے استدلال کرتے ہیں، حضرت ام عطیہ نے کہا ہم حضور ﷺ کے ساتھ مل کر ایک غزوہ میں شریک تھیں ہم زخمیوں کو دوا دیتیں، مریضوں کی تیمارداری کرتیں اور مالِ غنیمت میں سے ہمیں بطور عطیہ کچھ مال دے دیا جاتا۔

مصافحہ اور معانقہ

حضرت مولف نے حبشہ سے کشتی والوں کے آنے کا ذکر کیا ہے۔ ان حضرات میں حضرت جعفر بن ابی طالب بھی تھے، حضور ﷺ نے انہیں سینے سے لگایا ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ امام ثوری

ہے اگر چاہو تو یہ ہمارے لئے ہے تو یہودی کہتے زمین و آسمان تو اسی وجہ سے قائم ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے صرف ایک سال ان کے اموال کا اندازہ لگایا تھا پھر غزوۂ موتہ میں آپ شہید ہو گئے۔ حضرت عبداللہ کے بعد حضرت جبار بن صخر جو بنی سلمہ میں سے تھے ان اموال کا اندازہ لگاتے تھے۔

یہودی اس طرح وہاں رہے مسلمان ان کے ساتھ معاملہ کرنے میں کوئی حرج نہ دیکھتے تھے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ہی انہوں نے حضرت عبداللہ بن سہل پر زیادتی کی جو بنی حارثہ سے تعلق رکھتے تھے یہودیوں نے انہیں قتل کر دیا تھا جس کے نتیجے میں ان پر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے الزام لگایا۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا ہے مجھے زہری نے سہل بن ابی حثمہ سے روایت کیا ہے، نیز مجھے بشیر بن یسار نے بیان کیا ہے کہ جو بنی حارثہ کے غلام تھے انہوں نے سہل بن ابی حثمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سہل کو خیبر میں قتل کیا گیا۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خیبر گئے تھے تاکہ وہاں سے کھجوریں لاسکیں انہیں ایک کنویں میں دیکھا گیا جبکہ ان کی گردن توڑ کر کنویں میں پھینک دیا گیا تھا انہوں نے آپ کو پکڑ لیا تھا اور پھر غائب کر دیا تھا پھر وہ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور اس کے متعلق گفتگو کی تھی ان کے بھائی حضرت عبدالرحمان بن سہل حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ان کے دو چچازاد بھائی حویصہ

نے اس حدیث سے امام مالک کے خلاف دلیل پکڑی ہے کہ معانقہ کرنا جائز ہے۔ امام مالک کی رائے ہے یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہے۔ سفیان ثوری نے حدیث کو جو عموم پر محمول کیا وہ زیادہ واضح ہے، حضور ﷺ نے زید بن حارثہ سے بھی معانقہ فرمایا تھا جب وہ مکہ مکرمہ سے آئے تھے۔ جہاں تک سلام کے وقت مصافحہ کرنے کا تعلق ہے تو اس میں بے شمار حدیثیں ہیں ان میں حضور ﷺ کا فرمان ہے تمہارے سلام کی تکمیل مصافحہ ہے، انہیں میں سے ایک اور حدیث ہے کہ جب یمن کے لوگ مدینہ طیبہ آئے تو انہوں نے سلام کے ساتھ لوگوں سے مصافحہ بھی کیا، حضور ﷺ نے فرمایا یمن کے لوگوں نے تمہارے لئے مصافحہ کی سنت قائم کی ہے پھر ایسے الفاظ کے ساتھ اس کی طرف رغبت دلائی جن کا میں یہاں صرف معنی ذکر کروں گا کہ اسلام میں پہل کرنے والوں پر نوے رحمتیں نازل ہوتی ہیں، امام مالک سے اس بارے میں دو روایتیں ہیں۔ نمبر ا۔ مباح ہے، نمبر ۲۔ مکروہ ہے تاہم میں اس میں کراہت کی وجہ نہیں جان سکا۔

اور محیصہ بھی تھے جو دونوں مسعود کے بیٹے تھے، عبدالرحمان ان میں سے چھوٹی عمر کے تھے، قصاص کے مطالبے کا حق انہیں ہی حاصل تھا اور قوم میں بھی یہ دوسروں سے معزز تھے جب انہوں نے چچا زاد بھائیوں سے پہلے گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الکبر الکبر یعنی بڑا گفتگو کرے۔

حضرت ابن ہشام نے فرمایا یوں بھی کہا جاتا ہے کبر کبر جس طرح حضرت مالک بن انس نے ذکر کیا ہے تو عبدالرحمان خاموش ہو گئے پھر حضرت حویصہ اور حضرت محیصہ نے گفتگو کی پھر حضرت عبدالرحمان نے بھی گفتگو کی، انہوں نے اپنے بھائی کے قتل کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنے قاتل کا تعین کرتے ہو پھر تمہیں پچاس قسمیں اٹھانا ہوں گی تو ہم اس قاتل کو تمہارے حوالے کر دیں گے انہوں نے عرض کی ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم جو کچھ جانتے ہی نہیں اس کے بارے میں قسم اٹھائیں، حضور ﷺ نے فرمایا کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی پچاس قسمیں اٹھا دیں کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا اور نہ ہی اس کے قاتل کو جانتے ہیں پھر وہ اس کے خون سے بری ہو جائیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں زیبا نہیں کہ ہم یہودیوں کی قسم کو قبول کریں وہ کافر ہیں ان کا کفران کی جھوٹی قسم سے بڑا گناہ ہے تو حضور ﷺ نے اپنی طرف سے سو اونٹ بطورِ دیت کے ادا کر دیئے۔ حضرت سہل نے کہا میں اس سرخ نوجوان اونٹنی کو نہیں بھول سکتا جس نے مجھے اس وقت مارا تھا جب میں اسے ہانک رہا تھا۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے عبدالرحمان بن بجید بن قیظی سے بیان کیا ہے جو بنی حارثہ سے تعلق رکھتے تھے۔ محمد بن ابراہیم نے کہا اللہ کی قسم! سہل کوئی زیادہ عالم نہ تھا لیکن عمر میں بڑا تھا، محمد بن ابراہیم نے عبدالرحمان سے کہا اللہ کی قسم! معاملہ ایسا نہ تھا لیکن سہل کو وہم ہوا، حضور ﷺ نے مقتول کے ورثاء کو یہ نہیں کہا تھا کہ جس کا تم

حضرت جعفر کی اولاد اور نجاشی

حبشہ کے علاقہ میں حضرت جعفر کے یہ بچے پیدا ہوئے۔ حضرت محمد، حضرت عون اور حضرت عبداللہ۔ نجاشی کا بھی ایک بچہ اس روز پیدا ہوا جس روز حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ نجاشی نے حضرت جعفر کی طرف پیغام بھیجا کہ تو نے اپنے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے تو نجاشی نے بھی اپنے بیٹے کا نام عبداللہ رکھا۔ حضرت اسماء نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ نجاشی کے بیٹے عبداللہ کو بھی دودھ پلایا، یہ دونوں اسی رشتہ کی وجہ سے باہمی صلہ رحمی کرتے تھے۔

علم نہیں رکھتے اس پر قسم اٹھاؤ بلکہ آپ نے خیبر کے یہودیوں کی طرف اس وقت پیغام بھیجا تھا جب انصار نے آپ سے اپنے مقتول کے بارے میں بات کی تھی، آپ نے یہ لکھا تھا کہ مقتول تمہارے علاقے میں پایا گیا ہے اس لئے اس کی دیت ادا کرو۔ یہودیوں نے آپ کو جواب تحریر کیا تھا وہ اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا اور نہ ہی اس کے قاتل کو وہ جانتے ہیں تو حضور ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ادا کر دی تھی۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عمرو بن شعیب نے عبدالرحمٰن بن مجید جیسی روایت کی ہے مگر اپنی حدیث میں یہ کہا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ لکھا تھا کہ دیت دو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ تو یہودیوں نے یہ جواب دیا تھا وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن سہل کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی اس کے قاتل کے بارے میں علم رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت دے دی۔

حضرت عمر کے دور میں خیبر کے یہودیوں کی جلاوطنی

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے ابن شہاب زہری سے پوچھا، حضور ﷺ نے یہودیوں کو خیبر کی کھجوریں کیسے عطا فرمائی تھیں جبکہ آپ نے ان سے فصل پر معاہدہ کیا تھا۔ کیا حضور ﷺ نے ظاہری حیات تک یہ فیصلہ کیا تھا یا اس کے علاوہ کسی اور ضرورت کی بناء پر فیصلہ فرمایا تھا۔

حضرت ابن شہاب نے مجھے بتایا کہ حضور ﷺ نے جنگ کے بعد بزورِ شمشیر خیبر کو فتح کیا۔ خیبر کا علاقہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بطورِ غنیمت عطا فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے خمس لیا اور باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ جنگ کے بعد جلاوطن کر کے پھر لوگوں کو وہاں ہی رہنے کی اجازت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت دی فرمایا اگر تم چاہو تو یہ اموال تمہیں اس شرط پر دے دوں کہ تم یہاں کام کرو اور تمہارے پھل ہمارے اور تمہارے درمیان تقسیم ہو جائیں اور میں تمہیں یہاں اتنی دیر تک ٹھہرنے کی اجازت دیتا ہوں جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ تمہیں یہاں ٹھہرائے۔ یہودیوں نے اس بات کو قبول کر لیا تو وہ اسی معاہدہ کی بناء پر یہاں رہے تھے۔ حضور ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا کرتے وہ انصاف سے فصل کو تقسیم کرتے تھے، جب حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں وہاں رہنے دیا اور وہی معاملہ کیا جو حضور ﷺ ان میں معاملہ فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے ابتدائی دور میں بھی انہیں وہاں ہی رہنے دیا پھر آپ کو یہ خبر پہنچی کہ حضور ﷺ نے اپنے وصال والے مرض میں ارشاد فرمایا تھا کہ جزیرہ عرب میں کوئی دوسرا دین نہ رہنے دینا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحقیق کی تو یہ حکم پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ حضرت عمر نے یہودیوں کو پیغام بھجوایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں جلاوطنی کرنے کی اجازت ہے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا تھا کہ جزیرہ عرب پر دو دین نہ رہنے دیئے جائیں جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی وعدہ ہو وہ اسے میرے پاس لے آئے میں اسے نافذ کر دوں گا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا وعدہ نہ ہو تو وہ جلاوطن ہونے کی تیاری کر لے، یہودیوں میں سے جس کے پاس حضور ﷺ کی طرف سے کوئی عہد و پیمان نہ تھا حضرت عمر نے انہیں جلاوطن کر دیا۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے نافع نے بیان کیا جو حضرت عبداللہ بن عمر کے غلام تھے، وہ حضرت عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت زبیر اور حضرت مقداد بن اسود خیبر میں اپنے اموال کا جائزہ لینے کے لئے نکلے جب ہم خیبر میں پہنچے تو اپنے اموال میں بکھر گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا رات کے وقت مجھ پر حملہ کیا گیا جبکہ میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا میری کہنیوں سے میرے ہاتھ مروڑ دیئے گئے تھے جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے صورتِ حال کے بارے میں پوچھا۔ تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے میں نے جواب دیا مجھے تو کچھ علم نہیں ان دونوں نے میرے ہاتھوں کو ٹھیک کیا پھر دونوں مجھے حضرت عمر کے پاس لے آئے، حضرت عمر نے فرمایا یہ یہودیوں کی کارستانی ہے پھر آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا اے لوگو حضور ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے انہیں خیبر سے نکال دیں گے، انہوں نے حضرت عبداللہ پر ظلم کیا ہے اور اس کے ہاتھوں کو مروڑ دیا ہے جس طرح تمہیں خبر پہنچ چکی ہے اس سے قبل انہوں نے ایک انصاری کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا تھا، ہمیں اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ یہ کارروائی کرنے والے یہودی ہی ہیں کیونکہ خیبر میں ان کے علاوہ ہمارا کوئی دشمن نہیں جس کا خیبر میں کوئی مال ہو وہاں پہنچ جائے کیونکہ میں یہودیوں کو وہاں سے نکالنے والا ہوں، پھر آپ نے انہیں وہاں سے نکال دیا۔

وادی قری کی تقسیم

علامہ ابن اسحاق نے فرمایا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے عبداللہ بن مکنف سے روایت کیا ہے جو بنی حارثہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر سے نکالا تھا تو آپ انصار اور مہاجرین کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ حضرت جبار بن صخر بن خنساء بھی تھے جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ اہل مدینہ میں سے اندازہ اور حساب لگانے والے تھے اور حضرت یزید بن ثابت بھی تھے ان دونوں نے خیبر کے علاقہ کو لوگوں پر تقسیم کیا تھا جس طرح اس کے حصے بنے تھے۔

وادی قری کو حضرت عمر بن خطاب نے حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عمر بن ابی سلمہ حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عمرو بن سراقہ اور حضرت اشیم کو حصہ دیا۔ حضرت ابن ہشام نے کہا کہا جاتا ہے بنی اسلم اور بنی جعفر کے لئے ایک حصہ، حضرت معیقیب کے لئے ایک حصہ، حضرت عبداللہ بن ارقم کے لئے ایک حصہ، حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ کے لئے دو حصے، حضرت عبداللہ بن جحش کے لئے ایک حصہ، حضرت ابن بکیر کے لئے ایک حصہ، حضرت معتمر کے لئے ایک حصہ، حضرت زید بن ثابت کے لئے ایک حصہ، حضرت ابی بن کعب کے لئے ایک حصہ، حضرت معاذ بن عفراء کے لئے ایک حصہ، حضرت ابوطلحہ اور حضرت حسن کے لئے ایک حصہ، حضرت جبار بن صخر کے لئے ایک حصہ، حضرت جابر بن عبداللہ بن رئاب کے لئے ایک حصہ، حضرت مالک بن صعصعہ کے لئے ایک حصہ، حضرت جابر بن عبداللہ بن عمرو کے لئے ایک حصہ، حضرت ابن حضیر کے لئے ایک حصہ، حضرت ابن سعد بن معاذ کے لئے ایک حصہ،

اجنادین

حضرت مولف نے عمرو بن سعید کا ذکر کیا جو اجنادین کے مقام پر شہید ہوئے اصل میں یہ اسی طرح ہمزہ کے فتحہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ مقید ہے۔ میں نے شیخ ابوبکر کو اسی طرح بولتے ہوئے سنا ہے، نیز ہم نے ابوبکر بن طاہر سے وہ ابوعلی غسانی سے اجنادین سنا ہے یعنی ہمزہ کے نیچے کسرہ اور دال پر زبر ہے۔ ابوعبید بکری نے کتاب معجم ما استعجم میں کہا اجنادین ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ ہے اور کہا شاید یہ اجناد کا تثنیہ ہے۔

حضرت سلامہ بن سلامہ کے لئے ایک حصہ، حضرت عبداالرحمان بن ثابت کے لئے ایک حصہ، حضرت ابوشریک کے لئے ایک حصہ، حضرت ابوعبس بن جبر کے لئے ایک حصہ، حضرت محمد بن مسلمہ کے لئے ایک حصہ، حضرت عبادہ بن طارق کے لئے ایک حصہ۔

حضرت ابن ہشام نے کہا کہا جاتا ہے قتادہ کے لئے بھی ایک حصہ مقرر کیا، حضرت ابن اسحاق نے فرمایا جبیر بن عتیک کے لئے نصف حصہ، حارث بن قیس کی اولاد کے لئے نصف حصہ، ابن حرفہ اور ضحاک کے لئے ایک حصہ، خیبر کے اموال وادی قری اور ان کی تقسیم کے بارے میں ہمیں یہی خبر پہنچی ہے۔

حضرت ابن ہشام نے کہا خطر کا معنی حصہ ہے جس طرح یہ جملہ کہا جاتا ہے۔ اخطر لی فلان خطرا۔ فلان نے میرے لئے حصہ معین کیا۔

حضرت جعفر طیار کی حبشہ سے واپسی

حضرت ابن ہشام نے کہا سفیان بن عینیہ نے اجلح سے انہوں نے شعبی سے روایت کیا ہے

قادسیہ اور یوم ہریر

حضرت مؤلف نے حضرت عمرو بن عثمان تیمی کا ذکر کیا ہے جو قادسیہ میں شہید ہوئے جبکہ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ جنگ میں شریک تھے، قادسیہ عرب کی آخری حد ہے یہاں سے سواد کا علاقہ شروع ہوتا ہے، انہیں دنوں میں رستم جو ایرانیوں کا سپہ سالار تھا جنگ قادسیہ کے اس دن مارا گیا جس روز کو یوم ہریر کہتے ہیں، یہ ہاتھیوں اور اتنے بڑے لشکر کے ساتھ آیا تھا جس کا پہلے کسی نے نہیں سنا تھا، مسلمانوں کی تعداد مجوسیوں کے لشکر سے دسواں حصہ تھی، فتح مسلمانوں کو ہوئی مسلمانوں کے امیر حضرت سعد بن ابی وقاص تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو ایرانیوں پر فتح عطا کی اس کی خبر بہت طویل ہے۔ تمام تفصیلات کو سیف بن عمر نے کتاب الفتوح میں جمع کیا ہے، ان کے بعد طبری نے جمع کیا۔ قادسیہ نام ایک آدمی کے نام کی وجہ سے پڑا جو ہرہ سے تعلق رکھتا تھا کسریٰ نے اسے یہاں آباد کیا تھا اس کا نام قادس تھا ایک قول یہ کیا گیا ہے اس کا نام یہ اس لئے پڑا کہ قادس کے لوگ یہاں آ کر آباد ہوئے تھے جبکہ قادس خراساں کے علاقہ میں ہے جہاں تک لغت عرب میں قادس کے لفظ کا تعلق ہے یہ ایک کشتی کا نام ہے۔

کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر کے روز حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اپنے سینے سے لگایا فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں خیبر کی فتح پر زیادہ مسرت کا اظہار کروں یا جعفر کے آنے کی خوشی کا اظہار کروں۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا حضور ﷺ کے صحابہ حبشہ میں ہی مقیم رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے نجاشی کی طرف عمرو بن امیہ ضمری کو بھیجا، نجاشی نے دو کشتیوں پر انہیں سوار کیا اور انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ کر دیا حضرت عمرو انہیں لائے جبکہ آپ ﷺ حدیبیہ کے بعد خیبر میں تشریف فرما تھے۔

بنی ہاشم میں سے حضرت جعفر بن ابی طالب تھے ان کے ساتھ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ بھی تھیں اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن جعفر بھی تھے ان کی ولادت حبشہ میں ہوئی تھی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شام کے علاقہ میں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے جبکہ آپ حضور ﷺ کی طرف سے لشکر کے امیر تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے حضرت خالد بن سعید بن عاص تھے، ان کے ساتھ ان کی زوجہ امینہ بنت خلف بن اسعد بھی تھیں، حضرت ابن ہشام نے کہا اسے ہمینہ بنت خلف کہا جاتا ہے ان کا بیٹا سعید بن خالد اور امہ بنت خلف بھی تھیں ان دونوں کو بنت خلف نے حبشہ میں جنا تھا۔ انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران شام کے علاقہ میں سفر کے دوران قتل کر دیا گیا تھا، نیز ان کے بھائی حضرت عمرو بن سعید بن عاص بھی تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بھی تھیں یہ حبشہ کے علاقہ میں ہی فوت ہو گئی تھیں، حضرت عمرو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں اجنادین کے مقام پر شام کے علاقہ میں شہید ہوئے تھے۔

حضرت عمرو بن سعید کے بارے میں ان کے والد سعید بن عاص بن امیہ نے یہ اشعار کہے تھے۔

اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ عَنْكَ يَا عَمْرُو سَائِلًا ‏ ‏ ‏ ‏ إِذَا شَبَّ وَاشْتَدَّتْ يَدَاهُ وَ سُلِّحَا

حبشہ سے جو لوگ آئے ان میں سے ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

ہائے کاش میں جانتا ہوتا تیرے بارے میں اے عمرو اور پوچھتا جب وہ جوان ہوتا، اس کے ہاتھ مضبوط ہوتے اور وہ مسلح ہوتا۔

أَتترُكُ أَمرَ القَومِ فِيهِ بَلَابِلٌ وَ تَكشِفُ غَيظًا كَانَ فِي الصَّدرِ مُوجَحَا

کیا تو قوم کے معاملات سے صرف نظر کر سکتا ہے جس میں اضطراب ہے وہ اس غصہ کو بھڑکا رہا ہے جو سینے میں موجزن ہے۔

حضرت عمرو اور حضرت خالد کے بارے میں ان کے بھائی ابان بن سعدی بن عاص نے یہ شعر کہے تھے جب وہ دونوں مسلمان ہوئے تھے ان کا والد سعید بن عاص ظریبہ کے مقام پر فوت ہوا تھا جو طائف کے اطراف میں سے ہے وہاں اس کے اموال تھے انہیں میں وہ ہلاک ہوا تھا۔

أَلَا لَيتَ مَيتًا بِالظُّرَيبَةِ شَاهِدٌ لِمَا يَفتَرِيْ فِي الدِّينِ عَمرٌو وَ خَالِدُ

ہائے کاش ظریبہ کے مقام پر فوت ہونے والا دیکھتا اس کو جو عمرو خالد نے دین میں گھڑی ہے۔

أَطَاعَ بِنَا أَمرَ النِّسَاءِ فَأَصبَحَا يُعِينَانِ مِن أَعدَائِنَا مَن نُكَايِدُ

ان دونوں نے ہمارے بارے میں عورتوں کے امر کی اطاعت کی، دونوں مدد کر رہے ہیں ہمارے دشمنوں کی جن سے ہم نے تکالیف اٹھائی ہیں۔

تو حضرت خالد بن سعید نے اسے یہ جواب دیا تھا۔

أَخِيْ مَا أَخِيْ لَا شَاتِمٌ أَنَا عِرضَهُ وَ لَا هُوَ مِن سُوءِ المَقَالَةِ مُقصِرُ

میرا بھائی میرا بھائی نہیں میں اس کی عزت پر بدکلامی سے حملہ کرنے والا نہیں اور وہ بدکلامی

ابو حذیفہ کا نام مہشم تھا، واقدی نے ہشام ذکر کیا ہے۔ کیا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو حبشہ سے آئے، اس بارے میں کہا یہ ہاشم ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے اس کا ذکر نہیں کیا اور ابو معشر نے بھی اسے حبشہ سے آنے والوں میں سے ذکر نہیں کیا۔ حبشہ سے آنے والوں میں عبداللہ بن حذیفہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہی ہے جسے حضور ﷺ نے کسریٰ کی طرف بھیجا تھا۔ سلیط بن عمرو کا بھی ذکر کیا یہ ہوزہ بن علی حنفی جو یمامہ کا حاکم تھا کی طرف حضور ﷺ کے قاصد بن کر گئے۔ کسریٰ سے مراد ابرویز بن ہرمز بن انوشروان ہے۔

میں کوتاہی کرنے والا نہیں۔

يَقُوْلُ اِذَا اشْتَدَّتْ اِلَيْهِ اُمُوْرُهٗ   اَلَا لَيْتَ مَيْتًا بِالظُّرَيْبَةِ يُنْشَرُ

جب اس کے معاملات شدت اختیار کرتے ہیں تو کہتا ہے کاش ظریبہ کے مقام پر مرنے والا زندہ کر دیا جائے۔

فَدَعْ عَنْكَ مَيْتًا قَدْ مَشٰى لِسَبِيْلِهٖ   وَ اَقْبِلْ عَلَى الْاَدْنٰى الَّذِىْ هُوَ اَفْقَرُ

اس فوت ہونے والے کو چھوڑ دو وہ تو اپنے راستہ پر چلا گیا اپنی خسیس ذہنیت کی طرف توجہ کر جو اصلاح کی زیادہ محتاج ہے۔

ان مہاجرین میں حضرت معیقب بن ابی فاطمہ بھی تھے یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المال کے خازن تھے۔ یہ بھی سعید بن عاص کے خاندان سے شمار ہوتے تھے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری جن کا نام عبداللہ بن قیس تھا یہ عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے خاندان کے حلیف تھے۔ بنی عبد شمس کے یہ چار افراد تھے۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے حضرت اسود بن نوفل بن خویلد صرف ایک آدمی تھے۔

بنی عبدالدار بن قصی میں سے حضرت جہم بن قیس بن عبد شرجیل تھے ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے عمرو بن جہم اور خزیمہ بن جہم تھے۔ حضرت جہم کے ساتھ ان کی زوجہ ام حرملہ بنت عبدالاسود بھی تھیں یہ حبشہ کے علاقہ میں ہی فوت ہوئی تھیں۔ ان کے دونوں بیٹے آپ کے بطن سے ہوئے تھے۔ بنی زہرہ بن کلاب میں سے حضرت عامر بن ابی وقاص اور عتبہ بن مسعود تھے، یہ بنی ہذیل سے تعلق رکھتے تھے اور بنی زہرہ کے حلیف تھے یہ صرف دو آدمی تھے۔

بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حضرت حارث بن خالد بن صخر تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی ریطہ بنت حارث بن حبیلہ بھی تھیں یہ حبشہ میں فوت ہوگئی تھیں۔

بنی جمح بن عمر بن ہصیص بن کعب میں سے حضرت عثمان بن ربیعہ بن اھبان تھے۔

ابرویز کا معنی کامیاب ہے جس طرح مسعودی نے ذکر کیا ہے اسی نے رومیوں پر فتح حاصل کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے متعلق یہ حکم نازل کیا۔ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ۔ (الروم) ادنی ارض سے مراد بصری فلسطینی اور اذرعات ہے جو شام کے علاقہ میں ہے طبری نے یہی کہا ہے۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے محمیہ بن جزء تھے یہ بنی زبید سے تعلق رکھتے تھے اور بنی سہم کے حلیف تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں مسلمانوں کے خمس پر نگران مقرر کیا تھا۔

بنی عدی بن کعب بن لوئی میں سے حضرت معمر بن عبداللہ بن نضلہ تھے۔

بنی عامر بن لوئی بن غالب میں سے حضرت ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس اور حضرت مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی حضرت عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس تھے۔

بنی حارث بن فہران بن مالک میں سے حضرت حارث بن عبد قیس بن لقیط تھے۔

حبشہ میں جو مسلمان فوت ہو گئے تھے ان کی عورتیں بھی ان دو کشتیوں میں سوار ہو گئی تھیں۔

یہ وہ افراد تھے جنہیں نجاشی نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار کیا تھا، دونوں کشتیوں میں جو افراد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ کل سولہ مرد تھے جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور غزوۂ بدر کے بعد مدینہ طیبہ آ گئے تھے اور جنہیں نجاشی نے کشتیوں میں سوار کر کے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں نہیں بھیجا تھا، جو بعد میں آئے یا جو وہاں ہی ہلاک ہو گئے وہ یہ ہیں۔ بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے عبداللہ بن جحش بن رئاب اسدی تھے۔ یہ بنی امیہ بن عبد شمس کا حلیف تھا ان کے ساتھ ان کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان بھی تھیں اور ان کی بیٹی حبیبہ بنت عبداللہ بھی تھیں اسی وجہ سے حضرت ابو سفیان کی اس بیٹی کی کنیت ام حبیبہ تھی ان کا نام رملۃ تھا۔

عبداللہ مسلمانوں کے ساتھ مسلمان کی حیثیت سے ہجرت کر کے گیا تھا جب حبشہ میں آیا تو وہاں نصرانی ہو گیا اور اسلام کو چھوڑ دیا اور نصرانی کی حیثیت سے مر گیا اس کے بعد حضور ﷺ نے اس کی بیوی حضرت ام حبیبہ سے عقد نکاح کر لیا۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ

بادشاہوں اور رؤسا کی طرف حضور ﷺ کے قاصد

ابو رفاعہ وثیمہ بن موسیٰ بن فرات نے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ کسریٰ کے پاس آئے فرمایا اے ایران کے رہنے والو تم اپنی ساری زندگی خوابوں میں بغیر نبی اور کتاب کے زندگی گزارتے

عبداللہ مسلمان کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت پر روانہ ہوا جب وہ حبشہ میں پہنچا تو اس نے نصرانیت کو قبول کر لیا جب یہ مسلمانوں کے پاس سے گزرتا تو کہتا فَقَّحْنَا وَصَأْصَأْتُمْ۔ ہم نے آنکھیں کھول لیں اور تم آنکھیں کھولنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہو جبکہ ابھی تک تمہیں دکھائی نہیں دیتا یہ قول کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کتے کا بچہ جب دیکھنے کے لئے آنکھیں کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں تو اس نے اپنے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے ضرب المثل کے طور پر یہ جملہ استعمال کیا مراد اس کی یہ ہے ہم نے آنکھیں کھول لیں تو ہم نے دیکھ لیا تم نے آنکھیں نہیں کھولیں کہ تم دیکھ سکتے ابھی تک تم اسے تلاش کر رہے ہو۔

حضرت ابن اسحاق نے کہا یہ قیس بن عبداللہ تھے یہ بنی اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے تھے یہ ابو امیہ بنت قیس کے والد تھے جو حضرت ام حبیبہ کے ساتھ تھیں ان کے ساتھ ان کی بیوی برکۃ بنت یسار بھی تھیں جو حضرت سفیان کی لونڈی تھی یہ دونوں (امیہ اور برکۃ) عبیداللہ بن جحش اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی دایہ تھیں یہ دونوں ان کے ساتھ ہی حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے یزید بن رفعہ بن اسود بن مطلب بن اسد تھے یہ غزوہ

رہے ہو، تمہاری ملکیت میں زمین کا وہی حصہ ہے جو تمہارے زیر نگیں ہے، وہ زمین جو تمہاری ملک میں نہیں ہے وہ زیادہ ہے۔ تم سے قبل بھی اہل دنیا اور اہل آخرت اس کے مالک رہے ہیں۔ اہل آخرت نے دنیا سے اپنا حصہ لیا ہے اور اہل دنیا نے آخرت کا اپنا حصہ ضائع کیا وہ دنیا کی کوشش میں ہی سرگرداں رہے اور آخرت کے عدل میں برابر ہو گئے۔ ہمارا تیرے پاس یہ پیغام لانا تیرے نزدیک اس معاملہ کو حقیر بنا رہا ہے۔ اللہ کی قسم یہ اس جگہ سے آیا ہے جہاں سے تو ڈرتا ہے تیرا اس کو حقیر جاننا تجھ سے اسے دور نہیں کرے گا اور تیرا اس کو جھٹلانا تجھے اس سے نہیں نکالے گا۔ ذی قار کا واقعہ اس پر دلیل ہے اس نے خط لیا اور پھاڑ دیا پھر کہا میرا ملک مبارک ہے مجھے کوئی خوف نہیں کہ اس پر غلبہ پا لیا جائے گا اور نہ ہی مجھے کوئی خوف ہے کہ اس میں میرے ساتھ کوئی شریک ہوگا۔ فرعون بنی اسرائیل کا بادشاہ رہا ہے۔ تم بنی اسرائیل سے بہتر نہیں ہو اس لئے تمہارے بادشاہ بننے سے مجھے کوئی چیز نہیں روک سکتی جبکہ میں فرعون سے بہتر ہوں جہاں تک اس ملک کا تعلق ہے تو ہم جانتے ہیں کہ یہ کتوں کی طرف چلا جائے

حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں شہید ہوئے تھے اور عمرو بن امیہ بن حارث بن اسد تھے یہ حبشہ میں ہی ہلاک ہوئے تھے۔

بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو مرد ابوروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار اور خراس بن نضر بن حارث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار تھے۔

بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ میں سے ایک آدمی جو مطلب بن ازہر بن عبد مناف بن عبدالحارث بن زہرہ تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم یہ حبشہ میں ہی ہلاک ہو گئے تھے وہاں ان کے بیٹے عبداللہ بن مطلب پیدا ہوئے ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں یہ سب سے پہلے وارث بنے تھے۔

بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی میں سے حضرت عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھے یہ جنگ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوئے۔

بنی مخزوم بن یقیظہ بن مرہ بن کعب میں سے ہبار بن سفیان بن عبدالاسد تھے یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام کے علاقہ میں اجنادین کے مقام پر شہید ہو گئے۔ ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن سفیان تھے جو شام کے علاقہ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا اس میں شک ہے کہ کیا وہ وہاں شہید ہوئے تھے یا نہیں اور حضرت ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ تھے یہ کل تین افراد تھے۔

گا۔ تم وہی لوگ ہو تمہارے پیٹ بھرے ہوتے ہیں اور آنکھیں اس کا انکار کر رہی ہوتی ہیں جہاں تک ذی قار کا واقعہ ہے یہ شام کے علاقہ کا واقعہ ہے۔ حضرت عبداللہ اس کے پاس سے واپس آ گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو کسریٰ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کیونکہ وہ ایرانیوں کے پاس اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔ اسی طرح حضرت سلیط بن عمرو بھی یمامہ کی طرف آتے رہتے تھے۔ وثیمہ نے کہا جب حضرت سلیط بن عمرو عامری ہوذہ کے پاس آئے کسریٰ نے بھی اس کی طرف پیغام بھیجا تھا۔ حضرت سلیط نے کہا يَا هَوْذَه إِنَّكَ سَوَّدَتْكَ أَعْظُم حَائِلَةٌ وَ أَرْوَاحٌ فِي النَّارِ۔ تجھ پر بڑی مصیبتیں غالب آ چکی ہیں جبکہ روحیں جہنم میں ہیں۔ سردار تو وہ ہے جسے ایمان عطا کیا گیا اور تقویٰ کا

بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے حضرت حاطب بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھے اور ان کے دو بیٹے محمد اور حارث تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت مجلل بھی تھی۔ حضرت حاطب وہاں مسلمان ہونے کی حیثیت میں فوت ہوئے تھے، ان کی بیوی اور ان کے دونوں بیٹے آئے تھے یہی ان کی والدہ تھیں یہ ان دو کشتیوں میں سے ایک میں تھے ان کا بھائی حضرت حطاب بن حارث بھی ان کے ساتھ ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار تھی یہ حطاب بھی حبشہ میں مسلمان ہونے کی حیثیت میں شہید ہوئے تھے ان کی بیوی فکیہہ ایک کشتی میں آئی تھی اور حضرت سفیان بن معمر بن حبیب تھے اور ان کے دو بیٹے جنادہ اور جابر تھے ان کی ماں حسنہ بھی اس کے ساتھ تھیں اور ان دونوں کے والدہ کی طرف سے بھائی حضرت شرحبیل بن حسنہ بھی تھے۔ حضرت سفیان اور ان کے دونوں بیٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے تھے یہ کل چھ افراد تھے۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے حضرت عبداللہ بن حارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم شاعر بھی تھے۔ یہ حبشہ کی سرزمین پر ہی فوت ہوئے تھے اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم تھے اور ابو قیس بن حارث بن قیس بن عدی بن سہم تھے۔ یہ حضرت ابوبکر

زادِراہ دیا گیا۔ ایک قوم تیری رائے کی وجہ سے سعادت مند ہوئی ہے تو بدبخت نہ ہو میں تجھے اچھی بات کا کہہ رہا ہوں اور تجھے بری بات سے روک رہا ہوں، میں تجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتا ہوں اور شیطان کی عبادت سے جہنم ملے گی اگر تو اس دعوت کو قبول کرے جو تو امید رکھتا ہے تو اس کو پالے گا اور جس سے تو خوف کھاتا ہے اس سے امن میں ہو جائے گا اگر تو انکار کرے تو تیرے اور ہمارے درمیان جنگ ہو گی۔ ہوزہ نے کہا اے سلیط مجھے اس نے سردار بنایا ہے اگر تجھے سردار بناتا تو تو اس سے بزرگ ہو جاتا۔ میری رائے یہ ہے جس پر میں امور کو پرکھتا ہوں۔ اب میں اسے نہیں پاتا اس کا مقام میرے دل میں ہوا کی طرح ہے مجھے فرصت دو تاکہ میری رائے میری طرف لوٹ آئے۔ ان شاء اللہ میں اس کی روشنی میں تجھے جواب دوں گا۔

عبداللہ بن حذافہ نے کسریٰ تک جو پیغام پہنچایا اور اس کے پاس آئے اس کے بارے میں ان کے شعر ہیں۔

صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے اور حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم تھے انہی کو رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا اور حضرت حارث بن حارث بن قیس بن عدی، حضرت معمر بن حارث بن قیس بن عدی، حضرت بشر بن حارث بن قیس بن عدی ان کی والدہ کی طرف سے بھائی جنہیں سعید بن عمرو کہا جاتا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں اجنادین کے مقام پر شہید ہوئے اور حضرت سعید بن حارث بن قیس جنہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ یرموک میں شہید کیا گیا۔ حضرت سائب بن حارث بن قیس تھے جو حضور ﷺ کے ساتھ تھے اور طائف میں زخمی ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگ فحل میں شہید ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غزوۂ خیبر میں شہید کئے گئے ان کے بارے میں شک کا اظہار کیا جاتا ہے حضرت عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن مہشم بن سعد بن سہم تھے جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے اور عین التمر میں شہید ہوئے جبکہ یہ یمامہ سے واپس آرہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا یہ گیارہ مرد تھے۔

بنی عدی بن کعب بن لوئی میں سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھے یہ حبشہ کے علاقہ میں ہی فوت ہو گئے تھے اور حضرت عدی بن نضلہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان تھے جو حبشہ کے علاقہ میں ہی فوت ہوئے تھے اس خاندان کے یہ دو مرد تھے۔ حضرت عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی تھا، حبشہ سے جو لوگ آئے نعمان بھی ان کے ساتھ آیا تھا یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور تک زندہ رہا۔ حضرت عمر

أَبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنَّ كِسْرٰى فَرِيْسَةٌ لِأَوَّلِ دَاعٍ بِالْعِرَاقِ مُحَمَّدًا

اللہ تعالیٰ نے انکار کیا مگر اس کا کہ کسریٰ مقتول بنے گا اس پہلے داعی کا جو عراق میں حضور ﷺ کی طرف سے آئے گا۔

تَقَاذَفَ فِيْ فُحْشِ الْجَوَابِ مُصَغِّرًا لِأَمْرِ الْعَرِيْبِ الْخَائِضِيْنَ لَهُ الرَّدٰى

وہ غلط جواب میں جا پڑا کہ اس نے عربوں کے معاملہ کو حقیر جانا جو اس کے لئے ہلاکتوں کا سامنا کرنے والے ہیں۔

بن خطاب نے اسے میسان پر عامل بنایا جو بصرہ کا ایک علاقہ ہے اس نے چند اشعار کہے اور وہ یہ ہیں۔

اَلَاهَلْ اَتَى الْحَسْنَاءَ اَنَّ حَلِيْلَهَا بِمَيْسَانَ يُسْقٰى فِىْ زُجَاجٍ وَ حَنْتَمِ

کیا حسینہ کو خبر نہیں پہنچی کہ اس کے خاوند کو میسان میں شیشے اور حنتم میں مشروب ڈال کر سیراب کیا جا رہا ہے۔

فَقُلْتُ لَهٗ: اَرْوِدْ فَاِنَّكَ دَاخِلٌ مِنَ الْيَوْمِ فِى الْبَلْوٰى وَ مُنْتَهَبٌ غَدًا

میں نے اس سے کہا سوچ لو تم آج مصیبت میں داخل ہونے والے ہو اور کل تمہیں اچک لیا جائے گا۔

فَاَقْبِلْ وَاَدْبِرْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّنَا لَنَا الْمُلْكُ فَابْسُطْ لِلْمَسَالَمَةِ الْيَدَا

جہاں چاہو آگے پیچھے ہو لو ملک ہمارا ہے پس صلح کے لئے ہاتھ بڑھاؤ۔

وَ اِلَّا فَاَمْسِكْ قَارِعًا سِنَّ نَادِمٍ اَقِرَّ بِذُلِّ الْخَرْجِ اَوْمُتْ مُوَحِّدًا

ورنہ شرمندہ آدمی کی طرح دانت کھٹکھٹانے والا بن جا، خراج کی ذلت قبول کر لے یا تنہا مر جا۔

سَفِهْتَ بِتَمْزِيْقِ الْكِتَابِ وَهٰذِهٖ بِتَمْزِيْقِ مُلْكِ الْفُرْسِ يَكْفِىْ مُبَدَّدًا

تو نے خط پھاڑ کر بے وقوفی کی، یہ ایران کے ملک پھاڑنے کے لئے کافی ہے۔

اور ہوزہ بن علی نے حضرت سلیط کی شان میں کہا۔

اَتَانِىْ سَلِيْطٌ وَالْحَوَادِثُ جَمَّةٌ فَقُلْتُ لَهُمْ: مَا ذَا يَقُوْلُ سَلِيْطٌ؟

سلیط میرے پاس آئے جبکہ حادثات بھیڑ کیئے ہوئے تھے میں نے انہیں کہا سلیط کیا کہتا ہے؟

فَقَالَ الَّتِىْ فِيْهَا عَلَىَّ غَضَاضَةٌ وَ فِيْهَا رَجَاءٌ مُطْمِعٌ وَ قُنُوْطٌ

اس نے ایسی بات کہی جس میں میرے لئے ذلت تھی جس میں طمع دلانے والی امید اور مایوسی تھی۔

فَقُلْتُ لَهٗ: غَابَ الَّذِىْ كُنْتُ اَجْتَلِىْ بِهٖ الْاَمْرَ عَنِّىْ فَالصُّعُوْدُ هُبُوْطٌ

میں نے اس سے کہا وہ غائب ہو چکا ہے جس کے ذریعے میں اپنے آپ سے مصیبتیں دور کیا کرتا تھا اب اوپر چڑھنا بھی پستی میں گرنا ہے۔

وَ قَدْ كَانَ لِىْ وَاللّٰهُ بَالِغُ اَمْرِهٖ اَبَا النَّضْرِ جَاْشٌ فِى الْاُمُوْرِ رَبِيْطٌ

اللہ تعالیٰ اپنا حکم ابونضر تک پہنچانے والا ہے وہ میرے لئے معاملات میں دلیر تھا۔

إِذَا شِئْتُ غَنَّتْنِي دَهَاقِينُ قَرْيَةٍ وَ رَقَّاصَةٌ تَجْذُوْ عَلَى كُلِّ مَنْسِمِ

جب میں چاہتا ہوں تو دیہات کے معززین میرے لئے نغمے گاتے ہیں اور رقاصہ ہر راستہ پر کھڑی ہوتی ہے۔

فَإِنْ كُنْتَ نَدْمَانِي فَبِالْأَكْبَرِ اسْقِنِي وَ لَا تَسْقِنِي بِالْأَصْغَرِ الْمُتَثَلِّمِ

اگر تو میرا ساتھی ہو تو بڑے برتن سے مجھے پلانا چھوٹے ٹوٹے ہوئے برتن سے مجھے نہ پلانا۔

لَعَلَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَسُوْؤُهُ تَنَادُمُنَا فِي الْجَوْسَقِ الْمُتَهَدِّمِ

شاید امیر المومنین کو اس کھنڈر محل میں ہماری یہ مجلس ناپسند ہو۔

جب اس کے اشعار حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچے فرمایا اللہ کی قسم بے شک یہ عمل برا لگتا ہے جو بھی اسے ملے اسے بتا دے میں نے اسے معزول کر دیا ہے اور پھر اسے معزول کر دیا۔

جب نعمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو معذرت پیش کی عرض کی یا امیر المومنین جو خبر آپ تک

فَأَذْهَبَهُ خَوْفُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ فَهَوْذَةٌ فَهُ فِي الرِّجَالِ سَقِيطُ

اسے نبی مکرم کے خوف نے بھگا دیا، اب ہوزہ لوگوں میں در ماندہ ہے۔

فَأَجْمَعُ أَمْرِي مِنْ يَمِينٍ وَ شِمَالٍ كَأَنِّي رَدُوْدٌ لِلنِّبَالِ لَقِيطُ

میں اپنے معاملہ کو دائیں بائیں جانب سے جمع کرتا ہوں گویا میں تیروں کا ٹارگٹ اور گری ہوئی چیز ہوں۔

فَاذْهَبْ ذَالِكَ الرَّأْيَ إِذْ قَالَ قَائِلٌ أَتَاكَ رَسُوْلٌ لِلنَّبِيِّ خَبِيطُ

اس رائے کو جانے دے کہ ایک کہنے والے نے کہا تیرے پاس نبی کا قاصد آیا ہے جو حوض توڑنے والا ہے۔

رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَاكِبُ نَاضِحٍ عَلَيْهِ مِنْ أَوْبَارِ الْحِجَازِ غَبِيطُ

رسول اللہ کا بھیجا ہوا پانی لانے والے اونٹ پر سوار ہے اس پر کجاوہ ہے جو حجاز کے بالوں کا بنا ہوا ہے۔

سَكِرْتَ وَ دَبَّتْ فِي الْمَفَارِقِ وَسْنَةٌ لَهَا نَفَسٌ عَالِي الْفُؤَادِ غَطِيطُ

تو مدہوش ہو گیا جب کہ جوڑوں میں نیند سرایت کر گئی دل کے اوپر والے حصے میں خراٹے لینے والا نفس تھا۔

پہنچی ہے میں نے آج تک ایسا عمل نہیں کیا ہے بلکہ میں شاعر ہوں میں نے گفتگو کا موقع پایا میں نے وہی کہا جو شعراء کہتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا اللہ کی قسم جب تک میں موجود ہوں تو میرا عامل کبھی نہ بنے گا جو تو نے کہہ دیا سو کہہ دیا۔

بنی عامر بن لوئی بن غالب بن فہر میں سے حضرت سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر تھے۔ یہی حضور ﷺ کے قاصد بن کر ہوزہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ گئے تھے۔ اس خاندان کے یہ اکیلے فرد تھے۔

بنی حارث بن فہر بن مالک میں سے حضرت عثمان بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد حضرت سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن حارث بن فہر اور حضرت عیاض بن زہیر بن ابی شداد تھے یہ تین افراد تھے۔

جو اصحاب غزوۂ بدر سے رہ گئے تھے اور مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر نہیں ہوئے تھے بلکہ بعد میں آپ کے پاس آئے تھے اور جنہیں نجاشی نے دو کشتیوں میں سوار نہیں کیا تھا وہ کل چونتیس افراد تھے۔

یہ ان تمام افراد کے نام ہیں جو خود یا ان کے بیٹے حبشہ کی سرزمین پر فوت ہوئے تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عبید اللہ بن جحش بن رئاب جو بنی اسد کا حلیف تھا اور

أُحَاذِرُ مِنْهُ سَوْرَةً هَاشِمِيَّةً فَوَارِسُهَا وَسْطَ الرِّجَالِ عَبِيطُ

میں اس کے ہاشمی دبدبہ سے ڈراتا ہوں، لوگوں کے درمیان اس کے شاہسوار مذبوحہ جانور ہیں۔

فَلَا تَعْجَلَنِّيْ يَا سَلِيْطُ فَإِنَّنَا نُبَادِرُ أَمْرًا وَالْقَضَاءُ مُحِيْطُ

اے سلیط مجھ پر جلدی نہ کر، ہم ایک کام کو جلدی کرنا چاہتے ہیں جبکہ قضاء احاطہ کرنے والی ہے۔

حضور ﷺ نے جو باقی قاصد بادشاہوں کی طرف بھیجے اور جو کچھ انہوں نے کہا ان کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہم اس کا ذکر بعد میں کریں گے، انشاء اللہ۔

نماز سے سو جانا

خیبر سے واپس آتے ہوئے نیند سے سو جانے کا واقعہ ذکر کیا ہے یہ روایت اس قائل کے قول سے بہتر ہے جس نے یہ کہا کہ یہ واقعہ غزوۂ حنین میں پیش آیا تھا اور جس نے یہ کہا کہ یہ حدیبیہ کے سال پیش

نصرانی ہو کر وہاں مرا تھا۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے حضرت عمرو بن امیہ بن حارث بن اسد بنی جمح میں سے حاطب بن حارث اور ان کا بھائی حطاب بن حارث۔

بنی سہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب میں سے حضرت عبداللہ بن حارث بن قیس۔

بنی عدی بن کعب بن لوئی میں سے حضرت عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف اور عدی بن نضلہ یہ سات افراد تھے۔ ان کے بیٹوں میں سے بنی تیم بن مرہ میں سے موسیٰ بن حارث بن خالد بن صخر بن عامر اس خاندان کے یہ اکیلے تھے۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والی عورتیں

جن عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ان میں سے جو واپس آئیں اور جو وہاں ہلاک ہوئیں وہ کل سولہ ہیں وہ بچیاں جو وہاں پیدا ہوئیں وہ ان کے علاوہ ہیں ان میں سے جو واپس آئیں جو وہاں ہلاک ہوئیں جب وہ ہجرت پر روانہ ہوئیں ان کے ساتھ کون تھا اس کی تفصیل یہ ہے۔

بنی ہاشم میں سے حضرت رقیہ تھیں جو حضور ﷺ کی لخت جگر تھیں۔ بنی امیہ میں سے حضرت ام حبیبہ تھیں جو حضرت ابوسفیان کی بیٹی تھیں ان کے ساتھ ان کی بیٹی حبیبہ بھی تھی یہ بیٹی کے ساتھ مکہ سے حبشہ روانہ ہوئی تھیں اور اس کے ساتھ ہی واپس آئی تھیں۔

بنی مخزوم میں سے حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ تھیں یہ اپنی بیٹی زینب کے ساتھ واپس آئی تھیں یہ بچی ابوسلمہ سے وہاں پیدا ہوئی تھیں۔

بنی تیم بن مرہ میں سے ریطہ بنت حارث بن جبیلہ تھی یہ راستہ میں ہی ہلاک ہوگئی تھی، اس کی دو بیٹیاں تھیں جنہیں اس نے حبشہ میں جنا تھا ایک کا نام عائشہ بنت حارث اور دوسری کا نام

آیا تھا یہ پہلی روایت کے مخالف نہیں، ابن اسحاق کی زہری سے اور وہ سعید بن حسیب سے جو روایت کرتے ہیں وہ مرسل ہے۔ امام مالک اور زہری کے اکثر اصحاب نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے انہیں سے صالح بن ابی الاخضر نے روایت کیا ہے۔

اس میں ہے ابوہریرہ سے مروی ہے یہ ترمذی نے کہا ہے، ابوداؤد نے کہا زہری سے یونس بن زید اور معمر نے ابان عطار کی سند سے اور وہ عطار سے وہ زہری سے روایت کرتے ہیں اسی طرح اوزاعی

زینب بنت حارث تھا یہ سب ہلاک ہوگئی تھیں، ان کا بھائی موسیٰ بن حارث تھا ان کی ہلاکت اس پانی کی وجہ سے ہوئی تھی جو انہوں نے راستہ میں پیا تھا، اس کی ایک بیٹی واپس آئی تھی جو وہاں ہی پیدا ہوئی تھی اس کی اولاد میں سے اس کے علاوہ کوئی باقی نہیں بچا تھا، اس کو فاطمہ کہتے تھے۔

بنی سہم بن عمرو میں سے حضرت رملہ بنت ابی عوف بن ضبیرہ۔

بنی عدی بن کعب میں سے حضرت لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم۔

بنی عامر بن لوئی میں سے حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس، حضرت سہلہ بنت سہیل بن عمرو اور حضرت بنت محلل، حضرت عمرہ بنت سعدی بن وقدان اور حضرت ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو۔

غرائب عرب میں سے حضرت اسماء بنت عمیس بن نعمان خثعمیہ، حضرت فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث کنانیہ، حضرت فکیہہ بنت یسار، حضرت برکۃ بنت یسار حضرت حسنہ جو شرحبیل بن حسنہ کی والدہ تھیں۔

یہ ان لوگوں کے نام ہیں جو حبشہ میں پیدا ہوئے۔ بنی ہاشم میں سے حضرت عبداللہ بن جعفر بنی ابی طالب۔

بنی عبد شمس میں سے حضرت محمد بن ابی حذیفہ، حضرت سعید بن خالد بن سعید ان کی بہن امہ بنت خالد۔

بنی مخزوم میں سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ بن اسد۔

بنی زہرہ میں سے حضرت عبداللہ بن مطلب بن ازہر۔

بنی تیم میں سے حضرت موسیٰ بن حارث اور ان کی بہنیں حضرت عائشہ بنت حارث حضرت فاطمہ بنت حارث اور حضرت زینب بنت حارث۔

ان میں سے پانچ مرد تھے، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت محمد بن ابی حذیفہ، حضرت سعید بن خالد، حضرت عبداللہ بن مطلب، حضرت موسیٰ بن حارث عورتیں بھی پانچ تھیں۔ حضرت امہ بنت خالد، حضرت زینب بنت ابی سلمہ، حضرت عائشہ، حضرت زینب، حضرت فاطمہ جو تینوں

نے بھی اسے مسند روایت کیا ہے اس میں یہ ذکر کیا کہ ابان عطار نے اذان کہی اور جب وادی سے نکلے تو نماز پڑھی اس حدیث کے راویوں میں سے کم نے ہی اذان کا ذکر کیا ہے۔

حارث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں تھیں۔

عمرۃ القضاء

۷ھ ذی قعدہ میں

علامہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے مدینہ طیبہ واپس آئے تو آپ نے مدینہ طیبہ میں ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، شعبان، رمضان اور شوال کے مہینے گزارے جن مہینوں میں آپ غزوات اور سرایا بھیجتے رہے پھر آپ عمرہ قضاء کے ارادہ سے اسی مہینہ میں روانہ ہوئے جس میں کفار نے آپ کو عمرہ سے روکا تھا۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ نے مدینہ طیبہ پر عوکف بن اضبط دیلمی کو اپنا نائب بنایا۔

اس عمرہ کو قصاص کا نام بھی دیا جاتا ہے کیونکہ کفار مکہ نے چھ ہجری میں ذی قعدہ میں رسول اللہ ﷺ کو روکا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے قصاص لیا آپ سات ہجری کو ذی قعدہ میں ہی مکہ مکرمہ داخل ہوئے جس مہینہ میں انہوں نے آپ کو روکا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں آیت کریمہ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (بقرہ:194) "اور ساری حرمتوں میں (فریقین کے رویہ میں) برابری چاہئے"۔ نازل فرمائی۔

عمرۃ القضیۃ

یہ روایت بھی کی جاتی ہے، عمرہ قضاء کو عمرۃ القصاص بھی کہا جاتا ہے یہ نام عمرۃ قضاء سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ۔ (بقرہ:194) یہ آیت اسی عمرہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ حضور ﷺ نے قریش سے بدلہ لیا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے اس عمرہ کی قضا کی تھی جس سے آپ کو روک دیا گیا تھا کیونکہ کفار کے روکنے سے وہ عمرہ فاسد نہیں ہوا تھا بلکہ وہ مکمل عمرہ تھا یہاں تک کہ جب صحابہ نے حل کے علاقہ میں اپنے بال کٹوائے تو ہوا نے ان بالوں کو اٹھایا اور حرم کی حدود میں پھینک دیا۔ یہ بھی حضور ﷺ کے عمروں میں شمار ہوتا تھا، آپ نے چار عمرے فرمائے۔ عمرہ حدیبیہ، عمرہ قضاء، عمرہ جعرانہ، وہ عمرہ جو آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج کے ساتھ کیا۔ یہ صحیح قول ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ حج قران کرنے والے

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس سفر میں وہ مسلمان آپ کے ساتھ ہوئے جنہیں سابقہ عمرہ میں روکا گیا تھا، یہ سات ہجری کا سال تھا جب اہل مکہ نے اس بارے میں سنا تو وہ مکہ مکرمہ سے نکل گئے۔ قریش نے آپس میں یہ باتیں کی تھیں کہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ تنگ دستی، مشقت اور مصیبت کا شکار رہے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ دارندوہ کے پاس وہ صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے تا کہ وہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دیکھیں، جب حضور ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے اضطباع کیا اور دایاں بازو

تھے۔ آپ کا ایک عمرہ شوال میں ہوا تھا۔ حضرت عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت کیا ہے تاہم اکثر روایات یہ ہیں کہ تمام عمرے ذی قعدہ میں ہوئے تھے مگر وہ عمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔ زہری نے اسی طرح روایت کیا ہے، معمر نے زہری سے اکیلے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حج قران کیا اور قران والے عمرہ کے ساتھ مل کر آپ کے چار عمرے بنتے ہیں۔

جہاں تک حضور ﷺ کے حجوں کا تعلق ہے، امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے تین حج کئے دو حج مکہ مکرمہ میں رہ کر اور ایک حج مدینہ طیبہ سے کیا۔ حقیقت میں آپ کی طرف صرف حجۃ الوداع کی نسبت کی جاتی ہے۔ امام ترمذی نے جس طرح روایت کیا ہے اگرچہ آپ نے مکہ مکرمہ میں رہ کر لوگوں کے ساتھ حج تو کئے تھے لیکن وہ حج حج کے طریقہ پر نہ تھے کیونکہ اس وقت آپ مغلوب تھے اور حج اپنے وقت مقررہ پر نہیں ہوتا تھا جس طرح کتاب کے شروع میں گزر چکا ہے۔ یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ حج کو شمسی مہینوں کے اعتبار سے بدلتے رہتے تھے اور ہر سال اسے گیارہ دن موخر کر دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ حضور ﷺ جب تک مدینہ طیبہ میں رہے آپ کو حج کرنے سے روک دیا گیا تھا، یہاں تک کہ مکہ دار الاسلام بن گیا، حضور ﷺ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر حج کا ارادہ کیا جبکہ غزوۂ تبوک فتح مکہ سے تھوڑا عرصہ بعد ہوا تھا پھر آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ باقی ماندہ مشرک حج کرتے ہیں اور ننگے طواف کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ نے جن قبائل سے معاہدے کر رکھے تھے ان کو ختم کر دیا۔ یہ سن نو ہجری میں ہوا تھا پھر آپ نے شرک کی رسمیں اور دور جاہلیت کے آثار مٹانے کے بعد سن دس ہجری میں حج کیا تھا اسی وجہ سے آپ نے حجۃ الوداع میں کہا تھا۔ زمانہ اسی ہیئت پر واپس آ گیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا۔

باہر نکالا۔ (اضطباع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ احرام کی چادر کو دائیں کندھے کی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر رکھی جائے) پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو آج ان لوگوں کو اپنی قوت دکھائے پھر آپ نے رکن کو سلام کیا آپ تیزی سے نکلے، صحابہ بھی آپ کے ساتھ تیزی سے چل رہے تھے یہاں تک بیت اللہ نے مشرکین سے آپ کو پردہ میں کرلیا، آپ نے رکن

عمرہ کا حکم

اکثر علماء کے نزدیک عمرہ واجب ہے، یہی حضرات ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ امام شعبی نے کہا عمرہ واجب نہیں ہے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (بقرہ:۱۹۶) میں العمرہ کے لفظ کو مرفوع پڑھتے اور ماقبل پر عطف نہیں کرتے تھے۔ عطاء نے کہا یہ اہل مکہ کے علاوہ مسلمانوں پر واجب ہے، امام مالک اس امر کو مکروہ جانتے کہ ایک آدمی ایک سال میں کئی عمرے کرے۔ یہی حضرت حسن بصری اور ابن سیرین کا قول ہے جبکہ جمہور علماء اسے مباح خیال کرتے ہیں۔ یہی حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور قاسم بن محمد کا قول ہے۔ یہ فرماتے ہیں ایک آدمی سال میں جتنے عمرے چاہے کرسکتا ہے۔

حضرت عمار کے شعروں کی تفسیر

عبداللہ بن رواحہ کا قول ذکر کیا گیا جبکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ خَلُّوْا بَنِی الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهٖ۔

نَحْنُ　قَتَلْنَاكُمْ　عَلٰى　تَاوِيْلِهٖ　كَمَا　قَتَلْنَاكُمْ　عَلٰى　تَنْزِيْلِهٖ

یہ روایت کی جاتی ہے۔ اَلْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تاويله کہ یہاں نضربکم میں باء ساکن ہے ضرورت کی بنا پر یہ جائز ہے جس طرح امرء القیس کا قول ہے۔

فَالْيَوْمَ اَشْرَبْ غَيْرَ مُسْتَحْقِبٍ۔

آج میں ذخیرہ کے بغیر پیتا ہوں

یہ کوئی بعید نہیں کہ کلام میں ایسا کرنا جائز ہو کہ جب وہ جمع کی ضمیر کے ساتھ متصل ہو۔ حضرت ابن عمرو سے مروی ہے کہ وہ (یامرکم و ینصرکم) کو مجزوم پڑھتے تھے۔ یہ دونوں آخری اشعار حضرت عمار بن یاسر کے ہیں جس طرح ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ آپ نے یہ اشعار جنگ صفین میں

یمانی کا بوسہ لیا آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ نے حجر اسود کا بوسہ لیا پھر آپ تین چکروں میں اسی طرح تیزی سے چلتے رہے اور باقی ماندہ چکروں میں آرام سے چلے، حضرت ابن عباس کہا کرتے تھے کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ رمل کرنا ان پر لازم نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے قریش کی اس بات کی وجہ سے رمل کیا تھا کہ جو ان کی طرف سے آپ کو پہنچی تھی (مدینہ طیبہ کی آب و ہوا نے انہیں کمزور کر دیا ہے) جب آپ نے حجۃ الوداع کیا تو رمل کو لازم کر دیا تو پس یہ امر سنت بن گیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بتایا کہ جب حضور ﷺ اس عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ حضرت عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے۔

خَلُّوا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیلِهٖ　　خَلُّوا فَکُلُّ الْخَیْرِ فِیْ رَسُوْلِهٖ

اے کافروں کی اولاد رسول اللہ کا راستہ چھوڑ دو، آپ کا راستہ چھوڑ دو تمام بھلائیاں اللہ کے

کہے تھے اسی جنگ میں آپ شہید ہوئے، انہیں ابو غادیہ غفاری اور ابن جزء نے مل کر قتل کیا تھا۔

محرم کے لئے شادی کا حکم

رسول اللہ ﷺ کی حضرت میمونہ بن حارث ہلالیہ کے ساتھ شادی کا ذکر کیا۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عوف کنانیہ تھا اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ حویطب بن عبدالعزیٰ نے تیسرے روز حضور ﷺ سے کہا ہمارے پاس سے تشریف لے جائیں جبکہ حضور ﷺ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت میمونہ کو مکہ مکرمہ میں ہی اپنے حرم میں داخل کر دیں گے اور لوگوں کے لئے کھانے کا اہتمام کریں گے۔ ابن حویطب نے کہا ہمیں آپ کے کھانے سے کوئی غرض نہیں آپ یہاں سے چلے جائیں۔ حضرت سعد نے حویطب سے فرمایا۔ یا عاضا ببظر امه (1) یہ تیری اور تیری ماں کی زمین ہے یا کسی اور کی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت سعد کو خاموش کرا دیا اور ان کی شرط کو پورا کرنے کے لئے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے اور سرف کے مقام پر حضرت میمونہ کو حرم میں داخل فرمایا جب حضرت میمونہ کی وفات ہوئی تو اس وقت ان کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ آپ کی عمر چھیاسٹھ سال تھی، ان کی نماز جنازہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور یزید بن اصم نے پڑھائی۔ یہ دونوں آپ کے بھانجے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ (الاحزاب:50)

1۔ مذمت کرنے کے لئے عرب یہ جملہ بولتے ہیں۔ مترجم

رسول میں ہیں۔

یَا رَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنْ بِقِیْلِهٖ اَعْرِفُ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ قَبُوْلِهٖ

اے میرے رب میں آپ کی ہر بات پر ایمان رکھتا ہوں اسے قبول کر کے ہی اللہ کا حق پہچانتا ہوں۔

نَحْنُ قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَاوِیْلِهٖ کَمَا قَتَلْنَاکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ

ہم تم سے قرآن کے معانی (احکام) پر جنگ کریں گے جس طرح ہم نے تم سے اس کے نازل ہونے پر تم سے جنگ کی۔

ضَرْبًا یُزِیْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِیْلِهٖ وَ یُذْهِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِهٖ

ایسی ضرب لگا کر جو کھوپڑی کو سونے کی جگہ سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے الگ کر دے گی۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ جب دعوتِ نکاح دینے والا ان کے پاس آیا جبکہ آپ ایک اونٹ پر سوار تھیں تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ اونٹ اور جو اونٹ پر ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے تاہم علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب آپ کی شادی ہوئی کیا اس وقت آپ حالت احرام میں تھیں یا نہیں تھیں۔ حضرت ابن عباس نے یہ روایت کی کہ اس وقت آپ محرم تھیں۔ عراق کے علماء (احناف) نے یہ استدلال کیا ہے کہ محرم کے لئے نکاح کرنا جائز ہے جبکہ حجاز کے علماء نے اس کی مخالفت کی ہے وہ اس نہی سے استدلال کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے محرم کو منع کیا ہے کہ وہ کسی کا نکاح کرے یا خود اپنا نکاح کرے۔ امام مالک نے اس روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ وہ کسی کو نکاح کا پیغام دے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس کی حدیث کے مقابل یزید بن اصم کی حدیث پیش کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ سے شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں نہ تھے۔ دار قطنی اور امام ترمذی نے ابو رافع کے واسطہ سے یہ روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ سے شادی کی تو آپ حالت احرام میں نہ تھے جبکہ دار قطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت میمونہ سے شادی کی تو آپ حالت احرام میں تھے جس طرح کہ حضرت ابن عباس کی روایت میں تھا۔ مسند بزار میں حضرت مسروق اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نحن قتلناكم على تاويله سے آخر تک اشعار عمار بن یاسر کے ہیں لیکن کسی اور دن کے بارے میں ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے یہاں مشرکین کا ارادہ کیا ہے جبکہ مشرک تو وحی کے نازل ہونے کا اقرار ہی نہیں کرتے تھے اور تاویل کی بنا پر اسے قتل کیا جاتا ہے جو تنزیل کا اقرار کرے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابان بن صالح اور عبداللہ بن ابی نجیح نے عطاء بن ابی رباح اور مجاہد بن ابی الحاج سے روایت کیا انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی سفر میں حضرت میمونہ بنت حارث سے شادی کی تھی جبکہ آپ محرم تھے۔ حضرت عباس بن عبد المطلب نے حضور ﷺ کی شادی حضرت میمونہ سے کی تھی۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، حضرت میمونہ نے اپنا معاملہ اپنی بہن حضرت ام فضل کے

حضور ﷺ نے شادی کی جبکہ آپ محرم تھے، آپ نے پچھنے لگوائے جبکہ آپ محرم تھے اگر چہ اس روایت میں حضرت میمونہ کا صراحۃ ذکر نہیں تاہم حضرت عائشہ نے انہیں کا ارادہ کیا ہے۔ یہ غریب حدیث ہے امام بخاری نے حضرت ابن عباس کی حدیث ذکر کی نہ آپ نے اس کو معلل قرار دیا نہ ہی کسی اور نے اسے معلل قرار دیا ہے۔ حضرت سعید بن میتب سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ابن عباس نے غلطی کی یا کہا کہ انہیں وہم ہوا حضور ﷺ نے حضرت میمونہ سے حالت حلت میں شادی کی تھی۔ جب تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابن عباس کی روایت یہی ہے کہ حضور ﷺ نے حالت احرام میں شادی کی تھی کسی محدث نے بھی آپ سے اس کے برعکس روایت نہیں کی تو مجھے سخت تعجب ہوا کہ دار قطنی نے ابوعروہ سے اور مطر وراق کے واسطہ سے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس حال میں شادی کی جبکہ آپ حالت احرام میں نہ تھے۔ یہ روایت دوسرے راویوں کے موافق ہے اس پر خوب آگاہ رہو کیونکہ یہ روایت حضرت ابن عباس سے غریب مروی ہے۔ ہمارے شیوخ میں سے کچھ لوگ حضرت ابن عباس کے قول "تزوجها و هو محرم" کی یہ تاویل کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے حرمت والے مہینے اور حرمت والے شہر میں شادی کی۔ حضرت ابن عباس کیونکہ فصیح عربی تھے آپ نے عربوں جیسی کلام کی آپ نے احرام سے حج مراد نہیں لیا۔ شاعر نے بھی کہا ہے۔

سپرد کر دیا تھا۔ حضرت ام فضل حضرت عباس کی زوجہ تھیں، حضرت ام فضل نے حضرت میمونہ کا معاملہ حضرت عباس کے سپرد کر دیا تھا۔ حضرت عباس نے مکہ مکرمہ میں حضرت میمونہ کی شادی حضور ﷺ سے کر دی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انہیں چار سو درہم مہر عطا فرمایا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں تین دن رہے تیسرے روز حویطب بن عبدالعزیٰ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قریش نے اسے اپنا وکیل بنایا تھا کہ وہ حضور ﷺ کو مکہ مکرمہ سے جانے کا کہے، وفد نے آپ سے گزارش کی آپ کی مدت ختم ہو چکی ہے اس لئے آپ یہاں سے چلے جائیں۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تم پر کیا حرج ہوگا کہ اگر تم مجھے یہاں اتنا رہنے دو کہ میں تمہارے درمیان شب زفاف گزار لوں، ہم تمہارے لئے کھانا بنائیں جس میں تم بھی شامل ہو۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں، آپ یہاں سے چلے جائیں۔ حضور ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے آئے اور حضرت میمونہ کی نگہداشت کے لئے اپنے غلام ابو رافع کو معین فرمایا وہ انہیں سرف کے مقام پر لے آئے۔ حضور ﷺ نے سرف کے مقام پر ان کے ساتھ شب زفاف گزاری پھر ذی الحجہ میں حضور ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابو عبیدہ نے ہمیں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر نازل فرمایا۔ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا (الفتح: ۲۷) "بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ان شاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے تم میں سے کوئی سر منڈائے ہوئے گا اور کوئی بال کٹوائے ہوئے ہوگا تمہیں کسی طرح کوئی خوف نہ ہوگا سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تمہیں معلوم نہیں پھر اللہ تعالیٰ

قَتَلُوْا ابْنَ عَفَّانَ مُحْرِمًا وَ دَعَا فَلَمْ اَرَ مِثْلَهٗ مَخْذُوْلًا

ان بلوائیوں نے حضرت عثمان کو حرمت والے مہینے میں قتل کر دیا، آپ نے حفاظت کے لئے بلایا میں نے آپ جیسا بے یار و مددگار کوئی نہیں پایا۔

نے اس کے علاوہ ایک اور قریبی فتح مقرر کر دی تھی"۔

یہاں فتحا قریبا سے مراد غزوۂ خیبر ہے۔

، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان کا قتل ایام تشریق میں ہوا تھا تاہم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت ابن عباس نے و ھو محرم سے حرمت والا مہینہ مراد لیا ہے یا نہیں لیا۔

غزوۂ موتہ کا ذکر

یہ سن آٹھ ہجری میں ہوا اسی میں حضرت جعفر، حضرت زید اور حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ ذی الحجہ کے باقی ماندہ دن محرم، صفر مدینہ طیبہ میں مقیم رہے اس حج کے معاملات کے نگران مشرک ہی تھے۔ حضور ﷺ نے جمادی الاول میں ایک لشکر شام کی طرف بھیجا جس میں یہ صحابہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن جعفر بن زبیر انہوں نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے سن آٹھ ہجری میں اپنا ایک لشکر جمادی اولی میں بھیجا۔ اس لشکر پر

غزوۂ موتہ

موتہ کی واؤ پر ہمزہ ہے یہ شام میں بلقاء کے علاقہ میں ایک بستی ہے جب موتہ ہمزہ کے بغیر ہو تو یہ جنون کی ایک قسم ہوتی ہے۔ حدیث طیبہ میں ہے حضور ﷺ نماز میں یہ دعا کرتے تھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ۔ حدیث کے راوی نے اس کی یوں تفسیر بیان کی ہے نفث سے مراد شعر، نفخ سے مراد کبر اور ہمز سے مراد موتہ کا مرض ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کی تفسیر

ابن ہشام نے اس غزوہ میں عبداللہ بن رواحہ کا قول ذکر کیا ہے جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم: 71)"۔ کا ذکر کیا ہے تو حضرت عبداللہ نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد کیسے واپس لوٹوں گا۔ علماء کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں۔

۱۔ یہ خطاب صرف کفار کے لئے ہے انہوں نے حضرت ابن عباس کی قرأت سے دلیل پکڑی ہے وہ ہے۔ وان منهم الا واردها۔

۲۔ ایک جماعت کا خیال ہے یہاں ورود سے مراد اس پر جھانکنا ہے۔ انہوں نے عربوں کی حکایت بیان کی ہے کہ وَرَدْتُ الْمَاءَ وَلَمْ اَشْرَبْ کہ میں پانی پر جھانکا لیکن اسے پیا نہیں۔

۳۔ ایک جماعت کا خیال ہے یہاں ورود سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے کیونکہ پل صراط جہنم کی

حضرت زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا، فرمایا اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لوگوں پر امیر ہوں گے، اگر حضرت جعفر شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ لوگوں پر امیر ہوں گے۔

لوگوں نے سامانِ جنگ تیار کیا پھر روانہ ہونے کی تیاری کی، یہ لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا جب روانگی کا وقت ہوا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امراء کو الوداع کیا اور انہیں سلام کیا جب حضرت عبداللہ بن رواحہ کو الوداع کیا گیا تو آپ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابن رواحہ تم کیوں روتے ہو؟ حضرت عبداللہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے نہ دنیا سے محبت ہے اور نہ ہی تمہارا عشق ہے لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (مریم: 71) ''اور تم سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کا گزر دوزخ پر ہوگا یہ آپ کے رب پر لازم ہے (اور اس کا) فیصلہ ہو چکا ہے''۔ اب میں یہ نہیں جانتا کہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد کیسے لوٹوں گا تو مسلمانوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی معیت تمہیں حاصل رہے وہ تمہاری حفاظت فرمائے اور تمہیں صحیح وسالم ہماری طرف لوٹائے تو حضرت عبداللہ نے یہ اشعار پڑھے۔

لٰكِنَّنِيْ اَسْئَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً ... وَ ضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا

لیکن میں رب رحیم سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں اور ایسی ضرب کا سوال کرتا ہوں جو وسیع ہو اور جھاگ پھینک رہی ہو۔

اَوْ طَعْنَةً بِيَدَيْ حَرَّانَ مُجْهِزَةً ... بِحَرْبَةٍ تُنْفِذُ الْاَحْشَاءَ وَالْكَبِدَا

یا ایسے نیزے کے وار کا سوال کرتا ہوں جو خون کے پیاسے کافر کے دونوں ہاتھوں سے لگایا گیا ہو جو نیزے پر پور از ور لگائے جو انتڑیوں اور جگر کو پار کر دے۔

پشت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم سے محفوظ رکھے۔ ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جہنم میں جمع فرمائے گا پھر ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا۔ اپنے ساتھی پکڑے رکھو اور میرے ساتھی چھوڑ دو۔

۴۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہاں ورود سے مراد ہے کہ بندہ جہنم سے حصہ لے گا، کبھی یہ دنیا میں بخار کی صورت میں ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار جہنم کی بھٹی ہے یہی جہنم میں سے مومن کا حصہ ہے۔

حَتّٰی یُقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ ‏ ‏ اَرْشَدَهُ اللّٰهُ مِنْ غَازٍ وَ قَدْ رَشَدَا

یہاں تک اس وقت یہ بات کہی جائے جب میری قبر کے پاس سے لوگ گزریں، اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح راستہ کی راہنمائی کی اور وہ ہدایت یافتہ ہو گیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر قوم نے روانہ ہونے کی تیاری کی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے الوداع کہا پھر عرض کیا۔

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا اٰتَاكَ مِنْ حَسَنٍ ‏ ‏ تَثْبِیْتَ مُوْسٰی وَ نَصْرًا كَالَّذِیْ نُصِرَا

اللہ تعالیٰ نے ان محاسن کو ثبت کر دیا ہے جو اس نے تجھے عطا فرمائے جس طرح حضرت موسیٰ کے محاسن ثبت فرمائے اور آپ کو مدد سے نوازا جس طرح پہلے انبیاء کو مدد سے نوازا۔

اِنِّیْ تَفَرَّسْتُ فِیْكَ الْخَیْرَ نَافِلَةً ‏ ‏ اَللّٰهُ یَعْلَمُ اَنِّیْ ثَابِتُ الْبَصَرِ

میں نے فراست سے یہ بات جان لی ہے کہ آپ میں جو بھلائیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ

ابن رواحہ کے اشعار کی شرح

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے شعر کو ذکر کیا اس میں ہے۔

تَقَرُّ مِنَ الْحَشِیْشِ لَهَا الْعكوم

تقر یعنی اس کے بعض کو بعض کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے۔ عکوم عکم کی جمع ہے اس میں ہے۔ من الغبار لها بریم۔ بریم اس رسی یا پٹے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ عورت اپنی کمر باندھتی ہے۔ بریم سے مراد لوگوں کا گروہ بھی ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے ہم بریمان یعنی دو رنگ ملے ہوئے ہیں۔

اسی میں ہے۔ اَقَامَتْ لَیْلَتَیْنِ عَلٰی مَعَانٍ

ابو بحر نے کہا معان میم کے ضمہ کے ساتھ ہے میں نے اصلین میں اسی طرح پایا ہے جبکہ قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کے وقت اس کی اصلاح کرائی کہ معان میم کے فتحہ کے ساتھ ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے بکری نے اسے میم کے ضمہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ کہا یہ پہاڑ کا نام ہے اور اس کا تلفظ معان بھی ہے معان اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں گھوڑوں اور اونٹوں کو محبوس کیا جاتا ہے اور جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہ اَمْعَنْتُ النَّظَرَ یاماء معین سے مشتق ہو اس کا وزن فعال کا ہوگا یہ بھی جائز ہے کہ یہ عون سے مشتق ہو پھر اس کا وزن مفعل کا ہوگا۔ معری نے اس کلمہ میں تو جناس کا قاعدہ جاری کرتے ہوئے کہا۔ مَعَانٌ مِنْ اَحِبَّتِنَا مَعَانٌ۔ معان (جگہ) ہمارے محبوبوں کی منزل ہے۔ اور ان کا قول فَرَاضِیَةُ الْمَعِیْشَةِ طَلَّقْتُهَا۔

ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں صاحب بصیرت ہوں۔

اَنْتَ الرَّسُوْلُ فَمَنْ يُحْرَمْ نَوَافِلَهٗ　　وَالْوَجْهَ مِنْهُ فَقَدْ اَزْرٰى بِهِ الْقَدَرُ

آپ اللہ کے رسول ہیں پس جو شخص اللہ کی عنایتوں اور اس کی ہدایت سے محروم رہا تو اس کی قسمت نے اسے کوتاہ دست رکھا۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بعض علماء نے مجھے یہ شعر سنائے۔

اَنْتَ الرَّسُوْلُ فَمَنْ يُحْرَمْ نَوَافِلَهٗ　　وَالْوَجْهُ مِنْهُ فَقَدْ اَزْرٰى بِهِ الْقَدَرُ

آپ اللہ کے رسول ہیں جو شخص رسول اللہ کے عطیوں اور آپ کی ہدایت سے محروم رہا تو اس کی شومئی قسمت نے اسے کوتاہ دست رکھا۔

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ　　فِي الْمُرْسَلِيْنَ وَ نَصْرًا كَالَّذِيْ نُصِرُوْا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو محاسن عطا کئے انہیں پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے جس طرح اس نے رسولوں کے محاسن کو محکم کیا تھا اور آپ کی مدد فرمائی جس طرح ان کی مدد کی تھی۔

اِنِّيْ تَفَرَّسْتُ فِيْكَ الْخَيْرَ نَافِلَةً　　فِرَاسَةً خَالَفَتْ فِيْكَ الَّذِيْ نَظَرُوْا

میں نے فراست سے پہچان لیا کہ آپ میں خیر و فلاح اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ تحفہ ہے یہ ایسی فراست ہے جو اس نقطہ نظر کے خلاف ہے جو کفار آپ کے بارے میں رکھتے ہیں۔

یہاں الذی نظروا سے مراد مشرکین ہیں۔ یہ اشعار آپ کے ایک قصیدے کے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر لشکر روانہ ہوا، حضور ﷺ بھی بستی سے باہر تشریف لائے جب حضور ﷺ نے انہیں الوداع کیا اور واپس پلٹے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا۔

خَلَفَ السَّلَامُ عَلٰى امْرِئٍ وَدَّعْتُهٗ　　فِي النَّخْلِ خَيْرِ مُشَيِّعٍ وَ خَلِيْلِ

یہاں اس سے مراد پسندیدہ زندگی ہے اسے اسم فاعل کے وزن پر لائے ہیں کیونکہ یہ زندگی گزارنے والے راضی ہیں کیونکہ راضیۃ، صالحہ کے معنی میں ہے اسی معنی میں قول کا ایک حصہ گزر چکا ہے۔ ان کا قول خلاك ذم یعنی مذمت تجھ سے جدا ہوگئی تو اس کا اہل نہیں ہے انہوں نے اپنے اس قول میں بہت خوبصورت بات کی۔

فَشَانُكَ اَنْعَمُ وَخَلَاكَ ذَمٌّ جبکہ پہلے یہ کہا اذا بلغتنی۔ اس نے بھی بہت اچھی گفتگو کی جس نے اس معنی کی ادائیگی میں اس کی اتباع کی جس طرح ابونواس کا شعر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سلامتی رہے اس ہستی پر جس سے میں نخلستان میں الوداع ہوا جو بہترین مشایعت کرنے والے اور بہترین دوست ہیں۔

پھر وہ چلے یہاں تک کہ معان میں اترے جو ملک شام کا علاقہ ہے لوگوں نے خبر دی کہ ہرقل، مآب میں اترا ہے جو لبقاء کے علاقہ میں ہے اس کے ساتھ رومیوں کا ایک لاکھ کا لشکر ہے ان کے ساتھ لخم، جزام، قین، بہراء اور بلی کا ایک لاکھ نوجوان بھی شامل ہو گیا ہے۔ ان پر قبیلہ بلی کا ایک آدمی سردار ہے۔ پھر اراشہ کا فرد ہے اراشہ جو قبیلہ کی شاخ ہے جسے مالک بن زافلہ کہتے ہیں۔ جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی تو وہ معان کے مقام پر دو دن تک ٹھہرے تاکہ اپنے معاملہ میں غور و فکر کریں۔ صحابہ نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کو خط لکھتے ہیں اور آپ کو دشمنوں کی تعداد کے بارے میں خبر دیتے ہیں یا تو آپ ہمیں مدد بھجوائیں گے یا کوئی اور حکم دیں گے، ہم اسی حکم کے مطابق عمل کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حوصلہ دلایا کہا اے قوم اللہ کی قسم! جس کو تم ناپسند کرتے ہو اسی کے لئے تم نکلے تھے، تم شہادت کے طلب گار ہو ہم لوگوں سے تعداد، قوت اور کثرت کی وجہ سے جنگ نہیں کرتے، ہم تو اس دین کی وجہ سے لوگوں سے جنگ کرتے ہیں جس دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دی ہے چلو دو اچھائیوں میں سے ایک تو نصیب ہو گی یا فتح ہو گی یا شہادت۔ صحابہ نے کہا حضرت عبداللہ نے سچی بات کہی ہے صحابہ چل پڑے حضرت

وَاِذَا الْمَطِيّ بِنَا بَلَغْنَ مُحَمَّدًا فَظُهُوْرُهُنَّ عَلَى الرِّجَالِ حَرَام

جب ہماری سواریاں حضور ﷺ تک پہنچیں ان کی پشتیں مردوں پر حرام ہیں۔

ایک اور کا شعر ہے۔

نجوتِ مِنْ حَلٍّ وَ مِنْ رَحْلَةٍ يَا نَاقُ اِنْ قَرَّبْتِنِيْ مِنْ قُثَم

اے میری اونٹنی تو پڑاؤ ڈالنے اور سفر کرنے سے نجات پا جائے گی اگر تو نے مجھے قثم تک پہنچا دیا۔

شماخ جب یہ کہتا ہے تو بہت برا کلام کرتا ہے۔

اِذَا بَلَّغْتِنِيْ وَحَمَلْتِ رَحْلِيْ عَرَابَةَ فَاشْرِقِيْ بِدَمِ الْوَتِيْن

جب تو نے مجھے عرابہ تک پہنچا دیا اور میرے کجاوے کو وہاں تک لے گئی تو دل کی شاہ رگ کے خون سے روشن ہو جانا۔

حسن بن ہانی کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ جب ان کے سامنے یہ شعر ذکر کیا جاتا تو سخت

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اسی انتظار کے موقعہ پر کہا تھا۔

جَلَبْنَا الْخَيْلَ مِنْ اَجَاءٍ وَ فَرْعٍ تُغَرُّ مِنَ الْحَشِيْشِ لَهَا الْعُكُوْمُ

ہم اپنے گھوڑے نکال کر لے گئے۔ اجاء اور فرع پہاڑوں سے جنہیں کھلائے جاتے تھے گھاس کے گٹھے۔

حَذَوْنَاهَا مِنَ الصَّوَّانِ سِبْتًا اَزَلَّ كَاَنَّ صَفْحَتَهٗ اَدِيْمُ

ہم نے انہیں پہنا دیئے لوہے کے جوتے جو بڑے چکنے تھے اور چمڑے کی طرح ملائم تھے۔

اَقَامَتْ لَيْلَتَيْنِ عَلٰى مُعَانٍ فَاُعْقِبَ بَعْدَ فَتْرَتِهَا جُمُوْمُ

یہ گھوڑے ٹھہرے رہے دو راتیں معان میں، اس اضمحلال کے بعد ان میں نئی طاقت آ گئی۔

فَرُحْنَا وَالْجِيَادُ مُسَوَّمَاتٌ تَنَفَّسُ فِيْ مَنَاخِرِهَا السَّمُوْمُ

پس ہم چل پڑے جبکہ گھوڑے چھوڑ دیئے گئے تھے جو سانسیں لے رہے تھے اپنے نتھنوں میں بادِ سموم سے۔

فَلَا وَاَبِيْ مَآبَ لَنَاْتِيَنْهَا وَ اِنْ كَانَتْ بِهَا عَرَبٌ وَ رُوْمُ

میں اپنے باپ کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم مآب ضرور آئیں گے اگرچہ وہاں عربوں اور رومیوں سے مقابلہ ہو۔

فَعَبَّاْنَا اَعِنَّتَهَا فَجَاءَتْ عَوَابِسَ وَالْغُبَارُ لَهَا بَرِيْمُ

ہم نے گھوڑوں کی لگامیں تھام لیں پھر یہ ترش رو ہو کر آگے آئے جبکہ غبار ان کے آنسو کے لئے دھاگے کا منظر پیش کر رہا تھا۔

بِذِيْ لَجَبٍ كَاَنَّ الْبِيْضَ فِيْهِ اِذَا بَرَزَتْ قَوَانِسُهَا النُّجُوْمُ

یہ ایسے بڑے راستہ میں تھے گویا اس میں خود ستارے ہیں جب ان کی چوٹیاں ظاہر ہوں۔

ناپسند کرتے۔ مہلہل بن یموت بن مزرع نے ابوتمام سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا حسن شماخ کو سخت ناپسند کرتے اور میں اس کے اس قول کی وجہ سے اس پر لعنت کرتا ہوں۔

غفاری عورت کو حضور ﷺ کا ارشاد بِئْسَ مَا جَزَيْتِهَا بھی سابقہ غرض کی تائید کرتا ہے اور اس کی صحت کی شہادت دیتا ہے۔

ان کا قول مشتھی الثواء یہ نہایہ اور انتہاء سے مستفعل کا وزن ہے یعنی جہاں اس کا ٹھکانہ انتہاء کو پہنچتا ہے جس نے اسے مشتھی الثواء روایت کیا ہے تو معنی ہوگا میں واپس لوٹنے کا ارادہ نہیں کرتا۔

فَوَاضِيَةُ الْمَعِيْشَةِ طَلَّقَتْهَا اَسِنَّتُهَا فَتَنْكِحُ اَوْ تَئِيْمُ

خوش وخرم زندگی بسر کرنے والی کو نیزوں نے طلاق دے دی اب وہ نکاح کرے یا بیوہ رہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ بھی روایت کیا جاتا ہے جلبنا الخيل من آجام قوح اور ان کا قول فعبانا اعنتها یہ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے لوگوں سے مروی ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر مسلمانوں کا لشکر چلا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کیا کہا میں یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہ کی پرورش میں تھا، وہ مجھے اس سفر میں ساتھ لے گئے انہوں نے مجھے اپنے زادِ سفر والے تھیلے کے پیچھے بٹھایا ہوا تھا اللہ کی قسم وہ رات کو سفر کر رہے تھے کہ میں نے انہیں یہ شعر کہتے ہوئے سنا۔

اِذَا اَدَّيْتِنِیْ وَ حَمَلْتِ رَحْلِیْ مَسِيْرَةَ اَرْبَعٍ بَعْدَ الْحِسَاءِ

اے نفس جب تو نے اپنا حق ادا کر دیا اور کنکریوں والی زمین کے بعد چار دن کی مسافت کے لئے تو نے میرا کجاوا کس دیا۔

فَشَانُكِ اَنْعُمٌ وَ خَلَاكِ ذَمٌّ وَ لَا اَرْجِعْ اِلٰی اَهْلِیْ وَرَائِیْ

اب تیرے لئے نعمتیں ہیں اور مذمت تجھ سے دور جا چکی اور میں پیچھے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر نہ آؤں۔

ان کا قول حَذَوْنَا هَا مِنَ الصَّوَانِ سِبْتًا یعنی حَذَوْنَا هَا نِعَالًا مِنْ حَدِيْدٍ یعنی ہم نے انہیں لوہے کے جوتے پہنا دیئے جس نے اسے گھوڑوں کے لئے سبت بنا دیا تھا (1) یہ مجاز ہے۔ صوان یہ صون سے مشتق ہے یعنی وہ حوافر یا احقاف کی حفاظت کرتا ہے اگر اس سے اونٹ مراد لے تو یہ صون سے فعال کا وزن ہوگا وہ اسے سریح بناتے۔ سریح اس جلد کو کہتے ہیں جو خف کی حفاظت کرتی ہے اس سے زیادہ ظاہر یہ ہے کہ صوان سے مراد خشک زمین ہو یعنی اس کا جوتا یہی چیز ہوتی۔ اس کا وزن فعلان

قُدْ اَوْ بِيْتُ كُلَّ مَاءٍ فَهِیَ صَاوِيَةٌ مَهْمَا تُصِبْ اُفُقًا مِنْ بَارِقٍ تَشِمِ

صوان کے معنی کی تائید نابغہ زبیانی کا شعر بھی کرتا ہے۔

يَرَى وَقْعُ الصَّوَانِ حَدَّ نُسُوْرِهَا فَهُنَّ لِطَافٌ كَالصِّعَادِ الذَّوَابِلِ

سخت پتھروں کے لگنے کی وجہ سے اس کے کھروں کے گوشت کو ختم کر دیا۔ وہ کھر نرم نیزوں کی طرح نرم ہو چکے ہیں۔

1۔ اس سے مراد سُبْتِیَّہ جوتے ہیں یہ ایسے جوتے ہوتے ہیں جو رنگے ہوئے چمڑے سے بنائے جاتے ہیں۔

وَ جَآءَ الْمُسْلِمُوْنَ وَغَادَرُوْنِیْ بِاَرْضِ الشَّامِ مُشْتَهَى الثَّوَاءِ

یہ مسلمان آئے ہیں اور مجھے چھوڑ جائیں گے شام کے علاقہ میں جو میرا پسندیدہ ٹھکانہ ہے۔

وَرَدَّكَ كُلُّ ذِیْ نَسَبٍ قَرِیْبٍ اِلَی الرَّحْمٰنِ مُنْقَطِعَ الْاِخَاءِ

ہر قریبی رشتہ دار نے تجھے لوٹا دیا ہے رحمٰن کی طرف اپنا بھائی چارہ کا رشتہ منقطع کر کے۔

هُنَالِكَ لَا اُبَالِیْ طَلْعَ بَعْلٍ وَ لَا نَخْلٍ اَسَافِلُهَا رِوَاءُ

وہاں مجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی نئے نئے پودوں کی کلیوں کی اور نہ شاداب کھجوروں کی ٹہنیوں کی جنہیں میں جھکا کر پھل توڑوں۔

جب میں نے ان سے یہ اشعار سنے تو میں رونے لگا آپ نے مجھے کوڑے کی ہلکی سی ضرب لگائی اور کہا اے ست تیرا کیا نقصان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت نصیب فرمائے اور تو کجاوے میں واپس چلا جائے۔

پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اسی سفر میں رجز پڑھتے ہوئے کہا۔

یَا زَیْدُ زَیْدَ الْیَعْمَلَاتِ الذُّبَّلِ تَطَاوَلَ اللَّیْلُ هُدِیْتَ فَانْزِلِ

اے زید اے تیز رفتار دبلی اونٹنیوں والے زید رات بہت طویل ہوگئی جب تم سیدھی راہ پر ہو تو اتر پڑو۔

رومیوں سے آمنا سامنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا صحابہ چلے جب وہ تخوم بلقاء پہنچے تو انہیں ہرقل کے لشکر ملے جو رومیوں اور عربوں پر مشتمل تھے یہ بلقاء کی بستیوں میں سے ایک بستی تھی جسے مشارف کہتے پھر دشمن قریب ہوا تو مسلمان ایک بستی کے قریب جمع ہو گئے جسے موتہ کہتے، وہاں رومیوں کے لشکر

صوان کے فعل کا عین اور لام کلمہ واؤ ہے۔ صاحب العین نے اس لفظ کو صاد، واؤ اور یاء کے باب میں داخل کیا ہے۔ کہا صوی یصوی اذا یبس۔ یعنی جب وہ خشک ہو جائے اس سے نخلۃ صاویۃ ہے اگر اس کا لام کلمہ یاء ہوتا تو صوان میں صیان کہتے جس طرح طیان اور ریان میں کہا گیا لیکن جب کسرہ کی وجہ سے واؤ یاء سے بدل گئی تو یہ وہم پیدا ہوا کہ یہ صرف ناقص یائی ہے۔

عبداللہ بن رواحہ کا قول۔ هَلْ اَنْتَ اِلَّا نُطْفَةٌ فِیْ شَنَّةٍ۔

نطفہ تھوڑے پانی کو کہتے ہیں اور شنہ سے مراد بوسیدی مشک ہے۔ قریب ہے کہ ابھی اس سے نطفہ گر پڑے اور مشکیزہ پھٹ جائے انہوں نے یہ اپنے جسم میں روح کے لئے بطور ضرب المثل ذکر کیا ہے۔

سے ملاقات ہوئی مسلمانوں نے تیاری کی۔ مسلمانوں نے اپنے میمنہ پر بنی عذرہ سے ایک امیر مقرر کیا جسے قطبہ بن قتادہ کہا جاتا۔ اور میسرہ پر انصار کا ایک آدمی مقرر کیا جسے عبادہ بن مالک کہتے۔ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسے عبادہ بن مالک کہتے۔

حضرت زید بن حارثہ کی شہادت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا انہوں نے باہم جنگ کی حضرت زید بن حارثہ نے حضور ﷺ کے عطا کردہ جھنڈے کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں کی زینت بن گئے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی امارت اور آپ کی شہادت

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا اور جنگ کی جب جنگ سخت ہوگئی آپ اپنے شقراء گھوڑے سے اترے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر قوم سے جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔

مجھے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے انہوں نے اپنے باپ عباد سے روایت کی ہے کہ مجھے میرے باپ نے روایت کی ہے جس نے میری پرورش کی وہ بنی مرہ بن عوف میں سے تھے وہ غزوۂ موتہ میں شامل تھے۔ کہا اللہ کی قسم گویا میں اب بھی جعفر کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے شقراء

حضرت جعفر کا گھوڑے کی کونچیں کاٹنا اور آپ کی شہادت

حضرت جعفر نے اپنے گھوڑے کو زخمی کیا کسی نے بھی ان کے اس عمل پر انہیں عیب نہیں لگایا یہ امر اس چیز کے جواز پر دلالت کرتا ہے کہ اس وقت ایسا کرنا جائز ہے جب یہ خوف ہو کہ دشمن اسے پکڑ لیں گے اور اس پر سوار ہو کر مسلمانوں سے جنگ کریں گے یہ صورت اس نہی میں داخل نہیں ہوتی جس میں یہ تصریح ہے کہ جانوروں کو عذاب دینا اور انہیں بے مقصد قتل کرنا جائز نہیں صرف ابو داؤد نے ایک روایت نقل کی ہے کہ کہا کہ ہمیں نفیلی نے بیان کیا ہے کہ مجھے محمد بن مسلمہ نے انہیں محمد بن اسحاق نے انہیں ابن عباد نے بیان کیا۔ ابن عباد سے مراد یحیٰی بن عباد وہ اپنے باپ عباد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہا مجھے اس باپ نے بیان کیا جو میرا رضائی باپ تھا یہ بنی مرہ بن عوف سے تعلق رکھتا تھا وہ غزوہ موتہ میں شریک تھا اس نے کہا گویا میں حضرت جعفر کو دیکھ رہا ہوں جب وہ اپنے شقراء گھوڑے سے اترے اسے زخمی کیا پھر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

گھوڑے سے اترتے ہیں پھر اسے زخمی کرتے ہیں پھر جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ شہید ہو جاتے ہیں اور وہ یہ کہتے۔

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا طَيِّبَةً وَبَارِدًا شَرَابُهَا

جنت اور اس کا قرب کتنا اچھا ہے اس کا مشروب پاکیزہ اور ٹھنڈا ہے۔

وَالرُّوْمُ رُوْمٌ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا كَافِرَةٌ بَعِيْدَةٌ اَنْسَابُهَا

یہ رومی وہ رومی ہیں جن کا عذاب قریب آگیا ہے یہ کافر ہیں اور ان کے نسب بھی ہم سے بہت دور ہیں۔

عَلَيَّ اِذْ لَا قِيْتُهَا ضِرَابُهَا۔

مجھ پر لازم ہے کہ ان پر ضرب لگاؤں اگر میں ان سے جنگ کروں۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد عالم نے بیان کیا ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا تو آپ کا وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا، آپ نے جھنڈا

ابوداؤد نے کہا یہ حدیث قوی نہیں اس بارے میں بے شمار صحابہ سے نہی والی روایات آتی ہیں۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جعفر کے بارے میں حضور ﷺ کا قول ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بازوؤں کے بدلے میں انہیں دو پر دیئے جن کے ساتھ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے رہتے ہیں عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا، میں نے حضرت جعفر کو دیکھا وہ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہا تھا جبکہ ان کے پر خون سے لتھڑے ہوئے تھے۔ سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حضرت جعفر حضرت زید اور حضرت عبداللہ دکھائے گئے جبکہ وہ پلنگوں پر موتی کے خیموں میں موجود تھے، میں نے زید اور عبداللہ کو دیکھا کہ ان کی گردنوں میں کجی ہے جبکہ میں نے جعفر کو سیدھی حالت میں دیکھا مجھے بتایا گیا جب ان دونوں پر موت آئی تو انہوں نے اپنے چہرے پھیر لئے اور حضرت جعفر نے موت سے منہ نہ موڑا جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر پہنچی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ ہائے چچا تو حضور ﷺ نے فرمایا حضرت جعفر جیسے افراد پر رونے والیوں کو رونا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے حضور ﷺ کے بعد کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو حضرت جعفر سے افضل ہو۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے کہا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی گزارش کرتا آپ پوری نہ کرتے تو میں انہیں حضرت جعفر کا واسطہ دیتا تو وہ مجھے عطا کر دیتے۔

بائیں ہاتھ میں پکڑا تو آپ کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا، آپ نے جھنڈے کو بازوؤں میں لے لیا یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر تینتیس برس تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان بازوؤں کے بدلے انہیں جنت میں دو پر دے دیئے جن کے ساتھ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے رہتے ہیں۔ یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ اس روز ایک رومی نے آپ پر وار کیا تو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت جعفر اور ابن رواحہ کی شہادت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد عباد سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے رضائی باپ نے بیان کیا جو بنی مرہ بن عوف سے تعلق رکھتے تھے کہ جب حضرت جعفر شہید ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا پھر آگے بڑھے آپ اپنے گھوڑے پر سوار تھے وہ اپنے آپ سے نیچے اترنے کا تقاضا کرنے لگے اور کچھ تردد کر رہے تھے پھر آپ نے یہ اشعار کہے۔

اَقْسَمْتُ یَا نَفْسُ لَتَنْزِلَنَّهْ لَتَنْزِلِنَّ اَوْ لَتُكْرَهِنَّهْ

میں نے قسم اٹھائی تھی اے نفس کہ تو ضرور میدانِ جنگ میں اترے گا تو خوشی سے اترے گا یا تجھے جنگ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

اِنْ اَجْلَبَ النَّاسُ وَ شَدُّوا الرَّنَّةْ مَالِیْ اَرَاكِ تَكْرَهِیْنَ الْجَنَّةْ

اگر لوگ واویلا کرتے اور شدت سے روتے ہیں کیا وجہ ہے کہ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو جنت میں جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

قَدْ طَالَ مَا قَدْ كُنْتِ مُطْمَئِنَّةْ هَلْ اَنْتِ اِلَّا نُطْفَةٌ فِیْ شَنَّهْ

جناحین کا معنی

جناحین (دو پر) کا معنی جاننا مناسب ہے اس سے مراد وہ نہیں جس کی طرف ذہن جلدی منتقل ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد بھی وہی پر ہیں جس طرح کہ پرندے کے پر ہوتے ہیں کیونکہ انسان کی صورت تمام صورتوں سے افضل و اکمل ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ۔ میں انسان کی عظمت و شرافت کا بیان ہے اللہ تعالیٰ تشبیہ و تمثیل سے پاک ہے لیکن اس سے مراد صفت ملکیہ اور قوت روحانیہ ہے جو حضرت جعفر کو عطا کی گئی جس طرح فرشتوں کو یہ قوت عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا

بہت طویل عرصہ گزر چکا ہے تو اس پر تو مطمئن تھا تو تو صرف ایک نطفہ ہے جو کسی پرانے مشکیزے میں پڑا ہو۔

انہوں نے یہ اشعار بھی کہے۔

یَا نَفْسُ اِلَّا تُقْتَلِیْ تَمُوْتِیْ هٰذَا حِمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صَلِیْتِ

اے نفس اگر تو شہید نہ ہوا تو بستر پر سوئے گا، یہ موت کی آنچ ہے جس میں تو بھونا جا رہا ہے۔

وَ مَاتَمَنَّیْتِ فَقَدْ اُعْطِیْتِ اِنْ تَفْعَلِیْ فِعْلَهُمَا هُدِیْتِ

جو تو نے تمنا کی تھی وہ تجھے دے دی گئی۔ اگر ان دونوں (زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب) کی طرح کام کرے گا تو ہدایت پائے گا۔

یہاں آپ اپنے دونوں ساتھیوں حضرت زید اور حضرت جعفر کا ارادہ کر رہے تھے پھر آپ نیچے اتر آئے، جب آپ نیچے اترے تو ان کے چچا زاد بھائی ہڈی والا گوشت لائے کہا اس سے اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ بے شک آپ نے ان دنوں میں بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ حضرت عبداللہ نے ان سے وہ گوشت لے لیا پھر اسے اپنے دانتوں سے کاٹا پھر آپ نے لوگوں کی ایک طرف آواز سنی فرمایا تو ابھی دنیا میں ہے پھر اس گوشت کے ٹکڑے کو پھینک دیا، اپنی تلوار پکڑی آگے بڑھے اور اس وقت تک جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا کردار

حضرت عبداللہ کی شہادت کے بعد جھنڈا ثابت بن اقرم نے پکڑ لیا جو بنی عجلان سے تعلق رکھتے تھے کہا اے مسلمانو اپنے میں سے ایک آدمی پر اتفاق کر لو لوگوں نے کہا آپ ہی امیر ہیں۔

حضرت موسیٰ کو فرمان ہے۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ (طٰہٰ:22) یہاں بازو کو مجازاً پر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہاں اڑنا بھی نہیں وہ ذات جسے فرشتوں کے ساتھ اڑنے کے لئے قوت دی گئی اس کے لئے یہ کیسے موزوں ہوگا کہ اس کی صفت پروں کے ساتھ لگائی جائے جبکہ وہ آدمی کی صورت اور بشری اعضاء کے کمال کے ساتھ مالا مال ہے جبکہ علماء نے فرشتوں کے پروں کے بارے میں کہا ہے کہ ان کے پروں سے مراد بھی وہ پر نہیں جس طرح کہ پرندوں کے پروں کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ علماء نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (فاطر:2) سے استدلال کیا ہے وہ پرندوں کے پروں جیسے کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ کوئی پرندہ ایسا نہیں دیکھا گیا جس کے تین یا چار پر ہوں تو اس کے چھ سو پر کیسے ہو

آپ نے کہا میں اس قابل نہیں تو لوگوں نے حضرت خالد بن ولید پر اتفاق کیا۔ جب آپ نے جھنڈا لیا تو دشمنوں کو دھکیل دیا اور انہیں دور کر دیا پھر اپنے لشکر کو سمیٹا اور پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ دشمنوں سے دور ہو گئے۔

حضور ﷺ کا خبر دینا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے اس میں ہے جب مسلمانوں کے لشکر کو آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زید بن حارثہ نے جھنڈا پکڑا ہے انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے پھر حضرت جعفر نے جھنڈا لے لیا انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے پھر حضوز ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ انصار کے چہرے متغیر ہو گئے انہوں نے گمان کیا کہ عبداللہ بن رواحہ کے ساتھ وہ کچھ ہو گیا ہے جسے وہ پسند نہیں کرتے پھر فرمایا عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا ہے انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے پھر فرمایا وہ جنت میں میری طرف بلند کئے گئے وہ سونے کے پلنگوں پر ہیں جیسا سونے والا دیکھتا ہے میں نے عبداللہ بن رواحہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے الگ ہیں میں نے پوچھا یہ کس لئے ہے تو مجھے بتایا گیا وہ تو خوشی خوشی موت پر راضی ہوئے جبکہ انہوں نے کچھ تردد کیا پھر فوت ہوئے۔

حضور ﷺ کا حضرت جعفر پر غمگین ہونا

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے ام عیسیٰ خزاعی سے انہوں نے ام جعفر بنت محمد بن ابی طالب سے انہوں نے اپنی دادی اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفر اور آپ کے ساتھیوں پر یہ آزمائش آئی تو حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں

سکتے ہیں جبکہ حضرت جبرئیل کی صفت میں یہ آیا ہے تو اس وضاحت نے اس امر پر دلالت کی کہ یہ صفات ہیں فکر ان کی کیفیات کو منضبط نہیں کر سکتی اور اس کی وضاحت میں کوئی خبر بھی نہیں آئی۔ ہم پر لازم ہے کہ اس پر ایمان لائیں۔ فکر اس کی کیفیت کو جاننے میں کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ہر ایک انسان اس کے معائنہ کے قریب ہے یا تو حضرت جعفر ان لوگوں میں سے ہو گئے جن کے بارے میں ارشاد ہے۔
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (فصلت: 30) یا ان لوگوں میں سے ہو گئے جن کے بارے میں فرشتے کہتے ہیں جبکہ وہ اپنے بازو ان کی طرف پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ (انعام: 93)

چالیس رطل چمڑے کی دباغت سے فارغ ہوئی تھی۔ ابن ہشام نے کہا چالیس چمڑے بھی روایت کیا گیا ہے میں نے آٹا گوندھا، اپنے بیٹوں کو نہلایا، انہیں تیل لگایا اور انہیں صاف ستھرا کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جعفر کے بیٹوں کو میرے پاس لے آؤ، میں آپ کے پاس انہیں لے آئی۔ آپ نے ان کی خوشبو لی جبکہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کیوں روتے ہیں کہا آپ کو حضرت جعفر اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر پہنچی ہے فرمایا وہ آج ہی شہید ہوئے ہیں تو میں چیخنے لگی عورتیں میرے پاس جمع ہوگئیں۔ حضور ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے فرمایا آلِ جعفر کے لئے کھانا بنانے سے غافل نہ ہو جانا انہیں مصیبت نے آلیا ہے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد نے مجھے بیان کیا انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ جب حضرت جعفر کی موت کی خبر حضور ﷺ تک پہنچی تو ہم نے حضور ﷺ سے حزن کو پہچان لیا ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی عورتوں نے ہمیں بے بس کر دیا ہے اور فتنہ میں ڈال دیا ہے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور انہیں خاموش کراؤ، وہ آدمی گیا پھر لوٹ آیا اور پہلی والی بات کہی اس نے عرض کی آپ فرماتے ہیں بعض اوقات تکلف، تکلف کرنے والے کو تکلیف دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ انہیں خاموش کراؤ اگر خاموش نہ ہوں تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

حضرت عائشہ نے کہا میں نے اپنے دل میں کہا اللہ تجھے ذلیل کرے۔ اللہ کی قسم نہ تو یہ سوال کرنا چھوڑتا ہے اور نہ ہی حضور ﷺ کے فرمان کی اطاعت کرتا ہے میں خوب جانتی تھی کہ وہ ان عورتوں کے منہ میں مٹی ڈالنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

ابن رواحہ کی فضیلت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن رواحہ کے فضائل ذکر کئے ہیں انہیں میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کا حضور ﷺ کے بارے میں یہ قول بھی ہے۔

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ تثبيت(1) مُوْسٰى وَ نَصْرًا كَالَّذِىْ نُصِرُوْا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو محاسن عطا کئے ان کو ثبت کرے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے محاسن کو ثبت کیا اور آپ کی مدد کی جس طرح انبیاء کی مدد کی۔

1۔ یہ شعر سیرت ابن ہشام میں تثبیت الانبیاء کے الفاظ کے ساتھ مذکور ہے جو زیادہ مناسب ہے کیونکہ آگے نصروا کا لفظ ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا قطبہ بن قتادہ عذری مسلمانوں کے میمنہ کے لشکر پر امیر تھے انہوں نے مالک بن زافلہ پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ قطبہ بن قتادہ نے کہا۔

طَعَنْتُ ابْنَ رَافِلَةَ بْنَ الْاَرَاشِ بِرُمْحٍ مَضٰی فِیْهِ ثُمَّ انحطم

میں نے ابن رافلہ بن اراش پر ایسے نیزے سے وار کیا جو اس کے جسم میں پیوست ہو گیا پھر وہ ٹوٹ گیا۔

ضَرَبْتُ عَلٰی جِیْدِهٖ ضَرْبَةً فَمَالَ کَمَا مَالَ غُصْنُ السَّلَمْ

میں نے اس کی گردن پر تلوار سے وار کیا تو وہ یوں جھک گیا جس طرح سلم درخت کی ٹہنی جھکتی ہے۔

وَ سُقْنَا نِسَآءَ بَنِیْ عَمِّهٖ غَدَاةَ رَقُوْقَیْنِ سَوْقَ النَّعَمِ

ہم نے ابن زافلہ کے چچا زاد بھائیوں کی عورتوں کو یوں ہانکا جس طرح شتر مرغ کو ہانکا جاتا ہے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن الاراش کا قول، ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے لوگوں سے مروی ہے۔

تیسرا شعر خلاد بن قرہ سے مروی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے۔ مالک بن رافلہ سے مروی ہے۔

حدس کی کاہنہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدس کی ایک کاہنہ تھی جب اس نے حضور ﷺ کے لشکر کی

ایک اور نے یہ روایت کی حضور ﷺ نے عبداللہ سے یہ فرمایا شعر کہو۔ تم فی البدیہہ کہتے ہو میں تجھے دیکھتا ہوں، انہوں نے بغیر سوچ و بچار (فوراً) کہا۔ اِنِّیْ تَفَرَّسْتُ فِیْكَ الْخَیْرَ۔ میں نے آپ میں بھلائی کو پہچانا یہاں تک کہ یہ کہا فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اچھے اوصاف عطا فرمائے ہیں انہیں دوام بخشے۔ حضور ﷺ نے انہیں یہ دعا دی، اے ابن رواحہ اللہ تعالیٰ تجھے ثابت قدمی عطا فرمائے۔

حضرت زید کی فضیلت

حضرت زید کی شان پہلے گزر چکی ہے۔ آپ کے فضائل بعثت والی احادیث میں ہیں تاہم تیرے لئے اتنا کافی ہے کہ آپ کا نام قرآن حکیم میں ہے، آپ کے سوا کسی صحابی کا نام قرآن حکیم میں نہیں ہے ہم نے اس نکتہ کی وضاحت کتاب التعریف والاعلام میں کی ہے وہاں تم دیکھ سکتے ہو۔

آمد کے بارے میں سنا تو اس نے اپنی قوم حدس سے کہا اس کی قوم ایک بطن (درمیانی درجہ کا قبیلہ) تھا جسے بنوغنم کہتے، "میں تمہیں ایسی قوم سے خبردار کرتی ہوں جو چھوٹی آنکھوں والے ہیں وہ ترچھی نظروں سے دیکھتے ہیں وہ پے درپے گھوڑوں سے حملہ کرتے ہیں اور خون بہاتے ہیں" قوم کے افراد نے اس کاہنہ کی بات مان لی اور محفوظ پناہ گاہوں میں چھپ گئے۔ وہ کاہنہ بعد میں حدس میں بڑی بااثر رہی۔ اس روز جو لوگ جنگ میں شریک ہوئے وہ بنوثعلبہ تھے، یہ بھی حدس کی ایک شاخ تھی یہ بعد میں کم سے کم ہوتے گئے جب حضرت خالد واپس پلٹے تو ان لوگوں کو ملے۔

لشکر کی واپسی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے حضرت عروہ بن زبیر سے نقل کیا کہ جب یہ لشکر مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمان انہیں ملے۔ بچے انہیں دوڑتے ہوئے ملے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے ساتھ سواری پر آرہے تھے، فرمایا بچے لے لو اور انہیں سواریوں پر سوار کرلو اور مجھے ابن جعفر دے دو۔ حضرت عبداللہ کو حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا گیا آپ نے اسے پکڑلیا اور اپنے سامنے بٹھایا، لوگوں نے لشکر کے افراد پر مٹی ڈالنا شروع کر دی اور کہنے لگے اے بھگوڑو تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے سے بھاگے ہو،

لشکر موتہ کی واپسی

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے لشکر موتہ کی واپسی اور صحابہ کی طرف سے ان کے لئے جو رویہ اپنایا گیا اس کا ذکر کیا، صحابہ نے انہیں کہا اے بھگوڑو تم اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھاگے ہو، ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء نے اس روایت کو ذکر کیا ہے کہ مجاہدین موتہ نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم بھگوڑے ہیں، حضور ﷺ نے جواب دیا نہیں بلکہ تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو اور انہیں فرمایا میں تمہاری جماعت ہوں مراد یہ ہے وہ مجاہد جو مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ملنے کے لئے بھاگتا ہے اسے کوئی حرج نہیں، وعید اس مجاہد کے لئے ہے جو امام کو چھوڑ کر بھاگ جائے اور اس کی طرف نہ آئے یعنی وہ اپنے امام کی پناہ نہ لے جبکہ امام اس کے ساتھ ہو، متحیز حوذ سے متفیعل کا وزن ہے اگر اس کا وزن متفعل ہوتا جس طرح بعض لوگوں کا گمان ہے تو متحوز کہا جاتا۔ روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب ابو عبید بن مسعود اور ان کے ساتھیوں کی قادسیہ کے ایک

حضور ﷺ فرماتے یہ بھگوڑے نہیں بلکہ ان شاء اللہ یہ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہیں۔
ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے حارث بن ہشام کے خاندان کے ایک فرد سے روایت کیا ہے، وہ ان کے ننہال تھے وہ حضرت

دن کی شہادت پہنچی تو آپ نے فرمایا هَلَّا تَحَيَّزُوا اِلَيْنَا فَاِنَّا فِئَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔ وہ ہمارے پاس کیوں نہیں چلے آئے ہم سب مسلمانوں کی پناہ گاہ ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ موتہ میں لوگوں کا مخاشاۃ کیا مخاشاۃ یہ خشیہ سے باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کا معنی دفاع کرنا اور بچانا ہے، حضرت خالد ابن ولید نے یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے کہیں دشمن ان پر غالب ہی نہ آ جائے۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ رومیوں کی تعداد دو لاکھ تھی ان میں پچاس ہزار عرب تھے، ان کے پاس گھوڑے اور اسلحہ بھی تھا جو مسلمانوں کے پاس نہ تھا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رومیوں کی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا اس روز مسلمانوں کی تعداد تین ہزار بھی نہ تھی جس نے مخاشات کو محاشات پڑھا ہے۔ اس وقت یہ حشا سے مشتق ہوگا جس کا معنی کنارہ ہے۔ قاسم بن اصبغ نے معارف میں ابن قتیبہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے حاشی بهم کے معنی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس کا معنی ہے حضرت خالد نے انہیں جمع کیا قطبہ بن قتادہ کا شعر اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہاں مسلمانوں کو کامیابی اور غنیمت بھی حاصل ہوئی تھی۔

وَ سُقْنَا نِسَاءَ بَنِيْ عَمِّهٖ غَدَاةَ رَقُوْقَيْنِ سَوْقَ النَّعَمْ

ہم نے رقوقین کے دن اس کے چچازاد بھائیوں کی عورتوں کو یوں ہانکا جس طرح جانوروں کو ہانکا جاتا ہے۔

اس شعر میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا ایک رئیس مارا گیا جس کا نام مالک بن رافلہ تھا۔ ابن اسحاق نے جس طرح ذکر کیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ ابن شہاب نے کہا حضرت خالد نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی، اس میں یہ خبر ہے کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی۔

دوسری روایت میں ہے جب انہیں کہا گیا اے بھگوڑو اس میں یہ دلیل ہے کہ وہ بھاگے تھے اور جنگ کو ترک کیا تھا یہاں تک کہ انہوں نے خود کہا ہم فرار اختیار کرنے والے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں وہ بات فرمائی جو پہلے گزر چکی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں جو ازواجِ مطہرات میں سے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سلمہ بن ہشام کی بیوی سے فرمایا کیا وجہ ہے میں سلمہ کو حضور ﷺ اور مومنوں کے ساتھ نہیں دیکھتی اس نے عرض کی وہ باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے جب بھی وہ گھر سے باہر نکلتے ہیں لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے سے بھاگے ہو، پس وہ گھر میں بیٹھ گئے ہیں اور باہر نہیں نکلتے۔

حضرت خالد کے واپس آنے کے بارے میں حضرت قیس کی معذرت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا قیس بن مسحر یعمری نے اس روز مسلمانوں کے حالات، حضرت خالد کے رویہ، مسلمانوں کے بچاؤ اور ان کو واپس لانے پر معذرت کرتے ہوئے کہا۔

فَوَاللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ نَفْسِيْ تَلُوْمُنِيْ عَلٰى مَوْقِفِيْ وَالْخَيْلُ قَابِعَةٌ قُبُلُ

اللہ کی قسم میرا نفس لگاتار مجھے ملامت کر رہا ہے اس امر پر کہ میں ٹھہر گیا تھا جبکہ گھوڑے ہچکچا رہے تھے۔

وَقَفْتُ بِهَا لَا مُسْتَجِيْزًا فَنَافِذًا وَ لَا مَانِعًا مَنْ كَانَ حُمَّ لَهُ الْقَتْلُ

میں وہاں ٹھہرا تھا اس لئے نہیں کہ پناہ طلب کروں اور کام نکالوں اور نہ ہی اس کا دفاع کرنا چاہتا تھا جس کے قتل کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

عَلٰى أَنَّنِيْ آسَيْتُ نَفْسِيْ بِخَالِدٍ اَلَا خَالِدٌ فِي الْقَوْمِ لَيْسَ لَهُ مِثْلُ

تعزیت کا کھانا

اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں کے لئے کھانا بنایا جائے کیونکہ وہ اپنے عزیز کی شہادت کی وجہ سے اس امر سے غافل ہو گئے ہیں۔ تعزیت کے کھانے کی یہی اصل ہے۔ عرب اسے وضیمہ کہتے ہیں جس طرح شادی کے کھانے کو ولیمہ، سفر سے واپس آنے والے کے کھانے کو نقیعہ اور عمارت بنانے پر پکائے جانے والے کھانے کو وکیرہ کہتے ہیں۔ حضرت زبیر نے عبداللہ بن جعفر سے ایک طویل حدیث میں اس کھانے کے بارے میں ذکر کیا جو آلِ جعفر کے لئے بنایا گیا تھا کہ حضور ﷺ کی لونڈی سلمٰی نے انہیں پیسا روٹی پر تیل لگایا اس پر سیاہ مرچ رکھی، حضرت عبداللہ نے کہا میں نے وہ روٹی کھائی حضور ﷺ نے تین دن تک مجھے میرے دو بھائیوں کے ساتھ روکے رکھا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حضرت خالد کی اقتداء میں دے دیا تھا خبردار خالد کا قوم میں کوئی مثل نہیں۔

وَ جَاشَتْ اِلَیَّ النَّفْسُ مِنْ نَحْوِ جَعْفَرٍ بِمُؤْتَةَ اِذْ لَا یَنْفَعُ النَّابِلَ النَّبْلُ

نفس میری طرف جوش مار رہا تھا کیونکہ حضرت جعفر موتہ میں شہادت پا چکے تھے جبکہ تیر اندازوں کے تیر نفع نہیں دے رہے تھے۔

وَ ضَمَّ اِلَیْنَا حَجْزَتَیْهِمْ کِلَیْهِمَا مُهَاجِرَةٌ لَا مُشْرِكُوْنَ وَ لَا عُزْلُ

حضرت خالد نے لشکر کے دونوں حصوں کو ہماری طرف جمع کر دیا تھا یہ لوگ مہاجر تھے مشرک نہیں تھے اور نہ ہی غیر مسلح تھے۔

لوگوں نے جس بارے میں اختلاف کیا تھا قیس نے اپنے اشعار میں اس کی وضاحت کر دی کہ مجاہدین بھاگ گئے تھے انہوں نے موت کو ناپسند کیا اور یہ بھی ثابت کیا کہ حضرت خالد اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگے تھے۔

ابن ہشام نے کہا ہمیں جو خبر پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ زہری نے کہا کہ مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید کو امیر بنایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا۔ حضرت خالد ان کے امیر تھے اور وہ حضور ﷺ کے پاس واپس آئے تھے۔

جنگ موتہ میں شہید ہونے والے اصحاب کے بارے میں حضرت حسان کے اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ کے وہ صحابہ جو غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے ان کے بارے میں جو اشعار کہے گئے ان میں حضرت حسان بن ثابت کے اشعار ہیں۔

تَاَوَّبَنِیْ لَیْلٌ بِیَثْرِبَ اَعْسَرُ وَ هَمٌّ اِذَا مَا نَوَّمَ النَّاسُ مُسْهِرُ

یثرب میں مجھ پر بڑی مشکل رات اور بیدار رکھنے والی مصیبت گزری ہے جبکہ لوگ پرسکون

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بارے میں مرثیہ

حضرت مولف نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ذکر کیا ہے۔ تاوبنی لیل بیثرب اعسر۔ یہاں اَعْسَر عَسِیر کے معنی میں ہے۔ قرآنِ حکیم میں ہے یَوْمٌ عَسِرٌ (القمر۔ ۸) شعر کی قرأت میں عسیر لفظ بھی ہے دونوں کا معنی ایک ہے جس نے عسُر یعسُر باب پڑھا ہے اس نے عُسیر یاء کے ساتھ پڑھا ہے جس نے عَسِرَ یَعْسِر پڑھا ہے اس نے اس کا اسم عَسِر اور اَعْسَر پڑھا ہے جس طرح حَیِق اور اَحْمَق آتا ہے۔

نیند سو رہے تھے۔

لِذِکْرٰی حَبِیْبٍ هَیَّجَتْ لِیْ عَبْرَةً سَفُوْحًا وَ اَسْبَابُ الْبُکَاءِ التَّذَکُّرُ

اپنے محبوب کے ذکر کرنے کی وجہ سے میرے آنسو شدت سے بہہ رہے تھے رونے کا محض سبب محبوب کی یاد تھی۔

بَلٰی اِنَّ فُقْدَانَ الْحَبِیْبِ بَلِیَّةٌ وَ کَمْ مِنْ کَرِیْمٍ یُبْتَلٰی ثُمَّ یَصْبِرُ

کیوں نہیں محبوب کا فراق بہت بڑی آزمائش ہے کتنے ہی کریم لوگ ہیں جنہیں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے پھر وہ صبر کرتے ہیں۔

رَاَیْتُ خِیَارَ الْمُؤْمِنِیْنَ تَوَارَدُوْا شَعُوْبَ وَ خَلْفًا بَعْدَهُمْ یَتَاَخَّرُ

میں نے بہترین لوگوں کو دیکھا کہ وہ موت کے گھاٹ پر یکے بعد دیگرے اترے اور ان کے بعد ان کے نائب دیر سے آتے ہیں۔

فَلَا یُبْعِدَنَّ اللّٰهُ قَتْلٰی تَتَابَعُوْا بِمُؤْتَةَ مِنْهُمْ ذُوْ الْجَنَاحَیْنِ جَعْفَرُ

اللہ تعالیٰ ان مقتولوں کو دور نہ کرے جو موتہ کے مقام پر پے در پے شہید ہوتے رہے ان میں ذوالجناحین حضرت جعفر ہیں۔

وَ زَیْدٌ وَ عَبْدُ اللّٰهِ حِیْنَ تَتَابَعُوْا جَمِیْعًا وَ اَسْبَابُ الْمَنِیَّةِ تَخْطِرُ

اسی میں حضرت حسان کا یہ شعر بھی ہے۔

بَهَالِیْلُ مِنْهُمْ جَعْفَرٌ وَ اِبْنُ اُمِّهٖ عَلِیٌّ وَ مِنْهُمْ اَحْمَدُ الْمُتَخَیَّرُ

یہاں بہالیل بہلول کی جمع ہے اس سے مراد روشن چہرے والا طویل انسان ہے۔ حضرت حسان کا یہ قول مِنْهُمْ اَحْمَدُ الْمُتَخَیَّرُ بعض لوگوں نے ان پر یہ اعتراض کیا کہ اس قول میں حضرت حسان نے احمد المتخیر کو ان کی طرف منسوب کیا جبکہ اس میں کوئی عیب والی بات نہیں کیونکہ یہ اضافت تعریف کے لئے نہیں بلکہ یہ اضافت تو ان کے لئے شرف کا باعث ہے کہ حضور ﷺ ان کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تاہم ابونواس کے قول میں عیب ظاہر ہے۔

کَیْفَ لَا یُدْنِیْکَ مِنْ اَمَلٍ مَنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ نَفَرِهٖ

کیا وجہ ہے کہ امید تجھے اس آدمی کے قریب نہیں کرتی، رسول اللہ ﷺ جس جماعت سے ہیں یہاں اس نے ایک چیز کا ذکر کیا اور اسی چیز کی طرف اضافت کر دی تو اس کی حیثیت بھی اسی طرح ہو گئی جس طرح اعشی پر عیب لگایا گیا۔

حضرت زید ہیں اور عبداللہ بن رواحہ ہیں یہ سب کے سب یکے بعد دیگرے موت کا جام چکھتے رہے جبکہ موت کے اسباب منڈلا رہے تھے۔

غَدَاةَ مَضَوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَقُوْدُهُمْ اِلَى الْمَوْتِ مَيْمُوْنُ النَّقِيْبَةِ اَزْهَرُ

اس صبح یہ مومنوں کے ساتھ جا رہے تھے جن کی موت کی طرف قیادت کر رہا تھا خوش بخت، سفید چہرے والا۔

اَغَرُّ كَضَوْءِ الْبَدْرِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ اَبِيٌّ اِذَا سِيْمَ الظُّلَامَةَ مِجْسَرُ

یوں روشن پیشانی والا جیسے چودھویں کا چاند، ہاشمی خاندان کا چشم و چراغ ہر برائی سے انکاری جب ظلم کو عام کیا جائے تو بڑا غیور۔

فَطَاعَنَ حَتّٰى مَالَ غَيْرَ مُوَسَّدٍ بِمُعْتَرَكٍ فِيْهِ قَنًا مُتَكَسِّرُ

شَتَّانَ مَا يَوْمِيْ عَلٰى كُوْرِهَا وَ يَوْمُ حَيَّانَ اَخِيْ جَابِرِ

حیان، جابر سے عمر رسیدہ اور ذی شرف تھا جب اعشیٰ نے اس کا تعارف جابر کے واسطہ سے کر دیا تو حیان ناراض ہو گیا اعشیٰ نے حیان کے سامنے اس پر معذرت پیش کی لیکن حیان نے معذرت قبول نہ کی، میں نے مہلہل بن یموت بن مزرع کے رسالہ میں دیکھا کہ علی بن اصغر نے کہا جو ابونواس کے راویوں میں سے ایک تھا جب ابونواس نے قصیدہ کہا۔ ایھا المنتاب علی عفرہ اور مجھے سنایا جب وہ اس شعر پر پہنچا کیف لا یدنیك من امل۔ من رسول الله من نفرہ۔

تو میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا کہ یہ بے موقع اور کمزور کلام ہے کیونکہ حضور ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ کی طرف لوگوں کو منسوب کیا جائے نہ کہ آپ کو دوسرے لوگوں کی طرف منسوب کیا جائے، میں نے کہا تو اس شعر کے عیب پر مطلع ہے تو اس نے مجھے جواب دیا، کلام عرب سے جاہل آدمی ہی اس پر عیب لگائے گا، میں نے تو اس شعر میں یہ ارادہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں جس قبیلہ سے میرا ممدوح تعلق رکھتا ہے، کیا تو نے شاعر اسلام حضرت حسان کا شعر نہیں سنا۔

وَمَا زَالَ فِي الْاِسْلَامِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ دَعَائِمُ عِزٍّ لَا تُرَامُ وَ مَفْخَرُ

بِهَا لَيْلٌ مِنْهُمْ جَعْفَرٌ وَ ابْنُ اُمِّهٖ عَلِيٌّ وَ مِنْهُمْ اَحْمَدُ الْمُتَخَيَّرُ

اور حضرت حسان کا یہ شعر۔ بھم تفرج اللاواء فی کل مازق یہاں مازق سے مراد جنگ اور خصومت کی تاریکیاں مراد ہیں۔ یہ ازقت الشیئی سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے تو نے اسے تنگ کر دیا۔ ذی رمہ کے قصہ میں ہے اس نے کہا میں نے ایک نوجوان کو دوسرے نوجوان سے کہتے ہوئے

اس نے نیزہ بازی میں مقابلہ کیا یہاں تک کہ جھک گیا جبکہ وہ کسی چیز کو تکیہ بنانے والا نہ تھا ایسے معرکہ میں جس میں ٹوٹنے والے نیزے تھے۔

فَصَارَ مَعَ الْمُسْتَشْهِدِيْنَ ثَوَابُهٗ جِنَانٌ وَ مُلْتَفُّ الْحَدَائِقِ اَخْضَرُ

پھر وہ شہیدوں میں سے ہو گیا اس کا ثواب جنتیں ہیں اور سرسبز و شاداب گھنے باغات۔

وَ كُنَّا نَرٰى فِيْ جَعْفَرٍ مِنْ مُحَمَّدٍ وَفَاءً وَاَمْرًا حَازِمًا حِيْنَ يَأْمُرُ

ہم حضرت جعفر میں دیکھتے تھے حضرت محمد ﷺ کی وفا اور محتاط امر جب بھی وہ حکم دیتے تھے۔

وَ مَا زَالَ فِي الْاِسْلَامِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ دَعَائِمُ عِزٍّ لَا يَزُلْنَ وَ مَفْخَرُ

اسلام میں ہمیشہ آلِ ہاشم کے ایسے افراد رہے ہیں جو عزت و فخر کے ستون رہے اور ہمیشہ رہیں گے۔

هُمْ جَبَلُ الْاِسْلَامِ وَالنَّاسُ حَوْلَهُمْ رِضَامٌ اِلٰى طَوْدٍ يَرُوْقُ وَ يَبْهَرُ

آلِ ہاشم اسلام کا پہاڑ ہیں اور لوگ ان کے اردگرد بڑے بڑے پتھر ہیں جو ٹیلے کے پاس پڑے ہیں یقیناً پہاڑ ان پر غالب رہتا ہے۔

بَهَالِيْلُ مِنْهُمْ جَعْفَرٌ وَابْنُ اُمِّهٖ عَلِيٌّ وَ مِنْهُمْ اَحْمَدُ الْمُتَخَيَّرُ

یہ روشن چہرے والے طویل القامت ہیں انہیں میں حضرت جعفر، ان کے بھائی حضرت علی اور ان میں سب سے چنے ہوئے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔

سَاقَدْ اَرَقْتُمْ هٰذِهِ الْاَ وَقَةَ حَتّٰى جَعَلْتُمُوْهَا كَالْمِيْمِ۔ تم نے اس گڑھے کو تنگ کر دیا یہاں تک کہ تم نے اسے میم بنا دیا پھر اپنی ایڑی اس میں رکھی پھر اسے حرکت دی یہاں تک کہ اسے وسیع کر دیا۔ عماس کا معنی تاریک، اَعْمس کا معنی کمزور نظر والا اور حفرۃ معمسۃ سے مراد ڈھکا ہوا گڑھا۔ شاعر نے کہا۔

فَاِنَّكَ قَدْ غَطَّيْتَ اَرْجَاءَ هُوَّةٍ مُعَمَّسَةٍ لَا يُسْتَبَانُ تُرَابُهَا

تو نے تاریک گڑھے کے اطراف کو ڈھانپ دیا ہے جس کی مٹی نظر نہیں آتی۔

بِثَوْبِكَ فِي الظَّلْمَاءِ ثُمَّ دَعَوْتَنِيْ فَجِئْتُ اِلَيْهَا سَادِرًا لَا اَهَابُهَا

تاریکی میں اپنے کپڑے کے ساتھ پھر تو نے مجھے دعوت دی تو میں اس کی طرف لاپرواہی سے آیا میں ڈرتا نہیں تھا۔

ابن انباری نے انہیں زرراہ بن عدس کے واقعہ میں ذکر کیا ہے۔

وَ حَمْزَةُ وَالعَبَّاسُ مِنْهُمْ وَ مِنْهُمْ عَقِيْلٌ وَ مَاءُ الْعُوْدِ مِنْ حَيْثُ يُعْصَرُ

ان میں حضرت حمزہ، حضرت عباس اور حضرت عقیل ہیں جہاں سے چاہو ان کی لکڑی کا پانی نچوڑ لو۔

بِهِمْ تُفْرَجُ اللأواهُ فِيْ كُلِّ مَأزِقٍ عَمَاسٍ اِذَا مَا ضَاقَ بِالنَّاسِ مَصْدَرُ

انہیں کے ذریعے دور کی جاتی ہے سختی ہر سخت تاریک تنگی میں (جنگ) جبکہ وہاں سے نکلنا لوگوں کے لئے مشکل ہوتا ہے۔

هُمْ اَوْلِيَاءُ اللهِ اَنْزَلَ حُكْمَهُ عَلَيْهِمْ وَ فِيْهِمْ ذَا الْكِتَابُ الْمُطَهَّرُ

یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا حکم نازل کیا ہے انہیں کے خاندان میں وہ ہستی ہے جو مقدس کتاب کی حامل ہے۔

حضرت کعب کے اشعار

نَامَ الْعُيُوْنُ وَ دَمْعُ عَيْنِكَ يَهْمُلُ سَحًّا كَمَا وَكَفَ الطِّبَابُ الْمُخْضِلُ

دنیا کی آنکھیں پرسکون نیند سو گئیں جبکہ تیری آنکھوں کے آنسو لگاتار بہہ رہے ہیں جیسے تر بتر بادلوں سے قطرات ٹپکتے ہیں۔

فِيْ لَيْلَةٍ وَرَدَتْ عَلَيَّ هُمُوْمُهَا طَوْرًا اَخِنُّ وَتَارَةً اَتَمَلْمَلُ

ایسی رات میں جس میں مجھ پر اس کے غموں نے ہجوم کر لیا کبھی تو چپکے چپکے رونے لگتا ہوں اور کبھی کروٹیں بدلنے لگتا ہوں۔

وَاعْتَادَنِيْ حُزْنٌ فَبِتُّ كَاَنَّنِيْ بِبَنَاتِ نَعْشٍ وَالسَّمَاكِ مُوَكَّلُ

حضرت کعب کے اشعار

حضرت مولف نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے اشعار ذکر کئے ہیں ان میں ہے۔

سَحًّا كَمَا وَكَفَ الطِّبَابُ الْمُخْضِلُ۔

طباب طبابہ کی جمع ہے اس سے مراد تھیلے میں دو دھاگوں کے درمیان کا فاصلہ ہے جب یہ باہم پیوست نہ ہوں تو تھیلے سے پانی ٹپک جاتا ہے۔ طباب طبہ کی جمع بھی آتی ہے، یہ لمبے ٹکڑے کو کہتے ہیں ان کا قول طَوْرًا اَخِنُّ جب خنین نقطے والی خاء کے ساتھ ہو تو روتے ہوئے آواز نکالنا جب نقطے کے بغیر حاء ہو تو اس میں رونا اور آنسو نہیں ہوتے۔

غم مجھ پر غالب آ گیا ہے میں نے یوں رات گزاری گویا میں بنات نعش اور ستارہ سماک کے حوالے کر دیا گیا ہوں۔

وَ كَاَنَّمَا بَيْنَ الْجَوَانِحِ وَالْحَشٰى مِمَّا تَاَوَّبَنِىْ شِهَابٌ مُدْخَلُ

گویا میری پسلیوں اور اندرونی اعضاء کے درمیان داخل کئے گئے شہاب نے جگہ بنالی ہے۔

وَجْدًا عَلَى النَّفَرِ الَّذِيْنَ تَتَابَعُوْا يَوْمًا بِمُؤْتَةَ اُسْنِدُوْا لَمْ يُنْقَلُوْ

یہ سب اس جماعت پر غم واندوہ کی وجہ سے ہے جو غزوۂ موتہ کے روز پے در پے شہید ہوتے رہے انہیں وہیں رہنے دیا گیا منتقل بھی نہ کیا گیا۔

صَلَّى الْاِلٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ فِتْيَةٍ وَ سَقٰى عِظَامَهُمُ الْغَمَامُ الْمُسْبِلُ

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں ان نوجوانوں پر اور ان کی ہڈیوں کو موسلا دھار برسنے والا بادل سیراب کرے۔

صَبَرُوْا بِمُؤْتَةَ لِلْاِلٰهِ نُفُوْسَهُمْ حَذَرَ الرَّدٰى وَ مَخَافَةً اَنْ يَّنْكُلُوْا

انہوں نے موتہ کے مقام پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے آپ کو باندھ لیا، ہلاکت سے ڈرتے ہوئے اور راہِ فرار اختیار کرنے کے خوف سے۔

فَمَضَوْا اَمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ كَاَنَّهُمْ فُنُقٌ عَلَيْهِنَّ الْحَدِيْدُ الْمُرْفَلُ

وہ مسلمانوں سے آگے آگے چلے گویا وہ نر اونٹ ہیں اور ان پر ایسی زرہیں ہیں جو زمین پر گھسٹ رہی ہیں۔

عربوں کے ہاں قبروں کے لئے بارش طلب کرنا

شاعر کا قول وَسَقٰى عِظَامَهُمُ الْغَمَامُ الْمُسْبِلُ۔ یہ ان لوگوں کے قول کو رد کرتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عرب دوستوں کی قبروں کے لئے بارش اس لئے طلب کرتے تھے تا کہ ان کی قبروں کا علاقہ سرسبز وشاداب ہو جائے اور انہیں چراگاہوں کی تلاش میں دوسرے علاقوں میں نہ جانا پڑے۔ قاسم بن ثابت نے دلائل میں کہا یہ حضرت کعب ہیں جو موتہ میں شہید ہونے والے صحابہ کی ہڈیوں کی سیرابی کی دعا کرتے ہیں یہ ان صحابہ کے ساتھ نہ تھے، اسی طرح ایک اور آدمی کا شعر ہے۔

سَقٰى مُطْغِيَاتِ الْمَحْلِ جُوْدًا وَدِيْمَةً عِظَامُ ابْنِ لَيْلٰى حَيْثُ كَانَ رَمِيْمُهَا

بادلوں نے سخاوت کرتے ہوئے اور موسلا دھار بارش کرتے ہوئے ابن لیلیٰ کی ہڈیوں کو سیراب کیا جہاں وہ بوسیدہ ہو چکی تھیں۔

اِذْ يَهْتَدُوْنَ بِجَعْفَرٍ وَلِوَائِهِ قُدَّامَ اَوَّلِهِمْ فَنِعْمَ الْاَوَّلُ

یہ لوگ حضرت جعفر طیار اور ان کے جھنڈے کے پیچھے پیچھے تھے حضرت جعفر ان سے آگے تھے اور پہلے سردار تھے یہ پہلے سردار کتنے اچھے تھے۔

حَتّٰى تَفَرَّجَتِ الصُّفُوْفُ وَ جَعْفَرٌ حَيْثُ الْتَقٰى وَعْثُ الصُّفُوْفِ مُجَدَّلُ

یہاں تک صفوں میں حرکت ہوئی اور حضرت جعفر وہاں ہی شہید ہو گئے جہاں دونوں جماعتوں کی صفیں برسرِ پیکار ہوئیں۔

فَتَغَيَّرَ الْقَمَرُ الْمُنِيْرُ لِفَقْدِهٖ وَالشَّمْسُ قَدْ كَسَفَتْ وَ كَادَتْ تَأْفِلُ

آپ کے نہ رہنے سے بدرِ منیر کا رنگ بھی بدل گیا اور سورج کو گرہن لگ گیا قریب تھا کہ وہ غروب ہو جاتا۔

قَرْمٌ عَلَا بُنْيَانُهٗ مِنْ هَاشِمٍ فَرْعًا اَشَمَّ وَ سُؤْدَدًا مَا يُنْقَلُ

حضرت جعفر ایسے سردار تھے جن کی عمارت بلندی اور سرداری میں ہاشم سے اٹھی تھی جسے منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

قَوْمٌ بِهِمْ عَصَمَ الْاِلٰهُ عِبَادَهٗ وَ عَلَيْهِمْ نَزَلَ الْكِتَابُ الْمُنْزَلُ

یہ وہ قوم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گمراہی سے بچایا ہے اور انہیں کے اوپر قرآن حکیم نازل ہوا ہے۔

فَضَلُوْا الْمَعَاشِرَ عِزَّةً وَ تَكَرُّمًا وَ تَغَمَّدَتْ اَحْلَامُهُمْ مَنْ يَّجْهَلُ

عزت و شرف میں وہ تمام قبائل پر فضیلت رکھتے ہیں اور ان کے تدبر و فہم نے جاہلوں کو پردہ میں لے لیا ہے۔

شاعر کا قول حَيْثُ كَانَ دَمِيْمُهَا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شاعر اس جگہ موجود نہیں تھا یہ ان کی قبروں کے لئے جو بارش طلب کرتے تھے وہ ان کے لئے رحمت کے طلب گار تھے کیونکہ سیراب کرنا رحمت ہے اور اس کی ضد عذاب ہے۔ شاعر کا قول کانهم فُنُق۔ فنق فنیق کی جمع ہے اس سے مراد نہر ہے جس طرح ایک اور نے کہا هو طَخِيم وہ متکبر ہے۔

مَعِىْ كُلُّ فَضْفَاضِ الرِّدَاءِ كَاَنَّهٗ اِذَا مَا سَرَتْ فِيْهِ الْمُدَامُ فَنِيْقُ

میرے پاس ہر قسم کی وسعت و خوشحالی ہے جب اس میں شراب سرایت کرتی تو گویا وہ (جانور) متکبر ہے۔

لَا يُطْلِقُوْنَ اِلَى السَّنَاهِ حُبَاهُمْ وَ يُرٰى خَطِيْبُهُمْ بِحَقٍّ يَفْصِلُ

وہ حماقت و بے وقوفی کے لئے اپنی کمریں نہیں کستے اور ان کے خطیب کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ حق بات کرتا ہے جو قول فیصل ہوتی ہے۔

بِيْضُ الْوُجُوْهِ تَرٰى بُطُوْنَ اَكُفِّهِمْ تَنْدٰى اِذَا اعْتَذَرَ الزَّمَانُ الْمُمْحِلُ

یہ روشن چہروں والے ہیں ان کی ہتھیلیاں اس وقت بھی سخاوت کرتی دکھائی دیتی ہیں جبکہ قحط کا مارا زمانہ معذرت کرتا ہے۔

وَ بِهَدْيِهِمْ رَضِيَ الْاِلٰهُ لِخَلْقِهٖ وَ بِجَدِّهِمْ نُصِرَ النَّبِيُّ الْمُرْسَلُ

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے ان کے سیرت و کردار کو پسند فرمایا اور ان کی سعی و کاوش کے ساتھ نبی کریم کی مدد کی گئی۔

فَتَغَيَّرَ الْقَمَرُ الْمُنِيْرُ لِفَقْدِهٖ وَالشَّمْسُ قَدْ كُسِفَتْ وَقَدْ كَادَتْ تَاْفِلُ

اس کے نہ ہونے سے روشن چاند متغیر ہو گیا اور سورج کو گرہن لگ گیا قریب تھا کہ وہ غروب ہو جاتا۔

شاعر کا قول حق ہے اگر وہ قمر سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ذات لے تو وہ پہلے آپ کو قمر بناتا ہے پھر آپ کو سورج بناتا ہے۔ یقیناً حضرت جعفر کی شہادت کی وجہ سے آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اگر قمر سے مراد چاند لے تو پھر بھی کلام کا معنی درست ہو گا کیونکہ اس سے مقصود غم اور مصیبت کی عظمت ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ جب شاعر کے کلام سے اس کا معنی سمجھ آ جائے تو کسی چیز میں مبالغہ کرنا کوئی جھوٹ نہیں کیا تم حضور ﷺ کے ارشاد کو نہیں دیکھتے۔ اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو ادب سکھانے میں بڑا سخت ہے۔ حضور ﷺ کا کلام حق ہے، علماء نے شاعر طفیل غنوی کے کلام کے بارے میں بھی یہی کہا ہے۔

اِذَا مَا غَضِبْنَا غَضْبَةً مُضَرِيَّةً هَتَكْنَا حِجَابَ الشَّمْسِ اَوْ قَطَرَتْ دَمَا

جب ہم مضری غصہ کریں تو ہم سورج کے حجاب کو پھاڑ دیں یا وہ خون گرانا شروع کر دے۔

یہاں شاعر نے ارادہ کیا کہ ہم نے بہت برا اور سخت کام کیا ہے تو اس نے اس کے لئے ایک ضرب المثل ذکر کی کہ ہم نے سورج کے حجاب کو تار تار کر دیا۔ اس کا مدعا سمجھ لیا گیا اس لئے یہ جھوٹ نہیں، جھوٹ یہ تھا کہ وہ کہتا ہم نے ایسا کیا جبکہ انہوں نے ایسا نہ کیا ہوتا، وہ کہتا ہم نے قتل کیا جبکہ انہوں نے قتل نہ کیا ہوتا۔

حضرت حسان کے حضرت جعفر طیار کی شہادت کے بارے میں اشعار

وَ لَقَدْ بَكَيْتُ وَ عَزَّ مَهْلَكُ جَعْفَرٍ   حِبِّ النَّبِيِّ عَلَى الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا

تحقیق میں رویا اور حضرت جعفر کی شہادت مجھ پر گراں گزری وہ جعفر جو تمام جہاں پر اللہ تعالیٰ کے نبی کے محبوب ہوں۔

وَ لَقَدْ جَزِعْتُ وَ قُلْتُ حِيْنَ نُعِيْتَ لِيْ   مَنْ لِلْجِلَادِ لَدَى الْعُقَابِ وَ ظِلِّهَا

اور تحقیق میں نے آہ وفغاں کی اور میں نے اس وقت کہا جب مجھے اس کی موت کی خبر دی گئی کون مقابلہ کرے گا عقاب نامی جھنڈے اور اس کے سائے میں۔

بِالْبِيْضِ حِيْنَ تُسَلُّ مِنْ اَغْمَادِهَا   ضَرْبًا وَ اِنْهَالِ الرِّمَاحِ وَ عَلِّهَا

سفید تلواروں کے ساتھ جب انہیں نیام سے سونتا جائے گا ضرب لگانے کے لئے اور نیزوں کے لگاتار پڑنے اور ان کی پیاس بجھانے کی وقت۔

بَعْدَ ابْنِ فَاطِمَةَ الْمُبَارِكِ جَعْفَرٍ   خَيْرِ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا وَ اَجَلِّهَا

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اشعار

حضرت مولف نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار ذکر کئے ہیں۔ بعض اشعار میں تضمین ہے جس طرح ان کا قول واذلها ایک شعر کے آغاز میں للحق کہا، ایک دوسرے شعر میں واقلها کہا، اس کے بعد والے شعر میں فحشا کہا یہ سب تضمین ہیں۔

قدام نے کتاب نقد الشعر میں کہا کہ یہ شعراء کے نزدیک عیب ہے، میری زندگی کی قسم اس میں اعتراض کی گنجائش ہے کیونکہ شعر کے آخری حصہ پر وقف کیا جاتا ہے۔ واذلها واقلها جیسے الفاظ میں یہ مذمت کا وہم دلاتا ہے۔ زبرقان، مخبل سعدی پر ایک کلمہ کی وجہ سے غالب آ گیا جو مخبل نے کہا تھا جو زبرقان سے اچھا شاعر تھا۔ مخبل سعدی کا نام کعب تھا لیکن جب مخبل سعدی نے زبرقان کی ہجو کرتے ہوئے کہا۔

وَاَبُوْكَ بَدْرٌ كَانَ يَنْتَهِزُ الْخُصِيٰ   وَ اَبِيْ الْجَوَادُ رَبِيْعَة بْنُ قِتَالَ

تیرا باپ بدر تھا جو خصیہ کو غنیمت جانتا جبکہ میرا باپ سخی ہے جس کا نام ربیعہ بن قتال ہے۔

اس نے اپنی کلام کو وابی کے ساتھ ملایا۔

زبرقان نے اسے کہا پس اس میں کوئی حرج نہیں اور مخبل پر ہنسا اور زبرقان اس پر غالب آ گیا

فاطمہ کے بیٹے جو مبارک ہیں جن کا نام جعفر ہے جو تمام انسانوں سے بہترین اور عظیم ہیں۔

رُزْءً ا وَ اَکْرَمِهَا جَمِیْعًا مُحْتِدًا ۔ وَ اَعَزِّهَا مُتَظَلِّمًا وَ اَذَلِّهَا

از روئے موت کے، سب سے معزز ہیں، اعلیٰ نسب والے ہیں ظلم قبول نہ کرنے میں قوی و غالب اور سب سے زیادہ عاجزی کرنے والے۔

لِلْحَقِّ حِیْنَ یَنُوْبُ غَیْرَ تَنَحُّلٍ ۔ کَذِبًا وَ اَنْدَاهَا یَدًا وَ اَقَلِّهَا

حق کے لئے جب کوئی ایسا معاملہ آجائے تو بغیر کسی جھوٹ و نفاق کے اپنانے والے سب سے زیادہ سخی، سب سے کم۔

فُحْشًا وَ اَکْثَرِهَا اِذَا مَا یُحْتَذٰی ۔ فَضْلًا وَ اَبْذَلِهَا نَدًی وَ اَبَلِّهَا

(سب سے کم) فحش گفتگو کرنے والے جب سخاوت میں مقابلہ کا عالم ہو تو فضل میں سب سے بڑھ کر، سب سے زیادہ مال خرچ کرنے والے اور سب سے زیادہ کشادہ دل ہیں۔

بِالْعُرْفِ غَیْرَ مُحَمَّدٍ لَامِثْلُهٗ ۔ حَیٌّ مِنْ اَحْیَاءِ الْبَرِیَّةِ کُلِّهَا

نیکی کرنے میں سوائے سرور دو عالم کے کیونکہ آپ کی مثال نہیں تمام انسانوں میں۔

جب شعر کے درمیان یہ عیب ہے تو آخر میں اس کا وجود تو بدرجہ اولیٰ عیب کا باعث ہے جبکہ وہ مذمت کا وہم دلائے، یہ وہم دوسرے شعر سے دور ہوتا ہے یہ اسلوب معانی کی حفاظت اور اعتراض سے بچاؤ کی صورت نہیں۔ حضرت حسان کا یہ قول عَیْنٌ جُوْدِیْ بِدَمْعِكِ الْمَنْزُوْرِ۔ نذر کا معنی قلیل ہے۔ یہاں قلیل کا ذکر مناسب نہیں لیکن یہ نزرت الرجل سے مشتق ہے، جب تو اس کو لازم پکڑے اور نذرت الشئی سے مشتق ہے جس کا معنی ہے تو اس کو ختم کر دے۔ اس معنی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے نَزَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جواب لینے میں اصرار کیا۔ اس میں اصح تخفیف ہے، شاعر نے کہا۔

فَخُذْ عَفْوَ مَنْ تَهْوَاهُ لَا تَنْزُرَنَّهٗ ۔ فَعِنْدَ بُلُوْغِ الْکَدْرِ نَق الْمَشَارِبِ

جس سے تو محبت کرتا ہے اسے معاف کرنا لازم پکڑ، اس سے اصرار نہ کر جب آلودگی پیدا ہو جائے تو اپنے گھاٹ کو صاف کر۔

حضرت حسان کا قول یَوْمَ رَاحُوْا فِیْ وَقْعَةِ التَّغْوِیْرِ۔

جس روز مسلمانوں کی افواج راہ فرار اختیار کر کے واپس آئیں۔

یہ غَوَّرْتُ کا مصدر ہے، یہ اس وقت بولتے ہیں جب قیلولہ کرنے والا دوپہر کرے، یوں بھی کہا

حضرت حسان کے حضرت زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کے بارے میں اشعار

عَیْنُ جُوْدِیْ بِدَمْعِكِ الْمَنْزُوْرِ ۔۔۔ وَاذْكُرِیْ فِی الرَّخَاءِ اَهْلَ الْقُبُوْرِ

اے آنکھ سخاوت کر اپنے بچے کھچے آنسوؤں کے ساتھ اور خوشحالی کے دنوں میں اہل قبور کو یاد کر۔

وَاذْكُرِیْ مُؤْتَةَ وَ مَا كَانَ فِیْهَا ۔۔۔ یَوْمَ رَاحُوْا فِیْ وَقْعَةِ التَّغْوِیْرِ

تو موتہ کو یاد کر اور اسے یاد کر جو موتہ میں واقعہ پیش آیا جس روز مسلمانوں کی فوجیں واپس ہوئیں فرار اختیار کر کے۔

حِیْنَ رَاحُوْا وَ غَادَرُوْا ثُمَّ زَیْدًا ۔۔۔ نِعْمَ مَأْوَى الضَّرِیْكِ وَالْمَأْسُوْرِ

جب وہ لوگ واپس آئے اور زید کو وہاں ہی چھوڑ آئے جبکہ وہ جگہ فقیر اور قیدی کا کتنا اچھا ٹھکانہ بنی۔

حِبَّ خَیْرِ الْاَنَامِ طُرًّا جَمِیْعًا ۔۔۔ سَیِّدَ النَّاسِ حُبُّهُ فِی الصُّدُوْرِ

وہ تمام مخلوق کے سردار کے محبوب تھے لوگوں کے سردار تھے ان کی محبت سینوں میں نقش ہے۔

ذَاكُمْ اَحْمَدُ الَّذِیْ لَا سِوَاهُ ۔۔۔ ذَاكَ حُزْنِیْ لَهُ مَعًا وَ سُرُوْرِیْ

وہ حضور ﷺ کی ذات ہے آپ کے سوا کوئی ذات نہیں جن کے حزن کے ساتھ میرا حزن اور جن کی خوشی کے ساتھ میری خوشی ہے۔

اِنَّ زَیْدًا قَدْ كَانَ مِنَّا بِاَمْرٍ ۔۔۔ لَیْسَ اَمْرَ الْمُكَذَّبِ الْمَغْرُوْرِ

بے شک زید ہماری طرف سے ایک ایسا فریضہ سرانجام دے رہے تھے یہ کسی جھٹلائے گئے مغرور آدمی کا کام نہ تھا۔

ثُمَّ جُوْدِیْ لِلْخَزْرَجِیِّ بِدَمْعٍ ۔۔۔ سَیِّدًا كَانَ ثُمَّ غَیْرَ نَزُوْرِ

جاتا ہے۔ اَغْوَرَ فَهُوَ مُغْوِرٌ۔ حدیث افک میں ہے۔ مُغْوِرِیْنَ فِیْ نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ۔ مغور میں واؤ کا ہونا صحیح ہے اسی سے اغور میں بھی واؤ کا ہونا صحیح ہے کیونکہ فعل کی بنا حرف زائدہ پر ہے جس طرح اِسْتَحْوَذَ اور اَغْیَلَتِ الْمَرْاَةُ مگر اَغَارَ عَلَى الْعَدُوِّ اور لَا اَغَارَ الْحَبْلَ اس طرح نہیں ہیں۔

جنگ موتہ کے شہداء میں ابوکلیب بن ابی صعصعہ کا ذکر کیا ہے۔ ابن ہشام نے کہا ان میں ابو کلاب ہے لوگوں کے ہاں پہلا معروف ہے۔ ابوعمر نے کہا صحابہ میں کوئی ایسا شخص معروف نہیں جسے ابو کلیب کہا جاتا ہو۔

پھر اے آنکھ تو خزرجی کے لئے آنسو بہا جو وہاں سردار تھا اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

قَدْ اَتَانَا مِنْ قَتْلِهِمْ مَا كَفَانَا فَبِحُزْنٍ نَبِيْتُ غَيْرِ سُرُوْرِ

ہم تک ان کے قتل کی ایسی خبریں آئیں جو ہمارے لئے کافی ہو گئیں ہم دکھ کے ساتھ رات گزارتے ہیں خوشی کا نام ونشان نہیں۔

ایک مسلمان شاعر نے کہا جوان مسلمانوں میں سے تھا جو غزوۂ موتہ سے واپس آئے تھے۔

كَفٰى حَزَنًا اَنِّيْ رَجَعْتُ وَ جَعْفَرٌ وَ زَيْدٌ وَ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْ رَمْسِ اَقْبُرٖ

میرے لئے یہی غم کافی ہے کہ میں لوٹ آیا جبکہ جعفر، زید اور عبداللہ قبروں کی مٹی میں رہ گئے ہیں۔

قَضَوْا نَحْبَهُمْ لَمَّا مَضَوْا لِسَبِيْلِهِمْ وَ خُلِّفْتُ لِلْبَلْوٰى مَعَ الْمُتَغَبِّرِ

انہوں نے اپنا مقصد پا لیا جب وہ شہادت کی راہ پر چلے جبکہ میں پراگندہ حالت کے ساتھ آزمائش کے لئے پیچھے رہ گیا۔

ثَلَاثَةُ رَهْطٍ قُدِّمُوْا فَتَقَدَّمُوْا اِلٰى وِرْدِ مَكْرُوْهٍ مِنَ الْمَوْتِ اَحْمَرِ

یہ تین گروہ تھے جو آگے بڑھائے گئے تو یہ آگے بڑھ گئے موت کے ناپسندیدہ سرخ گھاٹ کی طرف۔

جنگ موتہ کے شہداء

قریش کے ان خاندانوں میں سے یہ شہداء تھے۔ بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

بنی عدی بن کعب میں سے حضرت مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ بنی مالک بن حسل میں سے وھب بن سعد بن ابی سرح۔

انصار میں سے ان خاندانوں میں سے یہ شہداء تھے۔

بنی حارث بن خزرج میں سے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت عباد بن قیس۔

بنی غنم بن مالک بن نجار میں سے حارث بن نعمان بن اساف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم بنی مازن بن نجار میں سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

ابن ہشام نے کہا ابن شہاب نے جنگ موتہ میں جن شہداء کا ذکر کیا ہے ان میں بنی مازن بن نجار میں سے ابوکلیب اور جابر جو عمرو بن زید بن عوف بن مبذول کے بیٹے تھے اور حقیقی بھائی تھے۔

بنی مالک بن افصی میں سے عمرو اور عامر جو سعد بن حارث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی ہے۔

ابن ہشام نے کہا عمرو کے بیٹے ابوکلاب اور جابر تھے۔

فتح مکہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جنگ موتہ کے لئے لشکر بھیجنے کے بعد حضور ﷺ نے جمادی الثانیہ اور رجب مدینہ طیبہ میں گزارا۔ پھر بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا، بنو خزاعہ مکہ مکرمہ کے زیریں علاقہ میں اپنے چشمہ پر آباد تھے جس کا نام وتیر تھا بنی بکر اور بنو خزاعہ کے درمیان جھگڑا اس وجہ سے ہوا کہ ایک حضرمی جس کا نام مالک بن عباد تھا وہ ان دنوں اسود بن ازن کا حلیف تھا، تجارت کی غرض سے نکلا جب خزاعہ کے علاقہ میں آیا تو بنو خزاعہ نے اس پر حملہ کیا اسے قتل کر دیا اور مال چھین لیا بنو بکر نے بنو خزاعہ کے ایک آدمی پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ بنو خزاعہ نے اسلام آنے سے تھوڑا پہلے اسود بن رزن دیلی کے بیٹوں سلمیٰ، کلثوم اور ذویب پر حملہ کیا یہ بنو کنانہ کے سردار شمار ہوتے تھے اور مقامِ عرفات میں انہیں حرم کی حدود کے نشانات کے پاس قتل کر دیا۔ ابن اسحاق نے کہا مجھے بنی دیل کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ دورِ جاہلیت میں بنو اسود کا کوئی آدمی مارا جاتا تو انہیں دو دیتیں دی جاتی تھیں جبکہ ہمیں صرف ایک دیت دی جاتی یہ فرق ان کی فضیلت کی وجہ سے تھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بنو بکر اور بنو خزاعہ اسی حالت میں جنگ میں تھے کہ اسلام ان کے درمیان حائل ہو گیا، لوگ اسلام کے بارے میں سرگرمیوں میں لگ گئے جب رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان صلح حدیبیہ ہوئی قریش اور رسول اللہ ﷺ نے جو شرط لگائی اس کا ذکر میرے سامنے زہری نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے مسور بن مخرمہ، مروان بن حکم اور

فتح مکہ

حضرت مؤلف نے اسود بن رزن کنانی میں رزن کو راء کے فتحہ کے ساتھ ذکر کیا ہے جبکہ شیخ حافظ ابو بحر نے ذکر کیا ہے کہ ابو الولید نے راء کے کسرہ کے ساتھ اسے درست کرایا، کہا رزن پتھر میں ایسے گڑھے کو کہتے ہیں جو پانی روک لیتا ہے۔ کتاب العین میں ہے رزن ایسا ٹیلہ جو پانی کو روک لیتا ہے۔ معنی میں ایک دوسرے کے قریب قریب ہے، حضرت مؤلف نے بنی رزن بن بکر کا ذکر کیا اس دُئل کا بھی قول کیا گیا۔ ہم نے اس بارے میں جو کچھ اہل لغت اور نسب کے ماہرین نے کہا تفصیلی گفتگو کتاب کے آغاز میں کی ہے ہم نے وہاں عرب میں ہر دیل (قبیلہ) اور دول (حکومت) کا ذکر کیا ہے۔ الحمد للہ۔

دوسرے علماء سے بیان کیا کہ جو قبیلہ حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہونا چاہے وہ آپ کے ساتھ شریک ہو جائے اور جو قریش کے ساتھ عہد میں شریک ہونا چاہے تو ان کے ساتھ شامل ہو جائے، بنو بکر قریش کے ساتھ عہد میں شریک ہو گئے اور بنو خزاعہ حضور ﷺ کے ساتھ عہد میں شامل ہو گئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب صلح ہو گئی تو بنو بکر میں سے بنو دیل نے غنیمت جانا کہ وہ بنو خزاعہ سے اپنا بدلہ لے لیں بنو بکر نے کہا اسود بن ازن کے ان بیٹوں کا ان لوگوں سے انتقام لے لیں جو مارے گئے تھے۔ نوفل بن معاویہ دیلی بنو دیل کے آدمی لے کر نکلا، ان دنوں یہ ان کا سردار تھا تمام بنو بکر نے اس کی موافقت نہ کی اس نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا جبکہ وہ اپنے چشمہ وتیر پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا، دونوں گروہ گتھم گتھا ہو گئے، قریش نے اسلحہ کے ساتھ بنو بکر کی مدد کی۔ قریش میں سے جس نے بھی جنگ میں حصہ لیا خفیہ طریقہ سے حصہ لیا یہاں تک کہ بنو بکر بنو خزاعہ کو حرم کی حدود کی طرف دھکیل کر لے آئے، جب حرم کی حدود تک پہنچ گئے تو بنو بکر نے کہا اے نوفل ہم حرم میں پہنچ گئے، اپنے معبود سے ڈرو، اپنے معبود سے ڈرو۔ اس نے کہا بات بہت بڑی ہے آج اس کا کوئی الہ نہیں۔ اے بنو بکر اپنا انتقام لے لو میری زندگی کی قسم تم حرم میں چوری کرتے ہو کیا تم انتقام نہیں لیتے۔ جس رات بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اس روز انہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا جس کا نام منبہ تھا، منبہ ایک کمزور دل والا آدمی تھا وہ اور اس کی قوم کا ایک آدمی نکلا جس کا نام تمیم بن اسد تھا، منبہ نے تمیم سے کہا اے تمیم اپنا بچاؤ کرو جہاں تک میرا تعلق ہے اللہ کی قسم! میں تو مرنے والا ہوں۔ وہ مجھے قتل کریں یا چھوڑ دیں میرا تو دل پھٹا جاتا ہے، تمیم چلا اور وہاں سے نکل گیا۔ بنو بکر نے منبہ کو پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا جب بنو خزاعہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے تو انہوں نے بدیل بن ورقاء اور ان کے مولیٰ کے ہاں پناہ لی جس کا نام رافع تھا، تمیم نے منبہ کو چھوڑ کر بھاگ آنے پر معذرت کرتے ہوئے کہا۔

تمیم بن اسد کے اشعار

لَمَّا رَأَيْتُ بَنِيْ نُفَاثَةَ اَقْبَلُوْا يَغْشَوْنَ كُلَّ وَتِيْرَةٍ وَ حِجَابِ

جب میں نے بنو نفاثہ کو دیکھا وہ چھائے جا رہے ہیں ہر نرم اور پست زمین پر۔

حضرت مولف نے تمیم بن اسد کے اشعار کا ذکر کیا ہے اس میں ایک مصرعہ ہے۔

یزجون کل مقلص خناب۔ خناب گھوڑے سے طویل قامت انسان کو کہتے ہیں، جمہرہ میں

صَخْرًا وَ دَزْنًا لَا عَرِيْبَ سِوَاهُمْ يُزْجُوْنَ كُلَّ مُقَلَّصٍ خَنَّابِ

پتھریلی اور نشیبی زمین پر ان کے سواء کوئی نہیں وہ مضبوط اور کھلے نتھنے والے اونٹوں کو ہانک رہے ہیں۔

وَ ذَكَرْتُ ذَحْلًا عِنْدَنَا مُتَقَادِمًا فِيْمَا مَضٰى مِنْ سَالِفِ الْاَحْقَابِ

اور مجھے یاد آ گیا پرانا خون بہا جو ہمارے ذمہ تھا، جو گذشتہ سالوں سے ہم پر چلا آ رہا تھا۔

وَ نَشِيْتُ رِيْحَ الْمَوْتِ مِنْ تِلْقَائِهِمْ وَ رَهِبْتُ وَقْعَ مُهَنَّدٍ قَضَّابِ

اور میں نے موت کی خوشبو ان کی طرف سے سونگھ لی اور مجھ پر کاٹ دار ہندی تلواروں کے پڑنے کا رعب طاری ہو گیا۔

وَ عَرَفْتُ اَنْ مَنْ تَثْقَفُوْهُ يَتْرُكُوْهُ لَحْمًا لِمُجْرِيَةٍ وَ شِلْوَ غُرَابِ

اور میں پہچان گیا کہ جسے وہ مار ڈالیں گے وہ اسے بطور ثبوت چھوڑ جائیں گے، شیرنی کے لئے اور کوؤں کے لئے۔

قَوَّمْتُ رِجْلًا لَا اَخَافُ عِثَارَهَا وَ طَرَحْتُ بِالْمَتْنِ الْعَرَاءِ ثِيَابِيْ

میں نے اپنا پاؤں سیدھا کیا جس کے پھسلنے کا مجھے کوئی خوف نہ تھا اور میں نے اپنے کپڑے

اسی طرح آیا ہے، خناب کھلے نتھنوں والے کو بھی کہتے ہیں، خنابہ ناک کی ایک طرف کو کہتے ہیں، عین میں ہے بھاری بھرکم آدمی کو خناب کہتے ہیں، احمق کو خناب کہتے ہیں۔ گھوڑوں میں سے مقلص اسے کہتے ہیں جس کا پیٹ سمٹا ہوا اور ٹانگیں بٹی ہوئی مضبوط ہوں، اگر تو مقلص کو اسم فاعل کا صیغہ پڑھے تو اس وقت یہ قلصت الابل سے مشتق ہوگا، اس وقت اس کا معنی ہوگا کہ وہ سوار کو منزل کی طرف جلدی لے گئی۔ صاحب العین نے یہی کہا ہے۔

انہیں اشعار میں ظل عقاب کے الفاظ ہیں، عقاب کا معنی جھنڈا ہے۔ حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا، قطری بن فجاءہ کا قول اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ہر جھنڈے کو عقاب کہتے ہیں۔ قطری کی کنیت ابونعامہ تھی یہ خارجیوں کا رئیس تھا۔

يَا رُبَّ ظِلِّ عُقَابٍ قَدْ وَقَيْتُ بِهَا مُهْرِيْ مِنَ الشَّمْسِ وَالْاَبْطَالُ تَجْتَلِدُ

کتنے ہی جھنڈوں کے سائے ہیں جن سے میں نے گھوڑے کو سورج کی شعاعوں سے بچایا جبکہ بہادر بہادری دکھا رہا ہے انہیں اشعار میں يَبُلُّ مَشَافِرَ الْقَبْقَابِ کے الفاظ ہیں قبقاب سے مراد اس نے شرمگاہ لی ہے جبکہ قبقاب کا معنی پیٹ بھی ہے۔

برہنہ زمین پر پھینک دیے۔

وَ نَجَوْتُ لَا يَنْجُوْ نَجَائِيْ اَحْقَبُ عِلْجٌ اَقَبُّ مُشَيِّرُ الْاَقْرَابِ

اور میں نے بھاگ کر نجات پائی اور میری نجات جیسی نجات وہ مضبوط جنگی گدھا بھی نہیں پاتا جو پتلی کمر والا ہو اور پہلوؤں کو چست رکھنے والا ہو۔

تَلْحٰى وَ لَوْ شَهِدَتْ لَكَانَ نَكِيْرُهَا بَوْلًا يَبُلُّ مَشَافِرَ الْقَبْقَابِ

وہ مجھے ملامت کرتی ہے اگر وہ خود دیکھتی تو اس کا یہی تعجب اس کے بول کا باعث ہوتا جو اس کی راتوں کو ترک کر دیتا۔

اَلْقَوْمُ اَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ مُنَبِّهًا عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ فَاسْئَلِيْ اَصْحَابِيْ

میری قوم خوب جانتی ہے کہ میں نے خوشی سے منبہ کو نہیں چھوڑا (اگر شک ہو) تو میرے دوستوں سے پوچھ لو۔

ابن ہشام نے کہا بیان کیا جاتا ہے کہ اشعار حبیب بن عبداللہ ہذلی کے ہیں اور اس کا شعر وَذُكِرَتْ ذَحْلًا عِنْدَنَا مُتَقَادِمًا ابو عبیدہ سے مروی ہے اور اس کا قول خناب، عِلْجٌ اَقَبُّ مُشَيِّرُ الْاَقْرَابِ بھی اسی سے مروی ہے۔

کنانہ اور خزاعہ کے درمیان جنگ کے بارے میں اخرز کے اشعار

اَلَا هَلْ اَتٰى قُصْوَى الْاَحَابِيْشِ اَنَّنَا رَدَدْنَا بَنِيْ كَعْبٍ بِاَفْوَقَ نَاصِلِ

کیا احابیش کے معزز لوگوں کو یہ خبر پہنچی گئی ہے کہ ہم نے بنو کعب کو واپس کر دیا ٹوٹے پروں والے تیروں کے ساتھ۔

حَبَسْنَاهُمْ فِيْ دَارَةِ الْعَبْدِ رَافِعٍ وَ عِنْدَ بُدَيْلٍ مَحْبِسًا غَيْرَ طَائِلِ

ہم نے رافع غلام اور بدیل کے گھر میں انہیں قید کر کے انہیں مجبور محض بنا دیا ہے۔

بِدَارِ الذَّلِيْلِ الْاٰخِذِ الضَّيْمَ بَعْدَ مَا شَفَيْنَا النُّفُوْسَ مِنْهُمْ بِالْمَنَاصِلِ

ایسے ذلیل آدمی کے گھر میں انہیں قید کر دیا جو ظلم کو قبول کر لیتا ہے بعد اس کے کہ ہم نے تلواروں سے نفوس کی پیاس بجھائی۔

حَبَسْنَاهُمْ حَتّٰى اِذَا طَالَ يَوْمُهُمْ نَفَحْنَا لَهُمْ مِنْ كُلِّ شِعْبٍ بِوَابِلِ

اخرز کے اشعار

مولف نے اخرز کے اشعار ذکر کیے ہیں ان کے آخری شعر میں ہے۔ قَفَا ثَوْرُ حَفَّانُ النَّعَامِ

ہم نے انہیں محبوس رکھا یہاں تک کہ جب طویل وقت گزر گیا تو ہم نے ہر طرف سے ان پر نیزوں اور تیروں کی بارش کر دی۔

نُذَبِّحُهُمْ ذَبْحَ التُّيُوْسِ كَاَنَّنَا اُسُوْدٌ تَبَارٰى فِيْهِمْ بِالْقَوَاصِلِ

ہم انہیں ایسے ذبح کر رہے تھے جیسے مینڈھے ذبح کئے جاتے ہیں گویا ہم شیر ہیں جو دانتوں سے انہیں چیر پھاڑ رہے ہیں۔

هُمْ ظَلَمُوْنَ وَاعْتَدَوْا فِيْ مَسِيْرِهِمْ وَ كَانُوْا لَدَى الْاَنْصَابِ اَوَّلَ قَاتِلِ

انہوں نے ہم پر ظلم کیا اور اپنے راستہ میں ہم پر تجاوز کیا وہ لوگ حدود حرم کے پاس پہلے قاتل

اَلْجَوَافِلِ۔ قفا ثور سے مراد پہاڑ ہے، قفا ماقبل فعل کی ظرف ہے۔ شاعر نے قفا ثور کہا، قفا کو تنوین نہیں دی کیونکہ یہ اسم علم ہے جبکہ ضرورت شعری بھی موجود ہے۔ اس پر ہم اس سے قبل بھی گفتگو کر آئے ہیں۔ اگر وہ ثور کو راء کے فتحہ کے ساتھ پڑھے اور اسے غیر منصرف بنائے تو یہ کوئی بعید بات نہیں کیونکہ جس اسم پر تنوین نہ ہو وہ معرف باللام نہ ہو اور نہ ہی وہاں اضافت ہو تو اس پر کسرہ داخل نہیں ہوتا تاکہ یہ اس کے مشابہ نہ ہو جائے جسے متکلم اپنی طرف مضاف کرتا ہے۔ قفا ثور اصل میں یہ لفظ مقید ہے، اس شعر کی شرح میں برقی کے کلام کا ظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ فاثور ہے کیونکہ اس نے کہا فاثور، پگھلی ہوئی چاندی کو کہتے ہیں، گویا اس نے مکان کی صفائی اور ہموار ہونے کی وجہ سے چاندی کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اگر روایت اس طرح ہو جس طرح برقی نے کہا تو پھر یہ جگہ کا نام ہوگا۔ فاثور سے مراد چاندی کا دسترخوان ہے، یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سے مراد چاندی کا لوٹا ہے۔ جمیل کے قول میں یوں کہا گیا ہے۔

وَصَدْرٌ كَفَاثُوْرِ اللُّجَيْنِ وَجِيْدٌ۔ سینہ اور گردن چاندی کے برتن کی طرح ہیں۔ اور لبید کے قول میں ہے۔

حَقَائِبُهُمْ رَاحٌ عَتِيْقٌ وَ دَرْمَكٌ وَمِسْكٌ وَفَا ثُوْرِيَّةٌ وَسَلَاسِلُ

ان کے تھیلوں میں عمدہ شراب، غالیچہ، کستوری، چاندی کے برتن اور عمدہ شیریں پانی ہے۔

جس طرح برقی نے کہا میں نے شیخ کے نسخہ کے علاوہ اسے اسی طرح پایا ہے جو شیخ کے نسخہ میں ہے اگر وہ صحیح ہو تو پھر یہ ایسی کلام ہوگی جس میں سے کلام حذف ہے، اس کا معنی ہوگا قفا فاثور یہاں دوسری فاء کو حذف کرنا بہت اچھا ہے، جس طرح ان کے قول میں دوسری لام کو حذف کرنا اچھا ہے۔ علماء بنی فلان خصوصا جب ضرورت شعری بھی موجود ہو اسے غیر منصرف بنایا گیا کیونکہ اس نے اسے بقعہ (قطعہ زمین) کا نام بنایا ہے۔ فاثور کے بقعہ کا نام ہونے پر دلیل لبید کا شعر ہے۔

تھے۔

كَأَنَّهُمْ بِالْجِزْعِ إِذْ يَطْرُدُونَهُمْ قَفَا ثَوْرِ حَفَّانُ النَّعَامِ الْجَوَافِلِ

جب وہ انہیں فاثور (جگہ کا نام) میں بھگا رہے تھے، گویا وہ شتر مرغ کے بچے ہیں جنہیں بھگایا جاتا ہے۔

بُدیل، اخزز کا رد کرتا ہے

بدیل بن عبد مناہ بن سلمہ بن عمرو بن احب نے اخزز کو جواب دیا اسے بدیل بن ام اصرم بھی کہا جاتا اس نے کہا۔

وَ يَوْمَ طَعَنْتُمْ فَاسْبَكَلَتْ وَفُودُكُمْ بِأَجْمَادِ فَاثُورَ كَرِيْمٌ مُصَابِرُ

جس روز تم نے نیزہ بازی کی اور تمہارے وفود اجماد فاثور میں غصہ سے بھرے ہوئے تھے تو میں اس وقت بھی کریم اور پیہم حملہ کرنے والا تھا۔

یعنی میں کریم اور صابر ہوں اس وجہ سے بکری نے کہا اور اس میں اختلاف ذکر نہیں کیا۔ کہا یہ (فاثور) پہاڑ کا نام ہے ابن مقبل نے کہا۔

حَيٌّ مَحَاضِرُهُمْ شَتَّى وَجَمْعُهُمْ دَوْمُ الْآيَادِ وَفَاثُوْرٌ إِذَا انْتَجَعُوْا

وہ ایسا قبیلہ ہے جن کی مجالس مختلف ہیں اور ان کی جماعتیں دوم الایاد اور فاثور پہاڑ میں ہوتی ہیں جب وہ چراگاہوں کی تلاش میں نکلتے ہیں۔

لبید نے کہا۔

وَلَدَى النُّعْمَانِ مِنِّيْ مَوْطِنٌ بَيْنَ فَاثُوْرِ أَفَاقٍ فَالدَّحَلْ

نعمان کے پاس میرا ایک وطن ہے جو آفاق پہاڑ اور دخل کے درمیان ہے۔

حنان النعم سے مراد ان کے چھوٹے بچے ہیں یہ مرفوع ہے کیونکہ یہ کان کی خبر ہے۔

بدیل کے اشعار

حضرت مولف نے بدیل بن ام اصرم کے اشعار ذکر کیے ان میں غیر آیل کے الفاظ ہیں یہ آل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے وہ لوٹا لیکن ہمزہ کو یاء سے بدل دیا گیا جو ہمزہ واؤ سے بدلا ہوا تھا لیکن دو ہمزے جمع نہ ہو جائیں اور یاء مکسور ہونے کی وجہ سے اس کی زیادہ مستحق تھی۔

اس میں عُیَیس کا ذکر ہے کتاب کی بعض روایات میں عُمیس باء کے ساتھ مذکور ہے اسی میں ہے۔

تَفَاقَدَ قَوْمٌ يَفْخَرُوْنَ وَ لَمْ نَدَعْ لَهُمْ سَيِّدًا يَنْدُوْهُمْ غَيْرَ نَافِلِ

جولوگ فخر کر رہے تھے انہوں نے ایک دوسرے کو گم کر دیا، ہم نے نوفل کے لئے ان کے لئے کوئی سردار نہیں چھوڑا جو ان کی مجلس قائم کرے۔

اَمِنْ قِيفَةِ الْقَوْمِ الْاُلٰى تَزْدَرِيْهِمْ تُجِيْزُ الْوَتِيْرَ خَائِفًا غَيْرَ آئِلِ

کیا اس قوم کے خوف سے جن کی تم تحقیر کر رہے ہو تو وہ تیر سے ڈرتے ہوئے گزرے گا پلٹ کر بھی نہیں آئے گا۔

وَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ نَحْنُ نَحْبُوْ حِبَاءَ نَا لِعَقْلٍ وَ لَا يُحْبٰى لَنَا فِي الْمَعَاقِلِ

ہم تو ہر روز دیت دیتے ہیں لیکن ہمیں دیت نہیں دی جاتی۔

وَ نَحْنُ صَبَحْنَا بِالتَّلَاعَةِ دَارَكُمْ بِاَسْيَافِنَا يَسْبِقْنَ لَوْمَ الْعَوَاذِلِ

ہم نے تلاعہ کے مقام پر واقعہ تمہارے گھروں پر صبح صبح حملہ کیا اپنی ایسی تلواروں کے ساتھ جو ملامت کرنے والی عورتوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتیں۔

وَ نَحْنُ مَنَعْنَا بَيْنَ بِيْضٍ وَ عَتْوَدٍ اِلٰى خَيْفِ رَضْوٰى مِنْ مَجَرِّ الْقَنَابِلِ

اور ہم نے رکاوٹ پیدا کر دی بیض (جگہ کا نام) اور عتود (چشمہ کا نام) سے لے کر رضوی کے دامن تک گھوڑوں کے گزرنے سے۔

وَ يَوْمَ الْغَمِيْمِ قَدْ تَكَفَّتَ سَاعِيًا عُبَيْسٌ فَجَعْنَاهُ بِجَلْدٍ حُلَاحِلِ

اور غمیم کی جنگ میں تمہارا کوئی آدمی جب راستہ بچا کر گزرتا ہے تو ہم اسے وہیں مار ڈالتے ہیں ایک بہادر سوار کے ذریعے۔

اَاَنْ اَجْمَرَتْ فِيْ بَيْتِهَا اُمُّ بَعْضِكُمْ بِجُعْمُوْسِهَا تَنْزُوْنَ اِنْ لَمْ نُقَاتِلِ

کیا تم میں سے کسی کی ماں اونٹ کے گوبر سے دھونی دے گی جسے تم جمع کرتے ہو اگر ہم جنگ نہ کریں۔

كَذَبْتُمْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ مَا اِنْ قَتَلْتُمْ وَ لٰكِنْ تَرَكْنَا اَمْرَكُمْ فِيْ بَلَابِلِ

اللہ کے گھر کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے یہ بات نہیں کہ تم نے جنگ کی ہے بلکہ ہم نے

اس میں عبیس کا ذکر ہے کتاب کی بعض روایات میں عبیس باء کے ساتھ مذکور ہے اسی میں ہے۔

اَاِنْ اَجْمَرَتْ فِيْ بَيْتِهَا اُمُّ بَعْضِكُمْ بِجُعْمُوْسِهَا۔

یعنی تیزی سے اسے پھینکا یہ کھیتی کی ایک قسم سے کنایہ ہے جو کھیتی قبیح ہو۔

تمہارے معاملہ کو پریشانی میں چھوڑ دیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا ان کا قول غیر نافل ہے اور الی خیف رضوی ابن اسحاق سے مروی نہیں ہے۔

کنانہ اور خزاعہ کی جنگ کے بارے میں حضرت حسان کے اشعار

ابن ہشام نے کہا حضرت حسان نے کہا۔

لَحَا اللّٰهُ قَوْمًا لَمْ نَدَعْ مِنْ سَرَاتِهِمْ   لَهُمْ اَحَدًا يَنْدُوهُمْ غَيْرَ نَاقِبِ

اللہ اس قوم کو ذلیل و رسوا کرے ایک کے سوا جس کے کسی سردار کو ہم نے ان کے لئے نہیں چھوڑا جو مجلس میں بلاتا۔

اَخُصَيَى حِمَارٍ مَاتَ بِالْاَمْسِ نَوْفَلًا   مَتٰى كُنْتَ مِفْلَاحًا عَدُوًّا الْحَقَائِبِ

اے گدھے کے خصیے جو کل مر گیا، اے زادِ راہ کے تھیلے کے دشمن تو کب بھلائی کو باقی رکھنے والا ہو گیا ہے۔

عمرو خزاعی کے اشعار جس میں وہ حضور ﷺ سے مدد طلب کرتا ہے اور حضور ﷺ اسے جواب ارشاد فرماتے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب بنو بکر اور قریش بنو خزاعہ پر غالب آ گئے اور انہیں تکلیف پہنچائی جو انہیں تکلیف پہنچائی اور خزاعہ کے جان و مال کو حلال جان کر انہوں نے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان موجود معاہدہ کو پامال کیا جبکہ بنو خزاعہ حضور ﷺ کے معاہدہ میں شریک تھے، عمرو بن سالم خزاعی گھر سے نکلا پھر بنی کعب کا ایک آدمی بھی اس کے ساتھ ہو لیا

حضرت عمرو بن سالم کے اشعار

حضرت مولف نے عمرو بن سالم کے اشعار کا ذکر کیا اس میں ہے قد کنتم ولدا و کنا والدا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بنی عبد مناف کی والدہ خزاعہ قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی، اسی طرح قصی کی والدہ فاطمہ بنت سعد بھی خزاعی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی، وُلْد وَلَد کے معنی میں ہے۔

اس کا قول ثم اسلمنا یہ سلم سے مشتق ہے کیونکہ وہ ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے مگر اس نے کہا رکعا و سجدا۔ یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے نمازیں پڑھی تھیں اور انہیں قتل کیا گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس نے اشعار میں وتیر کا ذکر کیا، یہ ایک معروف چشمہ ہے جو خزاعہ کے علاقہ میں تھا، لغت میں

یہاں تک کہ عمرو مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ واقعہ فتح مکہ کا سبب بنا۔ حضور ﷺ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے کہ عمرو خزاعی آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا، اس نے یوں گفتگو کی۔

یَا رَبِّ اِنِّیْ نَاشِدٌ مُحَمَّدَا حِلْفَ اَبِیْنَا وَ اَبِیْهِ الاَتْلَدَ

اے میرے رب میں حضرت محمد ﷺ اپنے اور ان عظیم آباء و اجداد کے درمیان قائم معاہدہ کو یاد دلاتا ہوں۔

قَدْ کُنْتُمْ وُلْدًا وَ کُنَّا وَالِدًا ثُمَّتَ اَسْلَمْنَا فَلَمْ نَنْزِعْ یَدًا

تم ہماری اولاد ہو اور ہم تمہیں جننے والے ہیں پھر ہم اسلام لے آئے اور اپنا ہاتھ نہیں کھینچا۔

فَانْصُرْ هَدَاكَ اللّٰهُ نَصْرًا اَعْتَدَا وَادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ یَاْتُوْا مَدَدَا

اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت سے نوازے فوری مدد کیجئے اللہ کے بندوں کو بلائیے وہ مدد کو پہنچیں۔

فِیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا اِنْ سِیْمَ خَسْفًا وَجْهُهٗ تَرَبَّدَا

اس لشکر میں رسول اللہ ﷺ ہوں جو مقام و مرتبہ میں یکتا ہیں اگر ان پر زیادتی کی جائے تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔

فِیْ فَیْلَقٍ کَالْبَحْرِ یَجْرِیْ مُزْبِدًا اِنَّ قُرَیْشًا اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَ

وہ ایسے عظیم لشکر کے ساتھ جو سمندر کی طرح ہوتا ہے جھاگ اچھالتے ہوئے چلتے ہیں۔ بے شک قریش نے آپ کے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے۔

وَ نَقَضُوْا مِیْثَاقَكَ الْمُؤَکَّدَا وَ جَعَلُوْا لِیْ فِیْ کَدَاءٍ رُصَّدَا

انہوں نے مضبوط معاہدہ توڑا ہے اور انہوں نے میرے لئے کداء میں گھات بٹھایا ہے۔

وَ زَعَمُوْا اَنْ لَسْتُ اَدْعُوْا اَحَدًا وَ هُمْ اَذَلُّ وَ اَقَلُّ عَدَدَا

حضرت مولف نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے جو انہوں نے ابوسفیان سے کہا۔ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ اَجِدْ اِلاَّ الذَّرَّ لَجَاهَدْتُکُمْ بِهٖ۔ یہ ایسی کلام ہے جس کا مرادی معنی مراد ہوتا ہے۔ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ ایسی بات کرنا جھوٹ نہیں ہوتا اگرچہ چیونٹی کے ساتھ جنگ نہیں کی جاتی اسی طرح موطا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو قول ہے۔ وَاللّٰهِ لَیَمُرَّنَّ بِهٖ وَلَوْ عَلٰی بَطْنِكَ۔ اللہ کی قسم وہ اسے پانی کی نالی کو ضرور گزارے گا اگرچہ تیرے پیٹ پر سے گزارے یہ بھی اسی سلسلہ سے کلام تعلق رکھتی ہے جس کو جھوٹ شمار نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ لوگوں میں بطور ضرب المثل کے استعمال ہوتی ہے۔

انہوں نے یہ گمان کیا کہ میں کسی کو بھی نہیں بلاؤں گا جبکہ وہ خود ذلیل اور تعداد میں تھوڑے ہیں۔

هُمْ بَيَّتُونَا بِالْوَتِيرِ هُجَّدًا وَ قَتَلُونَا رُكَّعًا وَسُجَّدًا

انہوں نے وتیر کے مقام پر رات کے وقت ہم پر حملہ کیا جب کہ ہم سوئے ہوئے تھے یا نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے ہمیں رکوع وسجود کرتے ہوئے اسلام کی حالت میں قتل کیا۔

وہ کہتا ہے قتلنا و قد اسلمنا۔ ہم کو قتل کیا گیا جبکہ ہم مسلمان ہو چکے تھے۔ ابن ہشام نے کہا یہ الفاظ بھی روایت کیے جاتے ہیں۔

فَانْصُرْ هَدَاكَ اللّٰهُ نَصْرًا اَيِّدًا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت عطا کرے، قوی مدد کر۔ ابن ہشام نے کہا یہ الفاظ بھی ذکر کیے جاتے ہیں۔

نَحْنُ وَلَدْ نَاكَ فَكُنْتَ وَلَدًا۔ ہم نے آپ کو جنا پس آپ اولاد ہیں، ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو تمہاری مدد کی گئی پھر حضور ﷺ کے سامنے بادل آیا، حضور ﷺ نے فرمایا یہ بادل بنی کعب کی مدد کے ساتھ برسے گا۔

ابن ورقاء مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کرتا ہے

بدیل بن ورقاء، بنوخزاعہ کے چند افراد کے ساتھ نکلا اور مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، بنی بکر سے جو انہیں مصیبت پہنچی تھی اس کا انہوں نے ذکر کیا اور قریش نے بنی بکر کی جو مدد کی تھی اس کا انہوں نے بیان کیا پھر وہ مکہ مکرمہ کی طرف واپس پلٹے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا گویا کہ تم ابوسفیان کو ملنے والے ہو، وہ تمہارے پاس آئے گا تا کہ معاہدہ کو مضبوط کرے اور مدت میں اضافہ کرے۔ بدیل بن ورقاء اور اس کے ساتھی چلے گئے اور ابوسفیان سے عسفان کے مقام پر ملے، قریش نے اسے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا تھا تا کہ وہ معاہدہ کو مضبوط کرے اور مدت میں اضافہ کرے جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کے بارے میں وہ خوفزدہ تھے، جب ابوسفیان بدیل بن ورقاء سے ملا پوچھا اے بدیل تم کہاں سے آرہے ہو؟ اسے گمان ہوا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بدیل نے کہا میں بنوخزاعہ کے ساتھ اس ساحل اور اس وادی میں گھومتا رہا، ابوسفیان نے پوچھا کیا تم حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تھے تو بدیل نے کہا نہیں جب بدیل مکہ مکرمہ

کی طرف کوچ کر گیا تو ابوسفیان نے کہا اگر بدیل مدینہ گیا ہوگا تو وہاں اس کے اونٹوں نے کھجوریں ضرور کھائی ہوں گی۔ ابوسفیان ان کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ پر آیا، ایک مینگنی اٹھائی اسے پھاڑا تو اس میں گٹھلی دیکھی تو کہا میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہوں، بدیل ضرور حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ابوسفیان مصالحت کی کوشش کرتا ہے

ابوسفیان چلا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، سب سے پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ بنت ابوسفیان کے پاس آیا جب ابوسفیان نے حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت ام حبیبہ نے بستر لپیٹ دیا، ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میں نہیں جانتا کیا تو نے اس بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا یا مجھے اس کے قابل نہیں سمجھا تو حضرت ام حبیبہ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے جبکہ تو مشرک ناپاک ہے، میں اسے پسند نہیں کرتی کہ تو رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھے تو ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے بعد تو تم میں بہت خرابی آگئی ہے پھر ابوسفیان وہاں سے نکلا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ سے گفتگو کی آپ نے کوئی جواب نہ دیا پھر ابوسفیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کریں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتا پھر وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، آپ سے گفتگو کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہاری رسول اللہ ﷺ سے سفارش کروں گا، اللہ کی قسم اگر میں تھوڑی سی طاقت پاؤں تو تب بھی میں تمہارے ساتھ جہاد

حضرت عمر کا فرمان

حضرت مولف نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے جو انہوں نے ابوسفیان سے کہا۔ فواللہ لو لم اجد الا الذر لجاھدتکم بہ یہ ایسی کلام ہے جس کا مرادی معنی ظاہر ہو جاتا ہے یہ پہلے گزر چکا ہے کہ ایسی بات کرنا جھوٹ نہیں ہوتا اگرچہ چیونٹی کے ساتھ جنگ نہیں کی جاتی اسی طرح یہ مثالیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو قول ہے واللہ لتنزلن بہ او لاملأن بطنک اللہ کی قسم تم [illegible] پانی کی نالی کو ضرور [illegible] اگرچہ تیر [illegible] پر [illegible] بھی اسی [illegible] کلام [illegible] ہے جس کو جھوٹ شمار نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ لوگوں میں بطور ضرب المثل کے استعمال ہوتی ہے۔

کروں گا پھر ابوسفیان وہاں سے نکلا اور حضرت علی شیر خدا کے پاس آیا جبکہ حضرت علی شیر خدا کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے یہ ابھی بچے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے رینگ رہے تھے، ابوسفیان نے کہا اے علی تم پوری قوم میں سے سب سے زیادہ قریبی ہو، میں ایک کام کے لئے آیا ہوں جس طرح میں آیا ہوں اسی طرح ناکام لوٹنا نہیں چاہتا۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں میری سفارش کیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پر افسوس اے ابوسفیان اللہ کی قسم حضور ﷺ نے ایک امر کا ارادہ کرلیا ہے، ہم اس کے بارے میں آپ سے گفتگو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو ابوسفیان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوا کہا اے حضرت محمد ﷺ کی لخت جگر کیا تم اپنے اس بیٹے کو کہتی ہو کہ لوگوں کو پناہ دے تو یہ آخر زمانہ تک لوگوں کا سردار ہوگا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرا بیٹا اس عمر کو نہیں پہنچا کہ لوگوں کو پناہ دے اور کوئی آدمی بھی حضور ﷺ کے حکم کے خلاف کسی کو امان نہیں دے گا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالحسن میں خیال کرتا ہوں مجھ پر حالات سخت ہوگئے ہیں، مجھے کوئی نصیحت کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جو تمہیں فائدہ دے لیکن تم بنی کنانہ کے رئیس ہو اٹھو اور لوگوں کے درمیان معاہدہ کے باقی رہنے کا اعلان کرو پھر واپس چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ وہ چیز ہمیں کوئی فائدہ دے گی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم نہیں لیکن میں اس کے سوا کوئی رائے نہیں رکھتا۔

ابوسفیان مسجد میں کھڑا ہوا کہا اے لوگو میں نے لوگوں کے درمیان معاہدہ کو باقی رکھا ہے پھر اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور چلا گیا جب وہ قریش کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا پیچھے کیا چھوڑ

حضرت مؤلف نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قول کا ذکر کیا ہے۔ وَاللّٰهِ مَا بَلَغَ بُنَيَّ اَنْ يُجِيْرَ بَيْنَ النَّاسِ۔ ابوعبید نے کہا یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو بچے کی امان اور پناہ کو جائز سمجھتے ہیں جو بچے کی پناہ کو جائز سمجھتے ہیں وہ یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ وہ بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو اور قریب البلوغ کی طرح ہو [illegible]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قول وَلَا يُجِيْرُ اَحَدٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ جبکہ حضور ﷺ نے فرمایا يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَدْنَاهُمْ۔ کہ مسلمانوں میں سے ادنیٰ ترین فرد بھی مسلمانوں کے خلاف کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غلام اور اس جیسے لوگوں کی طرف سے پناہ دینا جائز ہے جبکہ وہ افراد تھوڑے سے ہوں مگر جو امام کی رائے کے بغیر ایسی قوم کو پناہ

آئے ہو؟ تو ابوسفیان نے کہا میں حضرت محمد ﷺ کے پاس آیا اور ان سے گفتگو کی اللہ کی قسم اس نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا پھر میں ابن ابی قحافہ کے پاس آیا اس میں بھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی پھر میں ابن خطاب کے پاس آیا میں نے اسے قریش کا دشمن پایا۔

ابن ہشام نے ادنی العدو کی جگہ اعلمی العدو کے الفاظ ذکر کئے ہیں جس کا معنی شدید دشمن۔ ابن اسحاق نے کہا پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے اسے قوم میں سے نرم ترین آدمی پایا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کام کا مشورہ دیا جو میں نے کیا اللہ کی قسم میں کچھ نہیں جانتا کہ اس عمل کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں۔ قریش نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمہیں کس کام کا کہا تھا۔ ابوسفیان نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا تھا کہ لوگوں کے درمیان معاہدہ کو باقی رکھنے کا اعلان کرو تو میں نے اسی طرح کر دیا قریش نے کہا کیا حضرت محمد ﷺ نے اس کی اجازت دی تھی تو ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا تو ہلاک ہو اللہ کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمہارے ساتھ مذاق کیا ہے جو کچھ تم نے اعلان کیا ہے وہ تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا تو ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم میں نے اس کے سوا کوئی صورت نہیں پائی۔

فتح مکہ کی تیاری

رسول اللہ ﷺ نے لشکر کشی کا حکم دیا اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی تیاری کریں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے جبکہ وہ حضور ﷺ کے سفر کے سامان کو ترتیب دے رہی تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

دیتا ہے جس کے ساتھ امام جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تو یہ چیز نہ ان پر لازم ہوگی اور نہ ہی امام پر لازم ہوگی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی چیز کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جہاں تک عورت کی طرف سے کسی کو امان دینے کا تعلق ہے جمہور فقہاء کے نزدیک یہ جائز ہے مگر سحنون اور ابن ماجشون ان دونوں فقہاء نے کہا عورت اگر کسی کو پناہ دے گی تو یہ امام کی اجازت پر موقوف ہوگی کیونکہ حضور ﷺ نے ام ہانی سے فرمایا تھا قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِئٍ۔ اے ام ہانی جسے تو نے امان دی ہم نے بھی اسے امان دی۔ حضرت عمرو بن عاص اور خالد بن ولید سے بھی اسی مفہوم کی روایات مروی ہیں جہاں تک مسلمان کے غلام کی طرف سے امان دینے کا تعلق ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف سے یہ جائز ہے اور حضور ﷺ کا فرمان مسلمانوں میں سے ادنی آدمی بھی مسلمانوں کی مرضی کے خلاف کسی کو امان دے سکتا ہے۔ اس میں عورت اور غلام بھی داخل ہے۔

فرمایا اے بیٹی کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم سامانِ سفر تیار کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی جی ہاں رسول اللہ ﷺ نے تیاری کا حکم دیا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سامانِ سفر تیار کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے کہ آپ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اللہ کی قسم میں کچھ نہیں جانتی۔ پھر حضور ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ آپ مکہ مکرمہ کا ارادہ کرتے ہیں۔ آپ نے تمام لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور یوں دعا کی اَللّٰھُمَّ خُذِ الْعُیُوْنَ وَالْاَخْبَارَ عَنْ قُرَیْشٍ حَتّٰی نبغتھا فِیْ بِلَادِھِمْ۔ اے اللہ جاسوسوں اور مخبروں کو قریش سے روک لے یہاں تک کہ ہم اچانک ان کے علاقہ میں پہنچ جائیں تو پھر لوگوں نے تیاری کی۔

حضرت حسان کے اشعار

حضرت حسان لوگوں کو جوش دلاتے اور خزاعہ کے مصائب کا ذکر کرتے ہیں۔

عَنَانِیْ وَ لَمْ اَشْھَدْ بِبَطْحَاءِ مَکَّۃَ رِجَالَ بَنِیْ کَعْبٍ تُحَزُّ رِقَابُھَا

مجھے سخت تکلیف دی اگرچہ میں مکہ کی وادی میں حاضر نہ تھا کہ بنو کعب کے آدمیوں کی گردنیں کاٹی گئیں۔

بِاَیْدِیْ رِجَالٍ لَمْ یَسُلُّوْا سُیُوْفَھُمْ وَ قَتْلٰی کَثِیْرٌ لَمْ تُجَنَّ ثِیَابُھَا

ایسے آدمیوں کے ہاتھوں جنہوں نے اپنی تلواریں بھی پوری سونتی ہوئی نہیں تھیں اور بہت سے مقتولوں کو کفن بھی نہیں دیا گیا تھا۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ تَنَالَنَّ نُصْرَتِیْ سُھَیْلَ بْنَ عَمْرٍو حَرُّھَا وَ عِقَابُھَا

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کیا سہیل بن عمرو کے خلاف چھوٹی بڑی مدد پہنچی ہے۔

وَ صَفْوَانُ عَوْدٌ حَنَّ مِنْ شَفْرِ اِسْتِہٖ فَھٰذَا اَوَانُ الْحَرْبِ شُدَّ عِصَابُھَا

صفوان ایک اونٹ ہے جو اپنی سرین کی باریک آواز سے رونے لگتا ہے یہ جنگ کا وقت ہے جس کی رسیاں باندھ دی گئی ہیں۔

فَلَا تَاْمَنَنَّا یَا ابْنَ اُمِّ مُجَالِدٍ اِذَا احْتُلِبَتْ صِرْفًا وَ اَعْصَلَ نَابُھَا

اے ام مجالد کے بیٹے (عکرمہ بن ابی جہل) تو ہم سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ جب جنگ سے خالص دودھ دھویا جائے گا اور اس کے دانت ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

وَ لَا تَجْزَعُوْا مِنَّا فَاِنَّ سُیُوْفَنَا لَھَا وَقْعَۃٌ بِالْمَوْتِ یُفْتَحُ بَابُھَا

اب ہم سے گھبرا کر بھاگ نہ جانا کیونکہ ہماری تلواروں کا ایسا معرکہ ہوگا جس سے موت کا دروازہ کھل جائے گا۔

ابن ہشام نے کہا حضرت حسان کا یہ قول ہے۔ بایدی رجال لم یسلوا سیوفھم۔ اس سے مراد قریش ہیں اور ابن ام مجالد سے مراد عکرمہ بن ابی جہل ہے۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خط

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر اور دوسرے علماء سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو خط لکھا جس میں یہ خبر تھی کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں پھر وہ خط ایک عورت کو دیا۔ محمد بن جعفر نے گمان کیا کہ وہ مزینہ تھی اور بعض دوسرے لوگوں نے گمان کیا کہ وہ سارہ تھی بنی مطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی۔ حضرت حاطب نے خط قریش تک پہنچانے کی صورت میں اس عورت کے لئے انعام بھی مقرر کیا تھا۔ عورت نے وہ خط اپنے سر میں رکھ لیا، اس پر اپنی مینڈھیاں بٹ لیں پھر وہ خط لے کر چل پڑی۔ حضرت حاطب نے جو کیا تھا اس کی خبر آسمان سے آپ ﷺ تک پہنچ گئی۔ آپ نے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن عوام کو

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خط

حضرت مولف نے حاطب بن ابی بلتعہ کے خط کا ذکر کیا جو انہوں نے قریش کو لکھا، یہ حاطب بن ابی بلتعہ عبداللہ بن حمید بن زہیر کے حلیف تھے۔ بلتعہ کا لغوی معنی بناوٹی زیرک بننا ہے۔ ابو بلتعہ کا نام عمرو تھا یہ لخمی تھے جس طرح علماء نے ذکر کیا ہے۔ ان کی اولاد میں سے زیاد بن عبدالرحمٰن اندلسی ہے جس نے امام مالک سے مؤطا کو روایت کیا۔ یہی زیاد شبطون ہے یہ طلیطلہ کا قاضی رہا۔ شبطون اس کی والدہ کے خاوند تھے۔ اسی کے ساتھ یہ وہاں منتقل ہوا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے۔ خط میں یہ تھا کہ حضور ﷺ تمہاری طرف ایک ایسے لشکر کے ساتھ روانہ ہو رہے ہیں جو رات کی مانند ہے اور وہ سیلاب کی طرح چل رہا ہے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں اگر وہ اکیلے بھی تمہاری طرف نکلتے تو اللہ تعالیٰ ضرور انہیں تم پر غالب کرنے کا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے۔ یحییٰ بن سلام کی تفسیر میں یہ ہے کہ حاطب کے خط میں یہ تھا کہ حضور ﷺ روانہ ہوا چاہتے ہیں تمہاری طرف یا کسی اور کی طرف سے اس لئے تمہیں محتاط رہنا چاہیے لیا

بھیجا اس عورت کو پہنچو جس کے پاس وہ خط ہے جو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو لکھا ہے جس میں اس نے قریش کو ہمارے ارادے کے بارے میں خبردار کیا ہے دونوں چلے یہاں تک کہ اس عورت کو حلیفہ کے مقام پر پالیا جو بنی ابی احمد کا کنواں تھا۔ دونوں نے اس عورت کو سواری سے اترنے کا کہا اس کے کجاوے میں تلاشی لی لیکن خط نہ پایا۔ حضرت علی بن ابی طالب نے اس عورت سے فرمایا اللہ کی قسم نہ رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ بولا گیا اور نہ ہی ہم سے جھوٹ بولا گیا ہمارے لئے خط نکال دو ورنہ ہم تیرے کپڑے اتروا دیں گے جب اس عورت نے حضرت علی کا عزم مصمم دیکھا تو اس نے کہا مجھے کچھ نہ کہو مجھے کچھ نہ کہو۔ اس عورت نے سر کی مینڈھیاں کھولیں ان سے خط نکالا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ خط حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا رسول اللہ ﷺ نے حاطب کو بلایا فرمایا اے حاطب کس چیز نے تجھے اس چیز پر برانگیختہ کیا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں، میں نہ تبدیل ہوا ہوں اور نہ بدلا ہوں لیکن میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کا مکہ میں کوئی خاندان نہیں، ان کے ہاں میری اولاد اور گھر والے ہیں اس وجہ سے میں نے ان پر احسان کیا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں کیونکہ اس آدمی نے نفاق کا مظاہرہ کیا ہے۔ رسول

ہشیم کی تصحیف

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا کہ حضرات علی بن ابی طالب، زبیر اور مقداد رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ نے روضہ خاخ میں اس عورت کو پالیا۔ خاخ دونوں خاء نقطے والی ہیں۔ ہشیم اسے حاج روایت کرتے ہیں یہ ہشیم کی تصحیف ہے اسی طرح وہ سداد بن ابی شداد کو سین کے فتحہ کے ساتھ اور مغیرہ بن ابی بردہ کو۔ برزہ اور باء کو فتحہ کے ساتھ پڑھتا جبکہ دونوں میں تصحیف ہے اس کے باوجود وہ عدالت میں ثبت اور متفق علیہ ہے جبکہ امام بخاری نے ابوعوانہ سے ذکر کیا ہے کہ اس میں انہوں نے کہا حاج جس طرح ہشیم سے نقل کیا گیا ہے۔ اس خبر میں شیبانی کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں گندم صاف کر رہی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا پھر باقی حدیث ذکر کی۔ اس میں یہ بھی سمجھ آتا ہے کہ وہ گندم بھی کھاتے جبکہ اکثر ان کا کھانا جو ہوتا کیونکہ حنطہ کا لفظ صرف گندم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر تمہیں کیسے پتہ چل گیا یقیناً اللہ تعالیٰ یوم بدر کو اصحاب بدر کے اعمال پر مطلع ہو گیا تھا اس نے ارشاد فرمایا تھا۔ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ (فصلت: ۴۰) جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں ان آیات یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ ۗ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۞ اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّیَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۞ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۞ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۞ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۞ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ (الممتحنہ: ۱ تا ۶) کو نازل فرمایا۔ ''اے ایمان والو نہ بناؤ میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو (اپنے) جگری دوست تم تو اظہار محبت کرتے ہو حالانکہ وہ انکار کرتے ہیں (اس دین) حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے انہوں نے نکالا ہے۔ رسول مکرم کو اور تمہیں بھی (مکہ سے) محض اس لئے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا مددگار ہے اگر تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لئے (تو انہیں دوست مت بناؤ) تم بڑی

تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ کی تفسیر

حضرت مولف نے اس آیت کو ذکر کیا ہے اس کا مطلب ہے تم ان کے لئے محبت کو صرف کرتے ہو۔ فراء کے نزدیک مودۃ کے اوپر باء کو داخل کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ سیبویہ کے نزدیک واجب میں باء زائد نہیں ہوتی۔ بصریوں کی ایک جماعت کے نزدیک کلام کا معنی یہ ہے تم محبت کے ساتھ انہیں نصیحت کرتے ہو۔ نحاس نے کہا تم انہیں وہ چیز بتاتے ہو جو ایک آدمی اہل محبت کو بتاتا ہے یہ تقدیر کلام اگر اس محل میں نفع دے بھی دے مگر عربوں کے اس قسم کے قول میں کوئی نفع نہ دے گی۔ اَلْقَیْتُ اِلَیْهِ بِوِسَادَةٍ اَوْ بِثَوْبٍ میں اس کی طرف تکیہ یا کپڑا پھینکتا ہوں تو پھر یہ کہا جاتا ہے القیت دو قسموں میں منقسم ہے

راز داری سے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں جانتا ہوں جو تم نے چھپا رکھا ہے اور جو تم نے ظاہر کیا اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہِ راست سے۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہوں گے اور بڑھائیں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم (ان کی طرح) کافر بن جاؤ نہ نفع پہنچائیں گے تمہیں تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد روز قیامت۔ اللہ تعالیٰ جدائی ڈال دے گا تمہارے درمیان اور اللہ تعالیٰ جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے بے شک تمہارے لئے خوبصورت نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں جب انہوں نے (برملا) کہہ دیا اپنی قوم سے کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور ان معبودوں سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ ایک اللہ پر مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا اس سے مستثنیٰ ہے کہ میں ضرور مغفرت طلب کروں گا تمہارے لئے اور میں مالک نہیں ہوں تمہارے لئے اللہ کے سامنے کسی نفع کا (پھر کہا) اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تیری طرف ہی ہمیں پلٹ کر آنا ہے اے رب ہمارے! ہمیں نہ بنا دے فتنہ کافروں کے لئے اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب! بے شک تو ہی عزت والا (اور) حکمت والا ہے بے شک تمہارے لئے ان میں خوبصورت نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور روز قیامت کا امیدوار ہے اور جو روگردانی کرے (اس سے) تو بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا''۔

رمضان شریف میں حضور ﷺ کی روانگی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اس نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت نقل کی ہے پھر حضور ﷺ سفر

ان میں سے ایک یہ ہے تو زمین میں کوئی چیز رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تو کہتا ہے اَلْقَیْتُ السَّوْطَ مِنْ یَدِیْ۔ میں نے اپنے ہاتھ سے عصا رکھ دیا، اسی طرح کی دوسری مثالیں بھی ہیں دوسری قسم وہ ہے جس میں اس سے مراد کسی چیز کو پھینکنا ہے تو تو کہتا ہے اَلْقَیْتُ اِلٰی زَیْدٍ بِکَذَا۔ یعنی میں نے زید کی طرف یہ چیز پھینکی۔ آیت میں اس کا مطلب خط بھیجنا ہے اسے مودۃ کے ساتھ تعبیر کیا کیونکہ یہ محبت کرنے والوں کے کام ہیں اسی وجہ سے یہاں باء کو لانا اچھا ہے کیونکہ اس میں بھیجنے کا معنی ہے، اس نقطہ کو ذہن نشین کر لو۔

پر روانہ ہوئے اور مدینہ طیبہ پر کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو نائب بنایا اس وقت رمضان شریف کے دس دن گزر چکے تھے۔ حضور ﷺ نے روزہ رکھا لوگوں نے بھی روزہ رکھا جب آپ کدید کے مقام پر پہنچے جو عسفان اور امج کے درمیان ہے تو آپ نے روزہ افطار کر دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ مرالظہر ان کے مقام پر اترے جبکہ آپ کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ بنو سلیم کی تعداد سات سو تھی بعض نے کہا بنو سلیم ایک ہزار تھے، مزینہ بھی ایک ہزار تھے تمام قبائل کی نمائندگی تھی اور سب لوگ مسلمان تھے۔ مہاجرین و انصار سب کے سب حضور ﷺ کے ساتھ تھے ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں

جاسوس کو قتل کرنا

حدیث میں جاسوس کو قتل کرنے پر دلیل موجود ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی تھی مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں تو حضور ﷺ نے اسے فرمایا اے عمر تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اللہ تعالیٰ اصحاب بدر کے اعمال پر مطلع تھا۔ حضور ﷺ نے ان کے قتل سے روکنے کی علت اس چیز کو قرار دیا کہ وہ بدر میں شریک ہوئے تھے اس میں یہ دلالت بھی ہے کہ جس نے اس قسم کا فعل کیا جبکہ وہ بدری صحابی نہیں تھا تو اسے قتل کیا جائے گا۔ بخاری نے حدیث کی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں۔ عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں یعنی بدری صحابہ کے بارے میں حضور ﷺ کو جب یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تو یہ عرض کی مسند حارث میں ہے کہ حاطب نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں قریش میں اجنبی ہوں میری والدہ وہاں ہی رہتی ہے میں نے ارادہ کیا کہ وہ میرے حقوق کی نگہداشت کریں۔

عبداللہ بن امیہ

حضرت مولف نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے جو آپ نے ام سلمہ سے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے حضور ﷺ سے اپنے بھائی عبداللہ بن امیہ کے بارے میں اجازت طلب کی تھی۔ وَاَمَّا ابْنُ عَمَّتِیْ وَ صِهْرِیْ فَهُوَ الَّذِیْ قَالَ لِیْ بِمَكَّةَ مَا قَالَ۔ جہاں تک میرے پھوپھی زاد اور سسرالی رشتہ داری کا تعلق ہے اس نے مکہ مکرمہ میں میرے بارے میں کہا جو کچھ کہا، اس نے کہا تھا اللہ کی قسم میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا یہاں تک کہ تو آسمان کی طرف ایک سیڑھی لگائے اس کے ذریعے آسمان کی طرف بلند ہو جبکہ میں دیکھ رہا ہوں پھر تم پروانہ لاؤ اور چار فرشتے تیرے

رہا تھا جب رسول اللہ ﷺ مرالظہر ان کے مقام پر پہنچے ابھی تک قریش کو آپ کے بارے میں کوئی خبر نہ تھی، انہیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ آپ کیا کرنے والے ہیں انہیں راستوں میں ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام، بدیل بن ورقاء خبر گیری کے لئے نکلے وہ دیکھ رہے تھے کیا کوئی خبر پاتے ہیں یا کوئی سنتے ہیں، حضرت عباس بن مطلب راستے میں حضور ﷺ سے ملے تھے۔

ابن ہشام نے کہا وہ جحفہ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کر کے آرہے تھے جبکہ اس سے قبل وہ مکہ مکرمہ ہی مقیم تھے اور حاجیوں کو پانی پلانے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ جس طرح ابن شہاب زہری نے کہا رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ بھی نیق العقاب میں رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ نیق عقاب مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان جگہ ہے دونوں نے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی درخواست کی۔ حضرت ام سلمہ نے دونوں کے بارے میں آپ ﷺ سے بات کی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک آپ کا چچازاد بھائی ہے اور دوسرا آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے اور آپ کے سسرال سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے ان دونوں سے کوئی غرض نہیں، میرے چچازاد بھائی نے تو میری

بارے میں گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیجا ہے یہ واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

عبداللہ بن امیہ، یہ ام سلمہ کا باپ کی طرف سے بھائی تھا اس کی والدہ عاتکہ بنت عبدالمطلب تھی جبکہ ام سلمہ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت جذل طعان تھا، یہ عامر بن قیس فراسی ہے اس کے ہاں چار عورتوں کا ذکر ہے جن کے نام عاتکہ تھے ہم نے ان میں سے یہاں دو کا ذکر کیا ہے۔

ابوسفیان بن حارث اور اس کا بیٹا

ابوسفیان نے کہا میں اس بیٹے کو لوں گا پھر ہم بیابان میں چلے جائیں گے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بیٹے کا نام ذکر نہیں کیا شاید اس کا نام جعفر ہو، یہ ایک قریب البلوغ لڑکا تھا یہ اپنے والد کے ساتھ غزوۂ حنین میں شامل ہوا تھا اور حضرت امیر معاویہ کی خلافت میں فوت ہوا، اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

زبیر نے ابوسفیان کا ایک بیٹا ذکر کیا ہے جس کی کنیت ابوہیاج تھی یہ ذکر اس نے ایک حدیث میں کیا لیکن میں نہیں جانتا کیا ابوہیاج جعفر ہی ہے یا کوئی اور ہے۔ حضرت ابوسفیان بن حارث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے، انہوں نے اپنی وفات کے وقت کہا تھا مجھ پر نہ رونا جب سے

توہین کی جہاں تک میرے پھوپھی زاد بھائی اور سسرالی رشتہ دار کا تعلق ہے اس نے مکہ مکرمہ میں جو کہا جب خبر ان دونوں تک پہنچ گئی جبکہ ابوسفیان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس نے کہا یا تو آپ مجھے باریابی کی اجازت دیں یا میں اپنے بیٹے کو لوں گا پھر کہیں دور بیابان میں چلا جاؤں گا یہاں تک بھوک اور پیاس سے ہم مر جائیں۔ جب یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی آپ نے دونوں کو ملاقات کی اجازت دے دی وہ دونوں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

ابوسفیان بن حارث نے مسلمان ہونے کی حالت میں یہ اشعار کہے اور سابقہ طرزِ عمل پر معذرت کی۔

لَعَمْرُكَ أَنِّی یَوْمَ أَحْمِلُ رَایَةً ۔ لِتَغْلِبَ خَیْلُ اللَّاتِ خَیْلَ مُحَمَّدٍ

تیری زندگی کی قسم جس روز میں جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا تا کہ لات کے گھوڑے حضرت محمد ﷺ کے گھوڑوں پر غالب آ جائیں۔

لَکَالْمُدْلِجِ الْحَیْرَانِ اَظْلَمَ لَیْلُهٗ فَهٰذَا اَوَانِیْ حِیْنَ اُهْدٰی وَ اَهْتَدِیْ

تو اس حیران و پریشان آدمی کی طرح تھا جس کی رات انتہائی تاریک ہو گئی یہ میرا وہ وقت ہے جب مجھے ہدایت دی گئی تو میں ہدایت یافتہ ہو گیا۔

هَدَانِیْ هَادٍ غَیْرُ نَفْسِیْ وَ نَالَنِیْ مَعَ اللّٰهِ مَنْ طَرَّدْتُ کُلَّ مُطَرَّدِ

مجھے ایک راہنما نے ہدایت دی نہ کہ میرے نفس نے اور مجھے اس نے اللہ تک پہنچا دیا جس سے میں ہر وقت مقابلہ کرتا تھا۔

اَصُدُّ وَ اَنْاٰی جَاهِدًا عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اُدْعٰی وَ اِنْ لَمْ اَنْتَسِبْ مِنْ مُحَمَّدِ

میں مقابلہ کرتا تھا اور کوشش کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ سے دور ہو جاتا اور مجھے حضرت محمد ﷺ سے رشتہ داری تھی اگرچہ میں اسے ظاہر نہ کرتا۔

میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کوئی گناہ نہیں کیا آپ ایک مسہ کٹنے سے فوت ہوئے۔ حلاق نے حلق کیا اور مسے کو بھی کاٹ دیا جس سے لگاتار خون خارج ہونے کے باعث وہ کمزور ہو گئے۔ ابوسفیان کے نام کے بارے میں ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ ان کا نام مغیرہ تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا مغیرہ ان کے بھائی کا نام تھا۔ قتیبی نے کہا ابوسفیان کے بھائی یہ تھے، مغیرہ، نوفل، عبدشمس اور ربیعہ۔

فعلل کا وزن

ابوسفیان کا قول نَزَائِعُ جَاءَتْ مِنْ سِهَامٍ وَ سَرْدَدٍ۔ سہام فعال کا وزن ہے اس کا فاء کلمہ

هُمْ مَا هُمْ مَنْ لَمْ يَقُلْ بِهَوَاهُمْ وَ إِنْ كَانَ ذَا رَأْيٍ يُلَمْ وَ يُفَنَّدِ

ان کی کیا شان ہے جو خواہش نفس سے بات بھی نہیں کرتے اگر یہ اپنی رائے سے بات کرتے تو ان کی ملامت کی جاتی انہیں جھٹلایا جاتا۔

أُرِيدُ لِأُرْضِيَهُمْ وَ لَسْتُ بِلَائِطٍ مَعَ الْقَوْمِ مَا لَمْ أُهْدَ فِي كُلِّ مَقْعَدِ

میں انہیں راضی کرنا چاہتا ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ چمٹنے والا نہیں جب تک مجھے سیدھے راستہ کی راہنمائی نہ کی جائے۔

فَقُلْ لِثَقِيفٍ لَا أُرِيدُ قِتَالَهَا وَ قُلْ لِثَقِيفٍ تِلْكَ غَيْرِي أَوْعِدِي

مفتوح ہے سردد اس کا فاء کلمہ مضموم ہے اور دوسرا حرف ساکن ہے۔ سیبویہ اور یعقوب نے اسی طرح ذکر کیا ہے ان دونوں کے علاوہ علماء نے دال کے فتحہ کے ساتھ اسے ذکر کیا ہے۔ یہ عک علاقہ کی دو جگہوں کے نام ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیبویہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ کلام میں فعلل فتحہ کے ساتھ نہیں آیا کوفیوں نے اسے جندب، سردد اور دوسرے الفاظ میں اس کی حکایت بیان کی ہے۔ سیبویہ کے قاعدہ کے مطابق بھی سردد میں فتحہ ممنوع نہیں کیونکہ اس کی ایک دال زائدہ ہے۔ ایسا کرنا ایسے اوزان میں ممنوع ہے جیسے جعفر اس کے پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور دوسرے کو فتحہ دیا جائے۔ سردد، سودد، حولل جو حائل کی جمع ہے اور بعض نے جو یہ ذکر کیا ہے۔ طعلب، بریع، جوزر ان میں حروف زائدہ ہیں انہیں اصل نہیں بنایا جا سکتا جندب میں دال پر فتحہ ممنوع نہیں کیونکہ اس میں دال زائدہ ہے۔

ابوسفیان کی رسول اللہ ﷺ کی طرف واپسی

ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کا رضاعی بھائی تھا، ان دونوں کو حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا تھا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے یہ حضور ﷺ سے زیادہ انس کرنے والا تھا، یہ آپ سے کسی وقت جدا نہ ہوتا، جب آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو یہ سب سے زیادہ دور ہو گیا اور اسلام لانے تک سب سے زیادہ ہجو کرنے والا تھا بعد میں لوگوں میں سے کامل ایمان رکھنے والا اور حضور ﷺ کے ساتھ رہنے والا تھا۔ اس ابو سفیان کے بارے میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ اے ابوسفیان تم اسی طرح ہو جس طرح کسی نے کہا كُلُّ الصَّيْدِ فِي جَوْفِ الْفَرَاءِ۔ تمام شکار وحشی گدھے میں سموئے ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ یہ قول ابوسفیان بن حرب کے بارے میں ہے جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ بدیل کا قول حَمَشْتَهُمُ الْحَرْبُ کہا جاتا ہے۔ حَمَشْتُ الرَّجُلَ یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب تو اسے غضبناک کرے، حَمَشْتُ النَّارَ جب تو اسے روشن کرے ایک قول یہ کیا جاتا ہے یہ حمست سین کے ساتھ ہے۔

ثقیف سے کہہ دو اب میں ان کے ساتھ مل کر قتال نہیں کرنا چاہتا اور ثقیف کو کہہ دو میرے سوا کسی اور کو دھمکیاں دیں۔

فَمَا كُنْتُ فِي الْجَيْشِ الَّذِيْ نَالَ عَامِرًا وَ مَا كَانَ عَنْ جَرَّا لِسَانِيْ وَ لَا يَدِيْ

میں اس لشکر میں نہیں تھا جس نے عامر کو قتل کیا تھا اور نہ ہی وہ لشکر میری زبان اور میرے ہاتھ سے لایا گیا تھا۔

قَبَائِلُ جَاءَ تْ مِنْ بِلَادٍ بَعِيْدَةٍ نَزَائِعُ جَاءَ تْ مِنْ سِهَامٍ وَ سَرْدُدٍ

یہ وہ قبائل تھے جو دور دراز کے علاقوں سے آتے تھے، یہ کھینچ کر لائے جانے والے قبائل سہام وسردد سے لائے گئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا یہ بھی روایت کیا جاتا ہے وَدَلَّنِيْ عَلَى الْحَقِّ مَنْ طَرَدْتُ كُلَّ مُطَرَّدٍ۔ اس نے حق پر میری راہنمائی کی جس کو میں نے دور کیا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا علماء کا یہ خیال بھی ہے کہ جب ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں یہ شعر پڑھا۔ وَنَالَنِيْ مَعَ اللّٰهِ مَنْ طَرَدْتُ كُلَّ مُطَرَّدٍ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے میں ہاتھ مارا فرمایا انت طردتنی کل مطرد۔

ابوسفیان بن حرب کا حضرت عباس کے ہاتھ پر اسلام لانا

جب رسول اللہ ﷺ مرالظہران میں اترے تو حضرت عباس بن مطلب نے کہا۔ واصباح قریش ہائے قریش کی کتنی بری صبح ہے، اللہ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں زبردستی داخل ہو گئے۔ قبل اس کے وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور امان طلب کریں تو قریش ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائیں گے۔ حضرت عباس نے کہا میں حضور ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہوا اور نکل پڑا یہاں تک کہ میں اراک آپہنچا میں نے کہا کاش میں کوئی لکڑہارا،

ابوسفیان بن حرب کا اسلام قبول کرنا

عبد بن حمید نے ابوسفیان کے اسلام لانے کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس جب اپنے قبہ تک اسے سوار کر کے لئے آئے، ابوسفیان صبح تک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اس نے لوگوں کو دیکھا کہ لوگ تیزی سے اٹھ رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کیا انہیں میرے بارے میں کوئی حکم دے دیا گیا ہے تو حضرت عباس نے کہا نہیں بلکہ یہ نماز کے لئے اٹھے ہیں۔ حضرت

دودھ والا یا کوئی کام والا مکہ جاتے ہوئے پاتا جو قریش کو رسول اللہ ﷺ کے پڑاؤ کے بارے میں بتاتا وہ حضور ﷺ کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے آجاتے اور امان طلب کر لیتے، اللہ کی قسم میں اسی خچر پر جا رہا تھا اور جس مقصد کے لئے نکلا تھا اس آدمی کو تلاش کر رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی گفتگو سنی وہ باہم گفتگو کر رہے تھے۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا میں نے آج رات جیسی آگ کبھی نہیں دیکھی اور نہ ہی ایسا لشکر دیکھا ہے، بدیل کہہ رہا تھا اللہ کی قسم یہ خزاعہ ہیں جنگ نے سب کو یکجا کر دیا ہے، ابوسفیان کہہ رہا تھا بنوخزاعہ اس سے بہت کم ہیں کہ ان کا یہ لشکر اور آگ ہو۔ حضرت عباس نے کہا میں نے اس کی آواز کو پہچان لیا میں نے کہا اے ابو حنظلہ اس نے بھی میری آواز کو پہچان لیا اس نے کہا کیا ابوالفضل ہے؟ میں نے کہا ہاں میں ہی ہوں، اس نے کہا تجھے کیا ہوا میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے کہا اے ابوسفیان تو ہلاک ہو یہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اللہ کی قسم قریش کی صبح کتنی خراب ہے ابو سفیان نے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے کہا اگر تجھے پکڑ لیا گیا تو تیری گردن اڑا دی جائے گی، میرے پیچھے اس خچر پر سوار ہو جا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاتا ہوں تا کہ تیرے لئے امان طلب کروں تو ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا اس کے دونوں ساتھی واپس لوٹ گئے، میں اسے لے آیا، میں جب بھی مسلمانوں کے الاؤ میں سے کسی کے پاس سے گزرتا وہ پوچھتے کون ہے؟ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خچر کو دیکھتے اور میں اس پر سوار تھا تو کہتے یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں جو حضور ﷺ کے خچر پر سوار ہیں یہاں تک کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے الاؤ کے پاس سے گزرا انہوں نے پوچھا

عباس نے اسے حکم دیا اس نے وضو کیا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئے جب حضور ﷺ نے نماز شروع کی آپ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی، آپ نے رکوع کیا تو لوگوں نے بھی رکوع کیا پھر آپ نے سر اٹھایا تو لوگوں نے بھی سر اٹھایا۔ ابوسفیان نے کہا میں نے کسی قوم کو آج جیسی اطاعت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جنہیں یہاں سے یہاں تک اطاعت نے جمع کر دیا میں نے فارس کے شرفاء اور رومی جو بڑی سرداریوں والے ہیں ان سے زیادہ کسی کی اطاعت کرنے والے نہیں۔ عبد بن حمید کی حدیث میں ہے کہ ابوسفیان نے حضور ﷺ سے عرض کی جب حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا تھا۔ میں عزیٰ کا کیا کروں گا، قبہ کے باہر سے یہ آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن لی۔

کون ہے؟ اور میری طرف اٹھے جب انہوں نے میرے پیچھے ابوسفیان کو دیکھا تو کہا اللہ کا دشمن ابوسفیان۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے بغیر عہد و پیمان کے تیرے اوپر قدرت عطا فرمائی، پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیزی سے نکلے میں نے خچر کو تیز دوڑایا تو میں اس طرح ان سے آگے نکل گیا جس طرح سست جانور سست انسان سے بھی آگے نکل جاتا ہے میں خچر سے نیچے اترا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ابو سفیان ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں قدرت عطا فرمائی ہے جبکہ ہم نے ان سے کوئی عہد و پیمان بھی نہیں کیا، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں، میں (حضرت عباس) نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے پناہ دے دی ہے پھر میں حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھ گیا، آپ کا سر پکڑ لیا اور عرض کی اللہ کی قسم آج کی رات میرے سوا آپ سے کوئی سرگوشی نہیں کرے گا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے بارے میں اصرار کیا میں (حضرت عباس) نے کہا اے عمر رہنے دو اللہ کی قسم اگر یہ عدی بن کعب میں سے ہوتا تو تم اس طرح اصرار نہ کرتے لیکن تم خوب جانتے ہو کہ یہ بنو عبد مناف کا فرد ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عباس رضی اللہ عنہ رہنے دو اللہ کی قسم جس دن تم اسلام لائے میرے نزدیک تمہارا اسلام قبول کرنا خطاب کے اسلام لانے سے بھی زیادہ محبوب تھا۔ اگر وہ اسلام لاتا اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نَخِرًا عَلَيْهَا۔ اس پر خراٹے لے، ابوسفیان نے کہا اے عمر تجھ پر افسوس تو تو فحش گفتگو کرنے والا ہے مجھے چچا زاد بھائی سے بات کرنے دو۔

حضرت مولف نے ابوسفیان کا یہ قول ذکر کیا ہے۔ لَقَدْ اَصْبَحَ مُلْكُ ابْنِ اَخِيكَ الْغَدَاةَ عَظِيمًا آج تیرے بھتیجے کی بادشاہت عظیم ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس نے اسے فرمایا یہ نبوت ہے۔ ہمارے شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت ابن عباس نے اسی لئے ابوسفیان کی بات کارد کیا تھا کیونکہ وہ ابھی ابھی اسلام میں داخل ہوا تھا ورنہ اس جیسی چیز کو ملک کہنا تو جائز ہے اگرچہ وہ چیز کسی نبی کے لئے ہو، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کہا وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ (ص: ۲۰) حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی وَهَبْ لِي مُلْكًا (ص ۳۵) مگر حضور ﷺ کی حالت کو بادشاہت سے تعبیر پر ناپسندیدگی کو ظاہر کیا کیونکہ حدیث طیبہ میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ وہ عبد نبی بننا چاہتے ہیں یا ملک نبی بننا چاہتے ہیں تو حضور ﷺ جبرئیل امین کی طرف متوجہ ہوئے تو جبرئیل امین نے اشارہ

اسلام قبول کرنا خطاب کے اسلام لانے سے حضور ﷺ کو زیادہ محبوب ہے اگر وہ اسلام لاتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباس اپنے پڑاؤ میں اسے لے جاؤ، جب صبح ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا تو میں اسے اپنے پڑاؤ میں لے گیا۔ ابوسفیان نے رات میرے پاس ہی گزاری جب صبح ہوئی تو میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا جب رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کو دیکھا فرمایا اے ابوسفیان تجھ پر افسوس کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو جان لیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کتنے حلیم ہیں، آپ کتنے کریم ہیں، آپ کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں، اللہ کی قسم مجھے یقین ہو گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہوتا تو مجھے کچھ فائدہ دیتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو سفیان تجھ پر افسوس کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم یہ جان لیتے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کتنے حلیم ہیں، آپ کتنے کریم ہیں، آپ کتنے صلہ رحم ہیں، اللہ کی قسم اس کے بارے میں میرے ذہن میں اب بھی ایک کھٹکا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ پر افسوس اسلام قبول کر اور یہ گواہی دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ قبل اس کے کہ تیری گردن اڑا دی جائے۔ ابوسفیان نے حق کی شہادت دی اور اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عباس نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان فخر کو پسند کرتا ہے اس کے لئے فخر کی کوئی چیز بنا دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں جو آدمی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا اس کے لئے امان ہے، جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اس کے لئے امان ہے جو مسجد حرام میں داخل ہو گیا اس کے لئے امان ہے جب وہ جانے لگا تو حضور ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا اے عباس اسے وادی کی تنگ جگہ پہاڑ کے بڑھے ہوئے حصہ پر روک لینا یہاں تک کہ اللہ کے لشکر اس کے پاس سے گزریں اور یہ انہیں دیکھ لے۔ حضرت عباس رضی

کیا کہ تواضع اختیار کریں۔ عرض کی بلکہ میں عبد نبی بننا پسند کرتا ہوں، ایک دن میں کھانا کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ حضرت عباس نے حضرت ابوسفیان کے قول پر جو ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا اسی وجہ سے تھا اور آپ کے چاروں خلفاء نے بھی اس کو ناپسند کیا کہ وہ بادشاہ کہلائیں کیونکہ حضور ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا تھا کہ آپ کے بعد خلفاء ہوں گے پھر امراء ہوں گے پھر بادشاہ ہوں گے پھر جابر ہوں گے۔ یہ روایت بھی کی جاتی ہے پھر معاملہ بَزِیْزِیًا کی طرف لوٹ جائے گا اس میں تصحیف ہے۔ خطابی نے کہا اصل میں یہ لفظ بِزِیْزَی ہے یعنی قتل و غارت اور لوٹ مار ہو گی۔

اللہ عنہ نے کہا میں نکلا یہاں تک وادی کی تنگ جگہ پر میں نے اسے روک لیا جہاں حضور ﷺ نے رکنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔

لشکروں کا گزرنا

قبائل اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزرتے جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو حضرت ابوسفیان کہتے یہ کون ہیں؟ میں کہتا یہ بنوسلیم ہیں تو حضرت ابوسفیان کہتے مجھے بنوسلیم سے کیا غرض پھر کوئی اور قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان پوچھتے یہ کون ہیں؟ میں کہتا یہ بنومزینہ ہیں تو ابوسفیان کہتے مجھے بنومزینہ سے کیا سروکار یہاں تک کہ قبائل ختم ہو گئے۔ جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان مجھ سے اس کے بارے میں پوچھتے جب میں انہیں اس قبیلہ کے بارے میں بتاتا تو وہ کہتے مجھے اس سے کیا غرض یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر کے جلو میں گزرے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس لشکر کو اسلحہ کی زیادتی اور اس کے نمایاں ہونے کی وجہ سے خضراء کا نام دیا گیا۔ حارث بن حلزہ یشکری نے کہا۔

ثُمَّ حُجْرًا اَعْنِیْ ابْنَ اُمِّ قَطَامٍ وَلَهٗ فَارِسِیَّةٌ خَضْرَاءُ

دور ہو جا میری مراد ابن ام قطام سے ہے، اس کے ساتھ بہت بڑا فارسی لشکر تھا۔

لَمَّا رَأَى بَدْرًا تَسِیْلُ جِلَا هُهٗ بِكَتِیْبَةٍ خَضْرَاءَ مِنْ بَلْخَزْرَجِ

جب اس نے میدان بدر کو دیکھا کہ اس کے اطراف بہت بڑے مسلح لشکر سے بہہ رہے ہیں جو بنوخزرج کے ہیں۔

یہ شعر بھی آپ کے ان اشعار میں سے ہے جو ہم نے غزوۂ بدر کے اشعار میں لکھے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا اس میں مہاجرین وانصار ہیں ان میں سے ہر ایک لوہے میں گم تھا۔ حضرت ابو سفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس یہ کون ہیں میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو انصار و

ہند بن عتبہ نے حضرت ابوسفیان کے بارے میں کہا اُقْتُلُوْا الْحَمِیْتَ الدَّسَمَ الْاَحْمَسَ حمیت سے مراد مشکیزہ، گھڑا، ہند نے اسے موٹاپے کی طرف منسوب کیا ہے یعنی دسم کی صفت ذکر کی۔ احمس اسے کہتے ہیں جس کے ہاں بھلائی نہ ہو۔ عربوں کا قول ہے عام احمس ایسے سال کو کہتے ہیں جس میں بارش نہ ہو۔ عبد بن حمید نے اپنی حدیث میں کہا کہ ہند نے یہ کہا تھا اے آل غالب اس احمق کو قتل کر دو۔ حضرت ابوسفیان نے جواب دیا اللہ کی قسم یا تو تو اسلام قبول کرے گی ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ ابو سفیان کا ہند سے پہلے اسلام لانا اور عدت کے ختم ہونے سے قبل ہند کا اسلام لانا پھر دونوں کا سابقہ

مہاجرین کے درمیان جلوہ گر ہیں تو ابوسفیان نے کہا ان کا مقابلہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ اللہ کی قسم اے ابوالفضل آج تو تیرے بھتیجے کی بادشاہت بہت عظیم ہوگئی ہے۔ میں نے کہا اے ابو سفیان یہ نبوت ہے تو ابوسفیان نے کہا ہاں نبوت ابوسفیان نے کہا یہ تو بہت بہتر ہے۔

حضرت ابوسفیان اپنی قوم کو خبردار کرتا ہے

میں (حضرت عباس) نے کہا اپنی قوم کی طرف جلدی جاؤ جب حضرت ابوسفیان قریش تک پہنچے تو بلند آواز سے ندا کی اے جماعت قریش! یہ حضرت محمد ہیں وہ ایسے لشکر کے ساتھ آئے ہیں جس کا مقابلہ کرنے کی تم میں طاقت نہیں جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا وہ امن میں ہے۔ ہند بن عتبہ اس کی طرف اٹھی اس کی مونچھیں پکڑ لیں اور کہا اس گھی کے بے فائدہ گھڑے کو قتل کر دو، یہ قوم کا کتنا برا پیش رو ہے تو ابوسفیان نے کہا یہ عورت تمہیں تمہاری ذاتوں کے بارے میں دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ حضرت محمد ﷺ ایسا لشکر لائے ہیں جس کا مقابلہ کرنے کی تم میں طاقت نہیں جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا وہ امن میں ہے جو مسجد حرام میں داخل ہوگیا وہ بھی امن میں ہے لوگ اپنے گھروں اور مسجد حرام کی طرف بکھر گئے۔

حضور ﷺ کی طوی آمد

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ جب حضور ﷺ طوی کے مقام پر پہنچے تو آپ سرخ یمنی چادر کے ایک حصے میں لپٹے ہوئے تھے، آپ وہاں سواری پر ہی ٹھہر گئے۔ رسول اللہ ﷺ تواضع کی غرض سے اپنا سر جھکائے ہوئے تھے۔ یہ صورت اس وقت تھی جب آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح سے نوازا ہے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک کے بال کجاوے کے اگلے حصہ سے مس کر رہے تھے۔

نکاح پر قائم رہنا، اسی طرح حکیم بن حزام کا معاملہ ان دونوں میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے کیونکہ آپ عدت ختم ہونے سے قبل یہ فرق نہیں کرتے کہ پہلے مرد اسلام قبول کرے یا عورت اسلام قبول کرے۔ امام مالک نے دونوں مسئلوں میں فرق کیا ہے جس طرح موطا اور دوسری کتاب میں ہے۔

ابوقحافہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت مولف نے ابوقحافہ کے اسلام لانے کا واقعہ ذکر کیا ہے، ابوقحافہ کا نام عثمان بن عامر تھا،

ابوقحافہ کا اسلام

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یحیٰ بن عباد نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ طوی مقام پر ٹھہرے تو ابو قحافہ نے اپنی چھوٹی بیٹی سے کہا اے بیٹی مجھے جبل ابی قیس پر لے جاؤ جبکہ ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ میں ابوقحافہ کو پہاڑ پر لے گئی، ابوقحافہ نے کہا اے بیٹی کیا دیکھتی ہو بیٹی نے کہا میں بڑی جماعت دیکھتی ہوں پوچھا وہ گھوڑ سوار ہیں بیٹی نے کہا میں ایک آدمی دیکھتی ہوں جو اس جماعت کے سامنے آگے پیچھے دوڑ رہا ہے، ابوقحافہ نے کہا اے بیٹی وہ وازع ہوگا یعنی جو گھڑ سوار دستوں کو حکم دیتا ہے اور ان کے آگے آگے ہوتا ہے۔ بیٹی نے کہا اللہ کی قسم وہ جمعیت تو بکھر گئی، تو ابوقحافہ نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ گھڑ سوار دستوں کو پیچھے دھکیل دیا گیا ہے (کہا اے بیٹی) جلدی سے مجھے اپنے گھر کی طرف لے جا، بیٹی ابوقحافہ کو لے کر نیچے اتر آئی ابھی وہ گھر نہیں پہنچے تھے کہ گھڑ سوار دستہ ان تک آ پہنچا، اس بچی کے گردن میں چاندی کا ایک طوق تھا، ایک آدمی اس کے سامنے آیا اور اس کی گردن سے کھینچ لیا، جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے اور مسجد میں تشریف فرما ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد کو لے کر حاضر ہوئے جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا فرمایا تم نے شیخ کو گھر میں ہی کیوں نہیں چھوڑ دیا یہاں تک کہ میں خود

اس کی والدہ کا نام قیلہ بنت اذاہ تھا۔ مولف کا قول اصغر ولدہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ ارادہ کیا ہے کہ ابوقحافہ کی صلبی اولاد میں سے سب سے چھوٹی اولاد کیونکہ ابوقحافہ کی مذکر اولاد میں سے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ ابوقحافہ کی صرف ایک بیٹی معروف ہے جس کا نام ام فروہ ہے جس کا نکاح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس سے کیا تھا جبکہ پہلے وہ تمیم داری کی زوجہ تھیں۔ ابن اسحاق نے اس کا ذکر کیا ہے واللہ اعلم۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے ان کی ایک اور بیٹی بھی تھی جسے قریبہ کہتے جس سے قیس بن سعد بن عبادہ نے شادی کی تھی۔ ابوقحافہ کے واقعہ میں ان دونوں میں سے ایک کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

حدیث میں ہے كَانَ رَاسُهٗ ثَغَامَةً۔ ثغام پہاڑی بوٹی ہے جو گھاس سے بڑی اور درخت سے چھوٹی ہوتی ہے جب خشک سالی ہو تو اس کے پھول زیادہ سفید ہوتے ہیں۔ حلی بھی اس کی مثل ہے، سفید بالوں کو اس کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ راجز نے کہا وَلِحْيَتِيْ كَاَنَّهَا حِلْيَةٌ۔ میری مینڈھیاں گویا وہ حلیہ ہیں۔

اس کے پاس آتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ خود چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں بنسبت اس کے کہ آپ چل کر اس کے پاس تشریف لے جاتے۔ حضور ﷺ نے ابوقحافہ کو سامنے بٹھایا پھر ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا اسلام قبول کر لو۔ ابوقحافہ نے اسلام قبول کر لیا، حضرت ابوبکر، ابوقحافہ کو لے کر

خضاب کا حکم

حضور ﷺ نے ابوقحافہ کے سفید بالوں کے بارے میں کہا غَیِّرُوا هٰذَا مِنْ شَعْرِهٖ۔ یہ امر بطورِ استحباب ہے اس سے وجوب مراد نہیں کیونکہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ نے سفید بالوں کو رنگ نہیں لگایا۔ حضرت ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے کہ آپ نے خضاب لگایا جس نے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی ہے۔ سفید بال تھوڑے سے تھے تو آپ نے خضاب کے ساتھ رنگ بدل دیا، حضرت انس نے کہا نبی کریم ﷺ خضاب لگانے کی حد تک نہیں پہنچے تھے۔ بخاری شریف میں عثمان بن موھب سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بال دکھائے اس میں موھب سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ میرے گھر والوں نے ایک پیالے کے ساتھ حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجا پھر حدیث ذکر کی۔ میں نے جلجل (پیالہ) میں جھانکا تو میں نے اس میں سرخ بال دیکھے یہ مشکل کلام ہے اس کی وضاحت مسند وکیع بن جراح میں ہے، یہ جلجل چاندی کی تھی جوان بالوں کی حفاظت کے لئے بنائی گئی تھی جو حضور ﷺ کے بال ان کے پاس تھے۔

اگر یہ کہا جائے یہ روایت تو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ سفید بالوں پر خضاب لگاتے تھے جبکہ حضرت انس اور دوسرے راویوں کی حدیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ اس حد تک نہیں پہنچے تھے کہ خضاب کی ضرورت ہوتی، آپ کے تو چند بال سفید تھے جن کو گنا جا سکتا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو جس کے پاس آپ کے بالوں میں سے کوئی چیز تھی تو اس نے بالوں پر ایسی چیز لگائی تاکہ بال زیادہ عرصہ تک باقی رہیں۔ دارقطنی نے اسماء رجال موطا میں اسی طرح کہا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہندی اور وسم سے خضاب لگاتے تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زرد رنگ کا خضاب لگاتے وہ ورس کا ہوتا یا زعفران کا۔ ورس یمن میں اگتا ہے اس کی عمدہ قسم کو بادرۃ الورس کہتے ہیں۔ اس کی اقسام میں سے عسف اور حبشی ہے حضرت عمر اس دوسری قسم سے خضاب لگاتے، جب کوئی آدمی مہندی سے خضاب لگائے تو کہتے ہیں۔ حَنَّاءَ شعبہ و رَقَنَہ۔ حناء کی جمع حنان آتی ہے یہ خلاف قیاس جمع ہے۔ شاعر نے کہا ۔

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے گویا ان کا سر ثغامہ (سفید پھولوں والا درخت) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے سر کے بالوں کو بدل (رنگ) دو پھر حضرت ابوبکر اٹھے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں اللہ اور اسلام کا واسطہ تمہیں دیتا ہوں کہ میری بہن کا طوق واپس کر دو کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بہن اپنے طوق سے کنارہ کش ہو جا کیونکہ آج لوگوں میں امانت کم ہے۔

مسلمانوں کے لشکر مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

وَلَقَدْ اَرُوحُ بِلِمَّةٍ فَيْنَانَةٍ سَوْدَاءَ قَدْ رُوِيَتْ مِنَ الْحِنَّانِ

میں لمبی سیاہ زلفوں سے راحت پاتا ہوں جن کو حنان سے سیراب کیا گیا ہو۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اور بعض علماء حدیث ابن اسحاق کی روایت پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت ابوقحافہ کے سفید بالوں کے بارے میں یہ کہا کہ اسے سیاہ خضاب لگانے سے بچو۔ اکثر علماء نے اسی حدیث کی وجہ سے سیاہ خضاب لگانے کو مکروہ جانا ہے ایک اور حدیث بھی ہے جس میں سیاہ خضاب لگانے کے بارے میں وعید آئی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے سب سے پہلے فرعون نے خضاب لگایا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ عربوں میں سب سے پہلے خضاب عبدالمطلب نے لگایا تھا۔ بعض علماء نے سیاہ خضاب لگانے میں رخصت دے دی ہے، ان میں محمد بن علی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیاہ خضاب لگاؤ کیونکہ یہ دشمن کو زیادہ مغلوب کرنے والا اور عورتوں کو پسندیدہ ہے۔ ابن بطال نے شرح میں کہا جب مرد کہولت کی عمر میں ہو بوڑھا نہ ہو تو اس کے لئے سیاہ خضاب لگانا جائز ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس صورت میں یہ دشمن کو زیادہ خوفزدہ کرنے والا اور عورتوں کو زیادہ محبوب ہوتا ہے مگر جب اس کی کمر دہری ہو جائے تو اس وقت سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوقحافہ کے بارے میں فرمایا اس کے سفید بالوں کو بدل دو اور سیاہ خضاب لگانے سے پرہیز کرو۔

کداء اور کدی

حضرت مولف نے کداء ذکر کیا ہے یہ مکہ مکرمہ کا بالائی علاقہ ہے اور کدی یہ عرفات کی جانب میں ہے۔ مکہ مکرمہ کا ایک اور مقام بھی ہے جسے کداء کہتے ہیں لوگوں نے کداء اور کدی میں یہ شعر پڑھا ہے۔

نے ذی طوی کے مقام پر اپنے لشکر کو تقسیم کیا۔ حضرت زبیر بن عوام کو حکم دیا کہ وہ بعض لوگوں کو لے کر طوی سے داخل ہو جبکہ حضرت زبیر لشکر میسرہ کی قیادت کر رہے تھے اور حضرت سعد بن عبادہ کو حکم دیا کہ وہ اپنا لشکر لے کر کداء کے راستہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو۔

مہاجرین اور حضرت سعد

ابن اسحاق نے کہا بعض علماء نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ جب مکہ مکرمہ میں

اَقْفَرَتْ بَعْدَ عَبْدِ شَمْسٍ كَدَاءُ فَكُدَىٌّ فَالرُّكْنُ وَالْبَطْحَاءُ

عبد شمس کے بعد کداء، کدی، رکن اور بطحاء چٹیل میدان ہو گئے۔

یہ شعر ابن قیس رقیات کا ہے جس میں وہ عبد شمس بن عبدود عامری کا ذکر کرتا ہے جو سہیل بن عمرو کا قبیلہ تھا۔

کداء کے مقام پر حضرت ابراہیم کا ٹھہرنا

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے دعا کی تو آپ کداء کے مقام پر کھڑے ہوئے۔ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعا کی تھی فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ (ابراہیم: ۳۷) ''پس کر دے لوگوں کے دلوں کو کہ وہ شوق و محبت سے ان کی طرف مائل ہوں'' آپ کی دعا قبول ہوئی آپ کو حکم دیا گیا وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا (حج: ۲۷) کیا تم دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یاتوک یہ نہیں فرمایا یاتونی کیونکہ یہ حضرت ابراہیم کی دعا کی قبولیت تھی، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے شاید اسی وجہ سے حضور ﷺ نے پسند کیا کہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوں تو کداء سے داخل ہوں کیونکہ یہی وہ جگہ تھی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے۔

حضرت سعد بن عبادہ کے متعلق حضور ﷺ کا موقف

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد سے جھنڈا لے لیا گیا جب انہوں نے یہ کہا۔ الیوم یوم الملحمہ۔ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء نے یہ بھی کہا کہ ضرار بن خطاب نے یہ شعر کہے جب انہوں نے حضرت سعد کا یہ قول سنا۔ مقصود حضور ﷺ کی قریش پر شفقت طلب کرنا تھا، یہ ان کے عمدہ اشعار میں سے ہیں۔

يَا نَبِيَّ الْهُدٰى اِلَيْكَ لَجَاءَ حَيُّ قُرَيْشٍ وَلَاتَ حِيْنَ لَجَاءِ

داخل ہوا چاہتے تھے تو کہا۔ اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ، اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَةُ۔ آج جنگ کا دن ہے آج حرمت حلال ہوئی تو ایک مہاجر نے ان کی بات سن لی۔ ابن ہشام نے کہا یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سنیئے تو جو سعد نے کہا ہمیں خوف ہے کہ سعد قریش پر حملہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا سعد کے پاس جاؤ اس سے جھنڈا لے لو اور تم خود اس لشکر کی قیادت کرتے ہوئے داخل ہو۔

مکہ مکرمہ میں لشکر داخل کرنے کی خفیہ تدبیر

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا تو وہ لشکر کے ساتھ زیریں مکہ کی جانب لیط میں داخل ہوئے۔ حضرت خالد لشکر کے میمنہ پر متعین تھے، اس لشکر میں بنو اسلم، بنو سلیم، بنو غفار، بنو مزینہ، بنو جہینہ اور دوسرے عرب قبائل تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح مسلمانوں کی ایک صف کے ساتھ حضور ﷺ کے سامنے مکہ مکرمہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اذاخر سے مکہ مکرمہ

اے نبی ہدی قریش کے قبیلہ نے آپ کی پناہ لی جبکہ یہ پناہ لینے کا وقت نہیں تھا۔

حِیْنَ ضَاقَتْ عَلَیْهِمْ سَعَةُ الْاَرْ ضِ وَ عَادَاهُمْ اِلٰهُ السَّمَاءِ

جب ان پر کشادہ زمین تنگ پڑ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے دشمنی کی۔

وَالْتَقَتْ حَلْقَتَا الْبِطَانِ عَلَی الْقَـ وْمِ وَ نُوْدُوْا بِالصَّیْلَمِ الصَّلْعَاءِ

قوم پر معاملہ سخت ہو جاتا اور انہیں تکلیف دہ مصیبت کے ساتھ بلایا جاتا۔

اِنَّ سَعْدًا یُرِیْدُ قَاصِمَةَ الظَّهْـ رِ بِاَهْلِ الْحَجُوْنِ وَ الْبَطْحَاءِ

بے شک حضرت سعد اہل حجون اور اہل بطحاء کی کمریں توڑنا چاہتے تھے۔

خَزْرَجِیٌّ لَوْ یَسْتَطِیْعُ مِنَ الْغَیْـ ظِ رَمَانَا بِالنَّسْرِ وَالْعَوَّاءِ

وہ خزرج خاندان سے تعلق رکھتے تھے اگر وہ غصہ کی حالت میں طاقت رکھتے تو ہمیں گھوڑوں اور کتوں کا ٹارگٹ بناتے۔

فَلَئِنْ اَقْحَمَ اللِّوَاءَ وَ نَادٰی یَا حُمَاةَ اللِّوَاءِ اَهْلَ اللِّوَاءِ

اگر وہ جھنڈا آگے لے آتے اور اعلان کر دیتے اے جھنڈے کی حفاظت کرنے والو اے جھنڈے والو۔

لَتَکُوْنَنَّ بِالْبِطَاحِ قُرَیْشٌ بُقْعَةَ الْقَاعِ فِیْ اَکُفِّ الْاِمَاءِ

تو قریش سنگریزوں والی زمین میں نرم زمین ہو جاتے لونڈیوں کی ہتھیلی میں۔

میں داخل ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے بالائی علاقہ میں فروکش ہوئے وہاں آپ کے لئے ایک خیمہ لگایا گیا۔

جن لوگوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح اور عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے خندمہ کے مقام پر لوگوں کو جمع کیا تا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ کریں۔ حماس بن قیس بن خالد جو بنی بکر سے تعلق رکھتا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے اپنے اسلحہ کو درست کر رہا تھا، اس کی بیوی نے اس سے کہا تم کس کے لئے اسلحہ تیار کر رہے ہو، اس نے کہا میں حضرت محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے لئے اسلحہ تیار کر رہا ہوں، اس کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم میں تو حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے سامنے کسی کو ٹھہرتا ہوا نہیں دیکھتی تو حماس نے کہا اللہ کی قسم میں تو یہ امید کرتا ہوں کہ ان میں سے کسی کو قید کر کے تیری خدمت میں دے دوں پھر کہا۔

اِنْ يُقْبِلُوْا الْيَوْمَ فَمَالِيْ عِلَّةٌ　هَذَا سِلَاحٌ كَامِلٌ وَأَلَّه

اگر آج یہ لوگ میرے مقابلہ پر آئیں تو مجھ میں کوئی کمزوری نہیں یہ مکمل اسلحہ ہے اور نیزہ ہے۔

وَ ذُوْ غِرَارَيْنِ سَرِيْعُ السَّلَّة

اور دو دھاری تلوار ہے جو تیزی سے نکلنے والی ہے۔

پھر حماس خندم میں صفوان، سہیل اور عکرمہ کے ساتھ جاملا، جب حضرت خالد کے لشکر کے

جس طرح علماء نے ذکر کیا اسی وقت حضور ﷺ نے جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ سے واپس لے لیا اس شعر میں عواء کو الف ممدودہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ فارسی نے اپنی بعض کتابوں میں اس کے ممدودہ ہونے کا انکار کیا ہے اور کہا اگر یہ الف ممدودہ کے ساتھ ہوتا تو اسے عیاء پڑھتے جس طرح علیاء کیونکہ یہ صفت کا صیغہ نہیں جس طرح عمیاء کہا یہ الف مقصورہ کے ساتھ ہے جس طرح شروی اور نجوی تاہم وہ اس صورت سے غافل رہے جس کا ذکر ابو علی قالی نے کیا ہے کیونکہ اس نے کہا عواء یہ اس کے نزدیک عدیت الشئی سے فعال کے وزن پر ہے یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب تو برتن کو جھکائے یہ بہت خوبصورت توجیہ ہے، خصوصا سابقہ شعر میں اس لفظ کا الف ممدودہ کے ساتھ آنا درست ہے اسی طرح دوسرے مقام پر بھی الف ممدودہ کے ساتھ یہ لفظ آیا ہے اس کے معنی میں صحیح ترین توجیہ یہ ہے عواء یہ عوہ سے مشتق ہے، عوہ کا معنی دبر ہے گویا انہوں نے یہ نام اس لئے رکھا کیونکہ یہ برج اسد کا دبر ہے۔

مسلمان مجاہدین انہیں ملے تو انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی تو حضرت کرز بن جابر جو بنو محارب سے تعلق رکھتے تھے اور خنیس بن خالد بن ربیعہ جو بنی منقذ کے حلیف تھے شہید ہو گئے۔ یہ دونوں حضرت خالد کے گھڑسوار دستہ میں شامل تھے۔ یہ دونوں آپ کے لشکر سے الگ ہو گئے تھے اور ان کے راستہ سے ہٹ کر ایک اور راستہ پر چلے گئے تھے۔ دونوں قتل ہو گئے حضرت خنیس بن خالد حضرت کرز بن جابر سے پہلے شہید ہوئے۔ حضرت کرز نے انہیں اپنے دونوں پاؤں میں رکھ لیا اور ان کا دفاع کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

قَدْ عَلِمَتْ صَفْرَاءُ مِنْ بَنِیْ فِھْرِ نَقِیَّةُ الْوَجْهِ نَقِیَّةُ الصَّدْرِ

تحقیق جان چکے بنو فہر کے زرد رنگ، صاف چہروں اور صاف سینوں والے۔

لَاَضْرِبَنَّ الْیَوْمَ عَنْ اَبِیْ صَخْرِ

کہ میں ابو صخر کی طرف سے آج کیسی شمشیر زنی کرتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا خنیس کی کنیت ابو صخر تھی، ابن ہشام نے کہا خنیس بن خالد بنو خزاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت خنیس بن خالد رضی اللہ عنہ

حضرت مولف نے خنیس بن خالد کا ذکر کیا، ابن ہشام کا قول ہے خنیس بنو خزاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن اسحاق سے تو کسی راوی نے خنیس کے تلفظ میں اختلاف ذکر نہیں کیا جنہوں نے موتلف و مختلف میں کتابیں لکھی ہیں وہ کہتے ہیں درست یہ ہے، یہ لفظ حبیش ہے۔ حاشیہ شیخ میں ابوالولید سے یہ مروی ہے کہ صحیح حبیش ہے ان کا باپ خالد ہے جو اشعر بن حنیف ہے۔ ہم نے ام معبد کا ذکر کرتے ہوئے اس کا نسب ذکر کیا ہے کیونکہ وہ اس کی بیٹی ہے۔ اشعر نقطوں والی شین کے ساتھ ہے۔ اسعر یہ اسعر جعفی ہے، اس کا نام مرثد بن عمران تھا اسے اسعر کہتے کیونکہ اس کا شعر ہے۔

فَلَا یَدْعُنِیْ قَوْمِیْ لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ لَئِنْ اَنَا لَمْ اَسْعَرْ عَلَیْھِمْ وَاَثْقُبْ

میری قوم مجھے سعد بن مالک کے لئے نہ بلائے اگر میں ان پر آگ نہ بھڑکاؤں اور ان میں چھید نہ کروں۔

مالک سے اس نے مذحج مراد لیا ہے کرز کا رجز یہ شعر ذکر کیا ہے۔

قَدْ عَلِمَتْ صَفْرَاءُ مِنْ بَنِیْ فِھْرِ۔ یہاں صفراء سے اس نے بوسیدگی کی زردی مراد لی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے بلکہ امراء القیس کے شعر میں موجود معنی کا ارادہ کیا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح اور عبداللہ بن بکر نے بتایا کہ بنو جہینہ سے سلمہ بن میلاء شہید ہوئے۔ یہ حضرت خالد بن ولید کے شاہسواروں میں سے تھے اور مشرکین میں سے بارہ یا تیرہ کے قریب آدمی مارے گئے پھر وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حماس شکست کھا کر وہاں سے نکلا اور اپنے گھر جا پہنچا، اپنی بیوی سے کہا دروازہ بند کر دو تو بیوی نے کہا جو تو کہتا تھا وہ کہاں ہے تو اس نے یہ اشعار کہے۔

اِنَّكِ لَوْ شَهِدْتِ يَوْمَ الْخَنْدَمَةِ   اِذْ فَرَّ صَفْوَانُ وَ فَرَّ عِكْرِمَهْ

اگر تو خندم کی جنگ میں حاضر ہوتی جب صفوان بھاگ گیا اور عکرمہ بھاگ گیا۔

وَ اَبُوْ يَزِيْدَ قَائِمٌ كَالْمُوْتِمَةِ   وَاسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسُّيُوْفِ الْمُسْلِمَةْ

اور ابو یزید موت کی طرح کھڑا رہا اور میں نے ان کا سامنا مسلم تلواروں سے کیا۔

لَيَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَ جُمْجُمَةْ   ضَرْبًا فَلَا يُسْمَعُ اِلَّا غَمْغَمَةْ

جو ہر کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ رہی تھیں اور خلط ملط آوازوں کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔

لَهُمْ نَهِيْتُ خَلْفَنَا وَ هَمْهَمَهْ   لَمْ تَنْطِقِيْ فِي اللَّوْمِ اَدْنٰى كَلِمَةْ

ہمارے پیچھے ان کے سینے کی غیر واضح آوازیں تھیں تو ملامت میں ایک کلمہ بھی نہ کہتی۔

ابن ہشام نے کہا بعض علماء نے شعر یوں پڑھا کالموتمة یہ روایت کی جاتی ہے کہ یہ رعاش ہزلی کا شعر ہے۔

كَبِكْرِ مَقَانَاةٍ (1) الْبَيَاضُ بِصُفْرَةٍ   غَذَاهَا نَمِيْرُ الْمَاءِ غَيْرُ مُحَلَّلٍ

مقانات کی ابتدائی فصل کی طرح سفیدی زردی مائل ہے اسے صاف پانی نے غذا پہنچائی ہے جو گدلا نہیں۔

اور اعشیٰ کے قول کی طرح

تُرْضِيْكَ مِنْ دَلٍّ وَ مِنْ حُسْنٍ مُخَالَطَةُ غَرَارَةٍ

یہ تجھے اچھی اداء اور حسن سے راضی کریں گے جس میں غفلت و نوعمری کی آمیزش ہے۔

حَمْرَاءُ غُدْوَتُهَا وَ صَفْرَاءُ الْعَشِيَّةِ كَالْعَرَارَةِ

اس کی صبح سرخ اور شام زرد ہے جیسے جنگلی نرگس۔

حضرت مولف کا قول من بنی فھر۔ فہر ہاء کے کسرہ کے ساتھ ہے اسی طرح دوسرے مصرعہ میں

1۔ وہ جگہ جہاں دھوپ نہ پڑے۔

فتح مکہ کے روز مسلمانوں کا شعار

فتح مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں مہاجرین کا شعار یا بنی عبدالرحمٰن، بنوخزرج کا شعار یا بنی عبداللہ اور بنی اوس کا شعار یا بنی عبید اللہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے جن کے قتل کا حکم دیا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے مسلمان امراء کو جب مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ان سے وعدہ لیا تھا کہ وہ کسی سے جنگ نہیں کریں گے مگر جو ان سے

الصدر ہے اور ابو صخر یہ وقف میں عربوں کے مذہب کے مطابق ہے جس کا درمیانی حرف ساکن ہو کیونکہ ان میں سے کچھ لام کلمہ کی حرکت وقف میں عین کلمہ کی طرف نقل کر دیتے ہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب اسم مرفوع یا مجرور ہو، نصب میں یہ طریقہ نہیں کرتے اس کی وجوہات علم نحو میں موجود ہیں۔

لما ذا کے بارے میں

حضرت مولف نے حماس کی خبر ذکر کی ہے کہ اس کی بیوی نے اسے کہا لمَا ذَا تُعِدُّ السِّلَاحَ۔ اس میں اس نے لما ذا الف کو ثابت رکھتے ہوئے پڑھا ہے۔ الف کا حذف جائز نہیں کیونکہ ذا اس کے ساتھ ملا ہوا ہے ما کے بارے میں معروف یہ ہے کہ جب وہ استفہامیہ اور مجرور ہو تو ما کے آخر سے الف حذف کر دیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے۔ لِمَ، بِمَ۔ ابن سراج نے کہا ذا کو ما کے ساتھ ملا کر ایک اسم بنا دیا گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حرف جر داخل ہونے کے باوجود اس ما میں الف ثابت ہے۔ عرب کہتے ہیں لِمَا ذَا فَعَلْتَ وَ بِمَا ذَا جِئْتَ سیبویہ کا یہی نقطہ نظر ہے۔

حماس کے رجزیہ اشعار

حماس کا قول ہے وَذُوْ غِرَارَيْنِ سَرِيْعُ السَّلّه۔ سلہ سین کے کسرہ کے ساتھ مروی ہے یہ اس حالت کو کہتے ہیں جب کوئی آدمی تلوار سونتے جو اس سے مصدر مراد لینا چاہے وہ سین پر فتحہ پڑھتا ہے۔

وَ اَبُوْ يَزِيْدَ قَائِمٌ كَالْمُوْتِمَةَ

موتمہ سے مراد ایسی عورت لیتا ہے جس کے یتیم بچے ہوں، اس میں معروف موتم ہے جیسے مطفل اس کی جمع میاتم آتی ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے علاوہ میں کہا ہے۔ الموتمہ سے مراد اسطوانہ (ستون) ہے۔ یہ تفسیر غریب ہے، یہ پہلی تفسیر سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ

جنگ کرے، مگر آپ نے چند لوگوں کے نام گنوائے تھے اور ان کے قتل کا حکم دیا تھا، اگر چہ وہ کعبہ شریف کے پردوں کے نیچے چھپے ہوئے ہوں ان میں سے عبداللہ بن سعد جو بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم اس لئے دیا تھا کیونکہ وہ مسلمان ہوا تھا، وحی لکھا کرتا تھا، وہ مرتد ہوگیا اور مشرک بن کر قریش کے پاس چلا آیا تھا۔ یہ حضرت عثمان کے پاس بھاگ گیا تھا، یہ حضرت عثمان کا رضاعی بھائی تھا، حضرت عثمان نے اسے چھپا دیا تھا۔ جب حضور ﷺ اور اہل مکہ مطمئن ہو گئے تو حضرت عثمان اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے لئے امان طلب کی۔ علماء نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ طویل وقت تک خاموش رہے پھر فرمایا ہاں امان ہے۔ جب حضرت عثمان آپ کے پاس سے چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے پاس بیٹھنے والے صحابہ سے فرمایا میں خاموش رہا تھا تا کہ تم میں سے کوئی اٹھے اور اس کی گردن اڑا دے۔ ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہیں کیا۔ عرض کی نبی کسی کو اشارہ سے قتل نہیں کرتا۔

حدیث کے راوی کی تفسیر ہے۔ ابن اسحاق کے اس قول کے مطابق موتمة یہ عربوں کے قول وَتَمَ وَاَتَمَ سے مشتق ہوگا یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی چیز ثابت ہو کیونکہ ستون پر جو چیز رکھی جاتی ہے وہ اس کے ساتھ ثابت رہتا ہے۔ اس تعبیر کی بنا پر مؤتمة ہمزہ کے ساتھ ہے اس کی جمع ماتم آتی ہے موتمہ ہمزہ کے بغیر ہو تو اس کی جمع مواتم آتی ہے۔

اس کا قول و ابو یزید یہاں ابو کے ہمزہ کو الف ساکن سے بدل دیا گیا ہے، اس میں ورش کے لئے دلیل ہے اس کا نام عثمان بن سعید تھا اس کے ہمزہ کو الف ساکن سے بدل دیا گیا جبکہ ہمزہ متحرکہ تھا جبکہ نحویوں کے نزدیک قیاس یہ ہے کہ اسے بین بین پڑھا جائے۔ اس کے قول و ابو یزید کی طرح فرزدق کا قول ہے۔ فَارْعَیٰ فَزَارَةُ لَا هُنَاكِ الْمَرْتَعُ۔

هناك ہمزہ کے ساتھ ہے اس کی تسہیل بین بین کی صورت میں ہوتی ہے۔ نحو میں جو معروف قاعدہ ہے اس کے برعکس اس ہمزہ کو الف سے بدل دیا گیا ہے، اسی طرح منساة میں ان کا قول ہے جس کا معنی عصا (چھڑی) ہے۔ اصل میں یہ لفظ ہمزہ کے ساتھ ہے کیونکہ یہ نسات سے مفعلة کا وزن ہے لیکن قرآن حکیم میں اسی طرح۔ اس شعر میں ابو یزید سے مراد سہیل بن عمرو ہے جو قریش کا خطیب ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ بعد میں مسلمان ہو گیا تھا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے والی بنایا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان نے اسے والی بنایا تھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان میں سے ایک عبداللہ بن خطل تھا، یہ بنو تیم بن غالب سے تعلق رکھتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا جبکہ یہ پہلے مسلمان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے صدقات وصول کرنے کا حکم دیا تھا، اس کے ساتھ ایک انصاری صحابی کو بھیجا، اس کے ساتھ ایک غلام تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بھی مسلمان تھا، عبداللہ بن خطل نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، اس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے لئے ایک بکرا ذبح کرے اور اس کے لئے کھانا بنائے۔ وہ غلام سو گیا، جاگا اور ابن خطل کے لئے کوئی کھانا تیار نہ کیا۔ ابن خطل نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا پھر مرتد ہو گیا۔

اس کی دو لونڈیاں تھیں فرتنی اور اس کی ساتھی۔ یہ حضور ﷺ کی ہجو میں اشعار گاتی تھیں۔ حضور ﷺ نے ابن خطل کے ساتھ ہی ان دونوں لونڈیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔

حویرث بن نقیذ بن وہب بن عبد بن قصی، یہ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کو اذیتیں دیا کرتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو دونوں رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں تھیں کو اونٹ پر سوار کیا تا کہ مکہ مکرمہ

اس کا قول لھم نھیت۔ النھیت سے مراد سینے کی آواز ہے، اکثر طور پر اس لفظ کے ساتھ شیر کی صفت ذکر کی جاتی ہے، ابن اسلت نے کہا۔

كَأَنَّهُمْ أُسْدٌ لَدَى أَشْبُلٍ يَنْهِتْنَ فِي غِيلٍ وَاَجْزَاعِ

گویا وہ شیر کے بچوں کے پاس شیر ہیں، جو جنگل میں اور درختوں میں گرج رہے ہیں۔

الغمغمۃ سے مراد ایسی آوازیں ہیں جو باہم ملنے کی وجہ سے سمجھ نہ آئیں۔

مکہ مکرمہ کی زمین کے احکام

ہم یہاں مکہ مکرمہ کی زمین کے احکام ذکر کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو زبردستی فتح کیا تھا یا صلح سے فتح کیا تھا تا کہ اس پر یہ حکم جاری ہو۔ کیا اس کی زمین وہاں کے مکینوں کی ملکیت ہے یا ملکیت نہیں ہے؟ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے گھروں کے دروازے اکھاڑنے کا حکم ارشاد فرماتے۔ جب حاجی حج کے لئے آتے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ کے

سے مدینہ طیبہ پہنچا دے۔ حویرث بن نقیذ نے دونوں کے ہودج کو نیچے سے کچوکا دیا اور دونوں کو زمین پر گرا دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مقیس بن حبابہ یا ضبابہ یا صبابہ اس کے بارے میں بھی حضور ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ اس نے اس انصاری کو قتل کر دیا تھا جس انصاری نے اس کے بھائی کو خطاءً قتل کیا تھا پھر مقیس مشرک ہو کر واپس قریش کے پاس آ گیا تھا۔

سارہ جو بنی عبد مطلب کی لونڈی تھی اور عکرمہ بن ابی جہل۔ سارہ یہ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کو اذیتیں دیا کرتی تھی، جہاں تک عکرمہ کا تعلق ہے یہ یمن کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام مسلمان ہو گئی تھی۔ اس نے عکرمہ کے لئے حضور ﷺ سے جان کی امان چاہی حضور ﷺ نے اسے امان عطا فرما دی۔ اس کی بیوی عکرمہ کی تلاش میں یمن روانہ ہو گئی یہاں تک کہ وہ عکرمہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئی تو یہ مسلمان ہو گیا۔

عامل کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ مکہ مکرمہ کے مکینوں کو اپنے گھر حاجیوں کو کرائے پر دینے سے منع کریں کیونکہ حاجیوں سے کرایہ لینا ان کے لئے حلال نہیں ہے۔ امام مالک نے فرمایا اگر لوگ اپنے خیمے مکہ مکرمہ کے گھروں میں لگائیں تو کوئی انہیں منع نہیں کر سکتا۔ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ مکہ مکرمہ کے گھروں کو سوائب کہا جاتا۔ یہ سب دو دلیلوں سے مستنبط ہے۔ ان میں ایک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِیْهِ وَ الْبَادِ (الحج:25) ''اور مسجد حرام سے جسے ہم نے (بلا امتیاز) سب لوگوں کے لئے (مرکز ہدایت) بنایا ہے یکساں ہیں اس میں وہاں کے رہنے والے اور پردیسی''۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس نے فرمایا حرم تمام کا تمام مسجد ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ زبردستی داخل ہوئے تھے مگر حضور ﷺ نے وہاں کے مکینوں اور ان کے اموال کے بارے میں ان پر احسان فرمایا تھا یعنی ان کو غلام نہ بنایا اور اموال پر قبضہ نہ کیا۔ اس پر کسی دوسرے شہر کو قیاس نہیں کیا جا سکتا جس طرح بعض فقہاء نے گمان کیا ہے کیونکہ مکہ مکرمہ دو وجوہ سے دوسرے شہروں سے مختلف ہے۔ ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے بعض چیزوں کو خاص کیا۔ فرمایا قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ (انفال:1) دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض احکام کو مکہ مکرمہ کے لئے خاص فرمایا کیونکہ یہ حکم موجود ہے، اس کی غنیمت حلال نہیں اور اس میں گری پڑی چیز کو نہیں اٹھایا جائے گا۔ یہ جگہ اللہ تعالیٰ کا حرم اور اس کی امان کی جگہ ہے تو اس کی سرزمین خراجی زمین کیسے ہو سکتی ہے تو کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ شہر فتح کرے اور اس شہر کے ساتھ مکہ مکرمہ والا

جہاں تک عبداللہ بن خطل کا تعلق ہے اسے سعید بن حریث مخزومی اور ابوبرزہ اسلمی نے مل کر قتل کیا۔ مقیس بن صبابہ کو نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا یہ اسی کی قوم کا آدمی تھا۔ مقیس کی بہن نے اس کے قتل کے بارے میں کہا۔

لَعَمْرِیْ لَقَدْ اَخْزٰی نُمَیْلَةُ رَهْطَهٗ وَ فَجَّعَ اَضْیَافَ الشَّتَاءِ بِمِقْیَسٍ

میری زندگی کی قسم نمیلہ نے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا کر دیا اور مقیس کو قتل کر کے موسم سرما کے مہمانوں کو دکھ دیا۔

فَلِلّٰهِ عَیْنًا مَنْ رَاٰی مِثْلَ مِقْیَسٍ اِذَا النُّفَسَاءُ اَصْبَحَتْ لَمْ تُخَرَّسِ

معاملہ کرے اس کی زمین اور اس کے گھر وہاں کے لوگوں کے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے وہاں کے مکینوں پر یہ لازم کیا ہے کہ جب حاجی آئیں تو وہ فراخ دلی کا مظاہرہ کریں۔ گھروں کے کرائے وصول نہ کریں، یہی اس کا حکم ہے اس کے بعد آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں کہ یہ دیکھا جائے کہ اسے زبردستی فتح کیا تھا یا صلح سے فتح کیا تھا جبکہ احادیث کا ظاہر ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اسے زبردستی فتح کیا گیا تھا۔

مقتول ہذلی

حضرت مولف نے ہذلی کا ذکر کیا ہے جس کو قتل کیا گیا جبکہ وہ ویسے کھڑا تھا (جنگ نہیں کر رہا تھا)۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بنوخزاعہ کیا تم نے اسے قتل کیا۔ دار قطنی نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کافر کے بدلہ میں کسی مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیتا تو ہذلی کے بدلے خراش کو قتل کرنے کا حکم دیتا۔ ہذلی ابن اثوع تھا خراش نے اسے قتل کیا تھا جو بنوخزاعہ سے تعلق رکھتا تھا۔

کیا کعبہ مشرفہ گناہ گار کو پناہ دیتا ہے

حضرت مولف نے ابن خطل کا واقعہ ذکر کیا ہے اس کا نام عبداللہ تھا اس کا نام ہلال بھی ذکر کیا جاتا ہے ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہلال اس کے بھائی کا نام تھا، دونوں کو خطلان کہا جاتا۔ یہ بنوتیم بن غالب بن فہر سے تعلق رکھتے تھے۔ حضور ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا اسے اس وقت قتل کر دیا گیا جب یہ کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹا ہوا تھا۔ اس میں یہ صراحت ہے کہ یہ گناہگار کو پناہ نہیں دیتا اور نہ ہی حد قائم کرنے سے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران: ۹۷) کا مطلب یہ ہے کہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ دور جاہلیت میں حرم کی حرمت کی تعظیم اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ کا احسان تھا جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ (مائدہ: 97) اس میں لوگوں کی بھلائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے لئے مصلحت

خدارا کوئی ایسی آنکھ بتاؤ جو مقیس کی مثل دیکھتی ہو جبکہ زچگی میں مبتلا عورتوں کے لئے کھانا تیار نہیں کیا جاتا۔

جہاں تک بن خطل کی دونوں لونڈیوں کا تعلق ہے ان میں سے ایک تو قتل ہوگئی اور دوسری بھاگ گئی یہاں تک کہ بعد میں اس کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں امان طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے امان دی پھر یہ زندہ رہی یہاں تک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ابطح کے مقام پر ایک شاہسوار نے اسے روند دیا اور اسے قتل کر دیا جہاں تک حویرث بن نقیذ کا تعلق ہے تو اسے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔

ام ہانی نے دو مردوں کو امان دی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے سعید بن ابی ہند نے ابو مرہ سے بیان کیا جو عقیل بن ابی طالب کا غلام تھا کہ ام ہانی بنت ابی طالب نے کہا جب حضور ﷺ مکہ مکرمہ کے بالائی علاقہ

تھی۔ یہ لوگ حرم کے رہائشی تھے اور اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت تھی کیونکہ آپ نے عرض کی تھی فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ (ابراہیم: ۳۷) جب نبی کریم ﷺ نے ابن خطل کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تو فرمایا اس کے بعد کسی قریش کو قصاص کے طور پر قتل نہ کیا جائے گا۔ یونس نے اپنی روایت میں اسی طرح کہا ہے۔

نمازِ فتح

حضرت مولف نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام ہانی کے گھر نماز ادا فرمائی۔ یہ نماز فتح تھی، اہل علم کے نزدیک اسی طرح مشہور ہے۔ امراء جب کسی ملک یا شہر کو فتح کرتے تو یہ نماز پڑھتے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب مدائن کو فتح کیا تو یہ نماز پڑھی۔ آپ کسریٰ کے محل میں داخل ہوئے تو اس میں فتح کی نماز پڑھی، یہ آٹھ رکعتیں ہیں ان میں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا، یہ جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی۔ طبری نے اس نماز کی صفت اور طریقہ بیان کیا ہے اس کا طریقہ یہ بھی ہے کہ اس میں بلند آواز سے قرأت نہ کی جائے اس میں دلیل حضرت ام ہانی کے گھر حضور ﷺ کی نماز ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے یہ چاشت کی نماز تھی۔

حضرت ام ہانی

ام ہانی کا نام ہند تھا ان کی کنیت اپنے بیٹے کے نام پر تھی جس کا نام ہانی بن ہبیرہ تھا۔ حضرت ام

میں داخل ہوئے تو بنو مخزوم میں سے میرے سسرالی خاندان کے دو مرد میری طرف دوڑتے ہوئے آئے میرے بھائی حضرت علی بن ابی طالب میرے پاس آئے کہا اللہ کی قسم میں انہیں ضرور قتل کردوں گا، میں نے اپنے گھر کا دروازہ انہیں داخل کر کے بند کر دیا، پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے آپ کو پایا کہ آپ ایک تسلے کے پانی سے غسل کر رہے ہیں جس میں آٹے کا اثر موجود ہے جبکہ آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کئے ہوئے تھیں، جب آپ غسل کر چکے آپ نے اپنا کپڑا لیا اور اسے پہن لیا پھر آپ نے چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا کیں پھر میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا۔ اے ام ہانی خوش آمدید کس کام سے آئی ہو، میں نے آپ کو ان دو آدمیوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ سنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا جس کو تو نے پناہ دی ہم نے اسے پناہ دی، جس کو تو نے امان دی ہم نے اسے امان دی۔ علی انہیں قتل نہیں کرے گا۔

ابن ہشام نے کہا وہ دونوں حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا طواف

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ثور سے انہوں نے صفیہ بنت ابی شیبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں

ہانی کا ہبیرہ سے ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام یوسف تھا ایک تیسرا بیٹا بھی تھا جو سب سے بڑا تھا اس کا نام جعدہ تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے مالک کی حدیث میں یہی مراد ہے جو یوں ہے۔ میری ماں جائے نے گمان کیا ہے کہ وہ اس آدمی کو قتل کرے گا جسے فلاں بن ہبیرہ نے پناہ دی ہے۔ ام ہانی کے نام میں یہ قول بھی کیا گیا ہے کہ ان کا نام فاختہ تھا۔

عبد اللہ بن سعد

حضرت مولف نے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کا ذکر کیا ہے یہ بنی عامر بن لوئی سے تعلق رکھتا تھا اس کی کنیت ابو یحیی تھی اس نے وحی کی کتابت کی پھر یہ مرتد ہو گیا اور مکہ مکرمہ چلا آیا پھر مسلمان ہو گیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا۔ اس کی فضیلت اور جہاد میں اس کی شرکت معروف ہے۔ جب حضرت عمرو بن عاص نے مصر کو فتح کیا تو یہ ان کے میمنہ کا امیر تھا، اس نے ۲۷ھ میں افریقہ کو فتح کیا تھا۔ انہوں نے نوبہ کے اساود پر حملہ کیا پھر ان سے صلح کی جو آج تک قائم ہے۔

فروکش ہوئے اور لوگ مطمئن ہوئے، آپ چلے یہاں تک کہ بیت اللہ شریف پہنچے اپنی سواری پر ہی بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر لگائے۔ آپ کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی اس کے ساتھ حجر اسود کو سلام کیا جب طواف مکمل کر چکے تو عثمان بن طلحہ کو بلایا اس سے بیت اللہ شریف کی چابی لی

جب محمد بن ابی حذیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخالفت کی تو یہ اس فتنہ سے الگ تھلگ ہو گئے، اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اس کی روح کو قبض کر لے اور اسے صبح کی نماز کے بعد موت عطا کرے، انہوں نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی، آپ دائیں بائیں جانب دو سلام کہتے جب دائیں جانب پہلا سلام کہا اور دوسرا سلام پھیرنا چاہتے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ان کی وفات عسفان میں ہوئی تھی۔ حضرت عثمان کی محصوری کے بارے میں یہی کہتے ہیں۔

اَرَی الْاَمْرَ لَا یَزْدَادُ اِلَّا تَفَاقُمًا وَ اَنْصَارُنَا بِالْمَکَّتَیْنِ قَلِیْلٌ

میں معاملہ دیکھتا ہوں کہ وہ بگڑتا ہی جا رہا ہے ہمارے حمایتی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں قلیل ہیں۔

وَ اَسْلَمَنَا اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ وَالْهَوٰی اِلٰی اَهْلِ مِصْرٍ وَالذَّلِیْلُ ذَلِیْلٌ

ہمیں اہل مدینہ نے امن و سلامتی دی جبکہ محبت اہل مصر سے ہے، بے یار و مددگار ذلیل ہی ہوتا ہے۔

نمیلہ

نمیلہ بن عبداللہ جس کا ذکر ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے وہ لیثی ہے جو بنی کعب بن عامر بن لیث سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور آپ ﷺ کے بہت سارے غزوات میں شرکت کی۔

ابن نقیذ اور دو لونڈیاں

حویرث بن نقیذ جس کے قتل کا حکم حضور ﷺ نے ابن خطل کے قتل کے ساتھ دیا تھا اسی بدبخت نے حضور ﷺ کی لخت جگر حضرت زینب کے ہودج کو کچوکہ دیا تھا، یہ اس وقت ہوا جب اس نے اور ہبار بن اسود نے حضرت زینب کو مدینہ آتے ہوئے پالیا تھا، آپ سواری سے نیچے آگریں اور جنین (نامکمل بچہ) کو جن دیا تھا۔

وہ دو لونڈیاں جنہیں حضور ﷺ نے قتل کا حکم دیا تھا وہ سارہ اور فرتنی تھیں۔ فرتنی مسلمان ہو گئی تھی، سارہ نے امان لے لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہی پھر اسے گھوڑے نے روند ڈالا اور اسے قتل کر دیا۔

اسے آپ کے لئے کھولا گیا آپ اس کے اندر داخل ہوئے آپ نے اس میں لکڑیوں سے بنی ایک کبوتری دیکھی، آپ نے ہاتھ سے اسے توڑا پھر باہر پھینک دیا پھر کعبہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہو گئے جبکہ لوگ مسجد میں آپ کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

بیت اللہ شریف کے دروازے پر خطبہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک اہل علم نے بیان کیا کہ حضور ﷺ بیت اللہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ فرمایا اللہ کے سواء کوئی مستحق عبادت نہیں کوئی اس کا شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی، تنہا قبائل کو شکست دی۔ خبردار ہر خاندانی شرف، قصاص یا مال کا دورِ جاہلیت میں جن کا دعویٰ کیا جاتا تھا وہ میرے ان دو قدموں کے نیچے ہے مگر بیت اللہ شریف کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانا خبردار خطاء جس کو قتل کیا گیا ہو وہ حکم میں اس شبہ عمد کے قتل کی طرح ہے جسے چابک یا ڈنڈے سے مارا گیا ہو اس میں دیت مغلظہ ہے۔ اس میں سو اونٹ لازم ہوں گے، چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔ اے جماعت قریش اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور اپنے آباء پر فخر کرنے کو دور کر دیا۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم مٹی سے پیدا کئے گئے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ

رسول اللہ ﷺ کے خطبوں میں دیتوں کا ذکر

حضرت مولف نے نبی کریم ﷺ کے خطبے کا ذکر کیا جس میں دیتوں، قتل خطاء، شبہ عمد اور دیت مغلظہ کا ذکر ہے شبہ عمد کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی جان بوجھ کر چابک یا ڈنڈے کے ساتھ کسی کو قتل کر دے۔ یہ اہل عراق کا مذہب ہے، اس میں وہ قصاص کے قائل نہیں۔ امام شافعی کا مشہور مسلک یہ ہے کہ اس میں دیت مغلظہ ہوگی اور جانور تین قسم کے ہوں گے۔ حجاز کے فقہاء کے نزدیک قتل عمد میں صرف قصاص ہوگا۔ قتل خطاء میں دیت میں پانچ قسم کے اونٹ لئے جائیں گے جس طرح فقہاء کا نقطہ نظر ہے یہ لیث کا قول ہے، اسی طرح اہل عراق نے کہا کہ قصاص صرف تلوار کے قتل کرنے میں ہے وہ اس مرفوع روایت سے استدلال کرتے ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے لَا قَوْدَ اِلَّا بِحَدِيْدَةٍ کوئی قصاص نہیں مگر جب لوہے سے اسے قتل کیا جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لَا قَوْدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ۔ قصاص نہیں مگر جب مقتول کو تلوار سے قتل کیا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ سے

لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (الحجرات: ۱۳) ''اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے بے شک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے''۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے جماعت قریش تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں سب نے عرض کی بھلائی کی امید رکھتے ہیں۔ آپ کریم بھائی اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں، فرمایا جاؤ تم آزاد ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ شریف کی خدمت پر برقرار رکھنا

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہوئے، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ بیت اللہ شریف کی چابی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ عرض کی یا رسول اللہ ہمارے حاجیوں کو پانی پلانے کے ساتھ ساتھ بیت اللہ شریف کی خدمت کو بھی جمع کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں، ان کو بلایا گیا حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان اپنی چابی لے لو آج نیکی اور وفاء کا دن ہے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا سفیان بن عینیہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمہیں وہ دوں گا جس کے باعث لوگ تم سے لیں گے، میں تمہیں وہ نہیں دوں گا جس کے باعث تم لوگوں سے کچھ لوگے۔

بیت اللہ شریف میں موجود تصویروں کو مٹانا

ابن ہشام نے کہا مجھے ایک اہل علم نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز بیت اللہ

مروی ہے لَا قَوَدَ اِلَّا بِحَدِیْدَۃٍ۔ کوئی قصاص نہیں مگر جب لوہے سے قتل کیا جائے۔ یہ روایات ابو معاذ سلیمان بن ہلال کے گرد گھومتی ہے، یہ راوی ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اپنی سند کی وجہ سے حجت نہیں بن سکتی جو یہ کہتے ہیں کہ قاتل کو قتل کیا جائے گا، خواہ کسی صورت میں قتل کرے، ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ (بقرہ:194) تم اس پر بھی اسی طرح تجاوز کرو جس طرح اس نے تم پر تجاوز کیا ہے اور ان کی دلیل اس یہودی والی روایت ہے کہ اس یہودی نے عورت کا سر اس کے زیورات کی وجہ سے کچل دیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اس یہودی کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کچل دیا جائے۔

شریف میں داخل ہوئے تو اس میں فرشتوں اور دوسری چیزوں کی تصویریں دیکھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر دیکھی کہ آپ کے ہاتھ میں تیر ہیں جن کی مدد سے وہ فال نکال رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے، انہوں نے ہمارے شیخ کو تیروں سے فال نکالنے والا بنا دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فال کے تیروں کا کیا جوڑ۔ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران: 67) ''نہ تھے ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی بلکہ وہ ہر گمراہی سے الگ رہنے والے مسلمان تھے اور نہ ہی وہ شرک کرنے والوں میں سے تھے''۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی وہ تو باطل سے منہ موڑ کر حق کی طرف رجوع کرنے والے مسلمان تھے۔ آپ مشرکوں میں سے نہ تھے، پھر آپ نے ان تمام تصویروں کو مٹانے کا حکم دیا تو انہیں مٹا دیا گیا۔

بیت اللہ شریف میں داخل ہونا اور اس میں نماز پڑھنا

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت بلال بھی تھے پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور حضرت بلال پیچھے رہ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت بلال کے پاس اندر گئے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی، لیکن یہ نہ پوچھا کہ کتنی رکعات پڑھیں، حضرت ابن عمر جب بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو منہ کی جانب چلتے اور بیت اللہ کے دروازے کو پشت کی

کعبہ مکرمہ میں نماز

حضور ﷺ کا کعبہ میں داخل ہونا اور اس میں نماز پڑھنا۔ اس میں حضرت بلال کی حدیث ہے کہ آپ نے اس میں نماز پڑھی اور حضرت عباس کی حدیث ہے کہ آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی، لوگوں نے حضرت بلال کی حدیث پر عمل کیا کیونکہ انہوں نے نماز پڑھنے کو ثابت کیا ہے جبکہ حضرت ابن عباس نے نفی کی ہے اور گواہی ثابت کرنے والے کی تسلیم کی جاتی ہے نہ کہ نفی کرنے والے کی شہادت قبول کی جاتی ہے۔ جنہوں نے حضرت بلال کے قول " إنه صلى "کی یہ تاویل کی ہے کہ آپ نے دعا کی تھی یہ کوئی چیز نہیں کیونکہ حضور ﷺ یوم نحر کو اس میں داخل ہوئے تو اس میں نماز نہ پڑھی۔ اگلے دن اس میں داخل ہوئے تو اس میں نماز پڑھی۔ یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا۔ یہ روایت سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عمر سے مروی ہے جسے دار قطنی نے نقل کیا ہے یہ ان کے فوائد میں سے ہے۔

جانب رکھا یہاں تک کہ ان کے اور دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہوتا، پھر وہ نماز پڑھتے اور اسی جگہ نماز پڑھنے کا قصد کرتے جو حضرت بلال نے انہیں بتائی تھی۔

عتاب اور حارث بن ہشام کا قبولِ اسلام

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک عالم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ اذان دیں جبکہ حضرت ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام کعبہ مشرفہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب بن اسید نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسید کو شرف بخشا کہ اس نے یہ آواز نہ سنی، اگر وہ یہ آواز سنتا تو یہ آواز اسے غضبناک کر دیتی۔ حارث بن ہشام نے کہا اللہ کی قسم اگر میں جانتا کہ یہ حق پر ہے تو میں ضرور اس (نبی مکرم) کی اتباع کرتا۔ حضرت ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں کہتا اگر میں بات کروں گا تو یہ سنگریزے آپ کو آگاہ کر دیں گے۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے فرمایا جو کچھ تم نے کہا ہے میں اسے جان گیا ہوں پھر ہر ایک نے جو بات کہی تھی وہ ذکر کر دی۔ حارث اور عتاب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے درمیان گفتگو ہوئی اس پر ہمارے سوا کوئی مطلع نہیں کہ ہم یہ کہہ سکتے کہ فلاں نے آپ کو بتایا ہے۔

ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا اسلام قبول کرنا

حضرت مولف نے بتوں کو توڑنے، تصاویر مٹانے اور حارث بن ہشام کی گفتگو کا ذکر کیا ہے جب حارث بن ہشام، حضرت ابوسفیان اور عتاب بن اسید جمع تھے، انہوں نے باہم گفتگو کی۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اسی طرح بتایا جس طرح جبرئیل امین نے ان کی باتیں آپ کو بتائی تھیں، اس طرح انہیں یقین ہو گیا اور وہ بہترین مسلمان بن گئے۔ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حارث، ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ پر لعنت کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ (آل عمران:128) "نہیں ہے آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل چاہے تو اللہ ان کی توبہ قبول فرمالے اور چاہے تو عذاب دے انہیں"۔ نازل فرمائی۔ کہا بعد میں انہوں نے توبہ کی اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ ہم نے ایک متصل سند سے عبداللہ بن ابی بکر سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ابوسفیان کی طرف تشریف لے گئے۔ جب ابوسفیان نے آپ کو

خراش اور ابن اثوع

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے سعید بن ابی سندر اسلمی نے اپنی قوم کے ایک فرد کے حوالے سے بیان کیا کہ ہمارے ساتھ ایک آدمی ہوتا جسے احمر باس کہتے۔ یہ بہت بہادر آدمی تھا جب وہ سوتا تو بڑے ناگوار خراٹے لیتا جس کی وجہ سے اس کے ٹھہرنے کی جگہ مخفی نہ رہتی، جب وہ اپنے قبیلے میں سوتا تو الگ تھلگ ہو کر سوتا جب رات کو قبیلہ پر کوئی آفت آتی تو وہ اسے یوں آواز دیتے۔ اے احمر تو یوں اٹھتا جیسے شیر۔ اس کے راستے میں کوئی چیز نہ ٹھہر سکتی۔ ہذیل کے جنگجو اس کی بستی پر حملہ کرنا چاہتے تھے جب وہ بستی کے قریب پہنچے۔ ابن اثوع ہذلی نے کہا مجھ پر جلدی نہ کرو، مجھے دیکھنے دو اگر تو بستی میں احمر ہے تو پھر ان تک پہنچنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ اس کے خراٹے مخفی نہیں ہوتے، اس نے کان لگائے جب اس نے احمر کے خراٹے سنے تو اس کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ تلوار اس کے سینے پر رکھ دی پھر اس پر وزن ڈالا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا پھر اس کے ساتھیوں نے بستی پر حملہ کر دیا تو بستی والوں نے یا احمر کہہ کر ندا دی مگر ان کا احمر موجود نہیں تھا۔ جب فتح مکہ کا سال آیا اگلا روز فتح کا دن تھا، ابن اثوع ہذلی آیا مکہ مکرمہ میں داخل ہوا

دیکھا تو دل میں کہا کاش میں جانتا کہ تو نے کس وجہ سے مجھ پر غلبہ پایا ہے۔ حضور ﷺ تشریف لائے، اس کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اے ابوسفیان میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے تم پر غالب آیا ہوں تو ابوسفیان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ حارث بن ابی اسامہ کی سند سے ہے۔ زبیر نے ایسی سند سے روایت کی ہے جس سند کو اس راوی تک ذکر کیا جس نے نبی کریم ﷺ سے سنا جو حضرت ام حبیبہ کے گھر ابوسفیان سے دل لگی کر رہے تھے۔ ابوسفیان آپ سے عرض کر رہے تھے میں نے آپ کو چھوڑا تو تمام عرب نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد کسی لولے جانور اور کسی سینگ والے جانور نے آپ کو سینگ نہ مارا جبکہ نبی کریم ﷺ مسکراتے رہے اور فرماتے۔ اے ابو حنظلہ تو ایسی باتیں کرتا ہے، مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے فرمان عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً (الممتحنہ:7) "یقیناً اللہ تعالیٰ پیدا فرما دے گا تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے تم (اس کی رضا کے لئے) دشمنی رکھتے ہو محبت"۔ کی تفسیر کے بارے میں کہا یہ اس معاہدہ کے بارے میں ہے جو ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ سے کیا تھا۔ اہل التفسیر نے کہا رسول اللہ ﷺ نے خواب دیکھا کہ اسید بن ابی العیص مکہ مکرمہ پر والی ہے جبکہ وہ مسلمان ہے جبکہ اسید حالت کفر میں مر چکا تھا۔ یہ خواب اس کے بیٹے کے حق میں ثابت ہوا جب وہ مسلمان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مکہ

تا کہ دیکھے اور لوگوں کے بارے میں سوال کرے جبکہ وہ ابھی مشرک تھا۔ خزاعہ نے اسے دیکھ لیا، اسے پہچان لیا اور اسے گھیر لیا جبکہ وہ مکہ مکرمہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے ساتھ تھا۔ وہ ابن اثوع سے پوچھتے کیا تو ہی احمر کا قاتل ہے اس نے کہا ہاں میں ہی اس کا قاتل ہوں پھر کیا بات ہے کہ اچانک خداش بن امیہ تلوار لئے آگے بڑھا اور کہا هٰکَذَا عَنِ الرَّجُلِ۔ اس سے دور ہٹ جاؤ، اللہ کی قسم ہم یہ گمان کر رہے تھے کہ لوگوں کو اس سے دور ہٹا دے گا جب ہم اس سے الگ ہو گئے تو اس نے ابن اثوع پر حملہ کر دیا، اس کے پیٹ میں تلوار ماری گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ اس کی انتڑیاں اس کے پیٹ سے بہہ رہی ہیں اور اس کی آنکھیں اس کے سر میں دھنس رہی ہیں اور وہ کہہ رہا ہے اے خزاعہ کی جماعت کیا تم نے یہ کر دیا ہے یہاں تک کہ وہ گرا اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خزاعہ کی جماعت اپنے ہاتھوں کو قتل سے اٹھا لو قتل کافی ہو چکا، اب اس کا کوئی نفع نہیں تم نے ایک آدمی کو قتل کیا میں اس کی دیت ضرور دوں گا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی نے حضرت سعید بن مسیب سے کہا جب خراش بن امیہ کے عمل کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا خراش قاتل ہے۔ حضور ﷺ اس عمل کی وجہ سے اس پر عیب لگاتے۔

مکرمہ کا والی بنا دیا جبکہ اس کی عمر صرف اکیس سال تھی اور ہر روز کے لئے اس کا روزینہ ایک درہم مقرر فرمایا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اسے بھوکا رکھے جو ایک درہم پر بھوکا رہے۔ اس نے اپنی موت کے وقت کہا اللہ کی قسم میں نے اپنی ولایت کے عرصہ میں صرف ایک قمیص گرہ والی کمائی جو میں نے اپنے غلام کسان کو پہنائی۔ اس نے اسلام قبول کرنے اور حضرت بلال کو کعبہ کی چھت پر اذان دیتے ہوئے سن کر کہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسید کو عزت سے نوازا یعنی اس کے باپ کو کہ اس نے یہ آواز نہ سنی ورنہ یہ آواز اسے سخت غضبناک کر دیتی۔ عتاب کے عقد میں جویریہ بنت ابو جہل بن ہشام تھی، یہی وہ عورت تھی جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دعوتِ نکاح دی تھی۔ یہ امر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو شاق گزرا تھا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا میں اس کی اجازت نہیں دیتا، میں اس کی اجازت نہیں دیتا، بے شک فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ عتاب نے کہا میں تمہیں اس سے راحت پہنچاتا ہوں۔ اس نے جویریہ سے شادی کر لی اس کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا جو جنگ جمل میں قتل ہو گیا۔ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ جس روز یہ قتل ہوا عقاب اس کا ایک ہاتھ اڑا لے گیا تھا، اس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی اس نے اسی روز اسے یمامہ میں گرا دیا، انگوٹھی کی وجہ سے پہچان لیا گیا کہ یہ ہاتھ عبدالرحمٰن کا ہے۔

ابوشریح اور عمرو بن زبیر

ابن اسحاق نے کہا مجھے سعید بن ابی سعید مقبری نے ابوشریح خزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ جب عمرو بن زبیر مکہ مکرمہ آیا تا کہ اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے ساتھ جنگ کرے تو میں عمرو بن زبیر کے پاس آیا میں نے اس سے کہا اے فلاں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تھا، جب فتح کا اگلا روز تھا تو بنوخزاعہ نے بنوہذیل کے ایک آدمی پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا جبکہ وہ مشرک تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا ہے جب سے اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا یہ قیامت تک حرام ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے۔ اس کا درخت کاٹے نہ یہ مجھ سے قبل کسی پر حلال کیا گیا اور نہ ہی میرے بعد کسی پر حلال کیا جائے گا۔ میرے لئے صرف اسی لحہ حلال کیا گیا، یہ بھی اس کے مکینوں پر ناراضگی کی وجہ سے۔ خبردار اس کی حرمت اسی طور لوٹ آئی ہے جس طرح کل اس کی حرمت تھی، پس موجود آدمی غائب کو پیغام حق پہنچا دے جو تمہیں یہ کہے رسول اللہ ﷺ نے اس حرم میں جنگ کی ہے تو اسے کہہ دو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اسے حلال کیا تھا۔ تمہارے لئے اسے حلال نہیں کیا۔ اے بنو

حنفاء بنت ابی جہل

ابوجہل کی ایک اور بیٹی بھی تھی جسے حنفاء کہا جاتا، یہ سہیل بن عمرو کی بیوی تھی۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ حنفاء کا سہیل سے ایک بیٹا تھا جس کا نام انس تھا جو انتہائی کمزور ذہن کا مالک تھا اس میں یہ ضرب المثل مشہور ہوئی۔ اَسَاءَ سَمْعًا فَاَسَاءَ اِجَابَةً۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے اس نے ایک روز ایک آدمی کو دیکھا جو اونٹنی پر سوار تھا، اس کے پیچھے پیچھے بکری کا بچہ جا رہا تھا تو اس انس نے کہا اے ابا جان کیا یہ بکری کا بچہ اس اونٹنی کا بچہ ہے تو اس کے باپ نے کہا ہند بن عتبہ نے سچی بات کہی ہے۔ جب سہیل نے ابوجہل کی بیٹی کو دعوت نکاح دی تھی تو ہند نے کہا تھا اگر اس کی بیوی نے سہیل کا بچہ جنا تو وہ بے وقوف ہوگا، اگر شریف جنا تو غلطی سے شریف جنے گی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ابوجہل کی بیٹی حنفاء کا نام صفیہ تھا۔

حارث بن ہشام کا مسلمان ہونا

جب حارث بن ہشام کو یہ کہا گیا کہ تم نہیں دیکھتے کہ حضرت محمد ﷺ بتوں کو توڑ رہے ہیں اور کعبہ کی چھت پر یہ سیاہ غلام اذان دے رہا ہے؟ تو حارث نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا تو اسے بدل

خزاعہ اپنے ہاتھ قتل سے روک لو، قتل بہت ہو چکا اگر نفع دے۔ تم نے ایسے آدمی کو قتل کیا جس کی میں دیت ضرور دوں گا، جس نے میری اس گفتگو کے بعد کسی کو قتل کیا اس کے رشتہ داروں کو دو باتوں میں سے ایک کا حق حاصل ہوگا۔ چاہیں تو قاتل کو قتل کر دیں، چاہیں تو دیت لیں پھر حضور ﷺ نے اس مقتول کی دیت ادا فرمائی جس کو بنو خزاعہ نے قتل کیا تھا، عمرو نے ابوشریح سے کہا اے بوڑھے چلے جاؤ ہم اس کی حرمت تم سے زیادہ جانتے ہیں، یہ خون بہانے والے، طاعت نہ کرنے والے اور جزیہ نہ دینے والے کو امان نہیں دیتا۔ ابوشریح نے کہا میں اس وقت موجود تھا اور تو موجود نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ موجود آدمی غائب کو اطلاع کر دے میں نے تجھے پیغام پہنچا دیا ہے اب تو جان اور تیرا کام جانے۔

فتح مکہ کے روز پہلی دیت

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے، فتح مکہ کے روز جس مقتول کی حضور ﷺ نے سب سے پہلے دیت ادا فرمائی وہ جنید بن اکوع تھا، اسے بنو کعب نے قتل کر دیا تھا۔ حضور ﷺ نے سو اونٹ اس کی دیت ادا فرمائی تھی۔

انصار کا خوف

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یحییٰ بن سعید سے خبر پہنچی ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا اور اس میں داخل ہوئے تو آپ صفا پہاڑ پر کھڑے ہو کر دعا کر رہے تھے جبکہ انصار نے آپ کو گھیر رکھا تھا، انہوں نے آپس میں کہا تمہارا کیا خیال ہے جب اللہ تعالیٰ نے

دیتا پھر یہ بہترین مسلمان ثابت ہوئے، انہوں نے شام کی طرف سفر کیا اور لگاتار جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ وہاں ہی شہادت پائی۔

ابوجہل کی بیٹی کا مسلمان ہونا

ابوجہل کی بیٹی نے کعبہ شریف پر سے اذان کی آواز کو سنا جب موذن نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اس نے کہا میری زندگی کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزتوں سے نوازا، تیرے ذکر کو بلند کیا جب اس نے یہ کلمات سنے، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو کہا ہم نماز ضرور ادا کریں گے لیکن اللہ کی قسم جنہوں نے ہمارے پیاروں کو قتل کیا ہمارے دل انہیں پسند نہیں کرتے پھر فرمایا یہ امر حق ہے فرشتہ حق میرے باپ کے پاس بھی لایا تھا لیکن اس نے اپنی قوم اور اپنے آباء کے دین کی مخالفت کو ناپسند کیا۔

حضور ﷺ کو اس سرزمین اور شہر پر فتح عطا فرما دی ہے، کیا آپ یہاں ہی ٹھہر جائیں گے؟ جب آپ دعا سے فارغ ہوئے فرمایا تم نے کیا کہا؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کچھ بھی نہیں۔ حضور ﷺ لگاتار دریافت کرتے رہے یہاں تک کہ انصار نے بات بتا دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی پناہ میری زندگی تمہاری زندگیوں کے ساتھ ہے اور میری موت تمہاری موت کے ساتھ ہے۔

بتوں کو توڑنا

ابن ہشام نے کہا اہل روایت میں ایک قابل اعتماد راوی نے مجھے ابن شہاب زہری سے، انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے روز اپنی سواری پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، آپ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا جبکہ بیت اللہ شریف کے ارد گرد سکہ سے بت مضبوط کئے گئے تھے۔ حضور ﷺ اپنے ہاتھ میں ایک چھڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (الاسراء:۸۱) حضور ﷺ جس بت کی طرف بھی اشارہ فرماتے وہ گدی کے بل گر پڑتا اور جس کی گدی کی طرف اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل گر پڑتا

ابو محذورہ جمحی

اس کا نام سلمہ بن معیر تھا، ایک قول یہ کیا گیا کہ اس کا نام سمرہ تھا، جب اس نے اذان کو سنا جبکہ اس کے ساتھ قریش کے چند نوجوان تھے اور یہ مکہ مکرمہ سے باہر تھا وہ اذان کا مذاق اڑانے لگے اور غصہ سے موذن کی آواز کا ٹھٹھا کرتے۔ ابو محذورہ کی آواز سب سے اچھی تھی اس نے اذان کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی آواز کو سن لیا، حضور ﷺ نے اسے حکم دیا ابو محذورہ نے آپ کے سامنے اس کی نقل کی وہ گمان یہ کر رہا تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پیشانی اور سینے پر پھیرا تو ابو محذورہ نے کہا اللہ کی قسم میرا دل ایمان و یقین سے بھر گیا اور مجھے علم ہو گیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے اذان کے کلمات اس پر دہرائے اسے اذان کی تعلیم دی اور حکم دیا کہ اہل مکہ کے لئے تم اذان دیا کرو جبکہ اس کی عمر سولہ سال تھی۔ یہ اپنی موت تک اہل مکہ کے موذن رہے پھر اس کی اولاد یکے بعد دیگرے اس ذمہ داری کو ادا کرتی رہی۔ ابو محذورہ کے بارے میں شاعر کہتا ہے۔

یہاں تک کہ سب بت گر گئے۔ تمیم بن اسد خزاعی نے اس بارے میں کہا۔

وَ فِي الاَصْنَامِ مُعْتَبَرٌ وَ عِلْمٌ لِمَنْ يَرْجُوا الثَّوَابَ اَوِ الْعِقَابَا

بتوں کے بارے میں اس کو اعتبار و یقین ہو سکتا ہے جو ان سے ثواب اور عقاب کی امید رکھتا ہو۔

فضالہ کے اسلام کا واقعہ

ابن ہشام نے کہا، مجھے بتایا گیا ہے کہ فضالہ بن عمیر نے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا جبکہ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ طواف کعبہ کر رہے تھے جب فضالہ آپ کے قریب آیا، رسول

اَمَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ الْمَسْتُوْرَةِ وَ مَا تَلَا مُحَمَّدٌ مِنْ سُوْرَةٍ

خبردار اس کعبہ کے رب کی قسم جس پر پردہ ڈالا گیا ہے اور اس سورۃ کی قسم جو حضرت محمد ﷺ نے تلاوت کی۔

وَالنَّغَمَاتِ مِنْ اَبِي مَحْذُوْرَةٍ لَاَفْعَلَنَّ فَعْلَةً مَذْكُوْرَةً

اور ابو محذورہ کے نغمات کی قسم میں مذکورہ فعل ضرور کروں گا۔

ہند بن عتبہ

ہند بن عتبہ ابوسفیان کی بیوی تھی، فتح مکہ کے روز اس کے واقعات میں سے یہ ہے کہ اس نے حضور ﷺ کی بیعت اس وقت کی جبکہ آپ صفا پر تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے نیچے پہاڑی پر کھڑے تھے۔ ہند قریش کی عورتوں کے ساتھ آئی تا کہ اسلام پر آپ کی بیعت کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی جانب سے ان عورتوں سے باتیں کر رہے تھے، جب حضور ﷺ نے ان سے یہ وعدہ لیا کہ وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے گی تو ہند نے کہا میں جان چکی ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور خدا ہوتا تو ہمیں کوئی فائدہ بھی دیتا، جب فرمایا وہ چوری نہ کریں گی تو ہند نے کہا کیا آزاد عورت بھی چوری کرتی ہے؟ لیکن یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان تو بڑا کنجوس آدمی ہے، بعض اوقات میں اس کو بتائے بغیر لے لیتی ہوں جو اس کی اولاد کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اتنا لے لو جو تیرے اور تیرے بچوں کے لئے کافی ہو، پھر فرمایا تو ہند ہے، عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ مجھے معاف فرما دیجئے، اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔ ابوسفیان بھی وہاں حاضر تھے کہا جو کچھ تو نے لیا ہے وہ تجھے معاف ہے جب فرمایا کہ وہ بدکاری نہ کریں گی تو ہند نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آزاد

اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو فضالہ ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ فضالہ ہوں، فرمایا تم کیا سوچ رہے تھے؟ عرض کی کچھ بھی نہیں میں تو اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ مسکرائے پھر استغفر اللہ کہا پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھا تو اس کا دل مطمئن ہو گیا۔ فضالہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم حضور ﷺ نے میرے سینے سے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا کہ آپ کی ذات سے بڑھ کر کوئی چیز مجھے محبوب نہ تھی، فضالہ نے کہا میں اپنے گھر واپس آیا میں ایک عورت کے پاس سے گزرا جس سے میں راز و نیاز کی باتیں کرتا تھا، اس نے کہا آؤ میں نے کہا نہیں فضالہ نے یہ شعر گنگنانا شروع کر دیئے۔

قَالَتْ هَلُمَّ اِلَى الْحَدِيْثِ فَقُلْتُ لَهَا لَا يَاْبٰى عَلَيْكِ اللّٰهُ وَالْاِسْلَامُ

اس نے مجھ سے کہا آؤ باتیں کریں میں نے اس سے کہا نہیں، اللہ تعالیٰ اور اسلام تجھ سے باتیں کرنے کو ناپسند کرتے ہیں۔

لَوْ مَا رَاَيْتِ مُحَمَّدًا وَ قَبِيْلَهٗ بِالْفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْاَصْنَامُ

عورت بھی زنا کرتی ہے۔ فرمایا وہ نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ عرض کی میرے ماں آپ پر قربان آپ کتنے کریم ہیں اور کتنی اچھی دعوت دی ہے، جب اس نے سنا کہ وہ عورتیں اپنے بچوں کو قتل نہ کریں تو ہند نے کہا اللہ کی قسم ہم نے انہیں پالا جبکہ وہ چھوٹے تھے جبکہ آپ نے اور آپ کے صحابہ نے انہیں قتل کر دیا جبکہ وہ بڑے ہو چکے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بات پر ہنسے یہاں تک کہ ایک طرف جھک گئے۔

عمرو بن سعید نہ کہ عمرو بن زبیر

ابو شریح خزاعی کی حدیث کا حضرت مولف نے ذکر کیا ہے اس کا نام خویلد بن عمرو تھا، ایک قول یہ کیا گیا اس کا نام عمرو بن خویلد تھا، ایک قول یہ کیا گیا اس کا نام کعب بن عمرو تھا، ایک قول یہ کیا گیا اس کا نام ہانی بن عمرو تھا۔ کہا جب عمرو بن زبیر مکہ مکرمہ آیا تا کہ اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے مکہ مکرمہ میں جنگ کرے، یہ ابن ہشام کا وہم ہے صحیح یہ ہے عمرو بن سعید بن عاصی بن امیہ یہی اشدق ہے، اس کی کنیت ابو امیہ تھی اس کا نام ہی لطیم الشیطان (شیطان کا تخم) تھا، یہ بہت ہی جابر اور سخت دل آدمی تھا یہاں تک عبدالملک کو مکہ مکرمہ کے بارے میں خوف ہونے لگا (کہ کہیں وہ اپنی حکومت کا اعلان ہی نہ کر دے) تو عبدالملک نے خفیہ طریقہ سے اسے قتل کر دیا۔ ایک آدمی نے اس کی موت کے وقت خواب میں اسے یہ کہتے ہوئے دیکھا۔

اگر تو حضرت محمد ﷺ اور اس کے قبیلہ کو دیکھ لیتی جب فتح مکہ کے روز بت ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔

لَرَأَیْتِ دِیْنَ اللّٰهِ اَضْحٰی بَیِّنًا ۔ وَالشِّرْکُ یَغْشٰی وَجْهَهٗ الْاَظْلَامُ

تو دیکھتی کہ (اللہ کا) دین تو روشن اور واضح ہو گیا ہے اور شرک کے چہرے پر تاریکی چھا گئی ہے۔

صفوان بن امیہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی امان

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن جعفر نے عروہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ

اَلَا یَا لِقَوْمِیْ لِلسَّفَاهَةِ وَ الْوَهْنِ ۔ وَ لِلْعَاجِزِ الْمَوْهُوْنِ وَالرَّاْیِ ذِی الْاَفْنِ

میری قوم کا تعجب ہے بے وقوفی، کمزوری، کمزور وبے بس پر اور کمزور رائے پر۔

وَ لِابْنِ سَعِیْدٍ بَیْنَنَا هُوَ قَائِمٌ ۔ عَلٰی قَدَمَیْهِ خَرَّ لِلْوَجْهِ وَالْبَطْنِ

اور ابن سعید پر جبکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا تھا تو وہ اپنے چہرے اور پیٹ کے بل گر پڑا۔

رَاَی الْحِصْنَ مَنْجَاةً مِنَ الْمَوْتِ فَالْتَجَا ۔ اِلَیْهِ، فَزَارَتْهُ الْمَنِیَّةُ فِی الْحِصْنِ

اس نے قلعہ کو موت سے نجات کا ذریعہ سمجھا اور اس نے اس میں پناہ لی تو موت قلعہ میں بھی اسے جا ملی۔

اس آدمی نے عبدالملک پر اپنا خواب پیش کیا تو عبدالملک نے اسے حکم دیا کہ اسے پوشیدہ رکھے یہاں تک کہ اس کے قتل کا معاملہ اختتام کو پہنچے، اسی بدبخت نے مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا تھا تو اسے نکسیر آئی تھی یہاں تک کہ منبر کے نیچے سے خون بہنے لگا تو اس سے اس حدیث کا معنی معلوم ہو گیا جو آپ سے روایت کی جاتی ہے گویا میں بنی امیہ کے جابر کو دیکھ رہا ہوں جس کے ناک سے نکسیر میرے اس منبر پر بہتی ہے یہاں تک کہ منبر کے نیچے سے خون بہنے لگتا ہے یا جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں حدیث معروف ہو گئی۔ پس یہ درست ہے کہ مکہ مکرمہ میں ابو شریح خزاعی سے گفتگو کرنے والا عمرو بن سعید تھا نہ کہ عمرو بن زبیر۔ یونس بن بکیر نے بھی ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ صحیحین میں بھی اسی طرح مروی ہے ابن ہشام کے اس تسامح پر ابوعمر نے کتاب الاجوبہ عن المسائل المستغربہ میں آگاہ کیا ہے۔ یہ کتاب الجامع للبخاری کے وہ مسائل ہیں جن پر ابوعمر نے اس کتاب میں گفتگو کی ہے۔ ابن ہشام یا علی البکائی کو یہ وہم اس لئے ہوا کیونکہ عمرو بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے دشمنی رکھتا تھا اور اس جنگ میں وہ بنی امیہ کا حمایتی تھا۔

صفوان بن امیہ جدہ جانے کا ارادہ رکھتا تھا تا کہ یمن چلا جائے، عمیر بن وھب نے کہا اے اللہ کے نبی صفوان اپنی قوم کا سردار ہے وہ آپ کے پاس سے اس لئے بھاگ گیا ہے تا کہ سمندر میں کود جائے، آپ اسے امان دے دیجئے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا اسے امان ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی نشانی عطا فرمایئے جس سے آپ کی طرف سے امان کا پتہ چلے تو حضور ﷺ نے اپنا وہ عمامہ عطا فرمایا جو آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت سر پر باندھا ہوا تھا۔ عمیر وہ عمامہ لے کر چل پڑا یہاں تک کہ صفوان کو جالیا، وہ سمندر میں چھلانگ لگانا ہی چاہتا تھا عمیر نے کہا اے صفوان میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اپنے نفس کو ہلاک نہ کرو۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان ہے جو میں تیرے پاس لایا ہوں، صفوان نے کہا مجھ سے دور ہو جا، مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ عمیر نے کہا اے صفوان میرے ماں باپ آپ پر قربان، سرورِ دو عالم ﷺ تمام لوگوں سے افضل، تمام لوگوں میں سے سب سے بہتر سلوک کرنے والے، تمام لوگوں میں سے زیادہ حلم کرنے والے، تمام لوگوں میں سے بہترین، آپ کے چچا زاد بھائی، ان کی عزت تیری عزت، ان کی بزرگی تیری بزرگی، ان کا ملک تیرا ملک ہے۔ صفوان نے کہا مجھے اپنی ذات کے بارے میں خوف ہے تو عمیر نے کہا آپ اس سے بڑھ کر حلم والے اور کرم والے ہیں تو صفوان، عمیر کے ساتھ واپس آ گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، صفوان نے عرض کی یہ (عمیر) خیال کرتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا تو صفوان نے کہا مجھے دو ماہ کی مہلت دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تجھے چار ماہ کی مہلت ہے۔

ابن ہشام نے فرمایا قریش کے ایک عالم نے مجھے بتایا کہ صفوان نے عمیر سے کہا تجھ پر افسوس مجھ سے دُور ہو جا، مجھ سے گفتگو نہ کر تو جھوٹا ہے، وہ ایسا کیوں کرے گا۔ ہم اس کا ذکر غزوۂ بدر کے واقعہ میں کر چکے ہیں۔

عکرمہ اور صفوان کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے زہری نے بیان کیا ہے کہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام

ام حکیم بنت حارث

حضرت مولف نے ام حکیم بنت حارث کا ذکر کیا ہے جو عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی تھی جب عکرمہ

اور فاختہ بنت ولید دونوں مسلمان ہو گئیں۔ فاختہ صفوان بن امیہ کی بیوی تھی اور ام حکیم عکرمہ کی

اسلام قبول کرنے سے بھاگا تو اسی نے اس کا پیچھا کیا تھا۔ اس نے عکرمہ کے لئے حضور ﷺ سے امان طلب کی تھی پھر حضرت عکرمہ شام میں شہید ہوئے، ان کے شہید ہونے کے بعد یزید بن ابوسفیان نے اور خالد بن سعید نے ام حکیم کو دعوتِ نکاح دی، اس نے خالد بن سعید کی دعوت کو قبول کیا اور اس سے شادی کر لی جب خالد بن سعید نے اس کے ساتھ شب زفاف گزارنے کا ارادہ کیا جبکہ رومیوں کے لشکر جمع ہو چکے تھے تو ام حکیم نے کہا اگر تو اتنی مہلت دے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لشکروں کو تتر بتر کر دے تو حضرت خالد بن سعید نے کہا میرا نفس مجھے کہتا ہے کہ میں ان کے لشکروں کے ساتھ مقابلہ میں شہید ہو جاؤں گا تو ام حکیم نے کہا تم اپنی خواہش پوری کر و تو اس نے اس کے ساتھ خواہش پوری کی جب صبح ہوئی تو لشکر آپس میں برسرِ پیکار ہوئے، تلواروں نے ہر لشکر سے اپنا اپنا حصہ لیا تو حضرت خالد بھی شہید ہو گئے۔ اس روز ام حکیم نے بھی جنگ میں حصہ لیا جبکہ ان کے جسم پر عمدہ زرہ تھی، حضرت ام حکیم نے سات رومیوں کو خیمے کی چوبوں سے پل کے پاس قتل کیا، آج بھی اسے قنطرہ ام حکیم کہا جاتا ہے، یہ واقعہ جنگ اجنادین میں ہوا تھا۔

ربیعہ بن حارث کا خون

حضرت مولف نے حضور ﷺ کے خطبہ کا ذکر کیا ہے خبردار ہر نسبی تفاخر قصاص اور مال جس کا دعویٰ کیا جاتا تھا وہ میرے قدموں کے نیچے ہے۔ حدیث کی بعض روایات میں ہے سب سے پہلا قصاص جسے میں ختم کرتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کا قصاص ہے۔ ربیعہ کا ایک بیٹا تھا جسے دورِ جاہلیت میں قتل کر دیا گیا تھا اس کا نام آدم تھا، ایک قول یہ کیا گیا اس کا نام تمام تھا، یہی ربیعہ بن حارث بن مطلب ہے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں ۲۳ھ کو فوت ہوا۔

قصاص و دیت میں اختیار

حضرت مولف نے ابن شریح کی حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس کے بعد قتل کیا گیا اس کے ورثاء کو اختیار ہوگا۔ دو باتوں میں سے جسے بہتر خیال کریں اسے اپنا لیں، اگر چاہیں تو قصاص لے لیں، اگر چاہیں تو اس کی دیت لے لیں۔ یہ حدیث صحیح ہے اگرچہ راویوں کے الفاظ مختلف ہیں اس روایت کا ظاہری معنی یہ ہے کہ ولی کو اختیار ہوگا چاہے دیت لے، یہی عقل ہے چاہے قاتل کو قتل کر دے۔ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ ولی تو یہ چاہتا ہے کہ دیت لے جبکہ قاتل دیت دینے سے انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے اس سے قصاص لیا جائے۔ ایک جماعت حدیث کے ظاہر سے

بیوی تھی۔ام حکیم نے عکرمہ کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں امان طلب کی تو حضور ﷺ نے

استدلال کرتی ہے کہ قاتل کو کوئی اختیار نہیں، ایک جماعت نے کہا قاتل کو قتل کیا جائے گا اور اسے مال دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، انہوں نے حدیث میں تاویل کی ہے۔ یہی ابن قاسم کی روایت ہے۔ اسلاف میں سے بھی ایک جماعت کا یہی نقطہ نظر تھا جبکہ دوسرے علماء نے حدیث کے ظاہر معنی سے استدلال کیا ہے۔ یہی امام شافعی اور اشہب کا قول ہے۔ اختلاف کی بنیادی وجہ اللہ تعالیٰ کے فرمان۔ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرة:۱۷۸) میں احتمال ہے، ایک قوم کے نزدیک آیت میں یہ احتمال ہے کہ اطلاق مقتول کے ولی پر ہو اور من اخیہ سے مراد مقتول کا ولی ہو یعنی جسے دیت میں سے کوئی چیز معاف کردی گئی ہو اور عفی لہٗ کا مطلب ہو جسے مال میں سے کسی چیز کی سہولت دی گئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ من کا اطلاق قاتل پر ہو اور عفی سے مراد ہو جس کو قصاص معاف کردیا گیا ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ اتباع بالمعروف سے مراد قصاص کا ولی ہے جسے احسان کے ساتھ حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ قاتل ہے جب تو آیت میں غور و فکر کرے گا تو اس اختلاف کے منشاء کو پہچان لے گا اور سیاق کلام سے یہ واضح ہو جائے گا کہ دونوں قولوں میں سے کون سا قول زیادہ صحیح ہے۔

حدیث کے الفاظ میں جو اختلاف ذکر کیا گیا ہے وہ سات الفاظ میں محصور ہے۔

۱۔ اِمَّا اَنْ يَّقْتُلَ وَاِمَّا اَنْ يُّفَادِيَ۔ وہ (مقتول کا ولی) قاتل کو قتل کرے یا فدیہ لے۔

۲۔ اِمَّا اَنْ يُّعْقَلَ اَوْ يُقَادَ۔ اس سے دیت لی جائے یا اسے سے قصاص لیا جائے۔

۳۔ اِمَّا اَنْ يَّفْدِيَ وَ اِمَّا اَنْ يُّقْتَلَ۔ وہ فدیہ دے یا اسے قتل کردیا جائے۔

۴۔ اِمَّا اَنْ تُعْطَى الدِّيَةُ اَوْ يُقَادَ اَهْلُ الْقَتِيْلِ۔ یا تو دیت دی جائے یا مقتول کے ورثاء قصاص لیں۔

۵۔ اِمَّا اَنْ يَّعْفُوَ اَوْ يَقْتُلَ۔ یا معاف کرے یا قتل کرے۔

۶۔ يُقْتَلُ اَوْ يُفَادَى۔ اسے قتل کیا جائے یا اس سے فدیہ لیا جائے۔

۷۔ جس نے جان بوجھ کر قتل کیا تو اسے مقتولوں کے ورثاء کے حوالے کردیا جائے گا وہ چاہیں تو قتل کردیں چاہیں تو دیت لے لیں۔

امام ترمذی نے اسے نقل کیا ہے، ابن اسحاق کی سیرت میں آٹھویں روایت بھی ہے ان روایات میں سے بعض ابن قاسم کی روایت کی قوت ہے اور بعض میں اشہب کی روایت کی قوت ہے، پس اس میں غور و فکر کیجئے۔

اسے امان دے دی، وہ آ سے یمن میں جا کر ملی اور اسے واپس لائی جب عکرمہ اور صفوان مسلمان ہو گئے تو حضور ﷺ نے ان دونوں کو ان دونوں کے پہلے نکاح میں ہی قائم رکھا۔

ابن زبعری کا اسلام قبول کرنا اور اس کے اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے سعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حضرت حسان نے ابن زبعری کو ایک شعر لکھ کر بھیجا جبکہ وہ نجران میں تھا۔ ایک شعر سے زیادہ اسے کچھ نہ کہا۔

لَا تَعْدَمَنْ رَجُلًا اَحَلَّكَ بُغْضُهٗ نَجْرَانَ فِيْ عَيْشٍ اَحَذَّ لَئِيْمِ

تو ایسے آدمی (کی ملاقات) سے محروم نہ رہ جس کے بغض نے تجھے نجران میں جا پہنچایا ہے جہاں تو تنہائی اور کمینی زندگی بسر کر رہا ہے۔

جب ابن زبعری کو یہ پیغام پہنچا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام

اشتمال الصماء اور الاحتباء سے نہی

ابن ہشام نے حضور ﷺ کا جو خطبہ ذکر کیا ہے آپ کا خطبہ اس سے طویل تھا۔ اس میں ابن اسحاق سے شیبانی کی ایک روایت مروی ہے کہ حضور ﷺ نے دو دنوں کے روزے رکھنے سے منع فرمایا، دو وقتوں کی نمازوں سے منع فرمایا، ایک سورج کے طلوع ہوتے وقت اور ایک سورج کے غروب ہوتے وقت۔ دو دینوں کے پیروکار ایک دوسرے کے وارث نہ بنیں گے، آپ نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کے کھانوں سے منع فرمایا۔ حدیث میں دونوں کی تفسیر اس طرح ہے دو قسم کے لباسوں سے مراد اشتمال صماء(1) اور آدمی کا احتباء کرنا ہے جبکہ اس کی شرمگاہ اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہو، دو کھانے یہ ہیں۔ بائیں ہاتھ سے کھانا اور منہ کے بل لیٹ کر کھانا۔

ابن زبعری کے اشعار

حضرت مولف نے زبعری کے اشعار ذکر کیے ہیں۔ زبعری سے مراد ایسا اونٹ ہے جس کے منہ پر بہت زیادہ بال ہوں، اگرچہ چھوٹے چھوٹے ہوں، اس کے اشعار میں ہے۔

رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ اِذْ اَنَا بُوْرٌ

شاعر کا قول فتقت یعنی میں نے دین کے معاملہ میں غلط کام نہیں کیا، پس ہر گناہ فتق (غلط کام

1۔ جسم پر ایک کپڑا اس طرح لپیٹ لینا کہ اس میں اعضاء کو حرکت نہ دے سکے یا جسم پر ایک کپڑا لپیٹنا اور ایک طرف سے اس اس طرح اٹھانا کہ ستر کھل جائے۔ لغات الحدیث۔

قبول کیا تو یہ کہا۔

يَا رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ اِنَّ لِسَانِيْ رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ اِذْ اَنَا بُوْرُ

اے اللہ کے رسول میری زبان محتاط رہی، میں نے اس وقت بھی نازیبا بات نہیں کی جب میں ہلاک ہو رہا تھا۔

اِذْ اُبَارِيْ الشَّيْطَانَ فِيْ سُنَنِ الْغَيِّ وَ مَنْ مَالَ مَيْلَهٗ مَثْبُوْرُ

جب میں شیطان سے مقابلہ کر رہا تھا گمراہی کے راستوں پر چلنے میں اور جو شیطان کی راہ کی طرف مائل ہو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

آمَنَ اللَّحْمُ وَالْعِظَامُ لِرَبِّيْ ثُمَّ قَلْبِيْ الشَّهِيْدُ اَنْتَ النَّذِيْرُ

اب تو میرا گوشت اور میری ہڈیاں بھی میرے رب پر ایمان لے آئی ہیں پھر میرا دل بھی گواہی دیتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اِنَّنِيْ عَنْكَ زَاجِرٌ ثُمَّ حَيًّا مِنْ لُؤَيٍّ وَ كُلُّهُمْ مَغْرُوْرٌ

میں نے وہاں آپ سے قبیلہ لوی کو جھڑک دیا کیونکہ وہ سب فریب خوردہ ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب ابن زبعری مسلمان ہوا تو اس نے یہ بھی کہا۔

مَنَعَ الرُّقَادَ بَلَابِلُ وَ هُمُوْمُ وَاللَّيْلُ مُعْتَلِجُ الرِّوَاقِ بَهِيْمِ

نیند کو دور کر دیا وساوس اور غموں نے جبکہ رات کے پہلے حصہ میں تاریکی تہ در تہ تھی اور رات سخت تاریک تھی۔

مِمَّا اَتَانِيْ اَنَّ اَحْمَدَ لَامَنِيْ فِيْهِ فَبِتُّ كَاَنَّنِيْ مَحْمُوْمُ

مجھے جو یہ خبر پہنچی کہ حضرت محمد ﷺ نے میری ملامت کی تو میں نے رات گزاری گویا مجھے بخار ہے۔

کرنا) اور تمزیق (پھاڑنا) ہے اور ہر گناہ فتق اور تمزیق ہے اور ہر توبہ رتق ہے، اسی وجہ سے یہ توبہ کے لئے کہا جاتا ہے۔ نصوح یہ نَصَحْتُ سے ماخوذ ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب تو کسی چیز کو سیئے۔ نصاح کا معنی دھاگہ ہے حضرت ابراہیم بن ادہم کا قول بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔

نُرَقِّعُ دُنْيَانَا بِتَمْزِيْقِ دِيْنِنَا فَلَا دِيْنُنَا يَبْقٰى وَ لَا مَا نُرَقِّعُ

ہم اپنے دین کو پھاڑ کر اپنی دنیا کو سیتے ہیں، نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ ہی وہ چیز جسے ہم سیتے ہیں۔

يَا خَيْرَ مَنْ حَمَلَتْ عَلَى اَوْصَالِهَا عَيْرَانَةٌ سُرُحُ الْيَدَيْنِ غَشُوْمُ

اے ان میں سے سب سے بہترین جنہیں اپنے متناسب اعضاء پر اٹھایا ہے اونٹنی نے ہلکے ہلکے پاؤں والی اور مضبوط اونٹنی نے۔

اِنِّيْ لَمُعْتَذِرٌ اِلَيْكَ مِنَ الَّذِيْ اَسْدَيْتُ اِذْ اَنَا فِي الضَّلَالِ اَهِيْمُ

میں آپ کی بارگاہ میں معذرت پیش کرتا ہوں اس عمل سے جس کا تانا بانا میں نے خود بنا تھا کیونکہ میں واضح گمراہی میں بھٹک رہا تھا۔

اَيَّامَ تَأْمُرُنِيْ بِاَغْوٰى خُطَّةٍ سَهْمٌ وَ تَأْمُرُنِيْ بِهَا مَخْزُوْمُ

جن دنوں بنو سہم مجھے ایک گمراہی کا حکم دیتے اور بنو مخزوم دوسری گمراہی کا حکم دیتے۔

وَ اَمُدُّ اَسْبَابَ الرَّدٰى وَ يَقُوْدُنِيْ اَمْرُ الْغُوَاةِ وَ اَمْرُهُمْ مَشْئُوْمُ

جب میں خود ہلاکت کے اسباب مہیا کر رہا تھا اور گمراہ لوگوں کی گمراہی میری قیادت کر رہی تھی جبکہ ان کا معاملہ سخت منحوس تھا۔

فَالْيَوْمَ آمَنَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ قَلْبِيْ وَ مُخْطِئُ هٰذِهٖ مَحْرُوْمُ

آج حضور ﷺ پر میرا دل ایمان لے آیا ہے اور اس میں غلطی کرنے والا محروم و نامراد ہے۔

مَضَتِ الْعَدَاوَةُ وَانْقَضَتْ اَسْبَابُهَا وَدَعَتْ اَوَاصِرُ بَيْنَنَا وَ حُلُوْمُ

دشمنی کا زمانہ گزر گیا اور عداوت کے اسباب بھی منقطع ہو گئے اور ہمارے درمیان قائم تعلقات اور عقل نے مجھے دعوت دی۔

فَاغْفِرْ فِدًى لَكَ وَالِدَايَ كِلَاهُمَا زَلَلِيْ فَاِنَّكَ رَاحِمٌ مَّرْحُوْمُ

میری غلطی معاف کر دیجئے میرے ماں باپ آپ پر قربان کیونکہ آپ رحم کرنے والے اور رحم کیے گئے ہیں۔

شاعر کا قول اِذْ اَنَا بُوْرٌ، بور سے مراد ہلاک ہونے والا ہے۔ کہا جاتا ہے رَجُلٌ بُوْرٌ وَبَائِرٌ اور قوم بور یہ بائر کی جمع ہے اس میں اصل تو یہ ہے واؤ کی حرکت کے ساتھ فعل کے وزن پر ہو جہاں تک رجل بور کا تعلق ہے یہ واؤ کے سکون کے ساتھ ہے کیونکہ یہ مصدر ہے اور یہاں مصدر کے ساتھ صفت لگائی جا رہی ہے۔ اس سے ایک لفظ یوں بولا جاتا ہے۔ ارض بور یہ بوار سے مشتق ہے اس سے مراد چراگاہ کا تباہ اور خشک ہو جانا ہے۔

وَ عَلَيْكَ مِنَ عِلْمِ الْمَلِيْكِ عَلَامَةٌ　　نُوْرٌ اَغَرٌّ وَ خَاتَمٌ مَخْتُوْمٌ

آپ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی نشانی ہے، آپ روشن نور ہیں آپ خاتم النبیین ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ مہر لگائی ہے۔

اَعْطَاكَ بَعْدَ مَحَبَّةٍ بُرْهَانَهُ　　شَرَفًا وَ بُرْهَانُ الْاِلٰهِ عَظِيْمٌ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبت کے بعد اپنی برہان بطورِ شرف عطا کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی برہان عظیم ہے۔

وَ لَقَدْ شَهِدْتُ بِاَنَّ دِيْنَكَ صَادِقٌ　　حَقٌّ وَ اَنَّكَ فِي الْعِبَادِ جَسِيْمٌ

میں نے اس بات کی گواہی دی کہ آپ کا دین سچا ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ذی شان ہیں۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ اَحْمَدَ مُصْطَفٰى　　مُسْتَقْبَلٌ فِي الصَّالِحِيْنَ كَرِيْمٌ

اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے حضور ﷺ صالحین میں برگزیدہ اور معزز ہیں۔

قَرْمٌ عَلَا بُنْيَانُهُ مِنْ هَاشِمٍ　　فَرْعٌ تَمَكَّنَ فِي الذُّرَا وَ اُرُوْمٌ

وہ ایسے سردار ہیں جن کی بنیاد ہاشم سے اٹھی ہے وہ فرع ہیں جو بلندیوں پر مکین ہیں اور اصل بھی۔

ابن ہشام نے کہا شعر سے آگاہی رکھنے والے اس کے ان اشعار کا انکار کرتے تھے۔ ہبیرہ کا کافر رہنا اور حضرت ام ہانی کے اسلام قبول کرنے پر اس کے اشعار۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی وہاں ہی رہا اور حالت کفر میں مرا، جبکہ اس کے عقد میں ام ہانی بنت ابی طالب تھی، اس کا نام ہند تھا۔ جب ہبیرہ کو حضرت ام ہانی کے اسلام کی خبر پہنچی تو اس وقت اس نے یہ اشعار کہے۔

أَشَاقَتْكَ هِنْدٌ اَمْ اَتَاكَ سُؤَالُهَا　　كَذَاكَ النَّوٰى اَسْبَابُهَا وَانْفِتَالُهَا

ابن زبعری کا قول۔ وَاللَّيْلُ مُعْتَلِجُ الرِّوَاقِ بَهِيْمٌ

اعتلاج کا معنی شدت اور قوت ہے، اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔ بہیم ایسے رنگ کو کہتے ہیں جس میں کسی اور رنگ کی آمیزش نہ ہو۔

شاعر کا قول سَرُحُ اليدين غشوم۔ جس کے سامنے سے واپس نہ جایا جائے۔ یہاں سعوم بھی روایت کیا جاتا ہے اس سے مراد ایسی چیز ہوگی جو چلنے پر طاقتور ہو۔

کیا ہند نے تجھ سے جدائی اختیار کر لی یا اس کی طرف سے جدائی کا مطالبہ تجھ تک پہنچا، اسی طرح جدائی کے اسباب اور ان کا جمع ہونا۔

وَ قَدْ اَرَّقَتْ فِي رَأْسِ حِصْنٍ مُمَنَّعٍ بِنَجْرَانَ يَسْرِيْ بَعْدَ لَيْلٍ خَيَالُهَا

نجران میں محفوظ قلعہ کی چوٹی پر اس کے خیال نے مجھے بیدار کر دیا جو کچھ رات گذرنے کے بعد آیا۔

وَ عَاذِلَةٍ هَبَّتْ بِلَيْلٍ تَلُوْمُنِيْ وَ تَعْذِلُنِيْ بِاللَّيْلِ ضَلَّ ضَلَالُهَا

قسم ہے ملامت کرنے والی کی جس نے رات کے وقت مجھے ملامت کرنا شروع کر دی وہ رات کو مجھے برا بھلا کہہ رہی تھی جبکہ وہ خود گمراہ تھی۔

وَ تَزْعُمُ اَنِّيْ اِنْ اَطَعْتُ عَشِيْرَتِيْ سَاُرْدٰى وَ هَلْ يُرْدِيْنِيْ اِلَّا زِيَالُهَا

وہ گمان کرتی تھی کہ اگر میں نے اپنے قبیلہ کی اطاعت کی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا جبکہ مجھے ہلاک نہیں کر سکتی کوئی چیز بھی سوائے اس کے چھوڑنے کے۔

فَاِنِّيْ لَمِنْ قَوْمٍ اِذَا جَدَّ جِدُّهُمْ عَلٰى اَيِّ حَالٍ اَصْبَحَ الْيَوْمَ حَالُهَا

بے شک میں ایسی قوم سے ہوں جب اس کی جدوجہد تیز ہو جاتی ہے وہ کسی حال میں ہو تو اس کا حال دن کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔

وَاِنِّيْ لَحَامٍ مِنْ وَّرَاءِ عَشِيْرَتِيْ اِذَا كَانَ مِنْ تَحْتِ الْعَوَالِيْ مَجَالُهَا

اور میں اپنے قبیلہ کی اس وقت حمایت کے لئے سرگرم ہو جاتا ہوں جب اس کی دوڑ دھوپ لمبے نیزوں کے سائے میں ہوتی ہے۔

وَ صَارَتْ بِاَيْدِيْهَا السُّيُوْفُ كَاَنَّهَا مَخَارِيْقُ وِلْدَانٍ وَ مِنْهَا ظِلَالُهَا

ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں گو وہ تلواریں بچوں کے رومال ہیں ان تلواروں کے سائے میں وہ زندگی گزارتے ہیں۔

وَ اِنِّيْ لَاَقْلِي الْحَاسِدِيْنَ وَ فِعْلَهُمْ عَلَى اللّٰهِ رِزْقِيْ نَفْسُهَا وَ عِيَالُهَا

میں حاسدوں اور ان کے عمل سے سخت نفرت کرتا ہوں، میرا رزق اور میرے اہل و عیال کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔

وَاِنَّ كَلَامَ الْمَرْءِ فِيْ غَيْرِ كُنْهِهٖ لَكَالنَّبْلِ تَهْوِيْ لَيْسَ فِيْهَا نِصَالُهَا

کسی انسان کا کلام جو خلاف حقیقت ہو اس تیر کی مانند ہے جس میں بھالہ نہ ہو۔

فَاِنْ كُنتِ قَدْ تَابَعْتِ دِيْنَ مُحَمَّدٍ وَ عَطَّفَتِ الْاَرْحَامَ مِنْكِ حِبَالُهَا

اگر تو نے (حضرت) محمد (ﷺ) کے دین کی اتباع کی ہے اور رشتہ داری نے تجھے صلہ رحمی سے پھیر دیا ہے۔

فَكُوْنِيْ عَلٰى اَعْلٰى سَحِيْقٍ بِهَضْبَةٍ مُلَمْلَمَةٍ غَبْرَاءَ يَبْسٍ بِلَالُهَا

تو تو چلی جا دور دراز پہاڑی کی چوٹی پر جو گول گول ہو، غبار آلود ہو اور جس کی تری خشک ہو چکی ہو۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ روایت بھی کی جاتی ہے۔

وَقَطَّعَتِ الْاَرْحَامَ مِنْكَ حِبَالُهَا۔

فتح مکہ میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی تعداد

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو مسلمان فتح مکہ میں شریک ہوئے ان کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم سے سات سو، بعض کہتے ہیں یہ تعداد ہزار تھی۔ بنو غفار سے چار سو، بنو اسلم سے چار سو، بنو مزینہ سے ایک ہزار سے کچھ اوپر، باقی ماندہ قریش انصار اور ان کے حلیف تھے۔ کچھ جماعتیں تمیم، قیس اور اسد سے بھی تھیں۔

فتح مکہ کے بارے میں حضرت حسان کے اشعار

فتح مکہ کے بارے میں جو اشعار کہے گئے ہیں ان میں حضرت حسان بن ثابت کے اشعار ہیں۔

عَفَتْ ذَاتُ الْاَصَابِعِ فَالْجِوَاءُ اِلٰى عَذْرَاءَ مَنْزِلُهَا خَلَاءُ

ذات الاصابع (جگہ) اور جواء (جگہ) عذراء (بستی) تک بے نام و نشان ہو گئے، اب ان کی منزلیں خالی پڑی ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار

حضرت حسان کا پہلا شعر جو حضرت مولف نے ذکر کیا۔ عَفَتْ ذَاتُ الْاَصَابِعِ فَالْجِوَاءُ ذَاتُ الْاَصَابِعِ یہ شام کے علاقہ میں ایک مقام ہے اسی طرح جواء بھی شام میں ایک جگہ کا نام ہے یہاں حارث بن ابی شمر رہتا تھا۔ حضرت حسان غسان کے بادشاہوں کے پاس اکثر شام جاتے رہتے اسی وجہ سے آپ نے ان جگہوں کا ذکر کیا۔

دِيَارٌ مِنْ بَنِي الْحَسحَاسِ قَفْرٌ　تُعَفِّيهَا الرَّوَامِسُ وَالسَّمَاءُ

بنوحسحاس کے گھر چٹیل میدان ہو گئے ہیں جن کے آثار کو مٹا دیا ہے تیز ہواؤں اور بارش نے۔

وَ كَانَتْ لَا يَزَالُ بِهَا اَنِيسٌ　خِلَالُ مُرُوْجِهَا نَعَمٌ وَ شَاءٌ

جبکہ وہاں ہمیشہ مونس و غمخوار رہتے تھے جبکہ ان کی چراگاہوں میں بے شمار اونٹ اور بکریاں ہوتی تھیں۔

فَدَعْ هٰذَا وَلٰكِنْ مَنْ لِطَيْفٍ　يُؤَرِّقُنِي اِذَا ذَهَبَ الْعِشَاءُ

اب اسے چھوڑ دو لیکن یہ بتاؤ اس خواب و خیال کا کیا ہوگا جو مجھے اس وقت بیدار کر دیتا تھا جب عشاء کا وقت گزر جاتا۔

لِشَعْثَاءَ الَّتِيْ قَدْ تَيَّمَتْهُ　فَلَيْسَ لِقَلْبِهٖ مِنْهَا شِفَاءُ

یہ خیال شعثاء کا ہے جس نے اسے (حسان) غلام بنا رکھا ہے اب اس کے مرض سے اس کے دل کو شفاء پانے کی کوئی صورت نہیں۔

كَاَنَّ خَبِيْئَةً مِّنْ بَيْتِ رَاْسٍ　يَكُوْنُ مِزَاجَهَا نَمَلٌ وَ مَاءٌ

عذراء یہ دمشق کے نزدیک ایک گاؤں ہے یہاں حجر بن عدی اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کیا گیا۔ نعم سے مراد اونٹ ہے جب اس کی جمع انعام ذکر کی جائے تو اس میں بھیڑ بکریاں، گائے اور اونٹ سب شامل ہو جاتے ہیں۔ شاء اور شوی سب کے لئے بولا جاتا ہے جس طرح ضان، ضئین، ابل، ابیل، معز، معیز۔ جہاں تک الشاۃ کا تعلق ہے یہ شاء سے نہیں بنا کیونکہ اس کا لام کلمہ ہاء ہے، بنو حسحاس یہ بنو اسد کا ایک قبیلہ ہے۔ رواس اور سماء سے مراد ہوائیں اور بارش ہے سماء کا لفظ مشترک ہے اس کا اطلاق بارش اور چھت پر بھی ہوتا ہے لیکن یہ اس شعر اور اسی جیسے اشعار سے معلوم نہیں اور نہ ہی اس شعر سے پتہ چلتا ہے۔

اِذَا سَقَطَ السَّمَاءُ بِاَرْضِ قَوْمٍ　رَعَيْنَاهُ وَ اِنْ كَانُوْا غِضَابًا

جب بارش کسی قوم کی زمین میں ہوتی ہے تو ہم اس کی نگہبانی کرتے ہیں اگر چہ وہ لوگ غصہ میں ہوں۔

کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ شاعر نے السماء سے مراد بارش لی ہے۔ پس مضاف حذف ہو لیکن ہم اس کی جمع سُنتی سے سمجھ جاتے ہیں کیونکہ (آسمان) کی جمع وہ سموات اور اسمیۃ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں پس ہم نے جان لیا کہ یہ لفظ دو چیزوں میں مشترک ہے۔

گویا بیت راس (جگہ کا نام) کی شراب میں شہد اور پانی کی آمیزش ہے۔

اِذَا مَا الاَشرِبَاتُ ذُکِرنَ یَومًا فَھُنَّ لِطَیِّبِ الرَّاحِ الفِدَاءُ

جب کسی روز شراب کا ذکر ہوگا تو وہ سب اس عمدہ شراب پر قربان ہوں گی۔

نُوَلِّیھَا المَلَامَۃَ اِن اَلَمنَا اِذَا مَا کَانَ مَغثٌ اَولِحَاءُ

ہم شراب کو ملامت کرتے ہیں اگر ہم اسے پئیں جبکہ جنگ اور گالی گلوچ ہو رہا ہو۔

وَ نَشرَبُھَا وَ فَتَترُکُنَا مُلُوکًا وَ اُسدًا مَا یُنَھنِھُنَا اللِّقَاءُ

شاعر کا قول لطیف طیف مصدر ہے یہ مصدر یوں چلتا ہے طَافَ الْخَیَالُ، یَطِیْفُ طَیْفًا لیکن خیال کے لئے طائف اسم فاعل کا صیغہ استعمال نہیں کرتے جو طاف سے مشتق ہوتا ہے کیونکہ خیال کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی پس امر اس طرف لوٹ آتا ہے کہ یہ طیف ہے جس کا معنی تو ہم اور تخیل ہے اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کی کوئی حقیقت ہو تو اسے طائف کہہ سکتے ہیں، اس کا مصدر طیف آتا ہے جس طرح قرآن حکیم میں ہے طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ (الاعراف:۲۰۱) اسے طیف من الشیطن بھی پڑھا گیا ہے کیونکہ شیطان کے دھوکے اور اس کی آرزوؤں کو خیال اور اس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے جس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان فَطَافَ عَلَیْھَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّکَ (القلم:۱۹) کا تعلق ہے تو یہ اسم فاعل ہے مصدر نہیں کیونکہ جو آفت اس باغ کو پہنچی تھی اس کی حقیقت تھی۔ یہ فعل معروف کا فاعل ہے ایک قول یہ کیا گیا یہاں طائف سے مراد جبرئیل امین ہے اس بحث سے تین مراتب حاصل ہوئے۔ ۱۔ خیال اور جس کی کوئی حقیقت نہ ہو اسے طیف سے تعبیر کرتے ہیں، ۲۔ شیطان کا وسوسہ اس میں طائف اور طیف دونوں استعمال کر سکتے ہیں، ۳۔ ان دونوں قسموں کے علاوہ میں طائف کا لفظ ہی استعمال ہوگا اس کو طیف اور طواف سے تعبیر نہیں کیا جاتا، اس لطیف نکتہ پر آگاہ رہو۔

شاعر کا قول۔ یُؤرِّقُنِی اِذَا ذَھَبَ العِشَاءُ۔

یعنی مجھے بیدار رکھتا ہے۔ اعتراض کیا جاتا ہے خواب اسے کیسے بیدار رکھتا ہے جبکہ طیف تو نیند میں ایک خواب ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے جو چیز اسے بیدار رکھتی ہے وہ محبت ہے جسے نیند کے زائل ہونے کے بعد وہ پاتا ہے جس طرح حبیب بن اوس نے کہا۔

ظَبیٌ تَقَنَّصتُہُ لَمَّا نَصَبتُ لَہُ مِنَ آخِرِ اللَّیلِ اَشرَاکًا مِنَ الحُلُمِ

ہرن جسے میں نے شکار کر لیا جب رات کے آخری حصہ میں، میں نے خواب کا جال اسکے لئے لگایا۔

اور ہم اسے پیتے ہیں تو وہ ہمیں بادشاہ اور شیر کی حیثیت میں چھوڑتی ہے اور دشمنوں سے ملاقات سے ہمیں نہیں روکتی۔

عَدِمْنَا خَيْلَنَا اِنْ لَمْ تَرَوْهَا　تُثِيْرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

ہم اپنے گھوڑوں کو معدوم پائیں اگر تو انہیں غبار اڑاتے ہوئے نہ دیکھے ان کے پہنچنے کی جگہ کداء ہے۔

يُنَازِعْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْغِيَاتٍ　عَلٰى اَكْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَاءُ

وہ گھوڑے توجہ سے کان لگائے لگاموں کو کھینچتے ہیں ان کے کندھوں پر پیاسے نیزے ہیں۔

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ　يُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

ثُمَّ انْثَنَىٰ وَ بِنَا مِنْ ذِكْرِهٖ سَقَمٌ　بَاقٍ وَ اِنْ كَانَ مَعْسُوْلًا مِنَ السَّقَمِ

پھر میں واپس لوٹتا ہوں جبکہ اس کے ذکر کی وجہ سے باقی رہنے والا مرض ہوتا ہے اگرچہ اس ذکر میں مرض کی آمیزش ہوتی ہے۔

آخراللیل کا لفظ ذکر کر کے اس (ابوتمام) نے بہت خوب کلام کی ہے۔ مقصود یہ بتانا ہے کہ وہ تمام رات بیدار رہا۔ سوائے اس گھڑی کے جس میں خیال آیا۔ گویا یہ حضرت حسان کے قول سے چوری کیا گیا ہے۔ اَوْ خِيَالٌ اِذَا تَقُوْمُ النُّجُوْمُ۔

یورقنی کے قول کی مثال بحتری کا قول ہے۔

اَلَمَّتْ بِنَا بَعْدَ الْهُدُوِّ فَسَامَحَتْ　بِوَصْلٍ مَتٰى تَطْلُبْهُ فِي الْجِدِّ تَمْنَعُ

سکون کے بعد وہ ہمارے پاس اتر آئی اس نے وصل کی سخاوت کی جب تو مشکل میں ان سے مطالبہ کرے تو وہ انکار کردیتی ہے۔

وَ وَلَّتْ كَاَنَّ الْبَيْنَ يَخْلُجُ شَخْصَهَا　اَوْ اَنْ تَوَلَّتْ مِنْ حَشَائِيْ وَ اَضْلُعِيْ

وہ پھری گویا جدائی نے اس کی روح کو کھینچ لیا یا وہ میری آنتوں اور پسلیوں سے نکل گئی۔

شاعر کا قول۔ لِشَعْثَاءَ الَّتِيْ قَدْ تَيَّمَتْهُ۔ شعثاء جس کے بارے میں حضرت حسان نے ذکر کیا ہے وہ سلام بن مشکم یہودی کی بیٹی ہے۔ روایت کیا گیا ہے کہ سلام نے کہا اے جماعت یہود تم خوب جانتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے نبی ہیں، اگر میری بیٹی شعثاء کے ساتھ عار نہ دلائی جاتی تو میں ان کی ضرور پیروی کرتا۔ حضرت حسان کی ایک بیوی کا نام بھی شعثاء بنت کاہن اسلمیہ تھا جس کے بطن سے ام فراس پیدا ہوئی۔

ہمارے عمدہ گھوڑے اس روز تیزی کر رہے تھے، عورتیں انہیں اوڑھنیاں مار رہی تھیں۔

فَاِمَّا تُعْرِضُوْا عَنَّا اِعْتَمرنا وَ کَانَ الْفَتْحُ وَانْکَشَفَ الْغِطَاءُ

یا تو ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ ہم عمرہ کر لیں اور فتح نصیب ہو جائے اور خانہ کعبہ کا پردہ ہٹ جائے۔

وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِجَلَادِ یَوْمٍ یُعِیْنُ اللّٰہُ فِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

ورنہ اس دن کی سختی پر صبر کرو، جس میں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے جس کی چاہے۔

وَ جِبْرِیْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْنَا وَ رُوْحُ الْقُدُسِ لَیْسَ لَہٗ کِفَاءُ

اور جبرائیل امین اللہ کے قاصد ہمارے درمیان موجود ہیں اور روح القدس کا کوئی ہم پلہ

شاعر کا قول کَاَنَّ خَبِیْئَۃً مِنْ بَیْتِ رَاسٍ۔ یہاں کَاَنَّ کی خبر محذوف ہے۔ تقدیر کلام اس کی یہ ہو گی کَاَنَّ فِیْ فِیْھَا خَبِیْئَۃً۔ نکرہ میں اس قسم کا محذوف بہتر ہوتا ہے جس طرح اِنَّ مَحَلًّا وَ اِنَّ مُرْتَحِلًا۔ اصل میں اِنَّ لَنَا مَحَلًّا۔ ہے اسی طرح ایک اور شاعر کا قول ہے وَلٰکِنَّ زَنْجِیًّا طَوِیْلًا مُشَافِرُہٗ میں خبر محذوف ہے۔ صحیح بخاری میں دجال کی صفت ہے۔ اَعْوَرُ کَاَنَّ عِنَبَۃً طَافِیَۃً۔ اصل کلام یوں ہے کَاَنَّ فِیْ عَیْنِہٖ عِنَبَۃً طَافِیَۃً۔ بعض علماء نے یہ گمان کیا ہے اس شعر کے بعد ایک شعر ہے جس میں کانّ کی خبر ہے۔

عَلٰی اَنْیَابِھَا اَوْ طَعْمُ غَضٍّ مِنَ التُّفَاحِ ھَصَرَہٗ اِجْتِنَاءُ

یہ ایک ایسا من گھڑت شعر ہے جو حضرت حسان کے شعر کی مثل نہیں اور نہ اس کے الفاظ کی مثل ہے۔

شاعر کا قول نُوَلِّیْھَا الْمَلَامَۃَ اِنْ اَلَمْنَا۔

یعنی اگر ہم ایسا کام کریں جس کی وجہ سے ہم پر ملامت ہوتی ہو تو ہم ملامت کو شراب کی طرف پھیر دیتے ہیں اور نشہ پر معذرت کرتے ہیں۔ مغت کا معنی ہاتھ سے مارنا ہے اور لحاء کا معنی زبان سے ملامت کرنا ہے۔ روایت کی جاتی ہے کہ حضرت حسان چند نوجوانوں کے پاس سے گزرے جو دورِ اسلام میں شراب پی رہے تھے، حضرت حسان نے انہیں منع کیا۔ اللہ کی قسم ہم نے اس کو چھوڑنے کا ارادہ کیا مگر تیرا قول ہمارے سامنے اس کی تزیین کرتا ہے وَنَشْرَبُھَا فَتَتْرُکُنَا مُلُوْکًا۔

حضرت حسان نے کہا میں نے یہ شعر دورِ جاہلیت میں کہا تھا جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے شراب نہیں پی۔ اسی طرح یہ بات بھی کی جاتی ہے کہ حضرت حسان نے اس قصیدہ کا کچھ حصہ دورِ جاہلیت میں اور آخری حصہ دورِ اسلام میں کہا۔

نہیں۔

وَ قَالَ اللّٰہُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا ۔ یَقُوْلُ الْحَقَّ اِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایسا بندہ بھیجا ہے جو حق کہتا ہے اگر امتحان فائدہ دے۔

شَهِدْتُ بِهٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْهُ فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَ لَا نَشَاءُ

میں نے اس کی شہادت دے دی ہے اٹھو اس کی تصدیق کرو تم نے کہا نہ ہم اٹھیں گے اور نہ ایسا چاہیں گے۔

وَ قَالَ اللّٰہُ قَدْ سَیَّرْتُ جُنْدًا هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

اللہ تعالیٰ نے فرمادیا میں نے لشکر بھیج دیا ہے جو مددگار رہوں گے جن کا کام ہی مقابلہ کرنا ہے۔

لَنَا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَاءٌ

ہماری ہر روز معد کی جانب سے گالی گلوچ، جنگ اور ہجو ہوتی رہتی ہے۔

فَنُحْکِمُ بِالْقَوَافِیْ مَنْ هَجَانَا وَ نَضْرِبُ حِیْنَ تَخْتَلِطُ الدِّمَاءُ

ہم ان کا اشعار کے ساتھ فیصلہ کر دیتے ہیں جو ہماری ہجو کرتے ہیں اور تلواروں سے کام تمام کرتے ہیں جب خون مل جائیں۔

اَلَا اَبْلِغْ اَبَا سُفْیَانَ عَنِّیْ مُغَلْغَلَةً فَقَدْ بَرِحَ الْخَفَاءُ

خبردار ابوسفیان کو میری طرف سے مشہور و معروف پیغام پہنچا دو تحقیق وہ لگا تار چھپا ہوا ہے۔

بِاَنَّ سُیُوْفَنَا تَرَکَتْكَ عَبْدًا وَ عَبْدُ الدَّارِ سَادَتُهَا الْاِمَاءُ

شرکما میں اسم تفضیل کا معنی

حضرت حسان کا اس قصیدہ میں ابوسفیان کے لئے یہ کہنا۔

فَشَرُّ کُمَا لِخَیْرِ کُمَا الْفِدَاءُ۔ ان الفاظ کے ظاہر میں تو عیب ہے، کیونکہ معروف تو یہ ہے کہ یوں نہ کہا جائے۔ ھو شرھما مگر اس صورت میں کہہ سکتے ہیں جب دونوں میں برائی ہو اسی طرح شر منك کہنا بھی درست نہیں لیکن سیبویہ نے اپنی کتاب میں کہا ہے تو کہتا ہے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ شَرٍّ مِنْكَ۔ جب وہ آدمی مرتبہ میں اس سے کم ہو یہ تعبیر پہلی کلام کو عیب سے خارج کر دیتی ہے، اسی کی مثل حضور ﷺ کا فرمان ہے شَرُّ صُفُوْفِ الرِّجَالِ آخِرُهَا۔ اس سے حضور ﷺ نے یہ ارادہ کیا کہ آخری صف والوں کا مرتبہ پہلی صف والوں سے کم ہے جس طرح سیبویہ نے کہا ہے یہاں مقصود برائی اور شر میں فضیلت کو ظاہر کرنا نہیں ہے۔ واللہ اعلم

کہ ہماری تلواروں نے تجھے غلام بنا کر چھوڑا اور عبدالدار کے سردار لونڈیاں بن گئے۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَ اَجَبْتُ عَنْهُ وَ عِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

تو نے حضور علیہ السلام کی ہجو کی جبکہ میں نے آپ کی طرف سے تجھے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بدلہ ہے۔

اَتَهْجُوْهُ وَ لَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ فَشَرُّ كُمَا لِخَيْرِ كُمَا الْفِدَاءُ

کیا تو آپ کی ہجو کرتا ہے جبکہ تو آپ کا ہم پلہ نہیں تم دونوں میں سے برا تم دونوں میں سے اچھے پر قربان ہو جائے۔

هَجَوْتَ مُبَارَكًا بَرًّا حَنِيْفًا اَمِيْنَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے مبارک، نیک، مخلص مسلمان اور اللہ کے امین کی ہجو کی جن کی خصلت میں وفاء کرنا ہے۔

یلطم یا یطلم

گھوڑوں کی صفت بیان کرتے ہوئے حضرت حسان نے کہا يُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ۔ ابن درید نے جمہرہ میں کہا ہے۔ خلیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسان کا شعر یوں بیان کرتے يُطَلِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ اور يُلَطِّمُهُنَّ کا انکار کرتے اور اسے اس معنی میں لیتے کہ عورتیں اپنی اوڑھنیوں سے ان پر پڑا غبار جھاڑتی تھیں۔ ابن درید بھی خلیل کے قول کی ہی پیروی کرتا ہے۔ ابن درید کا قول ہے طلم کا معنی ہے تیرا انگاروں پر پکی ہوئی روٹی پر ہاتھ مارنا تاکہ جو راکھ روٹی پر لگی ہوئی ہے اس کو جھاڑ دے اور طلمۃ کا معنی روٹی ہے۔ اسی معنی میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے ''مَرَرْنَا بِقَوْمٍ يُعَالِجُوْنَ طُلْمَةً لَهُمْ فَنَفَرْنَاهُمْ عَنْهَا، فَاقْتَسَمْنَاهَا فَاَصَابَتْنِيْ مِنْهَا كِسْرَةٌ وَ كُنْتُ اَسْمَعُ فِيْ بَلَدِيْ اَنَّهٗ مَنْ اَكَلَ الْخُبْزَ فَسَنَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِيْ عِطْفِيْ هَلْ ظَهَرَ فِي السِّمَنُ بَعْدُ۔''

ہم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو اپنی روٹی پکا رہے تھے، ہم نے انہیں اس سے دور بھگا دیا۔ ہم نے اسے آپس میں تقسیم کر لیا اس کی وجہ سے مجھے نیند آ گئی، میں اپنے شہر میں سنا کرتا تھا جس نے روٹی کھائی وہ موٹا ہوا تو میں اپنے پہلو میں دیکھتا گیا اس کے کھانے کے بعد مجھ میں موٹاپا آیا ہے۔ اس معنی میں جو حدیث آتی ہے کہ حضور علیہ السلام کو دیکھا گیا کہ آپ اپنی چادر سے اپنے گھوڑے کا منہ صاف کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا مجھے آج رات گھوڑے کے بارے میں عتاب کیا گیا ہے۔ انہیں اشعار میں یہ قول بھی ہے۔ وَنُحْكِمُ بِالْقَوَافِيْ مَنْ هَجَانَا۔

اَمَنْ يَهْجُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ وَ يَمْدَحُهٗ وَ يَنْصُرُهٗ سَوَاءٌ

کیا وہ جو تم میں سے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتا ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کی مدح اور مدد کرتا ہے برابر ہو سکتے ہیں۔

فَاِنَّ اَبِيْ وَ وَالِدِيْ وَ عِرْضِيْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءٌ

بے شک میرا باپ اور دادا اور میری عزت حضور ﷺ کی عزت کو تم سے بچانے والی ہے۔

لِسَانِيْ صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيْهِ وَ بَحْرِيْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

میری زبان تلوار ہے جس میں کوئی عیب نہیں اور میرے سمندر کو ڈول آلودہ نہیں کرتے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ اشعار حضرت حسان نے فتح مکہ کے روز کہے یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ آپ نے کہا لِسَانِيْ صَارِمٌ لَا عَتَبَ فِيْهِ۔ زہری سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اوڑھنیاں گھوڑوں کو مار رہی ہیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے مسکرائے۔

نحکم کا معنی ہے ہم اسے بار بار لوٹاتے ہیں اور کھنکھٹاتے ہیں یہ حَكَمَةَ الدَّابَةِ سے ماخوذ ہے جس کا معنی گھوڑے کی لگام ہے اس کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے ہم انہیں خاموش اور گونگا کر دیتے ہیں۔ ہمارے اشعار ان کے لئے اس طرح ہو جاتے ہیں جس طرح گھوڑوں کے لئے لگامیں ہوتی ہیں۔ زہیر نے کہا قَدْ اُحْكِمَتْ حَكَمَاتِ الْقِدِّ وَالْاَبْقَا۔ قد(1) اور ابق(2) کی لگامیں بنائی گئیں۔

اس قصیدہ میں موعدھا کداء کے الفاظ ہیں جبکہ شیبانی کی روایت میں یسیل بھا کدی او کداء کے الفاظ ہیں۔ ہم نے کُدَیًّا اور کداء کا ذکر کیا ساتھ ہی ہم نے کدی کا ذکر کیا۔ شیبانی نے اس قصیدہ میں اور اشعار کا ذکر کیا ہے۔

وَ هَاجَتْ دُوْنَ قَتْلِ بَنِيْ لُؤَيٍّ جَذِيْمَةُ اِنَّ قَتْلَهُمْ شِفَاءٌ

بنی لوی کو قتل کرنے کے لئے جذیمہ نے حملہ کیا بے شک انہیں قتل کرنا شفاء ہے۔

وَحِلْفُ الْحَارِثِ بْنِ اَبِيْ ضِرَارٍ وَ حِلْفُ قُرَيْظَةٍ فِيْنَا سَوَاءٌ

حارث بن ابی ضرار کا معاہدہ اور بنو قریظہ کا معاہدہ ہمارے ہاں برابر ہے۔

اُولٰئِكَ مَعْشَرٌ اَلَبُوْا عَلَيْنَا فَفِيْ اَظْفَارِنَا مِنْهُمْ دِمَاءٌ

یہ وہ قبائل ہیں جو ہم پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے، ہمارے ناخنوں میں ان کے خون ہیں۔

1۔ ایسا تسمہ جو اس چمڑے سے بنایا گیا ہو جو رنگا نہ جائے۔ 2۔ کتان یا بھنگ کا درخت

انس بن زنیم کے اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا انس بن زنیم دیلی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ان باتوں سے معذرت کی جو عمرو بن سالم خزاعی نے کہیں۔

اَاَنْتَ الَّذِیْ تُھْدٰی مَعَدٌّ بِاَمْرِہٖ بَلِ اللّٰہُ یَھْدِیْھِمْ وَ قَالَ لَكَ اِشْھَدِ

کیا آپ وہ ذات ہیں جن کے ذریعے معد کو ہدایت دی جا سکتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دینے والا ہے اور اس نے تمہیں کہا کہ گواہ رہو۔

وَ مَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِھَا اَبَرَّ وَ اَوْفٰی ذِمَّةً مِنْ مُحَمَّدٍ

کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے میں سوار نہیں کیا ایسے شخص کو جو حضور ﷺ سے زیادہ نیک اور عہد کا پورا ہو۔

اَحَثَّ عَلٰی خَیْرٍ وَ اَسْبَغَ نَائِلًا اِذْ رَاحَ كَالسَّیْفِ الصَّیْقَلِ الْمُھَنَّدِ

بھلائی پر زیادہ برانگیختہ کرنے والا ہو زیادہ عطیہ دینے والا ہو جب جنگ ہو تو صیقل شدہ ہندی تلوار کی طرح ہو۔

سَتُبْصِرُ كَیْفَ نَفْعَلُ بِابْنِ حَرْبٍ بِمَوْلَاكَ الَّذِیْنَ ھُمُ الرِّدَاءُ

عنقریب تو دیکھے گا کہ ہم ابن حرب کے ساتھ کیا کرتے ہیں تیرے ان دوستوں کے ساتھ جو حمایتی ہیں۔

انس بن زنیم کے اشعار

انس بن زنیم کے اشعار ان میں ہے۔ وَاَكْسٰی لِبُرْدِ الْخَالِ قَبْلَ اِبْتِذَالِهِ الْخَالَ یہ یمنی چادر ہے، یہ عمدہ کپڑوں میں شمار ہوتی ہے، میرا گمان ہے اسے خال کا نام دیا گیا جو خیلا کے معنی میں ہے جس طرح زید بن عمرو بن نفیل نے کہا اَلْبِرَّ اَبْغِیْ لَا الْخَالَ میں نیکی چاہتا ہوں تکبر نہیں چاہتا اسی میں ہے۔

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ مُدْرِكِیْ وَاَنَّ وَعِیْدًا مِنْكَ كَالْاَخْذِ بِالْیَدِ

یا رسول اللہ آپ جان لیں کہ آپ مجھے پکڑ لیں گے آپ کی دھمکی ایسی ہے جیسے ہاتھ سے پکڑ لینا۔

یہ شعر ابو جعفر بن ورد کی روایت میں نہیں ہے۔ شیخ کی کتاب کے حاشیہ میں بھی میں نے اسے نہیں پایا اس کا معنی بہترین معانی میں سے ہے اسے نابغہ کے قول کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔

وَ اَكْسٰى لِبُرْدِ الْخَالِ قَبْلَ اِبْتِذَالِهٖ   وَ اَعْطٰى لِرَأْسِ السَّابِقِ الْمُتَجَرِّدِ

یمن کی بہترین چادر پہنانے والا ہو استعمال کرنے سے قبل اور سبقت لے جانے والا عمدہ گھوڑا اعطا کرنے والا۔

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ مُدْرِكِیْ   وَ اَنَّ وَعِيْدًا مِنْكَ كَالْاَخْذِ بِالْيَدِ

یارسول اللہ ﷺ جان لیں آپ مجھے پانے والے ہیں اور آپ کی دھمکی ایسی ہے جیسے ہاتھ سے پکڑنا۔

تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ قَادِرٌ   عَلٰى كُلِّ صِرْمٍ مُتْهِمِيْنَ وَ مُنْجِدِ

یارسول اللہ ﷺ جان لیں آپ قادر ہیں ہر اس گھر پر جو پست جگہ میں ہے یا بلند جگہ میں ہے۔

تَعَلَّمْ بِاَنَّ الرَّكْبَ رَكْبَ عُوَيْمِرٍ   هُمُ الْكَاذِبُوْنَ الْمُخْلِفُوْ كُلِّ مَوْعِدِ

جان لیں کہ عویمر کی جماعت وہ جماعت ہے جو جھوٹے ہیں اور اپنا ہر وعدہ توڑنے والے ہیں

وَ نَبُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّیْ هَجَوْتُهٗ   فَلَا حَمَلَتْ سَوْطِیْ اِلَیَّ يَدِیْ

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں نے ان کی ہجو کی ہے تو پھر میرا ہاتھ مجھ پر ہی میرا

فَاِنَّكَ كَاللَّيْلِ الَّذِیْ هُوَ مُدْرِكِیْ   وَ اِنْ خِلْتُ اَنَّ الْمُنْتَاٰی عَنْكَ وَاسِعٌ

تو رات کی طرح ہے مجھے احاطہ میں لئے ہوئے ہے اگرچہ میں گمان کرتا ہوں کہ آپ سے دوری بہت وسیع ہے۔

خَطَا طِيْفُ حُجْنٍ فِیْ حِبَالٍ مَتِيْنَةٍ   تُمَدُّ بِهَا اَيْدٍ اِلَيْكَ نَوَازِعُ

مضبوط پہاڑوں میں ٹیڑھے ناخنوں والا شکرہ تیری طرف اچک لے جانے والے ہاتھ بڑھا رہا ہے۔

پہلا حصہ نابغہ کے پہلے شعر کی طرح اور دوسرا حصہ دوسرے شعر کی طرح ہے لیکن اس سے زیادہ خوبصورت اور مختصر ہے، نابغہ کے شعر میں (کاللیل) تشبیہ کا حسن ہے جو دیلی کے شعر میں نہیں مگر نبی کریم ﷺ میں اس قسم کی تشبیہ قبیح ہے کیونکہ آپ کی ذات تو نور اور ہدایت ہے اسے رات کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جاتی مگر نابغہ کے قول میں کاللیل کے الفاظ اچھے ہیں، نابغہ نے کالصبح کے الفاظ نہیں کہے کیونکہ رات کے خطرات سے ڈرا جاتا ہے جبکہ دن سے اس قدر نہیں ڈرا جاتا۔ بعض اندلسی علماء نے یہ معنی لیا ہے اس نے ابن عباد سے بھاگتے ہوئے کہا۔

عصا نہ اٹھائے۔

سِوٰی اَنَّنِیْ قَدْ قُلْتُ وَیْلَ اُمِّ فِتْیَۃٍ　　اُصِیْبُوْا بِنَحْسٍ لَا بِطَلْقٍ وَ اَسْعُدِ

سوائے اس کے کہ میں نے کہا ان نو جوانوں کی ماؤں پر افسوس ہے جو بد بختی میں مارے گئے جس میں کوئی خوش بختی نہ تھی۔

اَصَابَھُمْ مَنْ لَّوْ یَکُنْ لِدِمَائِھِمْ　　کِفَاءً فَعَزَّتْ عِبْرَتِیْ وَ تَبَلُّدِیْ

ان نو جوانوں کو ان لوگوں نے مارا جو ان کے خون بہا کے برابر نہیں پس میرے آنسو اور میری کم عقلی دم بخود رہ گئی۔

فَاِنَّكَ قَدْ اَخْفَرْتَ اِنْ کُنْتَ سَاعِیًا　　بِعَبْدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنَةِ مَھْوَدِ

بے شک آپ نے وعدہ توڑا اگر آپ اس لئے کوشاں تھے کہ عبد بن عبد اللہ، مہود کی بیٹی

ذُؤَیْبٌ وَ کُلْثُوْ وَ سَلْمٰی تَتَابَعُوْا　　جَمِیْعًا فَاِلَّا تَدْمَعِ الْعَیْنُ اَکْمَدِ

ذویب، کلثوم اور سلمٰی سب کو لگا تار مارا جائے اگر ان پر آنکھ آنسو نہیں بہائے گی تو غم تو ضرور ہو گا۔

وَ سَلْمٰی وَ سَلْمٰی لَیْسَ حَیٌّ کَمِثْلِہٖ　　وَ اِخْوَتِہٖ وَ ھَلْ مُلُوْكٌ کَاَعْبُدِ

سلمٰی وہ سلمٰی ہے زندہ انسانوں میں سے کوئی اس کا اور اس کے بھائیوں کا ہم پلہ نہیں کیا

کَاَنَّ بِلَادَ اللّٰهِ وَ ھِیَ عَرِیْضَۃٌ　　تَشُدُّ بِاَقْصَاھَا عَلَیَّ الْاَنَامِلَا

گویا اللہ کے ملک تمام کے تمام میرے پوروں پر لپیٹ دیئے گئے ہیں جبکہ وہ بہت وسیع و عریض ہیں۔

فَاَیْنَ مَفَرُّ الْمَرْءِ عَنْكَ بِنَفْسِہٖ　　اِذَا کَانَ یَطْوِیْ فِیْ یَدَیْكَ الْمَرَاحِلَا

ایک آدمی تجھ سے کیسے بھاگ سکتا ہے جبکہ تمام مراحل تیرے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہیں۔

یہ قدماء سے معنی ماخوذ ہے طبری نے روایت کیا ہے کہ منوشہر بن اہرج بن افریدون بن اثفیان جس کے زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا نے اپنے طویل خطبہ میں کہا اس کے سر پر تاج رکھا جا رہا تھا۔ اے لوگو! مخلوق خالق کے لئے ہے، شکر منعم کے لئے ہے، اطاعت طاقت ور کے سامنے ضروری ہے، مخلوق سے بڑھ کر کوئی کمزور نہیں، وہ طالب ہو یا مطلوب، طالب سے بڑھ کر کوئی قوی نہیں جب مطلوب اس کے ہاتھ میں ہو مطلوب سے بڑھ کر کوئی عاجز نہیں جبکہ مطلوب طالب کے ہاتھ میں ہو۔

بادشاہ غلاموں جیسے ہو سکتے ہیں؟

فَاِنِّیْ لَا دِیْنًا فَتَقْتُ وَ لَا دَمًا هَرَقْتُ تَبَیَّنْ عَالِمَ الْحَقِّ وَاقْصُلِ

میں نے دین کا پردہ چاک نہیں کیا اور نہ ہی میں نے خون بہایا ہے حقیقت کو توجہ سے دیکھئے اور عمل کیجئے۔

بدیل کے اشعار جو اس نے ابن زنیم کے رد میں کہے

بَکَی اَنَسُ رَزْنًا فَاَعْوَلَهُ الْبُکَاءُ فَالَّا عَدِیًا اِذْ تُطَلُّ وَ تَبْعُدُ

انس رزن پر رویا اور خوب چیخ و پکار کی وہ عدی پر کیوں نہیں رویا جبکہ اس کا خون بہا رائیگاں جا رہا ہے۔

بَکَیْتَ اَبَا عَبْسٍ لِقُرْبِ دِمَائِهَا فَتُعْذِرَ اِذْ لَا یُوْقِدُ الْحَرْبَ مُوْقِدُ

تو ابو عبس پر رویا کیونکہ ان کے خون بہا میں تو قریبی رشتہ رکھتا ہے، اب تو عذر پیش کرتا ہے کیونکہ اب آگ بھڑکانے والا کوئی نہیں۔

اَصَابَهُمْ یَوْمَ الْخَنَادِمِ فِتْیَةٌ کِرَامٌ فَسَلْ مِنْهُمْ نُفَیْلٌ وَ مَعْبَدُ

جنگ خنادم (مکہ مکرمہ کے قریب پہاڑ) انہیں ایسے نوجوانوں نے مارا جو معزز تھے ان کے بارے میں پوچھ ان میں نفیل اور معبد تھے۔

هُنَالِكَ اِنْ تَسْفَحْ دُمُوْعَكَ لَاتُلَمْ عَلَیْهِمْ اَوْ اِنْ لَمْ تَدْمَعِ الْعَیْنُ فَاکْمَدُوْا

وہاں اگر تیرے آنسو بہیں تو تم پر ملامت نہیں کی جائے گی اور اگر تیری آنکھ آنسو نہ بہائے تو غم و دکھ کا اظہار تو ضرور کرے گی۔

ابن ہشام نے کہا یہ اشعار اس کے قصیدہ کے ہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر بجیر کے اشعار

نَفَی اَهْلَ الْحَبَلَّقِ کُلَّ فَجٍّ مُزَیْنَةُ غُدْوَةً وَ بَنُوْ خُفَافٍ

بکریوں کا گلہ لے کر چلنے والوں کو ہر راستہ سے روک لیا صبح کے وقت بنو مزینہ اور بنو خفاف

بجیر بن زہیر کے اشعار

بجیر نے کہا۔

نَفَی اَهْلَ الْحَبَلَّقِ کُلَّ فَجٍّ مُزَیْنَةُ غُدْوَةً وَ بَنُوْ خُفَافٍ

نے۔

ضَرَبْنَاهُمْ بِمَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِ النَّبِيِّ الْخَيْرِ بِالْبِيضِ الْخِفَافِ

جس روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ فتح کیا ہم نے مکہ مکرمہ میں انہیں سفید ہلکی تلواروں سے انہیں مارا۔

صَبَحْنَاهُمْ بِسَبْعٍ مِنْ سُلَيْمٍ وَ أَلْفٍ مِّنْ بَنِي عُثْمَانَ وَافِ

ہم نے صبح صبح ہی ان پر حملہ کر دیا بنو سلیم کے سات سو افراد بنو عثمان کے پورے ایک ہزار افراد کے ساتھ۔

نَطَا أَكْتَافَهُمْ ضَرْبًا وَطَعْنًا وَ رَشْقًا بِالْمُرَيَّشَةِ اللِّطَافِ

ہم ان کے کندھوں پر تلواروں، نیزوں اور ہلکے پروں والے تیروں کے زخم لگا رہے تھے۔

تَرَى بَيْنَ الصُّفُوفِ لَهَا حَفِيفًا كَمَا انْصَاعَ الْفُوَاقُ مِنَ الرِّصَافِ

ہم صفوں میں ان تیروں کے چلنے کی آواز محسوس کر رہے تھے جیسے پر والا تیر سوفار پٹی سے نکل گیا ہو۔

فَرُحْنَا وَالْجِيَادُ تَجُولُ فِيهِمْ بِأَرْمَاحٍ مُقَوَّمَةِ الثِّقَافِ

پس ہم گئے جبکہ ہمارے عمدہ گھوڑے ان میں گھوم رہے تھے ایسے نیزوں کے ساتھ جن کو ثقاف (نیزہ سیدھا کرنے والا آلہ) کی مدد سے سیدھا کیا گیا تھا۔

فَأُبْنَا غَانِمِينَ بِمَا اشْتَهَيْنَا وَآبُوا نَادِمِينَ عَلَى الْخِلَافِ

ہم مالِ غنیمت لے کر واپس ہوئے جیسے ہم نے چاہا اور وہ وعدہ خلافی پر ندامت کرتے

الحبلق یہ علاقہ ہے جہاں مزینہ اور قیس کے قبائل رہتے تھے، حبلق کا معنی چھوٹی بھیڑ بکریاں ہیں۔ شائد اہل الحبلق سے مراد اس نے چرواہے لئے ہیں، بنو عثمان بنو مزینہ ہی ہیں، یہ بنو عثمان بن لاطم بن اد بن طابخہ ہیں، مزینہ ان کی ماں تھی یہ کلب بن وبرۃ بن تغلب بن حلوان بن حاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی، اس کی بہن حواب تھی جس کی وجہ سے ماء الحواب معروف ہوا جس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔ لغت میں حوأب کا معنی بہت بڑا پیالہ ہے، بنو خفاف بنو سلیم کی ایک شاخ تھی، شاعر کا قول۔

ضَرَبْنَاهُمْ بِمَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِ النَّبِيِّ الْخَيْرِ بِالْبِيضِ الْخِفَافِ

اس شعر میں مداخلت ہے، مداخلت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شعر کا پہلا حصہ دوسرے حصے کے کلمہ

ہوئے واپس لوٹے۔

وَ اَعطَینَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَّا مَوَاثِقَنَا عَلٰی حُسْنِ التَّصَافِیْ

ہم نے رسول اللہ ﷺ کو عطا کیے جو ہمیں میں سے ہیں اپنے پختہ وعدے انتہائی خلوص کے ساتھ۔

وَ قَدْ سَمِعُوْا مَقَالَتَنَا فَهَمُّوْا غَدَاةَ الرَّوْعِ مِنَّا بِانْصِرَافِ

انہوں نے ہماری گفتگو سنی تو انہوں نے ارادہ کرلیا جنگ کی صبح کہ ہم سے دور چلے جائیں۔

فتح مکہ کے بارے میں ابن مرداس کے اشعار

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن مرداس سلمی نے فتح مکہ کے بارے میں کہا۔

مِنَّا بِمَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِ مُحَمَّدٍ اَلْفٌ تَسِيْلُ بِهِ الْبِطَاحُ مُسَوَّمُ

جس روز حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو ہمارے ایک ہزار نشان زدہ جنگجوؤں کے ساتھ بطحاء وادی بہہ رہی تھی۔

نَصَرُوْا الرَّسُوْلَ وَ شَاهَدُوْا اَيَّامَهٗ وَ شِعَارُهُمْ يَوْمَ اللِّقَاءِ مُقَدَّمُ

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی اور آپ کے زمانہ کو دیکھا اور جنگ کے روز ان کی پہچان آگے آگے رہنا تھا۔

فِيْ مَنْزِلٍ ثَبَتَتْ بِهٖ اَقْدَامُهُمْ ضَنْكٍ كَاَنَّ الْهَامَ فِيْهِ الْحَنْتَمُ

میں جا کر ختم ہو، یہ شعراء کے نزدیک عیب ہے تاہم خفیف اور مفرح (1) میں یہ جائز ہے، یہاں خیر کا معنی ذوالخیر ہے یہ بھی جائز ہے کہ یہ خیر ہو اور اس میں تخفیف کردی گئی ہو جس طرح ھَیِّن اور ھَیْن پڑھتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۔ (الرحمٰن: ۷۰)

شاعر کا قول۔ کَمَا اِنْصَاعَ الْفُوَاقُ مِنَ الرِّصَافِ

انصاع یعنی ذہب وہ چلا گیا، الرصاف ایسا پٹھا جو تیر کے سرے پر لپیٹا جاتا ہے یہاں فواق سے مراد فوق ہے یہ غریب ہے۔

صاحب العین نے فواق کا معنی سینے کی آواز ذکر کیا ہے کیونکہ وہ واوی ہے۔ ابن اعرابی کے قول میں وہ ہمزہ کے ساتھ ہے۔

1۔ یہ ایک بحر ہے جسے بحر ہزج کہتے ہیں۔

تنگ جگہ میں ان کے قدم جم جاتے ہیں اس جگہ میں کھوپڑیاں گویا رنگ دار گھڑے ہیں۔

جَرَّتْ سَنَابِکَهَا بِنَجْدٍ قَبْلَهَا حَتّٰی اسْتَقَادَ لها الْحِجَازُ الْاَدْهَمُ

اس سے قبل یہ قدم نجد میں بھی پہنچے تھے یہاں تک کہ سیاہ حجاز نے بھی انہیں اپنی طرف کھینچ لیا۔

اَللّٰهُ مَکَّنَهٗ لَهٗ وَ اَذَلَّهٗ حُکْمُ السُّیُوْفِ لَنَا وَجَدٌّ مِزْحَمُ

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ پر آپ کو اقتدار عطا فرمایا اور ہمارے لئے اسے مسخر کر دیا ہے تلواروں کے فیصلے اور بہت زبردست کوشش نے۔

عَوْدُ الرِّیَاسَةِ شَامِخٌ عِرْنِیْنُهٗ مُتَطَلِّعٌ ثِغْرُ الْمَکَارِمِ خِضْرِمُ

وہ سرداری کے سزاوار ہیں عزت و شرف بلند ہے بزرگی کے تمام مقامات پر فائز ہیں بہت ہی زیادہ سخی ہیں۔

حضرت عباس بن مرداس کا اسلام قبول کرنا

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بعض علماء شعر نے مجھے عباس بن مرداس کے اسلام لانے کا ذکر کیا ہے اس کا واقعہ یوں ہے کہ اس کے باپ مرداس کا ایک بت تھا جس کی وہ پوجا کرتا، وہ ایک پتھر تھا جس کو ضمار کہتے جب مرداس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے عباس سے کہا اے بیٹے ضمار کی عبادت کرو کیونکہ یہ تجھے نفع اور نقصان پہنچاتا ہے۔ ایک روز عباس ضمار کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے ضمار کے اندر سے ایک ندا کرنے والے کی آواز سنی۔

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَیْمٍ کُلِّهَا اَوْدٰی ضِمَارُ وَ عَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ

عباس بن مرداس اور جنہوں نے شراب کو حرام قرار دیا

حضرت مولف نے عباس بن مرداس کا ذکر کیا ہے اس کی کنیت ابوالفضل تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے اس کی کنیت ابوالہیثم تھی، اس کی اولاد میں سے عبدالملک بن حبیب تھے جو اندلس کے فقیہ تھے، اس کا نسب یوں ہے۔ عباس بن مرداس بن ابی عامر بن جاریہ بن عبد بن عباس بن رفاعہ بن حارث بن بہثہ بن سلیم سلمی۔ اس کا والد حرب بن امیہ کا حاجب تھا۔ مشہور خبر کے مطابق جس نے ان دونوں کو قتل کر دیا، عباس ان لوگوں میں سے تھا جس نے دور جاہلیت میں شراب اپنے اوپر حرام کر لی تھی۔ اسلام لانے سے قبل حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور قیس بن عاصم نے بھی اپنے اوپر شراب حرام قرار دی تھی۔ ان لوگوں سے قبل عبدالمطلب بن ہاشم، ورقہ بن نوفل، عبداللہ بن جدعان،

بنوسلیم کے تمام قبائل کو کہہ دو ضمار ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد کو نئی زندگی مل گئی۔

إِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰی بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُهْتَدِیْ

بے شک وہ ہستی نبوت و ہدایات کی مالک تھی۔ حضرت عیسیٰ بن مریم کے بعد وہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔

اَوْدٰی ضَمَارِ وَ کَانَ یُعْبَدُ مَرَّةً قَبْلَ الْکِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

ضمار ہلاک ہو گیا جبکہ کبھی اس کی عبادت کی جاتی تھی جبکہ ابھی حضور ﷺ کی طرف کتاب نازل نہ ہوئی تھی۔

عباس نے ضمار کو جلا دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

فتح مکہ کے موقع پر جعدہ کے اشعار

ابن ہشام نے کہا جعدہ بن عبداللہ خزاعی نے فتح مکہ کے روز کہا۔

اَکَعْبَ بْنَ عَمْرٍو دَعْوَةً غَیْرَ بَاطِلٍ لَحِیْنٍ لَهُ یَوْمَ الْحَدِیْدِ مُتَاحُ

کیا میں کعب بن عمرو کو غلط دعوت دے رہا ہوں یوم حدید کو اس کے لئے موت مقدر ہو چکی

شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ نے بھی اپنے اوپر شراب حرام قرار دی تھی۔ دور جاہلیت کے قدیم لوگوں میں سے عامر بن ظرب عدوانی بھی ان لوگوں میں سے ہے۔

عباس کے اسلام لانے کے بارے میں یہ ذکر کیا کہ اس نے اس بت کے اندر سے وہ آواز سنی جس بت کی وہ عبادت کیا کرتا تھا، وہ بت ضمار تھا یہ راء کے کسرہ کے ساتھ ہے جس طرح حذام اور رقاشِ اس وزن پر مونث کے اسماء ہی آتے ہیں، وہ اپنے بتوں کو مونث کہہ کر پکارتے جس طرح لات، عزیٰ، مناۃ کیونکہ وہ فرشتوں کے بارے میں یہ خبیث اعتقاد رکھتے تھے کہ فرشتے بیٹیاں ہیں۔ ضمار یہ اہل حجاز کی لغت ہے، بنو تمیم کی لغت میں یہ مبنی بر کسرہ اس لئے ہے کیونکہ اس کے آخر میں راء ہے اگر اس کے آخر میں راء نہ ہو جس طرح حذام اور رقاش تو اہل حجاز کی لغت میں یہ مبنی ہے اور دوسروں کی لغت میں یہ معرب ہے، سیبویہ نے یہی کہا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے عباس کے اسلام لانے کے سبب کے بارے میں ایک روایت ذکر کی ہے جس نے اسے اپنے راویوں کے ساتھ زہری سے وہ عبدالرحمٰن بن انس سلمانی سے وہ عباس بن مرداس سے روایت کرتا ہے کہ وہ دوپہر کے وقت اپنی اونٹنیوں کے درمیان تھا کہ ایک سفید شتر مرغ اوپر سے آیا جس پر ایک سوار تھا جس نے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے تھے اس سوار آدمی نے مجھ سے کہا اے عباس

ہے۔

اُتِیحَتْ لَہٗ مِنْ اَرْضِہٖ وَ سَمَائِہٖ لِتَقْتُلَہٗ لَیْلًا بِغَیْرِ سِلَاحِ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آسمان نے اپنے نگہبانوں کو روک لیا ہے اور جنگ نے اپنی سانسوں کو پی لیا ہے اور گھوڑوں نے اپنے ٹاٹوں کو اتار پھینکا ہے وہ ذات جس پر نیکی اور تقویٰ پیر کے روز اور منگل کی رات اتری، وہ قصواء اونٹنی والا ہے تو عباس نے کہا میں گھبرا کر باہر نکلا جو میں نے دیکھا تھا اس سے خوفزدہ ہو چکا تھا میں بھاگا یہاں تک کہ میں اپنے بت کے پاس آیا جسے ضمار کہتے، ہم اس کی عبادت کرتے تھے اور اس کے اندر سے ہمارے ساتھ گفتگو ہوتی، میں نے اس کے ارد گرد کو صاف کیا پھر میں نے اسے پونچھا کیا پاتا ہوں کہ اس کے اندر سے کوئی آواز آ رہی ہے اور مذکورہ اشعار سنائی دیئے۔ تو میں گھبرا کر وہاں سے نکلا اور اپنی قوم کے پاس آیا، میں نے تمام قصہ انہیں بیان کیا اور سب بات بتائی پھر میں بنی جاریہ کے تین سو افراد کے ساتھ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم مسجد میں داخل ہوئے نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھا آپ مسکرائے اور کہا اے عباس تو کیسے مسلمان ہوا میں نے تمام قصہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچی بات کی پھر میں اور میری قوم مسلمان ہو گئی۔

جعدہ کے اشعار

حضرت مولف نے جعدہ خزاعی کے اشعار میں غزال کا ذکر کیا ہے یہ ایک راستے کا نام ہے اور غیر منصرف ہے کثیر نے اپنے مشہور قصیدہ میں غزال کا ذکر کیا ہے۔

اُنَادِیْكَ مَا حَجَّ الْحَجِیْجُ وَکَبَّرَتْ بِفَیْفَا غَزَالٍ رُفْقَةٌ وَاَهَلَّتْ

جب حاجی حج کریں گے تو میں تجھے ندا دوں گا اور فیفا غزال میں جماعت اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہے گی۔

اسی طرح لفت جگہ کا نام ہے۔ لفت کے بارے میں صعقل بن خویلد کہتا ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا خَشِیْتُ وَ قَدْ بَلَغْنَا جِبَالَ الْجَوْزِ مِنْ بَلَدِ تَهَامِ

تیری زندگی کی قسم مجھے کوئی ڈر نہ تھا جبکہ ہم تہام کے ملک میں جوز کے پہاڑوں تک جا پہنچے تھے۔

نَزِیْعًا مُحْلِبًا مِنْ اَهْلِ لَفْتٍ لِحَیٍّ بَیْنَ اَثْلَةَ وَالنِّجَامِ

اس حال میں کہ میں اجنبی تھا اور لفت کے رہنے والوں کے جانوروں کا دودھ دھونے والا تھا اس قبیلہ کا جو اثلہ اور نجام کے درمیان ہے۔

دوسرا شعر باب الہجرۃ میں پہلے گزر چکا ہے۔

اس کے لئے مقدر ہو چکی ہے اس کی زمین اور آسمان کی جانب سے تا کہ تو اسے رات کے وقت بغیر اسلحہ کے قتل کر دے۔

وَ نَحْنُ الْاُلٰی سَدَّتْ غَزَالَ خُیُوْلُنَا　وَ لِفْتًا سَدَدْنَاہُ وَ فَجَّ طِلَاحِ

ہم وہ ہیں جن کے گھوڑوں نے غزال کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ لفت کے راستے بند کر دیئے اور طلاح کے کھلے راستوں کو بھی۔

خَطَرْنَا وَرَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ بِجَحْفَلٍ　ذَوِیْ عَضُدٍ مِّنْ خَیْلِنَا وَ رِمَاحِ

ہم نے مسلمانوں کے پیچھے بڑے لشکر کو متحرک کیا ہے بڑے مضبوط بازوؤں والے سوار اور بے شمار نیزے ہیں۔

فتح مکہ کے بارے میں بجید کے اشعار

بجید بن عمران خزاعی نے کہا۔

وَ قَدْ اَنْشَأَ اللّٰہُ السَّحَابَ بِنَصْرِنَا　رُکَامَ سَحَابِ الْھَیْدَبِ الْمُتَرَاکِبِ

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کے لئے بادل پیدا کیے ہیں جو تہہ در تہہ ہیں اور زمین کے قریب ہیں۔

وَ ھِجْرَتُنَا فِیْ اَرْضِنَا عِنْدَنَا بِھَا　کِتَابٌ اَتٰی مِنْ خَیْرِ مُمْلٍ وَّ کَاتِبِ

اور (اللہ تعالیٰ نے) ہماری ہجرت ہماری زمین میں مقدر کی جہاں ہمارے پاس کتاب آئی بہترین املاء کرانے والے اور کاتب کے ذریعے۔

وَ مِنْ اَجْلِنَا حَلَّتْ بِمَکَّۃَ حُرْمَۃٌ　لِنُدْرِکَ ثَارًا بِالسُّیُوْفِ الْقَوَاضِبِ

ہماری وجہ سے مکہ مکرمہ کی حرمت حلال کی گئی تا کہ ہم خون بہا وصول کر لیں کاٹنے والی تلواروں کے ساتھ۔

فتح مکہ کے بعد حضرت خالد بن ولید کا بنی جزیمہ کی طرف جانا اور حضرت خالد کی غلطی کی تلافی کے لئے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا جانا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ کے ارد گرد علاقوں میں چھوٹے

حضرت خالد بن ولید کا بنی جزیمہ پر حملہ کرنا

حضرت مولف نے بنی جزیمہ کی طرف حضرت خالد کی لشکر کشی کا ذکر کیا ہے۔ یہ غزوہ غمیط کے نام

چھوٹے لشکر بھیجے تا کہ وہ ان قبائل کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلائیں تاہم انہیں جنگ کرنے کا حکم نہ دیا، انہیں لشکروں میں سے ایک میں حضرت خالد بن ولید بھی تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ تہامہ کے نشیبی علاقہ میں جائیں اور لوگوں کو دعوتِ حق دیں، جنگ کرنے کے لئے نہ بھیجا، حضرت خالد نے بنو جزیمہ پر حملہ کر دیا اور کئی آدمی مار ڈالے۔ ابن ہشام نے کہا عباس بن مرداس سلمی نے اس بارے میں کہا۔

فَاِنْ تَكُ قَدْ اَمَّرْتَ فِي الْقَوْمِ خَالِدًا وَ قَدَّمْتَهٗ فَاِنَّهٗ قَدْ تَقَدَّمَا

اگر تم نے قوم پر خالد کو امیر بنایا ہے اور اسے آگے بھیجا ہے بے شک وہ آگے گیا ہے۔

بِجُنْدٍ هَدَاهُ اللّٰهُ اَنْتَ اَمِيْرُهٗ نُصِيْبُ بِهٖ فِي الْحَقِّ مَنْ كَانَ اَظْلَمَ

ایسے لشکر کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی جس لشکر کے آپ امیر ہیں ہم اس لشکر کے ساتھ انہیں نیست و نابود کرتے ہیں جو حق کے معاملہ میں تاریکی میں ہیں۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ دونوں شعر اس کے اس قصیدہ کے ہیں جو انہوں نے غزوہ حنین کے موقعہ پر کہا تھا۔ میں انشاء اللہ اس کا ذکر اس کے موقع و محل پر کروں گا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابو جعفر محمد بن علی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید کو بھیجا تا کہ لوگوں کو دعوت دے، آپ نے حضرت خالد کو جنگ کرنے کے لئے نہیں بھیجا تھا، حضرت خالد کے ساتھ عرب قبائل میں سے بنو سلیم بن منصور اور بنو مدلج بن مرہ تھے، وہ بنی جزیمہ بن عامر بن عبد مناہ بن کنانہ کے علاقہ میں داخل ہو گئے جب بنو جزیمہ نے حضرت خالد کو دیکھا تو انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا، حضرت خالد نے انہیں کہا اسلحہ رکھ دو لوگ تو اطاعت اختیار کر چکے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے بنی جزیمہ میں سے ایک عالم نے بتایا جب حضرت خالد نے ہمیں اسلحہ رکھنے کا حکم دیا تو ہم میں سے ایک آدمی نے کہا جس کا نام جحدم تھا۔ اے بنی جذیمہ تم پر افسوس اللہ کی قسم یہ خالد ہے اسلحہ رکھنے کے بعد قید ہے اور قید کے بعد گردن اڑانا ہے، اللہ کی قسم میں اسلحہ نہیں رکھوں گا تو جحدم کی قوم کے کچھ لوگوں نے اسے پکڑ لیا کہا اے جحدم کیا تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ تو ہمارے خون بہائے۔ لوگ تو اطاعت اختیار کر چکے ہیں، انہوں نے اسلحہ رکھ دیا ہے جنگ ختم ہو چکی، لوگ امن میں ہو گئے ہیں، لوگ لگاتار اس کے پیچھے پڑے رہے یہاں تک

سے معروف ہے۔ یہ بنی جزیمہ کے ایک چشمہ کا نام ہے۔

کہ انہوں نے اسلحہ لے لیا۔قوم نے حضرت خالد کے کہنے پر اپنا اسلحہ رکھ دیا۔

حضرت خالد کے عمل سے حضور ﷺ کی برأت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے حکیم بن حزام نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت نقل کی ہے جب لوگوں نے اسلحہ رکھ دیا حضرت خالد نے ان کے بارے میں حکم دیا تو ان کی مشکیں کس دی گئیں پھر ان پر تلوار چلائی گئی تو ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے پھر یوں دعا کی اے اللہ خالد بن ولید نے جو کیا ہے میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ایک اہل علم نے بیان کیا کہ ابراہیم بن محمودی سے روایت بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا گویا میں حلوہ کا ایک لقمہ لیتا ہوں، اس کے ذائقے کو بڑا لذیذ پاتا ہوں جب میں اسے نگلتا ہوں تو کوئی چیز میرے حلق میں اٹک جاتی ہے، حضرت علی اپنا ہاتھ داخل کرتے ہیں تو اسے باہر نکال دیتے ہیں، حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ وہ چھوٹے لشکر ہیں جنہیں آپ بھیج رہے ہیں، آپ کے پاس ان کی طرف سے کچھ ایسی خبریں آتی ہیں جنہیں آپ پسند کرتے ہیں جبکہ بعض میں قابل اعتراض خبریں ہیں، آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجیں گے جو معاملہ کو خوشگوار بنا دیں گے۔

ابن ہشام نے کہا ہے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ قوم میں سے ایک آدمی چپکے سے نکلا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا کسی نے اس (خالد) کے طرزِ عمل کو ناپسند بھی کیا تھا تو اس نے عرض کی ہاں ایک سفید رنگ، درمیانہ قد والے آدمی نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا، خالد نے چیخ کر اسے روکا تو وہ خاموش ہو گیا ایک دوسرے آدمی جس کا قد طویل تھا اس عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا خالد نے اس سے جھگڑا کیا دونوں میں سخت کلامی ہوئی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جہاں تک پہلے آدمی کا تعلق ہے وہ میرا بیٹا عبداللہ اور دوسرا سالم، ابو حذیفہ کا غلام ہے۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی شیر خدا کو بلایا فرمایا اے علی اس قوم کے پاس جاؤ ان کا معاملہ دیکھو، دورِ جاہلیت کو اپنے قدموں کے نیچے رکھو۔ حضرت علی چلے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے، آپ کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا، حضرت علی نے انہیں دیت دی اور جو مال ان

کے ضائع ہوئے تھے ان کا بدلہ عطا فرمایا یہاں تک کہ کتے کا برتن بھی ادا کیا۔ جب دیت اور مال کی ادائیگی میں سے کوئی چیز نہ رہی مگر آپ نے ادا کر دی، آپ کے پاس کچھ مال بچ گیا جب ان کے حقوق ادا کرنے سے فارغ ہو گئے کہا کوئی ایسا شخص ہے جسے دیت یا ضائع شدہ مال کا بدلہ نہ ملا ہو، سب نے کہا کوئی نہیں بچا فرمایا میں باقی ماندہ مال بھی تمہارے حوالے کرتا ہوں، یہ بطورِ احتیاط ہے جو رسول اللہ ﷺ تو جانتے ہیں لیکن تم نہیں جانتے آپ نے وہ مال ان کے حوالے کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے اور تمام واقعہ بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے صحیح کیا اور بہت اچھا کیا پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے قبلہ شریف کی طرف منہ کیا ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ آپ کے کندھوں کے نیچے سے سفیدی کو دیکھا جا سکتا تھا۔ آپ یوں دعا کر رہے تھے، اے اللہ خالد بن ولید نے جو کیا ہے میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

حضرت خالد بن ولید کی طرف سے عذر خواہی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بعض وہ لوگ جو حضرت خالد بن ولید کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے بنو جزیمہ سے اس وقت تک جنگ نہ کی یہاں تک کہ عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کہا ہے، عبداللہ نے یہ کہا رسول اللہ ﷺ نے تجھے حکم دیا تھا کہ وہ اسلام نہیں لائے اس لئے تم ان سے جنگ کرو۔

ابن ہشام نے کہا ابو عمرو مدنی نے کہا جب حضرت خالد بنو جزیمہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا تھا۔ صَبَأْنَا صَبَأْنَا، ہم صابی ہو گئے ہم صابی ہو گئے۔

حضرت خالد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان گفتگو

ابن اسحاق نے کہا جب بنو جزیمہ نے اسلحہ رکھ دیا اور حضرت خالد نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اسے جحدم نے دیکھا تو کہا اے بنو جزیمہ وار ضائع چلا گیا جس مصیبت میں تم پڑے ہو میں نے اس سے تمہیں خبردار کیا تھا۔

مجھے یہ خبر پہنچی ہے اس حادثہ کے متعلق حضرت خالد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان تکرار ہوئی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت خالد سے فرمایا تم نے دورِ اسلام میں دورِ جاہلیت کا کام کیا ہے تو حضرت خالد نے کہا میں نے تو تیرے باپ کا انتقام لیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے میں نے اپنے والد کے قاتل کو خود قتل کیا تھا بلکہ تم

نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا بدلہ لیا ہے یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان رنجش پیدا ہوگئی، یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے خالد تیزی نہ کرو میرے صحابہ کو چھوڑ دو، اللہ کی قسم اگر تیرے پاس سونے کا پہاڑ ہو جسے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو تب بھی میرے صحابہ کی ایک صبح اور ایک شام کے جہاد کو نہیں پا سکتا۔

قریش اور بنی جزیمہ کے درمیان جھگڑا

فاکہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، عوف بن عبد مناف بن عبدالحارث بن زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس یمن کی طرف تجارت کی غرض سے نکلے، عفان کے ساتھ اس کا بیٹا حضرت عثمان، عوف کے ساتھ اس کا بیٹا حضرت عبدالرحمٰن بھی تھا جب وہ آئے تو بنو جزیمہ بن عامر کا مال بھی وارثوں کے لئے ساتھ لائے جو یمن میں مر گیا تھا تو بنو جزیمہ کے ایک آدمی نے اس مال پر دعویٰ کیا جسے خالد بن ہشام کہا جاتا، یہ بنو جزیمہ کے علاقہ میں ہی ان قریشیوں کو ملا تھا ابھی تک یہ لوگ اس مرنے والے کے گھر تک نہیں پہنچے تھے، خالد بن ہشام نے اپنی قوم کے افراد کے ساتھ مال کی وجہ سے جھگڑا کیا تا کہ وہ مال لے لے اور ان سے جنگ شروع کر دی، اسی موقع پر عوف بن عبد مناف اور فاکہ بن مغیرہ مارے گئے، عفان بن ابی العاص اور اس کا بیٹا حضرت عثمان بچ نکلے، بنو جزیمہ کے لوگوں نے فاکہ بن مغیرہ اور عوف بن عبد مناف کا مال لے لیا اور چلے گئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کر دیا جس نے عوف کو قتل کیا تھا، قریش نے بنو جزیمہ پر حملہ کا ارادہ کیا، بنو جزیمہ نے کہا ہمارے قبیلہ کے لوگوں نے تمہارے افراد کو نہیں مارا ایک قوم نے ناواقفی کی بنا پر ان پر حملہ کیا ہے، انہوں نے قریش کے ان افراد کو قتل کیا جبکہ ہمیں اس کا علم نہ تھا جو قصاص یا مال ہمارے ذمہ ہے ہم اس کا بدلہ دیتے ہیں، قریش نے ان کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اس طرح جنگ ٹل گئی۔

بنو جزیمہ اور قریش کے درمیان جو معاملہ پیش آیا اس کے بارے میں سلمٰی کے اشعار یہ کہنے والا بنو جزیمہ کا کوئی فرد ہے، بعض نے کہا وہ ایک عورت ہے جس کا نام سلمٰی ہے۔

وَ لَوْ لَا مَقَالُ الْقَوْمِ لِلْقَوْمِ اَسْلِمُوْا لَلَاقَتْ سُلَيْمٌ يَوْمَ ذٰلِكَ نَاطِحًا

حضرت مولف نے ایک عورت کے اشعار کا ذکر کیا جس کا نام سلمی تھا اس میں ہے۔

وَ مُرَّةُ حَتّٰى يَتْرُكُوْا الْبَرْكَ ضَابِحًا۔ برک اونٹوں کی جماعت کو کہتے ہیں اور ماصع کا معنی باہم لڑنا اور قتال کرنا ہے اور ضابحا یہ ضبح سے مشتق ہے یہ گھوڑے اور اونٹ کی آواز کو کہتے ہیں جب

اگر دونوں طرف کے لوگوں کی یہ بات نہ ہوتی کہ انہوں نے صلح کرنے کو کہا تو اس روز ضرور بنوسلیم سینگ مارتے ہوئے ملتے۔

لَمَا صَعَهُمْ بُسْرٌ وَ اَصْحَابُ جَحْدَمٍ وَ مُرَّةُ حَتّٰی یَتْرُکُوْا الْبَرْکَ ضابحا

بنوبسر، بنوجحدم اور بنومرہ ان پر ایسی تلواریں چلاتے کہ ان کے اونٹوں کو چیختا ہوئے چھوڑ جاتے۔

فَکَاَئِنْ تَرٰی یَوْمَ الْعَمِیْصَاءِ مِنْ فَتًی اُصِیْبَ وَ لَمْ یُجْرَحْ وَ قَدْ کَانَ جَارِحًا

تو گویا تم دیکھتے یوم عمیصاء کو ایسا نوجوان جو مارا گیا وہ خود زخمی نہ ہوتا جبکہ وہ کئی افراد کو زخمی کرتا۔

اَلَظَّتْ بِخُطَّابِ الْاَیَامٰی وَطَلَّقَتْ غَدَاتَئِذٍ مِنْهُنَّ مَنْ کَانَ نَاکِحًا

یہ سرزمین اس روز بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کی طرف سے دعوت نکاح پر اصرار کرتی ان لوگوں سے جو پہلے نکاح کئے ہوئے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا اس کا قول بسر اور اَظَّتْ بخطاب ابن اسحاق سے مروی نہیں۔

ابن مرداس کے اشعار سلمٰی کے رد میں

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عباس بن مرداس نے سلمٰی کا جواب دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے نہیں بلکہ جحاف بنی حکیم سلمٰی نے کہا تھا۔

دَعِیْ عَنْکِ تَقْوَالَ الضَّلَالِ کَفٰی بِنَا لِکَبْشِ الْوَغٰی فِی الْیَوْمِ وَالْاَمْسِ نَاطِحَا

تو گمراہی کی بات کو چھوڑ دے ہمارے لئے کافی ہے جنگ کا سردار آج ہو یا کل زبردست

وہ تھک جائے۔ قرآن حکیم میں ہے (وَالْعَادِیَاتِ ضَبْحًا) ایک روایت میں ہے جو رات کے وقت گھوڑے کی آواز کو سنے تو باہر نہ نکلے کہیں اسے مصیبت نہ پہنچے، راجز نے کہا۔

نَحْنُ نَطَحْنَا هُمْ غَدَاةَ الْجَمْعَیْنِ۔ ہم نے دو لشکروں کے ملنے کے دن ان سے جنگ کی۔

بِالضَّابِحَاتِ فِیْ غُبَارِ النَّقْعَیْنِ۔ ایسے گھوڑوں کے ساتھ جو آواز نکالنے والے تھے اور سخت۔

نَطْحًا شَدِیْدًا لَا کَنَطْحِ الطَّوْرَیْنِ۔ غبار اڑ رہا تھا یہ شدید جنگ تھی باری باری وار نہیں ہو رہا تھا۔

ضبح اور ضبی یہ ضَبَحَتْ اور ضَبِیَتْ کا مصدر ہے یعنی اسے بھونا گیا، ابوحنیفہ نے کہا مضابی اور مضابح سے مراد دیگچیاں، کڑاہیاں ہیں۔

مقابلہ کرنے والا ہے۔

فَخَالِدُ اَوْلٰى بِالتَّعذُرِ مِنْكُمْ غَدَاةَ عَلٰى نَهْجًا مِنَ الْاَمْرِ وَاضِحَا

حضرت خالد اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ تمہاری طرف سے ان کے سامنے معذرت کی جائے اس روز وہ واضح راستہ پر چلے تھے۔

مُعَانًا بِاَمْرِ اللّٰهِ يُزْجِىْ اِلَيْكُمْ سَوَانِحَ لَا تَكْبُوْا لَهٗ وَ بَوَارِحَا

اس کی مدد کی گئی تھی اللہ کی جانب سے جو تمہاری طرف ایسے حادثات اور مصائب لا رہے تھے جو اچکتے نہیں۔

نَعَوْا مَالِكًا بِالسَّهْلِ لَمَّا هَبَطْنَهٗ عَوَابِسَ فِىْ كَابِىْ الْغُبَارِ كَوَالِحَا

لوگوں نے نرم زمین میں مالک کی موت کی خبر دے دی جب وہ مصائب اس پر نازل ہوئے تھے ترش رو ہو کر جنگ کے بلند غبار میں دانت نکالے ہوئے۔

فَاِنْ نَّكُ اَثْكَلْنَاكِ سَلْمٰى فَمَالِكٌ تَرَكْتُمْ عَلَيْهِ نَائِحَاتٍ وَ نَائِحَا

اے سلمٰی اگر ہم نے تجھے بچہ گم کرنے والا بنا دیا ہے تو مالک کو تم نے اس حال میں چھوڑا کہ اس پر نوحہ کرنے والیاں اور نوحہ کرنے والے تھے۔

بحاف سلمٰی کا رد کرتا ہے۔

شَهِدْنَ مَعَ النَّبِىِّ مُسَوَّمَاتٍ حُنَيْنًا وَ هِىَ دَامِيَةُ الْكِلَامِ

یہ نشان زدہ گھوڑے حضور ﷺ کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے جبکہ ان کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔

حضرت خالد نے جو کیا تھا حضرت مولف نے ذکر کیا کہ حضور ﷺ نے اس سے برأت کا اظہار کیا، یہ بعینہٖ اس کی مثل ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس وقت عرض کیا جب حضرت خالد نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا تھا اور اس کے سر کو ہنڈیا کے نیچے رکھا تھا یہاں تک کہ وہ پک گیا۔ بے شک خالد کی تلوار میں ظلم ہے، بے شک خالد کی تلوار میں ظلم ہے۔ مالک بن نویرہ مرتد ہو گیا تھا پھر اسلام قبول کیا لیکن یہ امر حضرت خالد پر ظاہر نہ ہوا، دو صحابہ نے حضرت خالد کے سامنے اس کے اسلام لانے کی شہادت دی لیکن حضرت خالد نے اسے قبول نہ کیا، اس کی بیوی سے شادی کر لی اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تھا خالد کو قتل کر دو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسا نہ کروں گا کیونکہ

وَ غَزْوَةَ خَالِدٍ شَهِدَتْ وَ جَرَّتْ سَنَابِکُهُنَّ بِالْبَلَدِ الْحَرَامِ

یہ حضرت خالد کے غزوہ میں بھی شریک ہوئے اور ان گھوڑوں نے اپنے اطراف بلد حرام میں بھی گھسیٹے تھے۔

نُعَرِّضُ لِلطِّعَانِ اِذَا الْتَقَيْنَا وُجُوْهًا لَا تُعَرَّضُ لِلطِّامِ

جب ہم جنگ کرتے ہیں تو ہم نیزہ بازی کے ذریعے پھیر دیتے ایسے چہروں کو جو طمانچوں سے نہیں پھیرے جاتے۔

وَ لَسْتُ بِخَالِعٍ عَنِّیْ ثِيَابِیْ اِذَا هَزَّ الْكُمَاةُ وَ لَا اُرَامِیْ

میں اپنے کپڑے نہیں اتارتا جب جنگجو حرکت میں ہوتے ہیں اور نہ ہی میں کسی سے جھگڑا کرتا ہوں۔

وَلٰكِنِّیْ يَجُوْلُ الْمُهْرُ تَحْتِیْ اِلَی الْعَلْوَاتِ بِالْعَضْبِ الْحُسَامِ

لیکن میرے نیچے میرا گھوڑا خوب جولانی دکھاتا ہے، مضبوط اونٹوں میں کاٹنے والی تلوار کے ساتھ۔

فتح مکہ کے موقع پر ابن ابی حدرد کا واقعہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے زہری سے انہوں نے ابن ابی حدرد اسلمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں اس روز حضرت خالد بن ولید کے گھڑ سواروں میں شامل تھا تو بنی جزیمہ کے ایک نوجوان نے مجھ سے کہا جبکہ وہ میرا ہم عمر تھا جبکہ اس

اس نے اجتہاد کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی خالد کو منصب سے معزول کر دو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس تلوار کو نیام میں نہ لوٹاؤں گا جسے اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر سونتا ہے، میں کسی ایسے والی کو معزول نہ کروں گا جسے حضور ﷺ نے والی بنایا ہے۔

حضرت مولف نے اس مرد کے اس قول کا ذکر کیا ہے جو اس عورت کے متعلق کیا تھا۔ اِسْلَمِیْ حُبَيْشُ عَلٰی نَفْدِ الْعَيْشِ۔ النفد یہ نَفِدَ کا مصدر ہے جس کا معنی ختم ہونا ہے۔ یہی نفاد (ختم ہونا) ہے حبیش یہ حبیشہ سے مرخم ہے۔

ابن ابی حدرد کے اشعار

حلیہ اور خوانق دو مقامات ہیں۔ ودانق ودیقہ کی جمع ہے جس سے مراد دوپہر کے وقت سخت گرمی

کے ہاتھ ایک رسی کے ذریعے گردن سے باندھے گئے تھے اور عورتیں اس کے قریب ہی جمع تھیں اس نے مجھ سے کہا اے نوجوان میں نے اس سے کہا تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا کیا تو اس رسی کو پکڑنے والا ہے اور مجھے ان عورتوں تک لے جانے والا ہے تاکہ میں ان تک پہنچ کر ضرورت پوری کر سکوں پھر مجھے واپس لے آئے پھر تم جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرو، میں نے کہا اللہ کی قسم جو تو نے مطالبہ کیا ہے وہ تو آسان ہے میں نے اس کی رسی پکڑی اور ان عورتوں تک لے گیا وہ ان عورتوں کے پاس جا کر ٹھہر گیا۔ اس نے کہا اِسلَمِی حُبَیش عَلٰی نَفَدٍ مِنَ العَیشِ۔ اے حبیش تو سلامت رہے جبکہ میری زندگی ختم ہوا چاہتی ہے۔

اَرَیتُكِ اِذْ طَالَبتُكُم فَوَجَدتُكُم بِحَلْيَةَ اَوْ اَلْفَيتُكُم بِالْخَوَانِقِ

میں نے تجھے بتایا جب میں نے تمہیں تلاش کیا پس میں نے تم کبھی حلیہ کے مقام میں پالیا یا خوانق کے مقام پر پایا۔

اَلَم يَكُ اَهْلًا اَنْ يُنَوَّلَ عَاشِقٌ تَكَلَّفَ اِدْلَاجُ السُّرٰى وَالْوَدَائِقِ

کیا وہ اس کا اہل نہیں تھا کہ اس عاشق کو عطیہ دیا جاتا جس نے راتوں کو اور دوپہر کو چلنے کی تکلیف اٹھائی۔

فَلَا ذَنْبَ لِی قَدْ قُلْتُ اِذْ اَهْلُنَا مَعًا اَثِیبِیْ بِوُدٍّ قَبْلَ اِحْدَى الصَّفَائِقِ

میرا کوئی گناہ نہیں تھا میں نے کہہ دیا تھا جبکہ ہمارے اہل خانہ ہمارے ساتھ تھے محبت کا بدلہ چکا دو قبل اس کے کہ حادثات رونما ہوں۔

اَثِیبِیْ بِوُدٍّ قَبْلَ اَنْ تَشْحَطَ النَّوٰى وَ يَنَاىَ الْاَمِيْرُ بِالْحَبِيْبِ الْمُفَارِقِ

ہے یہ ودق سے مشتق ہے اسے یہ نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اس وقت سورج کا لعاب بہتا ہے یہ وہی چیز ہے جسے انسان سراب کی صورت میں دیکھتا ہے، راجز نے کہا۔

وَ قَامَ مِيْزَانُ النَّهَارِ فَاعْتَدَلَ وَسَالَ لِلشَّمْسِ لُعَابٌ فَنَزَلَ

دن کا ترازو سیدھا ہوا پس عدل قائم ہو گیا سورج کا لعاب بہہ پڑا پس وہ اتر پڑا۔

احول نے کہا جب وہ زمین کے قریب ہو تو کہتے ہیں ودق، جب وہ زمین کی طرف جھکا ہوا ہو تو کہتے ہیں وادق السرۃ ساتھ ہی یہ شعر پڑھا۔

وَادِقًا سُرَّاتُهَا۔ اس صورت میں ودیقہ وَدَقَتِ الشَّمْسُ سے مشتق ہوگا یہ اس وقت بولتے ہیں جب وہ افق کی طرف جھک جائے اس وقت اس کی گرمی شدید ہوتی ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

محبت کا بدلہ چکا دو قبل اس کے کہ دوری حائل ہو اور امیر دور لے جائے اس محبوب کو جو پہلے ہی دور رہتا ہے۔

فَاِنِّیْ لَا ضَیَّعْتُ سِرَّ اَمَانَةٍ وَ لَا رَاقَ عَیْنِیْ عَنْكِ بَعْدَكِ رَائِقُ

میں نے امانت کے راز کو ضائع نہ کیا اور تیرے بعد کوئی دل کو بھانے والا میری آنکھ کو نہیں بھایا۔

سِوٰی اَنَّ مَا نَالَ الْعَشِیْرَةَ شَاغِلٌ عَنِ الْوُدِّ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ التَّوَامُقُ

سوائے اس کے کہ جو خاندان کو مصیبتیں آئیں انہوں نے محبت سے غافل کر دیا مگر اصل بات یہ ہے کہ محبت جانبین سے ہوتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا شعر کا علم رکھنے والے اکثر علماء اس کے آخری دو شعروں کا انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے زہری سے انہوں نے ابن ابی حدرد اسلمی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا۔

وَ اَنْتَ فَحُیِّیْتَ سَبْعًا وَ عَشْرًا وَتْرًا وَ ثَمَانِیًا تَتْرٰی

تجھے سترہ سال متفرق طور پر اور آٹھ سال لگاتار سلام کیا گیا۔

کہا پھر میں اسے واپس لے گیا اور اس کی گردن اڑا دی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابوفراس بن ابی سنبلہ اسلمی نے اپنے شیوخ سے انہوں نے ان لوگوں سے جو اس وقت حاضر تھے سے روایت کی ہے کہ جب اس کی گردن اڑا دی گئی تو ایک عورت اس کی طرف اٹھی وہ اس پر جھکی پھر لگاتار اسے الٹ پلٹ کرتی رہی یہاں تک کہ اسی کے پاس مرگئی۔

فتح مکہ کے بارے میں جزیمی کے اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بنی جزیمہ کے ایک آدمی نے کہا۔

امام نسائی نے اس عورت کے متعلق واقعہ نقل کیا ہے جو مقتول آدمی پر اوندھے منہ گرے ہوئے مر گئی تھی، کہا ہمیں محمد بن علی بن حرب نے علی بن حسین سے وہ اپنے باپ سے وہ یزید نحوی سے وہ عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک چھوٹے لشکر کو روانہ کیا صحابہ کو مالِ غنیمت حاصل ہوا، انہیں میں ایک آدمی تھا اس نے مجاہدین سے کہا میں اس خاندان سے تعلق نہیں رکھتا مجھے ایک عورت سے عشق تھا تو میں یہاں چلا آیا، مجھے اتنی مہلت دو کہ ایک نظر اسے دیکھ لوں

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُدْلِجًا حَيْثُ اَصْبَحَتْ جَزَائَةَ بُؤْسٰى حَيْثُ سَارَتْ وَ حَلَّتْ

اللہ تعالیٰ بنو مدلج کو ہماری طرف سے بری جزا دے جہاں وہ صبح کریں جہاں وہ چلیں اور جہاں اتریں۔

اَقَامُوْا عَلٰى اَقْضَاضِنَا يُقْسِمُوْنَهَا وَ قَدْ نَهِلَتْ فِيْنَا الرِّمَاحُ وَ عَلَّتِ

انہوں نے قبضہ کرلیا ہمارے اموال پر ان کو آپس میں تقسیم کرلیا ان کے نیزے ہمارے خون سے ایک دفعہ سیراب ہوئے اور پھر سیراب ہوئے۔

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا دِيْنُ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَقَدْ هَرَبَتْ مِنْهُمْ خُيُوْلٌ فَشَلَّتِ

اللہ کی قسم اگر آل محمد کا دین بیچ میں نہ ہوتا تو ان کے گھوڑے بھاگ جاتے اور مطلق بے دست و پا ہو جاتے۔

وَ مَا ضَرَّهُمْ اَنْ لَّا يُعِيْنُوْا كَتِيْبَةً كَرِجْلِ جَرَادٍ اُرْسِلَتْ فَاشْمَعَلَّتِ

اور انہیں اس چیز نے نقصان نہیں پہنچایا کہ انہوں نے اس لشکر کی مدد نہ کی جو ٹڈی دل کی طرح ہے جسے چھوڑا جائے تو بکھر جائے۔

فَاِمَّا يَنْبُوْا اَوْ يَثُوْبُوْا لِاَمْرِهِمْ فَلَا نَحْنُ نُجْزِيْهِمْ بِمَا قَدْ اَضَلَّتِ

یا تو وہ اچک جاتے ہیں یا اپنے کام سے لوٹ جاتے ہیں، ہم انہیں بدلہ نہیں دے سکے جو انہوں نے گمراہی پھیلائی تھی۔

وہب جزیمی کا رد کرتا ہے۔

وہب نے اسے جواب دیا جو بنو لیث سے تعلق رکھتا تھا اور کہا۔

دَعَوْنَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْحَقِّ عَامِرًا فَمَا ذَنْبُنَا فِىْ عَامِرٍ اِذْ تَوَلَّتِ

ہم نے اسلام اور حق کی طرف بنو عامر کو بلایا جب بنو عامر پیٹھ دکھا کر بھاگے تو ہمارا کیا گناہ ہے؟

وَ مَا ذَنْبُنَا فِىْ عَامِرٍ لَا اَبَالَهُمْ لِاَنْ سَفِهَتْ اَحْلَامُهُمْ ثُمَّ ضَلَّتْ

پھر جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرنا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک طویل قد گندم گوں رنگ والی عورت کے پاس جا پہنچا، اس مرد نے اس عورت سے کہا اے حبیش تو سلامت رہے جبکہ میری زندگی ختم ہونے والی ہے اور قطعہ کے دو شعر کہے جن کا وزن ناقص ہے۔ ان دونوں اشعار کے بعد اس عورت نے کہا ہاں

ہمارا بنو عامر کے بارے میں کوئی گناہ نہیں ان کا باپ نہ رہے کہ ان کے عقل فاسد ہوگئی پھر وہ بھٹک گئے۔

بنو جزیمہ کے ایک آدمی نے کہا۔

لِيَهْنِئْ بَنِيْ كَعْبٍ مُقَدَّمُ خَالِدٍ وَأَصْحَابِهِ إِذْ صَبَّحَتْنَا الْكَتَائِبُ

بنو کعب کے لئے حضرت خالد اور آپ کے ساتھیوں کا آنا مبارک ہو جب ان کے لشکروں نے صبح ہی ہم پر حملہ کر دیا۔

فَلَا تِرَةٌ يَسْعٰى بِهَا ابْنُ خُوَيْلِدٍ وَ قَدْ كُنْتَ مَكْفِيًّا لَوْ أَنَّكَ غَائِبُ

ابن خویلد کو خون نکالنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی تیرے لئے یہی کافی ہوتا اگر تو غائب ہوتا۔

فَلَا قَوْمُنَا يَنْهَوْنَ عَنَّا غُوَاتَهُمْ وَلَا الدَّاءُ مِنْ يَوْمِ الْغُمَيْصَاءِ ذَاهِبُ

ہماری قوم ہم سے اپنے گمراہوں کو روکنے والی نہ ہوتی اور نہ ہی یوم غمیصاء کی بیماری جانے والی ہوتی۔

جزیمی نوجوانکے اشعار

بنو جزیمہ کے ایک نوجوان نے کہا جبکہ وہ اپنی ماں اور دو بہنوں کو لے جا رہا تھا جبکہ وہ حضرت خالد کے لشکر کے درمیان سے انہیں لے کر بھاگ رہا تھا۔

رَخِّيْنَ أَذْيَالَ الْمُرُوْطِ وَارْبَعْنَ مَشْيَ حَيِيَّاتٍ كَأَنْ لَمْ يُفْزَعَنَ

اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر چلو اور ان حیاء دار عورتوں کی طرح چلو جنہیں خوفزدہ نہ کیا گیا ہو۔

إِنْ تُمْنَعَنَ الْيَوْمَ نِسَاءٌ تُمْنَعَنْ

اگر آج وہ عورتیں محفوظ ہیں جن کی حفاظت کی جاتی تھی۔

بنو مساحق نے جب حضرت خالد کی آمد کے بارے میں سنا تو یوں جنگی اشعار پڑھے۔

بنو جزیمہ کے ایک نوجوان نے کہا جن کو بنی مساحق کہا جاتا جب انہوں نے حضرت خالد بن ولید کی آمد کے بارے میں سنا تو وہ یہ رجزیہ اشعار پڑھنے لگے۔ ایک نے کہا۔

قَدْ عَلِمَتْ صَفْرَاءُ بَيْضَاءُ الْإِطْلِ يَحُوْزُهَا ذُوْ ثَلَّةٍ وَ ذُوْ إِبِلٍ

میں تجھ پر قربان۔ صحابہ نے اس کی گردن اڑا دی وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اس کے پاس کھڑی ہوگئی ایک یا دو چیخیں ماریں پھر مرگئی۔ جب صحابہ حضور ﷺ کے پاس آئے تو سارا واقعہ بیان کیا۔ نبی

تحقیق جان چکی ہے زرد رنگ والی سفید کمر والی جس کی حفاظت کرتا ہے بکریوں اور اونٹوں کا گلہ بان۔

لَاُغْنِيَنَّ الْيَوْمَ مَا اَغْنَى رَجُلْ

میں آج اسی طرح کافی ہو جاؤں گا جس طرح ایک بہادر آدمی کافی ہو جاتا ہے۔

ایک اور نے کہا۔

قَدْ عَلِمَتْ صَفْرَاءُ تُلْهِى الْعُرْسَ لَا تَمْلَأُ الْحَيْزُوْمَ مِنْهَا نَهَسًا

خوبصورت رنگ والی وہ محبوبہ خوب جانتی ہے جو خاوند کو ہر چیز سے غافل رکھتی ہے جو سینے کی ہڈی کو گوشت سے نہیں بھرتی۔

لَاَضْرِبَنَّ الْيَوْمَ ضَرْبًا وَعْسًا ضَرْبَ الْمُحِلِّيْنَ مَخَاضًا قُعْسًا

میں آج ایسی سخت ضرب لگاؤں گا جس طرح حرم کی حدود سے باہر نکلنے والے اڑیل گابھن اونٹنی کو مارتے ہیں۔

ایک اور نے کہا۔

اَقْسَمْتُ مَا اِنْ خَادِرْ ذُوْ لِبْدَةٍ شَثْنُ الْبَنَانِ فِىْ غَدَاةٍ بَرْدَةٍ

میں قسم کھاتا ہوں کہ شیر جس کی گردن پر بال ہوں جس کے پنجے موٹے ہوں اولوں کی صبح میں۔

جَهْمُ الْمُحَيَّا ذُوْ سِبَالٍ وَرْدَةٍ يُرْزِمُ بَيْنَ اَيْكَةٍ وَ جَحْدَةٍ

ترش رو چہرے کے لمبے بالوں والا سرخ رنگ والا جو گرجتا ہے گھنے درختوں اور خشک زمین میں۔

ضَارٍ بِتَاْكَالِ الرِّجَالِ وَحْدَةٍ بِاَصْدَقَ الْغَدَاةِ مِنِّىْ نَجْدَةٍ

جو انسانوں کو کھانے کا عادی بن چکا ہے وہ اس صبح بہادری اور شجاعت میں مجھ سے زیادہ سچا نہیں۔

حضرت خالد کا عزیٰ کو گرانے کے لئے جانا

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو عزی (بت) کی طرف بھیجا جو نخلہ کے مقام پر تھا

کریم ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے درمیان کوئی بھی رحم دل آدمی نہیں تھا، اس روایت کو امام نسائی نے باب قتل الاساری میں نقل کیا ہے۔

یہ ایک کمرہ تھا جس کی قریش، کنانہ اور مضر سب تعظیم کرتے تھے اس کے خدام اور حاجب بنو سلیم میں سے بنو شیبان تھے یہ بنو ہاشم کے حلیف تھے جب اس کے خادم سلیمی نے حضرت خالد کے بارے میں سنا تو اپنی تلوار اس کمرہ پر لٹکائی اور اس پہاڑ میں چلا گیا جس میں یہ کمرہ تھا اور یہ اشعار پڑھے۔

أَيَا عُزَّ شُدِّيْ شَدَّةً لَا شَوٰى لَهَا عَلٰى خَالِدٍ أَلْقِيْ الْقِنَاعَ وَ شَمِّرِيْ

اے عزیٰ ایسا سخت حملہ کر جس کا معاملہ آسان نہ ہو، خالد پر اپنا پردہ ڈال دے اور اپنی آستین چڑھا لے۔

يَا عُزَّ إِنْ لَمْ تَقْتُلِيْ الْمَرْءَ خَالِدًا فَبُوْئِيْ بِإِثْمٍ عَاجِلٍ أَوْ تَنَصَّرِيْ

اے عزیٰ اگر تو خالد کو قتل نہ کر سکے تو جلد وقوع پذیر ہونے والے گناہ کا مستحق ہو جا یا نصرانی ہو جا۔

جب حضرت خالد عزیٰ کے پاس پہنچے اسے گرا دیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلے آئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابن شہاب زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ میں پندرہ دن مقیم رہے اور آپ نماز میں قصر کرتے تھے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مکہ مکرمہ آٹھ ہجری ۲۲ رمضان کو فتح ہوا تھا۔

غزوۂ حنین

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب بنو ہوازن نے رسول اللہ ﷺ اور فتح مکہ کے بارے میں سنا تو مالک بن عوف نے بنو ہوازن کو جمع کیا، ہوازن کے ساتھ ساتھ تمام بنو ثقیف بھی اس کے پاس جمع ہو گئے نیز نصر اور جشم سب کے سب جمع ہو گئے۔ سعد بن بکر اور بنو ہلال میں سے کچھ لوگ بھی شامل ہوئے جبکہ ان کی تعداد تھوڑی تھی۔ قیس عیلان میں سے صرف یہی لوگ شریک ہوئے تھے باقی غائب رہے تھے، بنو ہوازن میں سے بنو کعب اور بنو کلاب شریک نہ ہوئے تھے۔ ان دونوں میں سے کوئی معروف آدمی شامل نہ ہوا تھا بنو جشم میں سے درید بن صمہ تھا جو ایک عمر رسیدہ انسان تھا اس کی رائے اور جنگ کے امور میں اس کی معرفت سے برکت حاصل کی جاتی تھی، یہ تجربہ کار آدمی تھا ثقیف میں ان کے دو سردار تھے، احلاف میں قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور بنو مالک میں ذوالخمار سبیع بن حارث بن مالک تھا اور اس کا بھائی احمر بن حارث تھا تاہم لوگوں کا اجتماع مالک بن عوف نصری کے ہاں تھا، جب مالک نے رسول

غزوۂ حنین

حنین جس کے نام سے وہ جگہ معروف ہے اس حنین سے مراد حنین بن قانیہ بن مہلا بل ہے بکری نے یہی بات کہی ہے۔ ہم یہ بات پہلے بیان کر چکے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں اس نے کہا کہ وہ ابن قانیہ ہے۔

نبوی بلاغت

اسے غزوۂ اوطاس کا نام بھی دیا جاتا ہے یہ نام اس جگہ کی وجہ سے پڑا جس میں یہ واقعہ ہوا تھا۔ یہ وَطَسْتُ الشَّیْئَ وَطَسًا سے مشتق ہے جس کا معنی ہے میں نے اسے گدلا کیا اور اس میں اثر چھوڑا، وطیس سے مراد پتھر میں ایسا گڑھا ہے جس کے گرد آگ جلائی جاتی ہے اور اس طرح گوشت پکایا جاتا ہے۔ وطیس سے مراد تنور ہے، غزوۂ اوطاس میں ہی نبی کریم ﷺ نے فرمایا الآن حَمِیَ الْوَطِیْسُ۔ اب جنگ شدت اختیار کر گئی ہے۔ یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب جنگ خوب تیز ہو جائے، یہ ان کلمات میں سے ہے جو حضور ﷺ سے پہلے کسی نے نہیں کہے تھے، انہیں میں سے ایک مَاتَ حَتْفَ اَنْفِهٖ ہے۔ یہ جملہ آپ نے اس آدمی کی فضیلت میں کہا جس نے اللہ کی راہ میں جان

اللہ ﷺ کی طرف چلنے کا ارادہ کر لیا تو وہ لوگوں کے اموال ان کی عورتوں اور اولاد کے ساتھ پہاڑوں سے نیچے اترا جب وہ اوطاس میں پہنچا تو لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ درید بن صمہ اپنے ہودج میں ان کی قیادت کر رہا تھا جب اس نے پڑاؤ ڈالا پوچھا تم کس وادی میں ہو لوگوں نے بتایا اوطاس میں تو اس نے کہا گھوڑے دوڑنے کی کتنی اچھی جگہ ہے۔ نعم مجال الخیل! لَا حَزْنٌ ضَرِسٌ وَلَا سَھْلٌ دَھِس مَالِیْ اَسْمَعُ رُغَاءَ الْبَعِیْرِ وَ نُھَاقَ الْحَمِیْرِ وَبُکَاءَ الصَّغِیْرِ وَ یُعَارُ الشَّاءِ؟ یہ گھوڑے دوڑانے کی کتنی اچھی جگہ ہے نہ اتنی سخت ہے کہ (پاؤں کو) کاٹے اور نہ ہی اتنی نرم کہ پاؤں دھنس جائیں کیا وجہ ہے میں اونٹوں کے بلبلانے، گدھوں کے ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے، بچوں کے رونے اور مویشیوں کے منمنانے کی آواز سن رہا ہوں۔ لوگوں نے بتایا مالک بن عوف لوگوں کے ساتھ ان کے اموال، ان کی عورتیں اور بچے بھی ساتھ لے آیا ہے۔ پوچھا مالک کہاں ہے اسے بتایا گیا یہ مالک ہے اسے بلایا گیا ہے۔ درید نے کہا اے مالک تو اپنی قوم کا رئیس بن گیا ہے بے شک یہ دن مابعد دنوں کو بنانے والا ہے کیا وجہ ہے میں اونٹوں کے بلبلانے، گدھوں کے ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے، بچوں کے رونے اور بکریوں کے ہانکے جانے کو سنتا ہوں۔ تو مالک نے جواب دیا میں لوگوں کے ساتھ ساتھ ان کے مال، اولاد اور عورتیں بھی

دے دی۔ یہ اس حدیث میں مذکور ہے جو عبداللہ بن عتیک نے آپ سے روایت کی ہے، ابن عتیک نے کہا میں نے یہ جملہ حضور ﷺ سے قبل کسی عرب سے نہیں سنا۔ ان میں سے ایک جملہ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَیْنِ ہے یہ جملہ آپ نے ابو عزہ جمحی کے بارے میں غزوۂ احد کے موقع پر کہا تھا، اس کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ انہیں جملوں میں سے ایک لَا یَنْتَطِحُ فِیْھَا عَنْزَانِ ہے اس کا سبب بعد میں آئے گا، انہیں میں سے ایک حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ۔

یہ جملہ آپ نے غزوۂ حنین کے موقع پر فرمایا تھا اس کا ذکر اس حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے نقل کیا ہے۔ جاحظ نے کتاب البیان میں یونس بن حبیب سے روایت نقل کی ہے جو عمدہ کلام ہمیں حضور ﷺ سے پہنچی ہے ایسی کلام کسی اور سے ہمیں نہیں پہنچی۔ اس حدیث میں غلطی کی گئی اور اسے تصحیف کی طرف منسوب کیا گیا۔ قائل نے کہا ہمیں بتی سے جو عمدہ کلام پہنچی ہے، یہاں بتی سے مراد عثمان بتی ہے۔ جاحظ نے اس میں تصحیف کی اور اسے نبی بنا دیا کیونکہ نبی کریم ﷺ اس سے بہت بالا ہیں کہ آپ کو دوسرے فصحاء کے ساتھ ملایا جائے کہ کہا جائے کہ حضور ﷺ سے جو فصیح کلام ہمیں پہنچی ہے وہ دوسرے فصحاء کی کلام سے بہت بڑھ کر ہے کیونکہ آپ کا کلام بہت جلیل اور اعلیٰ ہے۔

لے آیا ہوں، درید نے پوچھا وہ کس لئے؟ مالک نے جواب دیا میں ہر آدمی کے پیچھے اس کے گھر والے اور مال رکھوں گا تا کہ وہ ان کا دفاع کرے تو راوی نے کہا فَاَنْقَضَ بِهٖ۔ اس نے آواز نکالی پھر اس نے کہا اے بھیڑوں کو چرانے والے (بے وقوف) کیا بھاگنے والے کو بھی کوئی چیز روک سکتی ہے، اگر جنگ تیرے حق میں ہو تو تجھے تلوار اور نیزا ہی نفع دے گا، اگر جنگ تیرے خلاف ہو جائے تو تجھ سے تیرے گھر والے اور مال بھی چھین لیا جائے گا پھر درید نے پوچھا کعب اور کلاب کا کیا رویہ ہے؟ لوگوں نے بتایا ان میں سے تو کوئی بھی جنگ میں حاضر نہیں تو اس نے کہا غَابَ الْحَدُّ وَالْجِدُّ۔ بہادری اور کوشش تو غائب ہو گئی اگر یہ غلبہ اور رفعت کا دن ہوتا تو کعب اور کلاب غائب نہ ہوتے، میں تو پسند کرتا ہوں کہ تم وہی کرو جو کعب اور کلاب نے کیا ہے، تم میں سے کون کون لوگ موجود ہیں۔ لوگوں نے بتایا بنو عمرو بن عامر اور بنو عوف بن عامر ہیں۔ درید نے کہا یہ دونوں عامر کے نو آموز لوگ ہیں نہ تو نقصان دیتے ہیں نہ نفع دیتے ہیں۔ اے مالک ہوازن قبیلہ کے لوگوں کو گھڑ سوار دستوں کے سامنے نہ رکھنا، انہیں اپنے علاقوں اور قوم کی حفاظت کے لئے پیچھے بھیج دو پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر ان مسلمانوں سے جنگ کرو، اگر جنگ تیرے حق میں ہوئی تو پیچھے بھیجے جانے والے لوگ بھی تم سے مل جائیں گے، اگر جنگ تیرے خلاف ہوئی تو کم از کم تو اپنے گھر والوں اور مال کو تو محفوظ کر لے گا۔

مالک نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہ کروں گا تو خود بھی بوڑھا ہو گیا ہے اور تیری عقل بھی بوڑھی

ابن صمہ اور خنساء

حضرت مولف نے درید بن صمہ جشمی کا ذکر کیا ہے جو بنو جشم بن بکر بن ہوازن سے تعلق رکھتا تھا۔ جب درید نے اسے دعوتِ نکاح دی تھی تو اس کے بارے میں خنساء نے کہا تھا میں اپنے چچا زاد بھائیوں کو چھوڑنے والی نہیں، گویا وہ نیزوں کے پھل ہیں۔ یہ درید بن صمہ بن بکر بن علقمہ بن خزاعہ ہے اس کی کنیت ابو قرہ تھی، زیادی روایت کے علاوہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ اس روز اس کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی، ابو صالح جو لیث کا کاتب ہے اس نے لیث سے نقل کیا ہے کہ ان دنوں درید کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ اس کے قول شجار له سے مراد ہے کجاوہ نما چیز، عین میں ہے شجار سے مراد کجاوے کی لکڑیاں ہیں۔ اس کے قول فانقض به سے مراد ہے اس نے زبان منہ میں رکھتے ہوئے آواز نکالی۔ یہ نقیض سے مشتق ہے جس کا معنی آواز ہے ایک قول یہ کیا گیا اس سے مراد درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے آواز نکالنا ہے گویا وہ ان دونوں کے ساتھ کسی چیز کو دور کرتا ہے۔ برقی کے قول کا یہی

ہو گئی ہے۔ اللہ کی قسم اے ہوازن کے قبائل یا تو تم میری اطاعت کرو گے یا پھر میں اس تلوار پر بھروسہ کروں گا یہاں تک کہ میری پشت سے یہ نکل جائے۔ مالک نے یہ ناپسند کیا کہ درید بن صمہ کا اس میں کوئی ذکر یا رائے کا عمل دخل ہو۔ ہوازن کے قبائل نے کہا ہم تیری اطاعت کرتے ہیں، درید بن صمہ نے کہا یہ ایسا دن ہے جس میں، میں نہ حاضر ہوں نہ غائب۔

يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعْ اَخُبُّ فِيْهَا وَاَضَعْ

ہائے کاش اس جنگ میں، میں ایک نوجوان ہوتا اس میں بھاگتا اور دوڑتا پھرتا۔

اَقُوْدُ وَطْفَاءَ الزَّمَعْ كَاَنَّهَا شَاةٌ صَدَعْ

لمبے بالوں والے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کرتا گویا وہ گھوڑا پہاڑ کا بکرا ہے۔
ابن ہشام نے کہا شعر کے کئی ماہرین نے میرے سامنے اس کا یہ قول بھی ذکر کیا ہے۔

یالیتنی فیھا جزع

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر مالک نے لوگوں سے کہا جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے نیام توڑ دو پھر یکبارگی حملہ کر دو، کہا مجھے امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے بیان کیا کہ مالک بن عوف نے اپنے جاسوس بھیجے، وہ اس کے پاس واپس آئے جبکہ ان کے جوڑ الگ الگ ہو چکے تھے، مالک نے پوچھا تم ہلاک ہو تمہیں کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا ہم نے ابلق گھوڑوں پر سفید شاہسوار دیکھے، اللہ کی قسم ہم رکے بھی نہ تھے کہ ہمارے ساتھ وہ ہوا جو تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ کی قسم اس کے سامنے سے کسی نے اسے نہیں روکا بلکہ جس طرف اس کا ارادہ تھا وہ اسی طرف چلتا گیا۔

معنی ہے۔ اس کے قول داعی ضان سے مراد اس کی جہالت بیان کرنا ہے جس طرح شاعر نے کہا۔

اَصْبَحْتُ هُزْءَ الرَّاعِيِّ الضَّانِ اعجبه مَا ذَا يُرِيْبُكَ مِنِّيْ رَاعِيَ الضَّانِ

کتنے تعجب کی بات ہے میں بکریاں چرانے والے کا مذاق بن گیا ہوں، اے چرواہے میری کون سی چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب نے ایک ایک آدمی سے کہا قُمْ فَمَا نَفَعَكَ صُدَاغٌ وَلَا دَاعِيْ ضَانٍ۔ اٹھو نہ تجھے کنپٹی کے بالوں (سفیدی) نے نفع دیا اور نہ ہی بکریاں چرانے نے۔ درید لغت میں ادرد کی تصغیر ہے یہ ترخیم کی تصغیر ہے، صمۃ کا معنی بہادر ہے اس کی جمع صم ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب حضور ﷺ نے ان کے بارے میں سنا تو ان کی طرف عبداللہ بن ابو حدرد اسلمی کو بھیجا، انہیں حکم دیا کہ لوگوں میں داخل ہو جائیں، ان میں رہیں یہاں تک کہ پوری خبر لے لیں، پھر آ کر بتائیں۔ حضرت عبداللہ چلے ان میں داخل ہو گئے، ان میں رہے یہاں تک کہ تمام باتیں سنیں اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے ارادہ سے جو وہ جمع ہوئے تھے اسے جانا، مالک بن عوف اور ہوازن کے ارادوں کے بارے میں سنا، پھر آئے اور حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا تمام بات بتائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ابن ابی حدرد نے غلط بیانی کی ہے۔ ابن ابی حدرد نے کہا اے عمر اگر تم مجھے جھٹلاتے ہو تو بعض اوقات تم نے حق کو جھٹلایا ہے اور مجھ سے بہتر ہستی کو بھی جھٹلایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وہ نہیں جانتے جو ابن ابی حدرد کہہ رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر تو گمراہ تھا اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت سے نوازا۔

صفوان سے زرہیں ادھار لینا

جب حضور ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ ہوازن کی طرف پیش قدمی کریں تاکہ ان سے مقابلہ کریں، آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہیں اور اسلحہ ہے۔

مالک بن عوف اور ابن ابی حدرد

حضرت مولف نے مالک بن عوف نصری کا ذکر کیا ہے جو غزوۂ حنین میں مشرکوں کا سردار تھا، یہ مالک بن عوف بن سعد بن ربیع بن یربوع بن واثلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن نصری ہے۔

مولف نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی حدرد کو ہوازن کی طرف جاسوس بنا کر بھیجا یہ عبداللہ بن سلام بن سعد ہیں، سلام حدرد کے باپ ہیں یہ بنو ہوازن بن اسلم بن افصی بن حارثہ سے تعلق رکھتے تھے، وہ اوس و خزرج کے بھائی تھے یعنی بنو اسلم بن افصی ان کے بھائی تھے، حضرت عبداللہ کا وصال اکہتر ہجری میں ہوا اسی سال حضرت مصعب بن زبیر کو شہید کیا گیا۔ حضرت ابن ابی حدرد حضور ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے ان کی وفات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

حضور ﷺ نے صفوان کو پیغام بھیجا جبکہ وہ ابھی مشرک تھا۔ فرمایا اے ابو امیہ ہمیں اپنا اسلحہ عاریۃً دے دو جس کی مدد سے ہم کل دشمن سے جنگ کریں گے۔ صفوان نے کہا اے محمد ﷺ یہ غصب ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا بلکہ وہ ادہار ہوگا اور اس کی ضمانت ہوگی، ہم اس کو تمہارے حوالے کریں گے تو صفوان نے کہا اس میں تو کوئی حرج نہیں تو صفوان نے سو زرہیں دیں ساتھ ہی اس کی ضرورت کے مطابق اسلحہ دیا۔ علماء نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے یہ مطالبہ کیا تھا تاکہ مجاہدین کو کفایت کر جائے تو صفوان نے ایسا ہی کیا، پھر حضور ﷺ تشریف لے گئے، اس لشکر میں دو ہزار افراد مکہ مکرمہ کے تھے جبکہ دس ہزار صحابہ وہ بھی تھے جو مدینہ طیبہ سے حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مکہ مکرمہ کو فتح کیا تھا۔ ان کی کل تعداد بارہ ہزار تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے عقاب بن اسید کو مکہ مکرمہ میں ان لوگوں پر امیر بنایا پھر حضور ﷺ ہوازن سے جنگ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

ابن مرداس کا قصیدہ

اَصَابَتِ الْعَامَ رِعْلًا غُوْلُ قَوْمِهِمْ ۔۔۔ وَسْطَ الْبُیُوْتِ وَ لَوْنُ الْغُوْلِ اَلْوَانُ

اس سال بنو رعل کو مصیبت نے آلیا یہ مصیبت ان کی اپنی پیدا کردہ تھی ان کے لوگوں کے درمیان اور یہ مصیبت کئی رنگوں والی تھی۔

یَا لَھْفَ اُمِّ کِلَابٍ اِذْ تُبَیِّتُھُمْ ۔۔۔ خَیْلُ ابْنِ ھَوْذَۃَ لَا تُنْھٰی وِ اِنْسَانُ

عباس کا قصیدہ

حضرت مولف نے عباس کے قصیدے کا ذکر کیا ہے جس میں اَصَابَتِ الْعَامَ رِعْلًا ہے۔ رعل بنو سلیم کا ایک قبیلہ ہے۔ حدیث میں ہے حضور ﷺ نے رعل، ذکوان اور عصیہ کے لئے دو ماہ تک بددعا کی یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے بئر معونہ والے صحابہ کے ساتھ دھوکہ کیا تھا۔

عباس کا قول، خَیْلُ ابْنِ ھَوْذَۃَ لَا تُنْھٰی وَاِنْسَانُ۔ انسان قیس کا ایک قبیلہ ہے پھر یہ بنو نصر سے تعلق رکھتے ہیں، برقی نے یہی بات کہی ہے ایک قول یہ کیا گیا یہ بنو جشم بن بکر ہیں، بنو انسان میں سے شیطان بن مدلج ہے جو حمیدہ کا مالک تھا، حمیدہ اس کا گھوڑا تھا عرب بدبختی میں اس کو بطور ضرب المثل ذکر کرتے کہتے اَشْاَمُ مِنْ حَمِیْدَۃَ۔ وہ حمیدہ سے زیادہ بدبخت ہے اس کا سبب لمبی کہانی ہے جس کا ذکر اصبہانی نے امثال میں کیا ہے۔

کلاب کی ماں کا افسوس جب ان پر حملہ آور ہو رہے تھے بنو ہوزہ اور بنو انسان کے شاہسوار جبکہ انہیں روکا نہیں جاتا تھا۔

لَا تُلۡفِظُوۡهَا وَ شُدُّوۡا عَقۡدَ ذِمَّتِكُمۡ   اِنَّ ابۡنَ عَمِّكُمۡ سَعۡدٌ وَ دَهۡمَانٌ

انہیں پھینک نہ دو اور اپنے معاہدے کو خوب مضبوط کرو بے شک تمہارے چچا زاد بنو سعد اور بنو دہمان ہیں۔

لَنۡ تَرۡجِعُوۡهَا وَ اِنۡ كَانَتۡ مُجَلَّلَةً   مَا دَامَ فِي النَّعَمِ الۡمَاۡخُوۡذِ اَلۡبَانُ

انہیں واپس نہ کرو اگرچہ ان پر مصیبت بہت بڑی ہے جب تک چوپاؤں سے دودھ لیا جا سکتا ہے۔

شَنۡعَاءُ جُلِّلَ مِنۡ سَوۡاٰتِهَا حَضَنٌ   وَ سَالَ ذُوۡ شَوۡغَرٍ مِّنۡهَا وَ سُلۡوَانُ

برائی اپنی کارستانیوں کے ساتھ حضن (پہاڑ) کو عام ہو گئی اور اس برائی سے ذو شوغر اور سلوان کی وادیاں بہہ پڑیں۔

لَيۡسَتۡ بِاَطۡيَبَ مِمَّا يَشۡتَوِيۡ حَذَفٌ   اِذۡ قَالَ كُلُّ شِوَاءِ الۡعَيۡرِ جَوۡفَانُ

یہ برائی اس چیز سے اچھی نہیں جسے حذف بھونتا ہے اور کہتا ہے جنگلی گدھے کی ہر بھونی ہوئی چیز جوفان (جو پیٹ کو خالی رکھے) ہے۔

وَ فِيۡ هَوَازِنَ قَوۡمٌ غَيۡرَ اَنَّ بِهِمۡ   دَاءَ الۡيَمَانِيۡ فَاِنۡ لَّمۡ يَغۡدِرُوۡا خَانُوۡا

سعد اور دہمان

سعد اور دہمان دونوں نصر بن معاویہ بن بکر کے بیٹے تھے، بعض معلقات میں، میں نے اسی طرح پایا ہے۔ قیس میں معروف ہے دہمان بن اشجع بن ریث بن غطفان نصر بن دہمان کا والد ایک سو نوے سال تک زندہ رہا یہاں تک کہ اس کی کمر دہری ہونے کے بعد سیدھی ہو گئی اور اس کے بال سفید ہونے کے بعد سیاہ ہوئے۔ یہ عالم میں ایک عجوبہ تھا شاعر نے کہا۔

لِنَصۡرِ بۡنِ دُهۡمَانَ الۡهُنَيۡدَةُ عَاشَهَا   وَ تِسۡعِيۡنَ حَوۡلًا ثُمَّ قُوِّمَ فَانۡصَاتَا

نصر بن دہمان سو سال اور نوے سال زندہ رہا پھر اسے سیدھا کیا گیا تو وہ سیدھ ہو گیا۔

وَ عَادَ سَوَادُ الرَّاۡسِ بَعۡدَ اِبۡيِضَاضِهٖ   وَلٰكِنَّهٗ مِنۡ بَعۡدِ ذٰلِكَ قَدۡ مَاتَا

اس کے سر کے بال سفید ہونے کے بعد سیاہ ہو گئے لیکن اس کے بعد وہ مر گیا۔

جن لوگوں نے یہ خبر ذکر کی ہے ان میں ابوالحسن دار قطنی بھی ہے۔

ہوازن اچھی قوم ہے مگر ان میں یمنی بیماری ہے اگر وہ وعدہ کی خلاف ورزی نہ کریں تو خیانت کرتے ہیں۔

فِيهِمُ اَخٌ لَوُ وَفَوُا اَوُ بَرَّ عَهُدُهُمُ وَ لَوُ نَهَكْنَاهُمُ بِالطَّعُنِ قَدُ لَانُوُا

ان میں ایسے لوگ ہیں کاش وہ وفا کرتے یا ان کی قسم پوری ہوتی اگر ہم انہیں نیزوں سے روکیں تو وہ نرم پڑ جاتے ہیں۔

اَبُلِغُ هَوَازِنَ اَعُلَاهَا وَاَسُفَلَهَا مِنِّيُ رِسَالَةً نُصُحٍ فِيهِ تِبُيَانُ

ہوازن کے بڑے چھوٹے سب کو میرا پیغام پہنچا دے اس میں نصیحتیں بالکل واضح ہیں۔

اِنِّيُ اَظُنُّ رَسُوُلَ اللّٰهِ صَابِحَكُمُ جَيُشًا لَهٗ فِيُ فَضَاءِ الْاَرُضِ اَرُ كَانُ

میں گمان کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ صبح صبح تم پر حملہ آور ہوں گے ایسے لشکر کے ساتھ زمین کی ہر طرف اس کے افراد ہوں گے۔

حنین ایک پہاڑ کا نام ہے اسی سے ایک ضرب المثل مشہور ہے۔ اَنُجَدَ مَنُ رَایَ حُنَيُنًا۔ جس نے حنین دیکھا وہ عظیم ہے۔ اس کا قول مِمَّا يَشُتَوِيُ حَذَفٌ۔ حذف سے مراد سیاہ چھوٹی بکریاں ہیں جو یمن کے علاقہ میں ہوتی ہیں۔ حدیث طیبہ میں ہے اپنی صفوں کو درست کرو، شیاطین تمہارے درمیان داخل نہ ہوں، گویا وہ سیاہ چھوٹی بکریوں کی بیٹیاں ہیں یعنی نماز کی حالت میں صف میں خلا نہ چھوڑو۔ برقی نے اس شعر کی تفسیر میں یہی کہا ہے شاعر نے جس کا ارادہ کیا ہے۔ وہ آدمی ہے شاید اسے حذف کہتے، حذف سے مراد سیاہ بکریاں ہیں جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ شاعر کا قول كُلُّ شِوَاءِ الْعِيْرِ جُوُفَانُ۔ جنگلی گدھے کی ہر بھونی ہوئی چیز جوفان ہے۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے لئے گدھے کا غرمول (آلہ تناسل) بھونا گیا اس نے اسے بھونے ہوئے گوشت میں کھایا تو اسے غذائیت سے خالی پایا، اسے کہا گیا یہ نرم پنجہ ہے تو اس نے کہا۔ كُلُّ شُوَاءِ الْعِيْرِ جُوُفَانُ۔ تو اس کی یہ کلام ضرب المثل بن گئی۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ فزاری، تغلبی اور کلبی ایک سفر میں جمع ہوئے، انہوں نے ایک جنگلی گدھے کو بھونا، فزاری کسی وجہ سے وہاں سے کہیں چلا گیا اس کے ساتھیوں نے اسے کھالیا اور اس کے لئے غرمول کو چھپا دیا جب فزاری آیا دونوں نے اس سے کہا یہ ہم نے تیرے لئے چھپا رکھا ہے وہ اسے کھانے لگا لیکن وہ اسے خوشگوار نہیں لگ رہا تھا دونوں اس پر ہنس پڑے اس نے تلوار نکالی کہا اگر تم نے یہ نہ کھایا تو میں تم دونوں کو قتل کر دوں گا ایک نے تو کھانے سے انکار کر دیا اسے فزاری نے تلوار دے ماری اور اس کا سر جدا کر دیا اس کا نام مرقمہ تھا اس

فِيهِمْ أَخُوكُمْ سُلَيْمٌ غَيْرَ تَارِكِكُمْ وَالْمُسْلِمُونَ عِبَادُ اللهِ غَسَّانُ

ان میں تمہارے بھائی بنوسلیم بھی ہیں جو تمہیں چھوڑنے والے نہیں اور مسلمان اللہ کے بندے ہیں جو ہر شے چبا جاتے ہیں۔

وَ فِيْ عِضَادَتِهِ الْيُمْنٰى بَنُوْ اَسَدٍ وَالْاَجْرَبَانِ بَنُوْ عَبْسٍ وَ ذُبْيَانُ

اس لشکر کے میمنہ (دائیں طرف) میں بنو اسد، بنوعبس اور بنو ذبیان ہیں بنوعبس اور بنو ذبیان وہ ہیں جنہیں لوگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

تَكَادُ تَرْجُفُ مِنْهُ الْاَرْضُ رَهْبَتَهٗ وَ فِيْ مُقَدِّمِهٖ اَوْسٌ وَ عُثْمَانُ

زمین بھی اس لشکر کے خوف سے کانپنے لگتی ہے اس کے مقدمۃ الجیش میں بنواوس اور بنوعثمان

کے ساتھی نے کہا طاح مِرْقَمۃ اس کا قلم اچک گیا۔ فزاری نے کہا اِنْ لَمْ تَلْقَمْهٗ سے مراد اس کی یہ تھی ان لم تلقمها اگر تو نے اسے نہ کھایا اس نے ہاء کی حرکت میم کو دے دی اور الف کو حذف کر دیا جس طرح حیرہ کے بارے میں کہا گیا ای رجال به اصل میں بہا تھا، فزارہ کو اس واقعہ پر عار دلائی گئی یہاں تک کہ سالم بن دارہ نے کہا۔

لَا تَامَنَنَّ فَزَارِيًا خَلَوْتَ بِهٖ عَلٰى قَلُوْصِكَ وَاكْتُبْهَا بِاَسْيَارِ

تو فزاری سے بے خوف نہ ہو جس کے ساتھ تو اپنی اونٹنی پر تنہا ہو تو اونٹنی کو تسموں سے باندھ دے۔

لَا تَامَنَنَّهٗ وَلَا تَامَنْ بَوَائِقَهٗ بَعْدَ الَّذِيْ اِمْتَلَّ اَيْرَ الْعَيْرِ فِي النَّارِ

اس سے اور اس کی زیادتیوں سے بے خوف نہ ہو۔ بعد اس کے کہ گدھے کو آگ میں بھونا گیا۔

اَطْعَمْتُمُ الضَّيْفَ غُرْمُوْلًا مُخَاتَلَةً فَلَا سَقَاكُمُ الٰهِيَ الْخَالِقُ الْبَارِيْ

تم نے مہمان کو دھوکے سے غرمول کھلایا میرا معبود جو خالق ہے تمہیں سیراب نہ کرے۔

اصبہانی کی کتاب الامثال میں ہے یہ فزاری ہی شعر میں مذکور کا حذف ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اس کا قول وَالْاَجْرَبَانِ بَنُوْ عَبْسٍ وَ ذُبْيَانُ۔

ان دونوں کو اس نے اجربین کا نام دیا ہے اسے اس اجرب کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کے قریب نہیں جایا جاتا اور عربوں میں سے ایک کوڑھی نے کہا۔

بِاَيِّ فِعَالٍ رَبِّ اُوْتِيْتُ مَا اَرٰى اَظَلُّ كَاَنِّيْ كُلَّمَا قُمْتُ اَجْرَبُ

اے میرے رب کن اعمال کی وجہ سے مجھے یہ بیماری لگائی گئی جسے میں دیکھتا ہوں میں یوں ہو گیا کہ جب میں اٹھتا ہوں تو خارش زدہ ہوتا ہوں۔

ہیں۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اوس اور عثمان دونوں مزینہ کے دو قبیلے ہیں۔

ابن ہشام نے اس کے قول اَبلِغْ ھَوَازِنَ اَعلَاھَا وَاَسْفَلَھَا سے یہ مراد لیا ہے کہ اس کے تمام افراد کو یہ پیغام پہنچا دو اس دن اور اس سے قبل دنوں میں یہ دونوں الگ الگ ہیں لیکن ابن اسحاق نے ان دونوں کو ایک بنا دیا ہے۔

ذات انوط

ابن اسحاق نے کہا مجھے ابن شہاب زہری نے سنان بن ابی سنان دوئلی سے اس نے ابو واقد لیثی سے روایت کی ہے کہ حارث بن مالک نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین کی طرف نکلے جبکہ ہمارا دورِ جاہلیت قریب تھا۔ ہم حضور ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف چل پڑے، قریش میں سے کفار اور دوسرے عربوں کا ایک بہت بڑا سرسبز درخت تھا جسے ذات انواط کہا جاتا یہ لوگ سال میں ایک دفعہ اس کے پاس آتے اپنا اسلحہ اس پر لٹکاتے، اس کے پاس جانور ذبح کرتے ایک دن کے لئے وہاں ٹھہرتے، ہم حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے کہ ہم نے بیری کا سرسبز و شاداب بڑا درخت دیکھا ہم نے راستہ کی اطراف سے یوں ندا دی، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ذات انواط معین کر دیں جس طرح ان کا ذات انواط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے وہی بات کہی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ ہمارے لئے معبود بنا دو جس طرح ان کے معبود ہیں۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا تم ایک جاہل قوم ہو۔ یہ بھی راستے ہیں تم بھی انہیں راستوں پر چلو گے جن پر تم سے پہلے لوگ چلتے رہے ہیں۔

یعنی مجھ سے بھاگا جاتا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے لوگوں کو منع کیا گیا کہ وہ ضبیع بن عسل کی مجلس میں نہ بیٹھیں وہ جب کسی مجلس میں بیٹھتا تو لوگ اس کے پاس سے اٹھ جاتے گویا وہ ایسا اونٹ ہے جسے خارش کا مرض لگا ہو۔ جس نے اَجْرَبَانُ نون کے ضمہ کے ساتھ نقل کیا ہے یہ ہر دو ایسی چیزوں میں جائز ہوتا ہے جو آپس میں لازم و ملزوم ہوں جس طرح حَلَمَیْنِ ان کے بارے کہا جاتا ہے۔ جلمان یعنی نون پر ضمہ ہوتا ہے اسی طرح قمران یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک تاریک رات میں اپنے دونوں بیٹوں کو یوں بلایا یا حُسَنَانُ یا حُسَیْنَانُ یعنی نون پر ضمہ دیا۔ ہروی نے یہ الغریبین میں ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ثابت قدم رہنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمٰن بن جابر سے انہوں نے اپنے باپ جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم وادی حنین کے قریب پہنچے تو ہم تہامہ کی طرف جانے والی وادی سے اس میں اترے جو ڈھلوان والی کھلی وادی تھی، ہم اس میں اترتے جارہے تھے جبکہ ابھی صبح کا اندھیرا تھا ہمارے دشمن ہم سے پہلے وادی میں پہنچ چکے تھے وہ ہمارے لئے اس کی گھاٹیوں، گوشوں اور تنگ راستوں میں چھپے ہوئے تھے، وہ سب جمع تھے، تیار تھے اور پوری طرح مسلح تھے۔ اللہ کی قسم ہم ابھی اتر ہی رہے تھے کہ ایسے لشکروں نے ہمیں خوفزدہ کردیا جنہوں نے ایسا زوردار، بھرپور حملہ کیا گویا ایک آدمی حملہ کررہا ہے، مسلمان تیزی سے پیچھے پلٹے کوئی دوسرے کو مڑ کر دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

حضور ﷺ دائیں جانب ہو گئے پھر فرمایا اے لوگو کہاں جارہے ہو میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ حضرت جابر بن عبداللہ نے کہا اونٹ سے اونٹ ٹکرا رہا تھا، لوگ بھاگے جارہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مہاجرین، انصار اور اہل بیت میں سے ایک چھوٹی جماعت رہ گئی تھی۔

ثابت قدم رہنے والے صحابہ

مہاجرین میں سے ثابت قدم رہنے والے صحابہ کرام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم تھے۔ اہل بیت میں سے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت

انا ابن عبدالمطلب

حضرت مولف نے حضور ﷺ کے ارشاد اَیْنَ اَیُّھَا النَّاسُ؟ اَنَا مُحَمَّدٌ، اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر کیا ہے یعنی اے لوگو تم کہاں ہو؟ میں محمد ہوں میں رسول اللہ ہوں۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب، اَنَا اِبْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔ میں نبی ہوں جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب (کے خاندان) کا چشم و چراغ ہوں۔

یہ موزوں کلام ہے اس جیسے کلام میں گفتگو پہلے گزر چکی ہے۔ یہ شعر نہیں کہ اس کے ذریعے شعر کا ارادہ کیا جائے۔ خطابی کتاب الاعلام میں حضور ﷺ کے فرمان انا ابن عبدالمطلب پر تنبیہ موجود ہے۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ نے یہاں عبدالمطلب کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے جبکہ لوگ بھاگ

ابوسفیان بن حارث، ان کا بیٹا، حضرت فضل بن عباس، حضرت ربیعہ بن حارث، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ایمن بن عبید تھے یہ اس روز شہید ہوئے تھے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ابن ابی سفیان بن حارث کا نام جعفر تھا اور ابوسفیان کا نام مغیرہ تھا۔ بعض علماء ان میں قثم بن عباس کا بھی شمار کرتے ہیں، ابن ابی سفیان کو شمار نہیں کرتے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمٰن بن جابر سے وہ اپنے والد جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہوازن کا ایک آدمی اپنے سیاہ اونٹ پر سوار تھا اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا جو اس نے ایک لمبے نیزے کے سرے پر لگا رکھا تھا۔ وہ ہوازن قبیلہ کے آگے تھا اور ہوازن اس کے پیچھے تھے جب وہ کسی پر وار کرنا چاہتا تو نیزہ مارتا جب لوگ اس سے دور ہو جاتے تو وہ اپنا نیزہ بلند کرتا تو لوگ اس کے پیچھے ہو لیتے۔

مسلمانوں کی مصیبت پر خوشی کا اظہار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، اہل مکہ میں سے اجڈ قسم کے جو لوگ حضور ﷺ کے ساتھ گئے تھے انہوں نے شکست کے آثار کو دیکھا تو ان کے سینوں میں جو کینہ تھا اس کے مطابق گفتگو کی۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا ان کی شکست تو سمندر تک ختم نہ ہوگی، تیر تو ترکش میں اس کے پاس بھی موجود ہیں، حبلہ بن حنبل نے چیخ کر کہا۔ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کا نام کلدہ بن حنبل ہے نے صفوان بن امیہ سے کہا یہ اپنے بھائی کے ساتھ تھا، یہ ابھی تک مشرک تھا، حضور ﷺ نے اسے مہلت دی تھی۔ خبردار آج جادو باطل ہو گیا، صفوان نے اس سے کہا خاموش رہو۔ اللہ تعالیٰ کرے تیرے دانت نہ رہیں۔ اللہ کی قسم مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ ایک قریشی میرا سردار بنے نہ کہ ہوازن کا کوئی آدمی میرا سردار بنے۔

چکے تھے۔ مقصود اپنی نبوت کو بیان کرنا اور شک کو زائل کرنا تھا۔ اس چیز کے ساتھ جو حضرت عبدالمطلب کے خواب کی وجہ سے معروف و مشہور تھی کہ خواب میں حضرت عبدالمطلب کو بشارت دی گئی تھی کہ حضرت محمد نبی ہوں گے۔ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے نیز اس چیز کی مدد سے شک کو زائل کرنا تھا جس کی خبر علماء اور راہبوں نے دی تھی۔ گویا آپ یہ کہہ رہے تھے میں وہ ہوں۔ اس لئے اس چیز کا وقوع ضروری ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تا کہ وہ نہ بھاگیں اور نہ ہی یہ گمان کریں کہ آپ پر غلبہ پایا جا سکتا ہے یا آپ مقتول ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا حضور ﷺ نے اس چیز کا ارادہ کیا تھا یا نہیں کیا تھا۔

کلدہ کی ہجو میں حضرت حسان کے اشعار

رَأَیْتُ سَوَادًا مِنْ بَعِیْدٍ فَرَاعَنِیْ   اَبُوْ حَنْبَلٍ یَنْزُوْا عَلٰی اُمِّ حَنْبَلِ

میں نے دور سے سیاہی دیکھی تو مجھے ابوحنبل نے خوفزدہ کر دیا جو ام حنبل سے خواہش نفس پوری کر رہا تھا۔

کَاَنَّ الَّذِیْ یَنْزُوْ بِهٖ فَوْقَ بَطْنِهَا   ذِرَاعُ قَلُوْصٍ مِنْ نِتَاجِ ابْنِ عَزْهَلِ

گویا جس کے ساتھ وہ خواہش پوری کر رہا ہے وہ اس کے پیٹ پر اونٹنی کا بازو ہے جو ابن عزہل سے پیدا ہوا۔

ابوزید نے یہ دونوں اشعار ہمیں سنائے اور ہمارے سامنے یہ ذکر کیا کہ حضرت حسان نے یہ اشعار صفوان بن امیہ کی ہجو میں کہے تھے۔ جو کلدہ کا ماں کی جانب سے بھائی تھا۔

شیبہ کا برا ارادہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے کہا یہ بنو عبدالدار سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا آج میں (حضرت) محمد (ﷺ) سے انتقام لے لوں گا۔ اس کا باپ عثمان غزوۂ احد میں مارا گیا تھا، آج میں (حضرت) محمد (ﷺ) کو قتل کر دوں گا۔ میں نے آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آپ کے گرد چکر لگایا تو کوئی چیز میرے سامنے آگئی جس سے میرا دل بیٹھ گیا تو میں اپنے ارادہ کو پورا کرنے پر قادر نہ رہا مجھے پتہ چل گیا کہ یہ مجھ سے محفوظ ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایک مکی نے مجھے بیان کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ سے حنین کی طرف کوچ کیا اور اپنے ساتھ اللہ کے عظیم لشکروں کو دیکھا تو فرمایا آج ہم ہرگز مغلوب نہ ہوں گے کیونکہ ہم تہ دامنی سے نجات پا چکے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ یہ بات بنی بکر کے آدمی نے کہی تھی۔

شیبہ کا ارادہ بد

مولف نے شیبہ بن عثمان کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ جب اس نے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو کہا کوئی چیز آگئی یہاں تک کہ میرے دل پر چھا گئی۔ یہی واقعہ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ شیبہ نے کہا آج میں اپنا انتقام لوں گا۔ میں حضور ﷺ کے پیچھے سے آپ کی طرف آگے

شکست کے بعد غلبہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے زہری نے کثیر بن عباس سے انہوں نے اپنے والد حضرت عباس بن عبد المطلب سے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ کے سفید خچر کی لگام کو سختی سے پکڑے ہوئے تھا، میں ایک جسیم بلند آواز والا تھا۔ حضور ﷺ نے جب لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے لوگو تم بھاگے جارہے ہو میں نے کسی کو بھی پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عباس انہیں بلاؤ۔ اے انصار کی جماعت اے اصحاب سمرہ تو لوگوں نے جواب میں کہا لبیك لبیك ہم حاضر ہیں۔ ایک آدمی اپنے اونٹ کو واپس موڑنا چاہتا تو اسے نہ موڑ سکتا وہ اپنی زرہ پکڑتا اپنی گردن میں ڈالتا اپنی تلوار اور ڈھال لیتا اور اونٹ سے نیچے کود جاتا اور اونٹ کو چھوڑ دیتا اور جس طرف سے انہیں آواز دی جارہی ہوتی اس طرف چل پڑتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جاتا، جب تعداد سو تک پہنچ گئی تو یہ دشمن کی طرف چلے۔ ابتداء میں یہ نعرہ تھا اے انصار یو آخر میں یہ نعرہ ہو گیا اے خزرجیو یہ لوگ جنگ میں بڑے جوانمرد اور صبر کرنے والے تھے۔ حضور ﷺ اپنی رکاب میں زور دے کر اوپر کو اٹھے قوم کی جانبازی کو دیکھا جبکہ وہ جانبازی کا مظاہرہ کر رہے تھے فرمایا اَلْآنَ حَمِیَ الْوَطِیْسُ۔ اب جنگ خوب زوروں پر ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبد الرحمٰن بن جابر سے انہوں نے اپنے والد حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہوازن قبیلہ کا وہ آدمی جس کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور جنگی کاروائیاں کر رہا تھا کہ اچانک حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک انصاری نے اس پر حملہ کا ارادہ کیا۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پیچھے سے حملہ آور ہوئے اور اس کے اونٹ کی ٹانگوں پر وار کیا، اونٹ سرین کے بل گر گیا انصاری نے اس آدمی پر وار کیا اور ایک ایسی ضرب لگائی جس نے نصف پنڈلی سے اسے کاٹ دیا وہ آدمی کجاوے سے نیچے آگرا، لوگوں نے خوب مقابلہ کیا۔ اللہ کی قسم دشمنوں میں سے پلٹ جانے والا واپس نہ آتا یہاں تک کہ ان کی کثیر تعداد حضور ﷺ کی بارگاہ میں بطور قیدی پیش کی گئی۔

بڑھا جب میں نے وار کرنے کا ارادہ کیا تو میرے اور آپ کے درمیان آگ کی خندق اور لوہے کی دیوار حائل ہو گئی۔ حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، آپ مسکرائے میرے ارادے کو بھانپ لیا، میرے سینے پر ہاتھ پھیرا شک مجھ سے دور ہو گیا۔ او کما قال

رسول اللہ ﷺ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کی طرف متوجہ ہوئے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ یہ اس روز حضور ﷺ کے خچر کی زین پکڑے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کون ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی والدہ (دادی) کا بیٹا ہوں۔

ام سلیم کا نقطہ نظر

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے تو آپ نے ام سلیم بنت ملحان کو دیکھا وہ اپنے خاوند ابوطلحہ کے ساتھ تھیں، اس نے اپنی کمر کو اپنی چادر سے کس کر باندھ رکھا تھا، یہ اپنے رحم میں ابوطلحہ کے بیٹے عبداللہ کو لئے ہوئے تھیں، ان کے پاس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا اونٹ بھی تھا۔ اسے یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں اونٹ اس سے بے قابو نہ ہو جائے، اس نے اونٹ کے سر کو اپنے قریب کر رکھا تھا اور اپنا ہاتھ نکیل کے ساتھ اس کی نتھنوں

ام سلیم

حضرت مولف نے ام سلیم کا ذکر کیا ہے۔ اس کا نام ملیکہ بنت ملحان تھا، اس کا نام رمیلہ بھی ذکر کیا گیا، اسے سہلہ بھی کہا جاتا، یہ آنکھ میں کیچڑ کی وجہ سے پہچانی جاتی تھیں۔ ابوطلحہ اس کے خاوند تھے جس کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام تھا، اس نے کہا تھا۔

اَنَا اَبُوْ طَلْحَةَ وَاِسْمِیْ زَیْدٌ وَ کُلُّ یَوْمٍ فِیْ سَلَاحِیْ صَیْدٌ

میں ابوطلحہ ہوں میرا نام زید ہے اور ہر روز میرے اسلحہ میں شکار ہوتا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کو چھوڑ کر کیسے بھاگ گئے، یہاں تک کہ آپ کے ساتھ صرف آٹھ افراد باقی رہ گئے جبکہ جنگ سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں وعید نازل فرمائی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں صرف غزوہ بدر میں سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے، اسی پر علماء کا اجماع ہے۔ حسن بصری اور نافع نے بھی یہی کہا ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ قرآن حکیم کا ظاہر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ (انفال:۱۶) یہاں یومئذ سے اشارہ غزوہ بدر کی طرف ہے پھر اس کے بعد غزوہ احد میں بھاگ جانے والوں کے بارے میں حکم نازل ہوا، وہ یہ ہے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ (آل عمران:۱۵۵) اسی طرح غزوہ

میں دے رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام سلیم؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو بھی قتل کیجئے جو آپ سے بھاگے جا رہے ہیں جس طرح آپ ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو آپ سے جنگ کرتے ہیں کیونکہ وہ اس چیز کے اہل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم کیا اللہ تعالیٰ انہیں کافی نہیں ہے۔ حضرت ام سلیم کے پاس خنجر تھا، ابوطلحہ نے پوچھا یہ خنجر کس لئے ہے، ام سلیم نے کہا یہ خنجر ہے میں اسے اس لئے لائی ہوں اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے گا تو میں اس کے ساتھ اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ ابوطلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ سنتے نہیں کہ ام سلیم رمیصاء کیا کہہ رہی ہے۔

مالک بن عوف کے شکست کے بارے میں اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب حضور ﷺ حنین کی طرف تشریف لے گئے تو آپ نے بنوسلیم ضحاک بن سفیان کلابی کو بھی ساتھ ملا لیا وہ آپ کے ساتھ رہے جب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو مالک بن عوف اپنے گھوڑے سے مخاطب ہو کر یہ شعر گنگنانے لگا۔

حنین کے بارے میں یہ حکم نازل ہوا وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ سے غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (توبہ: ۲۵) تک آیت نازل ہوئی ابن سلام کی تفسیر میں ہے غزوہ بدر کے روز میدانِ جنگ سے بھاگنا گناہ کبیرہ تھا۔ اسی طرح رومیوں کے ساتھ بڑی جنگ میں اور دجال کے ساتھ مقابلہ میں بھاگنا بھی گناہ کبیرہ ہے نیز یہ بات بھی ہے کہ حضور ﷺ سے بھاگ جانے والے اسی وقت حضور ﷺ کے پاس واپس آگئے تھے اور آپ کی معیت میں جنگ کی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

مالک بن عوف کے رجزیہ اشعار

مالک نے کہا قَدْ اَطْعَنَ الطَّعْنَةَ تَقْذِیْ بِالسُّبُرِ۔ سبر یہ سابر کی جمع ہے جس سے مراد وہ آلہ ہے جس سے زخم کی گہرائی معلوم کی جاتی ہے۔ ایک اور رجزیہ شعر ہے۔ اَقْدِمْ مُحَاجُ اِنَّهَا الْاَسَاوِرَةَ۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ یہ دونوں اشعار مالک کے نہیں اور اس موقع پر بھی نہیں کہے گئے بلکہ یہ جنگ قادسیہ کے بارے میں کہے گئے ہیں اس روز مسلمانوں کو ایرانیوں کے خلاف فتح ہوئی تھی۔ اساورۃ سے مراد ایرانیوں کے بادشاہ ہیں۔ اس جنگ میں رستم مارا گیا تھا نہ کہ ان کا بادشاہ اس روز مسلمانوں کے امیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم اس کا ذکر پہلے کر چکے ہیں کہ اس کو قادسیہ کیوں کہتے ہیں۔

اَقْدِمْ مُحَاجُ اِنَّهُ يَوْمٌ نُكُرْ   مِثْلِیْ عَلٰی مِثْلِكَ يَحْمِیْ وَ يَكُرّ

اے محاج آگے بڑھ یہ خوفناک جنگ کا دن ہے، میرے جیسا بہادر تجھ جیسے عظیم گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا دفاع کرتا ہے اور بار بار حملہ کرتا ہے۔

اِذَا اُضِيْعَ الصَّفُّ يَوْمًا وَالدُّبُرْ   ثُمَّ اِحْزَاَلَّتْ زُمَرٌ بَعْدَ زُمَرٍ

جب صفیں درہم برہم ہو جائیں اور پشتیں برباد ہو جائیں اور جماعتوں پر جماعتیں فنا ہوتی چلی جائیں۔

كَتَائِبٌ يَكِلُّ فِيْهِنَّ الْبَصَرْ   قَدْ اَطْعُنُ الطَّعْنَةَ تَقْذِیْ بِالسُّبُرْ

وہ اتنے بڑے لشکر ہیں جن کو دیکھ کر آنکھیں تھک جاتی ہیں جبکہ میں ایسا نیزہ مارتا ہوں جیسے بتی کے ساتھ زخم کی گہرائی ماپی جاتی ہے۔

حِيْنَ يُذَمُّ الْمُسْتَكِيْنُ الْمُنْجَحِرْ   وَ اَطْعُنُ النَّجْلَاءَ تَعْوِیْ وَ تَهِرّ

جب چھپ جانے والوں، بلوں میں گھس جانے والوں کی مذمت کی جاتی ہے تو میں نیزے سے واضح زخم لگاتا ہوں جو آواز نکالتا ہے۔

لَهَا مِنَ الْجَوْفِ رِشَاشٌ مُنْهَمِرْ   تَفْهَقُ تَارَاتٍ وَ حِيْنًا تَنْفَجِرْ

حضرت مولف نے مقتول کا مال چھیننے کے بارے میں ابوقتادہ کی روایت ذکر کی ہے کہ میں نے اس کی قیمت سے مخرف (1) خریدا۔ یہ پہلا مال تھا جس کا میں مالک بنا تھا۔ کہتے ہیں اِعْتَقَدْتُ مَالِیْ یعنی میں نے اس سے جائداد بنائی جس طرح تم اس معنی میں نبذہ اور قطعۃ کا لفظ استعمال کرتے ہو۔ اصل میں یہ لفظ عقد سے مشتق ہے جو آدمی کسی چیز کا مالک بنتا ہے اس بارے میں کہتے ہیں عقد علیہ۔ ابوعلی قالی نے یہ شعر پڑھا۔

لَمَّا رَاَيْتُ الدَّهْرَ اَنْحَتْ صُرُوْفُهٗ   عَلَیَّ وَاَوْدَتْ بِالذَّخَائِرِ وَالْعُقَدِ

جب میں نے زمانے کو دیکھا کہ اس نے اپنے حادثات کا رخ میری طرف کر دیا ہے اور مال کے ذخیرے اور جائداد تباہ کر دی ہے۔

حَذَفْتُ فُضُوْلَ الْعَيْشِ حَتّٰى رَدَدْتُهَا   اِلَی الْقُوْتِ خَوْفًا اَنْ اُحَاءَ اِلٰی اَحَدٍ

میں نے فضول خرچی کو ختم کر دیا یہاں تک کہ میں نے اسے محض قوت لایموت کی طرف پھیر دیا اس خوف سے کہ کہیں مجھے سوالی بن کر کسی کے پاس نہ جانا پڑے۔

1۔ جس کی وضاحت چند سطور بعد آ رہی ہے۔

ان زخموں کے اندر سے فوارے بہتے ہیں یہ زخم کبھی بھر جاتے ہیں اور کبھی بہہ پڑتے ہیں۔

وَ ثَعْلَبُ الْعَامِلِ فِيهَا مُنْكَسِرٌ یَا زَیْدُ یَا ابْنَ هَمْهَمٍ اَیْنَ تَفِرُّ

نیزوں کی نوکیں ان زخموں میں لوٹتی ہیں اے زید اے ابن ہمہم کہاں بھاگے جا رہے ہو۔

قَدْ نَفِدَ الضِّرْسُ وَ قَدْ طَالَ الْعُمُرُ قَدْ عَلِمَ الْبِیْضُ الطَّوِیْلَاتُ الْخُمُرُ

داڑھیں ٹوٹ گئی اور عمر طویل ہو چکی سفید لمبی اور دوپٹے اوڑھنے والی عورتوں کو خوب معلوم ہے۔

أَنِّیْ فِیْ اَمْثَالِهَا غَیْرُ غَمِرٍ اِذْ تَخْرُجُ الْحَاصِنُ مِنْ تَحْتِ السُّتُرْ

میں اس قسم کے واقعات میں ناتجربہ کار نہیں ہوتا جب پاکدامن عورتیں پردوں سے باہر نکلتی ہیں۔

مالک بن عوف نے یہ بھی کہا۔

اَقْدِمْ مُحَاجُ اِنَّهَا الْاَسَاوِرَةْ وَ لَا تَغُرَّنَّكَ رِجْلٌ نَادِرَةْ

اے میرے گھوڑے محاج آگے بڑھ یہ بڑے بڑے سردار ہیں تیرا نادر قدم تجھے دھوکے میں نہ ڈالے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ دونوں اشعار مالک بن عوف کے نہیں اور یہ غزوۂ حنین کے بارے میں بھی نہیں کہے گئے۔

تاثلته الفاظ بھی مروی ہیں، یہ موطا کی روایت ہے اسے مخرف اور مخرف بھی پڑھتے ہیں جہاں تک مخرف کا تعلق ہے یہ وہ ٹوکری ہوتی ہے جس کی مدد سے کھجوریں چنی جاتی ہیں جہاں تک مخرف کا تعلق ہے اس سے مراد کھجوروں کا باغ ہے۔ علماء نے یہی وضاحت کی ہے حربی نے اس کی تفسیر بیان کی اور عمدہ تفسیر کی ہے۔ کہا مخرف ایک کھجور کا درخت یا دس تک درختوں کو کہتے ہیں اس سے اوپر بستان یا حدیقہ ہوتا ہے۔ حربی نے جو کچھ کہا ہے ابو حنیفہ کا قول اس کی تائید کرتا ہے فرمایا مخرف خروفہ کی مثل ہے۔ خروفہ اس کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جس کا پھل آدمی اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے توڑتا ہے۔ تائید میں یہ شعر پڑھا۔ مِثْلُ الْمَخَارِفِ مِنْ جَیْلَانَ و ھجرا۔ مخارف کی مثل جو خیلان وہجر سے ہیں۔ خروفہ کو خریفہ بھی کہتے ہیں۔

جس نے کسی کو قتل کیا اس کا مال قاتل کو ملے گا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انہیں ابوقتادہ انصاری سے بیان کیا گیا اور کہا مجھے ایسے ساتھی نے بیان کیا جس پر مجھے کامل اعتماد ہے وہ نافع سے بیان کرتا ہے جو بنی غفار اور ابواحمد کا مولی ہے وہ ابوقتادہ سے روایت کرتے ہیں دونوں نے کہا ابو قتادہ نے کہا۔ میں نے غزوۂ حنین کے موقع پر دو آدمیوں کو جنگ کرتے ہوئے دیکھا ایک مسلمان تھا دوسرا مشرک۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مشرک مسلمان کے خلاف مشرک کی مدد کے لئے آگے بڑھتا ہے، میں آیا اس کے ہاتھ پر وار کیا اور اسے کاٹ دیا وہ دوسرے ہاتھ کے ساتھ میرے ساتھ گتھم گتھا ہو گیا۔ اللہ کی قسم اس نے مجھے اس وقت تک نہ چھوڑا یہاں تک کہ میں نے خون کی بو پائی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ میں نے موت کی خوشبو پائی۔ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں یہ کہا قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتا اگر اس کا سارا خون نہ نکل جاتا تو وہ مجھے قتل کر دیتا۔ وہ گر پڑا میں نے اس پر وار کیا اور قتل کر دیا۔ جنگ کرنا میرے لئے ناممکن ہو گیا۔ مکہ مکرمہ کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا اور اس کا تمام سامان لے لیا، جب جنگ ختم ہو گئی اور ہم دشمن سے فارغ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کافر کو قتل کیا اس کا مال اس مسلمان قاتل کی ملکیت ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں نے ایک آدمی کو قتل کیا جس کے پاس سامان تھا، جنگ کرنا میرے لئے ممکن نہ رہا، اب میں نہیں جانتا کہ کس نے اس کا مال لیا ہے۔ مکہ مکرمہ کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ سچ کہتا ہے، اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے وہ مال میرے پاس رہنے دیجئے اور اسے مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت ابوبکر

مقتول کا سامان قاتل کے لئے

اس حدیث میں ایک فقہ کا حکم ہے کہ مقتول کا مال قاتل کی ملکیت ہے۔ یہ حکم شرعی ہے امام اس کا اعلان کرے یا اعلان نہ کرے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے، امام مالک نے فرمایا یہ امام کے اختیار میں ہے اسے حق حاصل ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد اس کا اعلان کرے کہ جس نے کسی کو قتل کیا اس کا مال اسی کا ہو گا۔ امام مالک اس بات کو مکروہ خیال کرتے کہ جنگ سے پہلے امام اس بات کا اعلان کرے تا کہ نیت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے کسی اور چیز کی آمیزش نہ ہو، ہم نے غزوۂ بدر میں اس سے زیادہ گفتگو کر دی ہے۔

صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم حضور ﷺ مال تیرے پاس رکھ کر اسے راضی نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے شیروں میں سے ایک شیر کے بارے میں یہ قصد کرتا ہے کہ تو اس کے مال میں شریک ہو جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت میں جہاد کر رہا تھا۔ اس کے مقتول کا سامان اسے واپس کر دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر نے سچ کہا ہے، اس کا مال اسے واپس کر دو۔ حضرت ابوقتادہ نے کہا میں نے وہ مال لیا، اسے بیچا، اس کی قیمت کے بدلہ میں مخرف (کھجور کے چند درخت) خریدے۔ یہ وہ پہلا مال تھا جس کا میں مالک بنا تھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے ابوسلمہ سے اس نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور وہ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطلحہ نے اکیلے اس روز بیس افراد کا مال لیا تھا۔

فرشتوں کا نزول

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابواسحاق بن یسار نے بیان کیا، انہوں نے جبیر بن مطعم سے روایت نقل کی کہ لوگ برسرِ پیکار تھے، ابھی کفار کو شکست نہ ہوئی تھی میں نے ایک سیاہ چادر دیکھی جو آسمان سے آئی وہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان گری، میں نے کیا دیکھا کہ سیاہ چیونٹیاں ہیں جو پھیل گئی ہیں انہوں نے وادی کو بھر دیا ہے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ فرشتے ہیں پھر تھوڑی دیر بعد دشمن کو شکست ہو گئی۔

غزوۂ حنین میں مشرکوں کو شکست

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اہل حنین کو شکست دے دی اور اپنے

فرشتوں کا نزول

حضرت جبیر بن مطعم کا قول، میں نے سیاہ چادر جیسی چیز دیکھی یہ بکھری ہوئی چیونٹیاں تھیں یعنی حضرت جبیر نے اسے آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا کہا مجھے ان کے فرشتے ہونے میں کوئی شک نہ رہا ابن اسحاق نے اس سے قبل ایک اور قول ذکر کیا ہے۔ میں نے سفید آدمیوں کو دیکھا جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے، یہ فرشتے تھے اللہ تعالیٰ نے ہوازن کو گھوڑوں اور انسانوں کی شکل میں دکھایا تاکہ دشمنوں کو ڈرایا جائے اور حضرت جبیر کو بکھری ہوئی چیونٹیوں کی صورت میں دکھایا تاکہ ان کی تعداد کی زیادتی کا احساس جتلایا جائے کیونکہ چیونٹیوں کو شمار کرنا ممکن نہیں جبکہ طاقت میں چیونٹی کو بطور ضرب المثل کے ذکر

رسول کو ان پر فتح عطا کر دی تو ایک مسلمان عورت نے یہ شعر کہا۔

قَدْ غَلَبَتْ خَيْلُ اللهِ خَيْلَ اللَّاتِ وَاللهُ أَحَقُّ بِالثَّبَاتِ

اللہ کے شاہسواروں لات کے شاہسواروں پر غالب آ گئے۔ اللہ تعالیٰ (کے بندے) ثابت قدم رہنے کے زیادہ مستحق ہیں۔

ابن ہشام نے کہا بعض علماء نے یوں شعر بیان کیا۔

غَلَبَتْ خَيْلُ اللهِ خَيْلَ اللَّاتِ وَ خَيْلُهُ أَحَقُّ بِالثَّبَاتِ

اللہ کے شاہسوار لات کے شاہسواروں پر غالب آ گئے، اللہ کے شاہسوار ثابت قدم رہنے کے زیادہ مستحق ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب ہوازن کو شکست ہو گئی تو بنو مالک میں سے ثقیف کا قتل عام ہوا۔ ان کے جھنڈے کے نیچے ستر آدمی مارے گئے ان میں عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن حبیب بھی تھا۔ ان کا جھنڈا ذوخمار کے پاس تھا جب وہ قتل ہو گیا جھنڈا عثمان بن عبداللہ نے پکڑ لیا اور جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بھی مارا گیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عامر بن وہب بن اسود نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کے مارے جانے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا أَبْعَدَهُ اللهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ قُرَيْشًا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو کیونکہ وہ قریش سے بغض رکھتا تھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن عبداللہ کے ساتھ ہی ان کا ایک نصرانی غلام تھا جس کا ختنہ نہیں ہوا تھا مارا گیا۔ اسی اثناء میں کہ انصاری صحابی بنو ثقیف کے مقتولوں کا مال سمیٹ رہے تھے کہ اسی غلام کو پایا تاکہ اس کا مال چھینے تو اس غلام کو غیر مختون پایا۔ وہ بلند آواز سے چیخا اے عرب اللہ جانتا ہے کہ بنو ثقیف ختنہ نہیں کرتے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں ہماری طرف

کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے أَقْوَى مِنَ النَّمْلَةِ۔ وہ چیونٹی سے بھی زیادہ طاقت ور ہے کیونکہ وہ اپنے جسم سے کئی گنا بڑی چیز کو اٹھا لیتی ہے، ایک آدمی نے ایک بادشاہ سے کہا اللہ تعالیٰ تیری طاقت چیونٹی کی طاقت بنا دے۔ بادشاہ نے یہ بات ناپسند کی تو اس آدمی نے کہا چیونٹی کے بغیر کوئی ایسا حیوان نہیں جو اپنے سے بڑی چیز اٹھا لے۔ اس ضرب المثل کو اصبہانی نے کتاب الامثال میں ذکر کیا، ساتھ یہ واقعہ بھی ذکر کیا، بنو جرہم چیونٹیوں کے ذریعے ہلاک کیے گئے تھے۔

سے عربوں میں یہ بات مشہور نہ ہو جائے، میں نے اس انصاری صحابی سے کہا یہ نہ کہو میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ ہمارا ایک نصرانی غلام ہے پھر اس کے سامنے مقتولوں سے کپڑے ہٹانے لگا اور اسے کہتا کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ یہ مختون ہیں۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا احلاف کا جھنڈا قارب بن اسود کے پاس تھا جب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو اس نے جھنڈا ایک درخت کے پاس رکھا وہ خود، اس کے چچازاد بھائی اور اس کی قوم سب بھاگ گئے۔ احلاف میں سے صرف دو آدمی مارے گئے، ایک بنو غیرہ سے جسے وہب کہا جاتا اور دوسرا بنو کبہ سے جسے جلاح کہا جاتا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو جلاح کے مرنے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا آج بنو ثقیف کے نوجوانوں کا سردار مارا گیا مگر ابن ہنیدہ بچ گیا۔ ابن ہنیدہ سے مراد حارث بن اویس ہے۔

ابن مرداس کا قصیدہ

عباس بن مرداس سلمی قارب بن اسود، بھائیوں کو چھوڑ کر بھاگ جانے، ذوخمار اور اس کا اپنی قوم کو موت کے منہ میں ڈالنے کا ذکر کرتا ہے۔

اَلَا مَنْ مُبْلِغٌ غَيْلَانَ عَنِّيْ وَ سَوْفَ اِخَالُ يَاتِيْهِ الْخَبِيْرُ

کیا کوئی ایسا شخص ہے جو غیلان کو میری طرف سے پیغام پہنچادے، میرا خیال ہے باخبر آدمی اسے ضرور خبر پہنچادے گا۔

وَ عُرْوَةَ اِنَّمَا اُهْدِيْ جَوَابًا وَ قَوْلًا غَيْرَ قَوْلِكُمَا يَسِيْرُ

اور عروہ کو پیغام پہنچادے بے شک میں ایسا جواب اور بات کرنا چاہتا ہو جو شائع و عام ہوگی جو تمہاری بات سے مختلف ہے۔

بِاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدٌ رَسُوْلٌ لِرَبٍّ لَا يَضِلُّ وَ لَا يَجُوْرُ

وہ یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں نہ وہ گمراہ ہوتے ہیں نہ حد سے تجاوز کرتے ہیں۔

ابن مرداس کا قصیدہ

مولف نے عباس کے اشعار کا ذکر کیا ہے۔ وَسَوْفَ اِخَالُ يَاتِيْكَ الْخَبِيْرُ۔ یہاں فعل مستقبل يَاتِيْكَ ہے اگرچہ لفظوں میں سوف اخال پر داخل ہے تاہم مستقبل پر دلالت کرنے والا دوسرا فعل ہے۔

وَجَدْنَاهُ نَبِيًّا مِثْلَ مُوْسٰى فَكُلُّ فَتًى يُخَايِرُهُ مُخِيْرُ

ہم نے آپ کو ایسا نبی پایا ہے جو حضرت موسیٰ جیسا ذی شان ہے پس ہر وہ نوجوان جو خیر میں آپ کا مقابلہ کرے گا وہ مغلوب و ذلیل ہوگا۔

وَ بِئْسَ الْاَمْرُ اَمْرُ بَنِيْ قَسِيٍّ بِوَجٍّ اِذْ تُقُسِّمَتِ الْاُمُوْرُ

بنو قسی (بنو ثقیف) کا معاملہ کتنا ہی برا ہوا وج (وادی) میں جب ان کے حالات بکھر گئے۔

اَضَاعُوْا اَمْرَهُمْ وَلِكُلِّ قَوْمٍ اَمِيْرٌ وَالدَّوَائِرُ قَدْ تَدُوْرُ

انہوں نے اپنا معاملہ بگاڑ لیا ہر قوم کا کوئی نہ کوئی امیر ہوتا ہے جبکہ ان پر حادثات چکر لگا رہے ہیں۔

فَجِئْنَا اُسْدَ غَابَاتٍ اِلَيْهِمْ جُنُوْدُ اللّٰهِ ضَاحِيَةً تَسِيْرُ

ہم ان کی طرف کچھار کے شیروں کی طرح بڑھے اللہ کے لشکر بڑھے چلے جا رہے تھے۔

نَؤُمُّ الْجَمْعَ جَمْعَ بَنِيْ قَسِيٍّ عَلٰى حَنَقٍ نَكَادُ لَهٗ نَطِيْرُ

ہم بنو قسی کے گروہوں کا قصد کرتے تھے، سخت غیظ و غضب کے عالم میں قریب تھا کہ ہم ان کی طرف پرندوں کی مانند اڑے جا رہے ہوں۔

وَ اُقْسِمُ لَوْهُمْ مَكَثُوْا لَسِرْنَا اِلَيْهِمْ بِالْجُنُوْدِ وَ لَمْ يَغُوْرُوْا

اور میں قسم کھاتا ہوں اگر وہ ٹھہرتے تو ہم ان کی طرف ایسے لشکر لے کر جاتے کہ ان پر وہ حملہ نہ کر سکتے۔

فَكُنَّا اُسْدَ لِيَّةَ ثُمَّ حَتّٰى اَبَحْنَاهَا وَ اُسْلِمَتِ النُّصُوْرُ

ہم لیہ (جگہ کا نام) پہنچ کر وہاں کے شیر ہو جاتے پھر اسے فتح کر لیتے اور نصور کو ہمارے حوالے کر دیا جاتا۔

وَ يَوْمٌ كَانَ قَبْلُ لَدٰى حُنَيْنٍ فَاَقْلَعَ وَالدِّمَاءُ بِهٖ تَمُوْرُ

اس سے قبل حنین کا دن تھا جس نے ان کا قلع قمع کر دیا اور اس میں خون جوش مارتا بہہ رہا تھا۔

مِنَ الْاَيَّامِ لَمْ تَسْمَعْ كَيَوْمٍ وَ لَمْ يَسْمَعْ بِهٖ قَوْمٌ ذُكُوْرُ

جس طرح کہا وَمَا اَدْرِیْ وَ سَوْفَ اَخَالُ اَدْرِیْ۔ میں نہیں جانتا میرا خیال ہے کہ میں عنقریب جان لوں گا اس کی وجہ یہ ہے اخال، اظن کے معنی میں ہے اس کا یہ ارادہ نہیں کہ وہ مستقبل میں گمان کرے گا بے شک وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ اب گمان کرتا ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا۔ شاعر کے شعر میں انوف

یہ ایسا دن تھا جس کے بارے میں نہ تم نے سنا اور نہ ہی بہادر قوم نے سنا۔

قَتَلْنَا فِی الْغُبَارِ بَنِیْ حُطَیْطٍ عَلٰی رَاْیَاتِھَا وَالْخَیْلُ زُوْرُ

ہم نے جنگ کے غبار میں بنو حطیط کو قتل کیا جہاں ان کے جھنڈے تھے جبکہ ان کے گھوڑے دوڑ رہے تھے۔

وَ لَمْ یَكُ ذُوالْخِمَارِ رَئِیْسَ قَوْمٍ لَھُمْ عَقْلٌ یُعَاقِبُ اَوْ نَکِیْرُ

اس وقت ذوالخمار قوم کا رئیس نہیں تھا ان کی عقل اور تدبیر کو خوب سزا دی جا رہی تھی۔

اَقَامَ بِھِمْ عَلٰی سُنَنِ الْمَنَایَا وَ قَدْ بَانَتْ لِمُبْصِرِھَا الْاُمُوْرُ

وہ انہیں موت کے راستوں پر کھڑا کر گیا تھا جبکہ صاحب بصیرت کے لئے معاملات بالکل واضح ہو چکے تھے۔

فَاَفْلَتَ مَنْ نَجَا مِنْھُمْ جَرِیْضًا وَ قُتِّلَ مِنْھُمْ بَشَرٌ کَثِیْرُ

ان میں سے جس نے نجات پائی وہ یوں پلٹا کہ اٹھنے کے قابل نہ تھا اور ان میں کثیر لوگ قتل ہو گئے۔

وَ لَا یُغْنِیْ الْاُمُوْرَ اَخُو التَّوَانِیْ وَ لَا الْغَلِقُ الصُّرَیِّرَۃُ الْحَصُوْرُ

ست آدمی ایسے امور میں کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیتا اور نہ ہی وہ شخص کوئی کردار ادا کر سکتا ہے جس کے راستے مسدود ہوں۔

اَحَانَھُمْ وَ حَانَ وَ مَلَّکُوْہُ اُمُوْرَھُمْ وَاَفْلَتَتِ الصُّقُوْرُ

اس نے انہیں ہلاک کر دیا اور خود بھی ہلاک ہو گیا لوگوں نے اسے اس وقت معاملات کی ذمہ داری سپرد کی جبکہ بڑے بڑے بہادر بھاگ رہے تھے۔

بَنُوْ عَوْفٍ تُبِیْحُ بِھِمْ جِیَادٌ اُھِیْنَ لَھَا الْفَصَافِصُ وَالشَّعِیْرُ

بنو عوف کو عمدہ گھوڑے عمدہ چال کے ساتھ لئے جا رہے تھے جن گھوڑوں کے لئے برسیم اور جو وافر مہیا کیے گئے تھے۔

فَلَوْلَا قَارِبٌ وَ بَنُوْ اَبِیْہِ تُقُسِّمَتِ الْمَزَارِعُ وَالْقُصُوْرُ

الناس حال ہونے کی حیثیت سے منصوب ہے کیونکہ یہ نکرہ ہے یہ مضاف کرنے سے معرفہ نہیں بنتا کیونکہ یہاں شاعر نے معین ناک مراد نہیں لئے بلکہ معززین مراد لئے ہیں یہ بھی اسی قول کی طرح ہے بِمُنْجَرِدٍ قَیْدَ الْاَوَابِدِ کیونکہ یہاں اس نے قید کی طرح بنایا ہے اس کی مثل ہم غَمَائِمَ الْاَبْصَارِ کے

اگر قارب اور اس کے بھائی نہ ہوتے تو کھیتیاں اور محلات تقسیم کردیئے جاتے۔

وَ لٰكِنَّ الرِّيَاسَةَ عُمِّمُوْهَا عَلٰى يُمْنٍ اَشَارَ بِهٖ الْمُشِيْرُ

لیکن ریاست انہیں کے سپرد کردی گئی اس برکت کی وجہ سے جس کا حضور علیہ السلام نے اشارہ دیا تھا۔

اَطَاعُوْا قَارِبًا وَ لَهُمْ جُدُوْدٌ وَاَحْلَامٌ اِلٰى عِزٍّ تَصِيْرُ

انہوں نے قارب کی اطاعت کی جبکہ ان کے ایسے آباء واجداد اور عقلیں تھیں جو انہیں عزت کے مقام کی طرف لے جانے والی تھیں۔

فَاِنْ يُهْدَوْا اِلَى الْاِسْلَامِ يُلْفَوْا اُنُوْفَ النَّاسِ مَا سَمَرَ السَّمِيْرُ

اگر انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق حاصل ہو جائے تو یہ لوگوں کی عزت و آبرو رہیں گے جب تک قصہ گو قصہ بیان کرتا رہے گا۔

وَاِنْ لَمْ يُسْلِمُوْا فَهُمْ اٰذَانٌ بِحَرْبِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ نَصِيْرُ

اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو یہ ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلان جنگ ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

كَمَا حَكَّتْ بَنِيْ سَعْدٍ وَ حَرْبٍ بِرَهْطِ بَنِيْ غَزِيَّةَ عَنْقَفِيْرُ

جس طرح جنگ نے بنوسعد کو نیست و نابود کردیا اور جنگ بنوغزیہ پر بڑی مصیبت لائی۔

كَاَنَّ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرٍ اِلَى الْاِسْلَامِ ضَائِنَةٌ تَخُوْرُ

گویا بنو معاویہ بن بکر اسلام کے سامنے گائے کے بچے بن گئے جو چیختا چلاتا ہے۔

فَقُلْنَا اَسْلِمُوْا اِنَّا اَخُوْكُمْ وَ قَدْ بَرَأَتْ مِنَ الْاِحَنِ الصُّدُوْرُ

ہم نے انہیں کہا اسلام قبول کرلو ہم تمہارے بھائی ہو جائیں گے جبکہ سینے کینے سے پاک ہیں۔

كَاَنَّ الْقَوْمَ اِذْ جَاءُوْا اِلَيْنَا مِنَ الْبَغْضَاءِ بَعْدَ السِّلْمِ عُوْرٌ

گویا قوم کے افراد جب ہماری طرف آئے تو صلح کے بعد بھی بغض و حسد سے کانے ہو

حال کے طور پر منصوب ہونے میں ذکر کر چکے ہیں۔ یہ اس باب سے تعلق نہیں رکھتا جسے سیبویہ نے ممنوع قرار دیا ہے۔ سیبویہ نے خلیل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اگر تو کہے۔ مَرَرْتُ بِقَصِيْرِ الطَّوِيْلِ اور تو مِثْلَ الطَّوِيْلِ مراد لے تو یہ جائز نہیں۔ خلیل نے جو ارادہ کیا ہے وہ ہم ایک اور موقع پر ذکر کر چکے

رہے تھے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا غیلان سے مراد غیلان بن سلمہ ثقفی اور عروہ سے مراد عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔

درید کا قتل

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب مشرکوں کو شکست ہوگئی تو ان میں سے کچھ طائف آ گئے ان کے ساتھ مالک بن عوف بھی تھا کچھ لوگ اوطاس چلے گئے، بعض نخلہ کی طرف نکل گئے، نخلہ کی طرف ثقیف میں سے بنو غیرہ ہی گئے تھے۔ حضور ﷺ کے گھڑ سوار دستے نے ان لوگوں کا پیچھا کیا تھا جو نخلہ بھاگ گئے تھے جو پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے تھے ان کا پیچھا نہیں کیا تھا۔

ربیعہ بن رفیع بن اہبان نے درید بن صمہ کو پالیا اسے (ربیعہ) ابن دغنہ بھی کہتے، دغنہ اس کی ماں تھی، اس کے نام پر والدہ کا نام غالب آ گیا جس طرح ابن ہشام نے کہا اسے ابن لذعہ بھی کہتے، ربیعہ نے درید کے اونٹ کی لگام پکڑ لی، ربیعہ یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ عورت ہے کیونکہ درید ہودج کی لکڑیوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا ربیعہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ مرد ہے اس نے اونٹ بٹھایا تو وہ مرد بوڑھا شخص تھا جو درید بن صمہ تھا لیکن ربیعہ اسے پہچانتا نہیں تھا۔ درید نے اس سے کہا تو کیا چاہتا ہے؟ ربیعہ نے کہا میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں درید نے پوچھا تو کون ہے؟ تو نوجوان نے جواب دیا میں ربیعہ بن رفیع سلمی ہوں پھر اس پر تلوار کا وار کیا لیکن یہ وار اچک گیا۔ درید نے کہا کتنا برا اسلحہ تیری ماں نے تجھے دیا ہے۔ کجاوے کے پیچھے سے میری تلوار نکال وہ کجاوہ اس شجار میں تھا پھر اس تلوار سے ضرب لگا اور وار ہڈیوں سے اوپر رکھنا اور دماغ سے نیچے رکھنا کیونکہ میں بھی اسی طرح وار کرتا تھا، پھر جب تو اپنی ماں کے پاس جائے تو اسے بتانا کہ تو نے درید کو قتل کیا ہے۔ اللہ کی قسم کئی مواقع آئے جس میں میں نے تمہاری عورتوں کی حفاظت کی بنو سلیم کا گمان ہے کہ جب ربیعہ نے اس پر وار کیا تو وہ گر پڑا اور اس کا کپڑا جسم سے ہٹ گیا تو اس کی رانوں کا اندرونی حصہ اور شرمگاہ کا نچلا حصہ کاغذ کی طرح سفید تھا یہ بغیر زین والے گھوڑے پر سواری کرنے کی وجہ سے سفید ہوا تھا جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس واپس آیا تو اس نے اس

ہیں کہ کلمہ کو تشبیہ کے طریقہ پر بطور مجاز ذکر کیا جیسے قَیْدَ الْاَوَابِدِ اور اَنُوْفَ النَّاسِ اس سے تو ان کے معززین مراد لیتا ہے۔ اس قسم کے الفاظ اسم نکرہ کی صفت اور اسم معرفہ سے حال ہوتے ہیں اسی کے ضمن میں یہ جملہ بھی شامل کر لیا جاتا ہے لَہٗ صَوْتٌ صَوْتُ الْحِمَارِ۔ کہ صوت الحمار صوت کی

(درید) کے قتل ہونے کے بارے میں خبر دی تو اس کی ماں نے کہا اللہ کی قسم اس نے تیری ماں کو تین دفعہ آزاد کیا ہے۔

عمرہ بنت درید نے درید کے قتل کے بارے میں یہ اشعار کہے

لَعَمْرُكَ مَا خَشِيْتُ عَلَى دُرَيْدٍ بِبَطْنِ سُمَيْرَةٍ جَيْشَ الْعَنَاقِ

تیری جان کی قسم مجھے درید کے بارے میں کوئی ڈر نہ تھا سمیرہ (وادی) کے نشیب میں مصیبت لانے والے لشکر کا۔

جَزٰى عَنْهُ الْاِلٰهُ بَنِىْ سُلَيْمٍ وَ عَقَّتْهُمْ بِمَا فَعَلُوْا عَقَاقِ

اللہ تعالیٰ بنو سلیم کو درید کی طرف سے بدلہ دے جو کچھ انہوں نے کیا اس کے بدلہ میں حملہ آور گھوڑے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔

وَاَسْقَانَا اِذَا قُدْنَا اِلَيْهِمْ دِمَاءَ خِيَارِهِمْ عِنْدَ التَّلَاقِىْ

اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب کرے جب ہم گھوڑے ان کی طرف لے جائیں ان کے بہترین آدمیوں کے خون سے جنگ کے وقت۔

فَرُبَّ عَظِيْمَةٍ دَافَعْتَ عَنْهُمْ وَ قَدْ بَلَغَتْ نُفُوْسُهُمُ التَّرَاقِىْ

کتنی ہی بڑی مصیبتیں ہیں جن میں تو نے بنو سلیم کا دفاع کیا جبکہ ان کے دم ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ چکے تھے۔

وَ رُبَّ كَرِيْمَةٍ اَعْتَقْتَ مِنْهُمْ وَ اُخْرٰى قَدْ فَكَكْتَ مِنَ الْوَثَاقِ

کتنی ہی ان کی معزز عورتوں کو تو نے آزاد کیا اور کتنی ہی دوسری عورتوں کو زنجیروں سے آزاد کرایا۔

وَ رُبَّ مُنَوِّهٍ بِكَ مِنْ سُلَيْمٍ اَجَبْتَ وَ قَدْ دَعَاكَ بِلَا رِمَاقِ

بنو سلیم میں سے کتنے ہی لوگ تھے جو تجھے طرح طرح کے ناموں سے یاد کرتے تو نے ان کی آواز پر اس وقت لبیک کہی جب انہوں نے تجھے بلایا جبکہ ان کا دم نکل رہا تھا۔

فَكَانَ جَزَاءُ نَا مِنْهُمْ عُقُوْقًا وَ هَمًّا مَاعَ مِنْهُ مُخُّ سَاقِىْ

صفت ہے۔ حال میں سیبویہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ صفت میں تو زیادہ قبیح ہوگا، خلیل نے اسے نکرہ کے ساتھ شامل کیا ہے جبکہ وہ معرفہ کی طرف مضاف ہو کیونکہ اس میں لفظ کا تکرار ہے اسی وجہ سے یہ تعبیر اچھی ہے۔

مگر ہمیں ان کی طرف سے یہ جزا ملی کہ انہوں نے نافرمانی کی اور غم دیا جس سے میری پنڈلی کا گودا بھی بہہ گیا۔

عَفَتْ آثَارُ خَيْلِكَ بَعْدَ اَيْنٍ بِذِىْ بَقَرٍ اِلَى فِيْفِ النُّهَاقِ

تیرے گھوڑے کے پاؤں کے نشانات مٹ گئے اس جگہ کے بعد ذی بقر سے لے کر نہاق کے میدان تک عمرہ بن درید نے یہ بھی کہا۔

قَالُوْا قَتَلْنَا دُرَيْدًا قُلْتُ قَدْ صَدَقُوْا فَظَلَّ دَمْعِىْ عَلَى السِّرْ بَالِ يَنْحَدِرُ

لوگوں نے کہا ہم نے درید کو قتل کر دیا میں نے کہا انہوں نے سچ کہا تو میری آنسو قمیص پر لگاتار گرنے لگے۔

لَوْ لَا الَّذِىْ قَهَرَ الْاَقْوَامَ كُلَّهُمْ رَأَتْ سُلَيْمٌ وَ كَعْبٌ كَيْفَ تَأْتَمِرُ

اگر وہ نہ ہوتا جو تمام اقوام پر غالب آ گیا تو بنو سلیم اور بنو کعب دیکھتے کہ وہ کیسے اطاعت کرتے ہیں۔

اِذَنْ لَصَبَّحَهُمْ غِبًّا وَ ظَاهِرَةً حَيْثُ اسْتَقَرَّتْ نَوَاهُمْ جَحْفَلٌ ذَفِرُ

تو پھر ایک دن کے وقفہ سے یا ہر روز صبح ان پر حملہ آور ہوتا جہاں وہ ٹھہرتے تو انہیں ایسا لشکر خوفزدہ کرتا جس کے اسلحہ سے بو آ رہی ہوتی۔

ابن ہشام نے کہا جس نے درید کو قتل کیا اس کا نام یہ ذکر کیا جاتا ہے عبداللہ بن قنیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ۔

ابو عامر اشعری کی شہادت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو لوگ اوطاس کی جانب بھاگ گئے تھے حضور ﷺ نے ان کا پیچھا کرنے کے لئے حضرت ابو عامر اشعری کو بھیجا جو لوگ بھاگ گئے تھے ان میں سے کچھ افراد کو انہوں نے پا لیا دونوں دور سے تیر اندازی کرنے لگے۔ حضرت ابو عامر کو ایک تیر مارا گیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ جھنڈا حضرت ابو موسیٰ اشعری نے پکڑ لیا جو ان کے چچا زاد

اس کا قول وَاَسْلِمَتِ النُّصُوْرُ۔ برقی نے ذکر کیا ہے کہ نصور یہاں ناصر کی جمع ہے جبکہ میرے نزدیک یہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ فاعل کی جمع فعول کے وزن پر بہت کم آتی ہے اگر اس وزن پر اس کی جمع آئے بھی تو یہ معروف قیاس کے مطابق نہ ہوگی جس طرح بنو مہلب کو مہالبہ کہتے ہیں اور یہ بنو منذر کو مناذرہ کہتے ہیں جس طرح بنو اشعر بن ادد کو اشعرون اور بنو توبت بن اسد کو تیات کہتے ہیں۔

تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ان سے جنگ کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا کی اور انہیں شکست دی لوگ گمان کرتے ہیں کہ سلمہ بن درید نے ہی ابو عامر اشعری کو تیر مارا تھا جوان کے گھٹنے میں لگا تھا اور آپ کو قتل کر دیا تھا تو اس وقت اس نے یہ شعر کہا۔

اِنْ تَسْئَلُوا عَنِّیْ فَاِنِّیْ سَلَمَه اِبْنُ سَمَادِیْرَ لِمَنْ تَوَسَّمَه

اگر تم میرے بارے میں سوال کرتے ہو تو سن لو میں سمادیر کا بیٹا سلمہ ہوں جو جاننا چاہتا ہے۔

اَضْرِبُ بِالسَّیْفِ رُؤُسَ الْمُسْلِمِ

میں مسلمانوں کے سر تلوار سے اڑاتا ہوں۔

سمادیر سلمہ کی ماں ہے۔

بنو رئاب کے متعلق

بنو نصر سے بنو رئاب میں بہت سارے افراد قتل ہوئے لوگوں کا گمان ہے کہ عبداللہ بن قیس نے عرض کی جسے ابن عوراء بھی کہا جاتا جو بنی وہب بن رئاب سے تعلق رکھتے۔ یا رسول اللہ ﷺ بنو رئاب تو نیست و نابود ہو گئے لوگوں کا خیال ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ان کی مصیبت کی تلافی فرما۔

مالک بن عوف کا ٹھہرنا

مالک بن عوف شکست کے موقع پر بھاگا اور راستہ میں ایک پہاڑی پر اپنی قوم کے چند سواروں کے ساتھ ٹھہر گیا، اپنے ساتھیوں سے کہا یہاں ہی ٹھہرو تاکہ تمہاری قوم کے کمزور آدمی گزر جائیں اور پیچھے رہ جانے والے تمہارے ساتھ آملیں، وہ وہاں ہی ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس کی قوم کے شکست خوردہ افراد ان سے آملے اس موقع پر مالک بن عوف نے کہا۔

وَ لَوْ لَا کَرَّتَانِ عَلٰی مُحَاجٍ لَضَاقَ عَلَی الْعَضَارِیْطِ الطَّرِیْقُ

اگر میرے گھوڑے محاج پر دو دفعہ حملہ نہ ہوتا تو ان قلاش لوگوں پر راستہ تنگ ہو جاتا۔

اس کا قول اَنَا اَخُوْکُمْ یہ اخ کی جمع مذکر سالم ہے جو واؤ نون کے ساتھ ہوتی ہے پھر اضافت کی وجہ سے نون گرا دیا گیا جس طرح وہ شعر پڑھتے ہیں۔

وَلَمَّا تَبَیَّنَّ اصواتنا بکین وَ فَدَیْنَنَا بِالْاَبِیْنَا

جب انہوں نے ہماری آوازیں پہچانیں تو انہوں نے اپنے باپ ہم پر فدا کر دیئے۔

وَ لَوْ لَا كَرُّ دُهْمَانَ بْنِ نَصْرٍ   لَدَى النَّخْلَاتِ مُنْدَفَعَ - الشَّدِيْقِ

اگر دہمان بن نصر پلٹ کر حملہ نہ کرتا نخلستان کے پاس شدیق کے نشیب میں۔

لَآبَتْ جَعْفَرٌ وَ بَنُوْ هَلَالٍ   خَزَايَا مُحْقِبِيْنَ عَلٰى شُقُوْقٍ

تو بنو جعفر اور بنو ہلال واپس لوٹتے ذلیل ورسوا ہو کر، بہت مصیبت میں ہو کر پیچھے چلتے ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا یہ اشعار مالک بن عوف کے ہی ہیں مگر اس موقع پر نہیں کہے گئے اس امر پر درید بن صمہ کا قول بھی دلالت کرتا ہے جو اس حدیث کے آغاز میں گزرا ہے اس نے پوچھا تھا کعب اور کلاب کا اس جنگ میں کیا کردار ہے تو لوگوں نے اسے جواب دیا تھا ان میں سے تو ایک بھی اس لشکر میں شریک نہیں جبکہ بنو جعفر بنو کلاب ہی تو تھے جبکہ مالک بن عوف ان اشعار میں یہ کہتا ہے لَآبَتْ جَعْفَرٌ وَ بَنُوْ هِلَالٍ۔

ابن ہشام نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک گھڑ سوار دستہ نمودار ہوا جبکہ مالک اور اس کے ساتھی اس گھاٹی کے راستہ پر کھڑے تھے اس نے ساتھیوں سے پوچھا کیا دیکھتے ہو؟ جواب دیا ہم ایسے لوگ دیکھتے ہیں جنہوں نے اپنے نیزے اپنے گھوڑوں کے کانوں کے درمیان رکھے ہوئے ہیں جن کے زانو لمبے ہیں۔ کہا یہ بنو سلیم ہیں ان سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں جب وہ آگے بڑھے تو وادی کے نشیبی علاقہ سے آگے چلے گئے پھر ایک اور گھڑ سوار دستہ آیا اس نے ساتھیوں سے پوچھا کیا دیکھتے ہو؟ لوگوں نے بتایا ہم ایک ایسی قوم دیکھتے ہیں جو اپنے نیزوں کو چوڑائی کی حالت میں رکھے ہوئے ہیں اور گھوڑوں پر بے نیازی کے عالم میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا یہ اوس و خزرج کے لوگ ہیں ان سے بھی تمہیں کوئی خطرہ نہیں جب وہ گھاٹی کے نیچے پہنچے تو اسی راستہ پر چلے گئے جس راستہ پر بنو سلیم گئے تھے پھر ایک شاہسوار سامنے آیا مالک نے ساتھیوں سے پوچھا کیا دیکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم ایک شاہسوار دیکھتے ہیں جو لمبے بازوؤں والا ہے اپنا نیزہ کندھے پر رکھے ہوئے ہے اور اپنے سر پر ایک سرخ پٹی باندھے ہوئے ہیں تو مالک نے کہا یہ زبیر بن عوام ہے۔ میں لات کی قسم اٹھاتا ہوں وہ تمہارے ساتھ ضرور جنگ کرے گا اس لئے اس کے

یہ بھی جائز ہے کہ واحد کو جمع کی جگہ رکھا ہو جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔ انتم الولد و نحن الولد۔

حضرت زبیر بن عوام کی صفت میں حضرت مولف نے طویل الباد کا لفظ ذکر کیا ہے۔ الباد کا معنی ران ہے، البلد سے مراد دونوں رانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔

لئے یہیں ٹھہر جاؤ۔ جب حضرت زبیر اس گھاٹی کے نیچے پہنچے تو قوم کو دیکھا آپ اس قوم کی طرف اوپر چڑھنے لگے لگاتار ان سے نیزہ بازی کرتے رہے یہاں تک کہ اس راستہ سے ہٹا دیا۔

فرار کے بارے میں سلمہ کے اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا سلمہ بن درید نے کہا وہ اپنی بیوی کو لے کر بھاگ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے سب کو عاجز کر دیا۔

نَسَّيْتِنِي مَا كُنْتِ غَيْرَ مُصَابَةٍ وَ لَقَدْ عَرَفْتِ غَدَاةَ نَعْفِ الْاَظْرُبِ

تو نے مجھے اس وقت تک بھلائے رکھا جب تک تجھے کوئی مصیبت نہ آئی اور تو نے اظرب (جگہ) کے دامن والی جنگ میں پہچان لیا۔

اَنِّيْ مَنَعْتُكِ وَالرَّكُوْبُ مُحَبَّبٌ وَ مَشَيْتُ خَلْفَكِ مِثْلَ مَشْيِ الْاَنْكَبِ

میں نے تیرا دفاع کیا جبکہ بھاگنا پسندیدہ تھا اور تیرے پیچھے یوں چلا جیسے لنگڑا چلتا ہے۔

اِذْ فَرَّ كُلُّ مُهَذَّبٍ ذِيْ لِمَّةٍ عَنْ اُمِّهٖ وَ خَلِيْلِهٖ لَمْ يُعْقِبِ

جبکہ ہر مہذب شریف آدمی اپنی ماں اور دوست سے بھاگ رہا تھا اور پیچھے مڑ کر دیکھتا بھی نہ تھا۔

حضرت ابو عامر اشعری کی شہادت کا دوبارہ ذکر

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایسے آدمی نے بیان کیا جس کے بارے میں مجھے اعتماد ہے کہ وہ شعر اور ان واقعات کا علم رکھتا ہے کہ حضرت ابو عامر اشعری نے جنگ اوطاس میں دس مشرکوں سے مقابلہ کیا، ایک مشرک نے آپ پر حملہ کیا حضرت ابو عامر نے اس پر حملہ کیا جبکہ ساتھ ہی اسے اسلام کی دعوت بھی دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے اے اللہ اس پر گواہ رہنا۔ حضرت ابو عامر نے اسے قتل کر دیا پھر ایک دوسرے آدمی نے آپ پر حملہ کیا۔ حضرت ابو عامر نے بھی اس پر حملہ کیا ساتھ ہی اسے اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ اس پر گواہ رہنا پھر ابو عامر نے اسے قتل کر دیا پھر وہ ایک ایک کر کے آپ پر حملہ کرتے رہے اور حضرت ابو عامر بھی ان پر حملہ کرتے رہے اور یہی کہتے یہاں تک کہ نو افراد کو قتل کر دیا جبکہ دسواں بچ گیا۔ اس نے حضرت ابو عامر پر حملہ کیا اور حضرت ابو عامر نے بھی اس پر حملہ کیا جبکہ آپ اسے اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ اس پر گواہ رہنا۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ مجھ پر

گواہ نہ بنتا۔ حضرت ابو عامر نے اس سے ہاتھ روک لیا، اس طرح وہ دسواں آدمی بچ نکلا بعد میں مسلمان ہو گیا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی اسے دیکھتے تھے تو فرماتے یہ ابو عامر کے وار سے بچا ہوا فرد ہے۔ حضرت ابو عامر کو دو بھائیوں نے تیر مارا ایک علاء اور دوسرا اوفی تھا۔ یہ حارث کے بیٹے تھے یہ بنو جشم بن معاویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک تیر آپ کے دل میں اور دوسرا تیر گھٹنے میں لگا جنہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری لوگوں کے امیر بن گئے۔ ان دونوں پر حملہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ بنو جشم بن معاویہ میں سے کسی نے ان دونوں کا مرثیہ کہا۔

اِنَّ الرَّزِيَّةَ قَتْلُ الْعَلَاءِ وَ اَوْفَى جَمِيْعًا وَ لَمْ يُسْنَدَا

بے شک بہت بڑی مصیبت ہے علاء اور اوفی دونوں کا قتل جبکہ انہیں کوئی سہارا دینے والا بھی نہ تھا۔

هُمَا الْقَاتِلَانِ اَبَا عَامِرٍ وَ قَدْ كَانَ ذَا هَبَّةٍ اَرْبَدَا

یہی دونوں ابو عامر کو قتل کرنے والے تھے جو بڑا شمشیر زن اور ماہر فن تھا۔

هُمَا تَرَكَاهُ لَدَى مَعْرَكٍ كَاَنَّ عَلَى عِطْفِهِ مُجْسَدَا

ان دونوں نے معرکہ میں اسے یوں چھوڑا کہ اس کے بازو زعفرانی خون سے آلودہ تھے۔

فَلَمْ تَرَ فِي النَّاسِ مِثْلَيْهِمَا اَقَلَّ عِثَاراً وَ اَرْمٰى يَدًا

تو نے لوگوں میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا ہو گا جو کم غلطی کرنے والا ہو اور بہترین تیر انداز ہو۔

ضعیف لوگوں کو قتل کرنا منع ہے

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جبکہ حضرت خالد بن ولید نے اسے قتل کیا تھا جبکہ لوگ اس پر جمع تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی یہ ایک عورت ہے جسے خالد بن

قتال کے احکام

ایک مقتول عورت کے بارے میں حضور ﷺ کا یہ فرمان اَدْرِكْ خَالِدًا۔ خالد کو ملو، فَقُلْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم يَنْهَاكَ اَنْ تَقْتُلَ وَلِيْدًا اَوِامْرَاَةً اَوْ عَسِيْفًا۔ اس سے کہو

ولید نے قتل کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے بعض ساتھیوں سے فرمایا خالد سے ملو اس سے کہو رسول اللہ علیہ السلام تمہیں بچے، عورت یا مزدور کو قتل کرنے سے منع کرتے ہیں۔

شیماء اور بجاد کا واقعہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے بنی سعد بن بکر کے ایک آدمی نے کہا کہ اس روز رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم بجاد پر قابو پالو تو وہ تم سے بچ کر نہ جائے۔ بجاد بنو سعد بن بکر کا ایک آدمی تھا۔ اس نے کوئی برا کام کیا تھا۔ جب مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا تو اسے اور اس کے گھر والوں کو لے آئے اور ساتھ ہی شیماء بنت حارث بن عبدالعزی کو بھی لے آئے۔ شیماء رسول اللہ علیہ السلام کی رضاعی بہن تھی، صحابہ نے انہیں لے جانے میں سختی کی، شیماء نے مسلمانوں سے کہا یہ بات خوب جان لو میں تمہارے صاحب (نبی) کی رضاعی بہن ہوں، صحابہ نے اس کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس لے آئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یزید بن عبید سعدی نے بیان کیا ہے کہ جب شیماء کو حضور علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا گیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ علیہ السلام میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا اس کی کیا نشانی ہے؟ عرض کی دانتوں کے کاٹنے کا نشان میں آپ کو پشت پر اٹھائے ہوئی تھی تو آپ نے میری پشت پر دانتوں سے کاٹا تھا، رسول

رسول اللہ علیہ السلام آپ کو منع کرتے ہیں کہ آپ کسی بچے، عورت اور مزدور کو قتل کرو۔ عسیف سے مراد مزدور ہے یہ حکم قرآن حکیم سے ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ (بقرہ: ۱۹۰) تم انہیں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ خطاب کا سیاق اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ عورت کو اس وقت تک قتل نہ کیا جائے جب تک وہ جنگ نہ کرے۔ جس نے مرتدہ کے مسئلہ کو اس پر قیاس کیا ہے اس نے غلطی کی ہے کیونکہ مرتدہ کو نہ غلام بنایا جاتا ہے اور نہ ہی قید کیا جاتا ہے جبکہ جنگوں میں عورتوں اور ان کے بچوں کو قیدی بنایا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا مال ہیں اس وجہ سے انہیں قتل سے منع کیا گیا۔

دعا میں ہاتھ اٹھانا

جو لوگ شہید ہوئے ان میں حضرت ابو عامر کا ذکر کیا اس کا نام عبید بن سلیم بن حصار تھا۔ یہ ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری کے چچا زاد بھائی تھے، جب یہ شہید ہوئے تو حضور علیہ السلام نے انہیں کے متعلق

اللہ ﷺ نے اسے پہچان لیا اس کے لئے اپنی چادر بچھادی، اس کے اوپر بٹھایا اور اسے اختیار دیا اگر تو پسند کرے تو میرے ہاں محبت بھی ملے گی اور عزت بھی اور اگر تو پسند کرے کہ میں تجھے سازوسامان دوں اور تو اپنی قوم کے افراد کے پاس چلی جائے تو میں اس طرح کرنے کو تیار ہوں۔ عرض کی بلکہ آپ مجھے مال دیں اور میری قوم میں مجھے واپس بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سامان دیا اور اسے اس کی قوم کے پاس واپس بھیج دیا۔ بنوسعد کا یہ بھی خیال ہے کہ حضور ﷺ نے اسے ایک غلام دیا تھا جس کا نام مکحول تھا اور ایک لونڈی دی۔ شیماء نے ان کا ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کر دیا ان کی نسل میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی فرد باقی رہا۔

ابن ہشام نے کہا اللہ تعالیٰ نے غزوہ حنین کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (توبہ:26-25) ”بیشک مدد فرمائی تمہاری اللہ نے بہت سے جنگی میدانوں میں اور حنین کے روز بھی جبکہ گھمنڈ میں ڈال دیا تھا تمہیں تمہاری کثرت نے پس نہ فائدہ دیا تمہیں (اس کثرت نے) کچھ بھی اور تنگ ہوگئی تم پر زمین باوجود اپنی وسعت کے۔ پھر تم مڑے پیٹھ پھیرتے ہوئے۔ پھر نازل فرمائی اللہ نے اپنی (خاص) تسکین اپنے رسول پر اور اہل ایمان پر اور اتارے وہ لشکر جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے کافروں کی“۔

غزوہ حنین کے شہداء

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا غزوہ حنین کے موقع پر جو مسلمان شہید ہوئے یہ ان کے نام ہیں۔ بنو ہاشم میں سے ایمن بن عبید، بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن اسود بن

خوب ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی۔ اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دے یہ دعا آپ نے تین دفعہ کی تھی اس میں ایک فقہ کا مسئلہ بھی ہے کہ دعا میں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ ایک قوم نے اسے مکروہ جانا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے چند لوگوں کو دیکھا جو دعا کے وقت ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے کہا انہوں نے دعا کو اٹھار کھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نامراد کرے۔ اللہ کی قسم اگر یہ بلند و بالا پہاڑ سے بھی اونچے کر لیں تو اس طرح اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ کریں گے۔ حضرت امام مالک کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر ہر نماز کے بعد دعا کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو

مطلب بن اسد، ان کا گھوڑا سرکش ہو گیا تھا جسے جناح کہتے پس آپ کو قتل کر دیا گیا۔ انصار میں سے سراقہ بن حارث بن عدی یہ بنی عجلان میں سے تھے۔ اشعریوں میں سے ابو عامر اشعری تھے۔

حنین کے قیدی

غزوۂ حنین میں قید کئے جانے والے قیدی اور ان کے مال حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کئے گئے مالِ غنیمت پر حضرت مسعود بن عمرو غفاری معین تھے۔ حضور ﷺ نے قیدیوں اور اموال کو جعرانہ لے جانے کا حکم ارشاد فرمایا وہاں ان کو جمع کر دیا گیا۔

غزوۂ حنین کے موقع پر بجیر کے اشعار

لَوْ لَا الْاِلٰهُ وَ عَبْدُهٗ وَلَّيْتُمْ حِيْنَ اسْتَخَفَّ الرُّعْبُ كُلَّ جَبَانِ

اگر اللہ تعالیٰ اور اس کا بندہ خاص نہ ہوتا تو پیٹھ دے کر بھاگ جاتے جب رعب نے ہر بزدل کو اوچھا اور ہلکا بنا دیا تھا۔

بِالْجِزْعِ يَوْمَ حَبَا لَنَا اَقْرَانُنَا وَ سَوَابِحٌ يَكْبُوْنَ لِلْاَذْقَانِ

وادی کے موڑ میں جس روز ہمارے دشمن ہمارے سامنے آ رہے تھے اور تیز رفتار گھوڑے منہ کے بل گر رہے تھے۔

مِنْ بَيْنِ سَاعٍ ثَوْبُهٗ فِيْ كَفِّهٖ وَ مُقَطَّرٍ بِسَنَابِكٍ وَ لَبَانِ

کچھ دوڑنے والے اپنے کپڑے اپنی ہتھیلیوں میں دبائے ہوئے تھے اور کچھ کے اردگرد تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور کچھ کے سینوں کو گھوڑے روندتے جا رہے تھے۔

وَاللّٰهُ اَكْرَمَنَا وَ اَظْهَرَ دِيْنَنَا وَ اَعَزَّنَا بِعِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ

امام مالک نے کہا یہ اچھا عمل ہے اور میرا یہ گمان نہیں کہ وہ بہت زیادہ اٹھاتے ہیں جو ہاتھ اٹھانے کا قائل ہے۔ ان کی دلیلوں سے ایک روایت ہے جو ابھی گزری ہے ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو سریہ غمیصاء میں گزری ہے جب حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا تھا اور عرض کی تھے اے اللہ خالد نے جو کیا ہے اس سے میں تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں، ہر ایک کا ماخذ ہے۔ جس نے اسے مکروہ کہا ہے اس نے ہاتھ اٹھانے میں زیادتی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ جس طرح دعا میں آواز کو بہت بلند کرنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو کیونکہ تم نہ بہرے کو بلا رہے ہو اور نہ ہی غائب کو۔ امام مالک کے قول کا بھی یہی مطلب ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دی ہمارے دین کو غالب کیا اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے (اپنی عبادت) کی وجہ سے عزت دی۔

وَاللّٰہُ اَھْلَکَھُمْ وَ فَرَّقَ جَمْعَھُمْ وَ اَذَلَّھُمْ بِعِبَادَۃِ الشَّیْطَانِ

اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا اور ان کی جمعیت کو بکھیر دیا اور انہیں شیطان کی عبادت کی وجہ سے ذلیل ورسوا کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض راوی یہ بھی روایت کرتے ہیں۔

اِذْ قَامَ عَمُّ نَبِیِّکُمْ وَ وَلِیُّہٗ یَدْعُوْنَ یَا لَکَتِیْبَۃِ الْاِیْمَانِ

یاد کرو اس وقت جب تمہارے نبی کے چچا اور آپ کے ولی کھڑے ہوئے جبکہ مومنوں کے لشکر کو بلاتے تھے۔

اَیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ اَجَابُوْا رَبَّھُمْ یَوْمَ الْعُرَیْضِ وَ بَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ

کہاں ہیں وہ جو اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہہ چکے ہیں یوم عریض (وادی کا نام) اور بیعۃ الرضوان میں۔

غزوۂ حنین کے بارے میں عباس بن مرداس کے اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عباس بن مرداس نے غزوۂ حنین کے موقع پر یہ اشعار کہے۔

اِنِّیْ وَالسَّوَابِحَ یَوْمَ جَمْعٍ وَ مَا یَتْلُوْا الرَّسُوْلُ مِنَ الْکِتَابِ

میں نے معرکہ کے روز تیز رفتار گھوڑوں اور رسول اللہ ﷺ جو کتاب تلاوت کرتے ہیں کے ساتھ۔

لَقَدْ اَحْبَبْتُ مَا لَقِیَتْ ثَقِیْفٌ بِجَنْبِ الشِّعْبِ اَمْسِ مِنَ الْعَذَابِ

مٹھی بھرنا اور چہروں کا بدل جانا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے علاوہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے پتھریلی زمین سے ایک مٹھی بھری جبکہ آپ خچر پر سوار تھے آپ نے یہ کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں اور کہا چہرے بدرو ہو جائیں تو لوگ شکست کھا گئے اس کا باب یوں چلے گا۔ شَاھَتْ تَشَاہُ کیونکہ اس کی ماضی کا وزن فَعِلَ ہے۔ جب آپ نے مٹھی بھری تو خچر آپ کے ساتھ زمین کی طرف جھکا تھا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ علماء نے حَضَجَتْ کی یہ وضاحت کی ہے کہ اس خچر نے اپنے آپ کو زمین کی طرف جھکا دیا تھا اور

تحقیق میں نے بنو ثقیف کو جواب دیا جب وہ ملے گھاٹی کی ایک جانب ایسا جواب جو عذاب جیسا تھا۔

هُمْ رَأْسُ الْعَدُوِّ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ فَقَتْلُهُمْ اَلَذُّ مِنَ الشَّرَابِ

اہل نجد میں بنو ثقیف ہمارے دشمنوں کے سردار ہیں انہیں قتل کرنا شراب سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔

هَزَمْنَا الْجَمْعَ جَمْعَ بَنِیْ قَسِیٍّ وَ حَكَّتْ بَرْكَهَا بِبَنِیْ رِئَابِ

ہم نے بنو قسی کی جمعیت کو شکست دی جب جنگ نے بنو رباب پر اپنے سینے کو رگڑا۔

وَصِرْمًا مِنْ هِلَالٍ غَادَرَتْهُمْ بِاَوْطَاسٍ تُعَفَّرُ بِالتُّرَابِ

اور بنو ہلال کے خاندان کو میں نے اوطاس میں چھوڑا جبکہ وہ مٹی میں لت پت تھے۔

وَ لَوْ لَاقَیْنَ جَمْعَ بَنِیْ كِلَابٍ لَقَامَ نِسَاؤُهُمْ وَالنَّقْعُ كَابِیْ

اگر ہمارے گھوڑے بنو کلاب کے لشکر سے معرکہ آراء ہوتے تو ان کی عورتیں کھڑی ہوتیں جبکہ غبار سخت ہوتا۔

رَكَضْنَا الْخَیْلَ فِیْهِمْ بَیْنَ بُسٍّ اِلَى الْاَوْرَالِ تَنْحِطُ بِالنِّهَابِ

ہم نے ان پر گھوڑے خوب دوڑائے بُس (1) (جگہ) اور اورال (2) کے درمیان جو تھوڑے مال غنیمت کی وجہ سے ہانپ رہے ہیں۔

بِذِیْ لَجَبٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْهِمْ كَتِیْبَتُهٗ تُعَرَّضُ لِلضِّرَابِ

ہم ایسے عظیم لشکر کے ساتھ تھے جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، آپ کا لشکر شمشیر زنی کے لئے مکمل تیار تھا۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کا قول تعفر بالتراب۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے علماء سے مروی ہے۔

اپنے پیٹ کو مٹی کے ساتھ ملا دیا اسی سے یہ لفظ ہے حضاج یہ بھرا ہوا مشکیزہ ہوتا ہے جسے کسی چیز کے ساتھ لٹکایا گیا ہو اور اس کی طرف جھکایا گیا ہو جس خچر پر آپ اس وقت سوار تھے اسے بیضاء کہا جاتا۔ یہ خچر فروہ بن نفاثہ نے آپ ﷺ کو پیش کیا تھا۔ ایک اور خچر کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، اس کا نام دلدل تھا اور جس نے یہ خچر حضور ﷺ کو پیش کیا تھا اس کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔

1۔ بنو جشم کا چشمہ۔ 2۔ تین سیاہ پہاڑ

ابن عفیف کا ابن مرداس کو جواب

عطیہ بن عفیف نصری نے جواب دیا یہ ابن ہشام نے ہمیں بیان کیا اور کہا۔

أَفَاخِرَةٌ رِفَاعَةُ فِيْ حُنَيْنٍ وَ عَبَّاسُ بْنُ رَاضِعَةِ اللِّجَاب

کیا رفاعہ حنین کی جگہ جنگ میں فتح پر فخر کرنے والا ہے اور عباس فخر کرنے والا ہے جو کم دودھ دینے والی بکریوں کا بیٹا ہے۔

فَإِنَّكَ وَالْفِخَارَ كَذَاتِ مِرْطٍ لِرَبَّتِهَا وَ تَرْفُلُ فِي الْإِهَابِ

اے عباس تو اور تیرا فخر کرنا اس چادر والی کی طرح ہے جو اپنی مالکہ کی چادر زیب تن کرتی ہے اور اس لباس میں ناز و انداز سے چلتی ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عطیہ بن عفیف نے یہ دو اشعار کہے جب عباس نے ہوازن کے بارے میں غزوۂ حنین کے موقع پر بہت زیادہ اشعار کہے تھے جبکہ رفاعہ بنو جہینہ سے تعلق رکھتا تھا۔

عباس بن مرداس کے اور اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عباس بن مرداس نے کہا۔

يَا خَاتَمَ النُّبَاءِ إِنَّكَ مُرْسَلٌ بِالْحَقِّ كُلُّ هُدَى السَّبِيْلِ هُدَاكَا

اے خاتم النبیین بے شک آپ رسول برحق ہیں سیدھے راستے کی طرف ہر ہدایت آپ کی ہدایت ہے۔

إِنَّ الْإِلٰهَ بَنَى عَلَيْكَ مَحَبَّةً فِيْ خَلْقِهٖ وَ مُحَمَّدًا سَمَّاكَا

اصحاب شجرہ کو نداء

حضرت مولف نے حضرت عباس کی نداء کا ذکر کیا ہے۔ اے اصحاب سمرہ حضرت عباس کی بڑی بلند آواز تھی اصحاب سمرہ سے مراد بیعۃ رضوان والے صحابہ ہیں جنہوں نے (حدیبیہ میں) ایک درخت کے نیچے بیعت کی تھی وہ درخت سمرہ تھا۔

ضحاک بن سفیان کلابی

کلابی کا ذکر کیا ہے اس سے مراد ضحاک بن سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب الکلائی ہے جس کی کنیت ابو سعید تھی یہ تلوار سونت کر حضور ﷺ کے پاس کھڑے رہتے۔ یہ اکیلے سو سواروں

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر آپ کی محبت لازم کر دی ہے اور آپ کا نام نامی محمد رکھا ہے۔

ثُمَّ الَّذِيْنَ وَفَوْا بِمَا عَاهَدْتَهُمْ جُنْدٌ بَعَثْتَ عَلَيْهِمُ الضَّحَّاكَا

پھر وہ صحابہ جنہوں نے وہ وعدہ پورا کر دیا جو تو نے ان سے لیا وہ ایسا لشکر ہے جن پر تو نے ضحاک کو امیر بنایا۔

رَجُلًا بِهٖ ذَرَبُ السِّلَاحِ كَاَنَّهٗ لَمَّا تَكَنَّفَهُ الْعَدُوُّ يَرَاكَا

وہ ایسے بہادر ہیں جن کا اسلحہ بڑا تیز ہے جب دشمن اسے گھیر لے تو گویا وہ تجھے دیکھتا ہے۔

يَغْشٰى ذَوِى النَّسَبِ الْقَرِيْبِ وَ اِنَّمَا يَبْغِيْ رِضَا الرَّحْمٰنِ ثُمَّ رِضَاكَا

وہ قریبی رشتہ رکھنے والوں پر بھی چھا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے پھر تیری رضا چاہتا ہے۔

اُنْبِيْكَ اَنِّىْ قَدْ رَاَيْتُ مَكَرَّهٗ تَحْتَ الْعَجَاجَةِ يَدْمَغُ الْاِشْرَاكَا

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے خود اسے دیکھا کہ وہ غبار کے نیچے بار بار حملہ کرتا تھا اور شرک پر ضرب کاری لگاتا۔

طَوْرًا يُعَانِقُ بِالْيَدَيْنِ وَ تَارَةً يَفْرِىْ الْجَمَاجِمَ صَارِمًا بَتَّاكَا

کبھی دونوں ہاتھوں کے ساتھ معانقہ کرتا اور سرداروں کو چیرتا اور کاٹ دار تلوار بن جاتا۔

يَغْشٰى بِهٖ هَامَ الْكُمَاةِ وَ لَوْ تَرٰى مِنْهُ الَّذِىْ عَايَنْتُ كَانَ شِفَاكَا

اس تلوار کی مدد سے سرداروں کی کھوپڑیوں پر چھا جاتا اگر تم اس سے وہ چیز خود دیکھ لیتے جو میں نے دیکھی تو تجھے اطمینان ہو جاتا۔

وَ بَنُوْ سُلَيْمٍ مُعْنِقُوْنَ اَمَامَهٗ ضَرْبًا وَ طَعْنًا فِى الْعَدُوِّ دِرَاكَا

کے برابر سمجھے جاتے۔ غزوۂ حنین کے موقع پر بنو سلیم کی تعداد نو سو تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ضحاک کو ان کا امیر بنایا اور فرمایا اس کے ساتھ تم ہزار ہو گئے ہو۔ عباس بن مرداس نے اپنے شعر جُنْدٌ بَعَثْتَ عَلَيْهِمُ الضَّحَّاكَ سے یہی مراد لیا ہے۔

برقی نے کہا یہ ضحاک بن سفیان کلابی نہیں بلکہ وہ ضحاک بن سفیان سلمہ ہے۔ بکائی کی روایت کے علاوہ حضرت ابن اسحاق سے یہ روایت مذکور ہے کہ انہوں نے اس کا نسب بہثہ بن سلیم تک ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے صحابہ میں صرف پہلے کو شمار کیا ہے وہی کلابی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور بنو سلیم ضحاک کے سامنے لڑائی کر رہے تھے شمشیر زنی اور نیزہ بازی کرتے ہوئے دشمنوں میں پے در پے۔

يَمْشُوْنَ تَحْتَ لِوَائِهٖ وَ كَاَنَّهُمْ اُسْدُ الْعَرِيْنِ اَرَدْنَ ثَمَّ عِرَاكَا

وہ ضحاک کے جھنڈے کے نیچے چل رہے تھے گویا وہ کچھار کے شیر ہیں جنہوں نے وہاں معرکہ بپا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

مَا يَرْتَجُوْنَ مِنَ الْقَرِيْبِ قَرَابَةً اِلَّا لِطَاعَةِ رَبِّهِمْ وَ هَوَاكَا

وہ کسی قریبی رشتہ دار سے قرابت کی امید نہیں رکھتے مگر وہ تو اپنے رب کی اطاعت اور تیری رضا کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔

هٰذِىْ مَشَاهِدُنَا الَّتِىْ كَانَتْ لَنَا مَعْرُوْفَةً وَ وَلِيُّنَا مَوْلَاكَا

یہ ہمارے مشاہدے ہیں جو ہمارے لئے جانے پہچانے ہیں اور ہمارا مددگار تمہارا آقا ہے۔

عباس بن مرداس کے مزید اشعار

اِمَّا تَرٰى يَا اُمَّ فَرْوَةَ خَيْلَنَا مِنْهَا مُعَطَّلَةٌ تُقَادُ وَ ظُلَّعُ

اے ام فروہ اگر تو ہمارے گھوڑوں کو دیکھتی جن میں سے کچھ معطل اور کچھ لنگڑے ہو چکے ہیں کیونکہ انہیں جنگوں کے لئے لے جایا جاتا ہے۔

اَوْهٰى مُقَارَعَةُ الْاَعَادِىْ دَمَّهَا فِيْهَا نَوَافِذُ مِنْ جِرَاحٍ تَنْبَعُ

دشمنوں کے ساتھ برسرپیکار رہنے نے ان کے خون کو خراب کر دیا ہے ان کے جسموں میں زخموں کے گھاؤ ہیں جو بہتے رہتے ہیں۔

فَلَرُبَّ قَائِلَةٍ كَفَاهَا وَقْعُنَا اَزَمَ الْحُرُوْبِ فَسِرْبُهَا لَا يُفْزَعُ

بہت ساری باتیں کرنے والیوں کے لئے کافی ہو جاتا ہمارا جنگوں کی سختیوں میں پڑے رہنا

ابن مرداس کا قصیدہ عینیہ

عباس بن مرداس کے اشعار کا ذکر کیا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔ عَفَا مِجْدَلٌ مِنْ اَهْلِهٖ فَمُتَالِعُ۔ مجدل کا معنی محل ہے اس شعر میں یہ جگہ کا نام ہے۔ اسی شعر میں فِبِطْلَا اَرِيْكٍ کے الفاظ ہیں۔ مِطْلًا۔ مد اور قصر دونوں ورتوں میں لکھا جاتا ہے۔ یہ ایسی زمین کو کہتے ہیں جو چلنے میں مشکل پیدا کرے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ طلی سے مفعال کے وزن پر ہے جو طلی سے مشتق ہے

جبکہ جنگ اب خوفزدہ چیز نہیں رہی۔

لَا وَفْدَ كَالْوَفْدِ الْاُلٰى عَقَدُوْا لَنَا سَبَبًا بِحَبْلِ مُحَمَّدٍ لَا يُقْطَعُ

اس وفد جیسا کوئی وفد نہیں جس نے ہمارا رشتہ حضور ﷺ کے ساتھ جوڑ دیا ہے جو ختم ہونے والا نہیں۔

وَفْدٌ اَبُوْ قَطَنٍ حُزَابَةُ مِنْهُمْ وَ اَبُوْا الْغُيُوْثِ وَ وَاسِعٌ وَالْمِقْنَعُ

یہ ایسا وفد ہے جس میں ابوقطن حزابہ، ابوغیوث، واسع اور مقنع شامل ہیں۔

وَالْقَائِدُ الْمِئَةِ الَّتِيْ وَفَّى بِهَا تِسْعَ الْمِئِيْنَ فَتَمَّ اَلْفٌ اَقْرَعُ

اور وہ بھی ان میں شامل ہے جو سو کا قائد ہے جس کے ساتھ مل کر نو سو ہزار پورے ہوئے۔

جَمَعَتْ بَنُوْ عَوْفٍ وَ رَهْطُ مُخَاشِنٍ سِتًّا وَاَجْلَبَ مِنْ خُفَافٍ اَرْبَعُ

بنوعوف اور بنومخاشن نے چھ سو افراد جمع کئے اور بنوخفاف کے چار سو آدمی جمع ہوئے۔

فَهُنَاكَ اِذْ نُصِرَ النَّبِيُّ بِاَلْفِنَا عَقَدَ النَّبِيُّ لَنَا لِوَاءً يَلْمَعُ

وہاں ہی جب حضور ﷺ کی ہمارے ہزار افراد کے ساتھ مدد کی گئی تو حضور ﷺ نے جھنڈا باندھا جو چمک رہا تھا۔

فُزْنَا بِرَأْيَتِهِ وَ اَوْرَثَ عَقْدُهُ مَجْدَ الْحَيَاةِ وَ سُؤْدَدًا لَا يُنْزَعُ

ہم آپ کے جھنڈے کی برکت سے کامیاب ہوئے اور آپ کے معاہدے نے ہمارے لئے زندگی کی عزت اور ایسی سرداری عطا کر دی جو چھینی نہیں جا سکتی۔

وَ غَدَاةَ نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ جَنَاحُهُ بِبِطَاحِ مَكَّةَ وَالْقَنَا يَتَهَزَّعُ

اس روز ہم حضور ﷺ کے بازو تھے مکہ کی وادی میں جبکہ نیزے حرکت میں تھے۔

كَانَتْ اِجَابَتُنَا لِدَاعِي رَبِّنَا بِالْحَقِّ مِنَّا حَاسِرٌ وَ مُقَنَّعُ

جس کا معنی میںنا ہے یُطْلَی یعنی اس کی ٹانگ باندھ دی جائے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے مِطْلَاء فعلاء کا وزن ہے یہ مَطَلْتُ سے مشتق ہے جس کا معنی مدت ہے یعنی میں نے لمبا کیا اس کی جمع مطال آتی ہے یہ امالی میں ہے۔

اَمَا تَسْئَلَانِ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَ الْحِمَى اَلَا فَسَقَى اللّٰهُ الْحِمٰى فَالْمَطَالِيَا

کیا تم دونوں اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرو گے کہ وہ چراگاہ کو سیراب کرے خبردار اللہ تعالیٰ نے چراگاہ اور بے آباد زمین کو سیراب کیا ہے۔

ہمارا لبیک کہنا اس داعی کے لئے تھا جو ہمارے رب کی طرف حق کے ساتھ دعوت دے رہا تھا ہم میں سے کچھ زرہ کے بغیر تھے اور کچھ نے سروں پر خود رکھے ہوئے تھے۔

فِیْ کُلِّ سَابِغَةٍ تَخَیَّرَ سَرْدَهَا دَاوُدَ اِذْ نَسَجَ الْحَدِیْدَ وَتُبَّعُ

یہی ایسی زرہوں میں تھے جنہیں حضرت داؤد علیہ السلام اور تبع نے اچھی طرح بنوایا تھا جب زرہ بنی جارہی تھی۔

لَنَا عَلَی بِئْرِیْ حُنَیْنٍ مَوْکِبٌ دَمْغَ النِّفَاقَ وَهَضْبَةٌ مَا تُقْلَعُ

ہمارے حنین کے چشموں پر ایسے لشکر تھے جیسے نفاق کا نشان اور چٹان ہو جو اپنی جگہ سے دور ہٹائی نہیں جاسکتی۔

نُصِرَ النَّبِیُّ بِنَا وَ کُنَّا مَعْشَرًا فِیْ کُلِّ نَائِبَةٍ نَضُرُّ وَ نَنْفَعُ

حضور ﷺ کی مدد ہمارے ذریعے کی گئی، ہم ہر مصیبت میں نقصان بھی پہنچاتے ہیں اور نفع بھی۔

ذُدْنَا غَدَاتَئِذٍ هَوَازِنَ بِالْقَنَا وَالْخَیْلُ یَغْمُرُهَا عَجَاجٌ یَسْطَعُ

ہم نے اس روز بھگا دیا بنو ہوازن کو نیزوں کے ساتھ جبکہ گھوڑوں کو ڈھانپے ہوا تھا وہ غبار جو پھیلنے والا تھا۔

اِذْ خَافَ حَدَّهُمُ النَّبِیُّ وَاَسْنَدُوْا جَمْعًا تَکَادُ الشَّمْسُ مِنْهُ تَخْشَعُ

جب حضور ﷺ ان کی طاقت سے اندیشہ کر رہے تھے انہوں نے ایسے لشکر کا سہارا لیا تھا جس سے سورج بھی عاجزی کر رہا تھا۔

تُدْعٰی بَنُوْ جُشَمٍ وَ تُدْعٰی وَسْطَهُ اَفْنَاءُ نَصْرٍ وَالْاَسِنَّةُ شُرَّعُ

بنو جشم کو بلایا جارہا تھا اور اس کے وسط میں بنو نصر کو دعوت دی جارہی تھی جبکہ نیزے بلند کئے جاچکے تھے۔

انہیں میں ایک شعر یہ بھی ہے۔

وَ تَزُوْدُ اَخَانَا عَنْ اَخِیْنَا وَلَوْ نَرٰی مَصَالًا لَکُنَّ الْاَقْرَبِیْنَ نُتَابِعُ

یہاں وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ بنو سلیم سے ہے اور بنو سلیم بنو قیس سے ہیں جس طرح بنو ہوازن بنو قیس سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دونوں ابن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس تھے۔ شعر کا معنی ہے ہم بھائیوں سے جنگ کرتے ہیں اور انہیں اپنے بھائیوں بنو سلیم سے دور کرتے ہیں۔ اگر ہم دین کے

حَتّٰى اِذَا قَالَ الرَّسُوْلُ مُحَمَّدٌ   أَبَنِىْ سُلَيْمٍ قَدْ وَفَيْتُمْ فَارْفَعُوْا

یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنو سلیم تم نے وفاداری کا حق ادا کر دیا اب رک جاؤ۔

رُحْنَا وَلَوْ لَا نَحْنُ اَجْحَفَ بَأْسُهُمْ   بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَحْرَزُوْا مَا جَمَّعُوْا

ہم شام کو واپس آئے اگر ہم نہ ہوتے تو بنو ہوازن کی طاقت مومنوں کو مشقت میں ڈال دیتی اور ان کے لشکر مسلمانوں پر غالب آجاتے۔

ابن مرداس نے غزوۂ حنین کے بارے میں مزید یہ اشعار بھی کہے۔

عَفَا مِجْدَلٌ مِنْ أَهْلِهٖ فَمُتَالِعُ   فَمِطْلَا اَرِيْكٍ قَدْ خَلَا فَالْمَصَانِعُ

مجدل اپنے رہنے والوں (کے نہ ہونے سے) مٹ گیا پھر متالع مٹ گیا اریک کی زمین خالی ہوگئی مکان اور حوض خالی ہو گئے۔

دِيَارٌ لَنَا يَا جُمْلُ اِذْ جُلُّ عَيْشِنَا   رَخِيٌّ وَ صَرْفُ الدَّهْرِ لِلْحَيِّ جَامِعُ

اے جمل ہمارے تمام گھر مٹ گئے یاد کرو اس وقت کو جب ہماری زندگی کا اکثر حصہ خوشحالی میں گزرا پھر حادثات زمانہ نے پورے قبیلہ کو لپیٹ میں لے لیا۔

حُبَيِّبَةُ اَلْوَتْ بِهَا غُرْبَةُ النَّوٰى   لِبَيْنٍ فَهَلْ مَاضٍ مِنَ الْعَيْشِ رَاجِعُ

بنو حبیبہ کو بھی لپیٹ کر رکھ دیا۔ غریب الوطنی اور جدائی نے بتاؤ کیا گزری ہوئی زندگی واپس آسکتی ہے۔

فَاِنْ تَبْتَغِى الْكُفَّارَ غَيْرَ مَلُوْمَةٍ   فَاِنِّىْ وَزِيْرٌ لِلنَّبِيِّ وَ تَابِعُ

معاملہ میں اختیار دیکھتے۔ مصال یہ صولہ سے مفعل کا وزن ہے تو ہم اپنے قریبی رشتہ داروں ہوازن کے ساتھ ہوتے۔

لیکن اللہ کا دین تو حضرت محمد ﷺ کا دین ہے جس کی ہدایت اور شریعت پر ہم راضی ہیں اسی بارے میں اس کا یہ شعر ہے۔

دَعَانَا اِلَيْهِمْ خَيْرُ وَفْدٍ عَلِمْتُهُمْ   خزيمة وَالْمَدَّارُ مِنْهُمْ وَ وَاسِعُ

یہ بنو سلیم کا وفد تھا جو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا پھر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ اس وفد میں مدار سلمی اور واسع سلمی اور خزیمہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ خزیمہ بن جزی ہے جو حبان بن جزی کا بھائی ہے۔ دار قطنی اس کے بارے میں کہا کرتے تھے جزی یہ لفظ جیم اور زاء کے کسرہ

اگر تم کفار کی دوستی کی خواہش کرتے ہو اور انہیں ملامت کا مستحق نہیں جانتے (تو کیا ہوا) میں تو نبی کریم ﷺ کا حمایتی اور تابعدار ہوں۔

دَعَانَا اِلَيْهِمْ خَيْرُ وَفْدٍ عَلِمْتُمْ خُزَيْمَةُ وَالْمَرَّارُ مِنْهُمْ وَ وَاسِعُ

ہمیں مسلمانوں کی طرف دعوت دی بہترین وفد نے جیسے تم خوب جانتے ہو ان میں خزیمہ، مرار اور واسع ہیں۔

فَجِئْنَا بِأَلْفٍ مِنْ سُلَيْمٍ عَلَيْهِمُ لَبُوْسٌ لَهُمْ مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ رَائِعُ

ہم بنو سلیم کے ایک ہزار افراد کے ساتھ حاضر ہوئے جن کے جسموں پر عمدہ زرہیں ہیں (گویا وہ) حضرت داؤد علیہ السلام کی بنی ہوئی ہیں۔

نُبَايِعُهُ بِالْاَخْشَبَيْنِ وَ اِنَّمَا يَدَ اللّٰهِ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ نُبَايِعُ

ہم حضور ﷺ کے ہاتھ پر اخشبین کے مقام پر بیعت کر رہے تھے تو گویا اخشبین میں اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔

فَجِئْنَا مَعَ الْمَهْدِيِّ مَكَّةَ عَنْوَةً بِاَسْيَافِنَا وَالنَّقْعُ كَابٍ وَسَاطِعُ

کے ساتھ ہے۔

انہیں اشعار میں ہے يَدُ اللّٰهِ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ نُبَايِعُ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح: ۱۰) کی طرف اشارہ ہے۔ ان اشعار میں حضرت عباس بن مرداس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے قائم مقام رکھا ہے جس طرح حضور ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا هُوَ يَمِيْنُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ۔ یہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے۔ حجر اسود کو مصافحہ کرنے اور چومنے میں بادشاہ کے دائیں ہاتھ کی جگہ رکھا ہے جس سے مصافحہ کیا جاتا ہے کیونکہ حج کرنے والا عظیم بادشاہ کی خدمت میں حاضری دیتا ہے اور اس کے گھر کی زیارت کرتا ہے حجر اسود کو بوسہ دینے کو اللہ تعالیٰ سے مصافحہ قرار دیا ہے جس طرح صدقہ میں رغبت پیدا کرنے، اس کی قبولیت کی بشارت دینے اور جس کو صدقہ دیا جا رہا ہے اس کی حرمت کی تعظیم کی خاطر صدقہ کا سوال کرنے والے اور صدقہ لینے والے کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ قرار دیا جا رہا ہے کیونکہ صدقہ دینے والا اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہی اسے فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ (التوبہ: ۱۰۴) حضور ﷺ کا فرمان ہے اِنَّمَا يَضَعُهَا فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ يُرَبِّيْهَا لَهٗ۔ صدقہ دینے والا صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دیتا ہے جو اسے بڑھاتا رہتا ہے۔

ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ مکہ کو اپنی تلواروں کے ساتھ پوری قوت سے روند ڈالا جبکہ غبار اڑ رہا تھا اور پھیل رہا تھا۔

عَدَنِيَّةٌ وَالْخَيْلُ يَغْشَى مُتُونَهَا حَمِيْمٌ وَآنٍ مِنْ دَمِ الْجَوْفِ نَاقِعُ

وہ تلواریں عدن کی بنی ہوئی تھیں جبکہ گھوڑوں کی پشتوں پر پسینہ غالب تھا اور ان کے پیٹ گرم گرم خون سے بھرے ہوئے تھے۔

وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ حِيْنَ سَارَتْ هَوَازِنُ اِلَيْنَا وَضَاقَتْ بِالنُّفُوْسِ الْاَضَالِعُ

غزوۂ حنین کے موقع پر جب بنو ہوازن ہماری طرف چلے اور جس وقت پسلیاں سانسوں سے تنگ پڑ رہی تھیں۔

صَبَرْنَا مَعَ الضَّحَّاكِ لَا يَسْتَفِزُّنَا قِرَاعُ الْاَعَادِيْ مِنْهُمْ وَالْوَقَائِعُ

ہم نے ضحاک کے ساتھ صبر کیا دشمنوں کے مقابلہ اور ان کی طرف سے لائے جانے والے حوادثات نے ہمیں متزلزل نہیں کیا۔

عباس بن مرداس کے شعر۔

اِنَّ الْاِلٰهَ بَنٰى عَلَيْكَ مَحَبَّةً فِيْ خَلْقِهٖ وَ مُحَمَّدًا سَمَّاكَا

میں بڑا دقیق معنی، عظیم غرض اور حکمت نبویہ کا ادراک ہے۔ ہم نے اس چیز کو ایک اور جگہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا نام محمد اور احمد رکھا جبکہ اس سے قبل آپ کی قوم میں یہ نام نہ تھے، آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں حکم دیا گیا تھا کہ وہ آپ کا نام محمد رکھے تو اسم کے معنی اور مسمی کی صفت میں مکمل موافقت ظاہر ہوئی۔ ہم نے اس چیز کو وہاں بیان کیا ہے۔ اسی وجہ سے شاعر نے کہا بنی علیك محبة کیونکہ بناء سے مراد بنیاد پر کسی چیز کو جوڑنا اور ملانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کے مقدمات کی بنیاد رکھی ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی ولادت سے پہلے آپ کا نام محمد رکھ دیا اور لگا تار آپ کے اخلاق کے محامد اور دلوں میں محبت پیدا کرنے والے خصائل کو بڑھاتا رہا یہاں تک کہ مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بلند مقام تک آپ جا پہنچے یہاں تک کہ خالق اور مخلوق کی طرف سے آپ کے لئے محبت مکمل ہوگئی اور آپ کے نام کا معنی حقیقت میں ظاہر ہوگیا۔ آپ وہ اینٹ ہیں جس سے عمارت مکمل ہوئی جس طرح حضور ﷺ نے خود اس کی وضاحت کی۔ یہ عباس بن مرداس کے شعر کا مفہوم ہے کیونکہ انہوں نے کہا اِنَّ الْاِلٰهَ بَنٰى عَلَيْكَ الْبَيْت (1)۔

1۔ متن میں محبۃ کا لفظ ہے جبکہ شرح میں البیت کا لفظ ہے۔

اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَخْفِقُ فَوْقَنَا لِوَاءٌ كَحُذْرُوْفِ السَّحَابَةِ لَامِعُ
رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہمارے اوپر چمکدار جھنڈا یوں پھڑ پھڑا رہا تھا جیسے اوپر نیچے ہوتا ہوا بادل۔

عَشِيَّةَ ضَحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ مُعْتَصٍ بِسَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالْمَوْتُ كَانِعُ
جس شام کو ضحاک بن سفیان رسول اللہ ﷺ کی تلوار چلا رہے تھے جبکہ موت قریب کھڑی تھی۔

نَذُوْدُ اَخَانَا عَنْ اَخِيْنَا وَ لَوْ نَرٰى مَصَالًا لَكُنَّا الْاَقْرَبِيْنَ نُتَابِعُ
ہم بھائیوں کو بھائیوں سے بھگا رہے تھے اگر ہم کوئی گنجائش دیکھتے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کی اتباع کرتے۔

وَلٰكِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ دِيْنُ مُحَمَّدٍ رَضِيْنَا بِهٖ فِيْهِ الْهُدٰى وَالشَّرَائِعُ
لیکن اللہ کا دین جو دین محمد ہے اس پر ہم راضی ہوئے اس میں ہدایت ہے اور زندگی کے قوانین ہیں۔

اَقَامَ بِهٖ بَعْدَ الضَّلَالَةِ اَمْرُنَا وَ لَيْسَ لِاَمْرٍ حَمَّهُ اللّٰهُ دَافِعُ
اس کی وجہ سے گمراہی کے بعد ہمارا معاملہ سدھر گیا، اللہ تعالیٰ نے جسے مقدر کر دیا اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

الدماء والداُماء

حضرت عباس بن مرداس کا قول جس میں گھوڑوں کی صفت بیان کرتے ہیں۔ اَوْهِيَ مُقَارِعَةُ الْاَعَادِيْ دَمُهَا۔ یہاں دمھا سے مراد ان کی چربی ہے جس طرح کہا جاتا ہے اَدِمْ قِدْرَكَ بِوَدَكٍ۔ اپنی ہنڈیا پر چربی سے طلاء کرو۔ دَمَمْتُ الشئی یعنی میں نے اس پر رنگ کیا اسی سے ایک لفظ داماء ہے یہ چوہے کا ایک بل ہوتا ہے کیونکہ وہ زمین کے باریک سے پردہ کے ساتھ بل کا منہ بند کر دیتا ہے جسے شکاری نہیں دیکھ سکتا جب اسے دوسرے دروازہ قاصعاء، نافقاء، راہطاء اور عانقاء سے تلاش کیا جاتا ہے تو وہ داماء کے دروازے میں سر مارتا ہے جہاں تک داماء کا تعلق ہے جس میں میم مخففہ ہے تو اس کا معنی سمندر ہے۔ یہ فعلاء کا وزن ہے کیونکہ یہ مہموز ہے کہتے ہیں داماء یہ ابو عبید کا قول ہے۔

عباس بن مرداس نے یہ اشعار بھی کہے

تَقَطَّعَ بَاقِیْ وَصْلِ اُمِّ مُؤَمِّلِ بِعَاقِبَةٍ وَاسْتَبْدَلَتْ نِیَّةً خُلْفَا

آخر کار ام مومل کا باقی ماندہ تعلق بھی ختم ہو گیا اور اس نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے نیت بھی بدل لی۔

وَ قَدْ حَلَفَتْ بِاللّٰهِ لَا تَقْطَعُ الْقُوٰی فَمَا صَدَقَتْ فِیْهِ وَ لَا بَرَّتِ الْحَلْفَا

جبکہ اس نے اللہ کے نام کی قسم اٹھائی تھی کہ مضبوط گرہوں کو نہ توڑا جائے گا لیکن وہ وعدہ میں سچی نہ رہی اور نہ ہی اس نے قسم کو پورا کیا۔

خُفَافِیَّةٌ بَطْنُ الْعَقِیْقِ مَصِیْفُهَا وَ تَحْتَلُّ فِی الْبَادِیْنَ وَجْرَةَ فَالْعُرْفَا

بنو خفاف کے موسم گرما گزارنے کی جگہ وادی عقیق کا نشیبی علاقہ ہے اور وہ بدوی لوگوں میں رہنے کے لئے مقام وجرہ اور عرف میں رہتے ہیں۔

فَإِنْ تَتْبَعِ الْكُفَّارَ اُمُّ مُؤَمِّلٍ فَقَدْ زَوَّدَتْ قَلْبِیْ عَلٰی نَأْیِهَا شَغْفَا

اگر ام مومل کفار کی اتباع کرے گی تو وہ میرے دل کو دوری پر دل کے غلاف (بے نیازی) کا زادِ راہ دے گی۔

وَ سَوْفَ یُنَبِّیْهَا الْخَبِیْرُ بِأَنَّنَا اَبَیْنَا وَ لَمْ نَطْلُبْ سِوٰی رَبِّنَا حِلْفَا

اسے عنقریب باخبر آدمی بتا دے گا کہ ہم نے دوسرے تمام رشتوں سے انکار کر دیا ہے اور ہم

قصیدہ فائیہ

عباس بن مرداس کا شعر ہے۔ بِعَاقِبَةٍ وَاسْتَبْدَلَتْ نِیَّةً خُلْفَا۔ نیة نوی سے بنا ہے جس کا معنی دوری ہے۔ خلفا یہ مفعول لاجلہ بھی ہو سکتا ہے یعنی میں نے یہ کام وعدہ خلافی کی وجہ سے کیا۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہ استبدال کا مفعول مطلق ہو کیونکہ اسے بدلنے کی خواہش کرنا اس میں وعدہ کی خیانت کرنا ہے۔ اس کی وضاحت بعد والا شعر کر رہا ہے۔ وَقَدْ حَلَفَتْ بِاللّٰهِ لَا تُقْطَعُ الْقُوٰی۔

یعنی رسی کی گرہیں یہاں حبل سے مراد وعدہ ہے پھر یہ فرمایا۔

فما صدقت فیه ولا برت الحلفاء۔ اس سے مراد وہ خلف (وعدہ خلافی) جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ ان اشعار میں اس کا قول ہے وفینا ولم یستوفها معشر الفا۔ یعنی ہم نے ہزار کی تعداد پوری کی، کسی اور قبیلہ نے ہمارے سوا تعداد پوری نہیں کی۔

اپنے رب کے سوا کسی سے وفاداری کا عہد نہیں کرنا چاہتے۔

وَاِنَّا مَعَ الْهَادِيْ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَ فُيْنَا وَ لَمْ يَسْتَوْفِهَا مَعْشَرٌ اَلْفَا

ہم نے حضور ﷺ جو ہادی اور نبی ہیں کے ساتھ وفا کی اور کسی جماعت نے بھی ہزار کی تعداد پوری نہیں کی۔

بِفِتْيَانِ صِدْقٍ مِنْ سُلَيْمٍ اَعِزَّةٍ اَطَاعُوْا فَمَا يَعْصُوْنَ مِنْ اَمْرِهٖ حَرْفَا

یہ بنوسلیم کے نوجوان ہیں جو صداقت کا پیکر اور باعزت ہیں انہوں نے رسول اللہ کی اطاعت کی وہ حضور کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

خُفَافٌ وَ ذَكْوَانٌ وَ عَوْفٌ تَخَالُهُمْ مَصَاعِبَ زَافَتْ فِيْ طَرُوْقَتِهَا كُلْفَا

یہ بنوخفاف، بنوذکوان اور بنوعوف کے لوگ ہیں تو انہیں ایسے کالے اونٹ خیال کرے گا جو جفتی میں اونٹنی پر پوری طرح غالب ہوتے ہیں۔

كَاَنَّ النَّسِيْجَ الشُّهْبَ وَالْبِيْضَ مُلْبَسٌ اُسُوْدًا تَلَاقَتْ فِيْ مَرَاصِدِهَا غُضْفَا

گویا یہ نوجوان جو سیاہ سفیدی مائل زرہیں اور خود پہنے ہوئے ہیں لٹکے ہوئے کانوں والے شیر ہیں جو اپنے ٹھکانوں میں ملتے ہیں۔

بِنَا عَزَّ دِيْنُ اللّٰهِ غَيْرَ تَنَحُّلٍ وَزِدْنَا عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ مَعَهٗ ضِعْفَا

ہمارے وسیلہ سے اللہ کے دین کو غلبہ نصیب ہوا اس میں کوئی شک نہیں اور ہم نے ان افراد

اس کا قول اِذَا هِيَ جَالَتْ فِيْ مُرَادِهَا عَزْفَا۔ یہ بھی جائز ہے کہ مراد مرود کی جمع ہو جس کا معنی کیل ہے جس طرح ایک اور آدمی نیزے کے وار کی تعریف کرتا ہے۔

وَ مُسْتَنَّةٍ كَاسْتِنَانِ الْخَرُوْ فِ قَدْ قَطَعَ الْحَبْلَ بِالْمِرْوَدِ

کتنے ہی نیزے کے وار تھے جو گھوڑے کے ادھر ادھر دوڑنے کی طرح تھے جس گھوڑے نے رسی کو کیل سے توڑ دیا۔

بعض علماء کے نزدیک یہاں خروف سے مراد بچھیرا ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا گھوڑے کو خروف کہتے ہیں۔ میرے نزدیک اس شعر میں یہ خَرَفْتُ الثمرة کی صفت ہے جس کا معنی ہے میں نے پھل کو چنا، پس گھوڑا درختوں اور نباتات کو چننے والا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ فرس کو لغت کے عرف میں خروف کہتے ہیں لیکن فرس کو خروف کھانے والے کے معنی میں لیتے ہیں کیونکہ وہ بھی کھاتا ہے تو پس یہ اس جانور کی صفت ہوگا جو یہ عمل کرتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ مراد و مراد کی جمع ہے اس سے مراد وہ جگہ ہے

کی تعداد میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔

بِمَكَّةَ اِذْ جِئْنَا كَاَنَّ لِوَائَنَا عُقَابٌ اَرَادَتْ بَعْدَ تَحْلِيْقِهَا خَطْفَا

جب ہم مکہ آئے تو ہمارا جھنڈا گویا عقاب تھا جس نے حلقہ بنانے کے بعد جھپٹنے کا ارادہ کیا ہو۔

عَلٰي شُخَّصِ الْاَبْصَارِ تَحْسِبُ بَيْنَهَا اِذَا هِيَ جَالَتْ فِيْ مَرَاوِدِهَا عَزْفَا

کھلی آنکھوں سے دیکھنے والے اسے اپنے درمیان گمان کرتے ہیں جب وہ اپنی جولانگاہ میں تیز آواز کے ساتھ گھومے۔

غَدَاةَ وَ طِئْنَا الْمُشْرِكِيْنَ وَ لَمْ نَجِدْ لِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَدْلًا وَ لَا صِرْفَا

جس روز ہم نے مشرکوں کو روندا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مقابلہ میں کوئی فدیہ اور معافی قبول نہیں کر رہے تھے۔

بِمُعْتَرَكٍ لَا يَسْمَعُ الْقَوْمُ وَسْطَهُ لَنَا زَجْمَةً اِلَّا التَّذَامُرَ وَالنَّقْفَا

میدانِ جنگ میں قوم اپنے درمیان کوئی آواز نہیں سن رہی تھی سوائے ہماری مارو مارو اور تلوار

جہاں گھوڑے آتے جاتے ہیں اس صورت میں مراد اور مراود مقام اور مقاوم، منار اور منادر کی طرح ہو گا۔

اس کا قول لَنَا زَجْمَةٌ اِلَّا التَّذَامُرَ النَّقْفَا کہا جاتا ہے۔ مَازَجَمَ زُجْمَةً اس نے ایک کلمہ بھی نہ بولا اسی طرح قوس زجوم اس قوس کو کہتے ہیں جس کی آواز کمزور ہو۔ اس کا قول التذامر اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے ساتھی ایک دوسرے کو برانگیختہ کرتے ہیں کہ مار ڈالو مار ڈالو۔ نقف کا معنی سروں کو توڑنا ہے۔ نَاقِفُ الْحَنْظَلَةِ سے مراد حنظلہ کو توڑنے والا اور اس میں جو کچھ ہو اس کو نکالنے والا ہے۔

حروف معجم کے آخر میں یاء نسبت لگانا اور ان کی تصغیر بنانا

مولف نے کہا ہم نے اس قصیدہ کے اور بعد والے قصیدہ میں غادیہ اور رادیہ کہا ہے کیونکہ وہ حروف معجم جن کے آخر میں الف ہے ان کی نسبت اسی طرح آتی ہے یعنی اس کی نسبت واؤ سے لگاتے ہیں۔ یہ ابو عبیدہ اور دوسرے علماء نے کہا جبکہ تصغیر کے وقت اس کی الف کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے۔ باء کی تصغیر بناتے وقت بییہ خاء کی تصغیر بناتے وقت خییہ اور جن حروف معجم کے آخر میں حرف صحیح ہو تو اس کے الف کو تصغیر میں واؤ سے بدلتے ہیں۔ آپ ذال میں ذویلہ اور ضاد میں ضویدہ کہتے ہیں۔ صاحب العین نے بھی یہی بات کی ہے۔ نحو میں واؤ کی تصغیر میں قیاس یہ ہے کہ اویہ آئے یعنی ابتداء میں ہمزہ آئے۔

پڑنے کی آواز کے۔

بِبِیْضٍ نُطِیْرُ الْهَامَ عَنْ مُسْتَقَرِّهَا   وَ نَقْطِفُ اَعْنَاقَ الْکُمَاةِ بِهَا قَطْفَا

ہم سفید تلواروں سے کھوپڑیوں کو اپنی جگہ سے اڑا رہے تھے اور بڑے بڑے بہادروں کی گردنوں کو کاٹ رہے تھے۔

فَکَائِنْ تَرَکْنَا مِنْ قَتِیْلٍ مُلَحَّبٍ   وَاَرْمَلَةٍ تَدْعُوْ عَلٰی بَعْلِهَا لَهْفَا

ہم نے کتنے ہی مقتولوں کو یوں چھوڑا کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے تھے اور کتنی ہی بیوہ عورتوں کو یوں چھوڑا جو اپنے شوہروں پر افسوس کا اظہار کر رہی تھیں۔

رِضَا اللّٰهِ نَنْوِیْ لَا رِضَا النَّاسِ نَبْتَغِیْ   وَلِلّٰهِ مَا یَبْدُوْا جَمِیْعًا وَ مَا یَخْفٰی

ہم اللہ کی رضا چاہتے تھے نہ کہ لوگوں کی رضا مطلوب تھی۔ اللہ کے علم میں ہے ہر چیز جو ظاہر ہو یا چھپی ہو۔

عباس بن مرداس نے یہ بھی کہا

مَا بَالُ عَیْنِكَ فِیْهَا عَائِرٌ سَهِرٌ   مِثْلُ الْحَمَاطَةِ اَغْضٰی فَوْقَهَا الشُّفُرُ

تیری آنکھ کو کیا ہوا اس میں کوئی تنکا ہے جو جاگ رہی ہے جیسے گلے میں جلن ہو جس پر پلکیں بند ہو چکی ہوں۔

عَیْنٌ تَأَوَّبَهَا مِنْ شَجْوِهَا اَرَقٌ   فَالْمَاءُ یَغْمُرُهَا طَوْرًا وَ یَنْحَدِرُ

آنکھ کو گھر بنا لیا ہے حزن وملال کے باعث بیداری نے، آنسو کبھی اس پر چھا جاتے ہیں اور کبھی بہنے لگتے ہیں۔

کَاَنَّهُ نَظْمُ دُرٍّ عِنْدَ نَاظِمَةٍ   تَقَطَّعَ السِّلْكُ مِنْهُ فَهُوَ مُنْتَثِرٌ

قصیدہ راویہ میں اس کے اشعار

مِثْلُ الْحِمَاطَةِ أَغْضٰی فَوْقَهَا الشُّفُرُ۔

حماطہ سے مراد درخت کا پتہ ہے جس میں سختی اور کھردرا پن ہو۔ ابو حنیفہ نے کہا پہاڑی انجیر کا پتا۔ باب قطانی میں کہا حماط مکی کے بھوسہ کو کہتے ہیں جب اسے صاف کرتے ہیں اس کی وجہ سے جلد میں خارش ہو جاتی ہے۔ عائر اس شئے کی طرح ہے جو آنکھ میں خارش پیدا کر دیتی ہے۔ گویا اسے کانا بنا دیتی ہے اور اسے بیدار رکھتی ہے جاگنے والا انسان ہوتا ہے کیونکہ یہ تکلیف اس سے جدا نہیں ہوتی گویا کہ

گویا یہ موتیوں کی لڑی ہے پرونے والی کے ہاں جس کا دھاگا ٹوٹ گیا پس موتی بکھر گئے۔

یَا بُعْدَ مَنْزِلِ مَنْ تَرْجُوْ مَوَدَّتَهٗ وَ مَنْ اَتٰی دُوْنَهُ الصَّمَّانُ فَالْحَفَرُ

ہائے اس کے گھر کی دوری جس کی محبت کی تم امید رکھتے ہو اور جس کے درمیان صمان اور حفر حائل ہو چکے ہیں۔

دَعْ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَهْدِ الشَّبَابِ فَقَدْ وَلّٰی الشَّبَابُ وَزَارَ الشَّيْبُ وَالزَّعَرُ

جوانی کے گزرے ہوئے عہد کے ذکر کو چھوڑ وہ تو گزر چکا اب بڑھاپا اور گنجا پن آ چکا۔

وَاذْكُرْ بَلَاءَ سُلَيْمٍ فِيْ مَوَاطِنِهَا وَ فِيْ سُلَيْمٍ لِاَهْلِ الْفَخْرِ مُفْتَخَرُ

تو بنوسلیم کی مصیبت کا ذکر کر جوان کے وطن میں ان پر طاری ہے اور بنوسلیم ایسے قابل فخر لوگ ہیں جن پر فخر کیا جاسکتا ہے۔

قَوْمٌ هُمْ نَصَرُوا الرَّحْمٰنَ وَاتَّبَعُوْا دِيْنَ الرَّسُوْلِ وَاَمْرُ النَّاسِ مُشْتَجِرُ

یہ وہ قوم ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی مدد کی، رسول اللہ ﷺ کے دین کی اتباع کی جبکہ دوسرے لوگوں کا معاملہ اختلاف میں پڑا ہوا تھا۔

لَا يَغْرِسُوْنَ فَسِيْلَ النَّخْلِ وَسْطَهُمْ وَ لَا تَخَاوَرُ فِيْ مَشْتَاهُمُ الْبَقَرُ

بنوسلیم اپنے گھروں میں کھجور کے درخت نہیں لگاتے اور نہ ہی ان کے موسم گرما گزارنے کی جگہوں میں گائیں آوازیں نکالتی ہیں۔

اِلَّا سَوَابِحَ كَالْعِقْبَانِ مُقْرَبَةً فِيْ دَارَةٍ حَوْلَهَا الْاَخْطَارُ وَالْعَكَرُ

مگر ایسے تیز رفتار گھوڑے جو باز کی طرح ہوں اپنے گھروں میں رکھتے ہیں جن کے اردگرد اونٹوں کے گلے ہوتے ہیں۔

تُدْعٰی خُفَافٌ وَ عَوْفٌ فِيْ جَوَانِبِهَا وَ حَيُّ ذَكْوَانَ لَا مِيْلٌ وَ لَا ضَجَرُ

اس کی اطراف میں بنوخفاف، بنوعوف اور بنوذکوان کو دعوت دی جاتی ہے جو نہ غیر مسلح ہیں اور نہ تنگ حال۔

آنکھ بیدار رہتی ہے اور سوتی نہیں جس طرح ایک اور آدمی نے بجلی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

حَتّٰی شنا ها كَلِيْلٌ مُوْهِنا عمل بَاتَتْ طِرَابا وَبَاتَ اللَّيْلُ لَمْ يَنَمْ

شناها یعنی اس سے محبت کی، کہتے ہیں شاہ وشاءہ دونوں کا معنی ایک ہے یعنی اس سے محبت کی۔

وَلَقَدْ عَهِدْتَ تَشَاءُ بِالْاَظْعَانِ۔ تو نے بیویوں سے محبت کرتے ہوئے زمانہ گزارا ہے۔ اس کا

اَلضَّارِبُوْنَ جُنُوْدَ الشِّرْكِ ضَاحِيَةً ۔ بِبَطْنِ مَكَّةَ وَالْاَرْوَاحُ تُبْتَدَرُ

وہ مشرکوں کے لشکر کو کھلم کھلا مار رہے تھے مکہ کی وادی میں جبکہ مشرکوں کی روحیں جلدی جلدی نکل رہی تھیں۔

حَتّٰی دَفَعْنَا وَ قَتْلَاهُمْ كَاَنَّهُمْ ۔ نَخْلٌ بِظَاهِرَةِ الْبَطْحَاءِ مُنْقَعِرُ

یہاں تک کہ ہم نے انہیں پیچھے دھکیل دیا اور ان کے مقتول بطحاء کی وادی میں کھجور کے درخت ہیں جو جڑ سے اکھڑ چکے ہیں۔

وَ نَحْنُ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ مَشْهَدُنَا ۔ لِلدِّيْنِ عِزًّا وَعِنْدَ اللّٰهِ مُدَّخَرُ

غزوہ حنین میں ہماری شرکت دین کی عزت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بدلہ کے ذخیرہ کے لئے تھی۔

اِذْ نَرْكَبُ الْمَوْتَ مُخْضَرًّا بَطَائِنُهُ ۔ وَالْخَيْلُ يَنْجَابُ عَنْهَا سَاطِعٌ كَدِرُ

جب ہم موت کے گھوڑے پر سوار تھے جس کے اسرار و رموز ظاہر ہو رہے تھے اور گھوڑوں کے سموں سے مکدر سا غبار نکل رہا تھا۔

تَحْتَ اللِّوَاءِ مَعَ الضَّحَّاكِ يَقْدُمُنَا ۔ كَمَا مَشَى اللَّيْثُ فِيْ غَابَتِهِ الْخَدِرُ

ہم جھنڈے کے نیچے ضحاک کے ساتھ تھے وہ ہمارے آگے یوں چل رہا تھا جس طرح شیر جھاڑیوں والی کچھار سے نکل کر چلتا ہے۔

فِيْ مَاْزِقٍ مِنْ مَجَرِّ الْحَرْبِ كَلْكَلُهَا ۔ تَكَادُ تَاْفُلُ مِنْهُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

معرکہ جنگ کی تنگ نالی میں اس کا سینہ یوں ابھرا ہوتا ہے کہ قریب ہے اس کے خوف سے سورج اور چاند غروب ہو جائیں۔

وَ قَدْ صَبَرْنَا بِاَوْطَاسٍ اَسِنَّتَنَا ۔ لِلّٰهِ نَنْصُرُ مَنْ شِئْنَا وَ نَنْتَصِرُ

ہم نے جنگ اوطاس میں صبر کا مظاہرہ کیا ہمارے نیزے اللہ کے لئے تھے ہم جن کی چاہتے مدد کرتے اور غلبہ پاتے۔

حَتّٰی تَاَوَّبَ اَقْوَامٌ مَنَازِلَهُمْ ۔ لَوْ لَا الْمَلِيْكُ وَ لَوْ لَا نَحْنُ مَا صَدَرُوْا

یہاں تک کہ تمام قومیں اپنی اپنی جگہ واپس آگئیں اگر اللہ تعالیٰ کی حمایت اور ہم نہ ہوتے تو یہ

قول صمان اور حفرت دونوں مقامات ہیں۔ علماء حدیث میں سے ابو داؤد حفری اسی کی طرف منسوب ہے۔ عکر یہ عکرہ کی جمع ہے اونٹ کا بڑا ریوڑ۔ عکرۃ اللسان سے مراد اس کی جڑ اور اس کا موٹا حصہ ہے اور یہ دال کے ساتھ عکدۃ بھی استعمال ہوتا ہے۔

واپس نہ آتیں۔

فَمَا تَرٰی مَعْشَرًا قَلُّوْا وَ لَا کَثُرُوْا اِلَّا قَدْ اَصْبَحَ مِنَّا فِیهِمْ اَثَرٗ

تو کسی جماعت کو نہیں دیکھے گا وہ جماعت چھوٹی ہو یا بڑی مگر ہمارا ان میں کوئی نہ کوئی اثر ضرور ہو گا۔

ابن مرداس نے یہ اشعار بھی کہے

یَا اَیُّهَا الرَّجُلُ الَّذِیْ تَهْوِیْ بِهٖ وَجْنَاءُ مُجْمَرَةُ الْمَنَاسِمِ عِرْمِسُ

اے وہ شخص جسے لے جا رہی ہے وہ اونٹنی جو موٹی تازی ہے، مضبوط قدم والی ہے اور طاقتور ہے۔

اِمَّا أَتَیْتَ عَلَی النَّبِیِّ فَقُلْ لَهٗ حَقًّا عَلَیْكَ اِذَا اطْمَاَنَّ الْمَجْلِسُ

اگر تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جب مجلس جم جائے تو آپ کی خدمت میں عرض کرنا یہ امر تم پر لازم ہے۔

یَا خَیْرَ مَنْ رَکِبَ الْمَطِیَّ وَ مَنْ مَشٰی فَوْقَ التُّرَابِ اِذَا تُعَدُّ الْاَنْفُسُ

اے سب سے بہترین ذات ان سے جو سواری پر سوار ہوا اور مٹی پر چلا جب لوگوں کو شمار کیا جائے۔

اِنَّا وَفَیْنَا بِالَّذِیْ عَاهَدْتَنَا وَالْخَیْلُ تُقْدَعُ بِالْکُمَاةِ وَتُضْرَسُ

ہم نے اس وعدہ کو پورا کر دیا جو آپ نے ہم سے لیا تھا جبکہ گھوڑوں کو بہادر نوجوانوں کے ساتھ روکا جا رہا تھا ان کی داڑھوں کو لگاموں سے مارا جا رہا تھا۔

اِذْ سَالَ مِنْ اَفْنَاءِ بُهْثَةَ کُلِّهَا جَمْعٌ تُظَلُّ بِهِ الْمَخَارِمُ تَرْجُسُ

جب قبیلہ بہثہ کے تمام لشکر چلے تو ان سے پہاڑوں کا لشکر کانپنے لگا۔

حَتّٰی صَبَحْنَا اَهْلَ مَکَّةَ فَیْلَقًا شَهْبَاءَ یَقْدُمُهَا الْهُمَامُ الْاَشْوَسُ

یہاں تک کہ ہم نے صبح صبح ہی چمک والے بڑے لشکر کے ساتھ اہل مکہ پر حملہ کر دیا جس کی

عباس بن مرداس کا قصیدہ

اس کا قول۔ وَجْنَاءُ مُجْمَرَةُ الْمَنَاسِمِ عِرْمِسُ۔ و جناء سے مراد بھرے رخسار والی یعنی جس کے رخسار نمایاں نظر آئیں۔ یہ امر اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اس کی آنکھیں گہری نظر آتی ہیں۔

قیادت ایک باہمت بہادر سردار کر رہا تھا۔

مِنْ كُلِّ اَغْلَبَ مِنْ سُلَيْمٍ فَوْقَهُ بَيْضَاءُ مُحْكَمَةُ الدِّخَالِ وَ قَوْنَسُ

جس لشکر میں بنوسلیم کا ایک ایک شیر تھا جس کے جسم پر مضبوط سفید زرہ تھی اور خود موجود تھا۔

يُرْوِي الْقَنَاةَ اِذَا تَجَاسَرَ فِي الْوَغٰى وَ تَخَالُهُ اَسَدًا اِذَا مَا يَعْبِسُ

وہ نیزوں کو سیراب کر رہا تھا جب وہ جنگ میں بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے اور تو انہیں شیر خیال کرے گا جب وہ درشتی دکھاتے ہیں۔

يَغْشَى الْكَتِيْبَةَ مُعْلَمًا بِكَفِّهِ عَضْبٌ يَقُدُّ بِهِ وَ لَدْنٌ مِدْعَسُ

وہ لشکر پر چھا رہا ہے جبکہ اس نے جنگ کا نشان لگا رکھا ہے اس کے ہاتھ میں تلوار اور نیزہ ہے جس کے ساتھ وہ دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔

وَ عَلٰى حُنَيْنٍ قَدْ وَفٰى مِنْ جَمْعِنَا اَلْفٌ اُمِدَّ بِهِ الرَّسُوْلُ عَرَنْدَسُ

غزوۂ حنین میں ہماری جمعیت پوری ایک ہزار ہوئی جو بہادر شیروں پر مشتمل تھی جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مدد کی گئی۔

كَانُوْا اَمَامَ الْمُؤْمِنِيْنَ دَرِيْئَةً وَالشَّمْسُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهِمْ اَشْمُسُ

یہ بہادر مومنوں کے سامنے دشمنوں کا ٹارگٹ تھے اس روز ایک سورج کئی سورج بن گیا تھا۔ (اسلحہ چمک رہا تھا)۔

نَمْضِيْ وَ يَحْرُسُنَا الْاِلٰهُ بِحِفْظِهِ وَاللّٰهُ لَيْسَ بِضَائِعٍ مَنْ يَحْرُسُ

ہم آگے بڑھ رہے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کر رہا تھا اللہ تعالیٰ جس کی حفاظت کرے وہ ضائع نہیں ہوتا۔

وَ لَقَدْ حُبِسْنَا بِالْمَنَاقِبِ مَحْبِسًا رَضِيَ الْاِلٰهُ بِهِ فَنِعْمَ الْمَحْبِسُ

ہمیں مناقب کے مقام پر روکا گیا یہ روکنا ایسا تھا جس پر اللہ تعالیٰ راضی تھا پس یہ روکنا کتنا اچھا تھا۔

وَ غَدَاةَ اَوْطَاسٍ شَدَدْنَا شَدَّةً كَفَتِ الْعَدُوَّ وَ قِيْلَ مِنْهَا يَا احْبِسُوْا

عرب اس وقت اونٹوں کی غئور العین (گہری آنکھیں) صفت ذکر کرتے ہیں جب سفر لمبا ہوتا انسانوں کے لئے جب یہ لفظ استعمال کیا جاتا تو وجناء نہیں کہتے بلکہ مرد کے لئے رَجُلٌ مُوْجَنٌ اور عورت کے لئے اِمْرَاَةٌ مُوْجِنَةٌ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بات یعقوب نے کہی۔ اس کا قول مُجْمَرَةٌ

اوطاس کی جنگ میں ہم نے شدید حملہ کیا جو دشمنوں کے لئے کافی ہو گیا دشمنوں کی طرف سے کہا گیا اب بس کرو۔

تَدْعُوْ هَوَازِنُ بِالْاِخَاوَةِ بَيْنَنَا ثَدْيٌ تَمُدُّ بِهٖ هَوَازِنُ اَيْبَسُ

ہوازن ہمیں بلاتے ہیں اس بھائی چارے کی وجہ سے جو ہمارے درمیان قائم ہے جبکہ وہ پستان جس سے ہوازن دودھ پینا چاہتے ہیں وہ خشک ہے۔

حَتّٰى تَرَكْنَا جَمْعَهُمْ وَ كَاَنَّهٗ عَيْرٌ تُعَاقِبُهُ السِّبَاعُ مُفَرَّسُ

یہاں تک کہ ہم نے ان کی جمعیت کو یوں کر چھوڑا ہے گویا وہ چیرے پھاڑے ہوئے جنگلی گدھے ہیں جن کا درندے پیچھا کرتے رہے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا خلف الاحمر نے میرے سامنے اس کا یہ قول پڑھا ہے وقیل منھا یا احبسوا۔ ان کی طرف سے کہا گیا رک جاؤ۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عباس بن مرداس نے یہ اشعار بھی کہے۔

نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ غَضَبٍ لَهٗ بِاَلْفٍ كَمِيٍّ لَا تُعَدُّ حَوَاسِرُهٗ

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی کیونکہ ہماری وجہ سے دشمنوں پر غضبناک ہوئے ایسے ہزار افراد کے ساتھ جو زرہ میں چھپے ہوئے تھے جن میں زرہ کے بغیر نہیں شمار کیئے جا سکتے۔

حَمَلْنَا لَهٗ فِيْ عَامِلِ الرُّمْحِ رَايَةً يَذُوْدُ بِهَا فِيْ حَوْمَةِ الْمَوْتِ نَاصِرُهٗ

ہم نے نیزے کی نوک میں جھنڈا اٹھالیا جس کے ذریعے آپ کے حامی موت کے منہ میں جنگ کر رہے تھے۔

الْمَنَاسِمِ یعنی اس کے پاؤں کو پتھروں نے زخمی کر دیا ہے۔ جمار سے مراد پتھر ہے۔ عِرْمِسٌ سے مراد مضبوط چٹان ہے اسی کے ساتھ مضبوط اونٹنی کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ مجمرہ سے شاعر بھی یہ مراد لیتا ہے کہ اس کے پاؤں مضبوط ہیں۔ یہ مفہوم اس کے لئے زیادہ قوت کا باعث ہے۔ یہ جملہ بھی بیان کیا جاتا ہے اَجْمَرَتِ الْمَرْاَةُ شَعْرَهَا۔ یعنی عورت نے اپنی مینڈیاں بنائیں اور اَجْمَرَ الْاَمِيْرُ الْجَيْشَ۔ یعنی امیر نے لشکر کو واپس لوٹنے سے روک دیا تھا۔ شاعر نے کہا۔

مُعَاوِیَ اِمَّا اَنْ يُجَهَّزَ اَهْلُنَا اِلَيْنَا وَ اِمَّا اَنْ نَؤُوْبَ مُعَاوِيَا

اے ہمیں برانگیختہ کرنے والے یا تو ہمارے گھر والے ہماری طرف بھیج دیے جائیں یا ہمیں لوٹنے دے۔

وَ نَحۡنُ خَضَبۡنَا هَا دَمًا فَهُوَ لَوۡنُهَا غَدَاةَ حُنَيۡنٍ يَوۡمَ صَفۡوَانُ شَاجِرُهُ

ہم نے اس جھنڈے کو خون سے رنگ دیا تھا پس اس جھنڈے کا رنگ بھی خون کے رنگ کا ہو گیا تھا۔ غزوہ حنین کے موقع پر جبکہ صفوان اس میں لت پت تھا۔

وَ كُنَّا عَلَى الۡاِسۡلَامِ مَيۡمَنَةً لَهُ وَ كَانَ لَنَا عَقۡدُ اللِّوَاءِ وَ شَاهِرُهُ

ہم لشکر اسلام کے میمنہ پر متعین تھے ہمارا کام جھنڈا باندھنا اور اس کو بلند کرنا تھا۔

وَ كُنَّا لَهُ دُوۡنَ الۡجُنُوۡدِ بِطَانَةً يُشَاوِرُنَا فِيۡ اَمۡرِهٖ وَ نُشَاوِرُهُ

ہم لشکر کے معاملہ میں آپ کے راز داں تھے آپ ہم سے اس مسئلہ میں مشورہ کرتے اور ہم آپ سے مشورہ کرتے۔

دَعَانَا فَسَمَّانَا الشِّعَارَ مُقَدَّمًا وَ كُنَّا لَهُ عَوۡنًا عَلٰى مَنۡ يُنَاكِرُهُ

اسلام نے ہمیں دعوت دی اور ہمارا شعار آگے رہنے والا رکھا جو اس کی مخالفت کرتا اس کے خلاف ہم اس کے مددگار تھے۔

جَزَى اللّٰهُ خَيۡرًا مِنۡ نَبِيٍّ مُحَمَّدًا وَ اَيَّدَهٗ بِالنَّصۡرِ وَاللّٰهُ نَاصِرُهُ

اللہ تعالیٰ نبی مکرم کو جزائے خیر دے اور اپنی مدد کے ساتھ آپ کو قوت عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہے۔

ابن ہشام نے کہا بعض علماء شعر نے اس کا قول اس طرح بیان کیا ہے وکنا علی الاسلام۔ سے آخر تک بیان کیا لیکن وہ پہلے شعر سے آگاہ نہیں۔ وحملنا له فی عامل

أَحۡمَرۡتَنَا إِحۡمَارَ كِسۡرَى جُنُوۡدَهٗ وَ مَنَّيۡتَنَا حَتّٰى نَسِيۡنَا الۡاَمَانِيَا

تو نے ہمیں یوں روک دیا ہے جیسے کسریٰ اپنے لشکروں کو روک لیتا ہے تو نے ہمیں آرزوئیں دلائیں کہ ہم آرزو بھول گئے۔

شاعر کا قول کانوا امام المومنین دریئة۔ دریئہ سے مراد وہ حلقہ ہے جس پر تیر چلانے کی تعلیم دی جاتی ہے یعنی وہ لوگ نیزوں کا ٹارگٹ تھے۔ اس کا قول والشمس یومئذ علیهم اشمس۔ اس سے مراد سورج کا چمکنا ہے۔ ہر خود میں اور تلواروں میں گویا خود اور تلواریں بھی سورج ہیں۔ یہی صحیح معنی اور خوبصورت تشبیہ ہے اور اس کا قول والخیل تقرع بالکماۃ وتضرس۔ یعنی ان کی داڑھوں پر لگامیں ماری جا رہی تھیں تو کہتا ہے ضَرَسۡتَهٗ یعنی اس کی داڑھوں پر ضرب لگائی جس طرح تو کہتا ہے۔ رَأَسۡتُهٗ یعنی میں نے اس کے سر پر ضرب لگائی۔

الرمح راية۔ اس کے بعد اس نے یہ شعر پڑھا۔

وَ كَانَ لَنَا عَقْدُ اللِّوَاءِ وَ شَاهِرُه وَ نَحْنُ خَضَبْنَاهُ دَمًا فَهُوَ لَوْنُه

ہمارا کام جھنڈا باندھنا اور اس کو بلند کرنا تھا اور ہم نے اس جھنڈے کو خون سے رنگ دیا تھا، پس اس جھنڈے کا رنگ بھی خون کے رنگ والا ہو گیا تھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن مرداس نے یہ اشعار بھی کہے

مَنْ مُبْلِغ الْاَقْوَامِ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ الْاِلٰهِ رَاشِدٌ حَيْثُ يَمَّمَا

قوموں کو یہ پیغام پہنچانے والا کون ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جہاں کا قصد کریں اس کی سیدھی راہ پانے والے ہیں۔

دَعَا رَبَّهُ وَاسْتَنْصَرَ اللّٰهَ وَحْدَهُ فَاَصْبَحَ قَدْ وَفٰى اِلَيْهِ وَ اَنْعَمَا

آپ نے اپنے رب سے دعا کی اور صرف اللہ سے مدد طلب کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی پوری مدد کی اور آپ پر انعام فرمایا۔

سَرَيْنَا وَ وَاعَدْنَا قُدَيْدًا مُحَمَّدًا يَؤُمُّ بِنَا اَمْرًا مِنَ اللّٰهِ مُحْكَمَا

ہم رات کو نکلے ہم نے حضرت محمد ﷺ سے قدید کے مقام پر ملنے کا وعدہ کیا تھا آپ اللہ کی جانب سے محکم امر کے ساتھ قیادت فرما رہے تھے۔

تَمَارَوْا بِنَا فِي الْفَجْرِ حَتّٰى تَبَيَّنُوْا مَعَ الْفَجْرِ فِتْيَانًا وَ غَابًا مُقَوَّمَا

لوگوں نے صبح کے وقت پہنچنے کے بارے میں شک کیا تھا یہاں تک کہ فجر کے ساتھ ہی انہوں نے نوجوان اور سیدھے نیزے دیکھ لئے۔

عَلَى الْخَيْلِ مَشْدُوْدًا عَلَيْنَا دُرُوْعُنَا وَ رَجْلًا كَدُفَّاعِ الْاَتِيِّ عَرَمْرَمَا

نوجوان گھوڑوں پر سوار تھے ہماری زر ہیں ہمارے جسموں پر تھیں اور پیادہ لشکر کو بھی دیکھ لیا جو اس چٹان کی طرح تھے جو سیلاب کو روک لیتی ہے۔

فَاِنَّ سُرَاةَ الْحَيِّ اِنْ كُنْتَ سَائِلًا سُلَيْمٌ وَ فِيْهِمْ مِنْهُمْ مَنْ تَسَلَّمَا

اگر تو پوچھے گا (تو تجھے معلوم ہوگا) کہ قبیلہ کے سردار بنو سلیم ہیں ان میں وہ بھی جو بنو سلیم کے

ابن مرداس کا قصیدہ میمیہ

اس میں اس کا یہ قول ہے وَ فِيْهِمْ مِنْهُمْ مَنْ تَسَلَّمَا۔ اس سے مراد بنو سلیم کے حلیف ہیں جنہوں

حلیف ہیں۔

وَ جُنْدٌ مِنَ الْاِنْصَارِ لَا يَخْذُلُوْنَهٗ أَطَاعُوْا فَمَا يَعْصُوْنَهٗ مَا تَكَلَّمَا

انصار کے لشکر بھی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑتے وہ آپ کی اطاعت کرتے ہیں وہ آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

فَاِنْ تَكُ قَدْ اَمَّرْتَ فِي الْقَوْمِ خَالِدًا وَ قَدَّمْتَهٗ فَاِنَّهٗ قَدْ تَقَدَّمَا

اگر آپ نے لشکر پر خالد کو امیر بنایا ہے اور اسے سروری بخشی ہے بے شک وہ آگے بڑھا ہے۔

بِجُنْدٍ هَدَاهُ اللّٰهُ اَنْتَ اَمِيْرُهٗ تُصِيْبُ بِهٖ فِي الْحَقِّ مَنْ كَانَ اَظْلَمَا

ایسے لشکر کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی جس کے آپ امیر ہیں اس کے ساتھ آپ ان لوگوں کو گرفت میں لے لیں گے جو حق کے معاملہ میں ابھی تاریکی میں ہیں۔

حَلَفْتُ يَمِيْنًا بَرَّةً لِمُحَمَّدٍ فَاَكْمَلْتُهَا اَلْفًا مِنَ الْخَيْلِ مُلْجَمَا

میں نے حضرت محمد ﷺ کے لئے پوری کرنے والی قسم اٹھائی میں نے اس قسم کو ایک ہزار لگام دیئے گئے گھوڑے دے کر قسم پوری کر دی۔

وَ قَالَ نَبِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقَدَّمُوْا وَ حُبَّ اِلَيْنَا اَنْ نَكُوْنَ الْمُقَدَّمَا

مسلمانوں کے نبی نے حکم دیا کہ آگے بڑھو ہمارے لئے یہ بات پسندیدہ ہوگی کہ ہم آگے آگے ہوں۔

وَ بِتْنَا بِنَهْيِ الْمُسْتَدِيْرِ وَ لَمْ يَكُنْ بِنَا الْخَوْفُ اِلَّا رَغْبَةً وَ تَحَزُّمَا

ہم نے رات گزاری حملہ کی مصیبت کو روک کر ہمیں کوئی خوف نہ تھا مگر شوق اور احتیاط ملحوظ تھی۔

أَطَعْنَاكَ حَتّٰى اَسْلَمَ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَ حَتّٰى صَبَحْنَا الْجَمْعَ اَهْلَ يَلَمْلَمَا

ہم نے آپ کی اطاعت کی یہاں تک کہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور ہم نے صبح صبح ہی اہل سلیم کی جمعیتوں پر ہلہ بول دیا۔

يَضِلُّ الْحِصَانُ الْاَبْلَقُ الْوَرْدُ وَسْطَهٗ وَ لَا يَطْمَئِنُّ الشَّيْخُ حَتّٰى يُسَوَّمَا

ابلق اور سرخ گھوڑا اس کے درمیان گم ہوا چاہتا تھا اور شیخ کو اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا

نے اپنے آپ کو بنو سلیم سے منسوب کیا تو وہ بھی بنو سلیم بن گئے جس طرح تو کہتا ہے تقیس الرجل یعنی اس نے اپنے آپ کو بنو قیس کی طرف منسوب کیا، سیبویہ نے یہ شعر پڑھا۔ وَقَيْسُ عَيْلَانَ وَ مَنْ تَقَيَّسَا اور قیس عیلان اور وہ لوگ جو بنو قیس کے ساتھ شامل ہو گئے۔

یہاں تک اسے نشان لگا لے۔

سَمَوْنَا لَهُمْ وِرْدَ الْقَطَا زَفَّهُ ضُحىً ۔۔۔ وَ كُلٌّ تَرَاهُ عَنْ اَخِيْهِ قَدْ اَحْجَمَا

ہم ان کے لئے یوں بلند ہوتے جیسے صبح کونج کو پانی کی طرف جلدی لے جاتی اور تو ہر کسی کو دیکھے گا کہ وہ اپنے بھائی سے بھی غافل ہے۔

لَدُنْ غُدْوَةً حَتّٰى تَرَكْنَا عَشِيَّةً ۔۔۔ حُنَيْنًا وَ قَدْ سَالَتْ دَوَافِعُهُ دَمَا

صبح سے شروع کر کے ہم نے شام کے وقت حنین کو یوں چھوڑا تھا کہ وہاں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔

اِذَا شِئْتَ مِنْ كُلٍّ رَاَيْتَ طِمِرَّةً ۔۔۔ وَ فَارِسَهَا يَهْوِىْ وَ رُمْحًا مُحَطَّمَا

جب تم چاہتے تو ہم میں سے ہر ایک کو دیکھ لیتے کہ گھوڑا اور اس کا شاہسوار تیزی سے چل رہا ہے اور اسی طرح تو دیکھتا کہ اس کا نیزہ ٹوٹا ہوا ہے۔

وَ قَدْ اَحْرَزَتْ مِنَّا هَوَازِنُ سَرْبَهَا ۔۔۔ وَ حُبُّ اِلَيْهَا اَنْ نَخِيْبَ وَ نُحْرَمَا

ہوازن اپنے جانور جمع کرنے لگے انہیں یہ بات پسند تھی کہ ہم ان جانوروں سے محروم رہیں۔

غزوۂ حنین کے بارے میں ضمضم کے اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ضمضم بن حارث بن جشم بن عبد بن حبیب بن مالک بن

ضمضم کا قصیدہ

ضمضم بن حارث نے اشعار کہے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک ہوا تھا۔ ابو عمرو کو چاہیے تھا کہ اسے صحابہ میں ذکر کرے کیونکہ اس کی یہی شرط ہے لیکن اس نے اسے صحابہ میں شامل نہیں کیا۔ ابن اسحاق نے اس کا ایک شعر ذکر کیا ہے جو اسی امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ان میں سے تھا۔

يَوْمًا عَلٰى اَثَرِ النِّهَابِ وَتَارَةً ۔۔۔ كُتِبَتْ مُجَاهِدَةً مَعَ الْاَنْصَارِ

کسی روز مالِ غنیمت کے پیچھے ہوتے ہیں اور کبھی انصار کے ساتھ بطور مجاہد شامل ہوتے ہیں۔

یعنی اس کا گھوڑا اسی طرح ابو عمر نے ضمضم بن قتادہ عجلی کا ذکر نہیں کیا۔ اس کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا مشہور واقعہ ہے، اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک عورت سے شادی کی تو اس نے سیاہ رنگ کا لڑکا جنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں۔ عرض کی جی ہاں، حدیث مشہور ہے تاہم صحیحین میں اس کا نام مذکور نہیں۔

عوف بن یقظہ بن عصیہ سلمی نے غزوۂ حنین کے موقع پر کہا۔ بنوثقیف نے کنانہ بن حکم بن خالد بن شرید کو قتل کر دیا جس کے بدلے میں مجن اور اس کا چچازاد بھائی قتل کر دیئے گئے جو ثقیف سے تعلق رکھتے تھے۔

نَحْنُ جَلَبْنَا الْخَیْلَ مِنْ غَیْرِ مَجْلَبٍ　　اِلٰی جُرَشٍ مِنْ اَهْلِ زَیَّانَ وَالْغَمِ

ہم گھوڑے بھگا کر لے گئے جرش بستی کی طرف جوزیان اور غم کے مکینوں کی تھی۔

نُقَتِّلُ اَشْبَالَ الْاَسُوْدِ وَ نَبْتَغِیْ　　طَوَاغِیْ كَانَتْ قَبْلَنَا لَمْ تُهَدَّمِ

ہم شیروں کے بچوں کو قتل کر رہے تھے اور ہم ان بت خانوں کو تلاش کر رہے تھے جو اس سے پہلے نہیں گرائے گئے تھے۔

فَاِنْ تَفْخَرُوْا بِابْنِ الشَّرِیْدِ فَاِنَّنِیْ　　تَرَكْتُ بِوَجٍّ مَأْتَمًا بَعْدَ مَأْتَمِ

اگر تم ابن شرید پر فخر کرو تو میں نے وج کے مقام پر ماتم کرنے والی عورتوں کے گروہ در گروہ چھوڑ دیئے ہیں۔

اَبَاْتُهُمَا بِابْنِ الشَّرِیْدِ وَ غَرَّهٗ　　جِوَارُكُمْ وَ كَانَ غَیْرَ مُذَمَّمِ

میں نے اہل زیان اور اہل غم کو ابن شرید کے برابر کر دیا اسے تمہارے پڑوس نے دھوکے میں ڈالا جبکہ وہ قابل مذمت نہ تھا۔

تُصِیْبُ رِجَالًا مِنْ ثَقِیْفٍ رِمَاحُنَا　　وَ اَسْیَافُنَا یُكَلِّمْنَهُمْ كَلَّ مَكْلَمِ

ہمارے نیزے ثقیف کے لوگوں کو مار رہے تھے اور ہماری تلواریں انہیں پوری طرح زخمی کر رہی تھیں۔

ابوخراش کا ابن عجوۃ کے لئے مرثیہ

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابوعبیدہ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن عجوہ ہزلی کو غزوۂ

بعض مسندوں میں نام مذکور ہے۔ عبدالغنی نے اسے مبہمات میں ذکر کیا ہے۔ عبدالغنی نے حدیث میں اچھی زیادتی ذکر کی ہے، کہا بنی عجل کی ایک عورت تھی۔ بنوعجل کی بوڑھیاں مدینہ طیبہ آئیں تو ان سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا تو ان عورتوں نے جواب دیا اسی عورت کے آباء واجداد میں ایک سیاہ رنگ کا مرد تھا۔

ابوخراش کے اشعار

ابوخراش کے اشعار کا ذکر کیا اسی کا نام خویلد بن مرہ تھا، یہ اسلامی شاعر تھا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ

حنین میں گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے بازو باندھ دیئے گئے۔ جمیل بن معمر جمحی نے اسے دیکھا اور کہا کیا تم ہمارا غصہ دور کر سکتے ہو پھر اس کی گردن اڑا دی۔ ابو خراش ہزلی اس کا مرثیہ کہتا ہے۔ یہ اس کا چچازاد بھائی تھا۔

عَجَّفَ اَضْيَافِي جَمِيْلُ بْنُ مَعْمَرٍ بِذِیْ فَجَرٍ تَاْوِیْ اِلَيْهِ الْاَرَامِلُ

جمیل بن معمر نے (میرے ممدوح کو قتل کر کے) ذی فجر میں مہمانوں کو کمزور کر دیا ہے مقتول کے ہاں بے کس و محتاج پناہ لیتے تھے۔

طَوِيْلَ نَجَادِ السَّيْفِ لَيْسَ بَحَيْدَرٍ اِذَا اهْتَزَّ وَاسْرَخَتْ عَلَيْهِ الْحَمَائِلُ

میرا ممدوح تلوار کے طویل پٹے والا تھا وہ کوتاہ قامت نہ تھا جب وہ جھومتا اور اس پر تلوار کی پٹی لٹک رہی ہوتی۔

تَكَادُ يَدَاهُ تُسْلِمَانِ اِزَارَه مِنَ الْجُوْدِ لَمَّا اَذْلَقَتْهُ الشَّمَائِلُ

اس کے ہاتھ سخاوت کی وجہ سے اس کی چادر بھی حوالے کر دیتے جب اس پر شمال کی جانب سے چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں چلتیں۔

اِلٰى بَيْتِهٖ يَاْوِی الضَّرِيْكُ اِذَا شَتَا وَ مُسْتَنْبِعٌ بَالِی الدَّرِيْسَيْنِ عَائِلُ

عنہ کی خلافت میں فوت ہوا اسے ایک سانپ نے ڈس لیا تھا اس کا سبب مہمان تھے جو اس کے پاس آتے تھے اس کا عجیب واقعہ ہے اس کا اس بارے میں شعر بھی ہے۔ خراش اونٹ کا ایک نشان ہوتا ہے جو کنپٹی سے ٹھوڑی تک ہوتا ہے، اس کا قول ہے۔

تَكَادُ يَدَاهُ تُسْلِمَانِ اِزْرَاهُ مِنَ الْجُوْدِ لَمَّا اَذْلَقَتْهُ الشَّمَائِلُ

قریب ہوتا کہ سخاوت کی وجہ سے اس کے ہاتھ اس کی چادر بھی دے دیں جب اس شمال کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔

اس کی سخاوت کا ارادہ کرتا ہے یعنی وہ سائل کو دینے کے لئے اپنی چادر بھی اتار دیتا ہے اور سائل کو عطا کر دیتا ہے۔ میں نے ابو الولید وقشی کی یہ تحریر دیکھی ہے یہاں اس سے مراد اس کی سخاوت ہے، اس روایت اور اسی مقام کی بنا پر اس کا معنی سخاوت ہی ٹھیک ہے۔ اصمعی اور طوسی نے بھی یہی تفسیر بیان کی ہے جو ہذلی کے شعر میں واقع ہے اور غریب مصنف میں اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اس سے مراد بھوک ہے، شعر مذکور میں اس کا محل اس قول تروح مقرودا کے بعد ہے۔ اس کے قول وَلٰكِنْ قِرْنَ الظَّهْرِ لِلْمَرْءِ شَاغِلٌ۔ میں قرن قاف کے ساتھ ہے جس کی جمع اقران آتی ہے۔ یہ یوں بھی روایت کیا

اس کے گھر میں ہی پناہ لیتے محتاج جب موسم سرما آتا اور اسی کے پاس آ تا رات کو آنے والا مسافر، بوسیدہ کپڑوں والا اور محتاج۔

تَرَوَّحَ مَقْرُوْرًا وَ هَبَّتْ عَشِيَّةً لَهَا حَدَبٌ تَحْتَثُّهُ فَيُوَائِلُ

وہ آدمی اس کے ہاں راحت پاتا اور جب موسم سرما میں شام کو ہوائیں چلتیں جو اسے مزید تیز چلاتیں اور وہ مسافر کسی پناہ کی تلاش کرتا۔

فَمَا بَالُ اَهْلِ الدَّارِ لَمْ يَتَصَدَّعُوْا وَ قَدْ بَانَ مِنْهَا اللَّوْ ذَعِيُّ الْحُلَاحِلُ

ان گھر والوں کا کیا حال ہے جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے جبکہ ان کا فصیح اللسان سردار جدا ہو گیا۔

فَاُقْسِمُ لَوْ لَاقَيْتَهُ غَيْرَ مُوْثَقٍ لَآبَكَ بِالنَّعْفِ الضِّبَاعُ الْجَيَائِلُ

میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اسے اس حال میں ملتے کہ وہ رسیوں میں جکڑا ہوا نہ ہوتا تو دامن کوہ میں بڑے بجوؤں کی آمد و رفت ہوتی۔

وَ اِنَّكَ لَوْ وَجَهْتَهُ اِذْ لَقِيْتَهُ فَنَازَلْتَهُ اَوْ كُنْتَ مِمَّنْ يُنَازِلُ

اگر تو اس کے سامنے سے حملہ کرتا جب تو اسے ملا تھا اور تو اسے دعوت مبارزت دیتا یا دعوتِ مبارزت دینے والوں میں شامل ہوتا۔

لَظَلَّ جَمِيْلٌ اَفْحَشَ الْقَوْمِ صِرْعَةً وَ لٰكِنَّ قِرْنَ الظَّهْرِ لِلْمَرْءِ شَاغِلُ

تو جمیل بری طرح مارے جانے والوں میں سے ہوتا لیکن پیٹھ کے پیچھے سے حملہ کرنے والا تو غائب ہی ہوتا ہے۔

فَلَيْسَ كَعَهْدِ الدَّارِ يَا اُمَّ ثَابِتٍ وَ لٰكِنْ اَحَاطَتْ بِالرِّقَابِ السَّلَاسِلُ

جاتا ہے وَلٰكِنَّ اَقْرَانَ الظُّهُوْرِ مَقَاتِلُ۔ یہاں مقاتل مقتل کی جمع ہے جو میم کے کسرہ کے ساتھ ہے جیسے محرب حرب سے مشتق ہے یعنی جو پشت کے مقابل ہو تو وہ قتل کرنے والا اور غلبہ پانے والا ہوتا ہے۔ اس کا قول جس میں ہوا کی صفت بیان کرتا ہے۔

لَهَا حَدَبٌ تَحْتَثُّهُ فَيُوَائِلُ۔ اس میں حدب حاء مہملہ کے ساتھ ہے، اصل میں اسی طرح ہے پانی اور اس جیسی چیز کے گرنے کو حدب کہتے ہیں۔ یہ لفظ اسی مادہ سے ہے ورنہ خدب جو خاء کے نقطہ کے ساتھ ہے۔ شعر کے معنی کے زیادہ قریب ہے کیونکہ عرب کہتے ہیں ریح خدباء جس میں خدب ہو اور خدب سے مراد بے وقوفی اور تیزی ہے۔

اے ام ثابت یہ زمانہ دورِ جاہلیت کا نہیں بلکہ (اسلام کی) زنجیروں نے ہماری گردنوں کو احاطہ میں لے رکھا ہے۔

وَ عَادَ الْفَتٰی کَالشَّیْخِ لَیْسَ بِفَاعِلٍ سِوَی الْحَقِّ شَیْئًا وَ اسْتَرَاحَ الْعَوَاذِلُ

اب نوجوان بوڑھوں کی طرح عادی ہو گئے وہ حق کے سوا کچھ نہیں کرتے اور ملامت کرنے والیوں کو بھی آرام آ گیا ہے۔

وَ اَصْبَحَ اِخْوَانُ الصَّفَاءِ کَاَنَّمَا اَهَالَ عَلَیْهِمْ جَانِبَ التُّرْبِ هَائِلُ

یہ ایسے مخلص ہو گئے ہیں گویا ان پر کسی مٹی ڈالنے والے نے مٹی ڈال دی ہے۔

فَلَا تَحْسَبِیْ اَنِّیْ نَسِیْتُ لَیَالِیًا بِمَکَّةَ اِذْ لَمْ نَعْدُ عَمَّا نُحَاوِلُ

تو یہ گمان نہ کر کہ میں مکہ کی راتوں کو بھول گیا تھا جب ہم اس چیز سے واپس نہ لوٹے تھے جس کا ہم نے قصد کیا تھا۔

اِذِ النَّاسُ نَاسٌ وَالْبِلَادُ بِغِرَّةٍ وَ اِذْ نَحْنُ لَا تُثْنٰی عَلَیْنَا الْمَدَاخِلُ

جب لوگ لوگ تھے اور شہروں میں ایک قسم کی غفلت تھی اور ہم پر دروازے بند نہ کیے جاتے تھے۔

ابن عوف اپنے بھاگ جانے پر معذرت کرتا ہے

مَنَعَ الرُّقَادَ فَمَا اُغَمِّضُ سَاعَةً نَعَمٌ بِاَجْزَاعِ الطَّرِیْقِ مُخَضْرَمُ

نیند کو دور کر دیا پس ایک لحہ کو بھی آنکھیں بند نہ ہوئیں۔ ان اونٹوں نے جن کے کان کٹے ہوئے تھے راستے کے موڑوں پر۔

سَائِلْ هَوَازِنَ هَلْ اَضُرُّ عَدُوَّهَا وَ اُعِیْنُ غَارِمَهَا اِذَا مَا یَغْرَمُ

ہوازن سے پوچھو کیا میں اس کے دشمن کو نقصان پہنچاتا ہوں؟ اور جب وہ قرض ادا کرتا ہے تو میں اس کی مدد کرتا ہوں یا کہ نہیں۔

مالک کے آخری شعر میں یہ مصرعہ ذکر کیا گیا ہے مثل الدرینة تستحل و تشرم۔ دریدہ سے مراد وہ حلقہ ہے جس پر نیزہ بازی سیکھی جاتی ہے، یہ مہموز میں سے ہے اور تستحل حاء مہملہ کے ساتھ ہے، اصل میں اسی طرح ہے دوسرے نسخوں میں تستخل خاء کے ساتھ ہے معنی میں یہ زیادہ ظاہر ہے۔ یہ خلال سے مشتق ہے اور تستحل یہ حل سے مشتق ہوگا کیونکہ اس کے بعد تشرم ہے، دونوں معنی میں قریب ہیں۔

وَ كَتِيبَةٍ لَبَسْتُهَا بِكَتِيبَةٍ فِئَتَيْنِ مِنْهَا حَاسِرٌ وَ مُلأَمُ

کتنے ہی لشکر ہیں جن کو میں نے دوسرے لشکروں کے ساتھ ملا دیا ان میں سے کچھ زرہ کے بغیر اور کچھ زرہ پوش تھے۔

وَ مُقَدَّمٍ تَعْيَا النُّفُوسُ لِضِيقِهِ قَدَّمْتُهُ وَ شُهُودُ قَوْمِي اَعْلَمُ

کتنے ہی میدان ہیں جن کی تنگی کی وجہ سے نفوس عاجز تھے وہاں مجھے آگے کیا گیا جبکہ میری قوم کے حاضر افراد خوب جانتے ہیں۔

فَوَرَدْتُهُ وَ تَرَكْتُ اِخْوَانًا لَهُ يَرِدُوْنَ غَمْرَتَهُ وَ غَمْرَتُهُ الدَّمُ

میں اسی پر وارد ہوا اور جنگجوؤں کو اس کا پانی پینے کا موقع دیا جبکہ اس کا پانی خون ہی خون تھا۔

فَاِذَا انْجَلَتْ غَمَرَاتُهُ اَوْرَثْتَنِي مَجْدَ الْحَيَاةِ وَ مَجْدَ غُنْمٍ يُقْسَمُ

جب وہ خوب پانی پی چکے تو انہوں نے مجھے زندگی کا شرف اور اس مالِ غنیمت کا شرف عطا کیا جو تقسیم کیا جارہا تھا۔

كَلَّفْتُمُوْنِي ذَنْبَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَنْ اَعَقُّ وَ اَظْلَمُ

تم نے مجھے مجبور کیا کہ میں آل محمد کے قتل کے گناہ کا ارتکاب کروں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ نافرمان اور کون زیادہ ظالم تھا۔

وَ خَذَلْتُمُوْنِي اِذْ اُقَاتِلُ وَاحِدًا وَ خَذَلْتُمُوْنِي اِذْ تُقَاتِلُ خَثْعَمُ

تم نے مجھے اس وقت بے یارومددگار چھوڑ دیا جب میں تنہا لڑ رہا تھا تم نے مجھے اس وقت چھوڑ دیا جب خثعم لڑ رہے تھے۔

وَ اِذَا بَنَيْتُ الْمَجْدَ يَهْدِمُ بَعْضُكُمْ لَا يَسْتَوِيْ بَانٍ وَ آخِرُ يَهْدِمُ

جب میں بزرگی کی عمارت تعمیر کرتا تو تم میں سے ہی بعض اس کو گرادیتے، عمارت تعمیر کرنے والا اور گرانے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

وَاَقَبَّ مِخْمَاصِ الشِّتَاءِ مُسَارِعٍ فِي الْمَجْدِ يُنْمٰى لِلْعُلٰى مُتَكَرِّمِ

پتلی کمر والے، دبلے پیٹ والے بزرگی کی طرف جلدی کرنے والے بزرگی میں پرورش پانے والے شریف لوگ ہیں۔

اَكْرَهْتُ فِيْهِ اَلَّةً يَزَنِيَّةً سَحْمَاءَ يَقْدُمُهَا سِنَانٌ سَلْجَمُ

جب میں نے زبردستی گھونپ دیا ہے۔ یزنی نیزہ جس کا رنگ سیاہ ہے جس کے آگے لمبا

پھل لگا ہوا ہے۔

وَ تَرَكْتُ حَنَتَهُ تَرُدُّ وَلِيَّهُ   وَ تَقُوْلُ لَيْسَ عَلَى فُلَانَةَ مُقْدَمُ

میں نے اس کی بیوی کو یوں چھوڑا جو اپنے ولی کو روک رہی تھی اور کہہ رہی تھی آگے بڑھ کر جنگ کرنا فلانی کا کام نہیں۔

وَ نَصَبْتُ نَفْسِي لِلرِّمَاحِ مُدَجَّجًا   مِثْلَ الدَّرِيْئَةِ تُسْتَحَلُّ وَ تُشْرَمُ

میں نے اپنے آپ کو نیزوں کا نشانہ بنالیا تھا جبکہ میں مسلح تھا جس طرح نیزہ بازی کا حلقہ ہوتا ہے جسے حلال سمجھا جاتا ہے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا ہے۔

بنو ہوازن کا ایک آدمی اپنی قوم کے اسلام لانے کا ذکر کرتا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا ایک آدمی ہوازن کے بارے میں یہ کہتا ہے جس میں مالک بن عوف کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے جانے کا ذکر کرتا ہے جبکہ مالک اسلام لا چکا تھا۔

اذكُرْ مَسِيْرَهُمْ لِلنَّاسِ إِذْ جَمَعُوْا   وَ مَالِكٌ فَوْقَهُ الرايَاتُ تَخْتَفِقُ

بنو ہوازن کے روانہ ہونے کو یاد کرو جب وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے اور مالک کے اوپر جھنڈے پھڑ پھڑا رہے تھے۔

ومالكٌ مالكٌ مَا فَوْقَه احدٌ   يومَ حُنَين عليه التَّاجُ يَاْتَلِقُ

اس روز مالک ہی مالک تھا کوئی اس پر امیر نہ تھا غزوۂ حنین کے روز اس کے سر پر تاج چمک رہا تھا۔

حتّٰى لَقُوا الباسَ حينَ الباسُ يَقْدُمُهُمْ   عليهمُ البِيْضُ والابْدَانُ والدَّرَقُ

یہاں تک کہ یہ جنگ کی سختیوں سے ملے جب جنگ ان کے سامنے آ گئی ان کے سروں پر خود جسموں پر زرہیں اور ہاتھوں میں ڈھالیں تھیں۔

فضا ربُوا النَّاسَ حَتّٰى لَمْ يَرَوا احدًا   حولَ النَّبِيِّ و حَتّٰى جنَّهُ الْغَسَقُ

انہوں نے مسلمانوں پر وار کیئے یہاں تک کہ انہوں نے نبی مکرم کے ارد گرد کوئی آدمی نہ دیکھا یہاں تک کہ ان پر اندھیرا چھا گیا۔

ثُمَّتَ نُزِّلَ جِبْرَئِيْلُ بِنَصْرِهِمْ   مِنَ السَّمَاءِ فَمَهْزُوْمٌ و مُعْتَنَقُ

پھر ان کی مدد کے لئے آسمان سے جبرئیل کو اتارا گیا تو پھر بنو ہوازن میں سے کچھ شکست کھا

رہے تھے اور کچھ گرفتار ہو رہے تھے۔

مِنَّا و لو غیرَ جبریلٍ یُقاتِلنا لَمنَعَتنَا اِذَنْ اَسیَافُنا العُتُقُ

اگر جبرئیل امین کے علاوہ کوئی اور ہم سے جنگ کرتا تو ہماری نفیس تلواریں ہمارا دفاع کرتیں۔

وفاتَنا عُمرُ الفَارُوقُ اِذ ھُزِمُوا بِطعنةٍ بلَّ مِنھا سَرجَہُ العَلَقُ

جب مسلمان بھاگ رہے تھے تو حضرت عمر نیزے کا وار کھا کر بچ نکلے جس کی وجہ سے ان کے گھوڑے کی زین خون آلود ہو گئی تھی۔

جشمیہ عورت اپنے بھائیوں کا مرثیہ کہتی ہے جو غزوۂ حنین میں مارے گئے تھے۔

اَعَینَیَّ جُودَا علی مالكٍ معًا والعَلاءِ ولا تَجمُدَا

اے میری دونوں آنکھوں مالک اور علاء پر اکٹھے آنسو بہاؤ اور خشک نہ ہو۔

ھُمَا القَاتِلَانِ اَبَا عامرٍ و قَد کانَ ذَا ھَبَّةٍ أربَدا

ان دونوں نے ابو عامر کو قتل کیا تھا جو بڑا تلوار چلانے والا اور ماہر فن تھا۔

ھُمَا تَرکَاہ لَدَی مُجسَدٍ ینوءَ نَزِیفًا و مَا وُسِّدَ

دونوں نے اسے خونی مقتل میں ایسے چھوڑا تھا کہ وہ کمزوری کے عالم میں اٹھتا اور کوئی اسے سہارا نہ دیتا۔

ابو ثواب قریش کی ہجو کرتا ہے۔

اَلَاھَل اَتَاكَ اَنْ غَلَبَتْ قُرَیْشٌ ھَوازَنَ والخُطُوبُ لَھَا شُرُوطٌ

کیا تجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ قریش ہوازن پر غالب آ چکے ہیں اور بڑی مصیبتیں تو وہ ہوتی ہیں جن کی شرطیں ہوں۔

وَکُنَّا یَا قُرَیْشُ اِذَا غَضِبنَا یَجِیئُی مِنَ الغِضَابِ دَمٌ عَبِیطٌ

اے قریش جب ہم غضبناک ہوں تو غصہ کی وجہ سے ہماری آنکھوں میں تر بتر خون اُتر آتا ہے۔

وَ کُنَّا یَا قُرَیْشُ اِذَا غَضِبنَا کَاَنَّ اَنُوفَنَا فِیھَا سَعُوطٌ

اے قریش جب ہم غضبناک ہوں تو گویا ہماری ناکوں میں نسوار ڈالا گیا ہے۔

فَاَصبَحنَا تُسَوِّقُنَا قُرَیْشٌ سِیَاقَ العِیرِ یَحدُوھَا النَّبِیطُ

قریش ہمیں یوں ہانک رہے تھے جیسے اونٹوں کو ہانکا جاتا ہے جبکہ عام لوگ حدی پڑھتے جا

رہے ہیں۔

فَلَا اَنَا اِنْ سُئِلتُ الخَسفَ آبٍ وَلَا اَنَا اَنْ اَلَيْنَ لهُم نَشِيطُ

اگر مجھ سے ذلت اختیار کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو میں انکار کروں گا اور نہ ہی ان کے لئے نرم پڑنے پر خوش ہوں گا۔

سَيُنْقَلُ لَحْمُهَا فِي كلِ فَجٍّ وَ تُكْتَبُ فِيْ مَسَامِعِهَا الْقُطُوطُ

عنقریب ان کا گوشت ہر گلی میں لے جایا جائے گا اور ان کے کانوں میں پروانے لٹکائے جائیں گے۔

قطوط کی جگہ خطوط بھی روایت کیا گیا ہے۔

یہ شعر ابوسعد کی روایت میں ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ کہا جاتا ہے کہ شاعر کا نام ابوثواب زیاد بن ثواب تھا۔ خلف الاحمر نے مجھے یہ شعر سنایا۔

يَجِي مِنَ الغَضَابِ دَمٌ عبِيطٌ۔ اور آخری مصرعہ ابن اسحاق سے مروی نہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اسے حضرت عبداللہ بن وہب نے جواب دیا جو بنوتمیم سے تعلق رکھتے تھے پھر بنواسید سے ان کا تعلق تھا، اس نے کہا۔

بشرطِ اللّٰهِ نَضرِبُ مَنْ لَقِيْنَا كَاَفضَلَ ما رايتَ من الشُّرُوْطِ

ہم اللہ کی شرط کے ساتھ ان لوگوں سے لڑتے ہیں جو ہمارے مقابل آتے ہیں تو نے جتنی شرطیں دیکھی ہیں ان سے یہ افضل ہے۔

وَ كُنَّا يَا هَوَازِنُ حِيْنَ نَلْقٰى نَبُلُّ الهامَ مِن عَلَقٍ عبِيطِ

اے ہوازن جب ہم جنگ کرتے ہیں تو دشمنوں کی کھوپڑیوں کو تر خون سے تر بتر کرتے ہیں۔

بِجَمْعِكُمْ وَ جَمْعِ بَنِي قَسِيَ نَحُكُّ البَرْكَ كَالْوَرَقِ الخَبِيْطِ

تمہارے لشکر اور بنوقسی کے لشکر پر ہم نے اپنا سینہ یوں رگڑا جیسے مویشیوں کا کچلا ہوا چارا۔

اَصَبْنَا مِن سَرَاتِكُم و مِلْنَا نُقَتِّلُ فِي الْمُبَايِنِ والخَلِيْطِ

ہم نے تمہارے سرداروں کو قتل کیا اور تمہارے بھاگنے والے اور جنگ کرنے والے لوگوں کو قتل کرنے کی طرف مائل ہوئے۔

بِهِ الْمُلْتَاثُ مُفْتَرِشٌ يَدَيْهِ يَمُجُّ الْمَوْتَ كالبكر النَّحِيْطِ

ان میں ملتاث بھی تھا جس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے تھے وہ موت کا یوں سانس لے رہا تھا جس طرح نو جوان اونٹ سانس لیتا ہے۔

فِإِنْ تَكُ قَيْسُ غيلَانٍ غِضَابًا فَلَا يَنْفَكُ يُرْغِمُهُمْ سَعُوطِي

اگر قیس غیلان غصہ میں ہیں تو انہیں میری نسوار ہمیشہ ذلیل کرتی رہے گی۔

خدیج بن عوجاء نصری نے کہا۔

لَمَّا دَنَوْنَا مِنْ حُنَيْنَ وَ مَائِهِ رَأَيْنَا سَوَادًا مُنْكَرَ اللَّوْنِ اَخْصَفَا

جب ہم حنین اور اس کے چشمہ کے قریب ہوئے تو ہم نے ایسے سائے دیکھے جو کئی رنگوں والے تھے۔

بِمَلْمُوْمَةٍ شَهْبَاءَ لَو قَذَفُوْا بِهَا شَمَارِيْخَ مِنْ عُزْوَى اِذَنْ عادَ صفصفا

ایسے بڑے لشکر کے ساتھ اگر وہ اس کے ساتھ عروی کے بلند پہاڑوں کو اٹھا کر پھینکتے تو وہ پہاڑ ہموار زمین بن جاتے۔

وَلَوْ اَنَّ قَوْمِیْ طَاوَعَتْنِیْ سَرَاتُهم اِذَنْ مَا لَقِيْنَا العَارِضَ الْمُتَكَشِّفَا

اگر میری قوم کے سردار میری اطاعت کرتے تو ہم اس امڈتے بادل سے مقابلہ نہ کرتے۔

اِذَنْ مَا لَقِيْنَا جندَ آلِ محمدٍ ثَمَانِيْنَ اَلْفًا وَاسْتَمَدُّوا بِخِنْدَفَا

تو ہم آلِ محمد ﷺ کے لشکر سے جنگ نہ کرتے جن کی تعداد اسی ہزار تھی بلکہ میری قوم خندف سے مدد لیتی۔

غزوۂ طائف

جب ثقیف قبیلہ کے شکست خوردہ افراد طائف آئے تو اپنے شہر کے دروازے بند کر لئے

غزوۂ طائف

علماء انساب میں سے بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ دمون بن صدف نے اپنی قوم کا ایک آدمی قتل کیا۔ صدف کا نام ملک بن مالک بن مرتع بن کندہ تھا جو حضر موت سے تعلق رکھتا تھا۔ دمون بعد میں بنو ثقیف کے پاس چلا گیا انہیں کے درمیان رہنے لگا۔ دمون نے کہا کیا میں تمہارے لئے ایسی دیوار نہ بناؤں جو تمہارے شہر کو گھیرے ہوئے ہو۔ اس نے یہ دیوار بنائی اسی وجہ سے اس شہر کا نام طائف پڑ گیا۔ بکری نے یہی وجہ ذکر کی ہے کہ یہ دمون بن عبید بن مالک بن دھقل تھا، یہ خاندان صدف سے تعلق رکھتا تھا، اس (دمون) کے دو بیٹے تھے جنہوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ایک کا نام ہمیل اور دوسرے کا نام قبیصہ تھا۔ ابو عمر نے ان دونوں کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا جبکہ دوسرے علماء نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ طائف کے انگوروں کی اصل یہ ہے کہ قیس بن منبہ جو حقیقت میں ثقیف ہے نے اپنی قوم کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا وہ قوم ایاد تھی پھر وہ حجاز کی طرف بھاگ گیا، وہ ایک یہودی عورت کے پاس سے گزرا جس نے قیس کو پناہ دے دی۔ قیس اس عورت کے پاس طویل عرصہ تک ٹھہرا رہا پھر اس کے پاس سے روانہ ہوا اس عورت نے انگور کی بیلیں دیں اور اسے حکم دیا کہ انہیں اس قسم کی زمین میں گاڑھ دے۔ قیس عدوان کے علاقہ میں آیا بنو عدوان ان دنوں طائف کے علاقہ میں رہتے تھے۔ قیس نخیلہ کے پاس سے گزرا جو عامر بن ظرب عدوانی کی لونڈی تھی اور اس وقت بکریاں چرا رہی تھی۔ قیس نے اس لونڈی کو پکڑنے اور بکریاں لینے کا ارادہ کیا۔ لونڈی نے اسے کہا جو تو نے ارادہ کیا ہے کیا میں اس سے بہتر پر تیری راہنمائی نہ کروں۔ میرے مالک کے پاس جاؤ اور اس کی امان حاصل کرو، وہ بہت سخی آدمی ہے۔ قیس، عامر کے پاس آیا عامر نے اپنی بیٹی زینب سے اس کی شادی کر دی۔ جب بنو عدوان باہمی جنگوں کی وجہ سے طائف سے جلاوطن ہوئے تو قیس وہاں ہی ٹھہرا رہا یہی بنو قیس ہی بنو ثقیف کہلاتے۔ اسی سے اہل طائف کا خاندان چلا اس کو قسی اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ سخت دل تھا۔ جب اس نے حقیقی بھائی یا چچا زاد بھائی کو قتل کر دیا۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ انہیں ثقیف اس لئے کہتے ہیں

کیونکہ قیس کے بارے میں یہ کہا گیا ما اثقفہ۔ جب وہ عامر کے پاس ٹھہرا تھا، عامر نے اسے امان دی اور اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دی۔

بعض مفسرین نے اس شہر کے طائف نام کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ سورۃ ''ن'' میں اللہ تعالیٰ نے جس باغ کا ذکر فرمایا فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ (القلم:۱۹) حضرت جرائیل امین نے اس باغ کو جڑ سے اکھیڑا تو باغ رات کی طرح ہو گیا اس کی جگہ صبح کو اسی طرح رہی پھر جبرئیل امین اسے مکہ مکرمہ لے آئے۔ بیت اللہ شریف کے گرد اسے گھمایا پھر اس باغ کو وہاں رکھا جہاں آج طائف کا شہر ہے تو اس کا نام باغ پر چکر لگانے اور گھمانے والے پر طائف رکھ دیا۔ وہ باغ صنعاء سے چند فرسخ دور ضروان کے مقام پر تھا یہی وجہ ہے کہ طائف میں ایسا پانی اور درخت ہیں جو ارد گرد کے علاقہ میں نہیں۔ اس باغ والوں کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور سے تھوڑا عرصہ بعد ہوا۔ اس چیز کو نقاش اور دوسرے علماء نے ذکر کیا ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بنو ثقیف تو اصل میں قسی بن منبہ ہے جس طرح ابن اسحاق اور دوسرے علماء نے کہا تو سیبویہ نے عربوں کے بارے میں یہ کیوں کہا ثقیف بن قسی یعنی ثقیف کو قسی کا بیٹا بنا دیا ہے۔

ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ سیبویہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ قبیلہ جسے ثقیف کہتے ہیں وہ بنو قسی ہیں جس طرح لوگ کہتے ہیں۔ باہلہ بن اعصر جبکہ باہلہ ان کی ماں تھی لیکن قبیلہ کا نام اس عورت کی وجہ سے پڑ گیا ان کے بارے میں بنو اعصر بھی کہا گیا ہے۔ علماء نے کہا ثقیف بن قسی بھی اسی طرح ہے اس قول کی تائید یہ قول بھی کرتا ہے کہ سیبویہ نے کہا ھولاء ثقیف بن قسی۔ یعنی یہ ثقیف قسی کی اولاد ہیں۔

غزوۂ طائف میں استعمال ہونے والے آلات

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا ہے کہ اہل طائف دبابہ، منجنیق اور ضبور کا فن سیکھتے تھے۔ دبابہ ایک جنگی ہتھیار ہے اس میں مرد داخل ہو جاتے ہیں اور قلعہ کی دیوار کی طرف آہستہ آہستہ جاتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دیوار میں نقب لگالیں۔

ضبور ٹوکریوں کے سروں جیسا جنگی ہتھیار ہوتا ہے جب جنگ سے واپس ہوا جائے تو اس کے ذریعے بچا جاتا ہے۔ عین میں ہے ضبر سے مراد چمڑا ہے جو ٹوکریوں پر چڑھا لیا جاتا ہے جس کے ذریعے جنگ میں اپنا دفاع کیا جاتا ہے۔ زہری سے حدیث میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب بنی

بن سلمہ حاضر نہیں ہوئے تھے۔ یہ جرش کے مقام پر دبابہ، منجنیق اور ضبور کا فن سیکھ رہے تھے۔

حضور ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوتے کے بعد طائف کی طرف تشریف لے گئے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کی طرف سفر کا ارادہ کیا تو کعب بن مالک نے کہا۔

کعب کے اشعار

قَضَيْنَا مِنْ تِهَامَةَ كُلَّ رَيْبٍ وَ خَيْبَرَ ثُمَّ اَجْمَعْنَا السُّيُوْفَا

ہم نے تہام اور خیبر سے ہر شک کو دور کیا پھر ہم نے تلواروں کو جمع کیا۔

نُخَيِّرُهَا وَ لَوْ نَطَقَتْ لَقَالَتْ قَوَاطِعُهُنَّ دَوْسًا اَوْ ثَقِيْفَا

ہم انہیں آرام کرنے اور مقابلہ کرنے کا اختیار دیتے اگر وہ بولتیں تو ان کی تلواریں کہتیں کہ

اسرائیل کو بندروں کی صورت میں مسخ کیا تو ان کے اناروں کو جنگلی انار، گندم کو مکئی، انگوروں کو پیلو اور اخروٹوں کو جنگلی اخروٹوں میں تبدیل کر دیا۔ ضر سے مراد خشکی کا ایک ایسا درخت ہے جس کا اخروٹ جیسا پھل ہوتا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا لیکن یہ معنی پہلے معنی سے مختلف ہے۔ ابو حنیفہ نے ضر کے بارے میں کہا یہ اخروٹ جیسا درخت ہوتا ہے جو کلیاں تو نکالتا ہے لیکن اسے کھایا نہیں جاتا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے سایوں میں سے گھنا سایہ۔ ضر، تنعیم اور حجر کا ہوتا ہے، اس کے پتے گھنے گھر کی طرح ہوتے ہیں اسی وجہ سے اس کا سایہ گھنا ہوتا ہے۔ جہاں تک مظ کا تعلق ہے حدیث میں اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ یہ اور خشکی کا انار کلیاں نکالتا ہے مگر پھل نہیں دیتا اسی کا پھول گلنار ہوتا ہے۔ اس کا پھول انار جیسا ہوتا ہے اس کو چوسا جاتا ہے اس میں بہت زیادہ رس ہوتا ہے جو اسے چوستا ہے سیر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ ابو حنیفہ نے اسے نباتات میں سے شمار کیا ہے۔

رہے مجانیق یہ معروف ہتھیار ہے یہ عجمی لفظ ہے جسے عربوں نے عربی زبان کی طرف منتقل کیا ہے۔ کراع نے کہا ہر کلمہ جس میں جیم اور قاف یا جیم اور کاف ہوتا ہے وہ عجمی ہے جیسے جوالف، جولق، جلق اور کیلجہ یہ چھوٹا پیمانہ ہوتا ہے، کنجلد ریہ چمچہ ہے، قبج یہ چکور ہے اور اسی طرح کے دوسرے الفاظ ہیں منجنیق میں میم اصلی ہے اور نون زائد ہے۔ یہ سیبویہ کا نقطہ نظر ہے اسی وجہ سے جمع میں یہ گر گئی ہے۔

کعب کے اشعار

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کعب کے اشعار کا ذکر کیا ہے اس میں ہے وَ كَمْ مِنْ مَعْشَرٍ اَلَبُوْا عَلَيْنَا۔ البوا کا معنی ہے انہوں نے جمع کیے ہیں اور صَمِيمَ الْجَذْمِ، البوا کا مفعول ہے۔ انہیں

اب دوس اور ثقیف کا قصد کرو۔

فَلَسْتُ لِحَاضِنٍ اِنْ لَمْ تَرَوْهَا بِسَاحَةِ دَارِكُمْ مِنَّا اُلُوفَا

میں انہیں چھپانے والا نہیں اگر تم نے انہیں اپنے گھر کے صحن میں ہزاروں کی تعداد میں نہیں دیکھا۔

وَ نَنْتَزِعُ الْعُرُوْشَ بِبَطْنِ وَجٍّ وَ تُصْبِحُ دُوْرُكُمْ مِنْكُمْ خُلُوْفَا

ہم وج میں مکانوں کی چھتیں اکھیڑ رہے تھے اور تمہارے گھر تمہارے خلاف ہو گئے تھے۔

وَ يَأْتِيكُمْ لَنَا سَرْعَانُ خَيْلٍ يُغَادِرُ خَلْفَهٗ جَمْعًا كَثِيْفًا

ہمارے تیز رفتار سوار تمہارے پاس پہنچ گئے تھے جو اپنے پیچھے بڑے بھاری لشکر چھوڑ گئے تھے۔

اِذَا نَزَلُوْا بِسَاحَتِكُمْ سَمِعْتُمْ لَهَا مِمَّا اَنَاخَ بِهَا رَجِيْفًا

جب یہ تمہارے صحن میں اترے تم نے وہاں اونٹوں کی آوازیں سنی ہوں گی جنہیں وہاں بٹھایا گیا تھا۔

بِاَيْدِيْهِمْ قَوَاضِبُ مُرْهَفَاتٌ يُزِرْنَ الْمُصْطَلِيْنَ بِهَا الْحُتُوْفَا

ان کے ہاتھوں میں باریک دھار والی تلواریں تھیں جو ان کی آنچ سے تاپنے والوں کو موت کی زیارت کرا رہی تھیں۔

كَاَمْثَالِ الْعَقَائِقِ اَخْلَصَتْهَا قُيُوْنُ الْهِنْدِ لَمْ تُضْرَبْ كَتِيْفَا

یہ تلواریں بجلیوں کی مثل نہیں جنہیں ہند کے کاری گروں نے خالص لوہے سے بنایا تھا جو دروازے کے چوکھٹوں کی طرح موٹی نہ تھیں۔

تَخَالُ جَدِيَّةَ الْاَبْطَالِ فِيْهَا غَدَاةَ الزَّحْفِ جَادِيًا مَدُوْفَا

تو گمان کرے گا کہ نوجوانوں کے خون کی دھاریاں ان میں پڑ گئی ہیں، میدانِ جنگ کے روز جن میں زعفران کی آمیزش ہے۔

اَجَدُّهُمْ اَلَيْسَ لَهُمْ نَصِيْحٌ مِنَ الْاَقْوَامِ كَانَ بِنَا عَرِيْفًا

کیا وہ کوشاں ہیں؟ کیا ان میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو انہیں نصیحت کرے اور ہمارے بارے

اشعار میں کعب تلواروں کی صفت بیان کرتا ہے كَاَمْثَالِ الْعَقَائِقِ۔ عقائق، عقیقہ کی جمع ہے اس سے مراد بجلی ہے جس سے بادل آواز نکالتا ہے اس میں ہے لَمْ تُضْرِبْ كَتِيْفًا۔ کتیف یہ کتیفہ کی جمع ہے یہ لوہے کا چھوٹا سا چوڑا پتر ہوتا ہے۔ کتیف کا اصل معنی ہر شئے کی تنگ چیز ہے۔

میں مطلع ہو۔

يُخبِرُهُم بِأَنَّا قَدْ جَمَعْنَا عِتَاقَ الْخَيْلِ وَالنُّجُبَ الطُّرُوفَا

جو انہیں بتاتے کہ ہم نے عمدہ اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے جمع کئے ہیں۔

وَ أَنَّا قَدْ أَتَيْنَاهُمْ بِزَحْفٍ يُحِيطُ بِسُورِ حِصْنِهِمْ صُفُوفَا

اور ہم ان کے پاس ایسا بھاری لشکر لاتے ہیں جو ان کے قلعہ کی دیواروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

رَئِيسُهُمُ النَّبِيُّ وَ كَانَ صُلْبًا نَقِيَّ الْقَلْبِ مُصْطَبِرًا عَزُوفَا

ان کے سردار نبی ہیں آپ ریڑھ کی ہڈی، پاکیزہ دل والے، صابر اور زاہدانہ زندگی بسر کرنے والے ہیں۔

رَشِيْدَ الْأَمْرِ ذَا حُكْمٍ وَ عِلْمٍ وَ حِلْمٍ لَمْ يَكُنْ نَزِقًا خَفِيفَا

سیدھے معاملہ والے، حکمت، علم اور حلم والے ہیں آپ ہلکی طبیعت یا جلد غصہ کرنے والے نہیں۔

نُطِيعُ نَبِيَّنَا وَ نُطِيعُ رَبًّا هُوَ الرَّحْمٰنُ كَانَ بِنَا رَؤُوفَا

ہم اپنے نبی کی اطاعت کرنے والے ہیں اور ہم اپنے رب کی اطاعت کرنے والے ہیں جو رحمٰن ہے اور ہم پر شفقت کرنے والا ہے۔

فَإِنْ تُلْقُوا إِلَيْنَا السِّلْمَ نَقْبَلْ وَ نَجْعَلْكُمْ لَنَا عَضُدًا وَ رِيفَا

اگر تم ہمیں صلح کا پیغام دو تو ہم اسے قبول کر لیں گے اور ہم تمہیں اپنا بازو بنائیں گے اور شاداب مقام بنا دیں گے۔

وَ إِنْ تَأْبَوْا نُجَاهِدْكُمْ وَ نَصْبِرْ وَ لَايَكُ أَمْرُنَا رَعِشًا ضَعِيفَا

اگر تم انکار کرو گے تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور صبر کریں گے اور ہمارا معاملہ متزلزل اور کمزور نہیں۔

نُجَالِدُ مَا بَقِينَا أَوْ تُنِيبُوا إِلَى الْإِسْلَامِ إِذْعَانًا مُضِيفَا

جب تک ہم زندہ رہیں گے ہم جنگ کرتے رہیں گے یا تم اسلام کی طرف پلٹ آؤ گے خشوع وخضوع کرتے ہوئے۔

نُجَالِدُ لَا نُبَالِيْ مَنْ لَقِيْنَا أَأَهْلَكْنَا التِّلَادَ أَمِ الطَّرِيْفَا

ہم جہاد کریں گے ہم اس کی پرواہ نہیں کریں گے کہ ہم کس سے لڑ رہے ہیں اور کیا ہم نے پرانا مال یا نیا مال ہلاک کر دیا ہے۔

وَ كَمْ مِّنْ مَعْشَرٍ اَلَبُّوْا عَلَيْنَا صَمِيْمَ الْجِزْمِ مِنْهُمْ وَالْحَلِيْفَا

کتنی ہی جماعتیں ہیں جو ہمارے پاس جمع ہو گئیں جو مضبوط اصل والے اور حلیف ہیں۔

اَتَوْنَا لَا يَرَوْنَ لَهُمْ كِفَاءً فَجَدَّعْنَا الْمَسَامِعَ وَالْاُنُوْفَا

اگر وہ ہمارے پاس آئے ہیں اور وہ ہمیں اپنا ہم پلہ نہیں سمجھتے تو ہم ان کے کان اور ناک کاٹ دیں گے۔

بِكُلِّ مُهَنَّدٍ لَيِّنٍ صَقِيْلٍ يَسُوْقُهُمْ بِهَا سَوْقًا عَنِيْفَا

ایسی تلوار کے ساتھ جو ہند کی بنی ہوئی ہے نرم ہے صیقل شدہ ہے جو انہیں سختی سے ہانک کر لائے گی۔

لِاَمْرِ اللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ حَتّٰى يَقُوْمَ الدِّيْنُ مُعْتَدِلًا حَنِيْفَا

اللہ کے حکم اور اسلام کی طرف یہاں تک کہ دین حنیف قائم و دائم ہو جائے گا۔

وَ تُنْسَى اللَّاتُ وَالْعُزّٰى وَ وُدٌّ وَ نَسْلُبُهَا الْقَلَائِدَ وَالشُّنُوْفَا

لات، عزیٰ اور ود کو بھلا دیا جائے گا اور ہم ان بتوں کے ہار اور بندے چھین لیں گے۔

فَاَمْسَوْا قَدْ اَقَرُّوْا وَ اطْمَاَنُّوْا وَ مَنْ لَّا يَمْتَنِعْ يَقْبَلْ خُسُوْفَا

پھر انہیں قرار اور طمانیت نصیب ہو جائے اور جو لوگ باز نہ آئیں وہ ذلت و خواری قبول کریں۔

کنانہ کا کعب کو جواب

مَنْ كَانَ يَبْغِيْنَا يُرِيْدُ قِتَالَنَا فَاِنَّا بِدَارٍ مَعْلَمٍ لَا نَرِيْمُهَا

جو شخص ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ہمارے اوپر بغاوت کرتا ہے تو ہم اپنے نشان

کنانہ کے اشعار

مولف رحمۃ اللہ علیہ نے کنانہ بن عبد یالیل ثقفی کے اشعار کا ذکر کیا ہے اس میں ہے وَكَانَتْ لَنَا اَطْوَاؤُهَا وَ كُرُوْمُهَا۔ اطواء یہ طوی کی جمع ہے جس سے مراد کنواں ہے اس کی جمع خلاف قیاس آئی ہے۔ علماء کا خیال ہے کہ جمع میں اس کی یاء گر گئی ہے کیونکہ وہ زائدہ تھی۔ انہیں اشعار میں ہے۔ وَقَدْ

زدہ گھروں سے ملنے والے نہیں۔

وَجَدْنَا بِهَا الْآبَاءَ مِنْ قَبْلِ مَا تَرَى وَ كَانَتْ لَنَا أَطْوَاؤُهَا وَ كُرُومُهَا

تمہارے دیکھنے سے پہلے یہاں ہم نے اپنے آباؤ و اجداد کو دیکھا ہے اس کے کنویں اور انگور کی بیلیں سب ہماری ہیں۔

وَ قَدْ جَرَّبَتْنَا قَبْلُ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ فَأَخْبَرَهَا ذُوْرَأْيِهَا وَ حَلِيمُهَا

اس سے قبل عمرو بن عامر کا قبیلہ ہمارا تجربہ کر چکا ہے اس کی خبر اس قبیلہ کے صاحب رائے اور بردبار لوگوں نے دی ہے۔

وَ قَدْ عَلِمَتْ إِنْ قَالَتِ الْحَقَّ أَنَّنَا إِذَا مَا أَبَتْ صُعْرُ الْخُدُوْدِ نُقِيمُهَا

اگر وہ سچی بات کریں تو یہ خوب جانتے ہیں کہ ہم نے متکبر لوگوں کے چہروں کو سیدھا کر دیا ہے۔

نُقَوِّمُهَا حَتَّى يَلِينَ شَرِيسُهَا وَ يُعْرَفَ لِلْحَقِّ الْمُبِينِ ظَلُومُهَا

ہم انہیں درست کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی سختی نرم ہو جاتی ہے اور ان کے ظالم لوگ بھی حق کو عیاں پہچان لیتے ہیں۔

عَلَيْنَا دِلَاصٌ مِنْ تُرَاثِ مُحَرِّقٍ كَلَوْنِ السَّمَاءِ زَيَّنَتْهَا نُجُومُهَا

ہمارے جسموں پر وہ زرہیں ہیں جو ہمیں محرق سے ورثہ میں ملی ہیں ان کا رنگ اس آسمان جیسا ہے جسے ستاروں نے زینت عطا کر دی ہے۔

نُرَفِّقُهَا عَنَّا بِبِيضٍ صَوَارِمٍ إِذَا جُرِّدَتْ فِي غَمْرَةٍ لَا نَشِيمُهَا

ہم ان زرہوں کو سفید کاٹ دار تلواروں کے ساتھ جسموں سے رنگ کر کے رکھ دیتے ہیں جب انہیں جنگ میں سونت لیا جائے تو ہم انہیں نیام میں داخل نہیں کرتے۔

جَرَّبَتْنَا قَبْلُ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ۔ یہ اس نے انصار کو جواب دیا ہے کیونکہ وہ بنو حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کا قبیلہ ہیں۔ عمرو ہی مُزَيْقِيَاءُ ہے اور عامر۔ وہ ماء السماء ہے یہاں کنانہ نے انصار کا ارادہ نہیں کیا کہ انصار نے اس سے قبل ان کا تجربہ کیا ہے بلکہ کنانہ نے ان کے بھائیوں کا ارادہ کیا ہے وہ بنوخزاعہ ہیں کیونکہ بنوخزاعہ بنو ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں یہ دو قولوں میں سے ایک قول ہے بنو ثقیف نے بنوخزاعہ کے ساتھ اس وقت جنگ کی تھی جب انہوں نے مکہ مکرمہ آ کر پڑاؤ ڈالا تھا۔ بکری نے اس شعر کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ شاعر نے یہاں بنو عمرو بن عامر بن

شداد کا قصیدہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شداد بن عارض جشمی نے طائف کی طرف حضور ﷺ کے سفر کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

لَا تَنصُرُوا اللَّاتَ اِنَّ اللهَ مُهلِكُهَا وَ كَيفَ يُنصَرُ مَنْ هُوَ لَيسَ يَنتَصِرُ

تم لوگ لات کی مدد نہ کرو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرنے والا ہے جو خود مدد نہیں کرتا اس کی مدد کیسے کی جاسکتی ہے۔

اِنَّ الَّتِي حُرِّقَت بِالسَّدِّ فَاشتَعَلَت وَ لَم يُقَاتَلْ لَدَى اَحجَارِهَا هَدَرُ

وہ لات جسے سد (وادی) میں جلایا گیا وہ آگ خوب روشن ہوئی اور اس کے پتھروں کے نزدیک کوئی جنگ نہ لڑی گئی۔

اِنَّ الرَّسُولَ مَتٰى يَنزِلْ بِلَادَكُمْ يَظْعَنْ وَ لَيسَ بِهَا مِنْ اَهلِهَا بَشَرُ

رسول اللہ ﷺ جب تمہارے علاقوں میں اترتے ہیں تو تم وہاں سے کوچ کر جاتے ہو اور وہاں تمہارا کوئی آدمی نہیں ہوتا۔

طائف کی طرف راستہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نخلہ یمانیہ پھر قرن پھر ملیح پھر لہیہ کے مقام پر بحرہ رغاء پر جا پہنچے وہاں آپ نے مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عمرو بن شعیب نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے جب بحرہ رغاء میں قیام فرمایا تو آپ نے قصاص لینے کا حکم دیا تھا۔ اسلام کے دور میں یہ پہلا قصاص

صعصعہ کا ارادہ کیا ہے یہ بنو ثقیف کے جوار میں رہتے تھے۔ ان کی ماں کا نام عمرہ بنت عامر بن ظرب عدوانی تھا اور اس کی بہن کا نام زینب تھا۔ وہ ثقیف کی بیوی تھی، ثقیف نے بنو عمرو بن عامر کو اپنی زمینوں میں رہنے کی اجازت دی تا کہ وہ ان زمینوں میں کھیتی باڑی کریں اور کھیتی اور پھلوں میں سے ان کا نصف حصہ ہوگا۔ پھر بنو ثقیف نے انہیں روک دیا اور ان سے اپنے آپ کو اس دیوار کے ساتھ قلعہ بند کر لیا جو انہوں نے اپنے شہر کے اردگرد بنائی تھی۔ بنو عمرو بن عامر نے ان سے جنگ کی لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی اور بنو ثقیف کے علاقہ سے وہ چلے گئے انہیں کے بارے میں کنانہ نے کہا۔ وَقَدْ حَرَّبْتَنَا قَبلُ عَمْرُو بنُ عَامِرٍ۔

تھا بنولیث کے ایک آدمی نے ہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا قاتل کو اس کے عوض قتل کر دیا گیا۔
حضور ﷺ لیہیہ کے مقام پر تھے تو آپ نے مالک بن عوف کے قلعہ کو گرانے کا حکم ارشاد فرمایا پھر آپ ایک راستہ سے چلے جسے ضیقہ کہا جاتا جب حضور ﷺ اس راستہ کی طرف بڑھے تو آپ نے اس کے نام کے بارے میں پوچھا فرمایا اس راستے کا نام کیا ہے؟ عرض کی گئی ضیقہ فرمایا نہیں بلکہ یسری (آسان) ہے پھر وہاں سے آپ نخب کی طرف نکلے، آپ ایک بیری کے درخت کے نیچے اترے جسے صادرہ کہتے جو ایک ثقفی کے باغ کے قریب تھا۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا یا تو تم یہاں سے نکل جاؤ یا ہم تیرا باغ برباد کر دیں گے تو اس نے نکلنے سے انکار کر دیا تو حضور ﷺ نے اسے تباہ و برباد کرنے کا حکم دیا پھر حضور ﷺ روانہ ہوئے تو آپ طائف کے قریب فروکش ہوئے آپ نے وہاں لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا، تیراندازی کی وجہ سے حضور ﷺ کے کچھ صحابہ شہید ہو گئے اس کی وجہ یہ بنی کہ لشکر طائف کی دیوار کے بالکل قریب جا اترا۔ تیر صحابہ تک پہنچ جاتے تھے لیکن مسلمان اس دیوار کے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ اس کے دروازے بند تھے جب وہ صحابہ تیراندازی کی وجہ سے شہید ہو گئے تو آپ نے مسجد کے قریب لشکر کے پڑاؤ ڈالنے کا حکم ارشاد فرمایا، آپ نے بیس دنوں سے زائد ان کا محاصرہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے سترہ دن اہل طائف کا محاصرہ کیا۔

ابن اسحاق نے کہا حضور ﷺ کے ساتھ آپ کی دو ازواجِ مطہرات تھیں، ان میں سے ایک ام سلمہ بنت ابی امیہ تھیں، ان دونوں کے لئے دو خیمے نصب کرائے گئے پھر آپ نے ان دو خیموں کے درمیان نماز پڑھی پھر آپ وہاں ہی مقیم رہے جب بنو ثقیف مسلمان ہو گئے تو عمرو بن امیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے اس جگہ مسجد بنائی جہاں حضور ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ اس مسجد میں ایک ستون تھا لوگ گمان کرتے ہیں ہر روز اس ستون سے آواز آتی تھی رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا اور ان سے شدید قتال کیا اور ایک دوسرے پر تیراندازی کرتے رہے۔

منجنیق سے پتھر پھینکنا

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف پر منجنیق سے پتھر پھینکے مجھے

دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام میں سب سے پہلے منجنیق کو استعمال کرنے والا

مولف نے طائف کے محاصرہ میں ذکر کیا ہے کہ دورِ اسلام میں سب سے پہلے حضور ﷺ نے

اس نے بتایا جس پر مجھے اعتماد ہے کہ اسلام کے دور میں سب سے پہلے حضور ﷺ نے منجنیق سے طائف والوں پر پتھر برسائے۔

منجنیق سے پتھر برسائے۔

مولف نے کہا جہاں تک دورِ جاہلیت کا تعلق ہے تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جذیمہ بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس پہلا شخص ہے جس نے منجنیق سے پتھر پھینکے یہ ابرش کے نام سے معروف تھا، یہ طائف کے بادشاہوں میں سے تھا، یہ وضاح (روشن چہرے والا) کے نام سے معروف تھا، اسے منادم الفرقدین بھی کہتے کیونکہ اس نے لوگوں کے ساتھ مجلس شراب قائم کرنے کی وجہ سے نمایاں مقام حاصل کیا جب یہ شراب پیتا تو اظہار فخر کے طور پر فرقدین کے ساتھ مجلس کرتا پھر اس کے بعد مالک اور عقیل کے ساتھ مجلس کرتا جن دونوں کے بارے میں متمم کہتا ہے جو نویرہ کا بیٹا تھا وہ اپنے بھائی مالک کا مرثیہ کہتا ہے۔

وَ كُنَّا كندمانی جَذِيمَة حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا

ہم ایک عرصہ تک جذیمہ کے ندیم رہے یہاں تک کہ یہ کہا جانے لگا یہ کبھی جدا نہ ہوں گے۔ یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے شمع روشن کی۔

غیلان بن سلمہ

حضرت مولف نے بادیہ بنت غیلان کے زیورات کا ذکر کیا ہے۔ یہ غیلان بن سلمہ ثقفی ہے یہی غیلان جب مسلمان ہوا تھا تو اس کے عقد میں دس عورتیں تھیں۔ حضور ﷺ نے اسے چار عورتیں اپنے پاس رکھنے اور باقی کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ حجاز کے فقہاء نے کہا کہ وہ چار کو منتخب کر لے۔ عراق کے فقہاء نے کہا وہ ان چار عورتوں کو روکے جن سے اس نے پہلے شادی کی۔

حجاز کے فقہاء نے اس امر سے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ اس نے کن سے پہلے شادی کی اس وضاحت کو ترک کرنا اس امر پر دلیل ہے کہ ایسے خاوند کو اختیار ہوگا یہاں تک کہ علماء اصول نے اسے عام اصول قرار دیا ہے۔

ابو المعالی نے کتاب البرہان میں کہا احوال کے بیان کے وقت تفصیل کو ترک کرنا جبکہ احتمال موجود ہو، گفتگو میں عموم کے قائم مقام ہے جس طرح غیلان کی حدیث۔ یہی غیلان کسریٰ کے پاس آیا۔ کسریٰ نے اس سے پوچھا اس کا کون سا بیٹا اسے سب سے زیادہ عزیز ہے تو غیلان نے جواب دیا وہ بیٹا جو غائب ہو جب تک واپس نہ آئے۔ وہ بیٹا جو مریض ہو یہاں تک کہ صحت مند ہو جائے، وہ بیٹا جو چھوٹا ہو یہاں تک کہ بڑا ہو جائے۔ کسریٰ نے اس سے کہا تیرے شہر میں کون سی غذا استعمال کی جاتی

شدخہ کا دن

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا طائف کی دیوار کے قریب شدخہ کے روز حضور ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت دبابہ کے نیچے داخل ہوئی پھر طائف کی دیوار کی طرف چلے تا کہ اس دیوار کو جلا دیں تو بنوثقیف نے ان پر لوہے کی گرم سلاخیں پھینکیں جس کی وجہ سے صحابہ دبابہ سے باہر آ گئے تو بنوثقیف نے ان پر تیر برسائے جس کے ساتھ بہت سے صحابہ کو شہید کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں حضور ﷺ نے بنوثقیف کے انگوروں کے درختوں کو کاٹنے کا حکم دیا تو صحابہ نے انہیں کاٹنا شروع کر دیا۔

حضرت ابوسفیان اور ثقیف کے درمیان گفتگو

حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ طائف آئے اور بنوثقیف کو آواز دی کہ تم ہمیں

ہے، اس نے کہا روٹی تو کسری نے کہا یہ روٹی والا عقل ہے۔ گویا کسری اپنی عقل کو اہل ور(1) کی عقلوں پر فضیلت دینا چاہتا تھا۔ مبرد نے اس حکایت کو کسری اور ہوذہ بن علی حنفی کی طرف منسوب کیا ہے۔ تاریخ دانوں کے نزدیک وہی ٹھیک ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے۔ ابوالفرج نے بھی یہی کہا ہے۔

بادیہ بنت غیلان

بادیہ، غیلان کی بیٹی تھی اس کے نام کے بارے میں یہ قول بھی کیا گیا ہے۔ بادنہ جبکہ صحیح یاء کے ساتھ ہے۔ امام مالک سے بھی اسی طرح مروی ہے یہی وہ عورت ہے جس کے بارے میں ھیت المخنث نے عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں طائف پر فتح عطا کرے تو میں تیری بادیہ بنت غیلان پر راہنمائی کروں گا فَإِنَّهَا تُقْبِلُ(2) بِأَرْبَعٍ وَ تُدْبِرُ بِثَمَانٍ۔ وہ بہت موٹی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی اس کی بات سن لی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے تو نے بہت گہری نظر سے دیکھا ہے فرمایا یہ تم عورتوں کے پاس نہ داخل ہوا کریں پھر اسے روضہ خاخ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ آپ سے عرض کی گئی وہ تو وہاں بھوک کی وجہ سے مر جائے گا تو حضور ﷺ نے اجازت دی کہ وہ جمعہ کو لوگوں سے سوال کرنے کے لئے مدینہ طیبہ آ سکتا ہے۔ حدیث میں کچھ زیادہ بھی مروی ہے جو صحیح میں نہیں ہے جو ان الفاظ کے بعد ہے۔ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ مَعَ ثَغْرٍ كَالْأُقْحُوَانِ۔

1۔ یہ لفظ واؤ کے فتحہ اور ذال کی شد کے ساتھ ہے یہ تہام میں ایک جگہ ہے میرا خیال ہے پہاڑ کا نام ہے۔ معجم البلدان۔

2۔ اس کے جسم کے سامنے حصہ پر چار سلوٹیں اور پشت پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں یہ موٹا ہونے سے کنایہ ہے۔

امان دو تا کہ ہم تم سے گفتگو کریں بنو ثقیف نے انہیں امان دے دی۔ بنو ثقیف نے یہ کہا کہ تم اپنے ساتھ قریش اور بنو کنانہ کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ آئیں جبکہ ان دونوں کو خوف تھا کہ کہیں عورتوں کو گرفتار ہی نہ کرلیا جائے عورتوں نے بھی ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ ان میں آمنہ بنت ابی سفیان بھی تھی، یہ عروہ بن مسعود کی بیوی تھی ان ہی کے بطن سے داؤد بن عروہ پیدا ہوا۔

ابن ہشام نے کہا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ داؤد کی ماں میمونہ بنت ابی سفیان تھی جو ابومرہ بن عروہ بن مسعود کی بیوی تھی، ان سے داؤد ابن ابی مرہ کی ولادت ہوئی تھی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان عورتوں میں سے فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھی۔ ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بن قارب تھا اور فقیمیہ امیمہ بنت ناسی رامیہ بن قلعہ بھی تھیں جب ان عورتوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو ان دونوں کو ابن اسود بن مسعود نے کہا اے ابوسفیان اور مغیرہ کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر چیز پر آگاہ نہ کروں جس مقصد کے لئے تم آئے ہو؟ بے

اس کے ہونٹ گل بابونہ کی طرح ہیں اگر اٹھے تو جھولتی ہے اگر بیٹھے تو پاؤں پھیلا کر بیٹھتی ہے اگر گفتگو کرے تو گنگناتی ہے۔ یہ غنہ سے مشتق ہے تغنت کا اصل تغننت ہے اس کی ایک نون کو یاء سے بدل دیا۔ یہ پتلی کمر والی، خوش طبع اور خوبصورت آنکھوں والی تھی۔

جس طرح قیس بن خطیم نے کہا۔

بَيْضَاءُ　فَرْعَاءُ　يُسْتَضَاءُ　بِهَا　كَأَنَّهَا　خُوطُ　بَانَةٍ　قَصِفُ

وہ سفید رنگت والی لمبے بالوں والی ہے اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے گویا وہ بان درخت کی نرم جھکی ہوئی ٹہنی ہے۔

تَغْتَرِقُ　الطَّرْفَ،　وَهِيَ　لَاهِيَةٌ　كَأَنَّمَا　شَفَّ　وَجْهَهَا　نُزُفُ

وہ جاذب نظر ہے جبکہ وہ کمزور ہے گویا کمزوری نے اس کے چہرے کو شفاف بنا دیا ہے۔

تَنَامُ　عَنْ　كِبْرِ　شَأْنِهَا　فَإِذَا قَا　مَتْ　رُوَيْدًا　تَكَادُ　تَنْغَرِفُ

وہ اپنی بڑائی کی شان میں سوتی ہے جب آہستہ اٹھتی ہے تو قریب ہے کہ مڑ جائے۔

اس شعر میں ابن درید نے تصحیف کی ہے یعنی تغترق کہا یہ عین مہملہ کے ساتھ ہے یعنی تعترق یہاں تک اس وجہ سے اس کی ہجو کی گئی، کہا گیا۔

أَلَسْتُ　قِدْمًا　جَعَلْتَ　تَعْتَرِقُ　الطَّرْفَ　بِجَهْلٍ　مَكَانَ　تَغْتَرِقُ

کیا تو نے بہت عرصہ پہلے تعترق الطرف نہیں بنا دیا تھا کیونکہ تو تغترق کے محل سے ناواقف تھا۔

شک طائف کے علاقوں میں سے کوئی ایسا علاقہ نہیں جو پھلنے، ضروریات کی کفایت کرنے اور آباد ہونے میں بنو اسود کے علاقہ سے بڑھ کر ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ اس علاقہ اور طائف کے درمیان وادی عقیق میں فروکش تھے۔ اگر حضرت محمد ﷺ اسے تباہ کر دیں تو اسے کبھی آباد نہ کیا جا سکے گا۔ تم دونوں آپ سے گفتگو کرو کہ وہ خود لے لیں یا اللہ اور اپنے رشتہ داروں کے لئے چھوڑ دیں کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو رشتہ داری ہے وہ چھپی ہوئی نہیں لوگوں کا گمان ہے کہ حضور ﷺ نے وہ زمین ان کے لئے ہی چھوڑ دی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا خواب اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعبیر

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبکہ آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اے ابوبکر میں نے خواب دیکھا ہے مجھے ایک پیالہ پیش کیا گیا جو مکھن سے بھرا ہوا تھا ایک مرغ نے اس میں ٹھونگا مارا تو اس پیالہ میں جو کچھ تھا سب بہہ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گمان نہیں کرتا کہ آپ طائف سے جس چیز

وَ قُلْتُ كَانَ الْخِبَاءُ مِنْ اَدَمٍ وَ هُوَ حِبَاءٌ يُهْدٰى وَ يصطدق

اور میں نے کہا تھا کان الخباء من ادم جبکہ لفظ حباء تھا جو ہدیہ کے طور پر دیا جاتا ہے اور صدقہ کھایا جاتا ہے۔

اس نے مہلہل کے قول میں تصحیف کی ہے اور اس میں کہا الخباء۔

یہ بادیہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی تھیں اس کے بطن سے جویریہ پیدا ہوئیں جو مسور بن مخرم کی بیوی تھیں۔

وہ مخنث جو مدینہ میں تھے

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چار مخنث تھے یہی ہیت، ہرم، ماتع اور رانہ ان پر بدکاری کا الزام نہیں لگایا جاتا تھا۔ ان کے مونث ہونے کی علامات یہ تھیں گفتگو میں نرمی کرتے، ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگاتے جس طرح عورتیں مہندی لگاتی ہیں اور عورتوں جیسے کھیل کھیلتے۔ بعض اوقات ان میں سے بعض کرج (1) کے ساتھ کھیلتے۔ ابوداؤد کی مراسیل میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو کرج کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا فرمایا اگر میں نے حضور ﷺ کے زمانہ میں اس کے

ا۔ بچھیرے کی شکل کی چیز جس پر کھیلا جاتا ہے۔

کاارادہ رکھتے ہیں وہ حاصل کرلیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایسا ہوتا نہیں دیکھتا۔

مسلمانوں کے کوچ کا سبب

خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ نے عرض کی جو حضرت عثمان کی بیوی تھیں۔یارسول اللہ ﷺ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو طائف پر فتح عطا کرے تو مجھے بادیہ بنت غیلان بن سلمہ کے زیورات عطا فرمانا یا فارعہ بنت عقیل کے زیورات عطا فرمانا۔بنو ثقیف کی عورتوں میں سے ان کے پاس سب سے زیادہ زیورات تھے۔

مجھے یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خویلہ سے فرمایا اے خویلہ اگر مجھے ثقیف پر حملہ کرنے کی اجازت نہ دی گئی تو حضرت خویلہ نکلیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بات کی۔حضرعمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔وہ کیا بات ہے جو خویلہ نے مجھ سے کی ہے۔اس کا گمان ہے آپ نے یہ ارشاد فرمایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا واقعی میں نے وہ بات کی ہے۔عرض کی کیا آپ کو ثقیف پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔فرمایا نہیں،عرض کی کیا میں لوگوں میں کوچ کا اعلان نہ کردوں؟ فرمایا کیوں نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کوچ کا اعلان کردیا۔

عیینہ بن حصن

جب لوگوں نے سامانِ سفر باندھ لیا تو سعید بن عبید بن اسید بن ابی عمرو بن علاج نے اعلان کیا کہ کوئی قبیلہ یہاں رہنا چاہتا ہے تو عیینہ بن حصن کہتا ہے ہاں اللہ کی قسم یہ لوگ بڑے بزرگ اور کریم ہیں، ایک مسلمان نے عیینہ سے کہا اے عیینہ اللہ تجھے ہلاک کرے کیا تو مشرکوں کی تعریف کرتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی تعریف نہیں کرتا حالانکہ تو رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے آیا تھا۔تو عیینہ نے کہا اللہ کی قسم میں اس لئے نہیں آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے جنگ کروں میں تو اس ارادہ سے آیا تھا کہ محمد (ﷺ) طائف فتح کریں گے میں یہاں سے

ساتھ کھیلتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں اسے مدینہ طیبہ سے جلاوطن کردیتا۔

عیینہ

حضرت مولف نے عیینہ کا ذکر کیا ہے اس کا نام حذیفہ تھا اس کو عیینہ اس لئے کہتے کیونکہ اس کی آنکھ میں خرابی تھی۔

ایک لونڈی حاصل کروں گا اس کے ساتھ جماع کروں گا، شاید اس سے میرا بیٹا پیدا ہو کیونکہ بنو ثقیف بڑی عجیب قوم ہے۔

جب حضور ﷺ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو آپ کے پاس کچھ غلام حاضر ہوئے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تو حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔

وہ غلام جو طائف کے قلعہ سے اترے تھے

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے عبداللہ بن مکدم سے اس نے بنو ثقیف کے لوگوں سے بیان کیا ہے کہ جب طائف کے لوگ مسلمان ہو گئے تو ان میں سے کچھ نے غلاموں کے بارے میں گفتگو کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں، وہ غلام اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں گفتگو کرنے والوں میں سے حارث بن کلدہ بھی تھا۔

ابن ہشام نے کہا ابن اسحاق نے ان غلاموں کے نام بھی بیان کئے ہیں جو اس قلعہ سے اتر کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

ضحاک کے اشعار اور ان کا موضوع

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بنو ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے کچھ آدمی پکڑ لیے تھے جبکہ مروان مسلمان ہو چکا تھا اور ثقیف کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی مدد کی تھی۔ بنو ثقیف نے گمان کیا جبکہ وہ یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ وہ قیس کی نسل سے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مروان بن قیس سے فرمایا اے مروان قیس کے خاندان میں سے جس آدمی کو تو سب سے پہلے ملے اسے

وہ غلام جو طائف کے قلعہ سے نیچے اترے

حضرت مولف نے ان غلاموں کا ذکر کیا ہے جو طائف سے نیچے اترے مگر ان کا نام نہیں لیا۔ ان غلاموں میں ابوبکرہ نفیع بن مسروح تھا۔ یہ صبح صبح طائف کی دیوار سے نیچے لٹک گیا تھا اسی وجہ سے اس کی کنیت ابوبکرہ پڑ گئی۔ یہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہوئے اور بصرہ میں فوت ہوئے، انہیں میں سے ازرق تھا، یہ حارث بن کلدہ متطبب کا غلام تھا یہ سمیہ کا خاوند تھا جو حارث کی لونڈی تھی۔ ام زیاد بن ابی سفیان ام سلمہ بن ازرق اور بنو سلمہ بن ازرق ان کی مدینہ طیبہ میں شہرت اور ذکر ہوا۔ یہ غسان کی طرف منسوب تھے، ابن قتیبہ نے معارف میں یہ غلطی کی ہے کہ اس مذکورہ سمیہ کو حضرت عمار بن یاسر کی والدہ قرار دیا ہے اور سلمہ بن ازرق کو عمار بن یاسر کی ماں کی طرف سے بھائی قرار دیا ہے۔ یہ ذکر ہوا ہے کہ

ان افراد کے بدلے میں پکڑ لے تو مروان کی ملاقات ابی بن مالک قشیری سے ہوئی تو مروان نے اسے پکڑ لیا اور یہ شرط لگائی کہ وہ اسے اس وقت تک نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ وہ اس کے گھر والے اس کے حوالے نہیں کریں گے۔ اس کے بارے میں گفتگو کرنے کے لئے ضحاک بن سفیان کلابی اٹھا اس نے بنو ثقیف سے گفتگو کی یہاں تک انہوں نے مروان کے رشتہ دار چھوڑ دیئے اور ان کے لئے ابی بن مالک رہا کر دیا گیا۔ ضحاک بن سفیان نے اپنے اور ابی بن مالک کے درمیان جو مسئلہ تھا اس بارے میں یہ اشعار کہے۔

تَنَسّٰی بَلَائِیْ یَا اُبَیَّ بْنَ مَالِکٍ　　غَدَاۃَ الرَّسُوْلُ مُعْرِضٌ عَنْکَ اَشْوَسُ

اے ابی بن مالک تو میرے اس احسان کو بھلا دے گا جس روز رسول اللہ ﷺ تجھ سے اعراض کر رہے تھے۔

یَقُوْدُکَ مَرْوَانُ بْنُ قَیْسٍ بِحَبْلِہٖ　　ذَلِیْلًا کَمَا قِیْدَ الذَّلُوْلُ الْمُخَیَّسُ

تجھے مروان بن قیس ذلیل کرتے ہوئے اپنی رسی سے کھینچ رہا تھا جس طرح انتہائی ذلیل اور حقیر آدمی کو لے جایا جاتا ہے۔

فَعَادَتْ عَلَیْکَ مِنْ ثَقِیْفٍ عِصَابَۃٌ　　مَتٰی یَاْتِہِمْ مُسْتَقْبِسُ الشَّرِّ یُقْبِسُوْا

جب ثقیف کی ایک جماعت آئی وہ ایسی جماعت تھی جب ان کے پاس شر کی انگاری سلگانے کے لئے آتا تو یہ اسے سلگا دیتے۔

فَکَانُوْا ہُمُ الْمَوْلٰی فَعَادَتْ حُلُوْمُہُمْ　　عَلَیْکَ وَ قَدْ کَادَتْ بِکَ النَّفْسُ تَیْاَسُ

وہ تیرے آقا بن گئے۔ ان کے خیالات تیری طرف اس وقت پلٹے جبکہ تیرا نفس مایوس ہو

ازرق طائف سے نکلا اور مسلمان ہوا جبکہ سمیہ کو بہت عرصہ پہلے ابوجہل نے قتل کر دیا تھا جبکہ وہ اس وقت یاسر کی بیوی تھی جو عمار کے والد ہیں جس طرح بعثت کے باب میں پہلے گزر چکا ہے اس وضاحت کے ساتھ ابن قتیبہ کی غلطی اور اس کا وہم واضح ہو چکا ہے۔ ابوعمر نمری نے بھی وہی بات کی ہے جو میں نے کی ہے۔ انہیں غلاموں میں سے منبعث ہے اس کا نام مضطجع۔ حضور ﷺ نے اس کا نام بدل دیا۔ یہ عثمان بن عامر معتب کا غلام تھا، انہیں میں سے مخنس نبال بھی تھا، یہ آل یسار میں سے کسی کا غلام تھا، انہیں میں سے وردان تھا جو فرات بن زید کا دادا تھا، یہ عبداللہ بن ربیعہ بن خرشہ کا غلام تھا، ابراہیم بن جابر یہ بھی خرشہ کا غلام تھا، جب ان کے مالک مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ نے ان غلاموں کی ولاء (وراثت) ان کے حق میں کر دی۔ ان تمام کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ابن ہشام نے نہیں کیا۔

چکا تھا۔

ابن ہشام نے کہا یقبسوا ابن اسحاق کے علاوہ لوگوں سے مروی ہے۔

غزوۂ طائف میں شہداء

ابن اسحاق نے کہا یہ ان صحابہ کے نام ہیں جو غزوۂ طائف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور شہید ہوئے۔

قریش میں سے، بنی امیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن عاص بن امیہ، عرفطہ بن جناب یہ ان کا حلیف تھا اور اسد بن غوث سے اس کا تعلق تھا۔ ابن ہشام نے کہا اسے ابن حباب کہا جاتا۔

ابن اسحاق نے کہا بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق انہیں تیر لگا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے تھے۔

بنو مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ یہ بھی تیر لگنے سے شہید ہوئے جو انہیں اسی غزوہ میں لگا تھا۔

بنی عدی بن کعب میں سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ یہ ان کے حلیف تھے۔

بنی سہم بن عمرو میں سے سائب بن حارث بن قیس بن عدی اور ان کا بھائی عبداللہ بن حارث۔

بنی سعد بن لیث میں سے جلیحہ بن عبداللہ۔

انصار میں سے جو لوگ شہید ہوئے بنی سلمہ میں سے ثابت بن جزع، بنی مازن بن نجار سے حارث بن سہل بن ابی صعصعہ، بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ، اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ۔

غزوۂ طائف میں مجموعی طور پر جو صحابہ شہید ہوئے وہ بارہ افراد تھے، سات قریشی تھے چار انصاری تھے اور ایک بنولیث سے تعلق رکھتا تھا۔

ابو عمر نے اس میں نافع بن مسروح کا ذکر کیا ہے یہ نفیع ابو بکرہ کا بھائی تھا اس کے اور اس کے بھائی کے بارے میں بن حارث بن کلدہ نے گفتگو کی تھی۔

ابن سلام نے ان میں نافع کا ذکر کیا ہے جو غیلان بن سلمہ ثقفی کا بھائی تھا یہ بھی ذکر کیا جب غیلان مسلمان ہو گیا تو اس کی ولاء بھی اس کی طرف لوٹ گئی۔ میں اسے ابن سلام کا وہم گمان کرتا ہوں یا جس نے ان سے روایت کیا ہے جبکہ معروف نافع بن غیلان ہے۔

غزوۂ حنین اور طائف کے بارے بجیر کا قصیدہ

كَانَتْ عُلَالَةُ يَوْمَ بَطْنِ حُنَيْنٍ وَ غَدَاةَ اَوْطَاسٍ وَ يَوْمَ الْاَبْرَقِ

حنین، اوطاس اور ابرق کی پے در پے جنگوں میں دلوں کی پیاس بجھائی جا رہی تھی۔

جَمَعَتْ بِاِغْوَاءٍ هَوَازِنُ جَمْعَهَا فَتَبَدَّدُوْا كَالطَّائِرِ الْمُتَمَزِّقِ

ہوازن نے اپنی گمراہی کی وجہ سے اپنے لشکر جمع کر رکھے تھے لیکن وہ یوں تتر بتر ہو گئے تھے جس طرح وہ پرندہ جسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہو۔

لَمْ يَمْنَعُوْا مِنَّا مَقَامًا وَاحِدًا اِلَّا جِدَارَهُمْ وَ بَطْنَ الْخَنْدَقِ

وہ ہم سے اپنی جگہ بھی نہیں بچا سکتے مگر اپنی دیوار اور خندق۔

وَ لَقَدْ تَعَرَّضْنَا لِكَيْمَا يَخْرُجُوْا فَتَحَصَّنُوْا مِنَّا بِبَابٍ مُغْلَقِ

ہم نے ان سے اس لئے تعرض کیا تا کہ وہ نکل کر بھاگ نہ جائیں پس وہ دروازے بند کر کے قلعہ بند ہو گئے۔

حضرت مولف نے بجیر بن زہیر بن ابی سلمہ کے اشعار کا ذکر کیا ہے۔ ابی سلمی کا نام ربیعہ تھا یہ بنی لاطم بن عثمان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ مزینہ ہیں جو اپنی ماں کی وجہ سے معروف ہوئے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ یہ کلب بن دبرہ کی بیٹی تھی اس کی بہن حواَب تھی اس کے نام پر ماء حواَب کا نام پڑا اور عثمان یہ اد بن طابخہ کا بیٹا تھا۔

بجیر کے اشعار کے بارے میں

اس کا قول۔ كَانَتْ عُلَالَةَ يَوْمَ بَطْنِ حُنَيْنٍ۔

یہ اقواء(1) سے تعلق رکھتا ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے جسے اصمعی مقعد کہتا تھا۔ اقواء کا مطلب ہے قسیم اول کے آخر سے حرف کم کر دینا۔

اس کا قول کان علالة۔ علالہ سے مراد یک بعد دیگرے چلنا یا جنگ کے بعد جنگ کرنا ہے اس سے شاعر یہ ارادہ کرتا ہے کہ ہوازن نے اس روز اپنی جمعیت یکے بعد دیگرے جمع کی ہے اور علالۃ کے آخر سے تنوین ضرورت کی بناء پر حذف کی گئی ہے اور کانت کا اسم مضمر کیا گیا ہے جو قصہ ہے اگر روایت یوم کے کسرہ کے ساتھ ہو تو یہ نصب کے بدلے میں زیادہ مناسب ہے جو ضرورت قبیحہ کو لازم ہے لیکن میں نے نسخہ میں اسے مقید پایا ہے جب یوم کا لفظ اضافت کی وجہ سے مجرور ہو تو علالہ میں نصب دینا جائز

1۔ قافیہ بدل دینا۔

تَرْتَدُ حَسْرَانًا اِلٰى رَجْرَاجَةٍ شَهْبَاءَ تَلْمَعُ بِالْمَنَايَا فَيْلَقِ
مگر حسرت سے وہ لوٹے ایسے لشکر کی طرف جو بھاری بھرکم تھا جس کے ہتھیار چمکیلے تھے جس میں موتیں چمک رہی تھیں۔

مَلْمُوْمَةٍ خَضْرَاءَ لَوْ قَذَفُوْا بِهَا حِفْنًا لَظَلَّ كَاَنَّهُ لَمْ يُخْلَقِ
جس میں بے شمار لشکر جمع کئے گئے تھے جو سبز رنگ کے ہو چکے تھے اگر انہیں پہاڑوں پر پھینکا جاتا تو یوں معلوم ہوتا کہ پہاڑ پیدا ہی نہیں کئے گئے۔

مَشْيَ الضِّرَاءِ عَلَى الْهِرَاسِ كَاَنَّنَا . قُدْرٌ تُفَرَّقُ فِي الْقِيَادِ وَ تَلْتَقِيْ
وہ لشکر یوں چل رہا تھا جس طرح شیر ہراس (کانٹوں والا گھاس) پر چلتا ہے گویا ہم ایسے گھوڑے ہیں جن کے پاؤں دوڑنے میں الگ الگ ہوتے ہیں پھر مل جاتے ہیں۔

ہے کہ وہ کان کی خبر کی وجہ سے منصوب ہو تو اس کا اسم ایسی ضمیر ہوگی جو اس چیز کی طرف لوٹ رہی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ علالہ میں رفع بھی جائز ہے جبکہ وہ یوم کی طرف مضاف ہو اس صورت میں کان تامہ ہوگا جسے ایک اسم کافی ہوگا (یعنی خبر کی ضرورت نہ ہوگی) یہ بھی جائز ہے کہ تو علالہ کو مصدر کا اسم علم بنادے جیسے برۃ اور فجار اور یوم ظرف کی حیثیت سے منصوب ہو جس طرح نسخہ میں یوم نصب کے ساتھ مقید ہے۔

اس کا قول تَرْتَدُ حَسْرَانًا۔ حسران یہ حسیر کی جمع ہے جس کا معنی تھکا ماندہ ہے۔

الرَّجْرَاجَۃ۔ اس سے مراد بہت بڑا لشکر ہے یہ رجرجہ سے مشتق ہے اس سے مراد سخت حرکت و اضطراب ہے فَيْلَقْ یہ فِلْق سے مشتق ہے اس سے مراد بڑی مصیبت ہے۔ الھَرَاس ایک معروف کانٹا ہے۔ الضِّرَاء جب شیران کانٹوں میں چلتا ہے تو اپنے قدم رکھنے کے لئے جگہ تلاش کرتا ہے پھر اپنے پچھلے پاؤں اگلے قدموں کی جگہ رکھتا ہے۔ یہاں شاعر نے گھوڑوں کو ان شیروں سے تشبیہ دی ہے، قدر سے مراد عمر رسیدہ پہاڑی بکرے، النھی۔ تالاب۔ تالاب کو یہ نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ وہ پانی ہے کہ بلند زمین نے اسے بہنے سے روک دیا تو وہ پانی ٹھہر گیا۔

اس کا قول جدل یہ جدلاء کی جمع ہے ایسی چیز جس کی بناوٹ سخت ہو جس نے اسے جدل پڑھا ہے اس کا معنی ہوگا جھگڑالو۔

اس کا قول آل محرق اس سے مراد عمر بن ہند جو حیرہ کا بادشاہ تھا اس کے محرق نام کی وجہ تسمیہ کا سبب کتاب کی ابتداء میں گزر چکا ہے اسی کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ہوئی۔

فِیْ کُلِّ سَابِغَةٍ مَا اسْتَحْصَنَتْ کَالنَّهْیِ هَبَّتْ رِیْحُهُ الْمُتَرَقْرِقِ

اس لشکر کا یہ سپاہی ایسی زرہ میں ملبوس تھا جب وہ اسے پہن کر گھوڑے پر بیٹھے تو اس موجزن تالاب کی طرح ہے جس پر ہوا چل رہی ہو۔

جُدُلٌ تَمَسُّ فُضُوْلُهُنَّ نِعَالَنَا مِنْ نَسْجِ دَاوُدٍ وَ آلِ مُحَرِّقِ

ان زرہوں کا باقی ماندہ حصہ ہمارے پاؤں کے ساتھ مس کر رہا ہے جو حضرت داؤد اور آل محرق کی بنی ہوئی ہے۔

ہوازن کے اموال اور قیدی، حضور ﷺ کا تالیف قلوب کیلئے اموال عطا کرنا

جب رسول اللہ ﷺ طائف سے لوٹے تو دحنا (جگہ کا نام) کی طرف نکلے یہاں تک جعرانہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا آپ کے ساتھ آپ کا لشکر تھا اور ہوازن کے بے شمار قیدی تھے جب آپ ثقیف سے روانہ ہوئے تو ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ثقیف کے لئے بددعا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ثقیف کو ہدایت عطا فرما اور انہیں لے آ۔

جعرانہ کے مقام پر ہوازن کا وفد آیا جبکہ ہوازن کے بچوں اور عورتوں میں سے چھ ہزار افراد قیدی تھے۔ اونٹوں اور بکریوں میں سے تعداد کا شمار ہی نہیں کیا جا سکتا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے وہ دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ اسلام لا چکے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اصل ہیں اور قبائل ہم سے ہیں۔ ہمیں جو مصیبت پہنچی

دحنا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر پھیرنا

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا کہ حضور ﷺ طائف سے دحنا کی طرف نکلے۔ دحنا یہ وہ جگہ ہے جس کی مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق دحنا سے کی ہے اور نعمان اراک (پیلو کی شاخیں) آپ کی پشت پر پھیریں، یہ ابن عباس نے روایت کیا ہے۔ روایات میں یہ اتفاق ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پشت پھیرنے کا عمل جنت سے نکلنے کے بعد ہوا تھا۔ پشت پر پھیرنے کی روایت میں اختلاف ہے۔ ایک روایت وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے وہ صحیح ترین ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ آپ کے زمین پر آنے سے پہلے سماء دنیا میں ہوا یہ سدی کا قول ہے۔ ان دونوں روایتوں کو طبرانی نے ذکر کیا ہے۔

ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہم پر احسان کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے۔ ہوازن میں سے ایک آدمی اٹھا جو بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتا تھا جسے زہیر کہتے تھے اس کی کنیت ابوصرد تھی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان باڑوں میں آپ کی پھوپھیاں، خالائیں اور آپ کو دودھ پلانے والی ہیں جنہوں نے آپ کی نگہداشت کی۔ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا پھر اسی قسم کی مصیبت لاتا جیسی مصیبت آپ لائے ہیں تو پھر بھی ہم اس کی مہربانی اور احسان کی امید رکھتے جبکہ آپ سب سے بہتر کفالت کیے گئے ہیں۔

اس کا قول کہ آپ جعرانہ میں فروکش ہوئے، یہ عین کے سکون کے ساتھ ہے۔ دو روایتوں میں سے یہ زیادہ صحیح ہے۔ خطابی نے ذکر کیا اکثر محدثین راء کو مشدد پڑھتے ہیں۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے وہ عورت جس نے سوت کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا اس کا لقب جعرانہ تھا، اس کا نام ریطہ بنت سعد تھا اسی کی وجہ سے اس جگہ کا نام جعرانہ پڑا۔ واللہ اعلم

زہیر بن ابی صرد کا قول

حضرت مولف نے زہیر ابوصرد کا اور حضور ﷺ کے قول کا ذکر کیا ہے وَلَوْ اَنَا مَلَحنَا لِلْحَارِثِ بْنِ اَبِی شَمِرٍ وَ لِلنُّعْمَانِ بن الْمُنْذِرِ۔ کتاب کے آغاز میں حارث اور نعمان کا تعارف گزر چکا ہے۔ ملحنا یعنی ہم نے دودھ پلایا، ملح کا معنی دودھ پلانا ہے، شاعر نے کہا۔

فَلَا يُبْعِدُ اللهُ رَبُّ العبا دو المِلح مَا وَلَدَتْ خَالِدَة

اللہ تعالیٰ جو بندوں کا رب ہے وہ انہیں رحمتوں سے دور نہ کرے جبکہ دودھ پلانا اس وقت تک رہے جبکہ عورت بچہ جنتی رہے۔

هم الْمُطْعِمُوْ الضَّيْفِ شَحْم السَّنَا م وَالْكَاسِرُ والليلةِ البَارِدَة

وہ مہمان کو اونٹ کی کہان کی چربی اور دوسرے حصے کھلانے والے ہیں جبکہ رات سرد ہوتی ہے۔

وَ هُمْ يَكْسِرُوْنَ صُدُوْرَ الْقَنَا بِالْخَيْلِ تُطْرَدُ اَوْ طَارِدَةْ

وہ نیزے کے سینوں (پھلوں) کو ان گھوڑوں میں توڑتے ہیں جنہیں بھگایا جا رہا ہو یا وہ بھگا رہے ہوں۔

فَاِنْ يَكُنِ الموتُ اَفْنَاهُمْ فَلِلْمَوْتِ مَا تَلِدُ الْوَالِدَة

اگر موت نے انہیں فنا کر دیا ہے (تو کوئی بات نہیں) والدہ نے جسے بھی جنا ہے وہ موت کے لئے ہی ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے وہ دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے بیٹے اور تمہاری عورتیں تمہیں زیادہ پسند ہیں یا تمہارے اموال تمہیں زیادہ پسند ہیں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ

جہاں تک وہ زہیر جس کا ذکر حضرت مولف نے کیا ہے وہ ابن صرد ہے جس کی کنیت ابوصرد تھی، ایک قول یہ کیا گیا اس کی کنیت ابوجردل تھی یہ بنوجشم کے رؤسا میں سے تھا۔ ابن اسحاق نے بکائی کی روایت میں اس کے ان اشعار کا ذکر نہیں کیا جو اس نے حضور ﷺ کے بارے میں کہے تھے اور ابراہیم بن سعد کی روایت میں ان اشعار کا ذکر کیا ہے وہ اشعار یہ ہیں۔

اُمْنُنْ علینا رَسُولَ اللهِ فِیْ کَرَم فَاِنَّکَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَ نَنْتَظِرُ

اے اللہ کے رسول کرم کرتے ہوئے ہم پر احسان کیجئے، آپ ہی وہ ذات ہیں جن سے امید رکھتے ہیں اور اس کا انتظار کرتے ہیں۔

اُمْنُنْ علی بَیْضَةٍ قد عَاقَها قَدَرٌ مُمَزِّقٌ شَمْلَهَا فی دَهْرِهَا غِیَرُ

اس سردار پر احسان کر جسے تقدیر نے عاق کر دیا ہے اور دیتوں کی ادائیگی نے زمانے میں اس کی جمعیت کو بکھیر دیا ہے۔

یَا خَیْرَ طِفْلٍ وَ مَوْلُوْدٍ وَ مُنْتَخَبٍ فی العالِمِین اذا مَا حُصِّلَ البشرُ

اے بہترین بچے اور مولود اور جہاں بھر میں منتخب جب تک انسان موجود رہیں گے۔

اِنْ لم تَدَارَکْهم نَعْمَاءُ تَنْشُرها یَا اَرْجَحَ النَّاسِ حلما حین یُخْتَبَرُ

اگر انہیں وہ نعمت میسر نہ ہوگی جسے آپ ہر طرف پھیلا رہے ہیں، اے حلم میں سب لوگوں سے بڑھ کر جب آزمایا جائے۔

اُمْنُنْ علی نِسْوَةٍ قد کنتَ تَرْضَعُها اذ فوك تَمْلَاهُ من مَحْضِها الدُّرَرُ

ان عورتوں پر احسان کیجئے جن کا آپ دودھ پیتے تھے جب آپ کے منہ کو خالص دودھ بھر دیتا تھا۔

اذ کنتَ طفلا صغیرًا کُنْتَ تَرْضَعُها و اِذْ یُزَیِّنُكَ مَا تَاْتِی وَ مَا تَذَرُ

جب آپ چھوٹے بچے تھے تو آپ ان کا دودھ پیتے تھے جو کچھ وہ کرتیں اور دودھ پلاتیں وہ آپ کو زینت بخشتا۔

نے ہمیں مال اور اولاد میں اختیار دیا ہے آپ ہمیں ہماری عورتیں اور ہمارے بیٹے لوٹا دیں، یہ ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔

اولادیں واپس کردیں یہ ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا جو میرے اور بنومطلب کے قبضہ میں ہیں وہ تمہارے لئے ہیں۔ جب میں ظہر کی نماز پڑھوں تو اٹھنا اور کہنا ہم مسلمانوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کو سفارشی بناتے ہیں اور مسلمانوں کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں بطورِ سفارشی پیش کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہماری عورتیں اور بیٹے واپس کردیں۔ میں اس وقت تمہیں عطا کردوں گا اور تمہارے لئے صحابہ سے سوال کروں گا۔ جب حضور ﷺ نے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی تو بنوہوازن کے لوگ اُٹھے۔ حضور ﷺ نے ان سے جو فرمایا تھا وہ گفتگو کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور بنوعبدالمطلب کے قبضہ میں ہیں وہ تمہارے ہیں۔ مہاجروں نے کہا جو ہمارے قبضہ میں وہ رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہیں۔ انصار نے کہا جو

لَا تَجْعَلَنَا كَمَنْ شَالَتْ نَعَامَتُه واستبْقِ منا منه مَعْشَرٌ زُهُر

ہمیں ان لوگوں کی طرح نہ بنادے جن کی عزت جاتی رہی، ہمیں باقی رکھیے اسی سے روشن جماعت ہوگی۔

يَا خيرَ مَن صَرَحَتْ كُمتُ الْجِيَادَ بِه عندَ الهِيَاجُ اذا مَا استو قِدَ الشَّرَرَ

اے ان لوگوں میں سے بہترین جن پر سرخ گھوڑے جنگ کے وقت اتراتے ہیں جب جنگ کی آگ روشن کی جائے۔

إِنَّا لَنشكُرُ آلَاءَ وَ اِنْ كُفِرَتْ وَ عِنْدَنَا بعدَ هذا اليومِ مُدَّخَرُ

ہم احسانات کا شکر بجالانے والے ہیں اگرچہ ان کی ناشکری کی جاتی ہے اس دن کے بعد بھی ہمارے پاس ذخیرہ ہے۔

انا نُؤمِّلُ عفوًا مِنكَ تُلبِسُه هذى البرِيَّةَ اذ تعْفُوْ و تَنتَصِرِ

ہم آپ سے معافی کی امید رکھتے ہیں جو آپ اس مخلوق کو عطا کریں گے (پہنائیں گے) جب آپ معاف کریں اور انتقام لیں۔

فاغفِر عفا الله عَمَّا أنتَ راهبُه يومَ الْقِيَامَةِ إِذْ يُهْدَى لَكَ الظَّفَرُ

آپ بخش دیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس چیز سے بچائے جس سے آپ قیامت کے روز ڈرانے والے ہیں کیونکہ آپ کو کامیابی دی گئی ہے۔

ہمارے قبضہ میں ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہیں۔ اقرع بن حابس نے کہا جو میرے اور بنوتمیم کے قبضہ
میں ہیں وہ آزاد نہیں۔ عینیہ بن حصن نے کہا جو میرے اور بنوفزارہ کے قبضہ میں ہیں تو وہ بھی آزاد نہیں۔ عباس بن مرداس نے کہا میرے اور بنوسلیم کے جو قبضہ میں ہیں وہ بھی آزاد نہیں۔ بنوسلیم نے کہا نہیں جو ہمارے قبضہ میں ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہیں۔

عباس بن مرداس بنوسلیم کو کہا کرتا تھا تم نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو ان قیدیوں سے حق لینا چاہے تو اس کے لئے ہر فرد کے بدلہ میں چھ حصے ہیں جو پہلے مرحلے میں قیدی بنائے گئے ان لوگوں کو ان کے بیٹے اور ان کی عورتیں واپس کر دو۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی شیر خدا کو ایک لونڈی عطا کی جو ریطہ بنت ہلال بن حبان بن عمیرہ بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر تھی۔ آپ نے حضرت عثمان بن عفان کو لونڈی عطا فرمائی جو

قیدیوں کے احکام

ہوازن کو قیدی واپس کرنے کا مولف نے ذکر کیا ہے جسے قیدی واپس کرنا پسند نہیں تھا تو اس کے عوض ان کے ہاتھ میں جو اموال تھے وہ عطا کر دیئے جس سے باقی کے نفوس خوش ہو گئے کیونکہ تقسیم انہیں میں ہوئی تھی۔ امام کو یہ حق حاصل نہیں کہ تقسیم کے بعد قیدیوں کے بارے میں احسان کرے تاہم تقسیم سے پہلے ایسا کرنا جائز ہے جس طرح حضور ﷺ نے اہل خیبر کے ساتھ احسان کیا اور انہیں ان زمینوں میں کام کرنے کی اجازت دی جن کو مسلمانوں نے بزور بازو فتح کیا تھا۔ ابو عبید نے بھی یہی بات کہی ہے۔ کہا کہ امام کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان پر احسان کرے اور انہیں دار الحرب بھیج دے بلکہ

وہ جزیہ دیں اور مسلمانوں کے زیر نگین رہیں۔ کہا کہ قیدیوں کے بارے میں امام کو اختیار ہے کہ قتل کرا دے، فدیہ لے لے، احسان کرے یا غلام بنا لے۔ تاہم فدیہ لوگوں کے بدلے میں ہونا چاہئے مال کے بدلے میں نہیں ہونا چاہئے۔ اکثر فقہاء کی رائے ہے یہ طریقہ مردوں میں ہے۔ جہاں تک بچوں اور عورتوں کا تعلق ہے تو ان میں غلام بنانے اور نفوس کے مقابلہ میں فدیہ ہوگا۔ مال کے بدلہ میں فدیہ نہیں ہوگا جس طرح پہلے گزرا ہے۔

زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھی۔ آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لونڈی عطا فرمائی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو عطا کر دی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے نافع نے بیان کیا جو حضرت عبداللہ بن عمر کے غلام تھے وہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے وہ لونڈی بنو جمح میں سے اپنے ماموں کے پاس بھیج دی تا کہ وہ اسے تیار کریں یہاں تک کہ میں طواف کروں پھر میں ان کے پاس آؤں گا۔ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ جب میں طواف کروں گا تو لونڈی کے ساتھ وطی کروں گا، جب میں طواف سے فارغ ہوا تو مسجد سے نکلا تو لوگ ادھر ادھر بھاگ رہے تھے، میں نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے ہماری عورتیں اور ہماری اولادیں

حضرت مولف نے اس لونڈی کا ذکر کیا ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر کو عطا کی گئی۔ حضرت عبداللہ نے وہ لونڈی اپنے خالو کے گھر بھیج دی جو بنو جمح سے تعلق رکھتے تھے تا کہ وہ اسے تیار کریں تا کہ وہ اس سے اپنی خواہش پوری کریں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لونڈی مسلمان ہو گئی تھی کیونکہ ملک یمین کی وجہ سے کسی بت پرست اور مجوسی لونڈی کے ساتھ وطی کرنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی صحیح نہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لے۔ اگر اس کا پہلے خاوند ہو تو استبراء رحم بھی ضروری ہے۔ جہاں تک کتابیہ لونڈی کا تعلق ہے تو ملک یمین کی وجہ سے ان کے ساتھ وطی کرنا جائز ہے۔ تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے جن میں عمرو بن دینار بھی ہیں کہ ملک یمین کی وجہ سے مجوسی اور بت پرست لونڈی کے ساتھ وطی کرنا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ (البقرہ: ۲۲۱) میں عمومی حرمت ہے مگر سورۂ مائدہ کی آیت نے کتابیہ لونڈی کو خاص کر دیا ہے۔ نکاح کا اطلاق عقد نکاح اور ملک کی وجہ سے وطی پر ہوتا ہے۔

غزوۂ حنین کے قیدی

حنین کے قیدیوں کی تعداد چھ ہزار تھی، حضور ﷺ نے ان کے معاملات کی نگرانی حضرت ابو سفیان بن حرب کو دی تھی اور آپ کو ان پر امین بنایا تھا۔ یہ بات زبیر نے کہی ایک اور حدیث میں زبیر نے سند حسن کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ابوجہم بن حذیفہ عدوی غزوۂ حنین میں مال غنیمت پر نگہبان تھے۔ خالد بن برصاء ان کے پاس آئے تو مال غنیمت سے بالوں سے بنی ایک مہار لی۔ ابوجہم نے اسے ایسا کرنے سے روکا جب دونوں طرف سے کھچاؤ ہوا تو ابوجہم نے اسے کمان دے ماری اور اسے زخمی کر دیا جس سے اس کی ہڈی ٹوٹ کر اپنی جگہ سے ہل گئی۔ خالد نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بدلہ کا تقاضا

ہمیں واپس کر دی ہیں۔ میں نے کہا تمہاری ایک عورت بنوجمح میں ہے جاؤ اسے لے لو وہ لوگ گئے اور اسے لے لیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عیینہ بن حصن نے ہوازن کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک عورت پکڑی جب اسے پکڑا تو کہا تھا میں بوڑھی دیکھتا ہوں۔ میرا گمان ہے کہ اس کا قبیلہ میں بڑا نسب ہوگا ممکن ہے اس کا فدیہ بہت بڑا۔ جب حضور ﷺ نے چھ اونٹوں کے بدلے میں قیدی لوٹا دیئے تو عیینہ نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تو زہیر ابوصرد نے اسے کہا اس کے بدلے میں چھ اونٹ لے لو۔

اللہ کی قسم نہ اس کا منہ ٹھنڈا ہے نہ اس کا پستان اٹھا ہوا ہے، نہ اس کا پیٹ بچہ جننے والا ہے، نہ

کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پچاس بکریاں لے لو اور مطالبہ چھوڑ دو۔ خالد نے عرض کی اس سے میرا قصاص لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا سو بکریاں لے لو اور اسے چھوڑ دو۔ خالد نے عرض کی اس سے میرا قصاص لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک سو پچاس بکریاں لے لو اور مطالبہ چھوڑ دو، تمہارے لئے یہی کچھ ہے۔ جس ذمہ دار نے تجھ پر زیادتی کی ہے اس سے میں قصاص نہیں لوں گا، تو ان ایک سو پچاس بکریوں کی قیمت پندرہ اونٹ لگائی گئی تو یہاں سے ہی منقلہ زخم کی دیت پندرہ اونٹ مقرر ہوئی۔

غنائم میں سے تالیفِ قلوب کے لئے مال عطا فرمانا

حنین کی غنیمت میں سے رسول اللہ ﷺ نے تالیف قلوب کے مال عطا کئے یہاں تک کہ انصار نے اس بارے میں گفتگو کی اور ان کی طرف سے گفتگو بہت زیادہ ہوگئی۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ عرب کے روساء کو مال عطا فرما رہے ہیں ہمیں کچھ نہیں دیتے جبکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ اس مسئلہ میں علماء کے تین اقوال ہیں۔

ا۔ حضور ﷺ نے ان سرداروں کو خمس کے لئے خمس میں سے مال عطا کیا۔ یہ قول قبول نہیں ہوسکتا کیونکہ خمس تو آپ کی ملکیت ہوتا تھا اس میں کسی کو کلام کرنے کی گنجائش نہیں ہوسکتی تھی۔

۲۔ حضور ﷺ نے انہیں مالِ غنیمت سے عطا فرمایا، یہ مال حضور ﷺ کے لئے خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (انفال:۱) یہ قول اس بناء پر مردود ہے کیونکہ یہ گزر چکا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ غزوۂ بدر میں اس کے بارے میں گفتگو ہو چکی ہے تاہم اس قول کے قائل بعض علماء نے یہ کہا جب انصار غزوۂ حنین میں بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی فرشتوں کے ذریعے امداد کی انصار اس وقت واپس آئے جب فتح ہو چکی تھی تو اللہ تعالیٰ نے غنیمت کا معاملہ رسول اللہ

اس کا خاوند اس کی تلاش کرنے والا ہے اور نہ اس کا پستان زیادہ دودھ دینے والا ہے۔ جب زہیر نے اسے یہ بات کہی تو اس نے چھ اونٹ لے کر وہ بوڑھی عورت بھی واپس کر دی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ عینیہ بن حصن اقرع بن حابس سے ملا اور اس امر کی اس کے سامنے شکایت کی تو اقرع نے اس سے کہا۔ اِنَّكَ واللّٰهِ مَا اَخَذْتَهَا بَيْضَاءَ غَرِيْرَةً وَّالَا نَصَفًا وَ ثِيْرَةً۔ ''اللہ کی قسم تو نے اسے اس حال میں نہیں پکڑا کہ وہ سفید رنگ والی اور روشن چہرے والی ہو اور نہ ہی وہ درمیانی عمر والی اور نرم و نازک ہو''۔

رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے وفد سے فرمایا اور مالک بن عوف جو کر رہا ہے اس کے بارے میں پوچھا۔ وفد نے بتایا وہ طائف میں ثقیف کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالک کو بتا دو اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر آ جائے تو میں اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس کر دوں گا اور سو اونٹ مزید بھی دوں گا۔ مالک تک یہ خبر پہنچائی گئی وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے طائف سے نکلا جبکہ مالک کو ثقیف سے اپنے بارے میں خوف تھا کہ اگر ثقیف کو اس بات کا علم ہو گیا جو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمائی ہے تو وہ اسے روک لیں گے۔ اس نے اونٹ تیار کرنے کا حکم دیا جو اس کے لئے تیار کر دیا گیا، اس نے گھوڑا لانے کا حکم دیا جو طائف میں اس کے پاس پہنچا دیا گیا وہ رات کو طائف سے نکلا، اپنے گھوڑے پر بیٹھا اسے دوڑایا یہاں تک کہ اپنی سواری (اونٹ) تک پہنچ گیا جہاں اس نے سواری روکنے کا حکم دیا تھا، وہ

کے سپرد کر دیا۔ اس وجہ سے حضور ﷺ نے انہیں کچھ بھی عطا نہ کیا اور فرمایا اے انصار تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ تو اونٹ اور بکریاں ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے جاؤ تو اس طرح حضور ﷺ نے انہیں خوش کر دیا جبکہ پہلے آپ وہ عمل کر چکے تھے جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا۔

۳۔ اسے ابو عبیدہ نے پسند کیا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں خمس میں سے مال عطا کیا کیونکہ اس میں مسلمانوں کی مصلحت دیکھی۔

فصل

غزوۂ حنین کے بارے میں ابن اسحاق نے یہ ذکر نہیں کیا کہ حضرت خالد بن ولید زخمی ہونے کی وجہ سے بے سدھ ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے فرمایا کون مجھے خالد کے پڑاؤ کی طرف لے جائے گا تو آپ کو بتایا گیا، آپ نے دیکھا کہ حضرت خالد کجاوے کے پچھلے حصہ سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے زخم پر تھتکارا تو آپ تندرست ہو گئے اسے کشی نے ذکر کیا ہے۔

سواری پر سوار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ مالک حضور ﷺ کو جعرانہ یا مکہ مکرمہ میں ملا۔ حضور ﷺ نے اس کے گھر والے اور مال اس کے سپرد کر دیا اور اسے سو اونٹ بھی دے دیئے۔ وہ اسلام لے آیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا جب مالک بن عوف مسلمان ہوا تو اس نے یہ اشعار کہے۔

مَا اِنْ رَأَیْتُ وَ لَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهٖ فِی النَّاسِ کُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ

میں نے تمام انسانوں میں سے حضرت محمد ﷺ جیسا نہ دیکھا ہے اور نہ ہی ایسا سنا ہے۔

اَوْفٰی وَ اَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ اِذَا اجْتُدِیَ وَ مَتٰی تَشَاءُ یُخْبِرُکَ عَمَّا فِیْ غَدٍ

وہ پورا پورا اور بڑا عطیہ دیتا ہے جب اس کی خدمت میں عطیہ کا مطالبہ کیا جائے اور جب تو چاہے گا وہ تجھے مستقبل کی خبر دے دے گا۔

وَ اِذَا الْکَتِیْبَةُ عَرَّدَتْ اَنْیَابُهَا بِالسَّمْهَرِیِّ وَ ضَرْبِ کُلِّ مُهَنَّدٍ

جب لشکر اپنے دانت خوب تیز کر لیتا ہے سمھری نیزوں اور ہندی تلواروں کی ضرب سے۔

فَکَاَنَّهٗ لَیْثٌ عَلٰی اَشْبَالِهٖ وَسْطَ الْهَبَاءَةِ خَادِرٌ فِیْ مَرْصَدٍ

تو گویا وہ اپنے بچوں کی نگہبانی پر بیٹھا ہوا شیر ہے جو غبار کے درمیان موجود ہے اور کچھار میں دشمن کی تاڑ میں ہے۔

حضور ﷺ نے مالک کو ہی اپنی قوم کے مسلمان افراد پر عامل بنا دیا۔ وہ قبائل ثمالہ، سلمہ

عیینہ بن حصن کی بوڑھی کے اوصاف

حضرت مولف نے عیینہ بن حصن اور زہیر بن صرد نے اس بوڑھی کے بارے میں اس سے جو بات کی اس کے بارے میں ذکر کیا۔ مَا فُوْهَا بِبَارِدٍ وَلَا ثَدْیُهَا بِنَاهِدٍ وَلَا دَرُّهَا بِمَاکِدٍ۔ اس کو ناکد بھی کہتے ہیں اس سے مراد ہے کہ اس کے پستان میں دودھ زیادہ نہیں ہے۔ النُّوْقُ النُّکُدُ سے مراد ایسی اونٹنیاں ہوتی ہیں جو زیادہ دودھ دیتی ہیں۔ میں اسے اضداد میں سے گمان کرتا ہوں کیونکہ کبھی جب اس کا دودھ کم ہو جائے تو کہتے ہیں نَکِدَ لَبَنُهَا۔ صاحب العین نے یہی کہا ہے، اکثر علماء کے نزدیک نُکُد سے مراد ایسی اونٹنیاں ہیں جن کا دودھ کم ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا (الاعراف: ۵۸) تاہم مکد سے مراد زیادہ دودھ والیاں۔ ابن سراج نے کہا کیونکہ یہ مکد فی المکان سے مشتق ہے۔ یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب وہ وہاں مقیم ہو، کبھی یہ کہا جاتا ہے نَکِدَ، مَکَدَ کے معنی میں ہے یعنی وہ ٹھہرا ہوا۔

اور فہم تھے۔ وہ ان کے ساتھ مل کر بنو ثقیف سے جنگ کرتا تھا، بنو ثقیف کا جو قافلہ بھی نکلتا وہ ان پر غارت گری مچاتا یہاں تک کہ مالک نے بنو ثقیف کو تنگ کر دیا تو ابو محجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر ثقفی نے کہا۔

هَابَتِ الْاَعْدَاءُ جَانِبَنَا ثُمَّ تَغْزُوْنَا بَنُوْ سَلْمَه

دشمن ہماری طرف آنے سے ہی خوفزدہ ہو جاتے ہیں پھر بھی بنو سلمہ ہم پر حملہ کرتے ہیں۔

وَ اَتَانَا مَالِكٌ بِهِمْ نَاقِضًا لِلْعَهْدِ وَالْحُرْمَةِ

ان کے ساتھ مل کر مالک بھی ہم پر حملہ کرتا ہے جبکہ وہ وعدہ اور حرمت کو توڑنے والا ہے۔

وَ اَتَوْنَا فِيْ مَنَازِلِنَا وَ لَقَدْ كُنَّا اُولِىْ نَقِمَةٍ

وہ ہمارے گھروں میں ہم پر حملہ کرتے ہیں جبکہ ہم بہت منتقم مزاج ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب رسول اللہ ﷺ حنین کے قیدی انہیں واپس کرنے سے فارغ ہوئے تو آپ سواری پر سوار ہو گئے اور لوگ آپ کے پیچھے ہو گئے، وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ اونٹوں اور بکریوں میں سے ہمیں مال غنیمت دو، یہاں تک کہ آپ کو ایک درخت کی پناہ لینے پر مجبور کر دیا، آپ کی چادر بھی اچک لی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو مجھے میری چادر واپس کر دو۔ فرمایا اللہ کی قسم اگر تہامہ کے درختوں کے برابر جانور ہوتے تو میں تم میں تقسیم کر دیتا، تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہ پاتے پھر آپ اونٹ کی طرف اٹھے تو آپ نے اونٹ کی کوہان سے بال لئے اسے اپنی دو انگلیوں کے درمیان رکھا پھر اسے بلند کیا، فرمایا اے لوگو اللہ کی قسم تمہارے مال غنیمت اور ان بالوں سے میرے لئے صرف خمس ہے، خمس بھی تمہیں دے دیا جائے گا۔ دھاگہ اور سوئی بھی دو کیونکہ مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کے لئے قیامت

اقرع بن حابس

حضرت مولف نے اقرع بن حابس کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی مولف قلوب میں سے تھا بعد میں بہترین مسلمان ثابت ہوا۔ جب حج فرض ہوا تو یہی وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تھا کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے۔ یہی وہ شخص ہے جب حضور ﷺ نے ابیض بن حمال کو مارب کا چشمہ عطا فرمایا تو اس نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ جو زمین آپ نے اسے دی ہے کیا آپ اسے جانتے ہیں، آپ نے تو اسے ماء عد (جاری

کے روز شرمندگی اور آگ ہوگی۔ ایک انصاری بالوں کے دھاگہ کا ایک بنڈل لایا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ بنڈل لے لیا تھا، میں اس سے اپنے زخمی اونٹ کا نمدہ بنا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس بنڈل میں جو میرا حصہ ہے وہ تمہیں دیتا ہوں تو اس نے عرض کی اگر بنڈل اس حیثیت تک پہنچ چکا ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں پھر اس بنڈل کو پھینک دیا۔

ابن ہشام نے کہا زید بن اسلم نے اپنے باپ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب غزوۂ حنین کے دن اپنی زوجہ فاطمہ بنت شیبہ بن ربیعہ کے پاس آئے جبکہ ان کی تلوار خون سے لت پت تھی۔ فاطمہ نے کہا میں جان چکی ہوں کہ تم نے جنگ میں حصہ لیا ہے، تم نے مشرکوں کے مال میں سے کیا مال غنیمت حاصل کیا۔ حضرت عقیل نے کہا یہ سوئی لو، اس سے اپنے کپڑے سینا اور وہ سوئی اسے دے دی۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک منادی کرنے والے کی آواز کو سنا جو یہ اعلان کر رہا تھا جس نے مالِ غنیمت میں سے جو چیز لی ہے وہ اسے واپس کر دے یہاں تک دھاگہ اور سوئی بھی واپس کر دے۔ حضرت عقیل واپس آئے کہا میرا خیال ہے تیری سوئی بھی گئی، وہ سوئی لی اور اسے مالِ غنیمت میں پھینک دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ نے مولف قلوب کو مالِ غنیمت میں سے مال عطا فرمایا، یہ سردار اور معزز لوگ تھے۔ حضور ﷺ ان کی اور ان کے ذریعے ان کی قوم کی تالیف چاہتے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوسفیان اور ان کے بیٹے حضرت معاویہ کو سو اونٹ دیئے، حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیئے۔ حارث بن حارث بن کلدہ جو بنو عبدالدار سے تعلق رکھتا تھا کو بھی سو اونٹ دیئے۔

ابن ہشام نے کہا نصیر بن حارث بن کلدہ کو سو اونٹ دیئے تھے۔ ممکن ہے اس کا نام حارث ہو۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حارث بن ہشام کو سو اونٹ دیئے۔ سہیل بن عمرو، حویطب

چشمہ) عطا فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے وہ زمین واپس لے لی۔ یہ مشہور حدیث ہے مگر اس گفتگو کرنے والا کا نام صرف دارقطنی نے لیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ بھی کیا کہ ابیض نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری طرف سے یہ مال مومنوں کے لئے صدقہ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے، جہاں تک اقرع بن حابس کا تعلق ہے یہ حابس بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع تمیمی مجاشعی ہے، جہاں تک عینیہ کا تعلق ہے اس کا نام حذیفہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر فزاری تھا اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

بن عبدالعزی بن ابی قیس، علاء بن جاریہ ثقفی جو بنوزہرہ کا حلیف تھا، عینیہ بن حصن فزاری اور اقرع بن حابس تمیمی سب کو سو سو اونٹ دیئے۔ اسی طرح مالک بن عوف نصری اور صفوان بن امیہ کو بھی سو سو اونٹ دیئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو سو سو اونٹوں والے تھے۔

حضور ﷺ نے قریش میں کچھ افراد کو سو سے کم اونٹ بھی دیئے، ان میں سے مخرمہ بن نوفل زہری، عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو جو بنوعامر بن لوی سے تعلق رکھتا تھا، مجھے یاد نہیں کہ انہیں کتنے کتنے اونٹ عطا کئے گئے تاہم اتنا مجھے معلوم ہے کہ انہیں سو سے کم اونٹ دیئے گئے۔ حضور ﷺ نے سعید بن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم کو پچاس اونٹ دیئے اور سہمی کو بھی پچاس اونٹ دیئے۔

ابن ہشام نے کہا اس کا نام عدی بن قیس تھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ نے عباس بن مرداس کو چند اونٹ عطا فرمائے تو وہ ناراض ہو گیا، اس معاملہ میں اس نے حضور ﷺ سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ عباس بن مرداس حضور ﷺ سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے۔

كَانَتْ نِهَابًا تَلَافَيْتُهَا بِكَرِّيْ عَلَى الْمُهْرِ فِي الْاَجْرَعِ

مالک بن عوف

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کو ثمالہ بنی سلمہ اور فہم پر والی مقرر کیا۔ ثمالہ، بنو اسلم بن احجن ہیں ان کی والدہ ثمالہ تھی، اس میں ابومحجن کا ایک شعر بھی ہے۔

هَابَتِ الْاَعْدَاءُ جَانِبَنَا ثُمَّ تَغْزُوْنَا بنو سَلِمَه

دشمن ہماری طرف آنے سے ڈرتے ہیں پھر بھی بنوسلمہ ہم سے جنگ کرتے ہیں۔

نسخہ میں سلمہ لام کے کسرہ کے ساتھ ہے، قیس کے قبائل میں سلمہ لام کے فتح کے ساتھ ہے مگر جب وہ ازد سے تعلق رکھتے ہوں۔ مذکورہ ثمالہ کے ساتھ ایک قبیلہ ازد سے تھا اور فہم دوس سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ بھی ازد سے تعلق رکھتے تھے، ان کی ماں جدیلہ تھی جو غطفان بن قیس بن غیلان سے تعلق رکھتی تھے، بنو ازد میں سلمہ معروف نہیں مگر انصار میں ہے وہ بھی ازد سے تعلق رکھتے تھے۔ سلمہ جعفی میں بھی ہیں، وہ سلمہ بن عمرو بن ذہل بن مران بن جعفی ہیں۔ جہینہ میں بھی سلمہ ہیں وہ سلمہ بن نصر بن غطفان بن قیس بن جہینہ ہیں۔ جعفی مذحج اور جہینہ قضاعہ سے ہیں۔

وہ مالِ غنیمت میں نے ریگستان میں گھوڑے پر سوار ہو کر بار بار حملوں سے حاصل کیا تھا۔

وَ اِیْقَاظِیْ الْقَوْمَ اَنْ یَرْقُدُوْا　اِذَا هَجَعَ النَّاسُ لَمْ اَهْجَعِ

میرا قوم کو جگانا یوں تھا کہ وہ سو جائیں جب لوگ سو جاتے میں نہیں سوتا تھا۔

فَاَصْبَحَ نَهْبِیْ وَ نَهْبُ الْعُبَیْدِ　بَیْنَ عُیَیْنَةَ وَالْاَقْرَعِ

میرا اور عبید کا چھینا ہوا مال عینیہ اور اقرع میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔

وَ قَدْ كُنْتُ فِی الْحَرْبِ ذَا تُدْرَاٍ　فَلَمْ اُعْطَ شَیْأً وَ لَمْ اُمْنَعِ

میں جنگ میں شان و شوکت کا مالک تھا نہ مجھے کوئی چیز عطا کی گئی اور نہ مجھے روکا گیا۔

اِلَّا اَفَائِلَ اُعْطِیتُهَا　عَدِیْدَ قَوَائِمِهَا الْاَرْبَعِ

مگر مجھے چند چوپائے عطا کئے گئے۔

مَا كَانَ حِصْنٌ وَ لَا حَابِسٌ　یَفُوْقَانِ شَیْخِیْ فِی الْمَجْمَعِ

حصن اور حابس مجمع میں میرے شیخ (والد) سے فوقیت نہیں رکھتے۔

وَ مَا كُنْتُ دُوْنَ امْرِئٍ مِنْهُمَا　وَ مَنْ تَضَعِ الْیَوْمَ لَا یُرْفَعِ

میں بھی ان دونوں (عینیہ اور اقرع) سے کم نہیں جسے آج آپ پست کر دیں گے وہ بلند نہ ہو سکے گا۔

ابن ہشام نے کہا یونس نحوی نے مجھے یوں بیان کیا ہے۔

فَمَا كَانَ حِصْنٌ وَ لَا حَابِسٌ　یَفُوْقَانِ مِرْدَاسَ فِی الْمَجْمَعِ

حصن اور حابس لوگوں کے اجتماع میں مرداس پر فوقیت نہیں رکھتے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا منہ بند کرو اسے اتنا مال دو یہاں تک کہ راضی ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فاقطعوا عنی لسانہ کے جو الفاظ ارشاد فرمائے ان کا یہی مطلب تھا۔

محجن کا نام مالک بن حبیب ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا وہ عبداللہ بن حبیب بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قیس ثقفی ہے۔ الحجن کا نسب پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ جب ہم نے بعثت سے پہلے لہب بن الحجن کا ذکر کیا تھا۔

حضرت مولف نے سنابل بن بعلکک کا ذکر کیا اس کا نام حبہ تھا جو بنی عبدالدار سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ شاعر تھا اس کی سبیعہ اسلمیہ کے ساتھ گفتگو صحاح میں مذکور ہے جب اس کا خاوند فوت ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا مجھے بعض علماء نے بتایا کہ عباس بن مرداس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ہی یہ کہنے والا ہے۔ فَاَصْبَحَ نَهبی وَ نَهبُ الْعُبَیْدِ بَیْنَ الاقرع وَ عیینه۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی بین عیینه و الاقرع تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ (یاسین:۶۹)

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش اور دوسرے قبائل سے بیعت لی اور جعرانہ کے مقام پر ان میں مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ بنو امیہ میں سے جنہیں مال ملا۔ حضرت ابوسفیان بن حرب، طلیق بن سفیان بن امیہ، خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ۔

بنو عبد الدار بن قصی میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار، ابو سنابل بن بعکک بن حارث بن عمیلہ بن سباق بن عبد الدار عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

بنو مخزوم بن یقظہ میں سے زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ، حارث بن ہشام بن مغیرہ، خالد بن ہشام بن مغیرہ، ہشام بن ولید بن مغیرہ، سفیان بن عبد الاسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، سائب

حضرت مولف نے حضور ﷺ کا عباس بن مرداس کو یہ فرمانا نقل کیا ہے انت القائل فَاَصْبَحَ نَهبی و نَهبُ الْعُبَیْدِ بَیْنَ الْاَقْرَعِ وَ عُیَیْنَةَ۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی بین عُیَیْنَةَ والاقرع۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونوں کا معنی ایک ہے جبکہ وضاحت میں حضور ﷺ کی زبان پر جاری ہونے والا کلام تنزیل و ترتیب کے لحاظ سے برتر تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے ذکر اسی کا ہونا چاہیے جو فضیلت رکھتا ہو جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ (نساء:۶۹) اور بعض اوقات جو رتبہ میں فضیلت رکھے اس کا پہلے ذکر ہوتا ہے جس طرح جب اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا تو یہودیوں کو نصاریٰ سے پہلے ذکر کیا کیونکہ وہ مدینہ طیبہ کے پڑوس میں رہتے تھے اور نصاریٰ سے رتبہ میں پہلے تھے اسی طرح زمانہ کے اعتبار سے جو پہلے ہو اس کا ذکر پہلے کرتے ہیں جس طرح تورات کا ذکر پہلے ہے اور انجیل کا بعد میں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا

بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

بنو عدی بن کعب میں سے مطیع بن اسود بن حارثہ بن نضلہ اور ابو جہم بن حذیفہ بن خانم۔

بنو جمح بن عمرو میں سے صفوان بن امیہ بن خلف، اصیحہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف۔

بنو سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ۔

بنو عامر بن لوی میں سے حویطب بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود ہشام بن عمرو بن ربیعہ بن حارث بن حبیب۔

بنو بکر بن عبد مناہ بن کنانہ میں سے نوفل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن رزن بن یعمر بن نفاثہ بن عدی بن دیل۔

بنو قیس پھر بنی عامر بن صعصعہ پھر بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ میں سے علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب۔

بنو عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن عامر بن صعصعہ اور ہرملہ بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو۔

بنو نصر بن معاویہ میں سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع۔

بنو سلیم بن منصور میں سے عباس بن مرداس بن ابی عامر جو بنو حارث بن بہثہ بن سلیم سے

ذکر پہلے ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر بعد میں۔ اسی طرح جو سبب و مسبب ہو سبب کو پہلے ذکر کرتے ہیں اور مسبب کو بعد میں ذکر کرتے ہیں۔ یہ کلام میں اکثر طور پر واقع ہوتا ہے جیسے نافرمانی اور عتاب، اطاعت اور ثواب، فصاحت میں مناسب یہی ہے کہ سبب کو مقدم ذکر کیا جائے۔

اقرع اور عیینہ میں تقدیم کا مسئلہ

اقرع اور عیینہ میں تقدیم مرتبہ اور فضیلت کے باعث تھی جہاں رتبہ کے اعتبار سے اقرع کو تقدم حاصل تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خندف پھر بنی تمیم سے تعلق رکھتا تھا جو عیینہ کی بنسبت حضور ﷺ کے زیادہ قریب تھا، اس وجہ سے پہلے ذکر کیے جانے کا مستحق تھا۔ جہاں تک فضیلت کا معاملہ ہے اقرع بہترین مسلمان بنا جبکہ عیینہ ہمیشہ ظالموں میں شمار ہوتا رہا، یہاں تک کہ وہ مرتد ہو گیا اور طلیحہ اسدی کا پیروکار بن گیا پھر پکڑا گیا اور قیدی بنا لیا گیا۔ جب اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جارہا تھا تو بچے اسے کہتے اے اللہ کے دشمن تجھ پر افسوس تو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گیا۔ وہ کہتا میں

تعلق رکھتے تھے۔

بنوغطفان پھر بنی فزارہ میں سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔

بنوتمیم پھر بنوحنظلہ میں سے اقرع بن حابس بن عقال جو بنومجاشم بن دارم سے تعلق رکھتے تھے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کے ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ عطا فرمائے جبکہ آپ نے جمیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جمیل بن سراقہ زمین پر رہنے والے لوگوں میں سے بہترین ہے، زمین پر رہنے والے تمام لوگ عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس جیسے ہیں لیکن میں نے ان کی تالیف قلب کی ہے تا کہ وہ دونوں مسلمان ہو جائیں اور میں نے جمیل بن سراقہ کو اس کے اسلام کے حوالے کر دیا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے مقسم ابی القاسم جو عبداللہ بن حارث بن نوفل کے غلام تھے سے روایت کیا ہے کہ میں اور تلید بن کلاب لیثی نکلے یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے جو طواف کر رہے تھے، وہ اپنے جوتے ہاتھوں میں لٹکائے ہوئے تھے، ہم نے ان سے کہا کیا تم اس وقت حضور ﷺ کے پاس حاضر تھے جب تمیمی نے غزوۂ حنین کے موقع پر آپ سے گفتگو کی تھی، فرمایا ہاں میں موجود تھا۔ بنوتمیم کا ایک آدمی آیا جس کو ذوالخیصرہ کہا جاتا، وہ حضور ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا جبکہ آپ لوگوں کو مال عطا کر رہے تھے، اس نے کہا اے محمد آج تم نے جو کچھ کیا ہے میں نے اسے دیکھ لیا

ایمان ہی کب لایا تھا پھر وہ بظاہر مسلمان ہوا لیکن ہمیشہ ظالم اور احمق ہی رہا یہاں تک مر گیا۔ تیرے لئے حضور ﷺ کا اس کے بارے میں یہ فرمان ہی کافی ہے الاَحْمَقُ الْمُطَاعُ۔ اس کی جفا میں سے جو بات ذکر کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ معدی بن کرب اس کے پاس بطور مہمان ٹھہرا، عیینہ نے اس سے کہا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ ہم ملا کر شراب پئیں۔ عمرو بن معدی کرب نے کہا کیا وہ قرآن میں حرام نہیں کر دی گئی؟ تو عیینہ نے کہا قرآن میں ہے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ تو ہم نے کہا ہم رکنے والے نہیں تو دونوں نے مل کر شراب پی۔

ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں تو نے کیسا دیکھا، اس نے کہا میں آپ کو عدل کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔رسول اللہ ﷺ غضبناک ہو گئے پھر فرمایا تو ہلاک ہو اگر میرے پاس عدل نہیں تو پھر کس کے پاس عدل ہوگا۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں، فرمایا نہیں اسے چھوڑ دو عنقریب اس کے پیروکار ہوں گے جو دین میں بال کی کھال اتاریں گے۔وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے اس کے لوہے (پھل) کو دیکھا جاتا ہے تو کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی پھر تیر میں دیکھا جاتا ہے تو کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی پھر سوفار میں دیکھا جاتا ہے تو کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی، وہ تیر معدے کی غلاظت اور خون سے نکل گیا (مگر کوئی آثار نہیں)۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن علی بن حسین یا جعفر نے ابو عبیدہ جیسی حدیث بیان کی اور اس کا نام ذوخویصرہ ذکر کیا۔ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عبداللہ بن ابی نجیح نے اپنے باپ سے اسی کی مثل روایت کی۔

ذوخویصرہ کا واقعہ

ذوخویصرہ تمیمی کا واقعہ، نیز حضور ﷺ اور اس کی جماعت کے بارے میں حضور ﷺ نے جو فرمایا اس کا ذکر کیا ہے۔ایک اور حدیث میں ہے اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازیں اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنے روزے حقیر جانو گے، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔بات اسی طرح ہوئی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ حدیث خارجیوں میں سچ ثابت ہوئی ان کا پہلا شخص اس آدمی کی نسل سے تھا۔یہ اہل نجد سے تعلق رکھتے تھے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا منها يطلع قرن الشيطان۔ یہاں (نجد) سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا ان کا آغاز ذوخویصرہ سے ہوا، ان کی نشانی ذوثدیہ تھا جسے حضرت علی شیر خدا نے قتل کیا تھا، اس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح تھا۔ذی ثدیہ کا نام نافع یہ ابوداؤد نے ذکر کیا، دوسرے علماء نے اس کا نام حرقوص بن زہیر ذکر کیا ہے جبکہ ابو داؤد کا قول زیادہ صحیح ہے۔واللہ اعلم

انصار کی محرومی کے بارے میں حضرت حسان کے اشعار

ابن ہشام نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور دوسرے عرب قبائل کو مال عطا فرمایا اور انصار کو کوئی چیز عطا نہ فرمائی تو حضرت حسان بن ثابت نے اس پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

زَادَتْ هُمُوْمٌ فَمَاءُ الْعَيْنِ مُنْحَدِرٌ ۔۔۔ سَحًّا اِذَا حَفَلَتْهُ عَبْرَةٌ دِرَرُ

غم بڑھ گئے آنکھ کا پانی سخاوت کرتے ہوئے بہہ رہا ہے جب اسے بہتے آنسوؤں نے اسے جمع کیا۔

وَجْدًا بِشَمَّاءَ اِذْ شَمَّاءُ بَهْكَنَةٌ ۔۔۔ هَيْفَاءُ لَا ذَنَنٌ فِيْهَا وَ لَا خَدَرُ

یہ شماء کے غم میں ہوا کیونکہ شماء بھرے گوشت والی پتلی کمر والی ہے اس میں میل نہیں اور نہ ہی کوئی خامی ہے۔

دَعْ عَنْكَ شَمَّاءَ اِذْ كَانَتْ مَوَدَّتُهَا ۔۔۔ نَزْرًا وَ شَرُّ وِصَالِ الْوَاصِلِ النَّزِرُ

اب شماء کو چھوڑ دو کیونکہ اس کی محبت حقیر وقلیل ہے کسی صاحب وصل کا سب سے برا وصال اس کا قلیل ہونا ہے۔

وَأْتِ الرَّسُوْلَ فَقُلْ يَا خَيْرَ مُؤْتَمَنٍ ۔۔۔ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا مَا عُدِّدَ الْبَشَرُ

رسول اللہ کے پاس چلو آپ سے عرض کروائے مومنوں کی سب سے بہترین پناہ گاہ جب لوگوں کو گنا جا رہا ہو۔

عَلَامَ تُدْعٰى سُلَيْمٌ وَهْيَ نَازِحَةٌ ۔۔۔ قُدَّامَ قَوْمٍ هُمْ آوَوْا وَ هُمْ نَصَرُوْا

قبیلہ سلیم کو کیوں بلایا جاتا ہے جبکہ بنو سلیم اس قوم کے سامنے خالی ہاتھ ہیں جس قوم نے آپ کو پناہ دی اور آپ کی مدد کی۔

حضرت حسان کے اشعار

حضرت حسان کا شعر ذکر کیا اس میں ہے هيفاء لا ذنن فيها ولا خور۔ ذنن سے مراد میل کچیل ہے، ذنین سے مراد ناک کی رطوبت ہے، ذنن سے مراد یہ بھی ہے کہ عورت کا حیض ختم نہ ہو، کہتے ہیں امراۃ ذناء اگر اسے دال مہملہ کے ساتھ ذکر کیا تو بھی یہ بہترین تھا کیونکہ دنن کا معنی گردن کا چھوٹا ہونا اور پست ہونا ہے، یہ عیب ہے بهكنه سے مراد موٹاپا ہے۔

سَمَّاهُمُ اللّٰهُ اَنْصَارًا بِنَصْرِهِمْ دِيْنَ الْهُدٰى وَ عَوَانُ الْحَرْبِ تَسْتَعِرُ
اللہ تعالیٰ نے ان کا نام انصار رکھا کیونکہ انہوں نے اللہ کے دین کی مدد کی جبکہ جنگ کی آگ خوب بھڑک رہی تھی۔

وَ سَارَعُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْتَرَفُوْا لِلنَّائِبَاتِ وَ مَا خَامُوْا وَ مَا ضَجِرُوْا
انہوں نے اللہ کی راہ میں جلدی کی اور مصائب پر ثابت قدم رہے انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی اور نہ ہی تنگ دل ہوئے۔

وَالنَّاسُ اَلْبٌ عَلَيْنَا وَ فِيْكَ لَيْسَ لَنَا اِلَّا السُّيُوْفَ وَ اَطْرَافَ الْقَنَا وَزَرُ
آپ کی وجہ سے لوگ ہم پر ٹوٹ پڑے ہمارے لئے تلواروں اور نیزوں کی نوکوں کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ تھی۔

نُجَالِدُ النَّاسَ لَا نُبْقِيْ عَلٰى اَحَدٍ وَ لَا نُضَيِّعُ مَا تُوْحِيْ بِهِ السُّوَرُ
ہم جرات سے لوگوں کا مقابلہ کرتے اور معاملہ کسی پر نہیں چھوڑتے تھے اور قرآن کی سورتوں کے احکام ضائع نہیں کرتے۔

وَ لَا تَهِرُّ جُنَاةُ الْحَرْبِ نَادِيَنَا وَ نَحْنُ حِيْنَ تَلَظّٰى نَارُهَا سُعُرُ
جنگ بھڑکانے والے ہماری مجلس کو اکتاتے نہیں ہم بھی دہکتی آگ ہوتے ہیں جب جنگ کی آگ بھڑکتی ہے۔

كَمَا رَدَدْنَا بِبَدْرٍ دُوْنَ مَا طَلَبُوْا اَهْلَ النِّفَاقِ وَ فِيْنَا يَنْزِلُ الظَّفَرُ
ہم نے غزوۂ بدر میں منافقوں کا اس سے منہ پھیر دیا جو منافق چاہتے تھے اور ہمیں ہی کامیابی نصیب ہوئی۔

وَ نَحْنُ جُنْدُكَ يَوْمَ النَّعْفِ مِنْ اُحُدٍ اِذْ حَزَّبَتْ بَطَرًا اَحْزَابَهَا مُضَرُ
ہم غزوۂ احد کے دامن کی جنگ میں آپ کا لشکر تھے جب قبیلہ مضر نے سرکشی کی وجہ سے مختلف گروہ جمع کیے تھے۔

انصار پر حضور ﷺ کی ناراضگی

حضرت مولف نے انصار کے لئے حضور ﷺ کا قول ذکر کیا ہے مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِيْ عَنْكُمْ وَجِدَةٌ وَجَدْتُمُوْهَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ یہ روایت توجِدَة کی صورت میں ہے جبکہ اہل لغت کے نزدیک معروف موجدة ہے جب تو اس سے معنی غصہ اور غضب کا لے کیونکہ جدة کا لفظ مال کے معنی میں

فَمَا وَنِيْنَا وَ مَا خِمْنَا وَ مَا خَبَرُوْا مِنَّا عِثَارًا وَ كُلُّ النَّاسِ قَدْ عَثَرُوْا

ہم نے نہ کمزوری دکھائی اور نہ ہی ہم بزدل ہوئے اور نہ ہی لوگوں نے ہماری لغزش کے بارے میں خبر دی جبکہ تمام لوگ لغزش کھا چکے تھے۔

ابن ہشام نے کہا مجھے زیاد بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ہمیں ابن اسحاق نے بیان کیا کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور دوسرے قبائل کو عطیات عطا فرمائے جبکہ انصار کو کچھ بھی عطا نہ فرمایا تو اس وجہ سے انصار نے اپنے دلوں میں خلش پائی یہاں تک ان میں گفتگو عام ہوگئی یہاں تک کہ کسی نے یہ بھی کہا اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کو قوم کی محبت نے گرفت میں لے لیا ہے تو حضرت سعد بن عبادہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ انصار اپنے دلوں میں آپ کے بارے میں کچھ ناراضگی پاتے ہیں اس کی وجہ مالِ غنیمت کی تقسیم ہے جو مالِ غنیمت آپ نے حاصل کیا، آپ نے اپنی قوم میں اسے تقسیم کردیا اور عرب قبائل کو بڑے بڑے عطیات دیئے جبکہ انصار کو اس میں سے کچھ نہیں ملا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے سعد تمہارا کیا حال ہے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بھی اپنی قوم کے ساتھ ہی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس باڑے میں میرے لئے اپنی قوم کو جمع کرو۔ حضرت سعد نکلے انصار کو اس باڑہ میں جمع کیا، مہاجرین میں سے کچھ لوگ آئے تو انہیں کچھ نہ کہا وہ بھی اس باڑہ میں داخل ہو گئے۔ دوسرے لوگ آئے تو حضرت سعد نے انہیں روک دیا جب انصار حضور ﷺ سے ملاقات کے لئے جمع ہوگئے تو حضرت سعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی انصار کا قبیلہ آپ کے لئے حاضر ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے انصار کی جماعت یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ یہ کیا ناراضگی ہے جو تم اپنے دلوں میں میرے بارے میں پاتے ہو؟ کیا میں اس وقت تمہارے پاس نہیں آیا تھا جب تم گمراہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت عطا فرمائی، تم تنگ

استعمال ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان فِي لُعَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا تَالَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِيُسْلِمُوْا۔ لعاعة سے مراد نرم سبزی ہے اس کی مثل حضور ﷺ کا فرمان اَلْمَالُ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ۔ مال میٹھا اور سرسبز و شاداب ہے، اللعة اسی معنی میں ہے اس سے مراد خوبصورت پاک دامن عورت ہے، اللعلع سے مراد سراب اور لعاعه سے مراد اس سراب کا چمکنا ہے۔

دست تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنی کر دیا، باہم دشمن تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی، انصار نے عرض کی کیوں نہیں بات اسی طرح ہے اللہ اور اس کے رسول کا احسان اور فضل سب سے بڑھ کر ہے پھر فرمایا اے انصار کی جماعت کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے؟ انصار نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں اللہ اور اس کے رسول کا احسان سب سے بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر تم چاہتے تو کہہ سکتے تھے تم سچے ہوتے تمہاری تصدیق کی جاتی کہ آپ ہمارے پاس آئے جب آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا تو ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ بے یار و مددگار تھے تو ہم نے آپ کی مدد کی، آپ دھتکارے ہوئے تھے تو ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ تنگ دست تھے تو ہم نے آپ کی غم گساری کی۔ اے انصار کیا دنیا کی اسی حقیر چیز کی وجہ سے تم ناراض ہو جس کے ساتھ میں نے تالیف قلوب کا ارادہ کیا تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور میں نے تمہیں تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔ اے جماعت انصار کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ میں جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا، اگر تمام لوگ ایک گھاٹی میں ہوتے اور انصار دوسری گھاٹی میں ہوتے تو میں انصار کی گھاٹی میں چلتا۔ اے اللہ انصار، انصار کی اولاد اور انصار کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما۔

انصار رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں، انہوں نے عرض کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی تقسیم اور حصہ پر راضی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور انصار بکھر گئے۔

جعرانہ سے حضور ﷺ کا عمرہ اور عقاب بن اسید کو نائب بنانا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ جعرانہ سے عمرہ کے ارادہ سے نکلے، باقی ماندہ

جعیل بن سراقہ

حضرت مولف نے جعیل بن سراقہ اور اس کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد وَوَكَلْتُ جُعَيْلَ بْنَ سُرَاقَةَ إِسْلَامِهِ ذکر کیا۔ ابن اسحاق نے جعیل کو بنو ضمرہ کی طرف منسوب کیا جبکہ وہ غفار میں شمار ہوتا تھا کیونکہ غفار، بنو ملیل بن ضمرہ تھے جو بنو لیث بن بکر بن عبد مناہ بن کنانہ سے تعلق رکھتے

مال غنیمت کے بارے میں حکم دیا جسے مرالظہر ان کی جانب مجنہ کے مقام پر روک لیا گیا جب حضور ﷺ عمرہ سے فارغ ہوئے تو آپ مدینہ طیبہ کی طرف پلٹے، آپ نے عقاب بن اسید کو مکہ مکرمہ پر نائب بنایا اور حضرت معاذ بن جبل کو ان کا نائب بنایا جو لوگوں کو دین اور قرآن کی تعلیم دیتے تھے، باقی ماندہ مالِ غنیمت حضور ﷺ کے ساتھ بھیج دیا گیا۔

عمرہ کا وقت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ کا عمرہ ذی قعدہ میں ہوا، حضور ﷺ ذی قعدہ کے باقی ماندہ دنوں یا ذی الحجہ میں مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

ابن ہشام نے کہا حضور ﷺ مدینہ طیبہ اس وقت تشریف لائے جبکہ ذی قعدہ کے چھ دن باقی تھے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس روز عام لوگوں نے اسی طرح حج کیا جس طرح عرب کیا کرتے تھے جبکہ مسلمانوں کو حضرت عقاب بن اسید نے حج کرایا تھا۔ یہ ہجرت کا آٹھواں سال تھا، اہل طائف ذی قعدہ سے لے کر رمضان شریف نو ہجری تک طائف میں رکے رہے اور شرک پر قائم رہے جبکہ حضور ﷺ نے ذی قعدہ آٹھ ہجری کو واپس آ گئے۔

کعب بن زہیر کا معاملہ

جب رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے

واقدی سے یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ حرقوص بن زہیر سعدی تھا جو سعد تمیم سے تعلق رکھتا تھا اس حرقوص کے حضرت عمر کے دور میں ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں اچھے کارنامے تھے پھر یہ خارجی بن گیا۔ اسی کے بارے میں خسیبہ خارجی کہتا ہے۔ حَتّٰی الَاقِیَ فِی الْفِرْدَوْسِ حُرْقُوْصًا۔ یہاں تک کہ فردوس میں حرقوص سے ملوں اسی وجہ سے اس بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا اس کی نسل سے ایک قوم ہوگی جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازیں حقیر جانو گے۔ خوارج کی صفت کا ذکر کیا یہ ذوخویصرہ، وہ ذوشدیہ نہیں جسے حضرت علی شیر خدا نے نہر میں قتل کیا تھا، اس کا نام نافع تھا اس کا ذکر ابو داؤد نے کیا ہے۔ واقدی کا کلام، ابن طلاع نے الاحکام میں بیان کیا ہے۔

زہیر کے بیٹوں بجیر اور کعب کے اشعار

حضرت مولف نے بجیر بن زہیر بن سلمیٰ کا واقعہ ذکر کیا ہے ابی سلمیٰ کا نام ربیعہ بن ریاح تھا جو بنو

بھائی کعب بن زہیر کو خط لکھا جس میں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا ہے، یہ وہ لوگ تھے جو حضور ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ قریش کے شعراء میں سے جو باقی بچے تھے وہ ابن زبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب تھے وہ جدھر منہ آیا تھا وہ اسی طرف بھاگ گئے تھے۔ اگر تم جان کی امان چاہتے ہو تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ جو آدمی توبہ کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے اسے آپ قتل نہیں کراتے، اگر تم ایسا کرنا نہیں چاہتے تو جہاں ممکن ہو اپنے بچاؤ کا اہتمام کر لو تو کعب بن زہیر نے یہ اشعار کہے۔

اَلَا اَبلِغَا عَنِّیْ بُجَیْرًا رِسَالَةً فَهَلْ لَكَ فِیْمَا قُلْتُ وَ یْحَكَ هَلْ لَكَ

خبردار میری طرف سے بجیر کو یہ پیغام پہنچا دو تجھ پر افسوس جو کچھ تو نے کہا اس میں تیرا بھی کوئی کردار ہے۔

فَبَیِّنْ لَنَا اِنْ كُنتَ لَسْتَ بِفَاعِلٍ عَلٰی اَیِّ شَیْءٍ غَیْرِ ذٰلِكَ دَلَّكَا

ہمارے لئے کھول کر بیان کر اگر تو اس دین پر نہیں رہنا چاہتا تو اس کے علاوہ دین پر کس چیز نے تیری راہنمائی کی۔

عَلٰی خُلُقٍ لَمْ اُلْفِ یَوْمًا اَبًا لَهٗ عَلَیْهِ وَ مَا تُلْفِیْ عَلَیْهِ اَبًا لَكَا

ایسے طریقہ پر میں نے ایک روز بھی اس کے باپ کو نہیں پایا اور نہ ہی تو اپنے باپ کو پائے گا۔

فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَلَسْتُ بِآسِفٍ وَ لَا قَائِلٍ اِمَّا عَثَرْتَ لَعًالَكَا (1)

اگر تو سابقہ دین پر نہیں رہنا چاہتا تو مجھے کوئی افسوس نہیں اور اگر تو ٹھوکر کھائے تو میں یہ کہنے

مزینہ میں سے ایک تھا۔

کعب نے اپنے بھائی بجیر کی طرف جو اشعار بھیجے ان میں ہے۔

سَقَاكَ بِهِ الْمَامُوْنُ كَاسًا رَوِیَّةً۔ ابن اسحاق کی روایت کے علاوہ میں المامون کی جگہ المحمود مروی ہے، المحمود سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے اسی طرح مامون اور امین سے مراد بھی حضور ﷺ کی ذات ہے کیونکہ قریش اعلان نبوت سے پہلے انہیں ناموں سے یاد کرتے تھے۔

کعب کا اپنے بھائی بجیر کے لئے کہنا عَلٰی خُلُقٍ لَمْ تُلْفِ اُمًّا وَلَا اَبًا عَلَیْهِ وَ لَمْ تُدْرِكْ عَلَیْهِ اَخًا لَكَا۔ اس نے یہ بات اس لئے کی کیونکہ ان کی والدہ ایک تھی، وہ کبشہ بنت عمار سحیمیہ تھی جس

والا نہیں کہ اللہ تعالیٰ میری لغزش معاف کرے۔

سَقَاكَ بِهَا الْمَامُوْنُ كَأْسًا رَوِيَّةً فَأَنْهَلَكَ الْمَامُوْنُ مِنْهَا وَ عَلَّكَا

مامون (محمد ﷺ) نے تجھے خوب بھرا ہوا پیالہ پلایا ہے اور اس نے اس سے تجھے بار بار سیراب کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا المامور کا لفظ روایت کیا جاتا ہے اور اس کا قول "فبین لنا" ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے لوگوں سے مروی ہے۔

بعض علماء نے یہ شعر بیان کئے۔

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّيْ بُجَيْرًا رِسَالَةً فَهَلْ لَكَ فِيْمَا قُلْتُ بِالْخَيْفِ هَلْ لَكَ

میری طرف سے بجیر کو کون پیغام پہنچائے گا کیا تو نے خیف میں جو کچھ کیا اس میں تیرا بھی کوئی حصہ ہے۔

شَرِبْتَ مَعَ الْمَامُوْنِ كَأْسًا رَوِيَّةً فَأَنْهَلَكَ الْمَامُوْنَ مِنْهَا وَ عَلَّكَا

تو نے نبی کریم کے دین کا پیالہ خوب سیراب ہو کر پیا ہے آپ نے تجھے بار بار اس سے سیراب کیا ہے۔

وَ خَالَفْتَ اَسْبَابَ الْهُدٰى وَاتَّبَعْتَهُ عَلٰى اَيِّ شَيْئٍ وَيْبَ غَيْرِكَ دَلَّكَا

تو نے ہدایت کے تمام اسباب کی مخالفت کی ہے اور ان کی اتباع کی تو کیوں دوسروں کے

طرح ابن اعرابی، ابن کلبی سے حکایت بیان کی ہے۔

اس کا قول اِمَّا عَثَرْتَ لَعَالَكَا۔ یہ ایسا جملہ ہے جو لغزش کھانے والے کے لئے بطور دعا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ انسان غلطی سے باز آ جائے۔

اعشیٰ نے کہا

فَالتَّعْسُ اَدْنٰى لَهَا مِنْ اَنْ يُقَالَ لَعَالَهَا۔

اسے لعالها کہنے کی بجائے ہلاکت کہنا زیادہ مناسب ہے۔

ابو عبید نے کہا

فلا لعا لِبَنِی فلان اذا عثروا۔

جب وہ لغزش کھائیں تو ان کے لئے لعا نہ ہو۔

بتانے پر تباہ و برباد ہو گیا۔

عَلٰی خُلُقٍ لَمْ تُلْفِ اُمًّا وَلَا اَبًا عَلَیْهِ وَ لَمْ تُدْرِكْ عَلَیْهِ اَخًا لَكَا

ایسے طریقہ پر تو نے نہ اپنی ماں کو پایا نہ باپ کو اور نہ ہی اپنے بھائی کو پایا۔

فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَلَسْتُ بِآسِفٍ وَ لَا قَائِلٍ اِمَّا عَثَرْتَ لَعًا لَكَا

اگر تو سابقہ دین پر نہیں رہنا چاہتا تو مجھے کوئی افسوس نہیں اگر تو لغزش کھائے تو میں تجھے لعا لکا بھی کہنا والا نہیں۔

ان اشعار کو بجیر کی طرف بھیج دیا جب بجیر تک یہ اشعار پہنچے تو اس نے ناپسند کیا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ سے چھپائے تو یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے یہ الفاظ سنے سقاك بها المامون۔ تو فرمایا اس نے بات سچی کی مگر خود سخت جھوٹا ہے، بے شک میں مامون ہوں جب یہ الفاظ سنے علی خلق لم تلف اما و ابا علیه۔ فرمایا ہاں اس پر اس کے باپ اور اس کی ماں کو نہیں پایا گیا۔

بجیر نے کعب سے کہا۔

مَنْ مُبْلِغٌ كَعْبًا فَهَلْ لَكَ فِي الَّتِيْ تَلُوْمُ عَلَيْهَا بَاطِلًا وَهِيَ اَحْزَمُ

کیا کوئی ایسا شخص ہے جو کعب کو جا بر کہے کیا اس میں کوئی غلط بات ہے جس پر تو ملامت کر رہا ہے جبکہ یہ زیادہ پختہ راستہ ہے۔

بجیر کا قول وَدِیْنُ زُهَیْرٍ وَ هُوَ لَا شَیْئَی دِیْنُهٗ۔ یہی درست روایت ہے۔ قالی نے یہی روایت کی ہے وَ هُوَلَا شَیْئَی غَیْرُهٗ۔ اس کی وضاحت تقدیم و تاخیر کی بنا پر کی ہے۔ اس نے ارادہ کیا زہیر کا دین اس سے مختلف ہے اور وہ کچھ بھی نہیں۔ ابن اسحاق کی روایت اشکال سے محفوظ اور زیادہ صحیح ہے۔

یہ کعب اور اس کا باپ زہیر بڑے شعراء میں سے ہوئے ہیں، اسی طرح اس کا بیٹا عقبہ بن کعب بھی شاعر ہوا، یہ عقبہ مضرب کے نام سے معروف تھا عقبہ کا بیٹا عوام بھی شاعر تھا، عقبہ یہی کہتا ہے۔

الا لَیْتَ شَعْرِی هَلْ تَغَیَّرَ بعدَنا مَلَاحَةُ عَیْنَیْ اُمِّ عَمْرٍو وَ جِیْدُها

کاش میں جانتا کہ کیا ہمارے بعد ام عمرو کی آنکھوں کا حسن اور اس کی گردن کا حسن بدل جائے گا۔

هَلْ بَلِیَتْ اَثْوابُهَا بعدَ جِدَّةٍ اَلَا حَبَّذَا اَخلَاقُهَا وَجَدِیْدُهَا

کیا اس کے کپڑے نئے ہونے کے بعد بھی بوسیدہ ہو جائیں گے، اس کے اخلاق اور نیا ہونا کتنا اچھا تھا۔

اِلَى اللّٰهِ (لَا الْعُزّٰى وَ لَا الاّتِ) وَحْدَهٗ   فَتَنجُوا اِذَا كَانَ النَّجَاءُ وَ تَسْلَمُ

اللہ وحدہ لاشریک کی طرف نہ کہ عزیٰ اور لات کی طرف اگر نجات چاہتا ہے تو اسی راستہ سے ہی تجھے نجات اور سلامتی ملے گی۔

لَدٰى يَوْمِ لَا يَنْجُوْ وَ لَيْسَ بِمُفْلَتٍ   مِنَ النَّاسِ اِلَّا طَاهِرُ الْقَلْبِ مُسْلِمُ

اس دن لوگوں میں سے نجات پانے والا اور بچ کر نکلنے والا نہیں ہوگا مگر پاکیزہ دل مسلمان۔

فَدِيْنُ زُهَيْرٍ وَ هُوَ لَا شَيْءَ دِيْنُهٗ   وَ دِيْنُ اَبِيْ سُلْمٰى عَلَيَّ مُحَرَّمُ

کعب کے جو اشعار بہت پسند کیے جاتے ہیں۔

لَوْ كُنْتُ اَعْجَبُ مِنْ شَيْئٍ لَاَعْجَبَنِيْ   سَعْيُ الْفَتٰى وَ هُوَ مَخْبُوءٌ لَهُ الْقَدَرُ

اگر میں کسی چیز پر تعجب کرتا تو مجھے جوان کی کوشش متعجب کرتی جو تقدیر کے تابع ہے۔

يَسعى الفَتَى لِاُمُوْرٍ لَيسَ يُدْرِكُها   فَالنَّفْسُ وَاحِدَةٌ والهَمُّ مُنْتَشِرٌ

نوجوان ایسے امور کے لئے سرگرداں ہے جسے وہ پاتا نہیں، نفس ایک ہے اور مقاصد منتشر ہیں۔

وَالْمَرْءُ مَا عَاشَ مَمْدُوْدٌ لَهٗ اَمَلٌ   لَا تَنْتَهِي الْعَيْنُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ الْاَثَرُ

ایک آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اس کی آرزوئیں لمبی ہوتی ہیں، نظر ختم نہیں ہوتی یہاں تک کہ اثر ختم ہو جاتا ہے۔

اور اس کے یہ اشعار

اِنْ كُنْتَ لَا تَرْهَبُ ذَمِّيْ   لِمَا تَعْرِفُ مِنْ صَفْحِيْ عَنِ الْجَاهِلِ

اگر تو میری مذمت سے نہیں ڈرتا کیونکہ تو پہچانتا ہے کہ میں جاہل سے درگزر کرتا ہوں۔

فَاخْشَ سُكُوْنِيْ اِذْ اَنَا مُنْصِتٌ   فِيْكَ لِمَسْمُوْعِ خَنَا الْقَائِلِ

میرے سکوت سے ڈر کیونکہ میں تیرے بارے میں خاموش ہوں کیونکہ میں قائل کی فحش کلامی کو سن چکا ہوں۔

فَالسَّامِعُ الذَّمَّ شَرِيْكٌ لَهٗ   وَ مُطْعِمُ الْمَاْكُوْلِ كَالْاٰكِلِ

مذمت کو سننے والا مذمت میں شریک ہوتا ہے اور کھائی جانے والی چیز کا طمع کرنے والا کھانے والے کی طرح ہوتا ہے۔

مَقَالَةُ السُّوْءِ اِلٰى اَهْلِهَا   اَسْرَعُ مِنْ مُنْحَدِرٍ سَائِلِ

بری بات اس کی اہل کی طرف بہنے والی چیز سے بھی زیادہ تیزی سے پہنچتی ہے۔

زہیر کا دین کوئی دین نہیں اور ابی سلمہ کا دین مجھ پر حرام ہے۔
ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کعب المامون کہتا ابن ہشام کے قول میں المامور کہا جاتا کیونکہ قریش رسول اللہ ﷺ کو المامون ہی کہتے۔

کعب کا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا اور قصیدہ لامیہ کہنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب کعب کو خط پہنچا تو زمین اس پر تنگ ہوگئی اسے اپنے بارے میں خوف لاحق ہوا اور اس کے پاس جو اس کے دشمن تھے انہوں نے بھی اسے خوفزدہ کیا انہوں نے کہا یہ ضرور قتل کیا جائے گا جب اس نے کوئی چارۂ کار نہ پایا۔ اس نے وہ قصیدہ کہا جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کی مدح کرتا ہے۔ اس میں اپنے خوف اور دشمن چغل خوروں کے خوفزدہ کرنے کا بھی ذکر کرتا ہے پھر وہ چلا اور مدینہ طیبہ آیا اور اس آدمی کے پاس ٹھہرا جس کے ساتھ اس کی شناسائی تھی جو جہینہ سے تعلق رکھتا تھا۔ میرے سامنے یہی ذکر کیا گیا ہے، حضور ﷺ نے جب صبح کی نماز پڑھی تو وہ اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا، اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر اس کی رسول اللہ ﷺ کی طرف راہنمائی کی، کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور امان طلب کرو۔ میرے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ کعب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا، اس نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیا۔ رسول اللہ ﷺ اسے نہیں پہچانتے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کعب بن زہیر

وَ مَنْ دَعَا النَّاسَ اِلَی ذَمِّهٖ · ذَمُّوْهُ بِالْحَقِّ وَ بِالْبَاطِلِ
جو آدمی لوگوں کو اپنی مذمت کی دعوت دیتا ہے وہ صحیح اور غلط دونوں صورتوں میں اس کی مذمت کرتے ہیں۔

قصیدہ بانت سعاد

اس میں الفاظ ہیں شجت بذی شبم۔ یعنی شراب کی سختی ختم کر دی گئی۔ شجت یعنی بلندی سے اسے توڑ دیا گیا ہو کیونکہ شجہ ایسا زخم ہوتا ہے جو سر میں ہوتا ہے، شبم سے مراد ٹھنڈک ہے۔
افرطه یعنی اسے بھر دیا۔ بیض یعالیل یعنی بادل۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے اس سے مراد پہاڑ ہیں جن کی بلندی سے پانی نیچے آتا ہے۔ یعالیل سے مراد جوہڑ بھی ہیں اس کی واحد یعلول آتی ہے اس کو یعلول اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ زمین کو اپنے پانی سے سیراب کرتا ہے۔

توبہ کرتے ہوئے مسلمان ہو کر حاضر ہوا ہے، وہ امان طلب کرتا ہے کیا آپ اس کی توبہ قبول کر لیں گے، اگر میں اسے آپ کے پاس لے آؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا ایک انصاری تیزی سے اٹھا عرض کی مجھے اجازت دیجئے کہ میں اللہ کے دشمن کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے رہنے دو یہ تائب ہو کر آیا ہے اور پہلے جس دین پر تھا اسے چھوڑ کر آیا ہے تو کعب انصار کے اس قبیلہ پر ناراض ہو گیا اس کی وجہ ان کے اس فرد کا طرزِ عمل تھا کیونکہ مہاجرین نے اس کے بارے میں اچھے جذبات کا ہی اظہار کیا تھا۔ جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے ایک قصیدہ کہا۔

بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِیْ الْیَوْمَ مَتْبُوْلُ　　مُتَیَّمٌ اِثْرَھَا لَمْ یُفْدَ مَکْبُوْلُ

میری سعاد جدا ہو گئی جس کی وجہ سے آج میرا دل ہلاک ہوا چاہتا ہے اس کے نقش پا کا متلاشی ہے اس کا فدیہ بھی نہیں دیا گیا اور وہ قیدی ہے۔

وَ مَا سُعَادُ غَدَاۃَ الْبَیْنِ اِذْ رَحَلُوْا　　اِلَّا اَغَنُّ غَضِیْضُ الطَّرْفِ مَکْحُوْلُ

جدائی کے روز سعاد نہیں تھی جب انہوں نے کوچ کیا مگر اس ہرنی جیسی جو غنہ سے آواز نکالتی ہے آنکھ جھکی ہوئی اور اس میں سرمہ لگا ہوا۔

ھَیْفَاءُ مُقْبِلَۃً عَجْزَاءُ مُدْبِرَۃً　　لَا یُشْتَکٰی قِصَرٌ مِنْھَا وَ لَا طُوْلُ

اس کا قول یا ویحھا خلۃ قد سیط من دمھا۔ یعنی جن اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس کے گوشت اور خون کے ساتھ خلط ملط ہو چکے ہیں۔ ولع کا معنی وعدہ خلافی، جھوٹ اور ٹال مٹول ہے۔ کہتے ہیں سَاطَ الدَّمَ والشَرَابَ یعنی اس نے بعض (خون) کو بعض (شراب) سے ملا دیا۔ ایک شاعر حضرت عبداللہ بن عباس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

صَمُوْتٌ اِذَا مَا زَیَّنَ الصَّمْتُ اَھْلَہٗ　　وَ فَتَّاقُ اَبْکَارِ الْکَلَامِ الْمُخَتَّمِ

وہ بہت زیادہ خاموش رہنے والے ہیں جب تک خاموشی خاموش رہنے والے کو زینت بخشے۔

وَعَی مَا حَوَی الْقُرْآنُ مِنْ کُلِّ حِکْمَۃٍ　　وَسِیطَت لَہٗ الْآدَابُ بِاللَّحْمِ وَالدَّمِ

قرآن حکیم جن حکمتوں کو جامع ہے انہیں وہ یاد کرنے والے ہیں اور آداب ان کے خون اور گوشت میں مل چکے ہیں۔

وہ آتے ہوئے پتلی کمر والی ہے جاتے ہوئے بھری ہوئی سرین والی لگتی ہے اس کے چھوٹے قد اور لمبے قد کی شکایت نہیں کی جاتی۔

تَجۡلُوۡا عَوَارِضَ ذِیۡ ظَلۡمٍ اِذَا ابۡتَسَمَتۡ   کَاَنَّہٗ مُنۡھَلٌ بِالرَّوۡحِ مَعۡلُوۡلٌ

جب وہ مسکرائے تو چمکدار دانت ظاہر کرتی ہے گویا اسے بار بار شراب پلائی گئی ہے۔

شُجَّتۡ بِذِیۡ شَبَمٍ مِنۡ مَاءِ مَحۡنِیَۃٍ   صَافٍ بِاَبۡطَحَ اَضۡحٰی وَ ھُوَ مَشۡمُوۡلٌ

جس شراب کی سختی کو ختم کر دیا گیا ہو وادی کی ایک طرف کے ٹھنڈے پانی سے جو صاف ہو، پتھریلی زمین میں بہہ رہا ہو جس پر شمال کی ہوا چل رہی ہو۔

تَنۡفِی الرِّیَاحُ الۡقَذٰی عَنۡہُ وَ اَفۡرَطَہٗ   مِنۡ صَوۡبِ غَادِیَۃٍ بِیۡضٌ یَعَالِیۡلُ

ہوائیں اس سے تنکوں کو اڑا لیتی ہیں اور صبح کی بارش کی وجہ سے سفید بلبلے اس میں کثرت سے ہوں۔

فَیَا لَھَا خُلَّۃً لَوۡ اَنَّھَا صَدَقَتۡ   بِوَعۡدِھَا اَوۡ لَوۡ اَنَّ النُّصۡحَ مَقۡبُوۡلُ

اس کی دوستی پر ہائے افسوس اگر وہ اپنے وعدہ کی سچی ہوتی یا کاش وہ نصیحت کو قبول کرنے والی ہوتی۔

لٰکِنَّھَا خُلَّۃٌ قَدۡ سِیۡطَ مِنۡ دَمِھَا   فَجۡعٌ وَّوَلۡعٌ وَ اِخۡلَافٌ وَ تَبۡدِیۡلُ

غول سے مراد وہ جن ہیں جو رات کو پے در پے دکھائی دیتے ہیں اور سعلاۃ سے مراد وہ جن ہیں جو دن کو دکھائی دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے حکم کو باطل کر دیا۔ جب فرمایا لَا عَدۡوٰی وَلَا غُوۡلَ۔ نہ متعدی مرض ہے اور نہ ہی چھلاوہ۔ یہ حدیث اس حدیث کے معارض نہیں جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اِذَا تَغَوَّلَتِ الۡغِیۡلَانُ فَارۡفَعُوۡا اَصۡوَاتَکُمۡ بِالۡاَذَانِ۔ جب چھلاوے مختلف رنگ اختیار کریں تو بلند آواز سے اذانیں دو۔ اسی طرح حضور ﷺ کا فرمان ہے لَا غُوۡلَ اِنَّمَا اَبۡطَلَ بِہٖ مَا کَانَتِ الۡجَاھِلِیَّۃُ تَتَقَوَّلَہٗ مِنۡ اَخۡبَارِھَا وَ خَرَافَاتِھَا مَعَھَا۔ کوئی چھلاوہ نہیں دورِ جاہلیت میں جو اس کی خبریں اور خرافات بیان کی جاتی تھیں وہ سب باطل ہیں،

اس کا قول کَانَتۡ مَوَاعِیۡدُ عُرۡقُوۡبٍ لَھَا مَثَلًا۔ یہاں عرقوب سے مراد عرقوب بن صخر ہے۔ جو ان عمالقہ سے تعلق رکھتا تھا جو یثرب میں سکونت پذیر رہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے بلکہ یہ اوس و خزرج سے تعلق رکھتا تھا۔ وعدہ خلافی میں اس کا قصہ مشہور ہے جب اس نے اپنے بھائی سے کھجور کے پھل کا وعدے پر وعدہ کیا پھر رات کو اسے توڑ لیا اور بھائی کو کوئی چیز نہ دی۔

لیکن وہ ایسی دوستی والی ہے کہ اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے ستم ظریفی، عیاری، وعدہ خلافی اور تلون مزاجی۔

فَمَا تَدُوْمُ عَلٰی حَالٍ تَکُوْنُ بِهَا كَمَا تَلَوَّنُ فِیْ اَثْوَابِهَا الْغُوْلُ

وہ اس حال پر ہمیشہ نہیں رہتی جس پر وہ ہوتی ہے گویا اس کے کپڑوں میں غول بیابانی ہیں جو رنگ بدلتے رہتے ہیں۔

وَ مَا تُمَسِّكُ بِالْعَهْدِ الَّذِیْ زَعَمَتْ اِلَّا كَمَا یُمْسِكُ الْمَاءَ الْغَرَابِیْلُ

جو وعدہ وہ کرتی ہے اس پر قائم رہنے کا یہ عالم ہے جیسے چھلنی پانی کو پکڑتی ہے یعنی پانی اس سے نکل جاتا ہے۔

فَلَا یَغُرَّنْكَ مَا مَنَّتْ وَ مَا وَعَدَتْ اِنَّ الْاَمَانِیَّ وَالْاَحْلَامَ تَضْلِیْلُ

جو وہ آرزوئیں دلائے اور وعدے کرے وہ تجھے دھوکے میں نہ ڈال دیں بے شک انسان کی آرزوئیں اور خواب انسان کو گمراہ کر دیتے ہیں۔

كَانَتْ مَوَاعِیْدُ عُرْقُوْبٍ لَهَا مَثَلًا وَ مَا مَوَاعِیْدُهَا اِلَّا الْاَبَاطِیْلُ

تبغیل۔ تیز رفتار چال، حزان، یہ حذن کی جمع ہے سخت زمین کو کہتے ہیں۔ میل، وسیع و عریض زمین کو کہتے ہیں۔

اس کا قول ترمی النجاد۔ ابو علی نے اسے ترمی الغیوب پڑھا ہے۔ غیوب، غیب کی جمع ہے پست زمین کو کہتے ہیں جس طرح ابن مقبل نے کہا۔ لَزُمَ الْغُلَامِ وَرَاءَ الْغَیْبِ بِالْحَجَرِ۔ بچے کا پست جگہ میں پتھر کے پیچھے چپک جانا۔ اس کا قول

حرف ابوھا اخوھا من مھجنة وعمھا خالھا قوداء شملیل۔

قوداء سے مراد لمبی گردن والی، شملیل، تیز، حرف، پتلی کمر والی اونٹنی۔ اس کا قول من مھجنة۔ یعنی وہ اونٹ جو اعلیٰ نسل کا ہو جسے معزز سمجھا جاتا ہو، اس کا قول ابوھا اخوھا۔ یعنی یہ دونوں ایک جنس سے ہوں اور کریم ہوں۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ اونٹنی اس نر کی اولاد ہو جس نے اپنی ماں سے جفتی کی تو اس سے یہ اونٹنی پیدا ہوئی ہو اس طرح ایک طرف سے وہ اونٹ باپ ہوا اور دوسری طرف سے بھائی ہوا اور وہ اونٹنی جو اس اونٹنی کی ماں ہے اس کی بڑے اونٹ سے ایک اور بیٹی ہو اس طرح اس کا چچا اس کا خالو ہو۔ عربوں کے ہاں یہ بہت معزز اولاد ہوتی ہے۔ پہلے قول کو ابو علی قالی نے ابو سعید سے بیان کیا ہے۔

اس کے وعدہ کی مثال عرقوب کے وعدوں جیسی ہے اور اس کے وعدے محض باطل وعدے ہیں۔

اَرْجُوْ وَآمُلُ اَنْ تَدْنُوْ مَوَدَّتُهَا وَ مَا اِخَالُ لَدَيْنَا مِنْكِ تَنْوِيْلُ

میں امید اور آرزو رکھتا ہوں کہ اس کی محبت قرب عطا کرے گی جبکہ تیری طرف سے میرے ہاں عنایت کا خیال بھی نہیں

اَمْسَتْ سُعَادُ بِاَرْضٍ لَا يُبَلِّغُهَا اِلَّا الْعِتَاقُ النَّجِيْبَاتُ الْمَرَاسِيْلُ

سعاد اس جگہ چلی گئی ہے جہاں تک عمدہ نسل کی اعلیٰ اونٹنیوں کے سواء کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

لَنْ يُبَلِّغَهَا اِلَّا عُذَافِرَةٌ لَهَا عَلَى الْاَيْنِ اِرْقَالٌ وَ تَبْغِيْلُ

وہاں تک صرف مضبوط اونٹنی ہی پہنچ سکتی ہے جو تھکنے کے باوجود تیز رفتار ہو اور اس کی چال میں کوئی فرق نہ آئے۔

مِنْ كُلِّ نَضَّاخَةِ الذِّفْرٰى اِذَا عَرِقَتْ عُرْضَتُهَا طَامِسُ الْاَعْلَامِ مَجْهُوْلُ

جب وہ پسینہ سے شرابور ہو تو اس کے کان کا پچھلا حصہ بھی پسینہ سے تر ہو جاتا ہے جبکہ اس کی منزل کے نشانات متغیر اور مجہول ہیں۔

تَرْمِى الْغُيُوْبَ بِعَيْنَىْ مُفْرَدٍ لَهِقٍ اِذَا تَوَقَّدَتِ الْحِزَّانُ وَالْمِيْلُ

وہ مٹے ہوئے راستے کو سفید جنگلی بیل کی آنکھوں کی طرح دیکھ لیتی ہے جب پتھریلی اور

اس کا قول اقراب زھالیل۔ یعنی ملائم ڈھاکیں اس کی واحد زہلول ہے، برطیل سے مراد طویل پتھر ہے، کدال کو برطیل کہتے ہیں۔

اس کا قول ذَوَ ابِلَ وَقْعُهُنَّ الْاَرْضَ تَحْلِيْلُ۔ تحلیل کا معنی قلیل ہے جس طرح جملہ کہا جاتا ہے مَا اَقَامَ عِنْدَنَا اِلَّا كَتَحْلِيْلِ الْاِلِيَّةِ وَ كَتَحِلَّةِ الْقَسَمِ۔ یعنی وہ ہمارے پاس اتنا ٹھہرا جس سے قسم پوری ہو جاتی ہے۔ ابن قتیبہ نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کو اسی معنی پر محمول کیا ہے لَنْ تَمَسَّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔ اسے آگ قسم پوری کرنے کے لئے چھوئے گی۔ ابو عبید نے اسے حقیقی قسم پر محمول کیا تو قتیبی نے اسے غلط قرار دیا۔ قتیبی نے کہا آیت میں قسم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم ۷۱) اور قسم نہیں اٹھائی خطابی نے کہا یہ ابن قتیبہ کی غفلت ہے کیونکہ آیت کے آغاز میں ہے فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ (مریم:٦٨) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا۔ اس سابقہ قسم کے تحت داخل ہے۔

ریتلی زمین گرمی سے جل رہی ہوتی ہے۔

ضَخمٌ مُقلَّدُھا فعمٌ مُقیَّدُھا فِیْ خَلقِھَا عَنْ بَنَاتِ الفَحلِ تَفضِیلُ

اس کی گردن جس میں قلادہ ڈالا جاتا ہے موٹی ہے اس کی ٹانگیں جن میں ڈھنگا ڈالا جاتا ہے پر گوشت ہیں وہ جسامت میں مضبوط اونٹنیوں پر فضیلت رکھتی ہے۔

غَلبَاءُ وَجنَاءُ عُلکُومٌ مُذَکَّرَۃٌ فِیْ دَفِّھَا سَعَۃٌ قُدَّامُھا مِیلُ

موٹی گردن والی، بڑے جبڑوں والی، نہایت مضبوط اور نر اونٹ کی طرح مضبوط اس کے پیٹ میں وسعت ہے اور اس کا قدم ایک میل پر پڑتا ہے۔

وَ جلدُھَا مِنْ اَطُومٍ مَا یُؤَیِّسُہٗ طِلْحٌ بضَاحِیَۃِ المَتنَینِ مَھزُولُ

اس کی جلد کچھوے کی کھال جیسی ہو۔ جسے نہ کاٹ سکیں کمزور چھڑیاں اس کے دونوں پہلوؤں میں دھوپ کے وقت۔

حَرفٌ اَخُوھَا اَبُوھَا مِنْ مُھجَّنَۃٍ وَ عَمُّھَا خَالُھَا قَوداءُ شِملِیلُ

وہ پتلی کمر والی ہے اس کا بھائی اس کا باپ ہے جو اعلیٰ نسل کی اونٹنی سے ہیں جس کا ملاپ اعلیٰ اونٹ سے ہوا اس کا چچا اس کا خالو ہے، لمبی پشت والی لمبی گردن والی تیز رفتار۔

اس کا قول بِالقُوْرِ العَسَاقِیْلِ۔ قور، قارہ کی جمع ہے اس سے مراد سیاہ پتھر ہے، عساقیل سے یہاں مراد سراب ہے، یہ مقلوب کی قسم ہے اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ سیاہ پتھر سراب سے گھرے ہوئے ہیں۔ اس کا قول تسعی الغواۃ جنابیھا۔ یعنی اس اونٹنی کی دونوں اطراف میں۔

اس کا قول اِنَّكَ یَا ابْنَ اَبِیْ سَلْمٰی لَمَقْتُوْلٌ۔ اس کے پہلے مصرع میں وَ قِیْلُھُمْ بھی مروی ہے، یہ معنی کے اعتبار سے بہتر ہے اور زیادہ صائب ہے کیونکہ قیل کہی گئی کلام ہوتی ہے۔ یہ مبتداء ہے اور مذکورہ دوسرا مصرع مقول اس کی خبر ہے جب تجھ سے پوچھا تیری رائے، عقیدہ کیا ہے تو کہے میرا عقیدہ ہے اللہ ایک ہے۔ تیرا کہنا اللہ واحد یہ قیل ہے۔ قول، طحن اور ذبح کی طرح مصدر ہے اور قیل مقول کا اسم ہے جس طرح طَحن اور ذبح اسم مفعول کے معنی میں ہیں۔ یہ روایت بہتر ہے کیونکہ قول مصدر ہے تو اس صورت میں اَنَّكَ یا ابن ابی سلمی مفعول فیہ کے محل میں ہوں گے تو مبتداء کی خبر نہ ہوگی مگر اس صورت میں کہ تو مقول کو ہی مجازاً قول بنا لے جس طرح مخلوق کو خلق کا نام دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ (الزخرف:۸۸) یہ قیلا سے بدل ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (الواقعہ:۲۶) فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے یہ قیلا سے بدل ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان

يَمْشِي الْقُرَادُ عَلَيْهَا ثُمَّ يُزْلِقُهُ مِنْهَا لَبَانٌ وَ اَقْرَابٌ زَهَالِيْلُ

چیچڑیاں اس پر چلتی ہیں پھر اس کا سینہ اور ملائم ڈھاکیں انہیں نیچے گرا دیتی ہیں۔

عَيْرَانَةٌ قُذِفَتْ بِالنَّحْضِ عَنْ عُرُضٍ مِرْفَقُهَا عَنْ بَنَاتِ الزَّوْرِ مَفْتُوْلُ

وہ وحشی گدھے کی طرح ہو جس کے پہلوؤں سے گوشت اڑا دیا گیا ہو جس کے بازو پسلیوں سے جدا ہوں۔

كَاَنَّمَا فَاتَ عَيْنَيْهَا وَ مَذْبَحِهَا مِنْ خَطْمِهَا وَ مِنَ اللَّحْيَيْنِ بِرْطِيْلُ

گویا اس کی ناک اور جبڑوں سے اس کی آنکھوں اور حلق تک ایک مستطیل پتھر ہے۔

تُمِرُّ مِثْلَ عَسِيْبِ النَّخْلِ ذَا خُصَلٍ فِيْ غَارِزٍ لَمْ تُخَوِّنْهُ الْاَحَالِيْلُ

وہ کھجور کی شاخ کی مثل دم کو تھنوں پر گزارتی ہے جو دودھ سے بھرے ہیں دودھ دھونے نے انہیں کم نہیں کیا۔

قَنْوَاءُ فِيْ حَرَّتَيْهَا لِلْبَصِيْرِ بِهَا عِتْقٌ مُبِيْنٌ وَ فِي الْخَدَّيْنِ تَسْهِيْلُ

وہ خم دار ناک والی ہے اونٹوں کی پہچان رکھنے والے کے لئے اس کی شرافت واضح ہے اور اس کے دونوں رخساروں میں نرمی ہے۔

تَخْدِيْ عَلٰى يَسَرَاتٍ وَهِيَ لَاحِقَةٌ ذَوَابِلٍ مَسُّهُنَّ الْاَرْضَ تَحْلِيْلُ

وہ ہلکے پھلکے پاؤں سے تیز بھاگتی ہے یہ آگے نکل جانے والوں کو پکڑ لیتی ہے زمین کو چھونا

ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (النساء: ۱۲۲) یہاں قیل بمعنی کہی گئی بات ہے اس باب سے نحو کا ایک مسئلہ ہے جسے سیبویہ اور ابن سراج نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور فارسی نے اسے ان دونوں سے اخذ کیا ہے یا صرف ابن سراج سے اخذ کیا ہے۔ اکثر طور پر اس مسئلہ کو ان کی کتاب سے اپنے الفاظ میں ذکر کیا تاہم اس مسئلہ کو الجھا دیا اور مصنف نے اس سے جو ارادہ کیا تھا اس کو نہ سمجھ سکا ان دونوں نے کہا ہے جب تو کہے سب سے پہلے میں کہتا ہوں۔ اِنِّيْ اَحْمَدُ اللّٰهَ۔ یعنی ہمزہ کے ساتھ کہے تو یہ بطور حکایت ہوگا تو فارسی نے یہ گمان کیا کہ وہ یہاں حکایت سے مراد حکایت بالقول لیتا ہے تو اس نے اِنِّيْ اَحْمَدُ اللّٰهَ کو اقول کا مفعول قرار دیا ہے پھر جب مبتداء بغیر خبر کے رہ گیا تو اس نے خبر کو مقدر ماننے کا تکلف کیا جو تقدیر معقول نہیں۔ اس نے کہا اس کی تقدیر یہ ہوگی۔ اَوَّلُ مَا اَقُوْلُ اِنِّيْ اَحْمَدُ اللّٰهَ مَوْجُوْدٌ اَوْ ثَابِتٌ۔ تو کلام کا معنی بن گیا یہ کلمہ جو اِنِّيْ اَحْمَدُ اللّٰهَ ہے اس کا اول موجود ہے یعنی اس کلمہ کا آغاز موجود ہے تو لازما اس کا آخر معدوم ہوگا جس طرح تم دیکھ رہے ہو یہ مقصود کے خلاف ہے۔

برائے نام ہی ہے۔

سُمرِ الْعُجَايَاتِ يَتْرُكْنَ الْحَصٰى زِيَمًا لَمْ يَقِهِنَّ رُؤُوسَ الاكُمِ تَنعِيلُ

اس کے پاؤں کے اعصاب گندم گو نیزوں جیسے ہیں جو سنگریزوں کو بکھیر دیتے ہیں۔ نعل اس کے پاؤں کی سختی کی وجہ سے سنگلاخ زمین سے نہیں بچاتے۔

كَانَّ اَوْبَ ذِرَا عَيهَا و قد عَرِقَتْ وَ قَدْ تَلَفَّعَ بِالْقُورِ الْعَسَاقِيلُ

گویا اس کے اگلے پاؤں کا تیز چلنے کے لئے بار بار پلٹنا جبکہ وہ پسینہ سے شرابور ہو جبکہ سراب چھوٹی پہاڑیوں کو لپیٹ میں لئے ہوئے ہو۔

يَوْمًا يَظَلُّ بِهِ الْحِرْبَاءُ مُصْطَخِدًا كَاَنَّ ضَاحِيَهُ بِالشَّمْسِ مَمْلُولُ

جس روز گرگٹ بھی گرمی کی شدت کی وجہ سے سیدھا کھڑا ہو گو سورج کی تپش میں اس کے بدن کا سامنے والا حصہ کباب بن چکا ہے۔

وَ قَالَ لِلْقَوْمِ حَادِيهِمْ وَ قَدْ جَعَلَتْ وُرْقُ الْجَنَادِبِ يَرْكُضْنَ الْحَصَا قِيلُوا

جب حدی خان نے قوم سے کہا جبکہ سبز ٹڈیاں بھی سنگریزوں میں پاؤں گاڑھے ہوئے ہیں کہ تم آرام کرو۔

ابن جنی نے بھی اس مسئلہ میں اس کی موافقت کی ہے۔ میں نے اس کے بعض مسائل میں یہ دیکھا ہے اس نے کہا میں نے ابوعلی فارسی سے کہا ایسا کیوں نہیں ہوسکتا کہ انی احمد اللہ خبر کے محل میں ہو جس طرح تو کہتا ہے اول سورۃ اقرانھا اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر:1) یا اسی طرح کی دوسری امثلہ ہیں تاکہ خبر کے حذف کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے تو ابوعلی خاموش ہو گیا اس نے کوئی جواب نہ پایا۔

اس مسئلہ کا معنی یہ ہوگا جو بات میں کہتا ہوں وہ اِنِّیْ اَحْمَدُ اللّٰهَ یہاں ہمزہ کے نیچے کسرہ اس لئے ہے کیونکہ یہ کلام مقول کی حکایت ہے۔ سیبویہ اور ابوبکر ابن سراج نے یہی مراد لی ہے اگر اِنَّ کے ہمزہ کو فتحہ دیا جائے تو کلام کا معنی یہ ہو جائے گا۔ قول کا آغاز نہ کہ یہ معنی ہوگا کی گئی گفتگو کا آغاز۔ تو اس صورت میں ما مصدریہ ہوگا اور معنی ہوگا میری گفتگو کا آغاز الحمد ہے کیونکہ حمد قول ہے، ہمزہ کو فتحہ دینے کی صورت میں یہ واضح نہیں کہ اس نے کیسے حمد کی، کیا اس نے الحمدللہ ان الفاظ کے ساتھ کہا یا اور الفاظ کے ساتھ جبکہ ہمزہ کو کسرہ دیا جائے تو پھر یہ واضح ہے کہ اس نے کیسے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جب اس نے کلام کا آغاز کیا کیونکہ اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی حمد ان الفاظ سے کرتا ہوں کسی اور لفظ سے نہیں کرتا۔ اس مسئلہ

شَدَّ النَّهَارِ ذِرَاعَا عَيْطَلٍ نَصَفٍ قَامَتْ فَجَاوَبَهَا نُكْدٌ مَثَاكِيلُ

دراز قد اور ادھیڑ عمر کے ہاتھ مارنے کی طرح ہے جو کھڑی ہو کر نوحہ کر رہی ہے اور منہ پیٹ رہی ہے اور اس کا جواب دیتی ہیں وہ عورتیں جن کا بچہ زندہ نہ رہا ہو۔

نَوَّاحَةٌ رِخْوَةُ الضَّبْعَيْنِ لَيْسَ لَهَا لَمَّا نَعَى بِكْرَهَا النَّاعُوْنَ مَعْقُوْلُ

بہت زیادہ ماتم کرنے والی ڈھیلے بازوؤں والی اس کا عقل سلامت نہیں جب موت کی خبر دینے والوں نے اسے پہلے بچے کی موت کی خبر دی۔

تَفْرِي اللَّبَانَ بِكَفَّيْهَا وَ مِدْرَعُهَا مُشَقَّقٌ عَنْ تَرَاقِيْهَا رَعَابِيْلُ

وہ عورت اپنے دونوں ہاتھوں سے سینہ کوٹ رہی ہے اور اس کا گریبان سینے تک چاک ہو گیا ہو۔

تَسْعَى الْغُوَاةُ جَنَابَيْهَا وَ قَوْلُهُمْ اِنَّكَ يَا ابْنَ اَبِيْ سُلْمٰى لَمَقْتُوْلُ

فتنہ پرور لوگ اس کی ہر طرف چغل خوری کر رہے ہوں اور ان کا یہ کہنا ہو کہ اے ابن ابی سلمی تو تو قتل کیا جانے والا ہے۔

وَ قَالَ كُلُّ صَدِيْقٍ كُنْتُ آمُلُهُ لَا اُلْهِيَنَّكَ اِنِّيْ عَنْكَ مَشْغُوْلُ

ہر وہ دوست جس سے میں کچھ امید رکھتا تھا اس نے مجھ سے کہا میں تمہیں دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا بے شک میں تجھ سے الگ ہوں میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

سے آگاہی حاصل کرو اور اس کی ترکیب اور معنی میں خوب غور و فکر کرو بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس کو مکمل سمجھا، تیرے لئے یہی بات کافی ہے کہ ابو علی فارسی بھی اپنے متقدمین کی بات نہ سمجھ سکا اور سابقہ خلط ملط کلام ذکر کی۔ واللہ المستعان۔

الخرادیل، گوشت کے ٹکڑے۔ صراط کی صفت حدیث طیبہ میں آئی ہے ان میں سے کچھ ہوں گے جو اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہوں گے اور کچھ مخردل ہوں گے یعنی ان کے گوشت وہ آنکڑے نوچ لیں گے جو پل صراط کی اطراف میں ہوں گے، میں نے اپنے شیخ حافظ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے وہ آنکڑے شہوتیں ہیں کیونکہ یہی شہوتیں انسان کو دنیا میں صراط مستقیم پر استقامت اختیار کرنے سے اپنی طرف کھینچتی ہیں، آخرت میں یہی شہوتیں آنکڑوں کی صورت اختیار کر لیں گی۔

اس کا قول ضراء الارض۔ ضراء ایسی جگہ کو کہتے ہیں جسے درخت تجھ سے پوشیدہ کر دیں اور ضمر ایسی جگہ کو کہتے ہیں جسے درخت یا کوئی اور چیز تجھ سے پوشیدہ کر دے۔

فَقُلْتُ خَلُّوْا سَبِيْلِيْ لَا اَبَالَكُمْ فَكُلُّ مَا قَدَّرَ الرَّحْمٰنُ مَفْعُوْلُ

میں نے کہا میرا راستہ چھوڑ دو تمہارا باپ نہ رہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا۔

كُلُّ ابْنِ اُنْثٰى وَ اِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهٗ يَوْمًا عَلٰى آلَةٍ حَدْبَاءَ مَحْمُوْلُ

ہر ماں جایا اگر چہ اس کی عمر کتنی طویل ہو ایک نہ ایک روز چار پائی پر اٹھایا جائے گا۔

نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْعَدَنِيْ وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَاْمُوْلُ

مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ نے مجھے دھمکی دی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے۔

مَهْلًا هَدَاكَ الَّذِيْ اَعْطَاكَ نَافِلَةَ الْقُرْآنِ فِيْهَا مَوَاعِيْظُ وَ تَفْصِيْلُ

ٹھہریئے اس ذات نے آپ کو ہدایت دی جس نے آپ کو قرآن عطا فرمایا جس میں نصیحتیں اور احکام کی تفصیل ہے۔

لَا تَاْخُذَنِّيْ بِاَقْوَالِ الْوُشَاةِ وَ لَمْ اَذْنِبْ وَ لَوْ كَثُرَتْ فِيَّ الْاَقَاوِيْلُ

آپ چغل خوروں کی باتوں کی وجہ سے مجھے نہ پکڑیئے میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگر چہ

اس کا قول بو ادیہ الا راجیل یعنی پیدل لوگ ایک قول یہ کیا گیا یہ جمع الجمع ہے، گویا یہ رجل کی جمع ارجل آتی ہے جو پیدل لوگ ہیں، ارجل کی جمع اراجل آتی ہے، ضرورت کی وجہ سے یاء زائد ہے درس کا معنی بوسیدہ کپڑے ہیں۔

القفعاء۔ ایسا درخت ہے جس کا پھل ایسے ہوتا ہے گویا حلقہ ہو۔

یہ روایت بیان کی جاتی ہے جب کعب نے یہ شعر پڑھا۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو دیکھا گویا آپ انہیں اس کی بہترین گفتگو اور عمدہ شعر پر خوش کرنا چاہتے ہوں۔

اس کا قول لَيْسَ لَهُمْ عَنْ حِيَاضِ الْمَوْتِ تَهْلِيْلُ۔ تہلیل کا معنی ہے کہ ایک آدمی بزدلی کی وجہ سے کوئی کام کرنے سے رک جاتا ہے۔

اس کا قول اِذَا عَرَّدَ السُّوْدُ التَّنَابِيْلُ۔ تنابیل یہ تنبال کی جمع ہے جس کا معنی چھوٹا ہے اس کا قول عرد یعنی بھاگ گیا۔ شاعر نے کہا۔

میرے بارے میں کتنی ہی باتیں کی جاتی ہیں۔

لَقَدْ اَقُوْمُ مَقَامًا لَوْ يَقُوْمُ بِهٖ اَرٰی وَ اَسْمَعُ مَا لَوْ يَسْمَعُ الْفِيْلُ

خدا کی قسم میں آپ کی بارگاہ میں کھڑا ہوں، سب دیکھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں اگر ہاتھی بھی یہاں کھڑا ہوتا اور سب سنتا۔

لَظَلَّ يَرْعَدُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ مِنَ الرَّسُوْلِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَنْوِيْلُ

تو وہ کانپنے لگتا مگر اسی صورت میں کہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ کی جانب سے اس کے لئے بخشش کا مژدہ ہوتا۔

حَتّٰی وَضَعْتُ يَمِيْنِيْ مَا اُنَازِعُهٗ فِيْ كَفِّ ذِيْ نَقِمَاتٍ قِيْلُهُ الْقِيْلُ

یہاں تک کہ میں نے اپنا دایاں ہاتھ جسے میں جھٹک دیتا تھا اس کے ہاتھ میں دے دیا جو (کفار سے) سخت انتقام لینے والا ہے اور اس کا قول ہی حقیقت میں قول ہے۔

فَلَهُوَ اَخْوَفُ عِنْدِيْ اِذْ اُكَلِّمُهٗ وَ قِيْلَ اِنَّكَ مَنْسُوْبٌ وَ مَسْئُوْلُ

وہ میرے نزدیک زیادہ ہیبت ناک تھا جب آپ سے میرے بارے میں گفتگو کی گئی اور یہ کہا گیا تیری طرف یہ باتیں منسوب ہیں اور تو ان پر جواب دہ ہے۔

مِنْ ضَيْغَمٍ بِضَرَاءِ الْاَرْضِ مَخْدَرُهٗ فِيْ بَطْنِ عَثَّرَ غِيْلٌ دُوْنَهٗ غِيْلُ

اس شیر سے بھی زیادہ (ہیبت ناک) جو گھنے جنگل میں رہتا ہے جس کی کچھار بطن عثر میں ہے جس کی جھاڑیاں ایک دوسری میں پیوست ہیں۔

يَغْدُوْ فَيُلْحِمُ ضِرْغَامَيْنِ عَيْشُهُمَا لَحْمٌ مِنَ النَّاسِ مَعْفُوْرٌ خَرَادِيْلُ

وہ صبح صبح حملہ کرتا اور ان دو شیروں کو گوشت مہیا کرتا ہے جن کی خوراک لوگوں کا گوشت ہے

يُعَرِّدُ عَنْهُ صَحْبُهٗ وَصَدِيْقُهٗ وَ يَنْبَشُ عَنْهُ كَلْبُهٗ وَ هُوَ ضَارِبُهٗ

اس کے ساتھی اور دوست اس سے بھاگ جاتے ہیں اور اس کا کتا اسی کی طرف بھنبھوڑتا ہے جبکہ یہ کتے کو مارتا ہے۔

اہل عین میں سیاہ رنگ کا ہونا۔ انہیں سیاہ قرار دیا کیونکہ اہل یمن کے ساتھ سوڈانی خلط ملط ہو گئے تھے جب حبشہ کے لوگوں نے ان کے علاقوں پر قبضہ کیا تھا اسی وجہ سے حضرت حسان نے آل جفنہ کے بارے میں کہا تھا۔

جو مٹی میں لت پت ہو اور ٹکڑے ٹکڑے ہو۔

اِذَا یُسَاوِرُ قِرْنًا لَا یَحِلُّ لَهٗ اَنْ یَّتْرُكَ الْقِرْنَ اِلَّا وَ هُوَ مَفْلُوْلُ

جب وہ شیر اپنے ہم پلہ شیر پر حملہ کرے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مدمقابل کو چھوڑ دے مگر اس حال میں کہ وہ شکست کھا چکا ہو۔

مِنْهُ تَظَلُّ سِبَاعُ الْجَوِّ نَافِرَةً وَ لَا تَمْشِی بِوَادِیْهِ الْاَرَاجِیْلُ

اس شیر سے مقام جو کے درندے بھی ڈرتے ہیں اور اس کی وادی میں پیدل لوگ بھی نہیں گزرتے۔

وَ لَا یَزَالُ بِوَادِیْهِ اَخُوْ ثِقَةٍ مُضَرَّجُ الْبَزِّ وَالدِّرْسَانِ مَاْكُوْلُ

بہت بہادر آدمی بھی اسی کی وادی میں رہ جائے گا اس کے ہتھیار اور کپڑے خون سے لتھڑے ہوں گے اور اسے کھالیا جائے گا۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

اللہ کے رسول نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے سونتی ہوئی ہندی تلوار ہے۔

فِیْ عُصْبَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ قَالَ قَائِلُهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ لَمَّا اَسْلَمُوْا زُوْلُوْا

قریش کی ایک جماعت میں ایک کہنے والے نے مکہ کی وادی میں کہا جب وہ مسلمان ہو چکے

اَوْلَادُ جَفْنَةَ حَوْلَ قَبْرِ اَبِیْهِمْ بِیْضُ الْوُجُوْهِ مِنَ الطِّرَازِ الْاَوَّلِ

جفنہ کی اولاد اپنے باپ کی قبر کے اردگرد آباد ہے۔ وہ پہلی ہیئت پر سفید چہروں والے ہیں۔

آل جفنہ یمن کے رہنے والے تھے، سیل عرم کے بعد وہ شام میں آباد ہوئے، سوڈانیوں کی ان کے ساتھ ملاوٹ نہ ہوئی جس طرح سوڈانی ان لوگوں کے ساتھ خلط ملط ہو گئے تھے جو یمن میں آباد تھے گویا آل جفنہ رنگت اور اخلاق میں پہلی والی ہیئت پر رہے۔ اس کا قول حَوْلَ قَبْرِ اَبِیْهِمْ۔ سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی عزت و طاقت کی وجہ سے اپنے گھروں سے جلاوطن نہیں ہوئے اور نہ ہی انہوں نے اپنے باپ کی قبر کو چھوڑا۔

اس کا قول ضَرَبُوْا عَلِیًّا یَوْمَ بَدْرٍ ضَرْبَةً۔ یہاں بنو علی سے مراد بنو کنانہ ہیں، انہیں بنو علی کہا جاتا۔ اس کا ذکر اس کتاب میں پہلے گذر چکا ہے، یہاں شاعر نے ضَرَبُوْا قُرَیْشًا ۔ کا ارادہ کیا ہے کیونکہ قریش بنو کنانہ سے تعلق رکھتے تھے۔

تھے کہ ہجرت کرو۔

زَالُوْا فَمَا زَالَ اَنْکَاسٌ وَ لَا کُشُفٌ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَ لَا مِیْلٌ مَعَازِیْلُ

وہ ہجرت کر گئے جنگ کے وقت وہ بزدل تھے نہ خود وڈھال سے خالی، نہ گھوڑے کی پشت سے ایک طرف جھکنے والے نہ ہتھیاروں کے بغیر۔

شُمُّ الْعَرَانِیْنَ اَبْطَالٌ لَبُوْسُهُمْ مِنْ نَسْجِ دَاوٗدَ فِی الْهَیْجَا سَرَابِیْلُ

یہ مہاجرین اونچی ناکوں والے ہیں بڑے بہادر ہیں جنگ کے وقت ان کے لباس حضرت داؤد علیہ السلام کی بنی ہوئی زرہیں ہوتی ہیں۔

بِیْضٌ سَوَابِغُ قَدْ شُکَّتْ لَهَا حَلَقٌ کَاَنَّهَا حَلَقُ الْقَفْعَاءِ مَجْدُوْلُ

یہ زرہیں سفید رنگ کی ہیں بڑی لمبی ہیں ان کے حلقے ایک دوسرے میں پیوست ہیں گویا کھوکرو کے حلقے ہیں جو انتہائی مضبوط بنائے گئے ہیں۔

لَیْسُوْا مَفَارِیْحَ اِنْ نَالَتْ رِمَاحُهُمْ قَوْمًا وَ لَیْسُوْا مَجَازِیْعًا اِذَا نِیْلُوْا

یہ اتراتے ہیں اگر ان کے نیزے کسی قوم پر غالب آجائیں اور اگر یہ مغلوب ہوں تو جزع فزع نہیں کرتے۔

یَمْشُوْنَ مَشْیَ الْجِمَالِ الزُّهْرِ یَعْصِمُهُمْ ضَرْبٌ اِذَا عَرَّدَ السُّوْدُ التَّنَابِیْلُ

یہ چلتے ہیں جیسے سفید خوبصورت اونٹ چلتے ہیں ان کی تلواریں حفاظت کرتی ہیں جب سیاہ رنگ کے کوتاہ قامت لوگ بھاگتے ہیں۔

لَا یَقَعُ الطَّعْنُ اِلَّا فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ مَالَهُمْ عَنْ حِیَاضِ الْمَوْتِ تَهْلِیْلُ

کعب کی ایک اور مدح

کعب بن زہیر نے جو بہت اچھا شعر کہا جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرتا ہے وہ یہ ہے۔

تَخْدِیْ بِهٖ النَّاقَةُ الْاَدْمَاءُ مُعْتَجِرًا بِالْبُرْدِ کَالْبَدْرِ جَلَّی لَیْلَةَ الظُّلَمِ

سفید رنگ کی اونٹنی آپ کو لئے جارہی ہے جبکہ آپ نے چادر کو لپیٹ رکھا ہے تو آپ چاند کی مانند ہیں جو رات کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے۔

فَفِیْ عِطَافَیْهِ اَوْ اَثْنَاءِ بُرْدَتِهٖ مَا یَعْلَمُ اللّٰهُ مِنْ دِیْنٍ وَ مِنْ کَرَمِ

آپ کے پہلوؤں یا آپ کی چادر کے درمیان جو دین اور شرافت ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے۔

نیزوں کا وار ان کے سینوں میں پڑتا ہے اور موت کے حوض میں غوطہ لینے سے تامل نہیں کرتے۔

ابن ہشام نے کہا کعب نے یہ قصیدہ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد کہا تھا۔ اس کے اشعار حَرْفٌ اَخُوْهَا اَبُوْهَا۔ یَمْشِي الْقُرَاد، عَيْرَانَةٌ قُذِفَتْ، تُمر مِثْلَ عَسِيْبَ النَّخْلِ، تَفْرِي اللَّبان، إِذَا يُسَاوِرُ قِرْنًا اور اس کا شعر وَلَا يَزَالُ بِوَادِيْه۔ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء سے مروی ہیں۔

کعب کی طرف سے انصار کی مدح

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہا جب کعب نے کہا اذا عرد السود التنابیل۔ تو اس نے انصار کا ارادہ کیا تھا کیونکہ انصار میں سے ایک آدمی نے اس کے قتل کی اجازت مانگی تھی۔ اس نے مہاجر صحابہ میں سے بھی صرف قریش کی مدح کی تھی جس وجہ سے صحابہ اس پر ناراض ہو گئے۔ اسلام لانے کے بعد اس نے انصار کی مدح کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصائب برداشت کرنے اور یمن و برکت میں ان کے مقام کا ذکر کیا۔

مَنْ سَرَّهٗ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ فِيْ مِقْنَبٍ مِنْ صَالِحِي الْاَنْصَارِ

جسے زندگی کی شرافت خوش کرتی ہو تو وہ انصار کی صالح جماعت کے ساتھ رہے۔

وَرِثُوْا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَنْ كَابِرًا اِنَّ الْخِيَارَ هُمْ بَنُوْ الْاَخْيَارِ

یہ نسل در نسل بزرگی کے وارث چلے آ رہے ہیں، بہترین لوگ تو صرف بہترین لوگوں کی اولاد ہوتے ہیں۔

اَلْمُكْرِهِيْنَ السَّمْهَرِيَّ بِاَذْرُعٍ كَسَوَالِفِ الْهِنْدِيِّ غَيْرِ قِصَارِ

وہ اپنے ہاتھوں سے سمہری نیزے چلاتے ہیں ان ہندی تلواروں کی طرح جو لمبی ہیں چھوٹی نہیں۔

وَالنَّاظِرِيْنَ بِاَعْيُنٍ مُحْمَرَّةٍ كَالْجَمْرِ غَيْرِ كَلِيْلَةِ الْاَبْصَارِ

وہ سرخ آنکھوں سے دیکھتے ہیں گویا وہ آگ کے انگارے ہیں ان کی آنکھیں تھکی ماندی نہیں۔

وَالْبَائِعِيْنَ نُفُوْسَهُمْ لِنَبِيِّهِمْ لِلْمَوْتِ يَوْمَ تَعَانُقٍ وَ كِرَارِ

یہ اپنے نبی کی خاطر اپنے نفوس کو موت کے عوض بیچنے والے ہیں اس روز جو لشکروں کے ملنے کا دن ہے اور بار بار حملے کا دن ہے۔

وَالْقَائِدِيْنَ النَّاسَ عَلٰى اَدْيَانِهِمْ بِالْمَشْرَفِيِّ وَ بِالْقَنَا الْخَطَّارِ

وہ لوگوں کو ان کے دینوں سے ہٹانے والے ہیں مشرفی تلواروں اور جھومتے نیزوں کے ساتھ۔

يَتَطَهَّرُوْنَ يَرَوْنَهُ نُسُكًا لَهُمْ بِدِمَاءِ مَنْ عَلِقُوْا مِنَ الْكُفَّارِ

یہ پاکیزگی حاصل کرتے ہیں اور اسے اپنی عبادت خیال کرتے ہیں ان کے خونوں سے جو کفار میں سے لٹکے ہوتے ہیں۔

دَرِبُوْا كَمَا دَرِبَتْ بِبَطْنِ خَفِيَّةٍ غُلْبُ الرِّقَابِ مِنَ الْأُسُوْدِ ضَوَارِيْ

یہ عادی ہو گئے ہیں جس طرح خفیہ وادی میں موٹی گردنوں والے اور چیر پھاڑ کرنے والے شکاری شیر عادی ہو گئے ہیں۔

وَ إِذَا حَلَلْتَ لِيَمْنَعُوْكَ إِلَيْهِمْ أَصْبَحْتَ عِنْدَ مَعَاقِلِ الْأَعْفَارِ

جب تو ان کے پاس اترے تا کہ وہ تیری حفاظت کریں تو گویا تو پہاڑی بکروں کی پناہ گاہ میں پہنچ گیا ہے۔

ضَرَبُوْا عَلِيًّا يَوْمَ بَدْرٍ ضَرْبَةً دَانَتْ لِوَقْعَتِهَا جَمِيْعُ نِزَارِ

انہوں نے بدر کے روز قریش پر ایسا وار کیا جس وار کے پڑنے سے قبیلہ نزار کے تمام افراد نے اطاعت اختیار کر لی۔

لَوْ يَعْلَمُ الْأَقْوَامُ عِلْمِيْ كُلَّهُ فِيْهِمْ لَصَدَّقَنِيْ الَّذِيْنَ أُمَارِيْ

اگر لوگ ان کے بارے میں میرے علم جیسا علم رکھیں تو وہ بھی میری تصدیق کریں جو میرے بارے میں شک رکھتے ہیں۔

قَوْمٌ إِذَا خَوَتِ النُّجُوْمُ فَإِنَّهُمْ لِلطَّارِقِيْنَ النَّازِلِيْنَ مَقَارِيْ

وہ ایسی قوم ہیں جب ستارے غروب ہونے لگیں تو یہ رات کے وقت آنے والے مہمانوں کی خوب میزبانی کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا جب یہ کہا جاتا ہے کہ جب کعب نے یہ قصیدہ حضور ﷺ کی خدمت میں پڑھا بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِيْ الْيَوْمَ مَتْبُوْلٌ۔ تو حضور ﷺ نے اسے فرمایا تو نے انصار کا ذکر خیر کیوں نہیں کیا۔ وہ تعریف کے مستحق ہیں تو کعب نے یہ اشعار کہے یہ اشعار اس کے قصیدہ کے ہیں۔
ابن ہشام نے کہا میرے سامنے علی بن زید بن جدعان سے روایت کیا گیا کہ کعب بن زہیر نے اپنا قصیدہ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول۔ حضور ﷺ کے سامنے مسجد میں پڑھا تھا۔

غزوۂ تبوک رجب ۹ ہجری

غزوہ تبوک کی تیاری

ہمیں ابو محمد بن عبدالملک بن ہشام نے بیان کیا کہ زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحاق مطلبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ذی الحجہ سے لے کر رجب تک مدینہ طیبہ میں مقیم رہے پھر حضور ﷺ نے رومیوں سے جنگ کرنے کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا، ہمیں زہری، یزد بن ارمان عبداللہ بن ابی بکر، عاصم بن عمر بن قتادہ اور ہمارے دوسرے علماء نے بیان کیا ہر ایک غزوۂ تبوک کے بارے میں وہ کچھ بیان کرتا ہے جو اس تک خبر پہنچی ان میں سے بعض وہ واقعات بیان کرتے ہیں جو دوسرا انہیں بیان کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہ لوگوں کی تنگدستی، سخت گرمی اور خشک سالی کا زمانہ تھا جبکہ پھل پکے ہوئے تھے اور لوگ یہ چاہتے تھے کہ وہ اپنے پھلوں اور درختوں کے سایوں میں رہیں اور جس حالت میں وہ ہیں اس میں انہیں پسند نہیں تھا کہ سفر پر نکلیں۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی غزوہ پر تشریف لے جاتے تو اشارۃً بات کرتے اور جس سمت جانا ہوتا اس سے مختلف سمت کا ذکر کرتے مگر غزوۂ تبوک کے موقع پر مختلف طرزِ عمل اپنایا، آپ نے لوگوں کے لئے ہر چیز کھول کر بیان کی کیونکہ مشقت زیادہ تھی، دور سختی کا تھا اور دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ تھی تاکہ لوگ خوب تیاری کر لیں۔ حضور ﷺ نے تیاری کا حکم دیا اور بتایا کہ آپ رومیوں کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جد بن قیس کا معاملہ

حضور ﷺ اس لشکر کی تیاری میں مصروف تھے تو جد بن قیس سے فرمایا جو بنو سلمہ کے

غزوۂ تبوک

اس کا نام تبوک چشمہ کی وجہ سے پڑا یہی وہ چشمہ تھا جس کے بارے میں حضور ﷺ نے حکم دیا تھا کہ کوئی آدمی اس کے پانی کو ہاتھ تک نہ لگائے، دو آدمی پہلے چلے گئے، اس میں پانی چمک رہا تھا وہ اس میں تیر مارنے لگے تاکہ اس کا پانی زیادہ ہو جائے۔ حضور ﷺ نے ان پر ناراضگی کا اظہار کیا فرمایا۔ مَا زِلْتُمَا تَبُوْکَانِهَا مُنْذُ الْيَوْمِ۔ تم آج سے اس سے لگاتار چوستے رہے ہو۔

خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اے جد کیا اس سال تو بنو اصفر سے جنگ کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے مجھے کسی آزمائش میں نہ ڈالیئے۔ اللہ کی قسم میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی بھی عورتوں کا فریفتہ نہیں، مجھے ڈر ہے کہ اگر میں بنو اصفر کی عورتوں کو دیکھ لوں گا تو میں صبر نہ کر سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، فرمایا میں نے تجھے (یہاں ہی رہنے کی) اجازت دی ہے۔ جد بن قیس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ (التوبہ:۴۹) ان میں سے وہ ہے جو کہتا ہے مجھے اجازت دیجئے مجھے آزمائش میں نہ ڈالیئے، وہ آزمائش میں گر گئے بے شک جہنم کافروں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اگر چہ وہ بنو اصفر کی عورتوں سے فتنہ میں گرنے سے ڈرتا تھا تاہم اصل وجہ یہ نہ تھی، وہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ کر اور حضور ﷺ کی خواہش پر اپنی خواہش کو ترجیح دے کر وہ بڑی آزمائش میں گر گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک جہنم انہیں احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

منافقوں کا طرزِ عمل

منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا گرمی میں نہ نکلو، مقصود جہاد سے اعراض پیدا کرنا، حق میں شک پیدا کرنا اور رسول اللہ ﷺ کو کمزور کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ وَقَالُوا لَا تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (التوبہ:۸۱۔۸۲)

ترجمہ۔ مت نکلو سخت گرمی میں فرمایئے دوزخ کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے کاش وہ کچھ سمجھتے تو انہیں چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں زیادہ یہ سزا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے۔

سویلم کا گھر جلانے کے بارے میں ضحاک کے اشعار

ابن ہشام نے کہا ایک ثقہ آدمی نے مجھے بیان کیا ہے، وہ محمد بن طلحہ بن عبد الرحمٰن سے وہ

قتیبی نے ذکر کیا ہے کہ اسی وجہ سے اس چشمہ کا نام تبوک پڑا۔ بوک سے مراد کسی چیز میں نقش ڈالنا اور اس میں کھودنا ہے۔ اسی سے باك الحمار الاتان ہے، گدھے نے گدھی سے جفتی کی۔ سیرت میں یوں واقعہ ہے فرمایا کون ہم سے اس کی طرف سبقت لے گیا ہے۔ عرض کی گئی فلاں، فلاں فلاں۔ واقدی نے کہا جو بات میرے سامنے ذکر کی گئی وہ یہ ہے کہ چار منافق اس کی طرف پہلے گئے۔

اسحاق بن ابراہیم سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ کچھ منافق سویلم یہودی کے گھر جمع ہوئے ہیں، اس کا گھر جاسوم کے پاس تھا وہ غزوۂ تبوک میں حضور ﷺ کے ساتھ جانے سے لوگوں کو روکتے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو چند صحابہ کے ساتھ بھیجا اسے حکم دیا کہ ان لوگوں کی موجودگی میں سویلم کے گھر کو آگ لگا دیں۔ حضرت طلحہ نے اسی طرح کیا، ضحاک بن خلیفہ نے گھر کی چھت سے چھلانگ لگا دی، اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اس کے ساتھیوں نے بھی چھلانگیں لگا دیں تو وہ بچ نکلے ضحاک نے اس بارے میں یہ اشعار کہے۔

كَادَتْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ نَارُ مُحَمَّدٍ يَشِيطُ بِهَا الضَّحَّاكُ وَابْنُ اُبَيْرِقِ

اللہ کے گھر کی قسم قریب تھا کہ حضرت محمد ﷺ کی لگائی ہوئی آگ سے ضحاک اور ابن ابیرق جل جاتے۔

وَظَلْتُ وَ قَدْ طَبَقْتُ كَبْسَ سُوَيْلِمٍ اَنُوْءُ عَلٰى رِجْلِيْ كَسِيْرًا وَ مِرْفَقِيْ

میں سویلم کے چھوٹے گھر پر اوپر چڑھا تو میں اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ اور کہنی پر اوپر اٹھا۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا اَعُوْدُ لِمِثْلِهَا اَخَافُ وَ مَنْ تَشْمَلْ بِهِ النَّارُ يُحْرَقِ

تم سب پر سلامتی ہو میں دوبارہ ایسا نہ کروں گا میں ڈرتا ہوں جسے یہ آگ لگ جائے گی وہ جل جائے گا۔

اغنیاء کو مال خرچ کرنے پر برانگیختہ کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ سفر کی تیاری میں مصروف ہو گئے لوگوں کو تیاری کرنے اور اکٹھے ہونے کا حکم دیا اور اغنیاء کو اللہ کی راہ میں مال دینے اور سواریوں کا انتظام کرنے پر برانگیختہ کیا۔ اغنیاء نے سواریوں کا انتظام کیا اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان نے اتنا مال خرچ کیا جتنا کسی اور نے نہیں کیا۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان نے غزوۂ تبوک کے موقع پر جیش عسرہ میں ایک ہزار دینار خرچ کئے۔ رسول اللہ ﷺ

معتب بن قشیر، حارث بن یزید طائی، ودیعہ بن ثابت اور زید بن لصیت

حضرت مولف نے جد بن قیس اور اس کے لئے حضور ﷺ کا ارشاد ذکر کیا ہے کہ يَا جَدُّ هَلْ لَكَ الْعَامَ فِيْ جِلَادِ بَنِي الْاَصْفَرِ۔ کہا جاتا ہے کہ رومیوں کو بنو اصفر کہا جاتا کیونکہ حضرت اسحاق

نے فرمایا اے اللہ عثمان سے راضی ہوجا کیونکہ میں عثمان سے راضی ہوں۔

رونے والوں، معذرت کرنے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں کا واقعہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مسلمانوں میں سے کچھ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ رو رہے تھے۔ یہ سات افراد تھے، انصار اور دوسرے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ بنو عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر، علبہ بن زید جو بنو حارثہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابولیلی عبدالرحمٰن بن کعب جو بنو مازن بن نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ عمرو بن حمام بن جموح جو بنو سلمہ سے تعلق رکھتے تھے اور عبداللہ بن مغفل مزنی، بعض کہتے ہیں وہ عبداللہ فزاری تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ انہیں سواری عطا کریں یہ تنگ دست لوگ تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں ایسے وسائل نہیں پاتا کہ تمہیں سواری عطا کروں، وہ واپس ہوئے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس بات پر غمگین تھے کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے مال نہیں رکھتے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابن یامین بن عمیر بن کعب نضری، حضرت ابولیلی عبدالرحمٰن بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مغفل کو ملا جو دونوں رو رہے تھے۔ پوچھا کیوں روتے ہو؟ دونوں نے بتایا ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تاکہ آپ ہمیں سواری عطا کریں مگر ہم نے آپ کے پاس کوئی ایسی چیز نہ پائی جس پر آپ ہمیں سوار کریں، ہم ذاتی طور پر آپ کے ساتھ جانے کی طاقت نہیں رکھتے، اس نے دونوں کو اپنی پانی لانے والی اونٹنی دے دی، وہ دونوں اس پر روانہ ہوئے انہوں نے دونوں کے لئے زادِ راہ کے لئے کچھ کھجوروں کا بھی انتظام کر دیا، اس طرح وہ حضور ﷺ کے ساتھ جہاد پر گئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ کی بارگاہ میں کچھ بدو معذرت پیش کرنے کے لئے آئے، معذرت پیش کی اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت قبول نہ کی، میرے سامنے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ بنو غفار سے تعلق رکھتے تھے۔

پھر رسول اللہ ﷺ کے سفر کا انتظام ہو گیا اور آپ عازم سفر ہو گئے، کچھ مسلمانوں سے

کے بیٹے عیصو کا رنگ زرد تھا، یہی ان کے جداعلیٰ تھے۔ ہم کتاب کے آغاز میں ذکر کر چکے ہیں کہ کون کس کی اولاد ہے۔ تمام رومی بنو اصفر نہیں کیونکہ پہلے رومی یونان بن یافث بن نوح کی اولاد ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ان اشیاء کے حقائق اور ان کی صحت کو خوب جانتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلنے میں سستی ہوئی یہاں تک کہ وہ آپ سے پیچھے رہ گئے جبکہ ان کے مخلص ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ تھا، ان میں کعب بن مالک بن ابی کعب جو بنوسلمہ سے تعلق رکھتے تھے، مرارہ بن ربیع جو بنوعمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے۔ ہلال بن امیہ جو بنو واقف سے تعلق رکھتے تھے، ابوخیثمہ جو بنوسالم بن عوف سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ مخلص لوگ تھے ان کے اسلام کے بارے میں کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی۔

جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو آپ نے ثنیۃ الوداع پر پڑاؤ ڈالا، ابن ہشام نے کہا حضور ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ طیبہ پر عامل مقرر فرمایا۔

عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے تبوک کی طرف جاتے وقت سباع بن عرفطہ کو عامل مقرر فرمایا۔

پیچھے رہنے والے منافق

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عبداللہ بن ابی نے حضور ﷺ کے لشکر سے علیحدہ نیچے کی جانب ذباب کی طرف پڑاؤ ڈالا یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس کا لشکر دوسرے لشکر سے کم نہیں تھا۔ جب حضور ﷺ آگے بڑھے تو عبداللہ بن ابی پیچھے رہ گیا، اس کے ساتھ دوسرے منافق بھی تھے۔

منافقین اور حضرت علی شیر خدا

حضور ﷺ نے حضرت علی شیر خدا کو اپنے اہل وعیال کی نگہبانی کے لئے پیچھے چھوڑا تھا، آپ کو حکم دیا تھا کہ یہیں مقیم رہو منافقوں نے اس بات کو خوب پھیلایا، کہا حضور ﷺ نے حضرت علی کو اس لئے پیچھے چھوڑا کیونکہ آپ انہیں بوجھ سمجھتے تھے اور بوجھ ہلکا کرنے کے لئے انہیں پیچھے چھوڑا۔ جب منافقوں نے یہ بات کہی تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اسلحہ لیا سفر پر روانہ ہوئے اور حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گئے جبکہ آپ جرف کے مقام پر مقیم تھے۔ عرض کی اے اللہ کے نبی منافقوں کا یہ خیال ہے کہ آپ نے مجھے اس لئے پیچھے چھوڑا ہے کہ آپ مجھے بوجھ سمجھتے تھے اور اس میں تخفیف چاہی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا انہوں نے

جد بن قیس کے واقعہ کے بعد یونس نے عبدالحمید بن برام سے وہ شہر بن حوشب سے وہ عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک روز یہودی حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے، عرض کی اے ابوالقاسم اگر آپ سچے نبی ہیں تو شام جائیے کیونکہ شام کا علاقہ محشر اور انبیاء کی سرزمین

جھوٹ بولا ہے بلکہ میں تو تمہیں ان کے لئے نائب بنا آیا ہوں جنہیں میں نے مدینہ طیبہ میں چھوڑا ہے واپس جاؤ اور میرے اہل اور اپنے اہل میں میری نیابت کرو۔ اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا مقام میرے ہاں وہ ہو جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے ہاں تھا مگر ایک بات واضح ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت علی شیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ واپس لوٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا سفر جاری رکھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن طلحہ بن زید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خود حضور ﷺ کے اس ارشاد کو سنا تھا جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا۔

حضرت ابوخیثمہ کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کے سفر پر روانہ ہونے کے بعد حضرت ابوخیثمہ ایک گرم دن گھر آئے آپ نے اپنی دونوں بیویوں کو اپنے باغ میں چھپروں کے نیچے پایا ہر ایک نے اپنے چھپر میں چھڑکاؤ کیا ہوا تھا، دونوں نے آپ کے لئے ٹھنڈا پانی رکھا ہوا تھا اور آپ کے لئے کھانا بھی تیار کر رکھا تھا جب آپ داخل ہوئے تو چھپر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے، دونوں بیویوں کو دیکھا اور جو انہوں نے تیار کر رکھا تھا اس پر نگاہ ڈالی تو کہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ تو دودھ، ہوا اور گرمی میں ہوں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے، تازہ کھانے، خوبصورت بیوی اور اپنے باغ میں مقیم ہو، یہ کوئی انصاف نہیں پھر کہا اللہ کی قسم میں تم میں سے کسی کے چھپر میں داخل نہیں ہوں گا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جاملوں۔ میرے لئے زادِ راہ تیار کرو دونوں نے ایسا ہی کیا پھر اپنی اونٹنی لائے اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اس وقت آپ کو ملے جب آپ تبوک کے مقام پر فروکش ہو چکے تھے۔ راستہ میں عمیر بن وہب جمحی حضرت ابوخیثمہ کو ملے جبکہ حضرت عمیر رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں تھے۔ دونوں نے مل کر سفر شروع رکھا جب یہ دونوں تبوک کے قریب پہنچے تو حضرت ابوخیثمہ نے عمیر بن وہب سے کہا میرا گناہ ہے تجھے کوئی حرج نہ ہوگا کہ تم میرے پیچھے رہو یہاں تک کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں تو عمیر نے ایسا ہی کیا جب یہ حضور ﷺ کے قریب پہنچے جبکہ آپ تبوک میں

ہے جو انہوں نے کہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کی تصدیق کی آپ نے غزوہ تبوک کیا، آپ صرف شام کا ارادہ رکھتے تھے جب آپ وہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیات وَاِنْ کَادُوْا

فروکش ہو چکے تھے تو لوگوں نے کہا یہ راستہ پر ایک سوار چلا آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کرے ابوخیثمہ ہو صحابہ نے عرض کی اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ وہ ابوخیثمہ ہے جب ابوخیثمہ نے اونٹنی بٹھائی، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو سلام کیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اولی لك یا ابو خیثمہ۔ اے اباخیثمہ تو ہلاکت کے قریب ہو گیا تھا پھر ابوخیثمہ نے تمام واقعہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں کلمہ خیر کہا اور دعائے خیر کی۔

ابن ہشام نے کہا ابوخیثمہ نے اس بارے میں شعر کہے ان کا نام مالک بن قیس تھا۔

لَمَّا رَأَیْتُ النَّاسَ فِی الدِّیْنِ نَافَقُوْا   اَتَیْتُ الَّتِی کَانَتْ اَعَفَّ وَاَکْرَمَا

جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین میں نفاق کر رہے ہیں تو وہ اس طریقہ پر آ گیا جو زیادہ پاکیزگی اور کرامت کا باعث تھا۔

وَ مَا بَایَعْتُ بِالْیُمْنٰی یَدِیْ لِمُحَمَّدٍ   فَلَمْ اَکْتَسِبْ اِثْمًا وَ لَمْ اَغْشَ مَحْرَمًا

میں نے دائیں ہاتھ سے حضور ﷺ کی بیعت کر لی، میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی حرام چیز پر عمل پیرا ہوا۔

تَرَکْتُ خَضِیْبًا فِی الْعَرِیْشِ وَصِرْمَۃً   صَفَایَا کِرَامًا بُسْرُھَا قَدْ تَحَمَّمَا

میں نے سائبان میں خوبصورت بیوی کو چھوڑا اور کھجوروں کے بہترین درخت چھوڑے جن کی کھجوریں (پک کر) سیاہ ہو رہی تھیں۔

وَ کُنْتُ اِذَا شَكَّ الْمُنَافِقُ اَسْمَحَتْ   اِلَی الدِّیْنِ نَفْسِیْ شَطْرَہٗ حَیْثُ یَمَّمَا

جب منافق دین میں شک کر رہے تھے تو میں اپنے آپ کو اسی طرف جھکا رہا تھا جہاں دین کا حکم (قصد) تھا۔

وادی حجر سے حضور ﷺ کا گزر

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب حضور ﷺ حجر وادی سے گزرے تو اس میں اترے لوگوں نے اس کے کنویں سے پانی حاصل کیا جب شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اس کا

لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ سے تَحْوِیْلًا (۷۶-۷۷) تک نازل کیں۔ آپ کو مدینہ طیبہ کی طرف لوٹنے کا حکم دیا اور فرمایا اسی میں آپ کی زندگی، اسی میں آپ کی موت اور اسی سے آپ کو اٹھایا جائے گا

پانی نہ پینا، نماز کے لئے اس سے وضو نہ کرنا، جو آٹا تم نے اس پانی سے گوندھا ہے وہ اونٹوں کو کھلا دو، اس آٹے سے کوئی چیز نہ کھانا، آج کی رات تم میں سے کوئی باہر نہ نکلے مگر اس کے ساتھ کوئی ساتھی بھی ہو، لوگوں نے وہی کیا جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا مگر بنی ساعدہ کے دو آدمیوں میں سے ایک قضائے طبعی کے لئے نکلا اور دوسرا اونٹ کی تلاش میں نکلا، جو آدمی طبعی ضرورت کے لئے نکلا تھا اس کو راستہ میں ہی خناق کا مرض لگ گیا جو اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا اسے ہوا نے اٹھایا اور طے کے پہاڑوں پر جا پھینکا۔ اس کی خبر حضور ﷺ کو دی گئی فرمایا کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ تم میں کوئی بھی ساتھی کے بغیر نہ نکلے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی جسے خناق ہو گیا تھا تو وہ صحت مند ہو گیا۔ جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے وہ طے کے پہاڑوں میں پایا گیا، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو بنو طی کے ایک آدمی نے اسے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

دونوں آدمیوں کے متعلق حدیث عبداللہ بن ابی بکر سے وہ عباس بن سہل بن سعد ساعدی سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی بکر نے مجھے بیان کیا کہ عباس نے دونوں آدمیوں کے نام امانت کے طور پر بتائے تھے اس لئے عبداللہ بن ابی بکر نے وہ نام مجھے نہیں بتائے۔

ابن ہشام نے کہا زہری سے یہ روایت مجھے پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حجر سے گزرے تو آپ نے اپنا کپڑا چہرے پر لپیٹ لیا اپنی سواری کو تیز چلایا پھر فرمایا جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر روتے ہوئے اس خوف سے کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچے جو انہیں پہنچا ہے۔

پانی کی قلت

ابن اسحاق نے کہا جب لوگوں نے صبح کی ان کے پاس پانی نہیں تھا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیج دیا وہ خوب برسا یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی ضرورت کے مطابق پانی لے لیا۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ...... مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۷۸-۷۹) تک نازل فرمائیں۔ حضور ﷺ واپس لوٹ آئے، جبرئیل امین نے آپ سے کہا اپنے رب سے سوال کیجئے کیونکہ ہر نبی کو ایک سوال کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل امین حضور ﷺ کے لئے مخلص تھے اور حضور ﷺ بھی آپ کی بات مانتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کون سا سوال کرنے کا تم مجھے کہتے ہو،

منافقوں کی پہچان

ابن اسحاق نے کہا مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے وہ بنی عبدالاشہل کے آدمیوں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے محمود سے پوچھا کیا لوگ منافقوں کے نفاق کو جانتے تھے۔ کہا اللہ کی قسم ہاں ایک آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ، اپنے چچا اور قبیلہ کے افراد کے نفاق کو پہچانتا تھا پھر لوگ اسے خلط ملط کر دیتے تھے پھر محمود نے کہا میری قوم کے افراد نے ایک منافق کے بارے میں بتایا جس کا نفاق معروف و مشہور تھا، رسول اللہ ﷺ جہاں تشریف لے جاتے وہ ساتھ ساتھ جاتا جب حجر کا واقعہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیا وہ خوب برسا یہاں تک لوگ خوب سیراب ہوئے۔ لوگوں نے کہا ہم اس منافق کی طرف متوجہ ہوئے ہم نے کہا تجھ پر افسوس کیا اس کے بعد بھی کوئی چیز رہ گئی تو اس نے کہا یہ تو گزرتا ہوا بادل تھا۔ بس۔

ابن لصیت کا واقعہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ چلے یہاں تک راستہ میں آپ کی اونٹنی گم ہو گئی، صحابہ اس کی تلاش میں نکلے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صحابی تھا جسے عمارہ بن حزم کہتے۔ اس نے عقبہ میں اسلام قبول کیا تھا اور بدری تھا یہ بنو عمرو بن حزم کا چچا تھا اس کے کجاوے میں زید بن لصیت قینقاعی بھی تھا یہ منافق تھا۔

ابن ہشام نے کہا اسے ابن لصیب بھی کہا جاتا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے وہ محمود بن لبید سے وہ بنو عبدالاشہل کے آدمیوں سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن صلیت نے کہا جبکہ وہ عمارہ کے کجاوے میں تھا اور عمارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کیا محمد یہ گمان نہیں کرتے کہ وہ نبی ہیں اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔ حضرت عمارہ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا ہے یہ محمد تمہیں خبر دیتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور یہ گمان رکھتے ہیں کہ تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں جبکہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی

جبرئیل امین نے یہ دعا کرنے کو کہا۔ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (۸۰) یہ آیات غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ پر نازل ہوئیں۔

اونٹنی کہاں ہے۔ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا مگر جس کی اللہ تعالیٰ مجھے تعلیم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے میری اونٹنی پر راہنمائی کر دی ہے، اونٹنی اس وادی میں ہے، فلاں فلاں گھاٹی میں ایک درخت نے اس کی مہار کو روک رکھا ہے جاؤ اسے میرے پاس لے آؤ صحابہ گئے اور اسے لے آئے۔

حضرت عمارہ بن حزم اپنے کجاوے کی طرف آئے کہا اللہ کی قسم بڑے تعجب کی بات ہے رسول اللہ ﷺ نے ابھی ہمیں بتایا کہ ایک آدمی نے بات کی جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو آگاہ کر دیا۔ وہ بات یوں ہے جو لوگ عمارہ کے پڑاؤ میں موجود تھے، ان میں سے ایک نے کہا جو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں تھا اللہ کی قسم تیرے آنے سے تھوڑا پہلے زید بن لصیت نے یہ بات کہی ہے۔ حضرت عمارہ زید کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ اس کی گردن اڑا دے۔ کہتے اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ میرے پڑاؤ میں تو بہت بڑی مصیبت داخل ہو چکی ہے جبکہ مجھے اس کا علم تک نہیں۔ اے اللہ کے دشمن میرے پڑاؤ سے نکلو میرے ساتھ نہ رہو۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بعض لوگوں نے گمان کیا زید بن لصیت نے اس کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض لوگوں نے کہا تھا وہ اسی حالت پر رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

حضرت ابوذر کا پیچھے رہنا

رسول اللہ ﷺ چلتے رہے ایک آدمی آپ سے پیچھے رہ جاتا تھا لوگ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ فلاں پیچھے رہ گیا ہے، آپ فرماتے رہے اسے چھوڑ دو اگر اس میں بھلائی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا، اگر اس میں خیر نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے راحت عطا کر دی ہے یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ابوذر پیچھے رہ گئے ہیں ان کے اونٹ کی رفتار سست ہو گئی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اگر اس میں خیر

حضرت ابوذر کا پیچھے رہنا

حضرت مولف نے حضرت ابوذر اور ان کے پیچھے رہ جانے کا ذکر کیا ہے۔ ابوذر کا نام جندب بن جنادہ تھا، آپ کے نام کے بارے میں جو اقوال ذکر کیے جاتے ہیں۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ ان کے نام کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ بریر بن عشرفہ، جندب بن عبد اللہ اور ابن سکن۔

حضور ﷺ کا فرمان کن اباذر اور ابوخیثمہ کے بارے میں کن ابا خیثمہ الفاظ تو امر کے ہیں تاہم معنی دعا کے دے رہے ہیں جس طرح تو کہتا ہے اَسْلِمْ معنی ہے اللہ تعالیٰ تجھے سلامت رکھے۔

ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا، اگر اس کے علاوہ چیز ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے راحت پہنچا دی ہے۔ حضرت ابوذر نے اپنے اونٹ پر بیٹھ کر توقف کیا، جب اونٹ نے سست رفتاری کی تو اپنا سامان لیا اپنی پشت پر رکھا پھر پیدل حضور ﷺ کے پیچھے ہو لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی منزل پر پڑاؤ ڈالا تھا تو ایک مسلمان نے دیکھا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آدمی راستہ پر تنہا چل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کرے ابوذر ہو جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو عرض کی اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوذر ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابوذر پر رحم فرمائے تنہا چلتا ہے، تنہا مرے گا اور تنہا اٹھایا جائے گا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے بریدہ بن سفیان اسلمی نے محمد بن قرظی سے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر کو ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا اور انہیں موت کا وقت آ پہنچا تو ان کے پاس صرف ان کی بیوی اور ان کا غلام تھا، آپ نے دونوں کو وصیت کی کہ مجھے غسل دینا، مجھے کفن پہنانا پھر عام راستہ پر رکھ دینا پہلا قافلہ جو تمہارے پاس سے گزرے اسے کہنا یہ ابوذر ہیں، رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اس کے دفن میں ہماری مدد کرو جب آپ فوت ہو گئے تو دونوں نے وصیت پر عمل کیا پھر عام راستہ پر رکھ دیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود اہل عراق کی ایک جماعت کے ساتھ آئے تو راستے پر پڑے جنازہ نے انہیں خوفزدہ کر دیا قریب تھا کہ اونٹ اسے روند دیتے غلام ان لوگوں کے سامنے کھڑا ہوا کہا یہ ابوذر صحابی رسول ہیں اس کے دفن کرنے میں تم ہماری مدد کرو تو حضرت عبداللہ بن مسعود رونے لگے اور کہا رسول اللہ ﷺ نے سچ کہا تو تنہا چلے گا، تنہا فوت ہوگا اور تنہا ہی تمہیں اٹھایا جائے گا پھر وہ اور ان کے ساتھی اترے اور انہیں دفنایا پھر حضرت عبداللہ بن مسعود نے واقعہ بیان کیا اور حضور ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر اسے جو فرمایا تھا وہ بھی ذکر کیا۔

لفظ وحدہ کا اعراب

ابوذر کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے رَحِمَ اللّٰهُ اَبَاذَرٍّ يَمْشِيْ وَحْدَهٗ وَ يَمُوْتُ وَحْدَهٗ۔ یعنی وہ تنہا ہی فوت ہوگا۔ یہ حال اکثر طور پر فعل میں اشتراک کی نفی کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے كَلَّمَنِيْ زَيْدٌ وَحْدَهٗ۔ یعنی زید نے تنہا مجھ سے بات کی۔ اگرچہ اس کے ساتھ کوئی اور بھی حاضر تھا یعنی اسی نے خصوصی طور پر بات کی اسی طرح اگر تو کہے كَلَّمْتُهٗ مِنْ بَيْنِهِمْ وَحْدَهٗ میں نے صرف اسی سے بات کی۔ اس میں بھی خصوص کا معنی ہوگا۔ سیبویہ نے یہی بیان کیا ہے، جہاں تک حدیث کا تعلق

منافقوں کا مسلمانوں کو کمزور کرنا اور ان کے بارے میں نازل ہونے والی آیات

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا منافقوں کا ایک ٹولہ تھا ان میں ودیعہ بن ثابت جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتا تھا انہیں میں سے بنو اشجع کا آدمی تھا جو بنو سلمہ کا حلیف تھا جسے مخشن بن حمیر کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا اسے مخشی کہتے۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے جبکہ آپ تبوک کی طرف جا رہے تھے کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ بنو اصفر سے جنگ عربوں کی ایک دوسرے سے جنگ کی طرح ہے۔ اللہ کی قسم گویا ہم کل رسیوں میں جکڑ نے ڈال دیئے جائیں گے، یہ بات کرنے کا مقصود مومنوں کو خوفزدہ کرنا تھا۔ مخشن بن حمیر نے کہا اللہ کی قسم میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک کو سو درے مارے جائیں اور ہم اس امر سے بچ جائیں کہ تمہاری گفتگو کے متعلق قرآن نازل ہو۔

مجھے جو خبر پہنچی ہے رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر سے فرمایا ان لوگوں کے پاس جاؤ کیونکہ وہ تو ہلاک ہو چکے، انہوں نے جو باتیں کی ہیں ان کے بارے میں ان سے پوچھو، اگر وہ انکار کریں تو کہنا کیوں نہیں تم نے یہ یہ بات کی ہے۔ حضرت عمار ان کے پاس گئے ان سے یہ گفتگو کی وہ معذرت کرتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ودیعہ بن ثابت نے کہا جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر جلوہ افروز تھے۔ وہ کہنے لگا جبکہ وہ اونٹنی کا تنگ پکڑے ہوئے تھا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم تو مذاق کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ (توبہ:٦٥) مخشن بن حمیر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا اور میرے باپ کا نام تو مٹ گیا۔ گویا اس آیت میں مخشن بن حمیر کو معافی ہو گئی

ہے تو وہاں یہ معنی لینا درست نہیں کیونکہ یہ محال ہے کہ وہ خصوصاً مرے گا بلکہ اس کا معنی ہے کہ وہ اکیلا رہے گا جس طرح یونس نے کہا یونس کا قول یہاں مناسب ہے اور سیبویہ کے خصوص کے معنی کی تقدیر اکثر جگہ درست ہو گی۔ وحد کا لفظ اضافت کے باوجود معرفہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا معنی لا غیر کے معنی کی طرح ہے کیونکہ یہ کلمہ نفی اور عدم کے معنی کی خبر دیتا ہے، عدم تو کچھ بھی نہیں چہ جائیکہ وہ اضافت کی وجہ سے معرفہ اور متعین ہو جائے اس سے کوئی فعل بھی مشتق نہیں ہوتا اگرچہ ظاہر میں یہ مصدر ہے کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ عدم اور نفی کا معنی دیتا ہے جبکہ فعل حدث اور زمانہ پر دلالت کرتا ہے تو جس میں حدث کا معنی ہی نہ ہو اس سے کوئی فعل کیسے مشتق ہو سکتا ہے یہ ہر ایک سے حدث کے معنی کی نفی ہے

آپ میرا نام عبدالرحمٰن رکھ دیں۔ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اسے شہادت کی موت آئے اور اس کی جگہ کا کسی کو علم نہ ہو وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے اور ان کا کوئی نام ونشان نہ ملا۔

ایلہ کے حاکم کے ساتھ صلح

جب رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے تو یحنہ بن روبہ آیا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح کی اور آپ کو جزیہ دیا۔ اہل جرباء اور اہل اذرح آئے انہوں نے بھی حضور ﷺ کو جزیہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خط لکھ دیا جو ان کے پاس رہا۔

ایلہ کے حاکم کے لئے رسول اللہ ﷺ کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اللہ اور محمد جو نبی اور رسول اللہ ہیں کی طرف سے یحنہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے لئے امان ہے ان کی کشتیوں اور تجارتی قافلوں کو خشکی اور تری میں امان ہے ان کے لئے اللہ اور محمد نبی کا ذمہ ہے اور جو اہل شام، اہل یمن اور اہل بحر جو ان کے ساتھ ہوں ان کے لئے بھی یہ امان ہے جس نے معاہدہ کے خلاف کوئی نئی بات کی تو اس کا مال اس کی جان کو نہ بچا سکے گا۔ جس مسلمان نے بھی اسے پکڑ لیا اس کے لئے وہ حلال ہوگا، مسلمانوں کو ان کے چشموں سے پانی لینے کی ممانعت نہ ہوگی اور خشکی اور تری کے جس راستہ پر وہ جانا چاہیں انہیں نہیں روکا جائے گا۔

مگر زید سے جیسے تو کہے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَحْدَهٗ۔ یعنی صرف زید آیا ہے کوئی اور نہیں آیا یہ بھی کہا جاتا ہے۔ انعدام اور انتفاء وجود کے بعد ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں ہوتا کیونکہ یہ بھی حدث کی طرح امر متجدد ہے، ہم نے اس مقصد کو بیان کرنے کے لئے طویل گفتگو کی ہے نیز ہم سبحان اللہ و بحمدہ کے مسئلہ اور اس کی شرح میں بھی بیان لائے تھے۔

اجأ اور سلمیٰ

حضرت مولف نے اس آدمی کا ذکر کیا ہے جسے ہوا نے طی کے پہاڑوں میں پھینکا تھا وہ دونوں اجاء اور سلمیٰ تھے۔ اجاء آجا بن عبدالحی کے نام سے مشہور ہوا اسے اس پہاڑ میں سولی پر لٹکا دیا گیا اور سلمیٰ کو دوسرے پہاڑ میں سولی دی گئی یہ اسی وجہ سے معروف ہوا۔ یہ سلمیٰ بنت حام تھی جس طرح ذکر ہوا ہے۔ واللہ اعلم

اکیدر

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو بلایا اور اسے دومہ کے اکیدر کی طرف بھیجا یہ اکیدر بن عبدالملک تھا۔ یہ بنو کندہ کا ایک فرد تھا اور دومہ کا بادشاہ تھا یہ نصرانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد سے فرمایا تو اسے بیل شکار کرتے ہوئے پائے گا۔ حضرت خالد نکلے جب قلعہ سے نظر بھر دور تھے موسم گرما کی چاند کی رات تھی جبکہ اکیدر اپنی بیوی کے ساتھ محل کی چھت پر تھا تو ایک بیل نے محل کے دروازے کو اپنے سینگوں سے رگڑنا شروع کر دیا، اس کی بیوی نے کہا کیا تم نے ایسا کبھی پہلے بھی دیکھا ہے۔ اکیدر نے کہا اللہ کی قسم نہیں دیکھا، بیوی نے پوچھا اسے کس نے چھوڑا، اکیدر نے کہا کسی نے بھی نہیں، وہ چھت سے نیچے اترا گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا گھوڑے پر زین ڈال دی گئی۔ اس کے خاندان کے چند افراد بھی اس کے ساتھ سوار ہوئے، ان میں اس کا بھائی بھی تھا جسے حسان کہتے وہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا۔ وہ لوگ اکیدر کے

اکیدر اور وہ خط جو اس کی طرف بھیجا گیا

حضرت مولف نے اس خط کا ذکر کیا ہے جو دومہ کے اکیدر کو لکھا گیا۔ دومہ جو دال کے ضمہ کے ساتھ ہے وہ یہی ہے یہ دومی بن اسماعیل کی وجہ سے معروف ہوا جس طرح علماء نے ذکر کیا ہے یہ دومۃ الجندل ہے۔ ضمہ کے دومہ ایک اور بھی ہے یہ حیرہ کے نزدیک ہے، اس کے اردگرد نجف کا علاقہ ہے جہاں دومہ دال کے فتحہ کے ساتھ ہے، وہ ایک اور ہے۔ جس کا ذکر ارتداد کی خبروں میں ہے۔

یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دومہ کے اکیدر کو خط لکھا جس میں عہد و امان تھی۔ ابو عبید نے کہا میں نے خود اسے پڑھا ہے وہاں سے ایک شیخ اس خط کو قضیم میں لایا تھا۔ قضیم سے مراد صحیفہ ہے اس میں یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حضرت خالد سیف اللہ بن ولید کے ساتھ اکیدر کے لئے ہے جب اس نے اسلام قبول کر لیا بتوں سے اپنا رشتہ توڑ لیا یہ احکام دومۃ الجندل اور اس کے اطراف کے لئے ہیں۔ ہمارے لئے پایاب زمین کے اطراف، غیر مزروعہ زمین، مجہول زمین اور بے آباد زمین، اسلحہ، اونٹ اور قلعے ہوں گے جبکہ تمہارے لئے شہر کے اندر والی کھجوریں، چشموں والی آباد زمینیں، تمہارے جانوروں کو زکوٰۃ لینے والے آدمی کے پاس نہیں لے جایا جائے گا، الگ تھلگ جانور کو شمار نہیں کیا جائے گا، تمہیں مال چرانے سے نہیں روکا جائے گا، تم وقت پر نماز پڑھو گے، زکوٰۃ ادا کرو گے

ساتھ اپنی شکار گاہ کی طرف نکلے جب وہ باہر نکلے تو ان کا سامنا حضور ﷺ کے گھڑ سوار دستہ سے ہو گیا جس نے اکیدر کو گرفتار کر لیا اور حسان کو قتل کر دیا اس پر ریشم کی ایک قباء تھی جس میں سونے کی تاریں تھیں۔ حضرت خالد نے وہ قباء اس کے جسم سے اتاری اور خود حاضر ہونے سے پہلے ہی حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج دی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اکیدر کے بھائی کی قباء دیکھی جو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ مسلمان اسے ہاتھ لگاتے اور حیران ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے متعجب ہوئے ہو؟ اللہ کی قسم جنت میں حضرت سعد بن معاذ کے رومال اس سے خوبصورت ہوں گے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت خالد اکیدر کو رسول اللہ کی بارگاہ اقدس میں

تم پر یہ اللہ کا وعدہ ہے اور تمہارے لئے سچ اور وفا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور موجود مسلمان اس پر گواہ ہیں۔

ضاحیۃ سے مراد زمین کی اطراف، معامی سے مراد، مجہول زمین اغفال الارض سے مراد جس میں آبادی کے کوئی نشانات نہ ہوں۔ الضامنه من النخل سے مراد جو شہر کے اندر کھجوریں ہیں۔ ولا یحظر علیکم النبات۔ یعنی تم جہاں چاہو گے جانور چراؤ گے تمہیں نہیں روکا جائے گا۔

ولا تُعْدَلُ سارحتکم۔ تمہارے جانوروں کو زکوٰۃ لینے والے کے پاس نہیں لے جایا جائے گا۔ حضور ﷺ ان زمینوں کے علاوہ ان سے حلقہ لیا جس سے مراد اسلحہ ہے لیکن یہ سلوک اہل طائف کے ساتھ نہیں کیا تھا جب وہ توبہ کرتے ہوئے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے کیونکہ ان پر حضور ﷺ نے غلبہ پایا تھا اور ان کا بادشاہ قیدی کی حیثیت میں لایا گیا تھا لیکن حضور ﷺ نے ان کے کچھ اموال ان کے پاس ہی باقی رہنے دیئے جن کا ذکر مکتوب میں ہے کیونکہ حضور ﷺ نے سب لوگوں سے جنگ نہیں کی تھی کہ سختی سے سب لے لیتے جس طرح اہل خیبر کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ اگر خیبر والا معاملہ ہوتا تو ان کے تمام اموال مسلمانوں کے ہوتے جس طرح پہلے گزر چکا ہے ان کی ذاتوں میں اختیار حضور ﷺ کے پاس تھا، اگر حضرت خالد کے ان کے پاس آنے سے پہلے ہی توبہ کرتے ہوئے آجاتے جس طرح بنو ثقیف نے کیا تھا تو حضور ﷺ ان کے اموال میں سے کچھ بھی نہ لیتے۔

لائے۔ آپ نے اس کی جان بخشی کر دی اور جزیہ پر ان سے صلح کر لی پھر اسے آزاد چھوڑ دیا۔ وہ اپنی بستی کی طرف واپس آ گیا۔ بنوطی کے ایک آدمی نے کہا جسے بجیر بن بجرہ کہا جاتا، وہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضور ﷺ کے فرمان کا ذکر کرتا ہے۔ اِنَّكَ سَتَجِدُهٗ يَصِيْدُ الْبَقَر۔ کہ تو اسے نیل کا شکار کرتے ہوئے پائے گا۔ نیز یہ ذکر کیا کہ نیل نے اسے قلعہ سے باہر نکالا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تصدیق ہو۔

تَبَارَكَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ اِنِّیْ رَاَيْتُ اللّٰه يَهْدِیْ كُلَّ هَادٍ

گاؤں کو ہانکنے والا بڑا با برکت ہے میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ہدایت دینے والے کو ہدایت دیتا ہے۔

فَمَنْ يَّكُ حَائِدًا عَنْ ذِیْ تَبُوْكٍ فَاِنَّا قَدْ اُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

جو غزوۂ تبوک کرنے والے سے پھرتا ہے وہ پھرتا رہے ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

حضور ﷺ دس سے زائد دن تبوک میں مقیم رہے اس سے آگے تشریف نہ لے گئے پھر مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے۔

وادی مشقق اور اس کا پانی

راستہ میں ایک چشمہ تھا جو پہاڑی سے تھوڑا تھوڑا نکل رہا تھا جو ایک، دو یا تین سواروں کو

ہرقل کو خط

ابن اسحاق نے غزوۂ تبوک میں ہرقل کے بارے میں کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے حضرت دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ اس کی طرف ایک خط لکھا جس کا متن صحاح کی کتابوں میں مذکور و مشہور ہے۔ ہرقل نے ایک منادی کرنے والے کو منادی کرنے کا حکم دیا کہ اعلان کرے کہ ہرقل حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آیا ہے اور آپ کی اتباع کر لی ہے، لشکروں نے اسلحہ لے لیا اس کے محل کا محاصرہ کر لیا اور اس کے قتل کے درپے ہو گئے تو ہرقل نے ان کی طرف پیغام بھیجا میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین کے معاملہ میں کتنے پختہ ہو، میں تم سے راضی ہوں تو وہ بھی ہرقل سے راضی ہو گئے پھر اس نے ایک خط لکھا اور حضرت دحیہ کے ہاتھ اسے روانہ کیا۔ اس میں وہ نبی کریم ﷺ سے یہ کہتا ہے میں مسلمان ہوں لیکن مجبور ہوں، حضور ﷺ کی طرف تحائف بھیجے جب حضور ﷺ نے خط پڑھا فرمایا اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ نصرانی ہے۔

سیراب کرتا تھا۔ یہ چشمہ ایسی وادی میں تھا جسے وادی مشقق کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اس وادی میں پہلے جائے وہ اس سے پانی نہ پیئے یہاں تک کہ ہم پہنچ جائیں۔ کہا منافقوں کی ایک جماعت وہاں پہلے پہنچ گئی اور اس سے پانی پی لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو اس پر کھڑے ہو گئے، اس میں معمولی پانی بھی نہ دیکھا فرمایا کون اس پانی کی طرف پہلے آیا ہے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ فلاں فلاں۔ فرمایا کیا میں نے انہیں میرے آنے سے پہلے پانی پینے سے منع نہیں کیا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے ان کے لیئے بددعا کی پھر آپ سواری سے اترے اس ٹپکتے پانی کے نیچے ہاتھ رکھا تو آپ کے ہاتھ پر پانی بہنے لگا جو اللہ نے چاہا کہ پانی بہے پھر آپ نے پانی اس چٹان پر چھڑک دیا اور اپنے ہاتھ پر ملا اس کے لیئے دعا کی جو اللہ نے چاہی تو چشمہ سے پانی پھوٹ پڑا جس نے سنا وہ کہتا تھا اس پانی میں بجلی کی سی آواز تھی، لوگوں نے پانی پیا اور اس سے خوب سیراب ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم زندہ رہے یا تم میں سے کوئی زیادہ عرصہ تک زندہ رہا تو تم اس وادی کے بارے میں سنو گے کہ یہ وادی اردگرد کی وادیوں سے زیادہ سرسبز و شاداب ہوگی۔

ذوبجادین کے دفن پر حضور ﷺ کا اہتمام کرنا

مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے تھے کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو میں نصف رات کو اٹھا میں نے لشکر کی

ہدایا کے بارے میں حضور ﷺ کا موقف

حضور ﷺ نے اس کے ہدیہ کو قبول فرمایا اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، آپ مشرک محارب (حالت جنگ میں ہو) کا ہدیہ قبول نہیں کرتے، آپ نے یہ اس لئے قبول کیا تھا کہ یہ مسلمانوں کے لئے مال فئی تھا اسی وجہ سے آپ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اگر وہ ہدیہ آپ کے گھر میں آتا تو وہ صرف آپ کے لئے ہوتا جس طرح مقوقس کا ہدیہ آپ کے لئے تھا اور آپ نے مقوقس سے ہدیہ قبول بھی کیا تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ برسرپیکار نہیں تھا بلکہ اس نے دین میں داخل ہونے کا ارادہ بھی ظاہر کیا تھا جبکہ حضور ﷺ نے ملاعب الاسنہ کا تحفہ رد کر دیا تھا۔ اس نے آپ کی طرف گھوڑا بھیجا تھا اور یہ پیغام دیا مجھے ایک بیماری لاحق ہے جس نے مجھے روک رکھا ہے، اس بیماری کو دبیلہ کہتے میری طرف کوئی چیز بھیجئے جس سے دوا کروں۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف شہد کا ایک مشکیزہ بھیجا اور حکم دیا

ایک جانب آگ کا شعلہ دیکھا میں اسے دیکھنے کے لئے اس طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہیں اور عبداللہ مزنی ذو بجادین فوت ہو چکے ہیں لوگوں نے اس کے لئے قبر کھودی۔ رسول اللہ ﷺ اس کی قبر میں موجود ہیں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اوپر سے قبر میں اتار رہے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اپنے بھائی کو میرے قریب کر دو، وہ دونوں اسے نیچے کرتے ہیں جب حضور ﷺ اسے پہلو کے بل لٹا دیتے ہیں تو یوں دعا کی۔ اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ہائے کاش میں اس قبر میں دفن ہونے والا ہوتا۔

کہ اس سے شفا حاصل کرے اور اس کا تحفہ واپس کر دیا فرمایا مجھے مشرکوں کے تحائف لینے سے روک دیا گیا ہے۔ بعض محدثین اس واقعہ کو عامر بن طفیل کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ اس کا چچا عامر بن مالک تھا۔ حضور ﷺ نے عن زبد المشرکین فرمایا عن هدیتھم نہیں فرمایا۔ اس میں اس امر پر دلالت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کو ناپسند فرمایا جب وہ برسر پیکار ہوں کیونکہ زَبْد زُبْد سے مشتق ہے جس طرح مداہنہ دہن سے سے مشتق ہے تو معنی نرمی کی طرف لوٹ آتا ہے جبکہ حالت جنگ میں شدت اور سختی کا ہونا ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے عیاض بن حماد مجاشعی کا تحفہ بھی قبول نہیں کیا تھا جبکہ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس میں ہے اِنِّیْ نُهِیْتُ عَنْ زُبَدِ الْمُشْرِکِیْنَ۔ کہ مجھے مشرکین کا تحفہ قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے ابوسفیان کو عجوہ کھجوریں تحفہ کے طور پر دیں اور اس سے روٹی کا ہدیہ طلب کیا، ابوسفیان نے حالت شرک میں آپ کو روٹی بطورِ تحفہ پیش کی۔ یہ مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان صلح حدیبیہ کا دور تھا۔ یہ بھی روایت بیان کی گئی ہے کہ ہرقل نے حضور ﷺ کا خط سونے کے ایک ڈبے میں رکھ لیا۔ مقصود خط کی تعظیم تھا پھر لگا تار وہ سردار سے سردار کی طرف وراثت در وراثت چلتا رہا اور وہ اسے بہترین محفوظ رکھنے کی جگہ رکھتے چلے آئے یہاں تک کہ اذفونش طلیطلہ اور اندلس کے علاقوں پر قابض ہوا۔ وہ اس کے پاس تھا پھر اس کی بیٹی جو سلیطین کے نام سے معروف تھی اس کے پاس تھا۔ ہمارے بعض علماء نے مجھے بیان کیا ہے کہ اسے مسلمانوں کے لشکر کے اس قائد نے بیان کیا جسنے اس خط کی زیارت کا سوال کیا تھا جو عبدالملک بن سعید کے نام سے معروف تھا، کہا اس نے میرے لئے خط نکالا، میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے اسے چومنا چاہا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تو اس نے حفاظت کی خاطر اور مجھ سے بخل کرنے کی وجہ سے مجھے روک دیا اسے هِرَقْل اور هِرْقِل بھی کہتے ہیں۔

ذوالبجادین نام کی وجہ

ابن ہشام نے کہا ان کا نام ذو بجادین اس لئے پڑھا کیونکہ وہ اسلام کے بارے میں اپنی قوم سے جھگڑتے تھے۔ ان کی قوم اس مسئلہ میں ان سے جھگڑا کرتی تھی اور انہیں تنگ کرتی تھی یہاں تک کہ انہیں اس حال میں چھوڑا کہ ان کے جسم پر صرف ایک چادر تھی کوئی اور چیز نہ تھی۔ بجاد سے مراد ایسی چادر ہے جو بھاری اور کھردری ہو۔ حضرت ذوالبجادین اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچے تو اپنی چادر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک کو تہ بند بنالیا اور دوسری کو اوپر لپیٹ لیا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی وجہ سے ان کا نام ذو بجادین پڑ گیا۔ بجاد کا معنی ٹاٹ ہے۔ ابن ہشام نے کہا امرؤ القیس کا شعر ہے۔

كَاَنَّ اَبَانًا فِیْ عَرَانِیْنِ وَدْقِهٖ كَبِیْرُ اُنَاسٍ فِیْ بِجَادٍ مُزَمَّلِ

گویا ابان اپنی قوم کے سرداروں میں سب سے بڑا ہے جبکہ اس نے ٹاٹ کا لباس زیب تن

رونے والوں کا قصہ

رونے والے کا ذکر کیا ان میں عُلبہ بن زید کا ذکر کیا۔ یونس کی روایت میں ہے علبہ رات کو نکلے جتنی اللہ تعالیٰ نے چاہی نماز پڑھی پھر رونے لگے اور یوں دعا کی اے اللہ تو نے جہاد کا حکم دیا ہے اس میں رغبت دلائی ہے پھر تو نے میرے پاس کچھ بھی نہیں رکھا، نہ ہی میں تیرے رسول کے ساتھ جانے کی طاقت رکھتا ہوں۔ تیرے رسول کے پاس بھی ایسی سواری نہیں جس پر آپ مجھے سوار کر دیں، میں ہر مسلمان پر اپنی وہ تکلیف صدقہ کرتا ہوں جو مجھے میرے مال، جسم یا عرض عزت و ناموس میں پہنچی ہے پھر لوگوں کے ساتھ ہو لئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس رات صدقہ کرنے والا کہاں ہے تو کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، پھر فرمایا اس رات صدقہ کرنے والا کہاں ہے وہ کھڑا ہو اس نے اس رات جو کیا ہے وہ اس میں زہد اختیار نہ کرے تو حضرت علبہ اٹھے آپ کو بتایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے بشارت ہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، وہ مقبول زکوٰۃ میں لکھ دیا گیا ہے۔ رہے سالم بن عمیر اور عبداللہ بن مغفل ان دونوں کو یامین بن کعب نے روتے ہوئے دیکھا ان دونوں کو زاد راہ دیا سواری پر سوار کیا اور وہ دونوں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو لئے۔

کر رکھا ہے۔

ابورہم تبوک میں

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن شہاب زہری نے ابن اکیمہ لیثی سے وہ ابی رہم غفاری کے بھتیجے سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ابورہم کلثوم بن حصین سے سنا یہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔ وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شرکت کی۔ ایک رات میں ان کے ساتھ چل رہا تھا، ہم اخضر میں رسول اللہ ﷺ کے قریب تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نیند ڈال دی۔ میں جاگا جبکہ میری سواری حضور ﷺ کی

لفظ حس کا معنی

حضرت مولف نے ابورہم کے بارے میں بتاتے ہوئے اس کا یہ جملہ ذکر کیا ہے اَصَابَتْ رِجْلِی رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرِجْلَہٗ فِی الْغَرْزِ فَمَا اسْتَیْقَظْتُ اِلاَّ بِقَوْلِہٖ حَسِّ۔ غرز کا لفظ کجاوے کے لئے اسی طرح استعمال ہوتا ہے جس طرح رکاب سرج کے لئے، حس کا لفظ عرب اس وقت استعمال کرتے ہیں جب انہیں درد محسوس ہو۔

حدیث طیبہ میں ہے کہ حضرت طلحہ کے ہاتھ کو جب غزوۂ احد میں چوٹ لگی تو انہوں نے یہی لفظ ''حس'' کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ بسم اللہ کہتے تو جنت میں داخل ہو جاتے۔ یعنی لفظ حس کی جگہ بسم اللہ کہتے جبکہ لوگ انہیں دیکھ رہے ہوتے یا اس قسم کی کلام کی جس کا یہ معنی ہے۔ حس نہ اسم ہے نہ فعل ہے اس کا اعراب میں بھی کوئی محل نہیں۔ یہ صہ، مہ اور روید کی حیثیت میں بھی نہیں کیونکہ وہ اسماء الافعال ہیں حس یہ آواز ہے جس طرح انین کیونکہ یہ آواز وہ نکالتا ہے جسے درد ہوتا ہے جیسے آہ اور کوے کا قول غلق۔ ہم اس سے قبل اف میں دو وجہیں ذکر کر چکے ہیں ان میں سے ایک اصوات میں سے ہے جو مبنی ہے گویا اس کے ساتھ پھونک مارنے کی آواز کی حکایت بیان کی جاتی ہے۔ دوسری صورت میں یہ معرفہ ہے جیسے تبّا اس سے مراد میل کچیل ہے۔

اس کا قول النطاط یہ ثط کی جمع ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی داڑھی نہ ہو۔ شاعر کا قول ہے۔ کَھَامَةِ الشَّیْخِ الْیَمَانِی الثَّطِ۔ شیخ یمنی کی کھوپڑی کی طرح بے ریش۔ اسی کی مثل سناط ہے محدثین میں سے کچھ اسے شطاط روایت کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے اس کے الفاظ میں تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ آپ کا فرمان شبکة شدخ یہ بنو غفار کے علاقہ میں ایک جگہ ہے۔

سواری کے بالکل قریب تھی، میری سواری کے آپ کے قریب ہونے نے مجھے خوفزدہ کر دیا کیونکہ مجھے یہ خوف لاحق تھا کہ میرا پاؤں آپ کے رکاب میں نہ جا پڑے، میں اپنی سواری کو روکنے لگا کہ راستہ میں مجھ پر پھر نیند آ گئی، میں آپ کے حَسّ (اوہ) کہنے سے جا گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے معاف فرمایئے تو حضور ﷺ نے فرمایا چلو چلو پھر حضور ﷺ مجھ سے بنو غفار کے ان آدمیوں کے بارے میں پوچھنے لگے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ میں حضور ﷺ کو بتانے لگا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ سرخ پتلی لمبی داڑھیوں والی جماعت کا کیا رو یہ رہا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ پوچھا سیاہ رنگ، گھنگھریالے بالوں، چھوٹے قد والوں نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی میں انہیں اپنے قبیلہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا کیوں نہیں وہ لوگ جن کے اونٹ شبکہ شدخ میں ہیں، مجھے یاد آیا کہ وہ بنی غفار سے تعلق رکھتے ہیں مجھے وہ یاد نہیں تھے یہاں تک کہ مجھے یاد آیا وہ بنو اسلم کے خاندان کے لوگ تھے جو ہمارے حلیف تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ بنو اسلم سے تعلق رکھتے ہیں جو ہمارے حلیف ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا انہیں کس نے روکا تھا جب وہ خود نہ آئے تو وہ اللہ کی راہ میں اپنے اونٹوں پر کسی پھرتیلے جوان کو سوار کر دیتے۔ میرے لئے سب سے زیادہ تکلیف کا باعث قریش میں سے مہاجروں، انصار، بنو غفار اور بنو اسلم کا گھروں میں بیٹھ رہنا ہے۔

غزوۂ تبوک سے واپسی اور مسجد ضرار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ ذی اوان میں اترے۔ ذی اوان اور مدینہ طیبہ کے درمیان چند گھڑیوں کا فاصلہ تھا۔ مسجد ضرار بنانے والے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تھے جبکہ آپ غزوۂ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔

مسجد ضرار کے اصحاب

ان منافقین کا حضرت مولف نے ذکر کیا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی ان میں جاریہ بن عامر کا ذکر کیا وہ حمار الدار سے معروف تھا اس کا نسب یہ تھا، جاریہ بن عامر بن مجمع بن عطاف۔ انہیں لوگوں میں حضرت مولف نے جاریہ کے بیٹے مِجمّع کا ذکر بھی کیا ہے وہ اس وقت نوجوان آدمی تھا جس نے قرآن حفظ کیا، ان لوگوں نے اسے امام بنایا وہ ان منافقوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسے امامت سے معزول

انہوں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے یہ مسجد بیماروں، ضرورت مندوں، بارش والی رات اور موسم سرما کی راتوں میں نماز پڑھنے کے لئے بنائی ہے۔ ہم پسند کرتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں اس میں ہمیں نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا میں سفر کی تیاری میں ہوں اور مصروف ہوں یا جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے چاہا اگر ہم واپس لوٹے تو ضرور تمہارے پاس آئیں گے اور اس مسجد میں تمہیں نماز پڑھائیں گے۔

جب رسول اللہ ﷺ ذی اوان میں اترے تو مسجد کی خبر ان تک پہنچی، رسول اللہ ﷺ نے مالک بن دخشم، جو بنو سالم بن عوف سے تعلق رکھتے تھے، معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم بن عدی بنو عجلان سے تعلق رکھتے تھے کو بلایا فرمایا اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے متعلقین ظالم ہیں اسے گرا دو اور جلا دو۔ وہ دونوں جلدی سے گئے یہاں تک کہ بنی سالم بن عوف میں پہنچے۔ یہ مالک بن دخشم کا خاندان تھا۔ مالک نے معن سے کہا میرا انتظار کرنا یہاں تک کہ میں گھر سے آگ لے آؤں وہ گھر گئے کھجور کی ایک شاخ لی اس میں آگ لگائی پھر دونوں تیزی سے چلے یہاں تک کہ مسجد ضرار میں داخل ہوئے جبکہ اس میں اس کے متعلقین موجود تھے۔ دونوں نے اسے آگ لگا دی اور اسے گرا دیا سب لوگ اس کے ساتھ تتر بتر ہو گئے۔ ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا (توبہ: ۱۰۷) جن لوگوں نے اس مسجد کو بنایا تھا وہ بارہ افراد تھے۔ ان میں خذام بن خالد جو بنو عبیدہ بن زید سے تعلق رکھتے تھے جو بنو عمرو بن عوف کی ایک شاخ تھی، اس کے گھر کے ایک حصہ میں مسجد بنائی گئی تھی، ثعلبہ بن حاطب جو بنو

کرنے کا ارادہ کیا۔ پوچھا کیا تو مسجد ضرار کا امام نہیں تھا۔ مجمع نے عرض کیا میں ان کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں رکھتا اور اس کے بارے میں لوگ حسن ظن رکھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق فرمائی اور امامت پر قائم رکھا۔ مسجد نبوی کے علاوہ مدینہ طیبہ کی نو مساجد تھیں، تمام لوگ حضرت بلال کی اذان سن کر نمازیں پڑھتے تھے۔ بکیر بن عبد اللہ اشج نے اسی طرح کہا ہے اس روایت میں جو ابو داؤد نے مراسیل اور دار قطنی نے سنن میں روایت کیا ہے ان مساجد میں مسجد راتج، مسجد بنی عبد الاشہل، مسجد بنی عمرو بن مبذول، مسجد جہینہ واسلم۔ میرا خیال ہے آپ نے مسجد بنی سلمہ فرمایا، باقی کا ذکر سنن میں موجود ہے۔ ابن اسحاق نے راستہ میں جن مساجد کا ذکر فرمایا ان میں مسجد ذی الخیفہ ابی بحر کی کتاب میں اسی طرح خاء معجمہ کے ساتھ ہے جو علی بن ابی سراج ابن اقلیلی اور احمد بن خالد پر کتاب پڑھی گئی اس میں جیفہ کے نام سے لفظ واقع ہوا ہے۔

امیہ بن زید سے تعلق رکھتا تھا، معتب بن قشیر جو بنوضبیعہ بن زید سے تعلق رکھتا تھا، ابوحبیبہ بن ازعر جو بنوضبیعہ بن زید سے تعلق رکھتا تھا، عباد بن حنیف جو سہل بن حنیف کا بھائی تھا جو بنوعمرو بن عوف کی ایک شاخ تھی، جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ نبتل بن حارث جو بنوضبیعہ سے تعلق رکھتا تھا، بحزج جو بنوضبیعہ سے تعلق رکھتا تھا، بجاد بن عثمان جو بنوضبیعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ودیعہ بن ثابت جو بنوامیہ بن زید سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ ابولبابہ بن منذر کا خاندان تھا۔

مدینہ طیبہ سے تبوک تک کی مساجد مشہور و معروف ہیں۔ مسجد تبوک، مسجد ثنیہ مدراں، مسجد ذات زراب، مسجد اخضر، مسجد ذات الخطمی، مسجد الاء، مسجد طرف البتراء جو ذنب کواکب میں ہے، مسجد شق یعنی شق تارا، مسجد ذی الجیفہ، مسجد صدر حوضی، مسجد حجر، مسجد صعید، مسجد وادی، جو آج وادی قری کہلاتی ہے، مسجد رقعہ جو شقہ میں ہے جو شقہ بنوعذرہ ہے، مسجد ذی مروہ، مسجد فیفاء، مسجد ذی خشب۔

پیچھے رہ جانے والے تین افراد

رسول اللہ مدینہ طیبہ تشریف لائے، پیچھے رہنے والوں میں ایک جماعت منافقوں کی تھی، پیچھے رہنے والوں میں سے تین پکے مسلمان تھے۔ وہ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا ان تینوں میں سے کسی سے بھی بات نہ کرو جو منافق نہیں گئے تھے۔ انہوں نے قسمیں اٹھانا شروع کر دیں اور معذرت کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان منافقوں سے درگزر فرمایا لیکن تین مخلص افراد کی اللہ اور اس کے رسول نے معذرت قبول نہ کی۔ مسلمانوں نے ان تینوں سے کوئی کلام نہ کی۔

حضرت کعب کا واقعہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ اس کا والد عبداللہ یہ اپنے والد کو ساتھ لے کر چلتے تھے

تین پیچھے رہ جانے والوں کا ذکر

حضرت مولف نے ان تین افراد کا ذکر کیا ہے جو گھروں میں ہی رہے تھے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ان سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا تھا۔ ان لوگوں پر حضور ﷺ سخت غصے ہوئے تھے۔ ان کے بارے میں وعید نازل ہوئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کی توبہ قبول کر لی،

جب ان کی نظر جاتی رہی تھی نے کہا میں نے اپنے والد کعب بن مالک کو اپنا واقعہ اور اپنے ساتھیوں کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ کہا رسول اللہ ﷺ جس غزوۂ میں تشریف لے گئے تھے میں کسی غزوہ میں بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ سوائے غزوۂ بدر کے غزوۂ بدر میں پیچھے رہ جانے والوں پر اللہ اور اس کے رسول نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ غزوۂ بدر کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ قریش کے قافلہ کو پکڑنے کے لئے تشریف لے گئے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دشمنوں کو بغیر کسی عہد کے جمع کر دیا تھا، میں عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا۔ جب ہم نے اسلام قبول کرنے پر باہم عہد و پیمان کیا تھا مجھے یہ چیز کوئی محبوب نہ تھی کہ اس کے مقابلہ میں میں بدر میں شریک ہوتا جبکہ غزوۂ بدر میں شرکت لوگوں کے ہاں زیادہ مشہور تھی۔ میرا واقعہ یہ ہے کہ جب میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ گیا تھا اس سے بہتر میں کبھی بھی زیادہ طاقت اور آسودگی میں نہ تھا، اللہ کی قسم میرے پاس کبھی بھی دو سواریاں اکٹھی موجود نہیں رہیں مگر اس موقعہ پر میرے پاس دو سواریاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی غزوۂ کا ارادہ فرماتے تو اس کے بارے میں اشارہ سے بات کرتے مگر اس موقع پر آپ نے معاملہ کھول کر بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ غزوہ سخت گرمی میں کیا، طویل سفر کیا اور بہت بڑے دشمن کا سامنا تھا۔ آپ نے لوگوں کے لئے معاملہ کو واضح کیا تا کہ لوگ اس کی خوب تیاری کر لیں اور جس طرف جانا تھا اس کی خبر دی۔ جن مسلمانوں نے اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی ان کی تعداد بہت زیادہ تھی کوئی دیوان انہیں جمع نہیں کر سکتا تھا۔

کعب نے کہا شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو گا جس نے غائب ہونے کا ارادہ کیا تو اس کا یہی گمان تھا کہ اس کا معاملہ مخفی رہے گا جب تک اس کے بارے میں وحی نازل نہ ہو۔ رسول

اگر چہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں ہے لیکن انصار کے حق میں یہ فرض عین تھا کیونکہ انہوں نے اسی بات پر حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر وہ یوں رجز پڑھ رہے تھے۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ہم وہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہاد کرنے پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

اللہ ﷺ نے اس وقت یہ غزوہ کیا جب پھل پکے ہوئے تھے، سائے بڑے محبوب لگتے تھے اور لوگ ان کے حریص تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور مومنوں نے جہاد کی تیاری کی، میں صبح کو ان کے ساتھ جانے کی تیاری کا سوچتا پھر لوٹ آتا اور کام پورا نہ ہوتا میں دل میں کہتا جب ارادہ کروں گا تیاری مکمل کرلوں گا۔ یہ سلسلہ مجھ پر طویل ہوتا گیا یہاں تک لوگوں نے تیاری مکمل کر لی۔ رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے جبکہ مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے لیکن میری تیاری نہ ہوسکی۔ میں نے کہا میں آپ کے ایک یا دو دن بعد تیاری کرلوں گا اور آپ تک پہنچ جاؤں گا ان کے روانہ ہونے کے بعد میں نے تیاری کا ارادہ کیا لیکن کسی کام کی وجہ سے پھر لوٹ آیا اور تیاری کا کچھ بھی نہ کیا پھر میں نے صبح تیاری کا ارادہ کیا اور کسی کام کی وجہ سے لوٹ آیا اور تیاری نہ کرسکا۔ یہ سلسلہ لگا تار طویل ہوتا گیا یہاں تک صحابہ تیز رفتاری سے نکل گئے اور غزوہ میں شرکت مجھ سے رہ گئی۔ میں نے پھر بھی کوچ کا ارادہ کیا کہ میں صحابہ کو پالوں گا۔ کاش میں ایسا کرگزرتا لیکن میں نے پھر بھی ایسا نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہونے کے بعد میں لوگوں میں چکر لگاتا تو یہ چیز مجھے سخت دکھ دیتی کہ میں صرف انہیں لوگوں کو دیکھتا جن پر نفاق کی تہمت تھی یا جو لوگ معذور تھے، راستہ میں رسول اللہ ﷺ نے میرا کوئی ذکر نہ کیا یہاں تک کہ آپ تبوک پہنچ گئے، آپ تبوک میں جلوہ افروز تھے تو آپ نے فرمایا کعب بن مالک نے کیا کیا؟ تو بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اسے دھاری دار چادر اور اس کی اطراف میں اس کے دیکھنے نے ابسے ساتھ آنے سے روک دیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل نے کہا تو نے کتنی بری بات کی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم ہم تو اس میں بھلائی ہی جانتے ہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔

جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آنے والے ہیں تو مجھے مصیبت نے آلیا میں جھوٹ بولنے کا کر کرتا اور کہتا میں کل کس طرح رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی سے بچ سکتا ہوں۔ اس بارے میں خاندان کے صاحب رائے لوگوں سے مشورہ کیا جب مجھے یہ بتایا گیا رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آیا چاہتے ہیں تو مجھ سے باطل بھاگ گیا اور میں نے جان لیا کہ میں

غزوۂ بدر میں جو لوگ لشکر کے ساتھ شامل نہیں ہوئے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لشکر تجارتی قافلہ کو پکڑنے کے لئے نکلا تھا، ان کا خیال نہیں تھا کہ جنگ بھی ہوگی۔ اس غزوہ میں ان کا گھروں میں رہنا یہ بیعت توڑنا تھا جو گناہ کبیرہ ہے۔ ابن بطال نے اس مسئلہ میں یہی کہا ہے میں ان کے علاوہ کسی توجیہ کو نہیں جانتا۔ رہے تین احباب تو ان میں سے ایک کعب بن مالک بن ابی کعب تھے۔ ابی کعب کا نام عمرو

صرف سچ بول کر ہی بچ سکتا ہوں تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت مدینہ طیبہ پہنچے جب آپ سفر سے واپس آتے تو مسجد سے اپنے قیام کا آغاز کرتے۔ آپ نے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے بیٹھ گئے۔ جب حضور ﷺ نے یہ کیا تو پیچھے رہ جانے والوں میں سے لوگ حاضر ہونے لگے۔ وہ قسمیں اٹھاتے اور معذرت پیش کرتے ان کی تعداد اسی افراد سے زائد تھی۔ حضور ﷺ ان کی بات اور قسم قبول فرماتے اور دعائے مغفرت کرتے اور ان کی نیتوں کو اللہ کے سپرد کر دیتے یہاں تک کہ میں حاضر خدمت ہوا، میں نے سلام عرض کیا آپ نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا پھر فرمایا آگے آؤ میں چلتا ہوا آیا یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا تو پیچھے کیوں رہ گیا۔ کیا تو نے سواری خریدی ہوئی نہیں تھی؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آپ کے علاوہ کسی اور کے پاس ہوتا تو میں یہ خیال کرتا کہ میں کسی عذر کی وجہ سے اس کی ناراضگی سے بچ جاؤں گا۔ مجھے بات کرنے کا بھی خوب سلیقہ آتا ہے مگر اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں اگر میں آپ سے آج جھوٹی بات کروں گا تاکہ آپ راضی ہو جائیں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جائے، اگر میں آپ سے سچی بات کروں گا تو یقیناً آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے، میں اللہ تعالیٰ سے آخرت کا امیدوار ہوں اللہ کی قسم میرا کوئی عذر نہیں تھا۔ اللہ کی قسم جب میں آپ سے پیچھے رہا تو اس سے بڑھ کر پہلے میں کبھی قوی اور خوشحال بھی نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے سچی بات کی ہے، اٹھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں فیصلہ فرمائے۔ میں اٹھا اور میرے ساتھ ہی بنو سلمہ کے لوگ بھی جلدی اٹھے، وہ میرے پیچھے ہو لئے انہوں نے مجھے کہا اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہے کیا تو بات سے بھی عاجز تھا کہ جس طرح دوسرے پیچھے رہنے والے لوگوں نے معذرت کی تو بھی اسی طرح معذرت کر لیتا؟ تیرے گناہ کے لئے تو رسول اللہ کی استغفار کافی تھی۔ اللہ کی قسم وہ میرے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور پہلی بات کو جھٹلاتا ہوں

بن قین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج انصاری سلمی تھے جن کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا ابو عبدالرحمٰن تھی، ایک قول یہ کیا گیا ابو بشیر تھی اس کی ماں لیلیٰ بنت زید بن ثعلبہ تھی جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتی تھی۔ دوسرے ہلال بن امیہ تھے وہ بنو واقف سے تعلق رکھتے تھے اور مرارہ بن ربیعہ انہیں ابن ربیع عمری انصاری بھی کہا جاتا، یہ بنو

پھر میں نے ان سے کہا کیا میرے علاوہ بھی کسی نے اس طرح کیا ہے لوگوں نے بتایا ہاں دو اور افراد نے بھی تیری طرح کی بات کی ہے تو انہیں وہی حکم دیا گیا جو تجھے دیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا مرارہ بن ربیع جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے ہیں اور ہلال بن امیہ واقفی۔ لوگوں نے میرے لئے دو صالح آدمیوں کا ذکر کیا تھا، دونوں میں میرے لئے بہترین اسوہ تھا جب لوگوں نے ان دونوں کا ذکر کیا تو میں خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو پیچھے رہنے والوں میں سے ہم سے بات چیت کرنے سے روک دیا۔ لوگ ہم سے اجنبی ہو گئے اور بالکل ہمارے لئے بدل گئے یہاں تک کہ میرے لئے اپنا نفس اور زمین بھی اجنبی بن گویا یہ وہ زمین ہی نہ تھی جس سے میں واقف تھا۔ ہم پچاس دن تک اسی طرح رہے جہاں تک میرے دونوں ساتھیوں کا تعلق تھا وہ تو کمزور ثابت ہوئے اور گھروں میں بیٹھ گئے جبکہ میں جوان اور قوی تھا میں باہر نکلتا مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھتا، بازاروں میں چکر لگاتا لیکن مجھ سے کوئی آدمی گفتگو نہ کرتا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا میں آپ کو سلام کرتا جبکہ آپ نماز کے بعد مجلس میں تشریف فرما ہوتے۔ میں دل میں کہتا کیا حضور ﷺ نے سلام کا جواب دینے کے لئے ہونٹوں کو حرکت دی تھی یا کہ نہیں؟ میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا، آپ کو وقتاً فوقتاً دیکھتا جب نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو حضور ﷺ مجھے دیکھتے جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ مجھ سے اعراض کرتے یہاں تک مسلمانوں کی طرف سے یہ سختی مجھ پر شاق ہو گئی، میں چلا یہاں تک کہ ابو قتادہ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ چچا زاد بھائی تھے اور لوگوں میں سے مجھے سب سے پیارے تھے، میں نے انہیں سلام کیا اللہ کی قسم انہوں نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ بات کی اور انہیں اللہ کا واسطہ دیا وہ پھر بھی خاموش رہے میں نے پھر بات کی انہیں اللہ کا واسطہ دیا، وہ خاموش رہے میں نے پھر بات کی اور انہیں اللہ کا واسطہ دیا تو انہوں نے یہ کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ میری

عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت مولف نے کعب کے قول کا ذکر کیا ہے زاح عنی الباطل۔ زاح اور انزاح اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی چیز چلی جائے۔ اس کا مصدر زیوح اور زیحان آتا ہے۔ ایک اصمعی سے اور دوسرا کسائی سے منقول ہے۔

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے میں اچھلا باغ کی دیوار پر چڑھا پھر بازار چلا گیا میں ابھی بازار میں ہی جا رہا تھا کہ ایک شام کا نبطی میرے بارے میں پوچھ رہا تھا جو مدینہ طیبہ میں غلہ بیچنے کے لئے لایا تھا وہ پوچھ رہا تھا مجھے کعب بن مالک کا کوئی پتہ بتائے گا، لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچ گیا۔ اس نے غسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا اس نے ریشم کے ایک ٹکڑے پر خط لکھا تھا اس میں تھا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تیرے آقا نے تم پر ظلم کیا ہے۔ اللہ تیرے لئے ذلت اور ہلاکت کا گھر نہ بنائے، ہمارے پاس چلے آتے ہم تیرے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ جب میں نے اس خط کو پڑھا تو میں نے کہا یہ ایک نئی آزمائش ہے جس مصیبت میں پڑا ہوں وہ یہاں تک آپہنچی ہے کہ اہل شرک میرے بارے میں آرزوئیں کرنے لگے ہیں۔ میں خط لے کر تندور کی طرف گیا اور اس میں اسے جلا دیا ہم اسی طرح رہے یہاں تک کہ چالیس دن گزر گئے کہ رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس پہنچتا ہے اور پیغام دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ اپنی بیوی سے بھی الگ تھلگ رہو، میں نے کہا اسے طلاق دے دوں یا کچھ اور حکم ہے۔ کہا طلاق دینے کا حکم نہیں بلکہ اس سے الگ تھلگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ، میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی حکم دیا میں نے اپنی بیوی سے کہا اپنے خاندان میں چلی جا انہیں کے پاس رہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ فرمانا چاہتا ہے فرما دے۔ ہلال بن امیہ کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہلال بن امیہ بہت بوڑھا ہے اس کا کوئی خادم بھی نہیں کیا آپ اسے ناپسند کرتے ہیں کہ میں اس کی خدمت کروں۔ فرمایا نہیں لیکن وہ تیرے قریب نہ جائے اس نے عرض کی اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ اس کو مجھ سے کوئی غرض نہیں، اللہ کی قسم وہ اس دن سے لے کر آج تک لگاتار رو رہا ہے مجھے تو خوف ہے کہیں اس کی نظر ہی نہ جاتی رہے، میرے خاندان کے کچھ لوگوں نے بھی کہا کاش تم بھی اپنی بیوی کے بارے میں اجازت لے لیتے، حضور ﷺ نے ہلال بن امیہ کی بیوی کو ان کی خدمت کی اجازت دے دی ہے میں نے کہا میں تو ہرگز اجازت طلب نہ کروں گا، میں کیا جانوں جب میں

کسی کے احترام میں کھڑے ہونا

ان کا قول فَقَامَ اِلَیَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَنِّئُنِي۔ حضرت کعب اسے اپنے لئے خیال کرتے تھے۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ آدمی کے لئے کھڑے ہونے پر خوشی کا اظہار کرنا جائز ہے جس طرح حضرت طلحہ حضرت کعب کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت کعب خوش ہوئے جبکہ حضرت سعد بن معاذ

حضور ﷺ سے اجازت طلب کروں تو آپ مجھے کیا ارشاد فرمائیں جبکہ میں نوجوان آدمی ہوں ، ہم اس کے بعد بھی دس دن تک اسی طرح رہے اس طرح ہمارے اس دن سے پچاس دن مکمل ہو گئے جس وقت سے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے سے منع کر دیا تھا، میں نے صبح کی نماز چھت پر پڑھی یہ پچاسویں دن کی صبح کی نماز تھی، حال وہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا وہ زمین جو بڑی کشادہ ہے وہ ہم پر تنگ پڑ چکی تھی اور میرا نفس نکلا جا رہا تھا میں نے سلع کے پیچھے خیمہ لگا رکھا تھا میں اسی خیمہ میں تھا کہ میں نے آواز دینے والے کی بلند آواز سنی جبکہ وہ سلع پہاڑ پر تھا، وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا اے کعب بن مالک تجھے بشارت ہو، میں سجدے میں گر گیا اور پہچان گیا کہ کشادگی کا لمحہ آ پہنچا ہے۔

حضور ﷺ نے جب صبح کی نماز پڑھی تھی تو آپ نے ہماری توبہ کے قبول ہونے کی خبر دے دی تھی۔ لوگ ہمیں خوشخبریاں دینے لگے، خوشخبریاں دینے والے میرے ساتھیوں کے پاس گئے، ایک آدمی نے میری طرف گھوڑا دوڑایا اور بنو اسلم کا ایک آدمی میری طرف دوڑا یہاں تک کہ پہاڑ پر چڑھا اس کی آواز گھوڑے سے تیز تھی۔ جب وہ آدمی میرے پاس پہنچا جس نے مجھے آواز دی تھی تو میں نے اپنے کپڑے اتارے اور خوشی کے طور پر دونوں اسے پہنا دیئے۔ اللہ کی قسم اس روز میں ان کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں تھا۔ میں نے دو کپڑے ادھار لئے انہیں پہنا پھر میں حضور ﷺ کی ملاقات کی غرض سے نکلا لوگ مجھے ملے جو مجھے توبہ کی قبولیت کی بشارت دے رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ قبول ہونے پر تجھے مبارک یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز تھے، آپ کے ارد گرد لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اٹھے انہوں نے مجھے سلام کیا اور مجھے مبارک باد دی۔ اللہ کی قسم مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی آدمی بھی میرے طرف نہیں اٹھا، کہا کعب بن مالک ان کا یہ طرزِ عمل کبھی نہیں بھولے گا۔

حضرت کعب نے کہا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا آپ کا چہرہ خوشی سے چمک

کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اپنے سردار کے لئے اٹھو۔ حضور ﷺ خود بھی بعض افراد کے لئے کھڑے ہوتے تھے، ان میں سے ایک صفوان بن امیہ ہے جب یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھڑے ہوئے، عدی بن حاتم اور زید بن حارثہ، جب یہ مکہ مکرمہ سے آئے تھے اسی طرح بعض دوسرے افراد کے لئے بھی آپ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ

رہا تھا فرمایا آپ کو اس دن کی مبارک ہو جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے اس سے بہتر دن تجھ پر نہیں گزرا ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم پہچان لیتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری اللہ کی بارگاہ میں توبہ یہ ہے کہ میں اپنے مال سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو۔ یہ تیرے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کی میں وہ مال اپنے پاس رکھتا ہوں جو خیبر میں میرا حصہ ہے، میں نے عرض کی سچ نے مجھے نجات عطا فرمائی ہے اللہ کی بارگاہ میں میری توبہ یہ ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ بولوں گا۔ اللہ کی قسم میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا ہو کہ وہ مجھ سے افضل ہے۔ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سچی بات ذکر کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے آزمائش میں ڈالا ہو، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں یہ بات کی اس وقت سے میں نے جھوٹ کا ارادہ نہیں کیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ باقی ماندہ زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (توبہ ۱۱۷ تا ۱۱۹) ''یقیناً رحمت سے توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے (اپنے) نبی پر نیز مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے پیروی کی تھی نبی کی مشکل گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ

حدیث حضرت معاویہ سے مروی حدیث کے معارض نہیں جس میں ہے مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ ایک روایت میں ہے يَسْتَجِمُّ لَهُ الرِّجَالُ کیونکہ یہ وعید متکبروں کے لئے ہے یا ان لوگوں کے لئے ہے کہ اگر لوگ ان کے لئے کھڑے نہ ہوں تو وہ غضبناک اور ناراض ہو جائیں۔

ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے ان میں سے پھر رحمت سے توجہ فرمائی ان پر، بیشک وہ ان سے بہت شفقت کرنے والا رحم فرمانے والا ہے اور ان تینوں پر بھی (نظر رحمت فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور بوجھ بن گئیں ان پر ان کی جانیں اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر اسی کی ذات تب اللہ تعالیٰ ان پر مائل بکرم ہوا تاکہ وہ بھی رجوع کریں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا (اور) ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ"۔

حضرت کعب نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے اسلام لانے کی صورت میں جو نعمت مجھے عطا فرمائی تھی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی ایسی نعمت سے نہیں نوازا جو میرے نزدیک اس نعمت سے عظیم ہو جو اس روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچ بولنے کی صورت میں ملی میں نے اس وقت جھوٹ نہیں بولا اگر میں اس وقت جھوٹ بولتا تو میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل فرمائی تو ان جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں فرمایا یہ بدترین بات تھی جو کسی کے بارے میں فرمائی۔

فرمایا: سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۞ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ (توبہ ۹۵۔۹۶) "عنقریب تمہارے سامنے آ کر یہ قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف واپس جاؤ گے تاکہ تم ان سے کوئی تعرض نہ کرو تم ان سے صرف نظر کرو بے شک وہ سراسر ناپاک ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ ان کے کیے کی جزا ہے اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تب بھی اللہ تعالیٰ فاسقوں سے راضی نہیں ہوگا"۔

حضرت کعب نے کہا ہم تینوں کے معاملہ کو ان لوگوں کے معاملہ سے موخر رکھا گیا جنہوں نے حضور ﷺ کے سامنے قسمیں کھائی تھیں تو حضور ﷺ نے ان کی قسموں کو قبول کر لیا تھا اور

بعض علماء سلف نے فرمایا نیکی کی نیت سے والد کے لئے کھڑا ہونا اور خوشی کے اظہار کے طور پر بیٹے کے لئے کھڑا ہونا ٹھیک ہے۔

یہ قول اس وجہ سے سچا ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو دیکھ کر کھڑی ہو جاتی تھیں۔ مقصود آپ کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی تھا اور حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے

انہیں معذور گردانا تھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے معاملہ کو موخر کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے جو فیصلہ فرمائے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (توبہ:۱۱۸)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیچھے رہ جانے کا جو ذکر کیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ ہم غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے بلکہ اس لئے کہ حضور ﷺ نے ہمارے معاملے کو موخر کر دیا تھا اور ہمارے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا، بنسبت ان لوگوں کے جنہوں نے قسمیں کھائیں، معذرت پیش کی تو حضور ﷺ نے اسے قبول کیا۔

رمضان نو ہجری میں ثقیف کے وفد کی آمد اور ان کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں تبوک سے واپس تشریف لائے اور اسی مہینے میں بنو ثقیف کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ان کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بنو ثقیف سے واپس آئے تو آپ کے پیچھے پیچھے عروہ بن مسعود ثقیف بھی آ گیا اور آپ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے وہ آپ کو ملا، اسلام قبول کیا اور اجازت چاہی کہ مسلمان ہونے کی حیثیت میں اپنی قوم میں جائے۔ رسول

لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مقصود ان کی آمد پر خوشی کا اظہار تھا، اسی طرح ہر وہ قیام جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجہ میں ہو، بھائی پر اللہ کی نعمت ہو اس پر خوشی کے اظہار کے طور پر ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس کے ساتھ حسن سلوک کے طور پر ہو، جو اس حسن سلوک کو پسند کرتا ہو تو یہ جائز ہوگا۔ یہ صورتیں حضرت معاویہ سے مروی حدیث کی نہی سے خارج ہوں گی۔

ثقیف کا اسلام قبول کرنا

جب حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کو شہید کیا گیا تو آپ نے فرمایا مثله کمثل صاحب یاسین فی قومه۔ حضور ﷺ کے ارشاد میں یہ احتمال موجود ہے کہ صاحب یاسین سے مراد وہ شخص ہو جس کا ذکر سورۃ یٰسین میں ہے جس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ رسولوں کی پیروی کرو تو اس کی قوم نے اسے قتل کر دیا تھا۔ اس کا نام حبیب بن مری تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد صاحب الیاس ہو جو یسع تھا کیونکہ الیاس کے نام میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ یاسین تھا۔ طبری نے کہا وہ الیاس بن یاسین تھے، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ (صافات:۱۳۰) ہم نے التعریف

اللہ ﷺ نے اسے فرمایا جس طرح اس قوم کا خیال ہے کہ وہ تجھے قتل کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ ان (بنوثقیف) میں کسی امر سے پلٹ آنے کے بارے میں شدید تکبر پایا جاتا ہے۔ عروہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ان کے نزدیک باکرہ عورتوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔ ابن ہشام نے کہا مِنْ اَبْكَارِهِمْ کی جگہ مِنْ اَبْصَارِهِمْ کے الفاظ مروی ہیں یعنی میں ان کے ہاں ان کی آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔

ابن اسحاق نے کہا عروہ بنوثقیف میں اسی طرح پسندیدہ تھا اور ہر حکم میں اس کی اطاعت کی جاتی تھی، وہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے نکلا اسے امید تھی کہ اس کی قوم کے لوگ اس کی مخالفت نہ کریں گے کیونکہ یہ ان میں بڑا مقام و مرتبہ رکھتا تھا جب وہ اپنے بالا خانے سے لوگوں کے سامنے آیا اس نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور اپنے دین کو ظاہر کیا تو انہوں نے ہر طرف سے اس کی طرف تیر پھینکے، ایک تیر اسے لگا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ بنو مالک کا خیال ہے ان کے ایک آدمی نے اسے قتل کیا جسے اوس بن عوف کہتے جو بنوسالم بن مالک سے تعلق رکھتا تھا۔ بنو احلاف کا گمان ہے ان کے ایک آدمی نے اسے قتل کیا جو بنوعتاب بن مالک سے تعلق رکھتا تھا جسے وہب بن جابر کہتے، ایک قول یہ کیا گیا کہ عروہ سے پوچھا گیا مَا تَرٰی فِیْ دَمِكَ۔ تیری اپنی خون کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا یہ شرف ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے اور شہادت ہے جس کی طرف اللہ مجھے لے آیا ہے، میرے بارے میں وہی رائے رکھو جو

والا علام میں الیاس، الیاسین اور آل یاسین کا معنی کھول کر بیان کر دیا ہے اور جس نے یہ کہا کہ الیاسین، اشعرین کی طرح جمع کا صیغہ ہے اس کی خطا کو بھی واضح کیا ہے اور جس نے یہ کہا کہ یاسین سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے اس کے ضعف کو بھی بیان کر دیا ہے اس لئے حقیقت حال کو وہاں دیکھ لو۔

حضرت عروہ کی بیوی

عروہ کی بیوی کا نام میمونہ بنت ابی سفیان تھا جس کے بطن سے ابو مرہ بن عروہ پیدا ہوا اور ابو مرہ کی بیٹی لیلیٰ حضرت حسین بن علی علیہما السلام کی زوجہ تھیں جس کے بطن سے علی اکبر کی ولادت ہوئی جو طف (کربلا) میں شہید ہوئے۔ علی اصغر (1) وہ شہید نہ ہوئے تھے ان کی ماں ام ولد تھیں جس کا نام سلافہ تھا جو کسریٰ بن یزدجرد کی بیٹی تھیں۔ اس کی بہن غزال تھی جو ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارب بن ہشام کی والدہ تھی۔

1۔ شاید شارح کی مراد ان سے امام زین العابدین ہیں۔ (مترجم)

ان شہداء کے بارے میں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے یہاں سے روانہ ہونے سے شہید ہوئے۔ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ دفن کرنا ان لوگوں نے اسے شہداء کے ساتھ دفن کرایا۔ ان لوگوں کا یہ خیال بھی ہے کہ حضور ﷺ نے عروہ بن مسعود ثقفی کے بارے میں یہ بھی کہا تھا اِنَّ مِثْلَهٗ فِیْ قَوْمِهٖ كَمَثَلِ صَاحِبِ يٰسِيْن فِیْ قَوْمِهٖ۔ عروہ کی مثال اپنی قوم میں ایسی ہی ہے جیسے صاحب یاسین کی اپنی قوم میں۔

عروہ کی شہادت کے بعد بنوثقیف کچھ مہینے اسی طرح رہے پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس راستے پر پہنچے کہ ان میں ان قبائل سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں جو ہمارے اردگرد رہائش پذیر ہیں اس لئے انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اسلام لے آئے۔

مجھے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے بتایا کہ عمرو بن امیہ جو بنوعلاج سے تعلق رکھتا تھا وہ عبد یالیل بن عمرو سے لاتعلق تھا کیونکہ ان کے درمیان کوئی مناقشہ تھا، عمر بن امیہ عرب کے ذہین ترین لوگوں میں سے تھا وہ عبد یالیل بن عمرو کے پاس گیا یہاں تک کہ اس کے گھر میں داخل ہو گیا پھر عبد یالیل کی طرف پیغام بھیجا کہ عمرو بن امیہ تجھے کہتا ہے کہ باہر آؤ۔ عبد یالیل نے قاصد سے کہا تو ہلاک ہو۔ کہا عمرو نے ہی تجھے بھیجا ہے، قاصد نے کہا ہاں دیکھ وہ تو تیرے گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔ عبد یالیل نے کہا اس چیز کا تو میں گمان بھی نہیں کرتا تھا کیونکہ عمرو تو بہت غیور تھا اور ایسا کرنے سے بہت دور تھا۔ عبد یالیل اس کی طرف نکلا جب عبد یالیل نے عمرو کو دیکھا تو خوش آمدید کہا، عمرو نے اس سے کہا ہمارے اوپر ایسی مصیبت آن پڑی ہے کہ اب باہم مناقشہ کی کوئی حیثیت نہیں، اس آدمی عروہ بن مسعود کا معاملہ تو تم دیکھ چکے ہو۔ تمام عرب مسلمان ہو چکا ہے، تمام عربوں سے جنگ کرنے کی تم میں طاقت نہیں، اپنے معاملہ میں غور و فکر کرو۔ اس موقع پر بنو ثقیف نے باہم مشورہ کیا، بعض نے بعض سے کہا تمہارے راستے محفوظ نہیں جو بھی تمہارا آدمی

لات بت کو گرانے کا معاملہ

بنوثقیف کے مسلمان ہونے اور ان کی طرف سے سرکشی نہ ہونے کا ذکر کیا ہے، اس کا ایک سبب لات بت کا واقعہ بھی بنا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابوسفیان دونوں نے اس بت کو گرایا تھا، بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب انہوں نے اس بت کو گرایا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے حضرت ابو سفیان سے کہا کیا میں تجھے ثقیف کے طرزِ عمل پر تجھے نہ ہنساؤں تو حضرت ابوسفیان نے کہا ضرور۔ حضرت مغیرہ نے کدال لی اور لات بت کو ضرب لگائی پھر چیخ ماری اور منہ کے بل گر گئے۔ پورا طائف

باہر نکلتا ہے اسے مار ڈالا جاتا ہے، انہوں نے باہم مشورہ کیا اور اس بات پر اتفاق کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک آدمی بھیجا جائے جس طرح انہوں نے عروہ کو بھیجا تھا۔ اس مسئلہ میں انہوں نے عبد یالیل بن عمرو سے بات چیت کی، اس کی عمر بھی عروہ بن مسعود کی عمر جتنی تھی، انہوں نے اپنی تجویز عبد یالیل پر پیش کی تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، اسے خوف لاحق ہوا کہ واپسی پر اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو عروہ کے ساتھ کیا گیا تھا، اس نے کہا میں اس وقت تک ایسا کرنے پر آمادہ نہیں ہوں یہاں تک کہ تم میرے ساتھ آدمی بھیجو تو سب نے اتفاق کیا کہ وہ اس کے ساتھ دو آدمی بنو احلاف کے اور تین آدمی بنو مالک کے بھیجیں گے تو یہ کل چھ ہو جائیں گے۔ بنو ثقیف کے عبد یالیل کے ساتھ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب، شرحبیل بن غیلان بن سلمہ بن معتب اور بنو مالک میں سے عثمان بن ابی العاص بن مبشر بن عبد دہمان جو بنو یسار سے تعلق رکھتا تھا۔ اوس بن عوف جو بنو سالم بن عوف سے تعلق رکھتا تھا اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ جو بنو حارث سے تعلق رکھتا تھا۔ انہیں لے کر عبد یالیل گیا، یہ اس وفد کا سردار اور رئیس تھا یہ دوسرے لوگوں کو محض اس لئے ساتھ لے گیا تھا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ قوم اس کے ساتھ بھی وہی سلوک نہ کرے جو عروہ کے ساتھ اس نے کیا تھا تاکہ جب طائف واپس لوٹیں تو ہر ایک اپنی قوم کو اپنا ہمنوا پائے۔

جب یہ لوگ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے اور قناہ میں اترے تو وہاں مغیرہ بن شعبہ کو ملے جو اپنی باری پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے اونٹ چرا رہے تھے، اونٹوں کو چرانے کی باری صحابہ پر تقسیم تھی، جب حضرت مغیرہ نے انہیں دیکھا تو اونٹ ثقفیوں کے پاس چھوڑے اور تیزی سے دوڑے تاکہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے آنے کی خبر دیں، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ان کی ملاقات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور انہیں بنو ثقیف کے

خوشی سے چیخ اٹھا کہ لات نے مغیرہ کو مار ڈالا ہے، وہ یہ کہنے لگے اے مغیرہ کیسا پایا، اگر طاقت ہے تو آگے بڑھو اور وار کرو۔ کیا تو جانتا نہیں کہ جو بھی اس سے دشمنی کرے یہ اسے ہلاک کر دیتا ہے؟ تم پر افسوس کیا تم دیکھتے نہیں کہ لات کیا کر رہا ہے؟ حضرت مغیرہ ان پر ہنستے ہوئے اٹھے انہیں کہہ رہے تھے اے خبیثو! میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا پھر اس کو گرانے کے لئے آگے بڑھے یہاں تک کہ اسے جڑ سے اکھیڑ دیا۔ بنو ثقیف کی بوڑھی عورتیں اس کے گرد رونے لگیں اور کہتیں اَسْلَمَهَا الرُّضَاعُ اِذْ اَكْرِهُوْا الْبِصَاعَ۔ اسے کمینوں نے دشمنوں کے سپرد کر دیا جب انہوں نے جنگ کو ناپسند کیا۔

وفد کی آمد کے بارے میں بتایا کہ وہ اس لئے آئے ہیں تا کہ وہ آپ کی بیعت کریں اور اسلام لے آئیں اور ساتھ ہی چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے لئے کچھ شرطیں معین فرما دیں۔ نیز آپ ان کے علاقوں، قوم اور اموال کے بارے میں خط تحریر کر دیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ سے فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں تم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے میں مجھ پر سبقت نہیں لے جاؤ گے یہاں تک کہ میں حضور کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔ حضرت مغیرہ نے ایسا ہی کیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے ثقیف کے وفد کے آنے کی خبر دی پھر حضرت مغیرہ وفد کے لوگوں کی طرف گئے ان کے ساتھ ظہر کا وقت گزارا اور شام کو لے کر آئے، انہیں بتایا کہ وہ حضور ﷺ کو کیسے سلام کریں مگر انہوں نے دورِ جاہلیت کا ہی سلام کیا، جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسجد کی ایک جانب ان کا خیمہ لگوا دیا گیا۔ خالد بن سعید بن عاص ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان آتے جاتے رہے یہاں تک کہ انہوں معاہدہ لکھا۔ خالد نے اپنے ہاتھ سے ان کا معاہدہ لکھا تھا وہ اس کھانے کو نہیں کھاتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کے پاس آتا یہاں تک کہ خالد اسے کھاتے، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے اور خط کی تحریر سے فارغ ہو گئے، جن چیزوں کا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا تھا وہ یہ تھا کہ آپ ان کے بت کو کچھ نہ کہیں گے یعنی لات کو تین سال تک نہیں گرائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا، وہ لگاتار ایک ایک سال کا سوال کرتے رہے جبکہ آپ انکار کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے آنے والے وقت سے صرف ایک ماہ کا مطالبہ کیا تو حضور ﷺ نے لات چھوڑنے کا مطلق انکار کر دیا جو وہ ظاہر کرتے تھے ان کا اس مطالبہ سے غرض یہ تھی کہ اس طرح وہ اپنی قوم کے بے وقوف لوگوں، عورتوں اور بچوں سے محفوظ رہیں گے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثقیف کے لئے خط

بنو ثقیف کے لئے خط کا ذکر کیا ہے، ابو عبید نے اسے ذکر کیا جس طرح ابن اسحاق نے ذکر کیا۔ نیز اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی گواہی کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہا اس میں یہ فقہی مسئلہ بھی سامنے آتا ہے کہ بچوں کی گواہی اور ان کے بالغ ہونے سے پہلے ان کے نام معاہدے میں لکھے جائیں۔ جب وہ بالغ ہو جائیں اور گواہی دیں تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اس میں یہ فقہی مسئلہ بھی سامنے آتا ہے کہ ایک ہی عقد میں باپ کے ساتھ

اور یہ ناپسند کرتے تھے کہ اس کو گرانے سے کہیں قوم کو گھبراہٹ میں نہ ڈال دیں یہاں تک کہ اسلام ان میں راسخ ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا مگر یہ منظور کر لیا کہ آپ حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھیج دیں گے جو اس بت کو گرا دیں گے، اس بات کو چھوڑنے کے ساتھ انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ آپ ان پر نماز معاف کر دیں، وہ اپنے ہاتھوں سے بت نہیں توڑیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں تک اپنے ہاتھوں سے بت توڑنے کا معاملہ ہے وہ تو ہم تمہیں معاف کر دیں گے، جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو اس دین میں تو کوئی خیر نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ وفد کے لوگوں نے کہا اے محمد ہم نماز پڑھیں گے اگرچہ اس میں ذلت ہو۔

جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور حضور ﷺ نے انہیں خط لکھ دیا تو ان پر عثمان بن ابی العاص کو امیر مقرر فرمایا، یہ سب سے چھوٹی عمر کا تھا اس کی وجہ یہ بنی کہ وہ اسلام کو سمجھنے اور قرآن سیکھنے کے معاملہ میں دوسروں سے زیادہ حریص تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسی نوجوان کو اس وفد کے لوگوں میں سے اسلام کو سمجھنے اور قرآن سیکھنے میں سب سے حریص دیکھا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عیسیٰ بن عبداللہ بن عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی نے وفد کے بعض افراد سے بیان کیا ہے کہ جب ہم مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باقی ماندہ رمضان کے روزے رکھے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے گھر سے ہمارے لئے شام اور سحری کا کھانا لاتے، وہ ہمارے پاس سحری کا کھانا لاتے تو ہم کہتے ہم دیکھتے ہیں کہ فجر تو طلوع ہو چکی ہے، وہ کہتے میں رسول اللہ ﷺ کو سحری کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ مقصود سحری کو موخر کرنا تھا، وہ ہمارے پاس شام کا کھانے لاتے ہم کہتے ہم نہیں دیکھتے کہ

بیٹوں کی شہادت قابل قبول ہوگی۔

مکتوب میں حضرت مولف نے وج کا ذکر کیا ہے کہ اس کے درخت کاٹنا حرام ہے، یعنی جو لوگ اس کے مکین نہیں ان کے لئے یہ درخت کاٹنا حلال نہیں جس طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی حرمت ہے، وج سے مراد طائف کی زمین ہے، اسی بارے میں حدیث طیبہ ہے۔ اِنَّ آخِرَ وَطْاَۃٍ وَطِئَھَا الرَّبُّ بِوَجٍّ۔ بعض علماء کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ آخری غزوہ اور واقعہ عربوں کے علاقہ میں طائف میں ہوا کیونکہ عربوں کے ساتھ یہ حضور ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔ اس حدیث کے معنی میں اس کے علاوہ

سورج مکمل غروب ہو چکا ہے تو وہ کہتے میں تمہارے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھایا پھر اپنا ہاتھ پیالے میں رکھتے اور اس سے لقمہ لے لیتے۔

ابن ہشام نے بفطورنا اور سحورنا کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے سعید بن ابی ہند نے مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے وہ عثمان بن ابی العاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے ثقیف پر امیر بنایا تو مجھ سے آخری عہد جو لیا وہ یہ تھا۔ اے عثمان نماز مختصر پڑھانا، کمزور ترین آدمی کا خیال رکھنا کیونکہ نماز پڑھنے والوں میں بوڑھے، بچے، کمزور اور محتاج بھی ہوتے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب لوگ اپنے معاملہ سے فارغ ہو گئے اور اپنے شہروں کی طرف لوٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوسفیان بن حرب اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بت گرانے کے لئے بھیجا۔ یہ دونوں وفد کے افراد کے ساتھ نکلے جب وفد طائف پہنچا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ارادہ کیا کہ حضرت ابوسفیان کو آگے کریں مگر حضرت ابوسفیان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا تو اپنی قوم کا سامنا کر اور حضرت ابوسفیان گرانے والے سامان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ جب مغیرہ بن شعبہ اس بت خانہ میں داخل ہوئے تو اس پر چڑھ گئے اور کدال سے ضربیں لگانے لگے، آپ کی قوم بنو معتب آپ کے سامنے کھڑی ہو گئی اس خوف سے کہ کہیں آپ کو تیر مارا جائے یا اسی طرح آپ کو قتل کر دیا جائے جس طرح عروہ کو قتل کیا گیا تھا۔ بنو ثقیف کی عورتیں ننگے سر روتے ہوئے نکل آئیں اور کہہ رہی تھیں۔

لَتُبْكَيَنَّ دُفَّاعٌ اَسْلَمَهَا الرُّضَّاعُ۔ لَمْ يُحْسِنُوا الْمِصَاعَ۔

اے دفاع تجھ پر ضرور رونا چاہیے کمینے لوگوں نے اسے دشمنوں کے حوالے کر دیا ہے، انہوں

اور اقوال بھی ہیں جن کا قتیبی نے ذکر کیا کیونکہ اس میں اس تشبیہ کا وہم دلایا گیا ہے اس لئے ہم اس وضاحت سے صرف نظر کرتے ہیں۔

وج

وج کے بارے میں ایک قول یہ ہے یہ طائف ہی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ طائف کی ایک وادی کا نام ہے اس کی تائید امیہ بن اسکر کا قول بھی کرتا ہے۔

اِذْ يَبْكِي الْحَمَامُ بِبَطْنِ وَجٍّ عَلٰى بَيْضَاتِهِ بُكَيًا كِلَابًا

کبوتری وج کی وادی میں اپنے انڈوں پر کتے کے رونے کی طرح رو رہی تھیں۔

نے اچھی طرح جنگ نہیں کی۔

ابن ہشام نے کہالتبکین ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء سے مروی ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت مغیرہ اسے کلہاڑوں سے مار رہے تھے تو حضرت ابو سفیان کہہ رہے تھے واھالك آھالك۔ افسوس افسوس۔ جب حضرت مغیرہ نے اسے گرا دیا تو اس کا مال اور زیورات لئے، حضرت ابوسفیان کو بلایا اور اس کا زیور جمع کیا گیا۔ اس کا مال سونا اور پوتھ کے موتی تھے۔

ابوملیح بن عروہ اور قارب بن اسود ثقیف کے وفد سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے تھے جب عروہ کو شہید کر دیا گیا تھا۔ وہ بنو ثقیف سے قطعی طور پر الگ ہونا چاہتے تھے اور کبھی بھی کسی چیز پر ان کے ساتھ اکٹھا نہیں ہونا چاہتے تھے؛ یہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا جس کو چاہو دوست بنالو، دونوں نے کہا ہم اللہ اور اس کے رسول کو دوست بناتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے خالو حضرت ابوسفیان کو دوست بنا لو، دونوں نے کہا ہم اپنے خالو ابوسفیان کو دوست بناتے ہیں۔

جب اہل طائف مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بت گرانے کے لئے بھیجا تو ابوملیح بن عروہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی ان کے باپ عروہ پر جو قرض ہے بت کے مال سے اسے ادا کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے تو قارب بن اسود نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اسود کی جانب سے بھی ادا فرما دیں جبکہ عروہ اور اسود دونوں حقیقی بھائی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسود تو شرک کی

ایک اور نے کہا۔

أَتُهْدِىْ لِىْ الْوَعِيْدَ بِبَطْنِ وَجّ كَأَنِّىْ لَا أَرَاكَ وَ لَا تَرَانِىْ

کیا تو وج کی وادی میں میری طرف وعید بھیجتا ہے گویا میں تجھے نہیں دیکھتا اور نہ تو مجھے دیکھتا ہے۔

میں نے شیخ کے نسخہ میں وج کی جیم کو تخفیف کے ساتھ دیکھا ہے جبکہ صحیح شدّ ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔ امیہ بن ابی الصلت نے کہا۔

اِنَّ وَجًّا وَ مَا يَلِىْ بَطْنَ وَجّ دَارُ قَوْمِىْ بِرَبْوَةٍ وَ رُتُوْقٍ

بے شک وجہ اور جو وج کے ساتھ ملے ہوئے علاقے ہیں میری قوم کے گھر ہیں جو ٹیلے اور رتوق پر ہیں۔

حالت میں مرا تھا۔ قارب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لیکن آپ تو مسلمان رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں، یعنی اس کی ذات کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں کیونکہ قرضہ تو اب قارب پر تھا، اب مجھی سے وہ طلب کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوسفیان کو حکم دیا کہ بت کے مال میں سے عروہ اور اسود کا قرض ادا کر دیا جائے۔ جب حضرت مغیرہ نے مال جمع کیا تو حضرت ابوسفیان سے کہا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ تم عروہ اور اسود کا قرض ادا کر دو تو انہوں نے دونوں کا قرض ادا کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا بنو ثقیف کے لئے خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ، رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ عِضَاةَ وَجٍّ وَصَيْدَهُ لَا يُعْضَدُ مَنْ وُجِدَ يَفْعَلُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَاِنَّهُ يُجْلَدُ وَ تُنْزَعُ عَنْهُ ثِيَابُهُ فَاِنْ تَعَدّٰى ذٰلِكَ فَاِنَّهُ يُؤْخَذُ فَيُبْلَغُ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَ اِنَّ هٰذَا اَمْرُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مومنوں کے لئے ہے۔ وج کے درخت نہیں کاٹے جائیں گے، اس میں شکار نہیں کیا جائے گا، جو بھی اس قسم کا عمل کرتا ہوا پایا گیا اسے درے مارے جائیں گے، اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے، اگر اس سے آگے تجاوز کرے تو اسے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔ یہ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔

خالد بن سعید نے رسول اللہ ﷺ محمد بن عبداللہ کے حکم سے لکھا ہے پس کوئی اس سے تجاوز نہ کرے، اگر کوئی تجاوز کرے گا تو وہ اپنے آپ پر ان معاملات میں ظلم کرے گا، جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔

جس طرح علماء نے ذکر کیا اس کا نام وج، وج بن عبدالحیٰ کی وجہ سے پڑا جو عمالقہ قوم سے تعلق رکھتا تھا، وج کو اج بھی کہتے۔ یعقوب نے یہ قول کتاب الابدال میں ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے اہل طائف کے بارے میں جو ذکر کیا ہے یعقوب کی کتاب ان کے متعلق بہت طویل ہے۔ ابو عبید نے اس کتاب کو مکمل طور پر اپنی کتاب، کتاب الاموال میں شامل کر دیا ہے۔

نو ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امیر الحج ہونا اور حضرت علی شیر خدا کا آیات برأت کا اعلان کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے باقی ایام، شوال اور ذی قعدہ میں مدینہ طیبہ میں قیام کیا پھر ۹ ھ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر بھیجا تا کہ مسلمانوں کو حج کرائیں جبکہ مشرک حج کی اپنی اپنی منازل پر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے جبکہ آپ کے ساتھ مسلمان بھی تھے۔

سورت برأت اس معاہدہ کو ختم کرنے کے لئے نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکوں کے درمیان ہوا تھا کہ جو آدمی حج بیت اللہ کرنے کے لئے آئے گا اسے نہیں روکا جائے گا اور شہر حرام میں کسی کو خوفزدہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ عہد و پیمان رسول اللہ ﷺ اور عام مشرکوں کے درمیان ہوا تھا، اسی دوران رسول اللہ ﷺ اور عرب قبائل کے درمیان مخصوص معاہدے معین مدت کے لئے ہوئے تھے تو یہ سورت ان معاہدوں اور غزوۂ تبوک کے موقع پر گھروں میں بیٹھ رہنے والے منافقوں اور ان کی باتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے رازوں کو افشاء کر دیا جو دلوں میں ایسی باتیں چھپائے ہوئے تھے جس کے برعکس وہ ظاہر کرتے تھے، بعض کی ہمارے لئے تعیین کر دی گئی اور بعض کی تعیین نہ کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ان مشرکوں سے عہد کی دستبرداری ہے جن سے تم نے (بلا تعیین مدت) عہد کر رکھا ہے

سورۂ برأۃ کا نزول

رسول اللہ ﷺ جب تبوک سے واپس آئے اور یہ ذکر کیا کہ مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج کریں گے اور مشرک اپنے شرکیہ تلبیہ کہیں گے اور ننگے طواف کریں گے، کفار یہ اس لئے کرتے تھے کہ وہ طواف اس حالت میں کریں جس میں وہ پیدا ہوئے ہیں اور وہ کپڑے نہ پہنیں جس میں انہوں نے گناہ کیا ہے اور ظلم کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سال حج کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورۃ برأت کے ساتھ بھیجا تا کہ مشرکوں کے ساتھ جو معاہدے ہوئے تھے ان کو ختم کر دیں۔ سوائے بعض بنو بکر کے جن کے ساتھ ایک مخصوص عرصہ کے لئے عہد و پیمان ہوا تھا پھر

یعنی مشرکوں کے ساتھ کئے گئے عام عہد سے برات ہے، فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ ۝ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ (توبہ: ۳۔۲) ''(اے مشرکو) پس چل پھر لو ملک میں چار ماہ اور جان لو کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ تعالیٰ کو اور یقیناً اللہ تعالیٰ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور اعلان عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں کے لئے بڑے حج کے دن کہ اللہ تعالیٰ بری ہے مشرکوں سے''۔

اے مشرکو تم چار ماہ تک زمین میں گھوم پھر لو اور یہ جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ذلیل و رسوا کرنے والا ہے اور بڑے حج کے دن اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری ہے۔

فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ (توبہ: ۴ تا ۶) ''پس اگر تم کفر سے توبہ کر لو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم اعراض کرو تو جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت دو مگر وہ مشرک جن سے تم نے (مخصوص مدت تک) عہد کیا ہوا ہے۔ پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی ہے ان کی مدت تک ان کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو مکمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے جب اشہر

حضرت علی شیر خدا کو ان کے پیچھے بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی طرف لوٹ آئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے؟ فرمایا نہیں لیکن میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ معاہدے ختم کرنے کا پیغام مشرکوں تک وہ پہنچائے جو میرے خاندان کا ہو۔ حضرت ابوھریرہ نے کہا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ منیٰ میں جہاں لوگوں کی منازل

حرم گزر جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو جہاں تم انہیں پاؤ انہیں پکڑ لو اور باندھ دو اور ہر گھات کی جگہ پر ان کے لئے بیٹھو اگر وہ توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ طلب کرے تو آپ اسے پناہ دے دیں تا کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے امن کی جگہ پہنچا دیں، یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ ایسی قوم ہیں جو علم نہیں رکھتے"۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (توبہ:۷) "کیونکر ہو سکتا ہے (ان عہد شکن) مشرکوں کے لئے کوئی معاہدہ اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مسجد حرام کے پاس تو جب تک وہ قائم رہیں تمہارے معاہدے پر تم بھی قائم رہو ان کے لئے بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیز گاروں سے"۔

یعنی وہ مشرک جن کا تمہارے ساتھ عمومی عہد تھا کہ وہ تمہیں خوفزدہ نہیں کریں گے اور تم انہیں خوفزدہ نہیں کرو گے نہ حرم میں اور نہ ہی شہر حرام میں، ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کیسے عہد ہو سکتا ہے مگر وہ لوگ جن سے تم نے مسجد حرام کے نزدیک وعدہ کیا تھا وہ بنو بکر کے قبائل ہیں جو صلح حدیبیہ کی وجہ سے قریش کے ساتھ معاہدے میں شریک ہوئے تھے۔ اس مدت تک جو رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان طے پائی تھی اس وعدہ کو قریش نے ہی توڑا تھا، یہ بنو بکر بن وائل کے خاندان میں سے بنو دیل تھے جو قریش کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہوئے تھے جب بنو بکر کی طرف سے وعدہ کی خلاف ورزی نہ ہوئی تو مدت معینہ تک ان کے وعدہ کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا تو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو بے شک اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ پھر فرمایا:

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً

یہ لوگ کیسے رعایت کے مستحق ہو سکتے ہیں اگر وہ مشرک تم پر غالب آ جائیں جن کے ساتھ

ہیں سورۃ برأت کا اعلان کروں، میں زور زور سے چیختا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی، آپ سے کہا گیا تو کیا اعلان کرتا ہے؟ کہا چار چیزوں کا۔ ا۔ جنت میں صرف مومن داخل ہوگا، ۲۔ اس سال کے بعد مشرک حج نہیں کریں گے، ۳۔ بے لباس کوئی بھی طواف نہیں کرے گا، ۴۔ مشرکوں میں سے جس کے ساتھ معاہدہ ہے وہ چار ماہ تک رہے گا اس کے بعد کوئی معاہدہ نہیں۔ مشرک جب برات کا اعلان

تمہارا ایک زمانے کے لئے عہد نہیں تو وہ کسی قسم اور عہد کا خیال نہ کریں۔

بعض مفردات کی تفسیر

ابن ہشام نے کہا ال کا معنی قسم ہے اوس بن حجر جو بنو اسید بن عمرو بن تمیم سے تعلق رکھتا تھا نے کہا۔

لَوْ لَا بَنُوْ مَالِكٍ وَالْاِلُّ مَرْقَبَةٌ وَ مَالِكٌ فِيهِمُ الْآلَاءُ وَالشَّرَفُ

اگر بنو مالک اور مالک نہ ہوتے جبکہ قسم تاڑ میں ہے، ان میں نعمتیں اور شرف ہے۔

یہ شعر اس کے قصیدہ کا ہے ال کی جمع آلال آتی ہے شاعر نے کہا۔

فَلَا اِلٌّ مِنَ الْآلَالِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَلَا تَأْلُنَّ جُهْدًا

میرے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں تم کوئی کسر نہ چھوڑو۔

زمۃ کا معنی عہد ہے، اجدع بن مالک ہمدانی نے کہا یہی ابو مسروق بن اجدع فقیہ ہے۔

وَ كَانَ عَلَيْنَا ذِمَّةٌ اَنْ تُجَاوِزُوْا مِنَ الْاَرْضِ مَعْرُوْفًا اِلَيْنَا وَ مُنْكَرًا

ہمارے اوپر عہد تھا کہ تم اس سے گزر و گے جو ہمارے لئے معروف ہے یا اجنبی ہے۔

یہ شعر بھی اس کے تین شعروں میں سے ایک ہے ذمۃ کی جمع ذمم آتی ہے۔

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۹ تا ۱۱)

ترجمہ:۔ وہ منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں اور ان کے دل اس کا انکار کرتے ہیں ان میں سے اکثر فاسق ہیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے عوض تھوڑی قیمت حاصل کی ہے، وہ اللہ کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ ان کے لئے بہت برا ہے، یہ مومنوں کے بارے میں کسی قسم اور عہد کا خیال نہیں کرتے یہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اگر وہ توبہ کرلیں،

سنتے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے چار ماہ کے بعد تم دیکھو گے کہ ہمارے اور تیرے چچا زاد کے درمیان کوئی عہد نہیں ہوگا مگر نیزہ اور تلوار، پھر اس مدت میں لوگ خوشی یا مجبوری سے اسلام کی طرف راغب ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اگلے سال حج کیا اور مسلمانوں نے بھی حج کیا تو دین سب کا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہوگیا۔

نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، ہم ان لوگوں کے لئے احکام کھول کر بیان کرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

اعلان برأت کے لئے حضرت علی شیر خدا کو مخصوص کرنے کی حکمت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۃ برأت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کا امیر حج بنا کر بھیج چکے تھے تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی اگر آپ اس اعلان کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیتے تو آپ نے فرمایا یہ فریضہ میرے خاندان کا کوئی فرد ادا کرے گا، پھر آپ نے حضرت علی شیر خدا کو بلایا، فرمایا سورۃ برأت کے ابتدائی حصہ کو لے کر جاؤ اور جب لوگ یوم نحر کو منیٰ میں جمع ہوں تو لوگوں میں اس کا اعلان کر دینا کہ ۱۔ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا، ۲۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، ۳۔ ننگے کوئی طواف نہیں کرے گا، ۴۔ جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ ہے وہ مخصوص مدت تک رہے گا۔ حضرت علی شیر خدا رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر نکلے یہاں تک کہ راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملے، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پوچھا کیا امیر بن کر آئے ہو یا مامور، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں بلکہ مامور پھر دونوں آگے چلتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو افعال حج کرائے، عرب اس سال اپنی اپنی جگہوں پر تھے، جہاں وہ دورِ جاہلیت میں ہوتے تھے جب دسویں ذی الحجہ کا دن آیا تو حضرت علی شیر خدا کھڑے ہوئے تو ان چیزوں کا اعلان فرمایا جن کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، فرمایا اے لوگو جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، کوئی ننگے طواف نہیں کرے گا اور جس کا رسول

اعلان

جہاں تک ایام تشریق کے بارے میں اس اعلان کا تعلق ہے یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں، بعض روایات میں ہے کھانے، پینے اور حقوق زوجیت کے ایام ہیں۔ ایام تشریق میں جسے یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا وہ کعب بن مالک اور اوس بن حدثان تھا۔ صحیح میں ہے وہ زید بن مربع تھا اس کے نام کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عبداللہ بن مربع تھا یہ ان لوگوں میں سے تھا جسے اس بات کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا، اس کی مثل بشر بن سحیم غفاری سے بھی مروی ہے۔ یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ اس

اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے وہ معین مدت تک رہے گا۔ حضرت علی شیر خدا نے اعلان کے دن سے چار ماہ تک مہلت کا اعلان کیا تا کہ ہر کوئی اپنے شہر اور امن کی جگہ پہنچ جائے پھر مشرکوں کے لئے عہد و پیمان نہیں ہوگا مگر جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلے سے عہد موجود ہے۔ یہ عہد اس مدت تک قائم رہے گا، اس سال کے بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے ننگے طواف کیا پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ مشرک جن کے ساتھ عام معاہدہ تھا یا جن کے ساتھ خاص مدت تک کے لئے معاہدہ تھا ان سے برأت کا اظہار کر دیا گیا۔

مشرکوں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان مشرکوں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا جنہوں نے مخصوص معاہدہ کو توڑا تھا اور جو عام معاہدہ کے تحت آئے تھے، ان کے لئے چار ماہ کی مہلت دی گئی، نیز یہ حکم بھی دیا جو ان مشرکوں میں سے اس عرصہ میں حد سے تجاوز کرے تو اسے اس جرم کی وجہ سے قتل کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (توبہ ۱۳ تا ۱۶)

کا اعلان کرنے والے حضرت حذیفہ تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص سے بھی یہی مروی ہے۔ بزار نے اپنی مسند میں یہ ذکر کیا ہے کہ اعلان کرنے والے حضرت بلال تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فاذا انسلخ الاشھر الحرم۔ سے مراد انہوں نے اس سال کا ذی الحجہ اور محرم الحرام لیا ہے، یہ ان لوگوں کے لئے مدت معین کی گئی جن کے ساتھ معاہدے نہیں تھے، جن کے ساتھ معاہدے تھے ان کے لئے چار ماہ مدت معین کی گئی۔ ان کی مدت کا پہلا دن اس سال کا یوم نحر تھا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان یوم الحج الاکبر۔ سے مراد حج کا وقت ہے یعنی سب دن مراد ہیں کیونکہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی طرف سے برأت کا اعلان انہی ایام میں ہوا تھا۔

ترجمہ:۔ کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ دی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا ہے اور انہوں نے تم سے جنگ چھیڑنے میں خود پہل کی ہے، کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو جبکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر تم ایمان دار ہو ان سے جنگ کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے انہیں عذاب دے گا اور ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور ان لوگوں کے دلوں کو تسکین دے گا جو ایمان والے ہیں اور ان کے دلوں سے غیض وغضب دور کر دے گا اور جس پر چاہے گا اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے، کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ نے نہیں جانا ان لوگوں کو تم میں سے جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے سوا کسی کو دوست نہ بناؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

ابن ہشام کی جانب سے بعض الفاظ کی وضاحت

ابن ہشام نے کہا ولیجۃ کا معنی بھیدی ہے، اس کی جمع ولائج آتی ہے، یہ وَلَجَ یَلِجُ سے مشتق ہے جس کا معنی دَخَلَ یَدْخُلُ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِیَاطِ۔ یہاں بھی یلج کا معنی داخل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کو اپنا راز دان نہیں بنایا جس کے ساتھ وہ رازدارانہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے برعکس ہیں جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں جیسے منافق کرتے ہیں، وہ ایمان والوں کے سامنے ایمان کو ظاہر کرتے ہیں۔ واذا خلو الی شیاطینھم قالوا انا معکم۔ جب اپنے سرداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، شاعر نے کہا۔

وَاعْلَمْ بِاَنَّكَ قَدْ جُعِلْتَ وَلِيْجَةً	سَاقُوا اِلَيْكَ الْحَتْفَ غَيْرَ مَشُوْبٖ

جان لے تجھے راز داں بنایا گیا ہے وہ تیری موت کو لے کر آئے ہیں جس میں کسی چیز کی آمیزش نہیں۔

قریش کے دعویٰ کا رد

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے قول کا ذکر کیا ہے کہ ہم حرم کے

سورۂ برأت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر سورۃ برأت کو

مکین ہیں، حاجیوں کو پانی پلانے والے ہیں اور اس گھر کو آباد کرنے والے ہیں اس لئے ہم سے کوئی افضل نہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (توبہ: ۱۸) اللہ تعالیٰ کی مساجد وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اور صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔ امید ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔

یعنی تم اس کو آباد نہیں کرتے بلکہ اسے وہ آباد کرتا ہے جو اس کے حقوق ادا کرتا ہے۔ حقیقت میں وہی اس کو آباد کرنے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ (توبہ: ۱۹)

ترجمہ: ۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنے کو تم نے بنالیا ہے اس آدمی کی طرح جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لایا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، اللہ تعالیٰ کے ہاں تو وہ برابر نہیں ہو سکتے۔

کعبہ کے قریب مشرکوں کے آنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ذکر کیا یہاں تک حنین، اس میں واقع ہونے والے واقعات اور مسلمانوں کے بھاگنے کا ذکر اور ان کے شکست کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو مدد نازل فرمائی اس کا ذکر کیا پھر ارشاد فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (توبہ: ۲۸-۲۹)

نازل فرمایا جبکہ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اس کا آخری حصہ پہلے نازل ہوا کیونکہ اس سورت کی سب سے پہلی آیت جو نازل ہوئی وہ یہ تھی۔

انفروا خفافا وثقالا۔ پھر اس کا پہلا حصہ نازل ہوا کہ جن کے ساتھ تمہارے معاہدے ہیں انہیں ختم کر دو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان (انفروا خفافا وثقالا) کے معنی میں کئی اقوال ہیں، ا۔ جوان اور

ترجمہ۔ یہ مشرک ناپاک ہیں، اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں، اگر تمہیں تنگ دستی کا خوف ہو (اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ کہتے کہ ہمارے بازار ختم ہو جائیں گے، ہماری تجارت ہلاک ہو جائے گی اور جو منافع ہم اس سے حاصل کرتے ہیں وہ سب ختم ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا) عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا، اگر چاہے گا بے شک اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے ان سے جنگ کرو جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان چیزوں کو حرام قرار نہیں دیتے جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دی ہیں اور دین حق کی پیروی نہیں کرتے، ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک وہ جزیہ دیں جبکہ زیر دست ہوں (ان چیزوں میں اس کا عوض آ گیا جن کا تمہیں ڈر تھا کہ تمہارے بازار ختم ہو جائیں گے۔ اہل شرک سے جو ان کے معاملات ختم ہو رہے تھے اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب سے جزیہ عطا فرما دیا۔

اہل کتاب کے بارے میں احکام

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شر اور افتراء پردازی کا ذکر فرمایا اس کا اختتام اس پر ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (توبہ)

ترجمہ۔ بہت سے علماء اور راہب لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے رکے رہتے ہیں جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیجئے۔

نسیٔ کا حکم

اللہ تعالیٰ نے نسیٔ کا ذکر فرمایا اور عربوں نے اس میں جو تبدیلیاں کی ہیں اس کا ذکر کیا۔ نسیٔ

بوڑھے سب نکلو، ۲۔ غنی اور فقیر سب نکلو، ۳۔ جنہیں کام ہے اور جنہیں کام نہیں سب نکلو، ۴۔ سوار اور پیدل سب نکلو۔

اجدع بن مالک

اجدع بن مالک، مسروق بن اجدع کا والد تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجدع کا نام بدل دیا تھا۔ کہا اجدع شیطان کا نام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا، مسروق

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن مہینوں کو حرام قرار دیا اسے حلال کر دینا اور جنہیں حلال قرار دیا ہے انہیں حرام قرار دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ (توبہ)

ترجمہ:۔ ''اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے، اللہ کی کتاب میں جس وقت سے اس نے زمین و آسمان پیدا کئے ان میں سے چار حرمت والے ہیں، یہی دین مستقیم ہے ان کے بارے میں اپنا نقصان نہ کرنا (یعنی ان کے حرمت والے مہینوں کو حلال اور حلال مہینوں کو حرام قرار نہ دینا جس طرح مشرکوں نے کیا ہے) یہ مہینوں کو آگے پیچھے کرنا تو کفر میں اور زیادتی ہے اس کے ساتھ کافر اور گمراہ ہو جاتے ہیں، ایک سال اسے حلال قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال اسے حرام قرار دیتے ہیں تاکہ اس گنتی کو پورا کرلیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے پھر ان مہینوں کو حلال کر دیتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوتا ہے، ان کے لئے ان کی بداعمالیاں مزین کر دی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا''۔

کی کنیت ابو عائشہ تھی۔ شعر میں اس کا قول یصطادک الوحد۔ یعنی تجھے شکار کرے گا یہاں وحد سے اس نے جنگلی بیل مراد لیا ہے، اس کا قول بشریج بین الشد و الایضاح۔ کہا جاتا ہے ھما شریجان۔ یعنی وہ دونوں مختلف ہیں اس شعر سے پہلے اجدع کا شعر ہے۔

اَسَاَلْتِنِيْ بِرِكَابِيْ وَ رِحَالِهَا وَ نَسِيْتِ قَتْلٰى فَوَارِسِ الْاَرْبَاعِ

کیا تو نے مجھ سے میرے اونٹوں اور اس کے کجاووں کے بارے میں پوچھا ہے جبکہ تو ارباع شاہسواروں کے مقتولوں کے بارے میں بھول گئی۔

ابو علی نے یہ امالی میں ذکر کیا ہے اور کہا و سالتنی یعنی واؤ کا اضافہ کیا جبکہ علماء نے اسے غلطی قرار دیا ہے اور کہا ہے یہ اصل میں اسالتنی ہے فوارس الا رباع ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو علی نے امالی میں ان کے نام تحریر کئے ہیں اور ان کے کچھ واقعات ذکر کئے ہیں۔

غزوۂ تبوک کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک، اس میں مسلمانوں کے بوجھل ہونے، رومیوں سے جنگ کو عظیم جاننے کا ذکر کیا جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں جہاد کی دعوت دی اور منافقوں کے نفاق کا ذکر کیا ہے جب انہیں جہاد کی دعوت دی گئی پھر اس چیز کا ذکر کیا جو منافقوں نے کئی کئی باتیں گھڑ لی تھیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٣٨﴾ (توبہ) ''اے ایمان والو تمہیں کیا ہو جاتا ہے جب تمہیں کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو۔ پھر آگے قصہ یہاں تک چلتا ہے''۔

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ (توبہ) ''اللہ تعالیٰ تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دے گا اور آگے اس فرمان تک یہ قصہ چلتا ہے''۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (توبہ: ۴۰) ''اگر تم رسول اللہ ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب آپ کو

جزیہ دینا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حتی یعطوا الجزیہ عن ید وھم صاغرون) یہ قول کیا گیا ہے کہ اس میں چار قول ہیں۔ ۱۔ ذمی خود جا کر جزیہ دے کسی اور کے ہاتھ میں نہ بھیجے، ۲۔ ذمی دیتے وقت کھڑا ہوا اور لینے والا بیٹھا ہو، ۳۔ سختی اور انہیں ذلیل کر کے وصول کیا جائے۔

۴۔ یہ ان پر انعام ہے کہ ان کی جانیں محفوظ ہو گئیں اور قتل کے بدلے میں ان سے جزیہ لے لیا گیا۔ یہ سب اقوال مفسرین کی کتابوں میں منقول ہیں۔ آیت کے الفاظ ان تمام معانی کو جامع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان قاتلوا الذین لا یومنون باللہ و لا بالیوم الآخر۔ کا معنی یہ ہے اگرچہ اہل کتاب آخرت کی تصدیق کرتے تھے تاہم اس کا معنی وہی ہوگا جو ابن سلام کہتے تھے کہ اہل کتاب دوبارہ جسموں کے اٹھانے کا قول نہیں کرتے تھے بلکہ کہتے روحوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا جسموں کو دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔

کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا، جب دو آدمیوں میں آپ ایک تھے جس وقت دونوں غار میں تھے"۔

منافقوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات

منافقوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (توبہ)

"اگر مال واسباب جلدی سے ملنے والا اور سفر درمیانہ ہوتا تو یہ ضرور آپ کی اتباع کرتے لیکن انہیں تو دشوار گزار مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی اور عنقریب قسمیں کھا کھا کر کہیں گے اگر ہم طاقت رکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ نکلتے۔ یہ (جھوٹ بول کر) اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا ہے (لیکن) آپ نے انہیں کیوں اجازت دی یہاں تک کہ سچ بولنے والے آپ پر واضح ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو بھی جان لیتے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک

لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَّلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ (توبہ: ۴۷) "اگر یہ لوگ تمہارے اندر شامل ہو کر نکلتے، وہ اضافہ نہ کرتے مگر فتنہ پروری میں وہ تمہارے درمیان دوڑتے پھرتے فتنہ چاہتے ہوئے اور تمہارے اندر ان کے جاسوس ہیں"۔

بعض غریب الفاظ کی وضاحت

ابن ہشام نے کہا اوضعوا خلالکم۔ وہ تمہارے کمزوروں میں گھومیں پھریں گے۔

صاحب الصاع ابوعقیل کا حضرت مولف نے ذکر کیا جن پر منافقوں نے طعن کیا تھا، اس کا نام حبحاث تھا۔ صاحب الصاع کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ رفاعہ بن سہل تھا۔

معذرت کرنے والے

حضرت مولف نے معذرت کرنے والوں میں سے خفاف بن ایماء بن رحضہ کا ذکر فرمایا اس میں ایک تلفظ یہ بھی ہے۔ رحضہ بن خربہ، یہ، اس کا والد ایماء اور دادا رحضہ تینوں صحابی تھے۔ خفاف حضرت فاروق اعظم کے دورِ حکومت میں فوت ہوا یہ بنوغفار کا امام تھا۔

ایضاع چلنے کی ایک قسم ہے جو مشی سے تیز ہوتی ہے۔ اجدع بن مالک ہمدانی نے کہا۔

یَصْطَادُكَ الْوَحَدُ الْمُدِلُّ بِشَأْوِهِ　بِشَرِيْجِ بَيْنَ الشَّدِّ وَ الْاِيْضَاعِ

تجھے جنگلی بیل شکار کرے گا جو ایک ہی دوڑ میں جھپٹنے والا ہے، ایسی دوڑ جو تیز اور درمیانی میں مختلف ہوتی رہتی ہے۔ یہ شعر اس کے قصیدہ کا ہے۔

اہل نفاق کے بارے میں نازل ہونے والی آیات

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جو خبر مجھ تک پہنچی ہے کہ بڑے لوگوں میں سے جنہوں نے اجازت چاہی تھی ان میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور جد بن قیس تھے، یہ قوم کے معززین میں شمار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتھ جانے سے روک دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اگر وہ ساتھ گئے تو لشکر میں فساد پیدا کردیں گے کیونکہ قوم میں ایسے افراد تھے جو ان سے محبت کرتے تھے اور جس امر کی یہ قوم کو دعوت دیتے لوگ ان کی پیروی کرتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۞ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۞ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا (توبہ: ۴۷ تا ۴۹) ''اور تم میں ان کے جاسوس (اب بھی) موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو (اے حبیب) وہ کوشاں رہے فتنہ انگیزی میں پہلے بھی اور الٹ پلٹ کرتے تھے آپ کے لئے تجویزیں یہاں تک کہ آگیا حق اور غالب ہوا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش تھے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں اجازت دیجئے مجھے (کہ گھر ٹھہرا رہوں) اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے خبردار! فتنہ میں تو وہ گر چکے ہیں''۔

انہوں نے اس سے قبل فتنہ پیدا کرنا چاہا تھا اور آپ کے معاملے کو الٹنے کی کوشش کی تھی (یعنی آپ سے آپ کے ساتھیوں کو دور کردیں اور تیرا معاملہ تیری طرف پھیرا دیں یہاں تک کہ حق آگیا اور اللہ کا حکم ظاہر ہوگیا جبکہ وہ ناپسند کرتے تھے، ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں مجھے اجازت دیجئے اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالیں خبردار وہ آزمائش میں تو پڑ چکے ہیں۔

جس نے یہ بات کی اور ہمارے سامنے جس کا نام ذکر کیا وہ جد بن قیس تھا جو بنو سلمہ سے تعلق رکھتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے رومیوں سے جہاد کی دعوت دی۔ پھر واقعہ یہاں تک چلتا ہے۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَ هُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ (۵۷ تا ۵۸) ''اگر ان لوگوں کو کوئی پناہ گاہ مل جاتی یا کوئی غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی جگہ تو ضرور اس کی طرف منہ اٹھا کر چل دیتے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جو صدقات میں آپ پر طعن کرتے ہیں، اگر (ان کی مرضی کے مطابق) انہیں عطا کر دیا جائے تو یہ راضی ہو جاتے ہیں اور (ان کی مرضی کے مطابق) انہیں عطا نہ کیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں''۔ بے شک ان کی نیت، رضا اور ناراضگی ان کی دنیا پر منحصر ہے۔

مصارف صدقات

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں صدقات کو بیان کیا کہ یہ کن کو ادا کیے جاتے ہیں، فرمایا۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ (توبہ:۶۰) ''بے شک صدقات، فقراء، مساکین، عاملین زکوٰۃ، مولف قلوب، غلام آزاد کرنے، مقروضوں، اللہ کی راہ اور مسافروں کے لئے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے، اللہ علیم و حکیم ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے والے

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو اذیتیں دیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (توبہ:۶۱) ''ان میں سے وہ بھی ہیں جو نبی کریم ﷺ کو تکلیفیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کان کے کچے ہیں، فرما دیجئے وہ وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں بہترین ہوتی ہے، وہ اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور مومنوں کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ سراپا رحمت ہیں ان لوگوں کے لئے جو تم میں سے ایمان لائے اور جو رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

جو اس قسم کی باتیں کرتا تھا جیسے مجھے خبر پہنچی ہے وہ نبتل بن حارث تھا جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتا تھا، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ محمد کان کے کچے ہیں جو

بھی ان سے بات کرتا ہے اس کی تصدیق کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ۔ یعنی آپ بھلائی کی بات سنتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (توبہ:۶۲) ''وہ تمہارے سامنے اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں جبکہ اللہ اور اس کا رسول اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ یہ اسے راضی کریں اگر یہ مومن ہیں''۔ پھر فرمایا۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (توبہ:۶۵) ''اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے، فرما دیجئے کیا اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تم مذاق کر رہے تھے''۔ پھر یہاں تک فرمایا۔

اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةً (توبہ:۶۶) ''اگر تم میں سے کسی طائفہ کو معاف کریں تو ایک طائفہ کو عذاب بھی دیں گے''۔ جس نے یہ باتیں کی تھیں وہ ودیعہ بن ثابت تھا جو بنو امیہ بن زید سے تعلق رکھتا تھا۔ جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے جس سے درگزر کیا گیا وہ مخشن بن حمیر اشجعی تھا جو بنو سلمہ کا حلیف تھا۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ اس نے جو باتیں منافقوں سے سنی تھیں ان کو برا سمجھا تھا۔

پھر ان کا قصہ ذکر فرمایا یہاں تک کہ یہ ارشاد فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (توبہ) ''اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے، ان پر سختی کیجئے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کتنا برا ٹھکانہ ہے۔ جو باتیں انہوں نے کی ہیں ان کے بارے میں وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں، انہوں نے کلمہ کفر کہا، انہوں نے اسلام لانے کے بعد کفر کا ارتکاب کیا، انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو وہ نہ پا سکے۔ وہ کسی بات پر ناراض نہیں مگر اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا ہے...... نہ ان کا کوئی دوست ہے اور نہ ہی کوئی مددگار''۔ جس نے یہ باتیں کی تھیں اس کا نام جلاس بن سوید بن صامت تھا، اس کی پرورش میں رہنے والے آدمی جس کا نام عمیر بن سعد تھا، اس پر یہ بات الٹ دی تو جلاس بن سعد نے اس کا انکار کیا اور قسم اٹھا دی کہ

اس نے یہ بات نہیں کی۔ جب ان کے بارے میں قرآن حکیم نازل ہوا تو اس نے توبہ کرلی اور منافقوں سے الگ ہو گیا۔ جیسے مجھے خبر پہنچی ہے اس کا حال اور توبہ بہت اچھی رہی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ (توبہ) ''ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ہمیں اپنا فضل عطا کرے تو ہم تصدیق کریں گے اور ہم صالحین میں سے ہو جائیں گے''۔ جن افراد نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا وہ ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر تھے جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝ (توبہ) ''یہ منافق مومنوں میں سے نفلی صدقہ دینے والوں پر طعن کرتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں پاتے مگر مزدوری کے تو ان کا یہ تمسخر اڑاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ان کے تمسخر کی سزا دیتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔
جو لوگ نفلی صدقہ دیا کرتے تھے ان میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور عاصم بن عدی جو بنو عجلان سے تعلق رکھتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے میں رغبت دلائی اور اس پر صحابہ کو برانگیختہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اٹھے، انہوں نے چار ہزار درہم صدقہ کیا۔ عاصم بن عدی اٹھے انہوں نے کھجور کے سو وسق صدقہ کئے تو منافقوں نے ان دونوں پر طعن کیا اور کہا یہ تو محض ریا ہے۔ جس نے اپنی مزدوری میں سے صدقہ کیا تھا وہ ابو عقیل جو بنی انیف سے تعلق رکھتے تھے، یہ کھجوروں کا ایک صاع لائے تھے اور اسے صدقہ کے مال پر ڈال دیا تھا۔ یہ لوگ اس پر ہنسے تھے اور کہا اللہ تعالیٰ تو ابو عقیل کے صاع سے غنی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے ایک دوسرے سے کی تھیں جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں جہاد کرنے اور تبوک جانے کا حکم دیا جبکہ گرمی شدید تھی اور خشک سالی بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ۝ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا (توبہ: ۸۱۔ ۸۲) ''انہوں نے کہا گرمی میں نہ نکلو، اے محبوب فرما دیجئے جہنم کی آگ زیادہ سخت ہے۔ کاش وہ سمجھتے انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں''۔ آگے اس قول

تک آیات نازل فرمائیں۔ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ (توبہ:۸۵) ''ان کے مال اور اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈالیں''۔

عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ

ابن اسحاق نے کہا مجھے زہری نے بتایا انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ جب عبد اللہ بن ابی فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو نماز جنازہ کے لئے عرض کی گئی، آپ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تیار ہوئے، جب آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں پھر کر گیا اور میت کے سینے کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے دشمن عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں جبکہ اس نے فلاں فلاں دن یہ یہ باتیں کی تھیں، میں اس کے واقعات دہرا رہا تھا جبکہ رسول اللہ تبسم فرما رہے تھے یہاں تک کہ جب میں نے زیادہ ہی اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اے عمر اخر عني اني قد خيرت فاخترت۔ پیچھے ہٹ جاؤ مجھے اختیار دیا گیا پس میں نے نماز جنازہ پڑھانے کو پسند کیا۔ مجھے یہ بھی کہا گیا اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (توبہ: ۸۰) '' آپ ان کے لئے دعائے استغفار کریں یا دعائے استغفار نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر دفعہ بھی دعائے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا''۔ اگر میں یہ جانتا کہ ستر سے زائد استغفار کرنے سے اسے بخش دیا جائے گا تو میں زیادہ بار استغفار کرتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، میت کے ساتھ چلے اور اس کی قبر پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ اس کے دفنانے سے آپ فارغ ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ پر جرأت کرنے سے متعجب تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے زیادہ جانتے تھے، اللہ کی قسم مجھے تو معمولی علم تھا یہاں تک کہ یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (توبہ) ''ان میں سے جو آدمی فوت ہو جائے اس کی کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی کسی کی قبر پر آپ کھڑے ہوں کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے۔ یہ مرے جبکہ وہ فاسق تھے''۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

اجازت طلب کرنے والے

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَ اِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ جَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ (توبہ) ''جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے کہ تم (خلوص دل سے) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی معیت مین جہاد کرو تو ان میں صاحب استطاعت لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں''۔

ابن ابی بھی ان لوگوں میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے اس پر ملامت کی اور اس کا ذکر کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۸۸ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝۸۹ (توبہ) ''لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور آپ کے ساتھ ایمان والوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ عظیم کامیابی ہے''۔ بدوؤں سے معذرت کرنے والے آئے تا کہ انہیں اجازت دی جائے اور بیٹھے رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا۔ آخر قصہ تک جو مجھے خبر پہنچی ہے معذرت کرنے والے بنو غفار کی ایک جماعت تھی، ان میں خفاف بن ایماء بن رحضہ تھا، پھر عذر پیش کرنے والوں کا قصہ ہے، ارشاد فرمایا۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ۝۹۲ (توبہ) ''اور ان لوگوں پر کوئی گناہ اور الزام نہیں جب وہ آپ کے پاس آئیں تا کہ آپ انہیں سواری عطا کریں، آپ فرماتے ہیں میں ایسی کوئی سواری نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں وہ واپس جاتے ہیں تو اس بات پر دکھ کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں کہ ان کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں''۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رونے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَ هُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۹۳ (توبہ) ''الزام اور مواخذہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو آپ سے

اجازت طلب کرتے ہیں جبکہ وہ غنی ہیں، وہ اس بات پر راضی ہیں کہ پردہ نشین عورتوں کے ساتھ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، پس وہ نہیں جانتے''۔ خوالف سے مراد عورتیں ہیں پھر اس چیز کا ذکر فرمایا جو ان منافقوں نے قسمیں اٹھائیں۔

منافق بدو

پھر اللہ تعالیٰ نے بدووں کا، ان میں سے جو منافق تھے ان کا اور رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کے چلے جانے کا انہوں نے جو انتظار کیا تھا اس کا ذکر فرمایا۔

وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآىِٕرَ ؕ عَلَیْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝۹۸ (توبہ) ''اور ان دیہاتیوں میں بعض ایسے ہیں کہ جو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اسے چٹی سمجھتے ہیں اور تمہارے بارے میں گردش زمانہ کے منتظر رہتے ہیں جبکہ گردش زمانہ انہیں پر پڑنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے''۔

پھر مخلص اور مومن دیہاتیوں کا ذکر کیا اور فرمایا۔

وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ یَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝۹۹ (توبہ) ''اور بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو مال خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں قربت کا ذریعہ اور رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا وسیلہ خیال کرتے ہیں، خبردار یہ ان کے لئے قربت کا موجب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

مہاجرین وانصار میں سے سبقت لے جانے والے

پھر مہاجرین وانصار میں سے سبقت لے جانے والوں کا ذکر فرمایا، ان کی فضیلت ذکر کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو حسن ثواب معین کر رکھا ہے اس کا ذکر کیا اور پھر احسان کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں کو ان کے ساتھ ملا دیا، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (البینہ:۸) اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی، پھر فرمایا۔

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕۛ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ (التوبہ)

تمہارے اردگرد رہنے والے دیہاتیوں اور مدینہ میں رہنے والوں میں کچھ ایسے دیہاتی ہیں

جو نفاق کی حد کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ ہم انہیں دگنا عذاب دیں گے۔ جس دہرے عذاب کی اللہ تعالیٰ نے انہیں دھمکی دی ہے اس سے مراد ایک عذاب تو وہ ہے جو انہیں اسلام کے بارے میں تھا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے بغیر ان کے دلوں میں موجزن تھا پھر ان کے لئے قبروں میں عذاب ہے جب وہ قبروں میں داخل ہوں گے پھر انہیں بڑے عذاب کی طرف لوٹا دیا جائے گا جو جہنم کا عذاب ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ (توبہ:۱۰۶) ''اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک موخر کر دیا گیا ہے یا تو اللہ تعالیٰ انہیں سزا دے گا یا ان کی توبہ کو قبول کر لے گا''۔

یہ تین پیچھے رہ جانے والے صحابہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے معاملہ کو موخر کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا۔ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (توبہ:۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید لئے جنت کے بدلے میں پھر اس کے بعد تبوک اور اس میں جو واقعات ہوئے ان کا ذکر ہے۔

اس سورۃ کا نام نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں برأت رہا اس کے بعد اس کا نام مبعثرہ پڑ گیا کیونکہ اس نے لوگوں کے راز ظاہر کر دیئے۔ غزوۂ تبوک آخری غزوہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

حضرت حسان کے غزوات کے بارے میں اشعار

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی معیت میں انصار نے جو جنگیں کیں ان کا ذکر کیا۔

ابن ہشام نے کہا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اشعار عبدالرحمٰن بن حسان کے ہیں۔

اَلَسْتُ خَيْرَ مَعَدٍّ كُلِّهَا نَفَرًا وَ مَعْشَرًا اِنْ هُمْ عُمُّوْا وَ اِنْ حُصِلُوْا

حضرت حسان کا قصیدہ میمیہ (1)

حضرت مولف نے حضرت حسان کے قصیدہ میمیہ کا ذکر کیا ہے۔

1۔ یہ قصیدہ لامیہ ہے میمیہ نہیں شاید کتابت کی غلطی ہے۔

کیا میں تمام قبیلہ معد میں سے بہترین نہیں از روئے فرد اور قبیلہ کے اگر وہ عام اجتماع کریں۔

قَوْمٌ هُمْ شَهِدُوْا بَدْرًا بِاَجْمَعِهِمْ　مَعَ الرَّسُوْلِ فَمَا اَلَوْا وَ مَا خَذَلُوْا

یہ وہ قوم ہیں جو غزوہ بدر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام کے تمام جمع ہوئے پس انہوں نے نہ کوئی کوتاہی کی اور نہ ہی آپ کا ساتھ چھوڑا۔

وَ بَايَعُوْهُ فَلَمْ يَنْكُثْ بِهٖ اَحَدٌ　مِنْهُمْ وَ لَمْ يَكُ فِيْ اِيْمَانِهِمْ دَخَلُ

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ان میں سے کسی نے بھی بیعت نہیں توڑی اور نہ ہی ان کے ایمان میں کوئی فساد واقع ہوا۔

وَ يَوْمَ صَبَّحَهُمْ فِي الشِّعْبِ مِنْ اُحُدٍ　ضَرْبٌ رَصِيْنٌ كَحَرِّ النَّارِ مُشْتَعِلُ

یہ اس روز بھی حاضر تھے جس روز احد کی گھاٹی میں آگ کی گرمی کی طرح ماہرانہ تلوار زنی شعلے برسا رہی تھی۔

وَ يَوْمَ ذِيْ قَرَدٍ يَوْمَ اِسْتَشَارَ بِهِمْ　عَلَى الْجِيَادِ فَمَا خَامُوْا وَ مَا نَكَلُوْا

غزوہ ذی قرد جس روز جنگ انہیں جوش دلا رہی تھی یہ عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے انہوں نے نہ بزدلی دکھائی اور نہ ہی گھبراہٹ کا اظہار کیا۔

وَذَا الْعُشَيْرَةِ جَاسُوْهَا بِخَيْلِهِمْ　مَعَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهَا الْبِيْضُ وَالْاَسَلُ

اور غزوہ ذو عشیرہ میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اپنے گھوڑوں کے ساتھ اس سرزمین کو روند دیا جس پر چمکتی تلواریں اور نیزے تھے۔

وَ يَوْمَ وَدَّانَ اَجْلَوْا اَهْلَهٗ رَقَصًا　بِالْخَيْلِ حَتّٰى نَهَانَا الْحَزْنُ وَالْجَبَلُ

انہوں نے غزوہ ودان میں وہاں کے مکینوں کو جلاوطن کر دیا جبکہ گھوڑوں پر بیٹھے پے در پے حملے کر رہے تھے یہاں تک کہ ہمیں پتھریلی زمین اور پہاڑ نے ہمیں روک دیا۔

وَ لَيْلَةً طَلَبُوْا فِيْهَا عَدُوَّهُمْ　لِلّٰهِ وَاللّٰهُ يَجْزِيْهِمْ بِمَا عَمِلُوْا

اور اس رات میں بھی حاضر تھے جس رات میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دشمنوں

اَلَسْتُ خَيْرَ مَعَدٍّ كُلِّهَا نَفَرًا۔ حضرت حسان معد سے تعلق نہیں رکھتے تھے لیکن انہوں نے ارادہ کیا میں لوگوں میں سے بہترین نہیں ہوں؟ حضرت حسان نے معد کی کثرت کی وجہ سے اسے الناس کے قائم مقام رکھا ہے۔

کو تلاش کیا اللہ تعالیٰ بھی ان کے اعمال کی انہیں بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔

وَ غَزْوَةَ يَوْمَ نَجْدٍ ثُمَّ كَانَ لَهُمْ مَعَ الرَّسُوْلِ بِهَا الْاَسْلَابُ وَالنَّفَلُ

غزوہ نجد میں بھی یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے پھر رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ان کے لئے چھینا ہوا مال اور مالِ غنیمت تھا۔

وَ لَيْلَةَ بِحُنَيْنٍ جَالَدُوْا مَعَهٗ فِيْهَا يَعُلُّهُمْ بِالْحَرْبِ اِذَا نَهِلُوْا

غزوۂ حنین میں بھی انہوں نے جوانمردی کا مظاہرہ کیا وہ ایک دفعہ پی چکے تھے تو انہیں دوبارہ سیراب کیا گیا۔

وَ غَزْوَةَ الْقَاعِ فَرَّقْنَا الْعَدُوَّ بِهٖ كَمَا تَفَرَّقَ دُوْنَ الْمَشْرَبِ الرَّسَلُ

اور غزوۂ قاع میں ہم نے دشمن کو یوں بکھیر دیا جس طرح پانی کے گھاٹ سے اونٹوں کو بھگا دیا جاتا ہے۔

وَ يَوْمَ بُوْيِعَ كَانُوْا اَهْلَ بَيْعَتِهٖ عَلَى الْجِلَادِ فَآسَوْهُ وَ مَا عَدَلُوْا

جس دن رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تو یہ بہادری اور جوانمردی پر بیعت کر رہے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مواسات کی اور کسی وقت بھی آپ کی حمایت سے نہیں پھرے۔

وَ غَزْوَةَ الْفَتْحِ كَانُوْا فِيْ سَرِيَّتِهٖ مُرَابِطِيْنَ فَمَا طَاشُوْا وَ مَا عَجِلُوْا

فتح مکہ کے روز یہ جنگ میں گھوڑں کی نگرانی کر رہے تھے نہ انہوں نے ہلکے پن کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی انہوں نے جلدی کی۔

وَ يَوْمَ خَيْبَرَ كَانُوْا فِيْ كَتِيْبَتِهٖ يَمْشُوْنَ كُلُّهُمْ مُسْتَبْسِلٌ بَطَلُ

غزوۂ خیبر میں بھی وہ آپ کے لشکر میں شامل تھے، وہ سب یوں چل رہے تھے کہ ہر ایک دادِ شجاعت وصول کرنے والا اور بہادر تھا۔

بِالْبِيْضِ تُرْعَشُ فِي الْاَيْمَانِ عَارِيَةً تَعْوَجُّ فِي الضَّرْبِ اَحْيَانًا وَ تَعْتَدِلُ

وہ ایسی سفید تلواروں کے ساتھ جوان کے دائیں ہاتھوں میں حرکت کر رہی تھی ضرب لگانے سے لئے کبھی جھک جائیں اور کبھی سیدھی ہو جائیں۔

وَ يَوْمَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مُحْتَسِبًا اِلٰى تَبُوْكَ وَ هُمْ رَاْيَاتُهُ الْاُوَلُ

جس روز رسول اللہ ﷺ کی رضا کی خاطر تبوک کی طرف جا رہے تھے تو یہ انصار علمبردار

تھے اور آگے آگے چلنے والے تھے۔

وَ سَاسَةُ الْحَرْبِ اِنْ حَرْبٌ بَدَتْ لَهُمْ　حَتّٰی بَدَالَهُمُ الْاِقْبَالُ وَالْقَفَلُ

یہ جنگ کو سزا دینے والے ہوتے ہیں اگر جنگ ان کے لئے ظاہر ہو جائے یہاں تک کہ یہ عیاں ہو جائے کہ آگے بڑھنا اور واپس لوٹنا ان کے حق میں ہے۔

اُولٰئِكَ الْقَوْمُ اَنْصَارُ النَّبِيِّ وَ هُمْ　قَوْمِیْ اَصِیْرُ اِلَیْهِمْ حِیْنَ اَتَّصِلُ

یہی لوگ نبی کریم ﷺ کے انصار ہیں اور یہی لوگ میری قوم ہیں جب میں خاندان کے ساتھ ملتا ہوں تو انہیں کی طرف لوٹتا ہوں۔

مَاتُوْا كِرَامًا وَ لَمْ تُنْكَثْ عُهُوْدُهُمْ　وَ قَتْلُهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِذْ قُتِلُوْا

وہ باعزت موت مرے ان کے وعدے نہیں توڑے گئے جب بھی قتل کئے گئے اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے۔

ابن ہشام نے کہا آخری شعر کا دوسرا مصرعہ حضرت ابن اسحاق سے مروی نہیں کسی اور سے مروی ہے۔

حضرت ابن اسحاق نے فرمایا حضرت حسان بن ثابت نے یہ اشعار بھی کہے۔

كُنَّا مُلُوْكَ النَّاسِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ　فَلَمَّا اَتَی الْاِسْلَامُ كَانَ لَنَا الْفَضْلُ

حضور ﷺ کی آمد سے پہلے ہم لوگوں کے بادشاہ تھے جب اسلام آیا تو ہمارے لئے فضیلت تھی۔

وَاَكْرَمَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ لَیْسَ غَیْرَهٗ　اِلٰهٌ بِاَیَّامٍ مَضَتْ مَالَهَا شَكْلُ

ہمیں اس اللہ نے عزت دی جس کے سوا کوئی معبود نہیں گذشتہ دنوں میں جس عزت کی کوئی مثال نہیں۔

بِنَصْرِ الْاِلٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَ دِیْنِهٖ　وَ اَلْبَسَنَاهُ اِسْمًا مَضٰی مَالَهٗ مِثْلُ

اللہ، اس کے رسول اور اس کے دین کی مدد کرنے کے باعث اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا شرف بخشا جس کی کوئی مثال نہیں۔

اُولٰئِكَ قَوْمِیْ خَیْرُ قَوْمٍ بِاَسْرِهِمْ　فَمَا عُدَّ مِنْ خَیْرٍ فَقَوْمِیْ لَهٗ اَهْلُ

یہی میری قوم ہے جو باقی ماندہ تمام قوموں سے بہتر ہیں جس بھلائی کا بھی نام لیا جائے میری قوم اس کی اہل ہے۔

يُرَبُّوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ مَعْرُوْفَ مَنْ مَضٰى　　وَ لَيْسَ عَلَيْهِمْ دُوْنَ مَعْرُوْفِهِمْ قُفُلُ

یہ لوگ گذشتہ لوگوں کی اچھائیوں سے اپنی اچھائیوں کی تربیت کرتے ہیں جبکہ ان کی بھلائیوں کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں۔

اِذَا اخْتُبِطُوْا لَمْ يُفْحِشُوْا فِيْ نَدِيِّهِمْ　　وَ لَيْسَ عَلٰى سُؤَالِهِمْ عِنْدَهُمْ بُخُلُ

جب ان کے حالات خراب ہو جائیں تو یہ اپنی مجلسوں میں فحش گوئی نہیں کرتے ان سے سوال کیا جائے تو اس پر یہ بخل نہیں کرتے۔

وَ اِنْ حَارَبُوْا اَوْ سَالَمُوْا لَمْ يُشَبَّهُوْا　　فَحَرْبُهُمْ حَتْفٌ وَ سِلْمُهُمْ سَهْلُ

یہ جنگ کریں یا صلح کریں ان کے بارے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاتا کیونکہ ان سے جنگ موت ہے اور ان سے صلح آسان ہے۔

وَ جَارُهُمْ مُوْفٍ بِعَلْيَاءَ بَيْتُهُ　　لَهُ مَا ثَوٰى فِيْنَا الْكَرَامَةُ وَالْبَذْلُ

انصار کا پڑوسی وعدہ پورا کرنے والا ہے اس کا گھر بلند جگہ پر ہوتا ہے ہمارے درمیان جو چیز ان کے لئے مقدر ہو چکی ہے وہ کرامت اور سخاوت ہے۔

وَ حَامِلُهُمْ مُوْفٍ بِكُلِّ حَمَالَةٍ　　تَحَمَّلَ لَا غُرْمٌ وَ لَا خَذْلُ

ان کا حملہ کر کے قتل کرنے والا اپنے اوپر لازم ہونے والی دیت پوری دینے والا ہوتا ہے اس پر کوئی تاوان باقی نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے بے یار و مددگار چھوڑا جاتا ہے۔

وَ قَائِلُهُمْ بِالْحَقِّ اِنْ قَالَ قَائِلٌ　　وَ حِلْمُهُمْ عَوْدٌ وَ حُكْمُهُمْ عَدْلُ

ان میں سے بات کرنے والا حق بات کرنے والا ہوتا ہے ان کا حلم بار بار ظاہر ہوتا ہے اور ان کے فیصلوں میں عدل ہوتا ہے۔

وَ مِنَّا اَمِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ حَيَاتَهُ　　وَ مَنْ غَسَّلَتْهُ مِنْ جَنَابَتِهِ الرُّسُلُ

ہم میں سے وہ ہستی تھے جو زندگی بھر مسلمانوں کے امیر رہے اور ہمیں میں سے وہ ذات ہے جس کو حالت جنابت میں فرشتوں نے غسل دیا۔

ابن ہشام نے کہا (اَلْبَسْنَاهُ اسما) یہ ابن اسحاق سے مروی نہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت حسان نے یہ اشعار بھی کہے۔

قصیدہ میمیہ

قَوْمِيْ اُولٰئِكَ اِنْ تَسْئَلِيْ　　كِرَامٌ اِذَا الضَّيْفُ يَوْمًا اَلَمّ

میری قوم وہ ہے اگر تو سوال کرے گا تو تجھے معلوم ہو جائے کہ جب کوئی مہمان ان کے پاس آئے گا تو یہ لوگ بڑے سخی ہیں۔

عِظَامُ الْقُدُوْرِ لِاَیْسَارِھِمْ یَکُبُّوْنَ فِیْھَا الْمُسِنَّ السَّنِمِ

ان کے خوشحالوں کے ہاں بڑی بڑی ہانڈیاں ہوتی ہیں جن ہانڈیوں میں وہ اونچی کہانوں والے اونٹوں کو اوندھا کر کے پکاتے ہیں۔

یُوَاسُوْنَ جَارَھُمْ فِی الْغِنٰی وَ یَحْمُوْنَ مَوْلَاھُمْ اِنْ ظلم

وہ مال و دولت میں اپنے پڑوسی کے ساتھ غم گساری کرتے ہیں اگر ان کے غلام پر ظلم کیا جائے تو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

فَکَانُوْا مُلُوْکًا بِاَرْضِیھِمْ یُنَادُوْنَ غُضْبًا بِاَمْرٍ غَشَمْ

یہ اپنی زمین کے بادشاہ ہیں جو کاٹ دار تلواروں کو بلاتے ہیں سخت قسم کی جنگ میں۔

مُلُوْکًا عَلَی النَّاسِ لَمْ یُمْلَکُوْا مِنَ الدَّھْرِ یَوْمًا کَحِلِّ الْقَسَمِ

یہ لوگوں کے بادشاہ ہیں یہ قسم کھانے کے لئے بھی ایک روز کسی کے غلام نہیں رہے۔

فَاَنْبُوْا بِعَادٍ وَ اَشْیَاعِھَا ، ثَمُوْدَ وَ بَعْضِ بَقَایَا اِرَمْ

پس یہ عاد اور ان کی نسلوں کو، ثمود اور قوم ارم کی بقایا نسلوں کو ڈراتے رہتے ہیں۔

بِیَثْرِبَ قَدْ شَیَّدُوْا فِی النَّخِیْلِ حُصُوْنًا وَ دُجِّنَ فِیْھَا النَّعَمْ

یثرب میں انہوں نے مضبوط قلعے بنائے اور ان میں اونٹ پالے گئے۔

اس میں حضرت حسان نے کہا وَنَادِ جِھَارًا وَلَا تَحْتَشِمْ۔

اس میں ان لوگوں کا رد ہے کہ حشمت غضب کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی لوگ اسے غیر وضعی معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس سے ایک روایت مروی ہے لِکُلِّ طَاعِمٍ حِشْمَۃٌ فَابْدَؤُوْہُ بِالْیَمِیْنِ۔ ہر کھانے والے میں شرم و حیاء ہوتی ہے، تم دائیں طرف سے شروع کرو۔ ایک حدیث مرفوع میں ہے لَا یَرْفَعَنَّ اَحَدُکُمْ یَدَہٗ عَنِ الطَّعَامِ قَبْلَ اَکِیْلِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ مِمَّا یَحْشِمُہٗ۔ تم میں سے کوئی آدمی بھی کھانا کھانے والے سے پہلے ہاتھ نہ روکے کیونکہ یہ چیز اسے شرم دلاتی ہے۔

ابو الفرج نے محمد بن یسیر کے لئے یہ شعر پڑھا اگرچہ دلیل میں وہ حضرت حسان کے مرتبہ کا نہیں۔

فِیْ اِنْقِبَاضٍ وَ حِشْمَۃٍ فَاِذَا جَالَسْتُ اَھْلَ الْوَفَاءِ وَالْکَرَمِ

جب میں اہل وفاء اور اہل کرم کی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو شرم و حیاء کے عالم میں بیٹھتا ہوں۔

نَوَاضِحَ قَدْ عَلَّمَتْهَا الْيَهُوْ د (عَلْ) اِلَيْكَ وَ قَوْلَا هَلُمَّ

جو ایسے پانی والے اونٹ تھے جنہیں یہودیوں نے عل، الیک اور ہلم جیسے الفاظ سکھا رکھے تھے۔

وَ فِيْمَا اشْتَهَوْا مِنْ عَصِيْرِ الْقِطَا فِ وَالْعَيْشِ رِخْواً عَلٰی غَيْرِ هَمٍّ

یہ زندگی بسر کر رہے ہیں ایسی فضا میں کہ جب چاہتے ہیں انگوروں کا رس نچوڑتے ہیں اور بغیر فکر کے خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

فَسِرْنَا اِلَيْهِمْ بِأَثْقَالِنَا عَلٰی كُلِّ فَحْلٍ هِجَانٍ قِطَمْ

پھر ہم ان یہودیوں کی طرف بھاری بھر کم اسلحہ لے کر چلے ایسے اونٹوں پر جو سفید رنگ کے بڑے جوشیلے تھے۔

جَنَبْنَا بِهِنَّ جِيَادَ الْخُيُوْ لِ قَدْ جَلَّلُوْهَا جِلَالَ الْاَدَمْ

ان اونٹوں کے ساتھ ساتھ ہم نے عمدہ گھوڑوں کو بھی لگا میں دے رکھی تھیں جن کو چمڑے کے جھولوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔

فَلَمَّا اَنَاخُوْا بِجَنْبَیْ صِرَادٍ وَ شَدُّوْا السُّرُوْجَ بِلِیِّ الْحُزُمْ

جب انہوں نے صرار کی دونوں جانب اونٹ بٹھا دیئے اور بوسیدہ رسیوں سے انہوں نے کجاوے کسے۔

فَمَا رَاعَهُمْ غَيْرُ مَعْجِ الْخُيُوْ لِ وَالزَّحْفُ مِنْ خَلْفِهِمْ قَدْ دَهِمْ

اَرْسَلْتُ نَفْسِیْ عَلٰی سَجِيَّتِهَا وَ قُلْتُ مَا شِئْتَ غَيْرَ مُحْتَشِمِ

تو میں اپنے نفس کو اس کی خصلت پر چھوڑ دیا اور میں نے کہا جب تک چاہے غیر محتشم رہے۔

اس میں اس کا یہ قول وَكَانُوْا مُلُوْكًا وَلَمْ يَمْلِكُوْا مِنَ الدَّهْرِ يَوْمًا كَحِلِّ الْقَسَمِ۔

اس شعر میں اس امر کی دلیل ہے جو ابن قتیبہ نے حلۃ القسم کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ یہ ابوعبید کے قول کے خلاف ہے۔ ہم دونوں کے اقوال کعب بن زہیر کے قصیدہ کی شرح میں ذکر کر چکے ہیں۔

ابن قتیبہ کا ایک شعر ہے۔

اِذَا عَصَفَتْ رِيْحٌ فَلَيْسَ بِقَائِمٍ بِهَا وَتَدٌ اِلَّا تَحِلَّةَ مُقْسِمِ

جب تیز آندھی چلتی ہے تو اس میں کوئی کیل نہیں ٹھہرتا مگر قسم اٹھانے والی کی قسم کو پورا کرنے کے لئے۔

انہیں خوفزدہ نہ کیا مگر ہمارے گھوڑوں کے اچانک آجانے سے جبکہ جنگ ان کے پیچھے سے ان پر اچانک آگئی۔

فَطَارُوْا سِرَاعًا وَ قَدْ اُفْزِعُوْا وَ جِئْنَا اِلَيْهِمْ كَاُسْدِ الْاَجَمْ

وہ تیزی سے دوڑ رہے تھے جبکہ وہ خوفزدہ تھے اور ہم ان پر کچھار کے شیروں کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔

عَلٰى كُلِّ سَلْهَبَةٍ فِى الصِّيَانِ لَا يَشْتَكِيْنَ نُحُوْلَ السَّأَمْ

ایسے لمبے گھوڑوں پر سوار جو زین سے ڈھکے ہوئے ہیں جو اکتاہٹ کی شکایت نہیں کرتے۔

وَ كُلِّ كُمَيْتٍ مُطَارِ الْفُؤَادِ اَمِيْنِ الْفُصُوْصِ كَمِثْلِ الزُّلَمْ

کمیت گھوڑوں پر سوار جو بیدار مغز ہیں جن کے جوڑ تیروں کی طرح مضبوط ہیں۔

عَلَيْهَا فَوَارِسُ قَدْ عُوِّدُوْا قِرَاعَ الْكُمَاةِ وَ ضَرْبَ الْبُهَمْ

ان گھوڑوں پر ایسے شاہسوار ہیں جو مسلح لوگوں سے ٹکرانے اور بڑے بڑے بہادروں کو تلوار سے ضرب لگانے کے عادی تھے۔

مُلُوْكٌ اِذَا غَشَمُوْا فِى الْبِلَادِ لَا يَنْكُلُوْنَ وَلٰكِنْ قُدُمْ

یہ ایسے بادشاہ تھے جب شہروں پر حملہ آور ہوتے تو پیچھے نہ مڑتے بلکہ آگے ہی بڑھتے جاتے۔

فَاُبْنَا بِسَادَاتِهِمْ وَالنِّسَاءِ وَ اَوْلَادُهُمْ فِيْهِمْ تُقْتَسَمْ

پس ہم ان کے سرداروں اور ان کی عورتوں کو پکڑ کر لائے اور ان کی اولادیں تقسیم کی جا رہی تھیں۔

وَرِثْنَا مَسَاكِنَهُمْ بَعْدَهُمْ وَ كُنَّا مُلُوْكًا بِهَا لَمْ نَرِمْ

ان کے بعد ہم ان کے مکانات کے بھی مالک بن گئے، اب ہم ان کے بادشاہ بن گئے تھے ہمیں وہاں سے کوئی ہٹا نہیں سکتا تھا۔

یہ مصرعہ بھی پڑھا۔ قَلِيْلًا كَتَحْلِيْلِ الْاُلٰى ثُمَّ اَصْبَحَتْ۔ اتنا تھوڑا جیسا قسم پوری کرنا۔ اس کا قول عزا اشم۔ یہ عربوں کے اس قول کی طرح ہے جیسے عِزَّةٌ قَعْسَاءُ ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ شاء لیتا ہے کیونکہ اقعس اسے کہتے ہیں جس کا سینہ ابھرا ہوا ہوتا ہے اور پشت اندر کو دھنسی ہوئی ہوتی ہے۔ مبرد نے اس کے برعکس تفسیر بیان کی ہے لیکن حضرت حسان کا شعر ہمارے قول کی تائید کرتا ہے کیونکہ شمم کے ساتھ صاحب عزت کا وصف بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ عزت کی صفت بیان کرنا مجاز ہے۔

فَلَمَّا اَتَانَا الرَّسُوْلُ الرَّشِيْدُ بِالْحَقِّ وَالنُّوْرِ بَعْدَ الظُّلَمْ

جب ہمارے پاس وہ رسول تشریف لائے جو تاریکیوں کے بعد حق اور نور کی طرف راہنمائی کرنے والے تھے۔

فَقُلْنَا صَدَقْتَ رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَ فِيْنَا اَقِمْ

ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ کہا ہماری طرف آئیے اور ہمارے پاس مقیم ہو جایئے۔

فَنَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ الْاِلٰهِ اُرْسِلْتَ نُوْرًا بِدِيْنٍ قِيَمِ

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کو دین مستقیم کے نور کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔

فَاِنَّا وَ اَوْلَادَنَا جُنَّةٌ نَقِيْكَ وَ فِيْ مَالِنَا فَاحْتَكِمْ

ہم اور ہماری اولاد ڈھال ہیں ہم آپ کی حفاظت کریں گے اور ہمارے اموال میں جو چاہیں آپ فیصلہ کریں۔

فَنَحْنُ اُوْلٰئِكَ اِنْ كَذَّبُوْكَ فَنَادِ نِدَاءً وَ لَا تَحْتَشِمْ

ہم وہ لوگ ہیں (جنہوں نے آپ کی تصدیق کی ہے) اگر انہوں نے آپ کو جھٹلایا ہے آپ اعلانیہ دعوت دیں اور معمولی سا بھی نہ ہچکچائیں۔

وَ نَادِ بِمَا كُنْتَ اَخْفَيْتَهٗ نِدَاءً جِهَارًا وَ لَا تَكْتَتِمْ

جس پیغام کو آپ چھپاتے رہے ہیں اسے اعلانیہ انداز میں لوگوں کو دعوت دیں اور اسے ہر گز نہ چھپائیں۔

فَصَارَ الْغُوَاةُ بِاَسْيَافِهِمْ اِلَيْهِ يَظُنُّوْنَ اَنْ يُّخْتَرَمْ

سرکش لوگ اپنی تلواریں لئے آپ کی طرف چلے وہ گمان کرتے تھے کہ آپ کو مار ڈالیں گے۔

فَقُمْنَا اِلَيْهِمْ بِاَسْيَافِنَا نُجَالِدُ عَنْهُ بُغَاةَ الْاُمَمْ

پس ہم ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تلواریں لے کر کھڑے ہوگئے اور ہم نے باغی اور سرکش لوگوں کے مقابلہ میں آپ کا پورا پورا دفاع کیا۔

بِكُلِّ صَقِيْلٍ لَهٗ مَيْعَةٌ رَقِيْقِ الذُّبَابِ عَضُوْضٍ خَذِمْ

ہر صیقل شدہ چمکتی تلوار کے ساتھ جو تیز دھار والی کاٹنے والی اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی تھی۔

إِذَا مَا يُصَادِفُ صُمَّ الْعِظَا　مِ لَمْ يَنْبُ عَنْهَا وَ لَمْ يَنْشَلِمْ

جب مضبوط ہڈیوں پر پڑتی تھی نہ اس سے اچکتی تھی اور نہ ہی اس میں دندانے پڑتے تھے۔

فَذٰلِكَ مَا وَرَّثَتْنَا الْقُرُو　مُ مَجْدًا تَلِيْدًا وَ عِزًّا أَشَمّ

پس یہ عزت ہمارے سردار ہمیں وراثت میں دے گئے ہیں جو قدیمی اور بلند مقام والی ہے۔

إِذَا مَرَّ نَسْلٌ كَفٰى نَسْلَهٗ　وَ غَادَرَ نَسْلًا إِذَا مَا انْفَصَمْ

جب ایک نسل گزرتی ہے تو دوسری نسل اسے کافی ہو جاتی ہے جب کوئی نسل الگ ہوتی ہے تو یہ اسے چھوڑ دیتی ہے۔

فَمَا إِنْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا لَنَا　عَلَيْهِ وَ إِنْ خَاصَ فَضْلُ النِّعَمْ

کوئی آدمی ایسا نہیں جس پر ہماری میزبانی کے اونٹ لازم نہ ہوں اگرچہ نہ مان کر وہ غداری کرے۔

ابن ہشام نے کہا ابوزید انصاری نے مجھے اس کا یہ شعر سنایا۔

فَكَانُوْا مُلُوْكًا بِأَرْضِيْهِمْ　يُنَادُوْنَ غُضْبًا بِأَمْرٍ غَشَمْ

وہ اپنے علاقے میں بادشاہ تھے، وہ غصے کی حالت میں سخت جنگ کا اعلان کر رہے تھے۔

اور مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

بِيَثْرِبَ قَدْ شَيَّدُوْا فِي النَّخِيْلِ　حُصُوْنًا وَدُجِّنَ فِيْهَا النَّعَمْ

انہوں نے یثرب میں کھجور کے درختوں کے درمیان قلعے بنائے اور اس میں اونٹ پالے۔

اور اس کا شعر ”وَكُلُّ كُمَيْتٍ مُطَارِ الْفُؤَادِ“ بھی اسی سے مروی ہے۔

وفود کی آمد کا سال اور سورۂ نصر کا نزول

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کرلیا اور غزوۂ تبوک سے بھی فارغ ہو گئے۔ بنو ثقیف نے اسلام قبول کرلیا اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تو ہر طرف سے عربوں کے وفود آنے لگے۔

سورۂ نصر کا نزول

حضرت مؤلف نے سورۃ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ کا ذکر کیا ہے۔ ظاہر میں اس کی تفسیر اس تفسیر کے خلاف ہے جو حضرت ابن عباس نے ذکر کی ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے معنی کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو زندگی ختم ہونے کے بارے میں خبر دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا میں بھی وہی جانتا ہوں۔ کلام کا ظاہر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے جو حضرت ابن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فَاشۡكُرۡ رَبَّكَ وَ احۡمَدۡهُ۔ جس طرح ابن اسحاق نے کہا بلکہ فرمایا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا اس آیت میں حضور ﷺ کو فرمایا جارہا ہے کہ اپنے رب سے ملاقات کی استعداد پیدا کریں اور اس کی طرف توبہ کریں۔ اس کا معنی ہے کہ دین کے غلبہ کے لئے آپ کو جو مبعوث کیا گیا تھا اس کا ذریعہ بننے والے اسلوب زندگی سے آپ لوٹ آئیں کیونکہ آپ اس مدعا سے فارغ ہو چکے ہیں اور مراد مکمل ہو چکی ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ کا جواب محذوف ہے۔ قرآن حکیم میں کثیر مقامات پر جواب محذوف ہوتا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہوگی اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ، فَقَدِ انۡقَضَى الۡاَمۡرُ وَدَنَا الۡاَجَلُ وَحَانَ اللِّقَاءُ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ۔ مسند بزار میں حضرت ابن عباس کا ایک واضح قول موجود ہے اس میں آپ نے فرمایا فَقَدۡ دَنَا اَجَلُكَ فَسَبِّحۡ۔ یہی معنی حضرت ابن عباس نے بھی سمجھا یعنی اذا کا جواب محذوف ہے۔ جب کوئی اس نکتہ کو سمجھ جاتا ہے تو اس کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں فسبح اس کا جواب ہے جس طرح تو کہتا ہے اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَصُمۡ۔ اس تاویل میں اس تاویل کے ساتھ کوئی مسابقت نہیں جو ہم نے حضرت ابن عباس کی تاویل ذکر کی ہے اس میں اچھی طرح غور و فکر کرلو جبکہ حضرت عمر نے بھی آپ کی موافقت کی ہے۔ کتاب اللہ کے معانی سمجھنے کیلئے تمہیں وہ دونوں

ابن ہشام نے کہا مجھے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ یہ ۹ ھ میں ہوا اور اس سال کو وفود کا سال کہتے ہیں۔

عربوں کا اطاعت اختیار کرنا اور اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عرب اسلام قبول کرنے کے لئے اس قبیلہ قریش اور رسول اللہ ﷺ کے معاملہ کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش تمام عربوں کے امام، راہنما، بیت حرام کے خدام، حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد اور عربوں کے قائد تھے جن کی قیادت کا کوئی انکار نہیں کرتا تھا، یہی وہ قریش تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ اور مخالفت شروع کر رکھی تھی جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا، قریش نے اطاعت اختیار کر لی، اسلام نے انہیں زیر کر لیا اور عربوں نے یہ چیز خوب جان لی کہ اب ان میں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے اور دشمنی کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔ پس وہ دین اسلام میں داخل ہو گئے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے افواجا جو جماعتیں ہر طرف سے آپ کی طرف آ رہی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (النصر)

جب آ چکی اللہ کی مدد اور فتح اور آپ نے دیکھ لیا لوگوں کو جماعت در جماعت دین میں داخل

کافی ہیں۔ حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق فاء امر محذوف کے ساتھ رابطہ کیلئے ہے جبکہ دوسرے علماء نے جو تاویل کی ہے اس کے مطابق فاء جواب شرط کے رابطہ کیلئے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں وفود کی آمد

اس باب میں جو روایات بھی آئی ہیں ان میں صحیح ترین عبدالقیس کے وفد کی حدیث ہے۔ یہ وہ وفد تھا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَ نَدَامَى۔ اس وفد کو خوش آمدید جن کے لئے نہ ذلت و رسوائی ہے اور نہ ہی شرمندگی۔ صحیحین میں ان کی حدیث آئی ہے مگر ان میں سے کسی کا نام نہیں آیا۔ ان میں ایک اشج بن عبدالقیس تھا یہی منذر بن عائذ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تجھ میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں، ایک حلم

ہوتا ہوا۔ پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجئے، اس سے بخشش طلب کیجئے۔ بے شک وہ تواب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کو جو غلبہ عطا فرمایا ہے اس پر اللہ کی حمد بیان کیجئے اور اس سے بخشش طلب کیجئے کیونکہ وہ تواب ہے۔

بنو تمیم کے وفد کی آمد اور سورۃ حجرات کا نزول

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرب کے وفود آئے۔ عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس تمیمی بنو تمیم کے سرداروں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں اقرع بن حابس تمیمی، زبرقان بن بدر تمیمی جو بنو سعد سے تعلق رکھتا تھا، عمرو بن اہتم اور حجاب بن یزید تھے۔

حتات کے بارے میں

ابن ہشام نے کہا حتات وہ ہے جس کے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مہاجر صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ جیسے حضرات ابوبکر و عمر کے درمیان، عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان، طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر بن عوام کے درمیان، ابوذر غفاری اور مقداد بن عمرو بھرانی کے درمیان اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حتات بن یزید مجاشعی کے درمیان رضی اللہ عنہم۔ حضرت حتات بن یزید مجاشعی حضرت معاویہ کے دورِ خلافت میں آپ کے پاس ہی فوت ہوئے، اسی بھائی چارے کی بنا پر حضرت معاویہ نے ان کی وراثت لے لی تو فرزدق نے اسی وجہ سے حضرت معاویہ کے بارے میں کہا۔

اَبُوْكَ وَ عَمِّيْ يَا مُعَاوِيَ اَوْرَثَا تُرَاثًا فَيَحْتَازُ التُّرَاثَ اَقَارِبُهُ

اور دوسری وقار۔ ان میں سے ایک ابو وازع زارع بن عامر تھے اور ان کا بھانجا مطر بن ہلال عنزی تھا۔
جب وفد کے لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ ذکر کیا کہ یہ ان کا بھانجا ہے تو فرمایا قوم کی بہن کا بیٹا انہیں میں سے ہوتا ہے، ان میں سے ایک ابن اخی زارع تھا، یہ مجنون تھا وہ اسے ساتھ اس لئے لائے تھے تا کہ نبی کریم ﷺ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا کی تو وہ اسی وقت درست ہو گیا۔ وہ بہت بوڑھا تھا تو اسے حسن و جمال اور جوانی عطا کر دی گئی یہاں تک کہ اس کا چہرہ کنواری پاکدامن عورتوں کی طرح ہو گیا۔ ان میں سے ایک

اے معاویہ تیرے والد اور میرے چچا نے جو میراث چھوڑی وہ ان کے رشتہ داروں نے لے لی تھی۔

فَمَا بَالُ مِيْرَاثِ الْحُتَاتِ اَكَلْتَهٗ وَ مِيْرَاثُ حَرْبٍ جَامِدٌ لَكَ ذَائِبُهٗ

یہ حتات کی میراث کا کیا ہوا کہ تو اسے کھا گیا جبکہ حرب کی میراث میں سے جو پگھلنے والا حصہ تھا وہ بھی جامد ہو گیا۔

وفد کے باقی ماندہ افراد

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بنو تمیم کے وفد میں نعیم بن یزید قیس بن حارث، قیس بن عاصم جو بنو سعد سے تعلق رکھتا تھا، بنو تمیم کے بہت بڑے وفد میں آئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عطارد بن حاجب جو بنو دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید بن مناہ بن تمیم سے تعلق رکھتا تھا، اقرع بن حابس جو بنو دارم بن مالک سے تعلق رکھتا تھا، حتات بن یزید جو بنو دارم بن مالک سے تعلق رکھتا تھا، زبرقان بن بدر جو بنو بھدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تعلق رکھتا تھا، عمرو بن اہتم جو بنو منقر بن عبید بن حارث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تعلق رکھتا تھا اور قیس بن عاصم جو بنو منقر بن عبید بن حارث سے

جہم بن قثم تھا، جب نبی کریم ﷺ نے انہیں مخصوص برتنوں میں پینے سے منع کیا اور اس سے جو زخم لگتے ہیں ان سے انہیں ڈرایا اور انہیں خبر دی کہ جب وہ شراب پئیں گے تو ایک آدمی اپنے چچا زاد بھائی کا قصد کرے گا تو اسے زخمی کر دے گا، ان میں سے ایک آدمی وہ بھی تھا جسے اسی وجہ سے زخمی کیا گیا تھا جبکہ وہ اپنا زخم چھپاتا تھا، وہ آدمی جہم بن قثم تھا، وہ حضور ﷺ کے علم اور اس آدمی کی طرف اشارہ کرنے سے متعجب ہوئے۔ ان لوگوں میں سے ایک ابو خیرہ صباحی تھا جو بنو صباح بن لکیز سے تعلق رکھتا تھا۔ اس سے آقائے دو عالم ﷺ کی ایک حدیث بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ الْقَيْسِ۔ اے اللہ عبد القیس کو بخش دے۔ آپ نے انہیں پیلو کی شاخیں عطا فرمائیں جن سے وہ مسواک کیا کریں۔ ان لوگوں میں سے ایک مزیدہ عصری تھا جو ہود بن عبد اللہ بن سعد بن مزیدہ کا دادا تھا۔ برنی کھجور کے بارے میں اس کی حدیث ہود پر گھومتی ہے کہ اس میں دواء ہے بیماری نہیں ہے۔ ان لوگوں میں سے قیس بن نعمان تھا جس کا ذکر ابو داؤد نے کتاب الاشربہ میں کیا ہے۔ عبد القیس کا جو وفد حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تھا ان کے یہی نام مجھ تک پہنچے ہیں۔

تعلق رکھتا تھا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان کے ساتھ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری بھی تھا۔ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ، حنین اور طائف کے غزوات میں بھی شریک ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو آواز دینا اور عطارد کی گفتگو

جب بنو تمیم کا وفد آیا تو عطارد ان کے ساتھ تھا، جب بنو تمیم کا وفد مسجد میں داخل ہوا تو ازواجِ مطہرات کے حجروں کے پیچھے سے ہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ندا دی۔ اے محمد ہماری طرف باہر آؤ، ان کی چیخ و پکار نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچائی۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے، وفد کے لوگ کہنے لگے اے محمد ہم آپ سے فخر کرنے کے لئے آئے ہیں، ہمارے شاعر اور خطیب کو بات کرنے کی اجازت دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے

وفود میں حتات بن یزید کا بھی ذکر کیا ہے، نیز فرزدق نے حضرت معاویہ کے بارے میں شعر کہا ہے، اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ فَمَا بَالُ مِيْرَاثِ الْحُتَاتِ اَكَلْتَهُ۔

صاحب الحلۃ کی وضاحت

حضرت مولف نے اس میں عطارد بن حاجب بن زرارہ کا ذکر کیا ہے۔ یہی حلہ پہنے ہوئے تھا جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ الْحُلَّةَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ۔ یہ حلہ (جبہ) وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اَتَكْسُوْنِيْ هٰذِهٖ کیا تم مجھے یہ دیتے ہو تا کہ میں اسے پہن لوں۔ عطارد کے حلہ کے بارے میں جو کہہ اس کے بعد ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء سے یہ شعر بھی مروی ہے۔

فَلَو اَنَّ هٰذَا كَانَ فِي غَيْرِ مُلْكِكُمْ لَبُؤْتَ بِهَا اَوْ غَصَّ بِالْمَاءِ شَارِبُهٗ

اگر یہ تمہاری ملکیت میں نہ ہوتا تو تو اسے لوٹا دیتا یا پانی پینے والے کا گلا بند ہو جاتا۔

سکتا تھا کہا ہے۔ اس حلہ کا سبب یہ تھا کہ حاجب بن زرارہ جو عطارد کا والد تھا کسریٰ کے پاس وفد لے کر گیا تا کہ اپنی قوم کے لئے امان طلب کرے تا کہ عراق کے سبزہ زاروں کے قریب رہائش پذیر ہو سکیں کیونکہ ان کے اپنے علاقوں میں خشک سالی نے آلیا ہے۔ کسریٰ نے اسے بطور ضمانت کوئی چیز طلب کی

خطیب کو اجازت دی ہے وہ بات کرے تو عطارد بن حاطب نے کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ عَلَیْنَا الْفَضْلُ وَالْمَنُّ وَ ھُوَ اَھْلُہٗ الَّذِیْ جعلنا مُلُوکًا وَ وَھَبَ لَنَا اَمْوَالًا عِظَامًا، نَفْعَلُ فِیْھَا الْمَعْرُوْفَ وَ جَعَلَنَا اَعَزَّ اَھْلِ الْمَشْرِقِ وَ اَکْثَرَہٗ عَدَدًا وَ اَیْسَرَہٗ عُدَّۃً فَمَنْ مِثْلُنَا فِی النَّاسِ؟ اَلَسْنَا بِرُؤُوْسِ النَّاسِ وَاُوْلِیْ فَضْلِھِمْ؟ فَمَنْ فَاخَرَنَا فَلْیُعَدِّدْ مِثْلَ مَا عَدَّدْنَا وَ اِنَّا لَوْ نَشَاءُ لا کثرنا الکلام وَ لٰکِنَّا نَحْیَا مِنَ الْاِکْثَارِ فِیْمَا اَعْطَانَا وَاِنَّا نُعْرَفُ بِذٰلِکَ اَقُوْلُ ھٰذَا لِاَنْ تَاْتُوْا بِمِثْلِ قَوْلِنَا وَ اَمْرٍ اَفْضَلَ مِنْ اَمْرِنَا ثُمَّ جَلَسَ۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس کا ہم پر فضل واحسان ہے، اللہ تعالیٰ اس ثنا کا مستحق ہے وہ اللہ جس نے ہمیں بادشاہ بنایا، ہمیں بڑے بڑے مال عطا کیئے، جن کے ذریعے ہم نیکی کا کام کرتے ہیں، جس نے ہمیں اہل مشرق پر عزت دی اور ہماری تعداد کو زیادہ کیا، بے شمار سامان دیا، لوگوں میں سے کون ہماری مثل ہے؟ کیا ہم لوگوں کے سردار اور صاحب فضیلت نہیں؟ جو ہمارے

تا کہ ان سے اسے اطمینان رہے۔ اس نے بطور رہن اپنی کمان پیش کی، بادشاہ نے اس کے فعل کو بے وقوفی پر محمول کیا اور اس پر مسکرا دیا، بادشاہ کی خدمت میں عرض کی گئی یہ عرب ہیں اگر آپ کو یہ ایک تنکا بطور رہن دیں تو دھوکہ کے طور پر نہ دیں گے تو کسریٰ نے یہ ضمانت قبول کر لی، جب ان کے اپنے علاقے سرسبز وشاداب ہو گئے تو یہ اپنے علاقوں کو واپس لوٹ آئے۔ حاجب اپنی کمان لینے کے لئے واپس آیا اس موقع پر کسریٰ نے اسے یہ حلہ عطا کیا تھا جسے عطارد پہنے ہوئے تھا۔ جامع موطا میں یہ مذکور ہے ابن قتیبہ نے معارف میں اس کا ذکر کیا ہے۔ موطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں مشرک بھائی کو حلہ پہنایا تھا۔ ابن حذاء نے کہا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ماں کی طرف سے بھائی تھا، اس کا نام عثمان بن حکیم ثقفی تھا، یہ سعید بن مسیب کا نانا تھا۔ رجال موطا کے اسماء میں اسی طرح مذکور ہے تاہم دو وجہوں سے یہ غلط ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ماں کی طرف سے بھائی تھا جبکہ وہ زید بن خطاب کا ماں کی طرف سے بھائی تھا جس کا نام اسماء بنت وہب بن اسد بن خزیمہ تھا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم تھا۔ دوسری غلطی یہ تھی کہ انہوں نے اسے ثقیفی بنایا جبکہ وہ سلمی تھا، اس کا نسب یوں ہے عثمان بن حکیم بن امیہ بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم تھا۔ زبیر نے اس کا ہی نسب بیان کیا ہے اس کی بیٹی سعید کی ماں تھی جس نے حضرت سعید بن مسیب کو جنا تھا۔

مقابلہ میں اظہار فخر کرنا چاہتا ہے وہ بھی وہی چیزیں شمار کرے جو ہم نے شمار کی ہیں، اگر ہم چاہتے تو زیادہ گفتگو کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو عطا فرمایا ہے اس کے اظہار سے ہم حیاء کرتے ہیں۔ ہماری پہچان بھی اسی وصف سے ہے۔ میں کہتا ہوں تم بھی ہماری جیسی بات لاؤ اور ایسے امر کا ذکر کرو جو ہمارے معاملہ سے افضل ہو پھر وہ بیٹھ گیا۔

عطارد کے مقابلہ میں حضرت ثابت بن قیس کا جواب

رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماس کو فرمایا جو بنو حارث بن خزرج سے تعلق رکھتا تھا اٹھو اور اس کا جواب دو۔ حضرت ثابت اٹھے کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ خَلْقُهٗ، قَضٰی فِیْهِنَّ اَمْرَهٗ وَوَسِعَ کُرْسِیَّهٗ عِلْمُهٗ وَلَمْ یَكُ شَیْئٌ قَطُّ اِلَّا مِنْ فَضْلِهٖ ثُمَّ کَانَ مِنْ قُدْرَتِهٖ اَنْ جَعَلَنَا مُلُوْکًا وَاصْطَفٰی مِنْ خَیْرِ خَلْقِهٖ رَسُوْلًا، اَکْرَمَهٗ نَسَبًا، وَاَصْدَقَهٗ حَدِیْثًا، وَاَفْضَلَهٗ حَسَبًا،

ابن اہتم کا نسب

مؤلف نے عمرو بن اہتم اور اس کا نسب ذکر کیا ہے۔ اہتم کا نام سمی بن سنان تھا، یہ شبیب بن شیبہ اور خالد بن صفوان کا دادا تھا جو دونوں بڑے زبردست خطیب تھے، سمی کا نام اہتم پڑ گیا کیونکہ قیس بن عاصم نے اسے مارا تھا اور اس کے اگلے دانت توڑ دیئے تھے۔

کرسی اللہ

حضرت مولف نے ثابت بن قیس کے خطبہ کا ذکر کیا اس میں یہ الفاظ ہیں وَسِعَ کُرْسِیَّهٗ عِلْمُهٗ۔ اس میں اس کا رد ہے جو یہ کہتا ہے کہ کرسی سے مراد اللہ کا علم ہے، اسی طرح اس کا بھی رد ہے جو یہ کہتا ہے کہ کرسی سے مراد اس کی قدرت ہے کیونکہ قدرت اور علم کی یہ صفت نہیں بیان کی جاتی کہ علم ان کو محیط ہے بلکہ کرسی سے مراد وہ چیز ہے جو زمین وآسمان کو محیط ہے، یہ عرش سے نیچے ہے۔ جس طرح آثار آئے ہیں اللہ تعالیٰ کا علم کرسی کو محیط ہے کیونکہ علم اشیاء کی دقیق، جلی، مجمل اور مفصل ہر شئے کو شامل ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ قرآن میں کرسی سے مراد عرش ہے۔ یہی حضرت حسن بصری کا قول ہے یہ حدیث اس قول کی دلیل بن سکتی ہے کیونکہ یہ ارادہ نہیں کیا کہ علم صرف کرسی اور اس سے جو نیچے ہے اس کو محیط ہے، اس کے اوپر کو محیط نہیں تو پھر یہ جائز ہوگا کہ اس (کرسی) سے مراد عرش اور اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ مراد لیا جائے۔ واللہ اعلم

فَاَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابَهُ وَأَئْتَمَنَهُ عَلَى خَلْقِهِ، فَكَانَ خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنَ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ دَعَا النَّاسَ إِلَى الْإِيْمَانِ بِهِ، فَآمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ الْمُهَاجِرُوْنَ مِنْ قَوْمِهِ وَ ذَوِي رَحِمِهِ أَكْرَمُ النَّاسِ حَسَباً وَ أَحْسَنُ النَّاسِ وُجُوْهًا وَ خَيْرُ النَّاسِ فِعَالًا، ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ الْخَلْقِ إِجَابَةً وَاسْتَجَابَ لِلّٰهِ حِيْنَ دَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ، فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ وَ وُزَرَاءُ رَسُوْلِهِ نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ فَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ مَنَعَ مِنَّا مَالَهُ وَدَمَهُ وَ مَنْ كَفَرَ جَاهَدْنَاهُ فِي اللّٰهِ أَبَدًا وَ كَانَ قَتْلُهُ عَلَيْنَا يَسِيْرًا أَقُوْلُ قَوْلِي هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے آسمان وزمین جس کی مخلوق ہیں، اس نے ان میں اپنا حکم نافذ کیا، اس کا علم اس کی کرسی کو محیط ہے۔ ہر شئے اسی کے فضل سے ہے پھر اس کی قدرت کا اظہار اس طرح ہوا کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنا دیا اور اپنی بہترین مخلوق میں سے رسول کا انتخاب کیا جو نسب میں سے معزز، گفتگو میں سب سے سچے، اخلاق میں سب سے افضل ہیں، اپنی کتاب آپ

اگر وہ روایت درست ہے جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ کرسی سے مراد علم ہے تو اس میں تاویل ہوگی، گویا آپ نے لفظ کرسی کی تفسیر بیان کرنے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ علم اور احاطہ کے معنی کی طرف اشارہ کیا ہے جو آیت سے سمجھا جا رہا ہے کیونکہ عربوں کے نزدیک کرسی سے مراد بادشاہ کے تخت میں سے دو قدموں کی جگہ ہوتی ہے، جب یہ جگہ ہر چیز کو محیط ہے تو بادشاہ کا علم، اس کا ملک اور اس کی قدرت تو بہت ہی وسیع ہوئی تو پھر اس میں کہ کرسی محیط ہے جسے محیط ہے میں اللہ تعالیٰ کی کوئی مدح وثناء نہ ہوگی مگر اسی صورت میں کہ وہ علم اور بادشاہت کی وسعت کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہو ورنہ کرسی کی وسعت سے صفت بیان کرنے میں کوئی مدح نہیں جبکہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کی مدح وتعظیم میں وارد ہوئی ہے جسے تمام مخلوقات کی حفاظت بھی نہیں تھکاتی، وہ حیی قیوم ہے۔ طبری نے ابن عباس کے قول کی تائید کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (وَلَا يَئُوْدُهُ حِفْظُهُمَا) سے دلیل پکڑی ہے کہ عرب علماء کو کراسی کہتے ہیں، اسی وجہ سے علماء کا کراس نام رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ علم کو اپنے ضمن میں لئے ہوتے ہیں اور اسے جامع ہوتے ہیں اور یہ شعر پڑھا۔

تَحُفُّهُمْ بِيضُ الْوُجُوْهِ وَ عُصْبَةٌ　　كَرَاسِيُّ بِالْاَحْدَاثِ حِيْنَ تَنُوْبُ

انہیں روشن چہرے اور حادثات زمانہ سے واقف لوگوں کی جماعت گھیرے ہوئے ہوتی ہے جب کوئی مصیبت آتی ہے۔

پر نازل فرمائی اور اپنی ساری مخلوق پر آپ کو امین بنایا، آپ عالمین میں سے سب سے بہتر اللہ کے بندے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی، آپ کی قوم اور رشتہ داروں میں سے مہاجرین آپ پر ایمان لائے جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں، جو سب سے حسین ہیں اور کردار میں سب سے بہترین ہیں، رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے میں سب سے پہلے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جب بھی دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے انصار اور آپ کے وزراء ہیں، ہم لوگوں سے برسر پیکار رہیں گے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اس نے ہم سے اپنا مال اور جان محفوظ کر لی اور جس نے کفر اختیار کئے رکھا ہم اللہ کی رضا کی خاطر اس سے ہمیشہ جنگ کرتے رہیں گے، اسے قتل کرنا ہمارے لئے بالکل آسان ہے، میں یہ بات کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے، مومنوں اور مومنات کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ والسلام علیکم۔

زبرقان کے فخریہ اشعار

زبرقان بن بدر نے کہا۔

نَحْنُ الْكِرَامُ فَلَا حَيٌّ يُعَادِلُنَا　مِنَّا الْمُلُوكُ وَ فِينَا تُنْصَبُ الْبِيَعُ

ہم ہی معزز ہیں کوئی آدمی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہم سے ہی بادشاہ ہوتے ہیں اور ہمارے ہاں ہی عبادت گاہیں بنائی جاتی ہیں۔

زبرقان کے اشعار

زبرقان کے اشعار کا ذکر کیا جبکہ بعض علماء اس کے اشعار ہونے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اشعار تو قیس بن عاصم منقری کے تھے، زبرقان کے لئے پگڑیوں اور کپڑوں کا گھر بنایا جاتا جس پر زعفران اور خوشبو چھڑکی جاتی۔ بنو تمیم اس گھر کا حج کرتے ہیں۔ شاعر نے کہا جو مخبل سعدی ہے جس کا نام کعب بن ربیعہ بن قتال تھا۔

وَاَشْهَدَ مِنْ عَوْفٍ حُلُوْلًا كَثِيْرَةً　يَحُجُّوْنَ سِبَّ الزِّبْرِقَانِ الْمُزَعْفَرَا

اس نے عوف کے بہت زیادہ لوگ فروکش دیکھے جو زبرقان کی پگڑی کا حج کر رہے تھے جس پر زعفران لگایا گیا تھا۔

وَ كَمْ قَسَرْنَا مِنَ الْاَحْيَاءِ كُلِّهِمْ　　عِنْدَ النِّهَابِ وَ فَضْلُ الْعِزِّ يُتَّبَعُ

ہم نے سب لوگوں کو جنگ کے وقت مغلوب کیا ہے اور ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کی عزت والی فضیلت کا اتباع کیا جاتا ہے۔

وَ نَحْنُ يُطْعِمُ عِنْدَ الْقَحْطِ مُطْعِمُنَا　　مِنَ الشِّوَاءِ اِذَا لَمْ يُؤْنَسِ الْقَزَعُ

اور ہم وہ لوگ ہیں کہ قحط کے وقت بھی ہمارا کھلانے والا گوشت بھون کر کھلاتا ہے جبکہ بادل دیکھنے کو بھی نہ ملیں۔

بِمَا تَرَى النَّاسَ تَاْتِيْنَا سُرَاتُهُمْ　　مِنْ كُلِّ اَرْضٍ هَوِيًّا ثُمَّ تَصْطَنِعُ

جیسا تم دیکھتے ہو ہمارے پاس ہر علاقہ سے لوگوں کے سردار دوڑتے ہوئے آتے ہیں پھر ہم ان سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔

فَنَنْحَرُ الْكُوْمَ عُبْطًا فِيْ اُرُوْمَتِنَا　　لِلنَّازِلِيْنَ اِذَا مَا اُنْزِلُوْا شَبِعُوْا

ہم ذبح کرتے ہیں بڑی کوہانوں والے تندرست اونٹ جیسی ہماری فطرت ہے مہمانوں کے لئے جب وہ اترتے ہیں تو خوب سیر ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔

فَلَا تَرَانَا اِلَى حَيٍّ نُفَاخِرُهُمْ　　اِلَّا اسْتَفَادُوْا فَكَانُوْا الرَّأْسَ يُقْتَطَعُ

تو ہمیں نہیں دیکھے گا کہ ہم کسی قبیلہ میں اظہار فخر کر رہے ہوں گے مگر انہوں نے خوان نعمت سے فائدہ اٹھایا ہوگا تو ان کے سر جھکے ہوں گے۔

فَمَنْ يُفَاخِرُنَا فِيْ ذَاكَ نَعْرِفُهُ　　فَيَرْجِعُ الْقَوْمُ وَالْاَخْبَارُ تُسْتَمَعُ

جو شخص اس معاملہ میں ہم سے اظہارِ فخر کرتا ہے ہم اسے پہچانتے ہیں کیونکہ لوگ واپس

السب سے مراد پگڑی ہے، میرا خیال ہے اپنے قول میں اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بِمَا تَرَا النَّاسَ تَاْتِيْنَا سُرَاتُهُمْ۔ تو لوگوں کو دیکھتا ہے کہ ان کی پگڑیاں ہمارے پاس آتی ہیں۔ یہاں سراۃ سَرِی کی جمع نہیں جس طرح لوگوں نے گمان کیا ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح تو کہتا ہے۔

ذِرْوَتُهُمْ و سنامھم اور سراۃ کل شئی سے مراد اس کی بلند چیز ہے ہم اس کی پہلے وضاحت کر چکے ہیں، زبرقان چاند کا نام ہے شاعر نے کہا۔

تُضِيْئُ بِهِ الْمَنَابِرُ حِيْنَ يَرْقٰى　　عَلَيْهَا مِثْلَ ضَوْءِ الزِّبْرِقَانِ

اسی کی وجہ سے منبر روشن ہو جاتے ہیں چاند کی مثل جب وہ منبروں پر چڑھتا ہے۔

الزبرقان سے مراد وہ شخص ہے جس کے رخسار گوشت سے بھرے ہوئے نہ ہوں، اس کے تین نام

جاتے ہیں اور خبریں سن لی جاتی ہیں۔

اِنَّا اَبَیْنَا وَ لَا یَأْبٰی لَنَا اَحَدٌ   اِنَّا کَذٰلِکَ عِنْدَ الْفَخْرِ نَرْتَفِعُ

ہم لوگوں کی بات کا انکار کرتے ہیں مگر کوئی ہماری بات کا انکار نہیں کرتا اظہار فخر کے موقع پر ہم اسی طرح بلند ہوتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا یہ روایت بھی کی جاتی ہے مِنَّا الْمُلُوْکُ وَ فِیْنَا تُقْسَمُ الرُّبُعُ۔ ہمیں میں سے بادشاہ ہیں اور ہمارے اندر ہی چوتھا حصہ تقسیم کیا جاتا ہے جس طرح دورِ جاہلیت کا طریقہ تھا کہ سردار چوتھا حصہ لیتا۔

یہ روایت بھی کی جاتی ہے مِنْ کُلِّ اَرْضٍ هَوَانًا ثُمَّ نُتَّبَعُ۔ ہر علاقہ سے ذلیل ہو کر ہمارے پاس آتے ہیں پھر ہماری اتباع کی جاتی ہے۔

بنی تمیم کے بعض لوگوں نے مجھے یہ بیان کیا جبکہ شعر کے اکثر علماء اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ یہ زبرقان کے اشعار ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت کا جواب

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت حسان اس موقع پر موجود نہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ حضرت حسان نے کہا آپ کا قاصد میرے پاس پہنچا اس نے مجھے بتایا کہ حضور ﷺ نے مجھے اس لئے بلایا ہے کہ میں بنو تمیم کے شاعر کا جواب دوں، میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلا اور میں یہ کہہ رہا تھا۔

مَنَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْ حَلَّ وَسْطَنَا   عَلٰی اَنْفِ رَاضٍ مِنْ مَعَدٍّ وَ رَاغِمِ

جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان آ کر ٹھہرے تو ہم نے معد کو ناراض کر کے آپ کی حفاظت کی۔

مَنَعْنَاهُ لَمَّا حَلَّ بَیْنَ بُیُوْتِنَا   بِاَسْیَافِنَا مِنْ کُلِّ بَاغٍ وَ ظَالِمِ

تھے، زبرقان، قمر، حصین اور تین کنیتیں تھیں۔ ابو العباس، ابو شذرہ، ابو عیاش ان سے مراد زبرقان بن بدر بن امری القیس بن خلف بن بہدلہ بن عوف بن کعب بن زید بن مناہ بن تمیم ہے۔

قصیدہ میمیہ اور عینیہ میں حضرت حسان کے اشعار کی وضاحت

حضرت حسان کا شعر ہے بِبَیْتٍ حَرِیْدٍ عِزُّهٗ وَ ثَرَاؤُهٗ۔ یعنی ان کی شرافت حسان سے ہے جو

جب رسول اللہ ہمارے درمیان فروکش ہوئے تو ہم نے اپنی تلواروں کے ساتھ ہر باغی اور ظالم سے آپ کی حفاظت کی۔

بِبَیْتٍ حَرِیْدٍ عِزُّہُ وَ ثَرَاؤُہُ   بِجَابِیَۃِ الْجَوْلَانِ وَسْطَ الْاَعَاجِمِ

ایسے یگانہ گھر میں جس کی عزت اور وقار اس طرح ہے جس طرح عجمیوں میں جابیہ جولان کا وقار ہے۔

ھَلِ الْمَجْدُ اِلَّا السُّوْدَدُ الْعَوْدُ وَالنَّدٰی   وَجَاہُ الْمُلُوْکِ وَ اِحْتَمَالُ الْعَظَائِمِ

یہ بزرگی نصیب نہیں ہوتی مگر قدیمی سرداری، طاقت، سخاوت، بادشاہوں کے دبدبہ اور ذمہ داریاں اٹھانے سے۔

جب میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا اور قوم کا شاعر اٹھا اس نے جو کہنا تھا کہا میں نے اس کے اشعار پر تعریض کی اور جس اسلوب میں اس نے اشعار کہے تھے میں نے بھی اسی طرح کے اشعار کہے جب زبرقان فارغ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا اے حسان اٹھو اور اس نے جو کہا ہے اس کا جواب دو۔ حضرت حسان بن ثابت اٹھے اور یہ اشعار کہے۔

اِنَّ الذَّوَائِبَ مِنْ فِھْرٍ وَ اِخْوَتَھُمْ   قَدْ بَیَّنُوْا سُنَّۃً لِلنَّاسِ تُتَّبَعُ

فہر کے سرداروں اور ان کے ہم عصر قبیلوں کے سرداروں نے لوگوں کے لئے ایک ایسا طریقہ واضح کر دیا ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔

یَرْضٰی بِھِمْ کُلُّ مَنْ کَانَتْ سَرِیْرَتُہُ   تَقْوَی الْاِلٰہِ وَ کُلَّ الْخَیْرِ یَصْطَنِعُ

جس کے دل میں خوفِ الٰہی ہے وہ شخص ان سے راضی ہے اور ہر بھلائی کا کام کرنے والا ہے۔

قَوْمٌ اِذَا حَارَبُوْا ضَرُّوْا عَدُوَّھُمْ   اَوْ حَاوَلُوا النَّفْعَ فِیْ اَشْیَاعِھِمْ نَفَعُوْا

یہ ایسی قوم ہیں جب جنگ کرتے ہیں تو اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور جب اپنے

شام کے بادشاہ ہیں اور عجمیوں کے بہترین لوگ ہیں اور بیت حرید سے مراد ایسا گھر ہے جو دوسرے گھروں سے الگ تھلگ ہو جس طرح غسان عربوں کی زمین سے منفرد اور منقطع ہیں۔ حضرت حسان خود آپ کا بیٹا، آپ کا والد اور آپ کا دادا ان کی تعریف کرتا تھا، وہ کہا کرتے اگر میں اپنی زبان پتھر پر رکھوں تو اسے پھاڑ دے، بالوں پر رکھوں تو اسے مونڈ دے۔

اس کے مقابلہ میں معد کا قول مجھے خوش نہیں کرتا۔

ساتھیوں کو نفع پہنچانے کا قصد کرتے ہیں تو نفع پہنچا کر رہتے ہیں۔

سَجِیَّةٌ تِلْكَ مِنْهُمْ غَیْرُ مُحْدَثَةٍ اِنَّ الْخَلَائِقَ فَاعْلَمْ شَرُّهَا الْبِدَعُ

ان کی خصلت یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتے خوب جان لو اور اخلاق کے لئے سب سے بری چیز نئی چیز شامل کرنا ہے۔

اِنْ کَانَ فِی النَّاسِ سَبَّاقُوْنَ بَعْدَهُمْ فَکُلُّ سَبْقٍ لِاَدْنٰی سَبْقِهِمْ تَبَعُ

ان کے بعد اگر لوگوں میں کوئی سبقت کرنے والے ہوں گے تو بعد والے کی ہر سبقت ان کی ادنیٰ سبقت کے تابع ہوگی۔

لَا یَرْقَعُ النَّاسَ مَا اَوْهَتَ اَکُفُّهُمْ عِنْدَ الدِّفَاعِ وَ لَا یُوْهُوْنَ مَا رَقَعُوْا

لوگ اس چیز کی مرمت نہیں کر سکتے جس کو ان کے ہاتھوں نے جنگ کے وقت کمزور کر دیا اور جس کی یہ مرمت کریں دوسرے لوگ اسے کمزور نہیں کر سکتے۔

اِنْ سَابَقُوا النَّاسَ یَوْمًا فَازَ سَبْقُهُمْ اَوْ وَازَنُوْا اَهْلَ مَجْدٍ بِالنَّدٰی مَتَعُوْا

اگر یہ کسی روز لوگوں سے مسابقت کریں تو ان کی سبقت کامیاب ہوتی ہے اور اگر یہ اہل شرف سے سخاوت میں کسی روز مقابلہ کریں تو یہ زیادہ دیتے ہیں۔

أَعِفَّةٌ ذُکِرَتْ فِی الْوَحْیِ عِفَّتُهُمْ لَا یَطْبَعُوْنَ وَ لَا یُرْدِیْهِمْ طَمَعُ

یہ پاک دامن لوگ ہیں ان کی پاکدامنی کا ذکر وحی میں بھی آیا ہے یہ گندگی سے آلودہ نہیں ہوتے اور نہ ہی انہیں لالچ ہلاک کرتا ہے۔

لَا یَبْخَلُوْنَ عَلٰی جَارٍ بِفَضْلِهِمْ وَ لَا یَمَسُّهم مِنْ مَطْمَعٍ طَبَعُ

یہ اپنے پڑوسیوں پر اپنے مال سے بخل نہیں کرتے اور نہ ہی لالچ کی آلودگی انہیں آلودہ کرتی ہے۔

اِذَا نَصَبْنَا لِحَیٍّ لَمْ نَدِبَّ لَهُمْ کَمَا یَدِبُّ اِلَی الْوَحْشِیَّةِ الذَّرَعُ

حضرت حسان کا قول۔ یخاض الیه السم والسلع۔

سلع کڑوا درخت ہے امیہ بن ابی صلت نے کہا۔

امیہ بن ابی الصلت نے کہا

عُشَرٌ مَا وَفَوْقَهٗ سَلَعٌ مَا عَائِلٌ مَا • وَعَالَتِ الْبَیْقُوْرَا

کچھ عشر، اس کے اوپر کچھ سلع، کچھ بوجھل اور گائے نے دم اٹھا رکھی ہے۔

جب ہم کسی قبیلہ سے جنگ کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو رینگ رینگ کر ان کی طرف نہیں جاتے جس طرح وحشی جانور کا بچہ اس کی طرف رینگ رینگ کر جاتا ہے۔

نَسْمُوْ اِذَا الْحَرْبُ نَالَتْنَا مَخَالِبُهَا　　اِذَا الزَّعَانِفُ مِنْ أَظْفَارِهَا خَشَعُوْا

ہم اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جب جنگ اپنے تیز پنجوں سے پکڑ لیتی ہے جبکہ حاشیہ بردار لوگ صرف جنگ کے ناخنوں سے تھرتھرا جاتے ہیں۔

لَا يَفْخَرُوْنَ اِذَا نَالُوْا عَدُوَّهُمْ　　وَاِنْ أُصِيْبُوْا فَلَا خُوْرٌ وَ لَا هُلُعٌ

یہ اظہار فخر نہیں کرتے جب اپنے دشمن پر غلبہ پالیتے ہیں اور اگر جنگ میں مارے جائیں تو نہ بزدلی دکھاتے ہیں اور نہ ہی جزع وفزع کرتے ہیں۔

كَاَنَّهُمْ فِي الْوَغٰى وَالْمَوْتُ مُكْتَنِعٌ　　أُسْدٌ بِحَلْيَةَ فِي أَرْسَاغِهَا فَدَعٌ

گویا کہ وہ جنگ میں جبکہ موت سر پر کھڑی ہوتی ہے حلیہ (جگہ کا نام) کے شیر ہیں جن کی کلائیوں میں کجی ہے۔

خُذْ مِنْهُمْ مَا اَتٰى عَفْوًا اِذَا غَضِبُوْا　　وَ لَا يَكُنْ هَمُّكَ الْاَمْرَ الَّذِيْ مَنَعُوْا

ان سے جتنی چیز چاہو لے لو جو کسی وقت آ جاتی ہے جبکہ وہ غضبناک ہوں مگر جس سے منع کریں اس کے لینے کا قصد نہ ہونا چاہیے۔

فَاِنَّ فِيْ حَرْبِهِمْ فَاتْرُكْ عَدَاوَتَهُمْ　　شَرًّا يُخَاضُ عَلَيْهِ السُّمُّ وَالسَّلَعُ

ان سے دشمنی چھوڑ دو کیونکہ ان سے دشمنی کرنے میں وہ برائی ہے جس میں زہر اور سلع (زہریلی بوٹی) ملائی ہوئی ہوتی ہے۔

اَكْرِمْ بِقَوْمٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ شِيْعَتُهُمْ　　اِذَا تَفَاوَتَتِ الْاَهْوَاءُ وَالشِّيَعُ

وہ قوم کتنی ہی معزز ہے جو رسول اللہ کی جماعت ہے جبکہ خواہشات اور جماعتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔

وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ دورِ جاہلیت میں پانی طلب کرے تو گائے کی دُم میں سلع اور عشر(1) باندھ دیتے ہیں۔ آپ کا قول شعوا کا معنی ہے وہ ہنسی یا مذاق کریں۔ شاعر متنخل ھذلی مہمانوں کی صفت بیان کرتا ہے۔

وَ اَبْذُلُهُمْ بِمَشْبَعَةٍ　　وَ اٰتِيْ بِجُهْدِيْ مِنْ طَعَامٍ اَوْ بِسَاطٍ

1۔ گوندوالا درخت

اَهْدٰى لَهُمْ مِدْحَتِيْ قَلْبٌ يُوَازِرُهٗ فِيْمَا اُحِبُّ لِسَانٌ حَائِكٌ صَنَعٌ

رسول اللہ ﷺ نے انہیں میری مدح کی صورت میں تحفہ دیا ہے جیسا میں پسند کرتا ہوں اس میں دل کے زبان موافق ہے جو اس کی بہترین ترجمانی کر رہی ہے۔

فَاِنَّهُمْ اَفْضَلُ الْاَحْيَاءِ كُلِّهِمْ اِنْ جَدَّ بِالنَّاسِ جِدُّ الْقَوْلِ اَوْ شَمَعُوْا

یہ لوگ تمام قبائل سے افضل ہیں اگر حقیقت کا اظہار کیا جا رہا ہو یا لوگ مذاق کر رہے ہوں۔

ابن ہشام نے کہا ابوزید نے یہ شعر مجھے سنایا۔

يَرْضٰى بِهَا كُلُّ مَنْ كَانَتْ سَرِيْرَتُهٗ تَقْوَى الْاِلٰهِ وَ بِالْاَمْرِ الَّذِيْ شَرَعُوْا

جس کے دل میں خوف خدا موجود ہے وہ ان لوگوں سے اور ان کے جاری کردہ عمل سے خوش ہوگا۔

زبرقان کے اور اشعار

ابن ہشام نے کہا بعض علماء شعر جو بنوتمیم سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ زبرقان بن بدر جب بنوتمیم کے وفد ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو اس نے یہ بھی کہا۔

اَتَيْنَاكَ كَيْمَا يَعْلَمَ النَّاسُ فَضْلَنَا اِذَا احْتَفَلُوْا عِنْدَ احْتِضَارِ الْمَوَاسِمِ

ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تا کہ لوگ ہماری فضیلت جان لیں جب موسم حج یا دوسرے تجارتی میلوں کے موقع پر لوگ جمع ہوں۔

بِاَنَّا فُرُوْعُ النَّاسِ فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ وَ اَنْ لَيْسَ فِيْ اَرْضِ الْحِجَازِ كَدَارِمِ

ہم ہر جگہ لوگوں کے سردار ہیں اور حجاز کی سرزمین میں دارم (بنوتمیم) جیسا کوئی نہیں۔

وَ اَنَّا نَذُوْدُ الْمُعْلِمِيْنَ اِذَا انْتَخَوْا وَ نَضْرِبُ رَاْسَ الْاَصْيَدِ الْمُتَفَاقِمِ

جب لوگ نخوت کا اظہار کریں تو جنگ کا نشان لگانے والوں کے منہ پھیر دیتے ہیں اور تکبر کے احساس سے ٹیڑھی گردن کرنے والوں کے سر اڑا دیتے ہیں۔

میں ان کے ساتھ مذاق میں پہل کرتا ہوں اور خود کوشش کر کے کھانا اور دستر خوان لپیٹتا ہوں۔

حدیث طیبہ میں ہے مَنْ تَتَبَّعَ الْمَشْمَعَةَ شَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ۔ اس سے حضور ﷺ نے یہ مراد لی ہے جو لوگوں پر ہنستا ہے اور مزاح میں زیادتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اَوْ زَنُوْا اَهْلَ مَجْدٍ بِالنَّدٰى مَتَعُوْا۔ یعنی دینے میں بلند ہوتے ہیں کہتے ہیں مَتَعَ النَّهَارُ۔ یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب دن بلند ہو جاتا ہے۔

وَ اَنَّا لَنَا الْمِرْبَاعَ فِیْ کُلِّ غَارَۃٍ نُغِیْرُ بِنَجْدٍ اَوْ بِاَرْضِ الْاَعَاجِمِ

ہر جنگ میں ہمارا چوتھا حصہ ہوتا ہے ہم نجد میں غارت گری کریں یا عجمیوں کے علاقہ میں حملہ کریں۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

ھِلِ الْمَجْدُ اِلَّا السُّوْدَدُ الْعُوْدُ وَالنَّدٰی وَ جَاہُ الْمُلُوْکِ وَ اِحْتِمَالُ الْعَظَائِمِ

بزرگی نہیں ہے مگر وراثتی سرداری، سخاوت، بادشاہوں کا دبدبہ اور بڑی بڑی ذمہ داریاں اٹھانا۔

نَصَرْنَا وَ آوَیْنَا النَّبِیَّ مُحَمَّدًا عَلٰی اَنْفِ رَاضٍ مِنْ مَعَدٍّ وَ رَاغِمِ

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی اور آپ کو پناہ دی جبکہ قبیلہ معد اس بات پر راضی نہ تھا۔

بِحَیٍّ حَرِیْدٍ اَصْلُہٗ وَ ثَرَاؤُہٗ بِجَابِیَۃِ الْجَوْلَانِ وَسْطَ الْاَعَاجِمِ

ایسے یکتا قبیلہ میں جس کی اصل اور مال و دولت جابیہ جولان ہے جو عجمیوں میں منفرد و یکتا ہے۔

نَصَرْنَاہُ لَمَّا حَلَّ وَسْطَ دِیَارِنَا بِاَسْیَافِنَا مِنْ کُلِّ بَاغٍ وَ ظَالِمِ

ہم نے آپ کی مدد کی جب آپ ہمارے درمیان فروکش ہوئے، تلواروں کے ساتھ ہر باغی اور ظالم کے مقابلہ میں۔

زبرقان کے جواب میں حضرت حسان کے اشعار

حضرت حسان کا ارشاد وَطِبْنَا لَہٗ اَنْفُسًا بِفَیْءِ الْغَنَائِمِ۔ یہاں اس سے مراد غزوۂ حنین کا واقعہ ہے جب رسول اللہ ﷺ نے مولفہ قلوب کو غنائم عطا فرمائے اور انصار کو کچھ بھی عطا نہ کیا۔

عمرو بن اہتم کے شعر کا ذکر کیا ہے جو اس نے قیس بن عاصم کے بارے میں کہا تھا۔

ظَلِلْتَ مُفْتَرِشَ الْھَلْبَاءِ تَشْتِمُنِیْ عِنْدَ النَّبِیِّ فَلَمْ تَصْدُقْ وَلَمْ تُصِبْ

الھلباء یہ ہلب سے فعلاء کے وزن پر ہے یہ کھردرے بال ہوتے ہیں اسی سے یہ قول کیا جاتا ہے رجل اھلب ایک واقع ہونے والی مصیبت کے بارے میں شعبی کا قول ہے۔ ھَلْبَاءُ زَبَّاءُ ذَاتُ وَبَرٍ گویا اس نے مفترش الھلباء سے مراد یہ لیا ہے کہ وہ اپنی داڑھی کو نیچے بچھانے والا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ اس سے مراد وہ عورت لے۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ یہاں ہلباء سے مراد دبر لیتا ہے اگر اس نے عورت مراد لی تو اس صورت میں مفترش نداء کے طور پر منصوب ہوگا۔

جَعَلْنَا بَنِيْنَا دُوْنَهٗ وَ بَنَاتِنَا وَ طِبْنَا لَهٗ نَفْسًا بِفَيْئِ الْمَغَانِمِ

ہم نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو آپ کے سامنے حفاظت کے لئے کھڑا کر دیا اور ہم مالِ غنیمت کے مقابلہ میں آپ کی ذات پر خوش ہوئے۔

وَ نَحْنُ ضَرَبْنَا النَّاسَ حَتّٰى تَتَابَعُوْا عَلٰى دِيْنِهٖ بِالْمُرْهَفَاتِ الصَّوَارِمِ

ہم نے لوگوں کو تیز تلواروں سے مارا یہاں تک کہ وہ پے در پے آپ کے دین کی اتباع کرنے لگے۔

وَ نَحْنُ وَلَدْنَا مِنْ قُرَيْشٍ عَظِيْمَهَا وَلَدْنَا نَبِيَّ الْخَيْرِ مِنْ آلِ هَاشِمِ

ہم وہ ہیں کہ ہم نے قریش کے عظیم آدمی کو جنم دیا اور ہم وہ ہیں جنہوں نے آل ہاشم کے خیر والے نبی کو جنم دیا۔

بَنِيْ دَارِمٍ لَا تَفْخَرُوْا اِنَّ فَخْرَكُمْ يَعُوْدُ وَبَالًا عِنْدَ ذِكْرِ الْمَكَارِمِ

اے بنو دارم فخر نہ کرو کیونکہ اخلاق کریمانہ کے وقت تمہارا فخر کرنا تمہارے لئے وبالِ جان

بنو تمیم کے بارے میں آیات کا نزول

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں سورۃ حجرات نازل فرمائی۔ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے درمیان زبرقان اور عمرو بن اہتم کے معاملہ میں اختلاف ہوا۔ ایک نے زبرقان اور دوسرے نے عمرو بن اہتم کو آگے کرنے کا اشارہ کیا یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ نازل فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد میں جب بھی رسول اللہ ﷺ سے بات کرتے تو رازدارانہ انداز میں بات کرتے۔

ان من البیان لسحرا

اس وفد میں یہ حدیث آئی ہے کہ دو آدمی نجد سے آئے انہوں نے تقریر کی، لوگ ان کی تقریر سے خوش ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔ بے شک بیان بھی جادو ہے۔ مالک نے اسے اس زمرہ میں شامل کیا ہے کہ اس گفتگو کی مذمت کی گئی ہے کیونکہ جادو شرعی طور پر مذموم ہوتا ہے جبکہ اس کے علاوہ دوسرے علماء نے ان دونوں کی تعریف میں شمار کیا ہے کہ ان کی گفتگو بڑی واضح اور دلوں کو مائل کرنے والی ہے، ان کی گفتگو میں سے یہ بھی ہے کہ عمرو نے زبرقان کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے عرض کیا اِنَّهٗ مُطَاعٌ فِيْ اَدْنَيْهِ سَيِّدٌ فِيْ عَشِيْرَتِهٖ۔ قریبیوں میں اس کی

بن جائے گا۔

هَبِلْتُمْ عَلَيْنَا تَفْخَرُوْنَ وَ اَنْتُمْ　لَنَا خَوَلٌ مَا بَيْنَ ظِئْرٍ وَ خَادِمِ

تمہاری مائیں تمہیں گم کر بیٹھیں تم ہم پر فخر کرتے ہو جبکہ تم ہمارے درمیان غلاموں اور باندیوں کی حیثیت رکھتے ہو کوئی دودھ پلا رہا ہے اور کوئی خدمت کر رہا ہے۔

فَاِنْ كُنْتُمْ جِئْتُمْ لِحَقْنِ دِمَائِكُمْ　وَ اَمْوَالِكُمْ اَنْ تُقْسَمُوْا فِي الْمَقَاسِمِ

اگر تم اس لئے آئے ہو کہ اپنی جانیں بچاؤ اور اپنے مال بچاؤ کہ تم انہیں مالِ غنیمت کے طور پر ہمارے درمیان تقسیم نہ کیا جائے۔

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ نِدًّا وَ اَسْلِمُوْا　وَ لَا تَلْبَسُوْا زِيًّا كَزِيِّ الْاَعَاجِمِ

تو تم اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ اسلام قبول کر دو اور عجمیوں جیسا لباس نہ پہنو۔

بنو تمیم کا مسلمان ہونا اور حضور ﷺ کا انہیں تحائف عطا فرمانا

ابن اسحاق نے کہا جب حضرت حسان بن ثابت اشعار سے فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہا میرے باپ کی قسم اس آدمی کو تو تائید الٰہی میسر ہے آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر، آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل ہے اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے شیریں ہیں، جب قوم اس سے فارغ ہوئی تو سب مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہترین

اطاعت کی جاتی ہے اور اپنے خاندان میں سردار ہے۔ زبرقان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے میرے شرف کی وجہ سے حسد کیا ہے جبکہ یہ خوب جانتا ہے کہ اس نے جو کہا ہے میں اس سے افضل ہوں تو عمرو نے کہا اِنَّهٗ لَزَمِرُ الْمُرُوءَةِ ضَيِّقُ الْعَطَنِ لَئِيْمُ الْخَالِ۔ تو اس نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند کیا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں راضی ہوا، تو جو میں جانتا تھا اس میں سے بہترین بات کی، میں ناراض ہوا تو میں جو جانتا تھا اس کی قبیح ترین بات کی۔ پہلی بات میں نے سچی کی تھی دوسری میں جھوٹ نہیں بولا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ان من البیان لسحرا۔ اس کا قول لئیم الخال۔ اس کے بارے میں ایک قول یہ کیا گیا کہ اسی کی ماں بنو باہلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ ابن ثابت نے دلائل میں کہا ہے اس تعبیر کو ناپسند کیا گیا جس نے اس کو ناپسند کیا، وہ ابو مروان بن سراج تھے، واللہ اعلم۔ کیونکہ علم انساب کے ماہرین ذکر کرتے ہیں زبرقان کی والدہ عکلیہ جو بنو قیش سے تعلق رکھتی تھی اور عکل اگر تمیم کے ساتھ اد بن طابخہ میں جمع ہوتے ہیں لیکن تمیم ان سے معزز ہیں۔ خصوصاً بنو سعد سے جو زبرقان کا قبیلہ تھا اسی وجہ سے عمرو نے اسے لئیم الخال ذکر کیا۔

انعامات عطا فرمائے۔

عمرو بن اہتم کو بنو تمیم کے لوگ پیچھے چھوڑ آئے تھے، یہ عمر میں سب سے چھوٹا تھا۔ قیس بن عاصم جو عمرو بن اہتم سے بغض رکھتا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پڑاؤ میں ہمارا ایک آدمی ہے وہ نوجوان ہے ساتھ ہی عمرو بن اہتم کی برائی بیان کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی اتنا ہی عطا کیا جو دوسرے افراد کو عطا فرمایا۔ جب عمرو بن اہتم کو یہ خبر ملی کہ قیس نے اس کی ہجو کرتے ہوئے یہ کہا ہے تو اس نے کہا۔

ظَلِلْتَ مُفْتَرِشَ الْهَلْبَاءِ تَشْتِمُنِیْ عِنْدَ الرَّسُوْلِ فَلَمْ تَصْدُقْ وَ لَمْ تُصِبِ

اے ہلباء کو فراش بنانے والے تو رسول اللہ ﷺ کے ہاں میری برائی کرتا ہے جبکہ تو نے سچی بات نہیں کی اور نہ ہی درست۔

سُدْنَاکُمْ سُوْدَدًا رَهْوًا وَ سُوْدَدُکُمْ بَادٍ نَوَاجِذُهٗ مُقْعٍ عَلَی الذَّنَبِ

ہم نے تمہیں خوش دلی سے سردار بنا دیا جبکہ تمہاری سرداری ظاہر ہوئی جس کی داڑھیں دم کی طرف مڑی ہوئی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا ایک شعر کو ہم نے چھوڑ دیا کیونکہ اس شعر میں وہ اس پر واضح بہتان لگاتا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ (الحجرات: ۴) ''جو آپ کو حجروں کے پیچھے سے بلاتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے''۔

بنو عامر کا وفد

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنو عامر کا وفد آیا جن میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس بن

عامر و اربد کا واقعہ

حضرت مولف نے عامر بن طفیل اور اربد کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ اربد نے عامر سے کہا میں نے جب بھی محمد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے تجھے اپنے اور اس کے درمیان موجود پایا۔ کیا میں تجھے قتل کر دیتا، ابن اسحاق کی روایت کے علاوہ میں ہے مگر میں نے اپنے اور اس کے درمیان لوہے کی دیوار دیکھی دوسروں کی بھی اسی طرح روایات ہیں، عامر نے کہا میں تم پر جرد (کم بالوں والے) گھوڑوں، بے ریش نوجوانوں سے اس زمین کو بھر دوں گا اور ہر کھجور کے ساتھ گھوڑا باندھوں گا۔ حضرت اسید بن حضیر

جزء بن خالد بن جعفر، جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر تھے یہ تینوں اپنی قوم کے سردار اور شیاطین تھے۔

عامر کا برا ارادہ

اللہ کا دشمن عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ آپ کو دھوکہ دینا چاہتا تھا، عامر کو اس کی قوم نے کہا اے عامر لوگ مسلمان ہو چکے ہیں تو بھی اسلام قبول کر لے اس نے کہا واللہ میں نے قسم اٹھائی تھی کہ میں اس وقت تک نہیں رکوں گا یہاں تک کہ تمام عرب میری اقتداء کرے تو کیا میں قریش کے اس نوجوان کی پیروی کروں؟ پھر اس نے اربد سے کہا جب ہم اس (نبی مکرم) پر داخل ہوں تو میں اسے تجھ سے غافل کروں گا، جب میں ایسا کروں تو تلوار سے اس کا کام تمام کر دینا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عامر بن طفیل نے کہا اے محمد مجھے خلوت کا موقع دیجئے۔ فرمایا ہرگز نہیں یہاں تک کہ تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لے آئے، اس نے پھر کہا اے محمد مجھ سے تنہائی میں بات کیجئے، وہ باتیں کر رہا تھا اور اربد سے اس فعل کا انتظار کر رہا تھا جو اس نے اربد کو کہہ رکھا تھا جبکہ اربد کچھ بھی نہیں کر رہا تھا جب عامر نے دیکھا کہ اربد کچھ نہیں کرتا تو اس نے پھر کہا اے محمد مجھے خلوت میں بات کرنے کا موقع دیجئے، تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یہاں تک کہ تو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو کہا اللہ کی قسم میں آپ پر گھوڑوں اور پیدل لشکروں سے زمین بھر دوں گا، جب وہ واپس جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ

ان دونوں کے سروں پر ٹھونکے مارنے لگے اور کہتے اے دونوں کمینو نکل جاؤ۔ عامر نے ان سے پوچھا تو کون ہے تو آپ نے جواب دیا۔ اسید بن حضیر تو عامر نے کہا کیا حضیر بن سماک تو آپ نے جواب دیا ہاں تو عامر نے کہا تیرا باپ تجھ سے بہتر تھا تو حضرت اسید نے جواب دیا نہیں بلکہ میں تجھ سے اور اپنے باپ سے بہتر ہوں کیونکہ میرا باپ مشرک تھا اور تو بھی مشرک ہے۔ سیبویہ نے عامر کا قول ذکر کیا ہے۔ اَغُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَعِيرِ وَ مَوْتًا فِي بَيْتِ سَلُوْلِيَّةٍ۔ یہ کلام اس صورت سے تعلق رکھتی ہے کہ فعل کے مضمر ہونے کی صورت میں اسم منصوب ہو اور اس فعل کا اظہار متروک ہو۔ گویا یوں کہا اُغَدُّ غُدَّةً۔ السلولیہ یہ ایک عورت تھی جو سلول بن صعصعہ کی طرف منسوب تھی اور وہ بنو مرہ بن صعصع تھے اور سلول ان کی ماں تھی، یہ ذہل بن شیبان کی بیوی تھی، عامر بن طفیل بنو عامر بن صعصعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اسی قریبی نسب کی وجہ سے اس نے اس کے گھر کا انتخاب کیا یہاں تک کہ عامر اس کے گھر میں فوت ہو گیا۔

میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو جا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے تو عامر نے اربد سے کہا تو ہلاک ہو، اس کا کیا ہوا جو میں نے تجھ سے کہا تھا اللہ کی قسم روئے زمین پر میرے نزدیک تجھ سے بڑھ کر میرے لئے کوئی خوفناک آدمی نہیں تھا۔ اللہ کی قسم آج کے بعد میں تجھ سے نہیں ڈروں گا تو اربد نے کہا تیرا باپ نہ رہے مجھ پر جلدی نہ کر، اللہ کی قسم جس کام کا تو نے مجھے کہا تھا جب بھی میں نے اس کا ارادہ کیا تو تو میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا میں تو تجھے ہی دیکھتا تھا، کیا میں تجھے تلوار سے قتل کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے عامر کی موت

یہ تینوں اپنے علاقوں کی طرف واپس گئے، ابھی راستہ میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر بن طفیل کے گلے میں طاعون کی بیماری ڈال دی تو بنو سلول کی ایک عورت کے گھر میں اللہ تعالیٰ نے اسے موت دی تو وہ یوں کہنے لگا اے بنو عامر کیا اونٹ کے غدود کی طرح میں غدود دیکھتا ہوں اور سلولیہ کے گھر میں موت پاتا ہوں۔ ابن ہشام سے بھی یہی الفاظ مروی ہیں۔

آسمانی بجلی سے اربد کی موت

ابن اسحاق نے کہا جب عامر کو دفن کر چکے تو اس کے ساتھی چلے یہاں تک کہ بنو عامر کے علاقہ میں پہنچے جب وہ پہنچے تو ان کی قوم کے افراد ان کے پاس آئے پوچھا اے اربد کیا کر آئے ہو۔ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم کچھ بھی نہیں، اللہ کی قسم اس نے ہمیں ایک چیز کی عبادت کا کہا ہے، میں پسند کرتا ہوں اگر وہ اس وقت میرے سامنے ہو تو میں اسے تیر ماروں اور قتل کر ڈالوں،

جہاں تک اربد کے بارے میں لبید کے اشعار ہیں ان میں ایک شعر یہ ہے۔

تَطِيرُ عَدَائِدُ الْاَشْرَاكِ شَفْعًا وَ وَتْرًا وَالزَّعَامَةُ لِلْغُلَامِ

یہ حصے جفت اور طاق صورتوں میں شریکوں کی رغبت کو خوب اڑا رہے تھے جبکہ ریاست غلاموں کے حصہ میں آ رہی تھی۔

الزعامة کا معنی ریاست ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہاں زعامہ سے مراد اس نے خود لیا ہے، الاشراک سے مراد شریک ہیں، العدائد سے مراد حصے ہیں جو عدد سے ماخوذ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے جب اربد پر بجلی گری تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ (الرعد: ۱۳) یہاں من یشاء سے مراد اربد ہے، واللہ اعلم۔

ایک یا دو دن بعد اربد نکلا اس کے ساتھ ایک اونٹ تھا جو اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرائی جس نے دونوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اربد بن قیس لبید بن ربیعہ کا ماں جایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا زید بن اسلم نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر اور اربد کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝٨ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝٩ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝١٠ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝١١ (الرعد) ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو (شکم میں) اٹھائے ہوتی ہے کوئی مادہ اور (جانتا ہے) جو کم کرتے ہیں رحم اور جو زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک اندازہ سے ہے۔ وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ چیز کو اور ہر ظاہر چیز کو سب سے بڑا اعالی مرتبہ ہے (اس کے علم میں) سب یکساں ہیں تم میں سے وہ بھی جو آہستہ بات کرتا ہے اور جو بلند آواز سے بات کرتا ہے اور وہ بھی چھپا رہتا ہے رات کے وقت اور جو چلتا پھرتا رہتا ہے دن کے وقت انسان کے لئے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے ہیں اس کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی وہ نگہبانی کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا کسی قوم کی (اچھی یا بری) حالت کو جب تک وہ لوگ اپنے آپ میں تبدیلی پیدا نہیں کرتے اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا تو کوئی ٹال نہیں سکتا اسے اور نہ ہی ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ

عامر اور اربد، جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر میں جمع ہو جاتے تھے ان دونوں کی ماں ایک تھی، اربد کے بارے میں لبید کے جتنے اشعار ہیں، ان کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

لبید

لبید مسلمان ہو گیا تھا اور بہترین مسلمان ہوا، مسلمان ہونے کی حیثیت میں اس نے ساٹھ سال زندگی بسر کی لیکن اس عرصہ میں کوئی شعر نہیں کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے شعر چھوڑ دینے کے بارے میں پوچھا تو اس نے عرض کی جب اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران کی تعلیم دی

میں کوئی مدد کرنے والا ہوتا ہے“۔

المعقبات سے مراد اللہ تعالیٰ کا امر ہے جو حضرت محمد ﷺ کی حفاظت کرتا ہے پھر اربد کا ذکر کیا اور اس چیز کا ذکر کیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کیا۔ ارشاد فرمایا: وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ (الرعد: ۱۳) اور وہ بجلیاں گراتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے اس کے ذریعے ہلاک کر دیتا ہے۔

اربد کی موت پر لبید کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا لبید نے اربد کی موت پر یہ اشعار کہے۔

مَا اِنْ تُعَدِّيْ الْمَنُوْنُ مِنْ اَحَدٍ لَا وَالِدٍ مُشْفِقٍ وَ لَا وَلَدٍ

موت کسی کو معاف نہیں کرتی نہ شفیق والد کو اور نہ پیارے بچے کو۔

اَخْشٰی عَلٰی اَرْبَدَ الْحُتُوْفَ وَ لَا اَرْهَبُ نَوْءَ السِّمَاكِ وَالْاَسَدِ

مجھے اربد کے بارے میں موت کا ڈر نہیں تھا اور نہ ہی مجھے سماک اور اسد برجوں کے ستارے کا ڈر تھا۔

فَعَيْنِ هَلَّا بَكَيْتِ اَرْبَدَ اِذْ قُمْنَا وَ قَامَ النِّسَاءُ فِيْ كَبَدِ

اے میری آنکھ تو اربد پر کیوں نہیں روئی جب ہم اور عورتیں بڑی مشقت سے کھڑے ہو کر ماتم کر رہی تھیں۔

اِنْ يَشْغَبُوْا لَا يُبَالِ شَغْبَهُمْ اَوْ يَقْصِدُوْا فِي الْحُكُوْمِ يَقْتَصِدِ

اگر لوگ شر و فساد کرتے تو وہ ان کے شر و فساد کی کوئی پروانہ کرتا اگر وہ فیصلوں میں میانہ روی اختیار کرتے تو وہ بھی میانہ روی اختیار کرتا۔

حُلْوٌ اَرِيْبٌ وَ فِيْ حَلَاوَتِهٖ مُرٌّ لَطِيْفُ الْاَحْشَاءِ وَالْكَبِدِ

ہے مجھے شعر کہنے کی ضرورت نہیں، اس کی اس بات کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے وظیفہ میں پانچ سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ لبید کا وظیفہ پچیس سو درہم تھا، جب حضرت امیر معاویہ کا دور آیا تو انہوں نے لبید کے وظیفہ میں سے پانچ سو درہم کم کرنے کا ارادہ کیا اور کہا مَا بَالُ الْعَلَاوَةِ فَوْقَ الْفَوْدَيْنِ۔ یعنی دو ہزار کے بعد پانچ سو کس لئے۔ لبید نے کہا میں ابھی مر رہا ہوں علاوہ اور فودین دونوں آپ کے لئے۔ حضرت معاویہ کا دل پسیج گیا اور اس کا وظیفہ اس کے لئے رہنے دیا۔ لبید اس کے تھوڑے دنوں بعد ہی فوت ہو گیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے اس نے دورِ اسلام میں صرف ایک شعر کہا۔

وہ بڑا شیریں مزاج ہے بڑا ذہین ہے اس کی مٹھاس میں کڑواہٹ ہے جس کڑواہٹ میں بڑی لطافت ہے۔

وَ عَيْنِ هَلَّا بَكَيْتِ اَرْبَدَ اِذْ اَلْوَتْ رِيَاحُ الشِّتَاءِ بِالْعَضُلِ

اے میری آنکھ تو اربد پر کیوں نہیں روئی جب موسم سرما کی ہواؤں نے درختوں میں پت جھڑ کیا ہوا تھا۔

وَ اَصْبَحَتْ لَاقِحًا مُصَرَّمَةً حَتّٰى تَجَلَّتْ غَوَابِرُ الْمُدَدِ

یہ ہوائیں ان اونٹنیوں کی طرح ہو گئی تھیں جن کا دودھ ختم ہو گیا ہو یہاں تک کہ زمانوں کی تنگ دستی ختم ہو گئی۔

اَشْجَعُ مِنْ لَيْثِ غَابَةٍ لَحِمٍ ذُوْنُهْمَةٍ فِي الْعُلَا وَ مُنْتَقِلِ

اربد جنگل کے شیر سے بھی زیادہ بہادر تھا جو بہت زیادہ گوشت کھاتا ہے بلندیوں کی انتہاء کو دیکھنے والا اور صاحب نظر تھا۔

لَا تَبْلُغُ الْعَيْنُ كُلَّ نَهْمَتِهَا لَيْلَةَ تُنْسِي الْجِيَادُ كَالْقِدَدِ

کوئی آنکھ اپنی انتہاء نہیں دیکھ سکتی اس زمانہ میں جب گھوڑے چمڑے کے ٹکڑے بن گئے تھے۔

اَلْبَاعِثُ النَّوْحَ فِي مَاتِمِهِ مِثْلَ الظِّبَاءِ الْاَبْكَارِ بِالْجَرَدِ

اربد نوحہ کرنے والی ان عورتوں کو نوحہ کے اجتماعات میں ابھارنے والا ہے جو ان نوخیز ہرنیوں کی طرح ہیں جو چٹیل میدان میں ہیں۔

فَجَّعَنِي الْبَرْقُ وَالصَّوَاعِقُ بِالْ فَارِسِ يَوْمَ الْكَرِيْهَةِ النَّجُدِ

مجھے سخت دکھ دیا اس شاہسوار پر بجلی اور کڑک کے گرنے سے جو جنگ کے موقع پر بہت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِذْ لَمْ يَاتِنِيْ اَجَلِيْ حَتّٰى اِكْتَسَيْتُ مِنَ الْاِسْلَامِ سِرْ بَالَا

الحمد للہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئی یہاں تک کہ میں نے اسلام کی قمیص پہن لی۔

جرش کا وفد

جرش کے وفد کا ذکر کیا کہ خثعم نے اس کی اس وقت پناہ لی جب صرد بن عبداللہ نے ان کا محاصرہ کیا اور یہ شعر پڑھا۔

بہادر تھا۔

وَالْحَارِبِ الْجَابِرِ الْحَرِيْبِ اِذَا جَاءَ نَكِيْبًا وَ اِنْ يَعُدْ يَعُدِ

وہ بڑا جنگجو تھا جنگجوؤں پر غالب ہو جاتا تھا جب وہ اوندھے منہ ہو کر اس کے پاس آتے اگر وہ پلٹ کر حملہ کرتا تو یہ بھی پلٹ کر حملہ کرتا تھا۔

يَعْفُوْ عَلَى الْجَهْدِ وَالسُّوَالِ كَمَا يَنْبُتُ غَيْثُ الرَّبِيْعِ ذُوْ الرَّصَدِ

وہ تنگ دستی اور سوال کے وقت ایسی سخاوت کرتا تھا جیسے موسم بہار کی بارش جس کا انتظار کیا جا رہا ہوتا ہے خوب پودے اگاتی ہے۔

كُلُّ بَنِيْ حُرَّةٍ مَصِيْرُهُمْ قُلٌّ وَ اِنْ اَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

شرفاء اس کے پاس سے کم ہی لوٹتے تھے اگر چہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوتی تھی۔

اِنْ يُغْبَطُوْا يَهْبِطُوْا وَ اِنْ اُمِرُوْا يَوْمًا فَهُمْ لِلْهَلَاكِ وَ النَّفَدِ

اگر یہ لوگ قابل رشک ہوتے ہیں (عظیم ہوتے ہیں) تو منکسر المزاج بھی ہوتے ہیں اگر کسی روز ان پر حکومت قائم ہو جاتی ہے تو یہ اپنے آپ کو ہلاک کر لینے کے زیادہ اہل ہوتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا اس کا شعر (والحارب الجابر الحريب) ابوعبیدہ سے مروی ہے اور اس کا شعر یعفو علی الجھد ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء سے مروی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا لبید نے اربد پر روتے ہوئے یہ اشعار بھی کہے تھے۔

اَلَا ذَهَبَ الْمُحَافِظُ وَ الْمُحَامِيْ وَ مَانِعُ ضَيْمِهَا يَوْمَ الْخِصَامِ

افسوس محافظ اور حمایت کرنے والا چلا گیا اور جنگ کے روز جنگ کے ظلم سے بچانے والا چلا گیا۔

وَ اَيْقَنْتُ التَّفَرُّقَ يَوْمَ قَالُوْا تُقُسِّمَ مَالُ اَرْبَدَ بِالسِّهَامِ

مجھے اسی روز جدائی کا یقین ہو گیا تھا جس روز لوگوں نے کہا کہ اربد کا مال حصے بنا کر تقسیم کر دیا جائے گا۔

حَتّٰى اَتَيْنَا حُمَيْرًا فِيْ مَصَانِعِهَا وَ جَمْعُ خَثْعَمٍ قَدْ صَاغَتْ لَهَا النُّذُرُ

ہم حمیر کے پاس ان کی کام کی جگہوں میں آ پہنچے جبکہ خثعم کی جماعتوں کے لئے ڈراوے تیار تھے۔

یہاں خمیرا بھی روایت کیا گیا ہے اور حمیر میں ایک حمیر ادنی ہے جس کا نسب یہ ہے۔ حمیر بن یغوث بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید بن شدد بن زرعہ۔ ایک حمیر اصغر ہے جو حمیر اصغر بن سبا اصغر

تَطِيرُ عَدَائِدُ الْاِشْرَاكِ شَفْعًا وَ وِتْرًا والزَّعَامَةُ لِلْغُلَامِ

یہ حصے جفت اور طاق صورتوں میں شریکوں کی رغبت کو خوب اڑا رہے تھے جبکہ ریاست غلاموں کے حصہ میں آ رہی تھی۔

فَوَدِّعْ بِالسَّلَامِ اَبَا حَرِيْزٍ وَ قَلَّ وَدَاعُ اَرْبَدَ بِالسَّلَامِ

ابوحریز کو سلامتی کی دعا کے ساتھ رخصت کرو کیونکہ سلامتی کی دعا کے ساتھ اربد کو رخصت کرنے والے کم ہیں۔

وَ كُنْتَ اِمَامَنَا وَ لَنَا نِظَامًا وَ كَانَ الْجَزْعُ يُحْفَظُ بِالنِّظَامِ

تو ہمارا امام تھا اور ہمارے لئے ایک لڑی تھا جبکہ موتی لڑی میں ہی محفوظ کئے جا سکتے ہیں۔

وَ اَرْبَدُ فَارِسُ الْهَيْجَا اِذَا مَا تَقَعَّرَتِ الْمَشَاجِرُ بِالْفِئَامِ

اربد میدان جنگ کا شاہسوار تھا جب ہودج لوگوں کی جماعتوں کے ساتھ الٹ چکے تھے۔

اِذَا بَكَرَ النِّسَاءُ مُرَدَّفَاتٍ حَوَاسِرَ لَا يَجِئْنَ عَلَى الْخِدَامِ

جب عورتیں آگے پیچھے ننگے سر صبح صبح بھاگ رہی تھی اور پازیبوں پر پردہ نہیں کئے ہوئے تھیں۔

فَوَائِلَ يَوْمَ ذٰلِكَ مَنْ اَتَاهُ كَمَا وَأَلَ الْمُحِلُّ اِلَى الْحَرَامِ

اس روز جو بھی آیا اربد نے اسے پناہ دی جس طرح حل کا رہنے والے حرم پناہ میں لیتا ہے۔

وَ يَحْمِدُ قِدْرَ اَرْبَدَ مَنْ عَرَاهَا اِذَا مَا ذُمَّ اَرْبَابُ اللِّحَامِ

اربد کی ہنڈیاں کی ہر وہ شخص تعریف کرتا جو بھی اس سے ڈھکنا اٹھا کر اسے کھاتا جبکہ گوشت پکانے والوں کی مذمت کی جاتی۔

وَ جَارَتُهُ اِذَا حَلَّتْ لَدَيْهِ لَهَا نَفَلٌ وَ حَظٌّ مِنْ سَنَامِ

جب اس کی پڑوسن اس کے پاس آتی تو اس کے لئے عطیہ ہوتا اور کہان میں سے وافر حصہ

بن کعب کہف الظلم بن زید جمہور بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن غوث بن حیدان بن قطن بن عریب بن زہیر بن ہمیسع بن حمیر اکبر۔ وہی عرنج ہے ابرہی نے کہا یہ حمیر کے ان علماء میں سے تھا جو نسب کے ماہر تھے۔ یہ ابرھہ بن صباح حمیری کی طرف منسوب تھا۔ حمیر ادنی سے حمیر کا ذکر شروع ہوا اس قول کی وجہ سے خمیر کی روایت درست ہے جس نے اسے نقطے والی خاء کے ساتھ روایت

ہوتا۔

فَاِنْ تَقْعُدْ فَمُكْرَمَةٌ حَصَانٌ وَ اِنْ تَظْعَنْ فَمُحْسِنَةُ الْكَلَامِ

اگر پڑوسن اس کے پاس بیٹھتی تو باعزت اور پاکدامن ہوکر بیٹھتی اور اگر وہاں سے جاتی تو اچھی گفتگو کرتے ہوئے جاتی۔

وَ هَلْ حُدِّثْتَ عَنْ اَخَوَيْنِ دَامَا عَلَى الاَيَّامِ اِلاَّ ابْنَيْ شَمَامِ

کیا تمہیں دو بھائیوں کے بارے میں یہ خبر دی گئی کہ وہ مرور ایام کے ساتھ باقی رہے ہوں سوائے شمام کے دو پہاڑوں کے۔

وَ اِلاَّ الْفَرْقَدَيْنِ وَ آلَ نَعْشٍ خَوَالِدَ مَا تُحَدَّثُ بِانْهِدَامِ

مگر فرقدین اور آل نعش کے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں جن کے گرنے کے بارے میں تو کبھی نہیں سنے گا۔

ابن ہشام نے کہا یہ بھی اس کے قصیدہ میں ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا لبید نے اربد پر روتے ہوئے یہ اشعار کہے۔

اِنْعَ الْكَرِيْمَ لِلْكَرِيْمِ اَرْبَدَا اِنْعَ الرَّئِيْسَ وَاللَّطِيْفَ كَبِدَا

معزز ومحترم اربد کی موت کی خبر معزز لوگوں کو سنادو، رئیس اور نرم دل کی موت کی خبر سنادو۔

يُحْذِىْ وَ يُعْطِىْ مَالَهُ لِيُحْمَدَ اُدْمًا يُشَبَّهْنَ صُوَارًا اَبَدَا

وہ سفید رنگ کا مال عطا کرتا تھا تا کہ اس کی تعریف کی جائے جس مال کو بدکنے والے جنگلی بیل سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

السَّابِلَ الْفَضْلِ اِذَا مَا عُدِّدَا وَ يَمْلَاُ الْجَفْنَةَ مِلْئًا مَدَدَا

جب شمار کیا جائے تو یہ مکمل فضل والا ہے اور یہ لوگوں کے پیالوں کو خوب لبالب بھرتا ہے۔

رِفْهًا اِذَا يَأْتِىْ ضَرِيْكٌ وَرْدًا مِثْلُ الَّذِىْ فِى الْغِيْلِ يَقْرُوْ جُمُدَا

جب اس کے پاس فقراء آتے تو عام بخشش کرتا یہ شیر کی مانند تھا جو پہاڑ کے پیچھے پڑ جاتا تھا۔

يَزْدَادُ قُرْبًا مِنْهُمْ اَنْ يُوْعَدَا اَوْرَثْتَنَا تُرَاثَ غَيْرِ اَنْكَدَا

وہ وعدہ پورا کرنے کے لئے ان کے زیادہ قریب ہوتا ہے اے ہمارے سردار تو نے ہمیں

کیا ہے۔ یہ حمیر کی تصغیر ہوگی جو تصغیر ترخیم ہے (یعنی مصغر کے بعض الفاظ کو حذف کر دیا گیا ہے) ایک لغت میں عرنج حمیر عتیق ہے۔

ایسی وراثت عطا فرمائی ہے جو بے فائدہ نہیں۔

غِبًّا وَ مَالًا طَارِفًا وَ وَلَدًا شَرْخًا صَنْفُوْرًا يَافِعًا وَامْرَدًا

وہ وقفے وقفے سے مال دیتا اور نیا مال دیتا وہ نوخیز جوان تھا جو شکرے کی مانند تھا، ابھی قریب البلوغ اور بے رئیس تھا۔

لبید نے یہ اشعار بھی کہے۔

لَنْ تُفْنِيَا خَيْرَاتِ اَرْبَدَ فَابْكِيَا حَتّٰى يَعُوْدَ

تم دونوں اربد کی بھلائیوں کو ختم نہیں کر سکتے جب تک وہ لوٹ کر واپس نہیں آتا دونوں اس پر خوب روؤ۔

قُوْلَا هُوَ الْبَطَلُ الْمُحَامِیْ حِيْنَ يَكْسُوْنَ الْحَدِيْدَ

تم دونوں کہو وہ بہادر تھا حمایت کرنے والا تھا جب لوگ زرہ پہنے ہوتے ہیں۔

وَ يَصُدُّ عَنَّا الظَّالِمِيْنَ اِذَا لَقِيْنَا الْقَوْمَ صِيْدًا

وہ ظالموں کو اس وقت ہم سے دور کرتا جب ہم ایسی قوم سے جنگ کر رہے ہوتے جو تکبر کی وجہ سے گردن ٹیڑھی کر کے چلتے ہیں۔

فَاعْتَاقَهٗ رَبُّ الْبَرِيَّةِ اِذْ رَأٰى اَنْ لَا خُلُوْدَ

اللہ تعالیٰ نے اسے جسم کی قید سے آزاد کر دیا جب یہ دیکھا کہ یہاں ہمیشہ کسی نے نہیں رہنا۔

فَثَوٰى وَ لَمْ يُوْجَعْ وَ لَمْ يُوْصَبْ وَ كَانَ هُوَ الْفَقِيْدَ

وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی اور نہ ہی اسے کوئی الم اٹھانا پڑا جبکہ وہ ہم سے جدا ہونے والا تھا۔

لبید نے یہ اشعار بھی کہے۔

يُذَكِّرُنِيْ بِاَرْبَدَ كُلُّ خَصْمٍ اَلَدَّ تَخَالُ خُطَّتَهٗ ضِرَارًا

ہر جھگڑالو دشمن مجھے اربد کی یاد دلاتا ہے جس کی فطرت ہی یہ ہے کہ وہ نقصان پہنچائے۔

اِذَا اقْتَصَدُوْا فَمُقْتَصِدٌ كَرِيْمٌ وَ اِنْ جَارُوْا سَوَاءَ الْحَقِّ جَارَا

جب لوگ میانہ روی اختیار کرتے تو وہ میانہ روی اختیار کرنے والا اور کریم تھا اگر وہ زیادتی کرتے تو وہ بھی زیادتی کرتا۔

وَ يَهْدِى الْقَوْمَ مُطَّلِعًا اِذَا مَا دَلِيْلُ الْقَوْمِ بِالْمَوْمَاةِ حَارَا

وہ قوم کی راہنمائی باخبر آدمی کی طرح کرتا جبکہ قوم کی راہنمائی کرنے والا جنگل میں حیران ہوتا۔

ابن ہشام نے کہا آخری شعر ابن اسحاق سے مروی نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا لبید نے یہ اشعار بھی کہے۔

اَصْبَحْتُ اَمْشِیْ بَعْدَ سَلْمٰی بْنِ مَالِکٍ وَ بَعْدَ اَبِیْ قَیْسٍ وَ عُرْوَۃَ کَالْاَجَبِ

میں سلمٰی بن مالک، ابوقیس اور عروہ کے بعد اس اونٹ کی طرح چلتا ہوں جس کی کوہان کاٹ دی گئی ہو۔

اِذَا مَا رَاٰی ظِلَّ الْغُرَابِ اَضَجَّہٗ حِذَارًا عَلٰی بَاقِی السِّنَاسِنِ وَالْعَصَبِ

جب اس اونٹ نے کوے کا سایہ دیکھا تو اس نے اسے چیخنے پر مجبور کر دیا تھا کیونکہ اسے پیٹھ کی باقی ماندہ ہڈیوں اور پٹھوں کا ڈر تھا۔

ابن ہشام نے کہا یہ دونوں شعر اس کے اور اشعار سے ہیں۔

بنوسعد بن بکر میں سے ضمام بن ثعلبہ کا حاضر ہونا

ابن اسحاق نے کہا بنوسعد بن بکر نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی بھیجا جس کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا۔

ضمام کے سوال اور پھر اس کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن ولید نویفع نے کریب سے روایت نقل کی ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس کے غلام تھے، وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ بنوسعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، مسجد کے دروازے کے پاس اپنا اونٹ بٹھایا، اس کا گھٹنا باندھا پھر مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول

ضمام کا واقعہ

حضرت مولف نے ضمام بن ثعلبہ کا ذکر کیا ہے اسی کے بارے میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے کہا تھا جَاءَ نَا اَعْرَابِیٌّ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِہٖ وَلَا یُفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا۔ نجد کا ایک دیہاتی آیا جس کے سر کے بال پراگندہ تھے، اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنی جا رہی تھی لیکن اس کی بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اچانک پتہ چلا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا

اللہ ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ ضمام بڑا بہادر تھا، جسم پر بال زیادہ تھے اور اس کی مینڈھیاں تھیں، وہ آگے بڑھا یہاں تک کہ حضور ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا جبکہ آپ صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ پوچھا تم میں سے ابن عبد المطلب کون ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ابن عبد المطلب ہوں، پوچھا کیا محمد ہو فرمایا ہاں۔ اس نے کہا اے ابن عبد المطلب میں آپ سے کچھ سوال کرنے والا ہوں اور سوال کرنے میں سختی کروں گا اس لئے دل میں کوئی ناراضگی نہ کرنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی ناراضگی نہ کروں گا، جو چاہو سوال کرو۔ اس نے عرض کیا میں آپ کو اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو آپ کا اور آپ کے پہلوں کا معبود ہے اور ان کا بھی معبود ہے جو بعد میں آنے والے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری طرف مبعوث کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللھم نعم ہاں۔ عرض کی میں آپ کو اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو آپ کا، آپ کے پہلوں کا اور آپ کے بعد آنے والوں کا معبود ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان بتوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللھم نعم ہاں۔ اس نے عرض کی میں آپ کو اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو آپ کا، آپ سے پہلوں کا اور آپ کے بعد آنے والوں کا معبود ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللھم نعم ہاں۔ پھر وہ اسلام کا ایک ایک فرض زکوٰۃ، روزہ، حج اور اسلام کے دوسرے احکام کا ذکر کرتا رہا اور یہ ہر فرض کے ذکر پر اسی طرح اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا جس طرح اس نے پہلے ذکر کیا تھا یہاں تک کہ وہ سوالوں سے فارغ ہوا تو کہا انی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

ہے۔ اسے امام مالک نے موطا میں اپنے چچا سے وہ دادا سے وہ حضرت طلحہ سے روایت کرتے ہیں، ابو داؤد نے اس پر یہ عنوان باندھا ہے کہ کیا مشرک مسجد میں داخل ہو سکتا ہے، اسی کے ساتھ یہودیوں کا واقعہ ذکر کیا کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے یہ ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے بدکاری کی ہے۔ امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالک نے اس کو مکروہ کہا ہے کہ ذمی مسجد میں داخل ہو۔ امام ابو حنیفہ نے مسجد حرام کو خاص قرار دیا کہ اس میں ذمی داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبہ: ۲۸) امام مالک نے اسی علت سے حکم کو متعلق کیا ہے۔ جس پر آیت نے آگاہ کیا وہ مشرکوں کو ناپاک قرار دینا ہے، آپ نے حکم کو تمام مساجد پر جاری کر دیا۔

کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جن چیزوں سے آپ نے منع کیا ہے ان سے اجتناب کروں گا، ان میں نہ اضافہ کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا۔ پھر لوٹنے کے لئے اپنے اونٹ کی طرف آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر دو مینڈھیوں والے نے سچ کہا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اپنی قوم کو دعوت

وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا اس کا گھٹنا کھولا پھر وہاں سے نکلا اور اپنی قوم کے پاس آیا لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے سب سے پہلی بات جو اس نے کی وہ یہ تھی لات اور عزیٰ کتنے برے ہیں۔ لوگوں نے کہا اے ضمام ٹھہرو۔ برص، جذام (کوڑھ) اور جنون سے ڈرو۔ ضمام نے کہا تم پر افسوس اللہ کی قسم یہ دونوں نہ نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی نفع۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کو تمہاری طرف مبعوث کیا ہے اس پر کتاب نازل فرمائی تا کہ تمہیں اس گمراہی سے نکالے جس میں تم پڑے ہوئے ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں آپ کی طرف سے وہ چیزیں لایا ہوں جس کا آپ نے تمہیں حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تمہیں روکا ہے۔ اللہ کی قسم شام نہیں ہوئی تھی کہ اس قبیلہ کا ہر مرد اور عورت مسلمان ہو گئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہا کرتے تھے میں نے کسی قوم کے ایسے نمائندہ کے بارے میں نہیں سنا جو ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہو۔

عبدالقیس کے وفد میں جارود کی آمد

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جارود بن عمرو بن حنش جو عبدالقیس سے تعلق رکھتا تھا حاضر ہوا۔

ابن ہشام نے کہا جارود بن بشر بن معلیٰ، عبدالقیس کے وفد میں تھا اور وہ نصرانی تھا۔ ابن

جارود کا واقعہ

حضرت مولف نے جارود عبدی کا ذکر کیا ہے جو بشر بن عمرو بن معلیٰ تھا، اس کی کنیت ابو منذر تھی، حاکم نے کہا اس کی کنیت ابو غیاث اور ابو عتاب تھی، اس کا نام جارود اس لئے رکھا گیا کہ اس نے بنو بکر کے ایک قبیلہ پر حملہ کیا تو انہیں کاٹ کر رکھ دیا۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ جب جارود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ سے گفتگو کی، رسول اللہ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا اور اسے قبول کرنے کی دعوت دی اور رغبت دلائی، اس نے کہا اے محمد میں پہلے ایک دین پر تھا اور میں تیرے دین کی وجہ سے اپنا دین چھوڑ رہا ہوں، کیا آپ میرے قرض کے ضامن بنتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جس چیز کی ہدایت فرمائی ہے وہ پہلے دین سے بہتر ہے، پھر وہ مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی مسلمان ہو گئے۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے سواریاں مانگیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میرے پاس کوئی ایسے جانور نہیں جن پر میں تمہیں سوار کروں، اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اور آپ کے درمیان گمراہ لوگ ہیں، کیا ہم ان کے پاس سے گزر کر گھروں کو جائیں، فرمایا نہیں ان سے بچو وہ تو آگ ہیں۔

قوم کے مرتد ہونے پر جارود کا طرزِ عمل

جارود اپنی قوم کے پاس جانے کے لئے آپ کے پاس سے نکلا یہ بہت اچھا تھا، دین میں بڑا مستحکم تھا، یہاں تک کہ فوت ہوا جبکہ اس نے فتنہ ارتداد کو دیکھا تھا جب اس کی قوم کے وہ افراد جو مسلمان ہو چکے تھے واپس اپنے آبائی دین کی طرف۔ غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے

شاعر نے کہا۔

وَ دُسْنَاهُمْ بِالْخَيْلِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ   كَمَا جَرَّدَ الْجَارُوْدُ بَكْرَ بْنَ وَائِلٍ

ہم نے ہر جانب سے انہیں گھوڑوں سے روند ڈالا جس طرح جارود نے بکر بن وائل کو کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

جارود کے واقعہ میں حضرت مولف نے غرور بن نعمان بن منذر کا ذکر کیا۔ جب نعمان کو اس نے قتل کیا تو اس وقت یہ بادشاہ تھا پھر حیرہ کی بادشاہت ہانی بن قبیصہ شیبانی کی طرف منتقل ہو گئی تو آل منذر کے لئے کوئی قابل ذکر چیز نہ رہی یہاں تک کہ فتنہ ارتداد رونما ہوا اور ہانی بن قبیصہ مر گیا تو مرتدوں نے حکومت غرور بن نعمان کے سپرد کر دی۔ اس کا نام منذر تھا اس کا نام غرور اس لئے پڑا کیونکہ فتنہ ارتداد میں اس نے اپنی قوم کو دھوکہ دیا یا لوگوں نے اسے دھوکہ دیا اور مسلمانوں سے جنگ میں اس سے مدد لی۔ وہاں وہ قتل ہو گیا وثیمہ بن موسیٰ کا گمان ہے کہ وہ مرتد ہونے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا۔

ساتھ لوٹ گئے۔ جارود اٹھا اس نے گفتگو کی، حق کی گواہی دی اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، اس نے کہا اے لوگو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو گواہی نہیں دیتا میں اس کی تکفیر کرتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا یہ قول بھی مروی ہے کہ جو گواہی نہیں دیتا میں اس کے لئے کافی ہوں۔

ابن ساوی کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علاء بن حضرمی کو فتح مکہ سے پہلے منذر بن ساوی عبدی کی طرف بھیجا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور بہت اچھا مسلمان ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد اہل بحرین کے مرتد ہونے سے پہلے فوت ہو گیا جبکہ حضرت علاء اس کے پاس بحرین پر رسول اللہ ﷺ کے امیر تھے۔

بنوحنیفہ کا وفد اور مسیلمہ کذاب

بنوحنیفہ کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وفد میں مسیلمہ بن حبیب حنفی کذاب بھی تھا، ابن ہشام نے کہا مسیلمہ بن ثمامہ اس کی کنیت ابوثمامہ تھی۔

ابن اسحاق نے کہا ان کا ٹھکانہ بنت حارث کے گھر میں تھا جو انصار کی عورت تھی جو بنونجار سے تعلق رکھتی تھی۔ اہل مدینہ کے بعض علماء نے مجھے بیان کیا کہ بنوحنیفہ کے لوگ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے جبکہ کپڑوں سے اسے چھپائے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ صحابہ میں تشریف فرما تھے، آپ کے پاس کھجور کی ایک شاخ تھی جس کے سرے پر کچھ پتے تھے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے قبیلہ کے لوگ اسے کپڑوں سے چھپائے

بنوحنیفہ کا وفد اور مسیلمہ کذاب کا نسب

حضرت مولف نے بنوحنیفہ کے وفد کا ذکر کیا۔ حنیفہ کا نام اثال بن لجیم بن سعد بن علی بن بکر بن وائل تھا اور مسیلمہ سے مراد مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر بن حبیب بن حارث بن عبد حارث بن ہفان بن ذہل بن دول بن حنیفہ تھا، اس کی کنیت ابوثمامہ تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا اس کی کنیت ابوہارون تھی، وہ رحمٰن کے نام سے معروف تھا جیسے زہری سے مروی ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی ولادت سے بھی پہلے تھا، یہ اس وقت قتل ہوا جب اس کی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔ جب قریش نے یہ الفاظ سنے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تو ان کے ایک آدمی نے کہا دق فوك۔ تیرا منہ تنگ ہو

ہوئے تھے اس نے آپ سے گفتگو کی اور چند مطالبے کئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اگر تو مجھ سے اس ٹہنی کا مطالبہ کرتا تو میں تجھے یہ بھی نہ دیتا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے اہل یمامہ میں سے بنو حنیفہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ اس کا واقعہ اس سے مختلف ہے۔ اس کا خیال یہ ہے کہ بنو حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسیلمہ کو اپنے پڑاؤ میں چھوڑ گئے جب وہ مسلمان ہو گئے تو پھر اس کے وہاں ٹھہرنے کا یاد آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنا ایک ساتھی پیچھے سامان کے پاس چھوڑ آئے ہیں جو ہمارے سامان کی حفاظت کر رہا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے بھی وہی حکم دیا جو دوسری قوم کو حکم دیا تھا اور فرمایا وہ از روئے مکان تم سے بری حالت میں نہیں مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی کا ارادہ فرمایا تھا۔

جائے۔ یعنی تو بول نہ سکے تو مسیلمہ کا ذکر کرتا ہے جو یمامہ کا رحمان ہے، ایک رحال حنفی تھا، اس کا نام نہار بن عنفوہ تھا اور عنفوہ سے مراد خشک حلی ہے اور حلی سے مراد گھاس جڑی بوٹی ہے۔ ابو حنیفہ نے اس کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں فرمایا عنثوٗ ثاء کے ساتھ ہے فرمایا یہ خشک حلی ہے اور حلی سے مراد نصیی (عمدہ چارہ) ہے جو ایک بوٹی ہے۔ یہ رحال یمامہ کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ ایمان لے آیا قرآن کی کچھ سورتیں سیکھیں، ایک روز رسول اللہ ﷺ نے اسے دو صحابہ کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک حضرت فرات بن حیان اور دوسرا حضرت ابو ہریرہ تھے فرمایا تم میں سے ایک کی داڑھ جہنم میں احد پہاڑ جیسی ہوگی، یہ دونوں صحابی ڈرتے رہے یہاں تک کہ رحال مرتد ہو گیا اور مسیلمہ کذاب پر ایمان لے آیا اور یہ جھوٹی گواہی دی کہ نبی کریم ﷺ نے اسے نبوت میں اپنے ساتھ شریک کیا ہے اور قرآن میں سے جو سورتیں سیکھی تھیں ان کو مسیلمہ کی طرف منسوب کیا۔ یہ بنو حنیفہ کے فتنہ کا سب سے بڑا سبب تھا۔ جنگ یمامہ میں اسے حضرت زید بن خطاب نے قتل کیا تھا پھر حضرت زید بن خطاب کو سلمہ بن صبیح حنفی نے قتل کیا۔ مسیلمہ جادوگر تھا یہ بھی کہا جاتا ہے یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے انڈے کو بوتل میں داخل کیا، یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے پرندے کے کٹے ہوئے پروں کو جوڑا تھا، وہ یہ بھی دعویٰ کرتا تھا کہ ایک ہرن پہاڑ سے اس کے پاس آتا ہے جس کا یہ دودھ دھوتا ہے۔ بنو حنیفہ کے ایک آدمی نے اس کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

لَھفی عَلَیْكَ اَبُوْ ثُمَامَه　لَھفی علی رکنی شمامه

اے ابو ثمامہ میرا تجھ پر افسوس، شمامہ کے دو رکنوں پر میرا افسوس

مسیلمہ کا ارتداد اور نبوت کا دعویٰ

پھر وفد کے افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس آئے اور وہ باتیں بتائیں جو حضور ﷺ نے اس کے لئے فرمائی تھیں، جب یہ لوگ یمامہ پہنچے تو اللہ کے دشمن نے ارتداد اختیار کیا اور نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے لئے جھوٹ بولا اور کہا میں اس کے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہوں۔ اس نے وفد کے افراد سے کہا جب تم نے میرا اس کے سامنے ذکر کیا تو کیا

كَمْ آيَةٍ لَكَ فِيهِمْ كَالشَّمْسِ تَطْلُعُ مِنْ غَمَامَه

ان میں تیری کتنی ہی نشانیاں ہیں جو اس سورج کی طرح ہیں جو بادل سے طلوع ہوتا ہے۔

اس نے جھوٹ بولا بلکہ اس کی نشانیاں (معجزات) الٹی ہوتیں۔ ایک قوم کے کنویں میں اس نے تھوکا تو اس کا پانی نمکین ہو گیا، اس قوم نے برکت کے لئے ایسا کرنے کا مطالبہ کیا تھا، اس نے ایک بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ مکمل گنجا ہو گیا، ایک آدمی نے اس سے بیٹوں کے لئے برکت کی دعا کے لئے کہا وہ گھر واپس آیا تو ایک بیٹے کو دیکھا تو وہ کنویں میں گر چکا تھا اور دوسرے کو بھیڑیا کھا گیا تھا، ایک آدمی کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا جس نے شفاء کی خواہش کا اظہار کیا تھا تو اس کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔

مسیلمہ اور سجاح کے موذن

مسیلمہ کے موذن کا نام حجیر تھا جب اسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ اذان میں مسیلمہ کا ذکر کرے تو اس نے پہلی دفعہ توقف کیا۔ محکم بن طفیل نے اسے کہا صَرِّحْ حُجَيْرُ۔ اے حجیر کھول کر بیان کر تو یہ قول ضرب المثل بن گیا۔ رہی سجاح جس نے مسیلمہ کے دور میں نبوت کا دعویٰ کیا اور مسیلمہ سے شادی کی، اس کا موذن جنبہ بن طارق تھا، قتیبی نے کہا اس کا نام زہیر بن عمرو تھا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ شبث بن ربعی نے بھی اسی کے لئے اذان دی، سجاح کی کنیت ام صادر تھی، سجاح کا آخری واقعہ یہ ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان ہو گئی تھی۔ یہ سب واقعات واقدی اور دوسرے لوگوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ محکم بن طفیل حنفی مسیلمہ کا سپہ سالار اور اس کے معاملات کی تدبیر کرنے والا (وزیر) تھا۔ بنو حنیفہ میں یہ مسیلمہ سے زیادہ معزز مقام رکھتا تھا اس کے نام کے بارے میں دو قول ہیں مُحَكَّم اور مُحَكِّم۔ اسی کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت کہتے ہیں۔

يَا مُحَكَّم بن طُفَيْل قَدْ اتيح لكم لِلّٰه دَرُّ ابيكم حَيَّةُ الْوَادِى

اے محکم بن طفیل تعجب ہے تمہارے لئے وادی کا سانپ مقدر کر دیا گیا ہے۔

یہ بھی کہا يَخْبِطْنَ بِالْاَيْدِىْ حِيَاضَ مُحَكَّمٍ۔ وہ محکم کے حوضوں کو ہاتھوں سے روندرہی ہیں۔

اس نے تم سے کہا نہیں تھا۔ اما انه لیس بشر کم مکانا۔ یہ اس نے اس وقت ہی بات کی جب اسے بتا دیا گیا کہ میں اس کے ساتھ شریک ہوں پھر ان کے لئے مقفع مسجع باتیں کرنے لگا اور قرآن کے مشابہ ان کے لئے باتیں کرتا۔ لقد انعم الله علی الحبلی اخرج

مسیلمہ کی بیوی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ بنو حنیفہ کا وفد دار حارث میں ٹھہرا جبکہ درست یہ ہے کہ وہ بنت حارث کے گھر میں ٹھہرا، اس کا نام کیسہ بنت حارث بن کریز بن حبیب بن عبد شمس تھا کیسہ کے بارے میں گفتگو غزوۂ قریظہ کے موقع پر پہلے گزر چکی ہے۔ کیسہ کا لفظ تخفیف کے ساتھ ہے، یہ اس سے پہلے مسیلمہ کی بیوی تھی، اسی وجہ سے مسیلمہ نے انہیں وہاں ٹھہرایا تھا، یہ مسیلمہ کے عقد میں تھی اسے پھر عبداللہ بن عامر کے سپرد کر دیا، ہم وہاں ذکر کر چکے ہیں کہ درست وہی ہے جو ابن اسحاق نے کہا کہ اس عورت کا نام زینب بنت حارث تھا، ابن اسحاق سے یونس کی بھی یہی روایت ہے، وہاں مذکور کیسہ بنت حارث ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو یہی مراد لی، فرمایا مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں تو میں نے ان دونوں کو ناپسند کیا، میں نے ان میں پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے تو میں نے ان کی تعبیر کذاب یمامہ اور عنسی سے کی، مسیلمہ کو تو حضرت خالد بن ولید نے قتل کیا اور اس کی قوم کو قتل کر کے اور قیدی بنا کر تباہ و برباد کر دیا۔

مسعود عنسی

جہاں تک مسعود بن کعب عنسی کا تعلق ہے عنس، مذحج سے تعلق رکھتا تھا۔ مذحج اور یمن کے قبائل نے اس کی پیروی کی اور یہ صنعاء پر قابض ہو گیا اسے ذوالخمار کہا جاتا اس کا لقب عیہلہ تھا، وہ یہ دعویٰ کرتا کہ سحیق اور شریق اس کے پاس وحی لاتے ہیں، وہ کہتا وہ دو فرشتے ہیں جو میری زبان میں گفتگو کرتے ہیں، وہ بہت دھوکے باز تھا اور وہ دھوکے کی آڑ میں معاملات چلاتا، وہ مالک بن عنس کے خاندان سے تھا۔ بنو عنس، جشم، جشیم، مالک، عامر، عمرو، عزیز، معاویہ، عتیکہ، شہاب، قریہ اور یام تھے۔ یام بن عنس کی اولاد میں عمار بن یاسر اور اس کے دو بھائی عبداللہ اور حویرث تھے جو یاسر بن عمر بن مالک کے بیٹے تھے اسے فیروز دیلمی، قیس بن مکشوح اور داذویہ نے قتل کیا جو ابناء میں سے تھا، وہ ایک غار سے اس پر داخل ہوئے جو ایک عورت نے ان کے لئے بنائی تھی، وہ ابناء میں سے تھی۔ اس نے اس عورت سے زیادتی کی تھی، ان تینوں افراد نے اسے نشے کی حالت میں پایا، شراب کی وجہ سے وہ کچھ عقل نہیں رکھتا تھا، انہوں نے اپنی تلواروں سے اسے مار ڈالا جبکہ وہ کہہ رہے تھے۔

منها نسمة تسعی من بین صفاق وحشی و احل لهم الخمر والزنا ووضع عنهم الصلوة۔ اللہ تعالیٰ نے حاملہ پر انعام کیا اس سے جان نکالی جو دوڑتی پھرتی ہے، جو ایک جھلی اور رحم مادر کے درمیان ہوتی ہے اور شراب وزنا کو لوگوں پر حلال کیا اور ان کے لئے نماز کو معاف کر دیا۔ اس کے باوجود وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا کہ آپ نبی ہیں، اس پر بنو حنیفہ نے اس سے اتفاق کر لیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اصل واقعہ کیا ہوا۔

طے کے وفد میں سے زید الخیل کی آمد

اس کا مسلمان ہونا اور فوت ہو جانا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنو طے کا وفد حاضر ہوا ان

ضَلَّ نَبِیٌّ مَاتَ وَ هُوَ سُكْرَان　وَالنَّاسُ تَلْقٰى جُلّهُمْ كَالذِّبَان

بنی گمراہ ہو گیا وہ نشے کی حالت میں مر گیا، لوگ اپنی جماعتوں کو ملیں گے مکھیوں کی طرح۔

النور والنار لدیهم سیان۔ نور اور آگ ان کے نزدیک برابر ہیں۔

دولابی نے یہ ذکر کیا: ابن اسحاق کی وہ روایت جو یونس نے آپ سے ذکر کی ہے اس کی بیوی نے اس رات اس کی شراب میں بنج ملا دی تھی۔ اس نے ان لوگوں کے داخل ہونے کے لئے غار کھودی تھی۔ اس عورت کو اس نے غصب کیا ہوا تھا کیونکہ یہ خوبصورت ترین عورت تھی، وہ صالح مسلمان عورت تھی، وہ اس کے بارے میں کہا کرتی تھی کہ وہ جنابت کا غسل بھی نہیں کرتا تھا اس کا نام مرزبانہ تھا، اس کے قتل کی صورت میں اختلاف ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان اُرِیتُ سِوَارَیْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا۔ بعض علماء نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ آپ کی پھونک مارنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ہیبت سے قتل ہو گئے کیونکہ حضور ﷺ نے بذاتِ خود ان سے جنگ نہیں کی تھی۔ ذہب کی تاویل یہ ہے کہ اس میں ظاہری حسن ہوگا۔ حضور ﷺ کے الفاظ ان کے ظاہری حسن اور ان کے جھوٹ پر دلالت کرتے ہیں۔ اسوارین کے الفاظ دو بادشاہوں پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اساورہ ہی بادشاہ ہوتے تھے، وہ حقیقت کے اعتبار سے آپ کے لئے تنگی کا باعث تھے کیونکہ سوار کلائی پر تنگ ہوتا ہے۔

زید الخیل

حضرت مولف نے زید الخیل کا ذکر کیا ہے اس سے مراد زید بن مہلہل بن زید بن منہب ہے اس

میں زید الخیل بھی تھا، وہ ان کا سردار تھا جب وہ افراد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو بات چیت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت پیش کی، وہ اسلام لے آئے اور بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ مجھے بنو طی کے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عرب کے جس آدمی کی فضیلت کے بارے میں میرے سامنے ذکر ہوا پھر وہ میرے پاس آیا تو اس کے بارے میں جو کہا گیا تھا اس سے میں نے اسے کم ہی پایا مگر زید الخیل کیونکہ جو فضائل اس میں ہیں وہ سب میرے سامنے بیان نہیں کیے گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام زید الخیر رکھا۔ اس کو فید اور اس کے ارد گرد کی زمینیں عطا فرمائیں اور اس کے بارے میں باقاعدہ تحریر لکھ دی، وہ اپنی قوم کے پاس واپس جانے کے لئے چلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اگر وہ مدینہ کے بخار سے بچ گئے تو'' رسول اللہ ﷺ نے حمی اور ام ملدم کے علاوہ کوئی نام لیا تھا۔ جب نجد کے علاقہ میں سے ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام فردہ تھا تو وہاں آپ کو بخار ہو گیا اور فوت ہو گیا جب حضرت زید نے فوت محسوس کی تو یہ شعر پڑھا۔

أَمُرْتَحِلٌ قَوْمِيَ الْمَشَارِقَ غُدْوَةً ۔۔۔ وَ أُتْرَكُ فِيْ بَيْتٍ بِفَرْدَةَ مُنْجِدِ

کیا میری قوم صبح کے وقت مشرق کی طرف کوچ کرنے والی ہے جبکہ مجھے نجد میں فردہ کے

کی کنیت ابو مکنف طائی تھی، طی کا نام ادد تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ انہیں زید الخیل اسی لئے کہا جاتا تھا کیونکہ اس کے پانچ گھوڑے تھے جن کے نام تھے جو اس وقت میرے حافظہ سے اتر گئے ہیں۔

بخار کے نام

حضرت مولف نے رسول اللہ ﷺ کا قول ذکر کیا۔ ان ینج زید من حمی المدینة۔

راوی نے کہا کہ حضور ﷺ نے حمی اور ام ملدم کا نام نہیں لیا، ایک اور نام لیا جو مجھے یاد نہیں۔ بخار کے ناموں میں سے جو نام راوی کو بھول گیا تھا وہ ام کلبہ تھا۔ میرے سامنے یہ بات کی گئی کہ ابو عبیدہ نے اس کا ذکر مقاتل الفرسان میں کیا ہے لیکن میں نے نہیں دیکھا لیکن میں نے بکری کو دیکھا کہ اس نے ایک باب میں ذکر کیا جو باب اس نے اسماء بلاد سے الگ باندھا ہے۔ بخار کے ان ناموں کے علاوہ ایک نام اور بھی ہے جس کا ذکر ابن درید نے الجمہر میں کہا ہے۔ کیا سباط بخار کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو رقاش کے وزن پر ہے۔ جہاں تک ام ملدم کا تعلق ہے اس کے بارے میں یہ قرأتیں ہیں دال کے ساتھ یعنی ام ملدم ذال کے ساتھ یعنی ام ملذم میم کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ ملدم اور ملدم یہ لدم سے مشتق ہے جس کا معنی سخت چوٹ ہے۔ یہ احتمال ہے کہ ام کلبہ کلبہ سے بدلا ہوا اسم ہو اور

مقام پر ایک گھر میں یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔

اَلَا رُبَّ یَوْمٍ لَوْ مَرِضْتُ لَعَادَنِیْ عَوَائِدُ مَنْ لَمْ یَبْرَ مِنْھُنَّ یَجْھَدِ

کیا کئی دفعہ ایسا ہوا کہ اگر میں بیمار ہوتا تو ایسی عورتیں میری عیادت کرتیں جو تھکن سے چور نہ ہوتیں تو کم از کم مشکل سے چل رہی ہوتیں۔

جب زید الخیر (الخیل) فوت ہو گئے تو ان کی بیوی ان تحریروں کی طرف اٹھی جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھیں (جن میں زمین عطا کی گئی تھی) اور انہیں جلا دیا۔

عدی بن حاتم

عدی بن حاتم کہا کرتے تھے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر سنتا تو عربوں میں سے مجھ

کلبہ سے مراد سخت قسم کی کپکپی ہے اور کلب البرد سے مراد سردی کی سختیاں۔ یہ لفظ ام کلبہ ہے اس سے مراد بخار ہے جہاں تک ام کلب ہے اس سے مراد درخت ہے جس کی خوبصورت کلی ہوتی ہے جب اسے حرکت دی جائے تو سب سے بدبودار ہوتی ہے۔ ابو حنیفہ کا خیال ہے جب بکری اس کو چھو جائے تو وہ اس کی طاقت نہیں رکھے گا کہ اس رات اس بکری کے قریب جائے کیونکہ اس کی سخت بدبو ہوتی ہے۔

ایک اور روایت

زید الخیل کا واقعہ ابو علی بغدادی کی روایت میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ بنو طی کا ایک وفد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے نکلا ان کے ساتھ زید الخیل وزر بن سدوس نبہانی، قبیصہ بن اسود بن عامر بن جوین جرمی تھے، یہ نصرانی تھا۔ مالک بن عبداللہ بن خیبری بن افلت بن سلسلہ، قعین بن خلیف طریفی جو بنو جدیلہ میں سے تھا اور پھر بنو بولان سے تعلق رکھتا تھا، انہوں نے مسجد کے صحن میں اپنی سواریاں باندھیں اور اس میں داخل ہو گئے اور نبی کریم ﷺ کے قریب بیٹھ گئے جہاں وہ حضور ﷺ کی آواز سن سکتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا فرمایا میں تمہارے لئے عزیٰ، لات، سیاہ اونٹ جس کی تم عبادت کرتے ہو اس سے بہتر ہوں۔ مناع نے جو جمع کیا ہے اور ہر تکلیف دینے والی چیز جو نفع پہنچانے والی نہیں اس سے بہتر ہوں۔ زید الخیل ان تمام سے شکل وصورت اور شعر کے اعتبار سے اچھا تھا، وہ بڑے اور لمبے گھوڑے پر سوار ہوتا تو اس کے پاؤں زمین پر جا لگتے گویا وہ گھوڑا گدھا ہے۔ نبی کریم ﷺ اسے پہچانتے نہیں تھے مگر اسے فرمایا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جو تجھے نرم اور سخت زمین سے لایا اور تیرے دل کو ایمان کے لئے مسخر کر دیا، پھر حضور ﷺ نے اس کا

سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے نفرت کرنے والا کوئی نہ ہوتا مگر میں ایک شریف آدمی تھا اور نصرانی تھا، میں اپنی قوم سے چوتھائی حصہ لیتا، میں اپنے دل میں دین صحیح پر موجود تھا میں اپنی قوم میں بادشاہ تھا کیونکہ میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا تھا۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سنا تو سخت ناگواری ہوئی، میں نے اپنے عربی غلام سے کہا جو میرے اونٹ چرایا کرتا تھا، تیرا باپ نہ رہے میرے اونٹوں میں سے میرے لئے مطیع اور موٹے اونٹ تیار رکھنا اور قریب رکھنا جب تو یہ سنے کہ محمد کے لشکر اس علاقے آ رہے ہیں تو مجھے اطلاع کرنا، اس غلام نے ایسا ہی کیا، پھر ایک دن وہ میرے پاس آیا کہا اے عدی جب محمد کے لشکر تم پر حملہ کریں اس وقت جو تو کام کرنا چاہتا ہے اب کر گزر کیونکہ میں نے جھنڈے دیکھے ہیں، میں نے ان کے بارے میں پوچھا ہے، لوگوں نے بتایا یہ محمد کے لشکر ہیں، میں نے اسے کہا میرے اونٹ میرے قریب کردو، اس نے اونٹ میرے قریب کئے میں نے اپنے گھر والوں اور اولاد کو ان پر سوار کیا پھر میں نے کہا میں اپنے دینی بھائیوں یعنی شام میں نصاریٰ کے پاس جاتا ہوں، میں جوشیہ کی راہ چلا۔ ایک قول کے مطابق حوشیہ ہے، جس طرح ابن ہشام نے کہا میں نے اپنی بہن اور حاتم کی بیٹی کو وہیں چھوڑا، جب میں شام پہنچا تو وہیں قیام کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے سوار میرا پیچھا کر رہے تھے۔ انہوں نے حاتم کی بیٹی کو بھی دوسرے

ہاتھ پکڑ کر پوچھا تم کون ہو؟ اس نے عرض کی میں زید الخیل بن مہلہل ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو حضور ﷺ نے اسے فرمایا نہیں بلکہ تو زید الخیر ہے پھر حضور ﷺ نے زید الخیر کے بارے میں فرمایا اے زید تیرے سوا مجھے جس آدمی کے بارے میں بتایا گیا لیکن میں نے اسے اس سے ادنیٰ حالت میں دیکھا۔ اس نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ جیسا اس نے ارادہ کیا حضور ﷺ نے اس کے حق میں تحریر لکھ دی اور بہت سارے دیہات عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک ''فید'' بھی تھا۔ وفد کے ہر آدمی کے بارے میں تحریر لکھ دی مگر وزر بن سدوس کے حق میں تحریر نہ لکھی، اس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی عربوں کی گردنوں کا مالک ہوگا نہیں اللہ کی قسم میری گردن کا عربی کبھی مالک نہ ہوگا، پھر یہ شام چلا گیا۔ نصرانی بن گیا اور سر منڈا لیا، جب زید حضور ﷺ کے پاس سے اٹھا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ کون آدمی ہے جسے بخار نہ ہوا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ مدینہ کے بخار سے بچ گیا۔ حضرت زید جب واپس جانے لگے تو کہا۔

قیدیوں کے ساتھ قید کر لیا پھر اسے طی کے قیدیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لائے جبکہ میرے بھاگ جانے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچ چکی تھی۔ حاتم کی بیٹی کو بھی دوسرے قیدیوں کے ساتھ مسجد کے دروازے پر بنے باڑے میں رکھا گیا جہاں قیدی رکھے جاتے تھے، وہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی، وہ ایک بھاری بھر کم عورت تھی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا والد ہلاک ہو چکا ہے اور فدیہ دینے والا بھاگ گیا ہے، مجھ پر احسان کیجئے اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے۔ پوچھا تیرا چھڑانے والا کون تھا؟ عرض کی عدی بن حاتم۔ فرمایا کیا وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگنے والا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے چلے گئے اور مجھے یوں ہی چھوڑ دیا۔ جب اگلا دن آیا تو آپ میرے پاس سے گزرے تو میں نے پہلے دن والی بات کی تو آپ نے پہلے دن والی بات کی۔ جب تیسرا دن آیا تو آپ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں مایوس ہو چکی تھی۔ آپ کے پیچھے آنے والے نے مجھے اشارہ کیا کہ میں اٹھوں اور گفتگو کروں، میں اٹھی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا والد فوت ہو چکا ہے اور فدیہ دے کر چھڑانے والا بھاگ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے (احسان) کر دیا مگر جانے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ تیری قوم کا قابل اعتماد آدمی آئے جو تجھے تیرے علاقہ تک پہنچا دے پھر مجھے اطلاع کرنا۔ جس نے مجھے گفتگو کرنے کے لئے اشارہ کیا تھا میں نے اس کے متعلق

أُنِيخَتْ بآجام المدينة أَرْبَعًا وَعَشْرًا يغنّي فوقها الليل طائرُ

ان اونٹنیوں کو مدینہ کے جنگل میں چودہ دن تک بٹھایا گیا جن پر رات بھر پرندہ نغمہ سنج رہتا۔

فلما قضت اصحابُها كُلَّ بُغْيَةٍ وَ خَطَّ كِتَابًا فى الصحيفة سَاطِر

جب اونٹنیوں کے مالکوں نے اپنے تمام کام کر لئے اور لکھنے والے نے صحیفہ میں مکتوب لکھ لیا۔

شَدَدْتُ عَلَيْهَا رَحْلَها. وَ شَلِيلَها من الدِّرْس والشَّعْرَاء والبطن ضامر

تو میں نے اس اونٹنی پر اس کا کجاوہ اور اونی کپڑے کا ٹکڑا باندھا جو بوسیدہ کپڑے اور لمبے بالوں سے بنایا ہوا تھا جبکہ پیٹ کمر سے لگا ہوا تھا۔

ابوالحسن مدائنی نے اپنی حدیث میں کہا زید نے رسول اللہ ﷺ کو مخذوم اور رسوب ہدیہ کے طور پر پیش کی، یہ صنم کی تلواریں تھیں جن کا چمڑہ (نیام) بوسیدہ ہو چکا تھا۔

جب وہ واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس عرب کا کوئی آدمی نہیں آیا جس کی قوم اس کی فضیلت بیان کرتی تھی مگر میں نے اس کو اس سے کم پایا جو اس کے بارے میں ذکر کیا جاتا تھا

پوچھا تو مجھے بتایا گیا وہ علی بن ابی طالب ہے۔ میں وہاں ہی ٹھہری رہی یہاں تک کہ بلی یا قضاع کا ایک قافلہ آ گیا میں نے اپنے بھائی کے پاس شام جانے کا ارادہ کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری قوم کی ایک جماعت آئی ہے جس میں ایک قابل اعتماد آدمی ہے جو مجھے وہاں پہنچادے گا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے لباس عطا فرمایا، مجھے سواری دی اور زادِ سفر دیا۔ میں ان لوگوں کے ساتھ چل پڑی یہاں تک کہ شام پہنچ گئی۔

عدی نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے گھر میں موجود تھا کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو ہماری طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ میں نے کہا یہ حاتم کی بیٹی ہوگی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ وہی تھی۔ جب وہ میرے پاس آ کر کھڑی ہو گئی تو کہنے لگی۔ قطع رحمی کرنے والے، ظلم کرنے والے تو اپنے گھر والی اور بچوں کو لے آیا اور اپنے باپ کی اولاد کو بے یارومددگار چھوڑ آیا۔ میں نے کہا اے بہن اچھی بات کر۔ اللہ کی قسم میرے پاس کوئی عذر نہیں، میں نے وہی کیا ہے جس کا تو نے ذکر کیا، پھر میری بہن وہاں ہی اتر پڑی اور میرے پاس ہی ٹھہری، وہ ایک محتاط عورت تھی، میں نے اس سے کہا اس آدمی کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ بہن نے کہا اللہ کی قسم میری رائے یہ ہے کہ تو جلدی آپ کے پاس جا اگر تو وہ نبی ہیں تو ان کی طرف سبقت لے جانے والے کے لئے فضیلت ہے، اگر بادشاہ ہیں تو ان کی برکت کی عزت میں کبھی بھی بے آبرو نہ ہوگا جبکہ تو اسی مقام پر فائز رہے گا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم یہ رائے درست ہے۔

مگر جو زید کے بارے میں کہا گیا اگر زید مدینہ کے بخار سے بچ گیا تو پھر اس امر کے لئے ہے جو ہونے والا ہے۔

اس کا قول۔

أَلَا رُبَّ يَوْمٍ لَوْ مَرِضْتُ لَعَادَنِي عَوَائِدُ مَنْ لَمْ يُبْرَ مِنْهُنَّ يُجْهَدْ

خبردار کتنے ہی دن ہیں اگر میں مریض ہوتا تو میری عیادت ایسی عورتیں کرتیں جن سے کمزور نہ ہوا جاتا تو مشقت ضرور برداشت کی جاتی۔

اس کے بعد ہے۔

فَلَيْتَ اللَّوَاتِي عُدْنَنِي لَمْ يَعُدْنَنِي وليت اللَّوَاتِي غِبْنَ عَنِّي شَهِدْنَ

کاش جنہوں نے میری عیادت کی وہ عیادت نہ کرتیں اور کاش وہ جو غائب ہوتی ہیں وہ حاضر ہوتیں۔

حضرت عدی کا اسلام لانا

میں وہاں سے روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا، میں آپ کے پاس آیا جبکہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کی عدی بن حاتم ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور مجھے اپنے گھر لے آئے۔ اللہ کی قسم آپ مجھے گھر لے جا رہے تھے کہ ایک کمزور بوڑھی عورت آپ کو ملی اس نے آپ کو رکنے کے لئے کہا آپ اس کے لئے طویل وقت تک کھڑے رہے وہ اپنے کام کے بارے میں بات کرتی رہی، میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم یہ بادشاہ تو نہیں پھر حضور ﷺ مجھے لے گئے یہاں تک کہ مجھے اپنے گھر میں داخل کیا، آپ نے چمڑے کا ایک تکیہ اٹھایا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی آپ نے تکیہ میری طرف بڑھایا، فرمایا اس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھو۔ میں نے عرض کی آپ بیٹھیں، اس پر آپ نے فرمایا تم بیٹھو میں اس پر بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم یہ کسی بادشاہ کا طرزِ عمل نہیں ہو سکتا پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تو رکوسی (1) نہیں، میں نے عرض کی بات ایسے ہی ہے۔ پوچھا کیا تو اپنی قوم سے چوتھا حصہ وصول نہیں کرتا۔ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا تیرے دین میں تو یہ حلال نہیں۔ میں نے عرض کی ہاں اللہ کی قسم میں پہچان گیا کہ آپ نبی مرسل ہیں جو اس چیز کو بھی جانتے ہیں جو عام لوگوں سے مخفی ہوتی ہے۔ پھر فرمایا اے عدی شاید مسلمانوں کی غربت تمہیں اس دین میں

عدی بن حاتم

اس سے مراد عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امری القیس بن عدی بن ربیعہ بن جرول بن ثعل بن عمرو بن غوث بن طی ہے اس کی کنیت ابوظریف تھی۔ اس کے اسلام لانے کا واقعہ صحیح اور عجیب وغریب ہے۔ اسے امام ترمذی نے ذکر کیا ہے اس کی وہ بہن جس کے اسلام کا ذکر کیا میرا خیال ہے اس کا نام سفانہ تھا کیونکہ میں نے حاتم کی ایک بیوی کے واقعہ میں یہ دیکھا ہے جس واقعہ میں وہ حاتم کی سخاوت کا ذکر کرتی ہے۔ حاتم نے عدی کو اٹھایا جو بھوک سے اسے دلاسہ دے رہا تھا جبکہ میں نے سفانہ کو اٹھایا۔ عدی کی کوئی اولاد نہ تھی جس سے ہم اس کی اولاد کا تصور کریں جبکہ حاتم کی اولاد عبداللہ بن حاتم سے معروف ہے۔

1۔ وہ لوگ جن کا دین نصاریٰ اور صابیوں کے درمیان ہوتا ہے۔

داخل ہونے سے روکتی ہے۔ اللہ کی قسم عنقریب ان میں اتنا مال ہوگا کہ اس کو لینے والا کوئی نہ ہوگا، شاید تمہیں اس دین میں داخل ہونے سے یہ چیز روکتی ہے کہ تم ان کے دشمنوں کی تعداد زیادہ دیکھتے ہو اور مسلمانوں کی تعداد کم دیکھتے ہو، اللہ کی قسم عنقریب تم ایک عورت کے بارے میں سنو گے جو قادسیہ سے اپنے اونٹ پر اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے نکلے گی مگر اسے کوئی خوف نہ ہوگا، شاید تمہیں اس دین میں داخل ہونے سے یہ چیز روکتی ہے کہ تم بادشاہت اور غلبہ کسی اور میں دیکھتے ہو، اللہ کی قسم وہ وقت قریب ہے کہ بابل کی سرزمین میں واقع سفید محلات ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے تو عدی نے کہا میں (یہ سن کر) مسلمان ہو گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وعدہ کا سچا ہونا

دو وعدے تو پورے ہو گئے اور تیسرا باقی ہے۔ اللہ کی قسم وہ بھی ضرور ہو کر رہے گا، میں نے بابل کی سرزمین پر واقع سفید محلات کو فتح ہوتے ہوئے دیکھ لیا، میں نے قادسیہ سے عورت کو اونٹ پر سوار ہو کر سفر کرتے ہوئے دیکھ لیا جو بیت اللہ شریف کا حج کرتی ہے اور اسے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ اللہ کی قسم تیسری بات بھی پوری ہو کر رہے گی، مال اتنا عام ہوگا کہ اسے لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

فروہ بن مسیک مرادی کی آمد

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا فروہ بن مسیک مرادی کندہ کے بادشاہوں کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اسلام سے تھوڑا عرصہ پہلے مراد اور ہمدان کے درمیان جنگ ہوئی تھی جس میں ہمدان نے مراد کو بری طرح شکست دی تھی یہاں تک کہ ان کے بے شمار افراد کو قتل کیا، اس کو یوم ردم کہتے ہیں اس روز ہمدان کی قیادت کرنے والا اجدع بن مالک تھا۔

یہ قتیبی نے ذکر کیا ہے۔ حاتم کی صرف ایک بیٹی سفانہ ہی معروف ہے پس یہی سیرت میں مذکور ہے، واللہ اعلم۔ ام حاتم کا نام عنبہ بنت عفیف بن عمرو بن عبد القیس تھا۔ یہ بڑی معزز و محترم عورت تھی یہ شعر اسی کا ہے۔

لَعَمْرِیْ لَقَدْ مَا عَضَّنِیْ الْجُوْعُ عَضَّۃً فالیتُ اَلَّا اَحْرِمَ الدھر جائعا

اللہ کی قسم مجھے بھوک نے کبھی تنگ نہیں کیا تو میں نے قسم اٹھائی کہ میں زمانے کو بھوکا نہ رہنے دوں گی۔

سفانہ کا معنی موتی ہے، حاتم کی کنیت اسی سے تھی۔

ابن ہشام نے کہا اس روز ہمدان کی قیادت کرنے والا مالک بن حریم ہمدانی تھا۔

ابن اسحاق نے کہا اس جنگ کے بارے میں فروہ بن مسیک کہتا ہے۔

مَرَرْنَا عَلٰی لُفَاۃَ وَ ھُنَّ خُوصٌ یُنَازِعْنَ الْاَعِنَّۃَ یَنْتَحِیْنَا

ہم مقام لفاہ سے گزرے جبکہ اونٹنیاں کمزور تھیں جو آگے بڑھنے کے لئے لگاموں سے جھگڑ رہی تھیں۔

فَاِنْ نَغْلِبْ فَغَلَّابُوْنَ قِدْمًا وَ اِنْ نُغْلَبْ فَغَیْرُ مُغَلَّبِیْنَا

اگر ہم غالب آئیں تو ہم ہمیشہ غالب آنے والے ہیں اور اگر ہم مغلوب ہوں تو ہمیشہ مغلوب ہونے والے نہیں۔

وَ مَا اِنْ طِبُّنَا جُبْنٌ وَلٰکِنْ مَنَایَانَا وَ طُعْمَۃُ آخَرِیْنَا

ہماری فطرت میں بزدلی نہیں لیکن ہماری کچھ موتیں مقدر تھیں اور کچھ دوسرے لوگوں کا لقمہ مقدر تھا۔

کَذَاکَ الدَّھْرُ دَوْلَتُہٗ سِجَالٌ تَکِرُّ صُرُوْفُہٗ حِیْنًا فَحِیْنَا

زمانہ کا طریقہ یہی ہے کبھی موافق اور کبھی مخالف، اس کے حادثات وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں۔

فَبَیْنَا مَا نُسَرُّ بِہٖ وَ نَرْضٰی وَ لَوْ لُبِسَتْ غَضَارَتُہٗ سِنِیْنَا

ایسا عرصہ بھی گزرا جس میں ہم خوش وخرم تھے اگرچہ اس کی تروتازگی طویل زمانہ تک رہی۔

اِذَ انْقَلَبَتْ بِہٖ کَرَّاتُ دَھْرٍ فَاَلْفَیْتَ الْاُلٰی غُبِطُوْا طَحِیْنَا

جب زمانہ کی گردش اس پر الٹ ہوگئی تو تو ان لوگوں کو پسا ہوا پائے گا جن پر رشک کیا جاتا تھا۔

فَمَنْ یُّغْبَطْ بِرَیْبِ الدَّھْرِ مِنْھُمْ یَجِدْ رَیْبَ الزَّمَانِ لَہٗ خَئُوْنَا

ان میں سے جس پر حادثات زمانہ کے بارے میں رشک کیا جاتا تھا تو اس کے لئے حادثات زمانہ کو درست پائے گا۔

فَلَوْ خَلَدَ الْمُلُوْکُ اِذَنْ خَلَدْنَا وَ لَوْ بَقِیَ الْکِرَامُ اِذَنْ بَقِیْنَا

اگر بادشاہ ہمیشہ رہتے تو ہم بھی ہمیشہ رہتے اگر معزز لوگ باقی رہتے تو ہم بھی باقی رہتے۔

فَاَفْنٰی ذٰلِکُمْ سَرَوَاتِ قَوْمِیْ کَمَا اَفْنَی الْقُرُوْنَ الْاَوَّلِیْنَا

اس زمانے نے میری قوم کے منتخب لوگوں کو فنا کردیا جس طرح زمانے نے پہلے لوگوں کو تباہ و برباد کیا۔

ابن ہشام نے کہافان تغلب ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء سے مروی ہے۔

فروہ کا حضور علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا اور اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق نے کہا جب فروہ بن مسیک کندہ کے بادشاہوں کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے کہا۔

لَمَّا رَأَيْتُ مُلُوْكَ كِنْدَةَ اَعْرَضَتْ كَالرِّجْلِ خَانَ الرِّجْلَ عِرْقُ نِسَائِهَا

جب میں نے کندہ کے بادشاہوں کو دیکھا کہ انہوں نے اس طرح اعراض کرلیا ہے جس طرح عرق نساء ٹانگ سے خیانت کرتی ہے۔

قَرَّبْتُ رَاحِلَتِيْ اَؤُمُّ مُحَمَّدًا اَرْجُوْا فَوَاضِلَهَا وَ حُسْنَ ثَرَائِهَا

میں نے اپنی سواری کو قریب کیا تا کہ حضرت محمد ﷺ کا قصد کروں، میں ان کے احسانات اور بہترین عطیات کی امید رکھتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ابوعبیدہ نے یہ شعر یوں سنایا۔ ارجو فواضله و حسن ثنائها۔

ابن اسحاق نے کہا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جیسے مجھے خبر پہنچی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اے فروہ جنگ ردم میں تیری قوم کو جو مصیبت پہنچی ہے کیا اس نے تجھے آزردہ کیا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسا شخص کون ہے جس کی قوم کو وہ مصیبت پہنچے جو میری قوم کو یوم ردم کو پہنچی ہے تو وہ اسے رنجیدہ نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا خبردار اسلام میں یہ چیز تیری قوم میں خیر میں اضافہ کا باعث ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبیلہ مراد، زبید اور مذحج پر عامل بنا دیا اور صدقات وصول کرنے کے لئے ساتھ ہی حضرت خالد بن سعید بن عاص کو روانہ کیا۔ یہ انہیں کے ساتھ اس علاقہ میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا۔

بنو زبید کے لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدیکرب کی آمد

بنو زبید کے کچھ لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدیکرب آیا، اسلام قبول کرلیا۔ عمرو بن معدیکرب نے قیس بن مکشوح مرادی کو اس وقت کہا جب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر ان تک پہنچی۔ اے قیس تو اپنی قوم کا سردار ہے، ہمارے سامنے یہ ذکر ہوا ہے کہ قریش کا ایک آدمی ہے جسے محمد کہتے ہیں وہ حجاز سے نکلا ہے وہ کہتا ہے وہ نبی ہے۔ ہمارے ساتھ اس کے پاس چلو تا کہ ہم

حقیقت حال جانیں اگر وہ نبی ہے جس طرح وہ کہتا ہے تو تجھ پر امر مخفی نہیں رہے گا۔ جب ہم اسے ملیں گے تو ہم اس کی پیروی کرلیں گے اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تو حقیقت حال کا پتہ چل جائے گا۔ قیس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور عمرو کی رائے کو بے وقوفی پر محمول کیا۔ عمرو بن معدیکرب سواری پر سوار ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اسلام قبول کیا، آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لے آیا۔

جب یہ خبر قیس بن مکشوح کے پاس پہنچی اس نے عمرو کو دھمکی دی اور سخت ناراضگی کا اظہار کیا، کہا اس نے میری رائے کی مخالفت کی اور میری رائے کو چھوڑ دیا۔ عمرو بن معدیکرب نے اس بارے میں کہا۔

اَمَرْتُكَ يَوْمَ ذِىْ صَنْعَاء اَمْراً بَادِيًا رَشَدُهٗ

میں نے تجھے ذوصنعاء کے موقع پر ایک ایسے امر کا کہا تھا جس کی ہدایت واضح تھی۔

اَمَرْتُكَ بِاتِّقَاءِ اللهِ وَالْمَعْرُوْفِ تَتَّعِدُهٗ

میں نے تجھے خوف خدا اور اس نیکی کے بجالانے کا کہا تھا جس کو تو جانتا پہچانتا تھا۔

خَرَجْتُ مِنَ الْمُنٰى مِثْلَ الْ حُيَيْرِ غَرَّهٗ وَتِدُهٗ

میں آرزو سے اس چھوٹے گدھے کی طرح نکلا جسے کھونٹی نے دھوکہ دیا ہو۔

تَمَنَّانِىْ عَلٰى فَرَسٍ عَلَيْهِ جَالِسًا اَسَدُهٗ

اب میری آرزو اس گھوڑے پر بیٹھنے کی ہے جس پر بیٹھنا شیر پر بیٹھنا ہے۔

عَلَىَّ مَفَاضَةٌ كَالنَّهْ يِ اَخْلَصَ مَاءَ هٗ جَدَدُهٗ

مجھ پر ایک ایسی زرہ ہو جو اس تالاب کی مانند ہو جس کے پانی کو پتھریلی زمین نے صاف و شفاف کر دیا ہو۔

تَرُدُّ الرُّمْحَ مُنْثَنِىَ السِّ نَانِ عَوَائِراً قِصَدُهٗ

جو نیزے کو یوں لوٹا دے کہ اس کی نوک مڑ چکی ہو اور اس کے ٹکڑے الگ الگ جا گریں۔

فَلَوْ لَاقَيْتَنِىْ لَلَقِيْ تَ لَيْثًا فَوْقَهٗ لِبَدُهٗ

اگر تو مجھ سے جنگ کرے گا تو تو ایسے شیر سے جنگ کرے گا جس کی گردن پر لمبے لمبے بال ہیں۔

تُلَاقِىْ شَنْبَثًا شَثْنَ الْ بَرَاثِنِ نَاشِزًا كَتَدُهٗ

تو ایسے شیر سے ملے گا جس کے پنجے بھرپور اور جس کے کندوں کے درمیان کا حصہ اوپر اٹھا ہوا ہے۔

یُسَامِیْ الْقِرْنَ اِنْ قِرْنٌ تَیَمَّمَهٗ فَیَعْتَضِدُهٗ

وہ اپنے قبائل سے بلند ہوگا اگر کوئی مقابل اس کا قصد کرے گا تو وہ اسے بازوؤں میں لے لے گا۔

فَیَأْخُذُهٗ فَیَرْفَعُهٗ فَیَخْفِضُهٗ فَیَقْتَصِدُهٗ

اسے پکڑے گا اوپر اچھالے گا پھر اسے نیچے پٹخ دے گا اور قتل کر دے گا۔

فَیَدْمَغُهٗ فَیَحْطِمُهٗ فَیُخْصِمُهٗ فَیَزْدَرِدُهٗ

اس کا دماغ نکالے گا اسے توڑے گا اسے کھائے گا اور نگل جائے گا۔

ظَلُوْمُ الشِّرْكِ فِیْمَا اَحْرَزَت اَنْیَابُهٗ وَ یَدُهٗ

وہ شیر شکار میں شریک ہونے والے پر بہت ظالم ہوگا جب شریک ہونے والا اس چیز میں شریک ہو جو اس کے دانتوں اور ہاتھوں نے محفوظ کر رکھا ہو۔

ابن ہشام نے کہا ابوعبیدہ نے مجھے یہ شعر سنائے۔

اَمَرْتُكَ یَوْمَ ذِیْ صَنْعَاءَ اَمْرًا بَیِّنًا رُشْدُهٗ

ذی صنعاء کے روز میں نے تجھے ایسے امر کا حکم دیا جس کی ہدایت واضح تھی۔

اَمَرْتُكَ بِاتِّقَاءِ اللّٰهِ تَأْتِیْهِ وَ تَتَّعِدُهٗ

میں نے تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا جسے تو بجالاتا ہے اور عادی ہوتا ہے۔

فَكُنْتَ كَذِی الْحَمِیْرِ غَرَّ رَهٗ مِمَّا بِهٖ وَتِدُهٗ

پس میں تو اس گدھوں والے کی طرح ہوگیا جس سے کھونٹی دھوکہ کرتی ہے۔

اس کے علاوہ ان اشعار کو کوئی نہیں جانتا۔

اس کا مرتد ہونا اور اس بارے میں اس کے اشعار

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عمرو بن معدیکرب اپنی قوم بنو زبیدہ میں مقیم رہا جبکہ ان پر فروہ بن مسیک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل تھے جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو عمرو بن معدیکرب مرتد ہوگیا، جب مرتد ہوا تو اس نے یہ اشعار کہے۔

وَجَدْنَا مُلْكَ فَرْوَةَ شَرَّ مُلْكٍ حِمَارًا سَافَ مَنْخِرُهُ بِثَفْرِ (1)

ہم نے فروہ کی حکومت کو بری حکومت پایا وہ ایسا گدھا ہے جس کے ناک نے جانور کی رحم کو سونگھا ہے۔

وَ كُنْتَ اِذَا رَأَيْتَ اَبَا عُمَيْرٍ تَرَى الْحُوْلَاءَ(2) مِنْ خُبْثٍ وَ غَدْرِ

جب تو ابوعمیر کو دیکھے گا تو تو حولاء کو دیکھے گا کہ گندگی اور دھوکے سے بھری ہوئی ہے۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کا قول بثفر ابوعبیدہ سے مروی ہے۔

کندہ کے وفد میں اشعث بن قیس کی آمد

ابن اسحاق نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اشعث بن قیس، کندہ کے وفد میں آیا۔ زہری بن شہاب نے مجھے بتایا کہ وہ کندہ کے ۸۰ سواروں کے ساتھ آیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوئے تھے انہوں نے اپنے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی، آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا، ان پر حیرہ کے جبے تھے جن کی اطراف میں ریشم لگا ہوا تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کیا تم مسلمان نہیں ہوئے، انہوں نے عرض کی کیوں نہیں ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ فرمایا پھر تمہارے گھرانوں میں یہ ریشم کیسا ہے۔ تو انہوں نے ریشم جبوں سے پھاڑ دیا اور پھینک دیا۔

پھر اشعث بن قیس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آکل المرار کی نسل سے ہیں جبکہ آپ بھی آکل المرار کی اولاد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ نسب تم عباس بن مطلب اور ربیع بن حارث سے ملاؤ۔ حضرت عباس اور ربیعہ دونوں تاجر تھے جب یہ عرب کے علاقوں میں جاتے اور ان سے پوچھا جاتا تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو تو کہتے آکل المرار کی نسل سے ہیں، اس نسب کی وجہ سے وہ عزت چاہتے کیونکہ بنو کندہ بادشاہ تھے۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں فرمایا ہم بنو آکل المرار نہیں بلکہ ہم بنو نضر بن کنانہ ہیں، ہم اپنی نسبت والدہ کی طرف نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے آباء کی نفی کرتے ہیں۔ اشعث بن قیس نے کہا اے کندہ کی جماعت کیا تم فارغ ہو گئے، اللہ کی قسم میں نے جس آدمی کو آئندہ ایسا کہتے ہوئے سنا تو اسے ۸۰ کوڑے ماروں گا۔

1۔ جس طرح انسانوں کے لئے رحم ہوتا ہے اسی طرح جانوروں کے لئے ثفر ہوتا ہے۔

2۔ وہ جلد جس سے اونٹنی کا بچہ نکلتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا اشعث بن قیس عورتوں کی جانب سے آکل مرار کی نسل سے تھے اور آکل مرار سے مراد حارث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندی ہے، اسے کندہ بھی کہتے اس کا نام آکل مرار اس لئے پڑا کیونکہ عمرو بن ہبولہ غسان نے ان پر شب خون مارا جبکہ حارث موجود نہ تھا عمرو نے مالِ غنیمت اکٹھا کیا اور عورتوں بچوں کو قیدی بنالیا۔ قیدیوں میں ام اناس بنت عوف بن محلم شیبانی بھی تھی جو حارث بن عمرو کی بیوی تھی۔ ام اناس نے روانہ ہوتے وقت عمرو سے کہا گویا میں لٹکے ہوئے ہونٹوں والے کالے آدمی کے ساتھ ہوں، گویا اس کے ہونٹ اس اونٹ کے ہونٹوں کی طرح ہیں جس نے مرار کھایا ہو، جس نے تیری گردن پکڑ لی ہو، وہ اس آدمی سے مراد حارث لے رہی تھی۔ اسی وجہ سے حارث کا نام آکل المرار پڑ گیا۔ مرار ایک درخت ہے، حارث نے بنو بکر بن وائل کو ساتھ ملایا اور عمرو کا پیچھا کیا اسے جا ملا اور اسے قتل کر دیا اور اپنی بیوی اور جو وہ چیزیں لے گیا تھا سب واپس لے لیں۔ حارث بن حلزہ یشکری نے عمرو بن منذر سے کہا اس سے مراد عمرو بن ہند لخمی ہے۔

وَ اَقَدْنَاكَ رَبَّ غَسَّانَ بِالْمُنْ ... ذِرِ كَرْهًا اِذْ لَا تُكَالُ الدِّمَاءُ

اے غسان کے بادشاہ ہم نے منذر کے ساتھ تجھے زبردستی جلا دیا کیونکہ خون کا اندازہ نہیں لگایا جاتا۔

کیونکہ حارث اعرج غسانی کے باپ کو منذر نے قتل کر دیا تھا۔ یہ شعر اس کے قصیدہ کا ہے جتنا واقعہ میں نے ذکر کیا ہے واقعہ اس سے بہت طویل ہے مجھے صرف اس چیز نے واقعہ مکمل کرنے سے روکا کہ اگر مکمل واقعہ ذکر کرتا تو تسلسل باقی نہ رہتا۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے بلکہ آکل مرار سے مراد حجر بن عمرو بن معاویہ ہے وہی اس حدیث کو بیان کرنے والا ہے، اسے آکل مرار اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس غزوہ میں اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ایک درخت کھایا تھا جسے مرار کہتے۔

صُرد بن عبداللہ کی آمد اور اس کا اسلام قبول کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صرد بن عبداللہ ازدی آیا اس نے اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا، یہ ازد کے وفد میں آیا تھا اس کی قوم کے جو لوگ مسلمان ہوئے تھے حضور ﷺ نے صرد بن عبداللہ کو ان پر امیر بنا دیا اور اسے ہی حکم دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر یمن کے ان مشرکوں کے خلاف جہاد کریں جو ان کے قریب رہتے ہیں۔

اہل جرش کے ساتھ جنگ

حضرت صرد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جہاد کے لئے نکلے یہاں تک کہ جرش آئے، ان دنوں یہ شہر ہر طرف سے بند تھا اور یہاں یمن کے قبائل رہتے تھے، بنو خثعم نے جب مسلمانوں کی آمد کے بارے میں سنا تو انہوں نے بھی شہر کے گرد پڑاؤ ڈال دیا۔ مسلمانوں کا لشکر ایک ماہ تک شہر کا محاصرہ کیے رہا مگر اہل شہر لشکر سے محفوظ رہے پھر صرد بن عبداللہ واپس لوٹے، جب ان کے ایک پہاڑ تک پہنچے جسے شکر کہا جاتا تو اہل جرش نے گمان کیا کہ وہ شکست کھا کر واپس لوٹ گئے ہیں اس لئے صرد کے لشکر کے تعاقب میں نکلے جب لشکر کے قریب ہوئے تو صرد نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور برے طریقے سے انہیں قتل کر دیا۔

اہل جرش کا وفد

جرش کے دو آدمیوں کو باخبر کرنا

اہل جرش نے اپنے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ بھیج رکھے تھے تاکہ معاملات کی خبر رکھیں ایک روز عصر کی نماز کے بعد یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی سرزمین میں شکر کہاں ہے؟ دونوں جرشی اٹھے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے علاقے میں ایک پہاڑ ہے جسے کشر کہتے ہیں، اہل جرش اس کو اس نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ دونوں نے عرض کی اس کی کیا خبر ہے یا رسول اللہ ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قربانیاں اس وقت وہاں قربان کی جا رہی ہیں، اس کے بعد وہ دونوں جرشی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے، انہوں نے جرشیوں سے فرمایا تم ہلاک ہو، رسول اللہ ﷺ تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر سنا رہے تھے، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو، عرض کرو کہ آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے عذاب کو اٹھا دے وہ دونوں اٹھے آپ سے عرض کی تو حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ ان سے عذاب کو اٹھا دے۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے قوم کی طرف جانے کے لئے روانہ ہوئے ان دونوں نے قوم کو اس حالت میں پایا کہ اسی روز اور اسی ساعت میں صرد بن عبداللہ نے ان کی قوم کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

اہل جرش کا مسلمان ہونا

جرش کا وفد نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان لوگوں نے اسلام قبول کرلیا آپ نے ان کے لئے محفوظ چراگاہیں بنوا دیں جن کی حدود معین تھیں جو گھوڑوں، اونٹوں اور ہل چلانے والے بیلوں کے لئے تھیں جو عام لوگوں میں سے یہاں جانور چراتا تو اسے پکڑلیا جاتا، اس غزوہ میں ایک ازدی نے کہا جبکہ قبیلہ خثعم نے دورِ جاہلیت میں ازد قبیلہ کو بہت نقصان پہنچایا تھا جبکہ حرمت والے مہینہ میں بھی حملہ کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔

يَا غَزْوَةً مَا غَزَوْنَا غَيْرَ خَائِبَةٍ فِيهَا الْبِغَالُ وَ فِيهَا الْخَيْلُ وَالْحُمُرُ

ہائے وہ جنگ جسے ہم نے ناکام نہیں لڑا اس میں خچر، گھوڑے اور گدھے تھے۔

حَتَّى أَتَيْنَا حُمَيْرًا فِي مَصَانِعِهَا وَجَمْعَ خَثْعَمَ قَدْ شَاعَتْ لَهَا النُّذُرُ

ہم گدھوں پر حملہ آور ہوئے جبکہ وہ اپنے قلعوں میں تھے جبکہ قبیلہ خثعم کی نذریں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔

إِذَا وَضَعْتُ غَلِيلًا كُنْتُ أَحْمِلُهُ فَمَا أُبَالِيْ أَدَانُوْا بَعْدُ أَمْ كَفَرُوْا

جب میں اپنی پیاس پر پیاس بجھا رہا تھا تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ انہوں نے اطاعت کی یا کفر کیا۔

حمیر کے بادشاہوں کے قاصد کی آمد

حمیر کے بادشاہوں کے پیغام حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے جبکہ آپ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تھے اور یہ پیغام بھی دیا کہ وہ اسلام قبول کرچکے ہیں، پیغام پہنچانے والوں میں حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال تھے۔ نعمان جو رعین، معافر اور ہمدان کا سردار تھا زرعہ ذویزن نے مالک بن مرہ رہاوی کو بھیجا کہ وہ اسلام لاچکے ہیں اور شرک اور مشرکوں سے تعلق توڑ چکے ہیں۔

ان کی طرف رسول اللہ ﷺ کا مکتوب

رسول اللہ ﷺ نے انہیں خط لکھا، یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ نبی کی جانب سے حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور نعمان کی جانب ہے جو ذی رعین، معافر اور ہمدان کا سردار ہے۔ اما بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، روم کے علاقہ سے واپسی پر تمہارا قاصد ہمارے پاس پہنچا اور ہمیں مدینہ طیبہ میں ملا اور جو پیغام تم نے دے کر بھیجا تھا

وہ ہمیں پہنچایا اور تمہارے متعلق ہمیں خبر دی اور ہمیں بتایا کہ تم اسلام لا چکے ہو اور مشرکوں سے جہاد کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت سے نوازا اگر تم اپنی اصلاح کرو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو، رسول اللہ ﷺ کا حصہ اور منتخب چیز پیش کرو اور زمین میں سے اللہ تعالیٰ نے جو صدقہ فرض کیا ہے وہ دو، جس زمین کو چشمہ اور بارش سیراب کرے اس میں سے دسواں حصہ ہے اور جسے مصنوعی طریقے سے سیراب کیا جائے اس میں بیسواں حصہ ہے، چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون ہے، تیس اونٹوں میں ایک مذکر ابن لبون ہے، پانچ اونٹوں میں ایک بکری، دس میں دو بکریاں، چالیس بیل گائے میں ایک گائے، ہر تیس بیل گائے میں ایک تبیع، جذع یا جذعہ ہے۔ چالیس چرنے والی بھیڑ بکریوں میں ایک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کے بارے میں مومنوں پر فرض کیا ہے جس نے اس میں اضافہ کیا تو وہ اس کے حق میں بہتر ہے۔ جس نے یہ چیزیں ادا کیں اور اپنے مسلمان ہونے پر گواہی دی اور مشرکوں کے خلاف مومنوں کی مدد کی تو وہ مومنوں میں سے ہے، ان کے لئے وہی حقوق ہیں جو مومنوں کے حقوق ہیں اور ان پر وہی فرائض ہیں جو مومنوں کے فرائض ہیں اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے جو یہودی اور نصرانی مسلمان ہوا وہ بھی مومن ہے، اس کے لئے بھی وہی حقوق ہیں جو مومنوں کے حقوق ہیں اور ان پر وہی فرائض ہیں جو مومنوں کے فرائض ہیں اور جو یہودی و نصرانی ہو تو اسے اس کے دین سے نہیں پھیرا جائے گا اس پر جزیہ ہوگا، وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، وہ جزیہ ایک مکمل دینار ہوگا یا اس کے عوض کپڑے ہوں گے جو یہ صدقات اللہ اور اس کے رسول کو پیش کرے گا۔ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور جو ادا نہ کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔

اما بعد! رسول اللہ محمد نبی نے زرعہ ذی یزن کو پیغام بھیجا کہ جب میرے قاصد تمہارے پاس آئیں تو میں تمہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں، قاصد یہ تھے۔ حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن زید، حضرت مالک بن عبادہ، حضرت عقبہ بن نمر، حضرت مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی۔ تمہارے پاس جو صدقہ اور جزیہ ہے اسے جمع کرو اور اسے میرے قاصدوں تک پہنچا دو، ان کے امیر حضرت معاذ بن جبل ہیں، وہ تمہارے پاس سے واپس نہ لوٹیں مگر راضی ہو کر۔

اما بعد! محمد ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے

بندے اور اس کے رسول ہیں۔ مالک بن مرہ رہاوی نے مجھے بتایا ہے کہ حمیر میں سے تم پہلے مسلمان ہو، تو نے مشرکوں سے جہاد کیا ہے میں تمہیں بھلائی کی بشارت دیتا ہوں اور حمیر کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں، نہ خیانت کرو اور نہ ہی کمزوری دکھاؤ۔ رسول اللہ ﷺ تمہارے غنی اور فقیر کے ولی ہیں۔ صدقہ (زکوٰۃ) حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل کے لئے حلال نہیں۔ یہ زکوٰۃ مسلمانوں کے فقراء اور مسافروں پر خرچ کی جائے گی۔ مالک نے خبر پہنچادی ہے، مخفی امر کی حفاظت کی ہے میں تمہیں اس کے بارے میں حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں۔ میں نے تمہاری طرف اپنے صالح، دین دار اور عالم لوگ بھیجے ہیں میں تمہیں ان کے ساتھ اچھائی کرنے کا حکم دیتا ہوں، یہی ان کے شایانِ شان ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت معاذ کو رسول اللہ ﷺ کی وصیت

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ کو بھیجا، آپ کو تاکیدی حکم دیا اور ان سے وعدہ لیا پھر اسے فرمایا نرمی کرنا سختی نہ کرنا، بشارت دینا، لوگوں کو متنفر نہ کرنا۔ تم اہل کتاب میں سے ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو وہ تم سے پوچھیں گے جنت کی کنجی کیا ہے؟ تو کہنا جنت کی کنجی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی گواہی ہے۔ حضرت معاذ چلے یہاں تک کہ یمن آئے، رسول اللہ ﷺ نے جو آپ کو حکم دیا تھا ان کی تعمیل کی تو یمن کی ایک عورت آپ کے پاس آئی، عرض کی اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی عورت پر خاوند کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ایک عورت خاوند کے حق ادا نہیں کر سکتی، جتنی طاقت رکھتی ہے اتنے حقوق ادا کر، اس نے پھر سوال کیا اللہ کی قسم اگر تو رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے تو تو ضرور جانتا ہوگا کہ عورت پر مرد کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس اگر تو خاوند کی طرف لوٹے تو تو اس کو اس حالت میں پائے کہ اس کے نتھنوں سے پیپ اور خون نکل رہا ہو تو اس کو چوس لے یہاں تک کہ اس کو ختم کر دے تو تب بھی تو نے اس کا حق ادا نہیں کیا۔

فروہ بن عمرو جذامی کا اسلام

ابن اسحاق نے کہا فروہ بن عمرو نافرہ جذامی، نفائی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد بھیجا

فروہ کا واقعہ

ابن اسحاق نے فروہ کا واقعہ ذکر کیا ہے اور اس کا یہ شعر بھی ذکر کیا ہے۔

کہ وہ اسلام لا چکا ہے، اس نے آپ کی طرف سفید خچر بھیجا، فروہ عرب کے ان علاقوں پر رومیوں کا عامل تھا جو رومیوں سے ملتے تھے، اس کا علاقہ معان اور اس کے قریب شام کی سرزمین تھی۔

فروہ کی قید اور اس کے اشعار

جب رومیوں کو اس کے مسلمان ہونے کی خبر ہوئی تو انہوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا یہاں تک کہ اسے گرفتار کر لیا اس نے قید کے دوران یہ اشعار کہے۔

طَرَقَتْ سُلَيْمٰى مُوْهِنًا اَصْحَابِیْ وَالرُّوْمُ بَیْنَ الْبَابِ وَالْقِرْوَانِ

سلیمی رات کے ابتدائی حصہ میں میرے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آ پہنچی جبکہ رومی میرے قید خانہ کے دروازے اور جانوروں کے لئے مخصوص تھنوں کے درمیان گھوم رہے تھے۔

صَدَّ الْخِيَالُ وَ سَاءَهٗ مَا قَدْ رَاٰی وَ هَمَمْتُ اَنْ اُغْفِیَ وَ قَدْ اَبْكَانِیْ

محبوبہ کی خیالی تصویر نے مجھے نیند سے روک دیا جبکہ اس نے جو کچھ دیکھا تھا اس نے اسے دکھ دیا جبکہ میں نے سونا چاہا تھا اور اس نے مجھے رلا دیا۔

لَا تَكْحُلِنَّ الْعَيْنَ بَعْدِیَ اِثْمِدًا سَلْمٰى وَ لَا تَدِيْنِّ لِلْاِنْسَانِ

اے سلمی میرے بعد آنکھوں میں سرمہ نہ لگانا اور کسی انسان کی تلاش میں نہ رہنا۔

وَ لَقَدْ عَلِمْتَ اَبَا كُبَيْشَةَ اَنَّنِیْ وَسْطَ الْاَعِزَّةِ لَا يُحَصُّ لِسَانِیْ

اے ابو کبشہ تو جانتا ہے کہ سخت گیر لوگوں کے درمیان بھی میری زبان نہیں کاٹی جاتی۔

طَرَقَتْ سُلَيْمٰى مُوْهِنًا اصحابی والروم بین الباب والقروان

قروان کے بارے میں یہ جائز ہے کہ یہ قرو کی جمع ہو، یہ پانی کا حوض ہے جیسے صفوان۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہ قری کی جمع ہو جیسے صلیب اور صلبان ہوتے ہیں۔ قرو کے بارے میں جو صحیح ترین قول ہے وہ یہ ہے کہ یہ لکڑی کا چھوٹا برتن ہوتا ہے جس میں جانوروں کو پانی پلایا جاتا ہے اور کتے اس میں پانی پیتے ہیں، اس میں ایک ضرب المثل ہے ما فيها لا عى قرو۔ یعنی گھر میں کوئی حیوان نہیں۔ لا عی قرو سے مراد لاعق قرو لیا ہے پہلے قاف کو یاء سے بدلنا اس لئے ہے کیونکہ دونوں حرف ہم جنس ہیں۔

اسم فاعل کے آخری حرف کو بدلنا

لاعق کیونکہ اسم فاعل کا صیغہ ہے اس لئے اس کے آخری حرف کو بدلنا اچھا ہے۔ اسم فاعل کے آخری حرف کو یاء سے بدل دیتے ہیں اگرچہ وہاں دو حرف ایک جنس کے اکٹھے نہ ہوں، جس طرح

فَلَئِنْ هَلَكْتُ لَتَفْقِدُنَّ اَخَاكُمْ　وَ لَئِنْ بَقِيتُ لَتَعْرِفُنَّ مَكَانِيَ

اگر میں ہلاک ہو گیا تو تم اپنے بھائی کو ڈھونڈتے پھرو گے اور اگر میں زندہ رہا تو تم میرا مقام ضرور پہچان لو گے۔

وَ لَقَدْ جَمَعْتُ اَجَلَّ مَا جَمَعَ الْفَتٰی　مِنْ جَوْدَةٍ وَ شُجَاعَةٍ وَ بَيَانِ

میں ان عمدہ اوصاف کو جمع کیے ہوئے ہوں جو ایک نوجوان اپنے اندر جمع کرتا ہے جیسے کھرا پن، بہادری اور فصاحت و بلاغت۔

جب رومی انہیں سولی پر لٹکانے کے لئے اپنے چشمہ پر جمع ہوئے جس چشمہ کا نام عفراء تھا جو فلسطین میں ہے تو اس نے یہ شعر کہے۔

اَلَاهَلْ اَتٰی سَلْمٰی بِاَنَّ حَلِيْلَهَا　عَلٰی مَاءِ عَفْرَاءَ فَوْقَ اِحْدَی الرَّوَاحِلِ

کیا سلمٰی کو یہ خبر پہنچی ہے کہ اس کا خاوند عفراء چشمہ پر سولی پر لٹکا ہوا ہے۔

عَلٰی نَاقَةٍ لَمْ يَضْرِبِ الْفَحْلُ اُمَّهَا　مُشَذَّبَةٍ اَطْرَافُهَا بِالْمَنَاجِلِ

ایسی اونٹنی پر کہ نر نے اس کی ماں کو نہ مارا ہو، سولی کی لکڑی کی شاخوں کو درانتیوں سے کاٹ دیا گیا ہے۔

خامسهم کو خامیهم اور سادسهم کو ساديهم پڑھتے ہیں۔ عاشر تک یہی صورت حال ہے، اس کی مثل سیبویہ کا ایک شعر ہے۔

وَ لِضَفَادِي جَمِّهِ نَقَانِقُ۔ اصل میں ضفادع تھا۔

اور اس نے یہ شعر کہا مِنَ الثَّعَالِيْ وَ وَخْزٌ من ارانيها۔ یہاں بھی الثعالب اور ارانب مراد ہے۔ جب یہ طریقہ معروف ہے تو لاعی قرو میں زیادہ موزوں تھا کہ اس کے آخری حرف کو یاء سے بدل دیتے کیونکہ یہاں دو قاف جمع ہیں۔

حضرت مولف نے کندہ کے وفد کی آمد کا ذکر کیا ہے اس میں حضور ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے لَا نَقْفُوْا اُمَّنَا وَلَا نَنْتَفِيْ مِنْ اَبِيْنَا۔ اس ارشاد میں اس امر پر دلالت موجود ہے کہ اشعث نے اپنی گفتگو میں یہ بات کہی تھی نحن وانت بنو آكل المرار۔ ہم اور آپ بنو آکل المرار ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کی دادیوں میں سے کوئی ایک اس سے تعلق رکھتی تھی، ان میں سے دعد بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث کندی اور یہی ام کلاب بن مرہ تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے بلکہ یہ کلاب کی دادی تھی اس کی ماں کی ماں ہند تھی۔ ابن اسحاق نے اسی ہند کا ذکر کیا ہے اسی نے کلاب کو جنا تھا۔

فروہ کی شہادت

زہری ابن شہاب نے یہ گمان کیا ہے جب وہ فروہ کو قتل کرنے کے لئے لائے تو اس نے یہ شعر کہا۔

بَلِّغْ سَرَاةَ الْمُسْلِمِيْنَ بِاَنَّنِي سِلْمٌ لِرَبِّيْ اَعْظُمِيْ وَ مَقَامِيْ

لوگو! مسلمانوں کے سردار (نبی مکرم) تک یہ خبر پہنچادینا کہ میں کیا میری ہڈیاں اور میرا وجود میرے رب کے لئے حاضر ہیں۔

پھر انہوں نے تلوار سے ان کی گردن اڑادی اور انہوں نے اس چشمہ پر آپ کو سولی پر لٹکا دیا۔

بنو حارث بن کعب کا حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ پر اسلام

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے ۱۰ ربیع الثانی یا جمادی الاول میں حضرت خالد بن ولید کو بنی حارث بن کعب کی طرف نجران بھیجا اور یہ حکم دیا کہ جنگ کرنے سے پہلے تین دفعہ انہیں اسلام کی دعوت دینا اگر وہ یہ دعوت قبول کرلیں تو ان کے اسلام قبول کرنے کو قبول کرلینا، اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کرنا۔ حضرت خالد چلے یہاں تک کہ ان کے پاس آئے، سواروں کو حکم دیا کہ ہر طرف پھیل جائیں اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور لوگوں کو کہیں اے لوگو! اسلام قبول کرلو محفوظ رہو گے۔ لوگوں نے اسلام قبول کرلیا اور جس کی انہیں دعوت دی گئی تھی اس میں وہ داخل ہو گئے۔ حضرت خالد انہیں کے درمیان فروکش رہے تاکہ انہیں اسلام، قرآن اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی تعلیم دیتے رہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں اسی چیز کا حکم دیا تھا کہ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو جنگ نہ کریں۔

حضرت خالد بن ولید نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا، یہ خط خالد بن ولید کی جانب سے ہے۔ السلام علیک یارسول اللہ ﷺ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنو حارث بن کعب کے وفد کی آمد

اس میں یزید بن عبد مدان کا ذکر کیا ہے۔ عبد مدان کا نام عمرو بن دیان تھا، دیان کا نام یزید بن قطن بن زیاد بن حارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن حارث بن کعب حارثی تھا۔ ان میں ذاغصہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس کا نام حصین بن یزید بن شداد حارثی تھا، اس کو ذوغصہ اس لئے کہتے کیونکہ اس کے حلق میں تنگی تھی جس سے اس کی بات واضح نہ ہوتی۔

میں آپ کے لئے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجا اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ جب میں ان کے پاس آؤں تو تین دن تک ان سے جنگ نہ کروں، میں انہیں اسلام کی دعوت دوں، اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو میں انہیں کے پاس رہوں اور ان کے اسلام قبول کرنے کو قبول کروں۔ انہیں اسلام کے احکام، قرآن اور ان کے نبی کی سنت کی تعلیم دوں، اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کروں، میں ان کے پاس آیا انہیں تین دن تک اسلام کی دعوت دی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا، ان کی طرف وفد بھیجے جنہوں نے یوں دعوت دی۔ اے بنی حارث اسلام قبول کرلو تم محفوظ رہو گے، انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور جنگ نہ کی، میں ان کے درمیان ہی ٹھہرا ہوا ہوں، انہیں ان چیزوں کا حکم دے رہا ہوں جس کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے اور انہیں ان چیزوں سے منع کر رہا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع کیا ہے، انہیں اسلام کے احکام اور نبی کی سنت کی تعلیم دے رہا ہوں۔ (یہ سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم آپہنچے۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت خالد کو رسول اللہ ﷺ کا خط

رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد نبی رسول اللہ کی جانب سے خالد بن ولید کی طرف ہے۔ تم پر سلامتی ہو، میں تیرے لئے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد تیرے قاصد کے ساتھ تیرا خط مجھے پہنچا جس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ بنو حارث بن کعب نے جنگ سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا ہے اور اسلام کی طرف جو تم نے انہیں دعوت دی اس پر سر تسلیم خم کیا ہے۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ اور محمد عبدہ رسولہ کی گواہی دی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ہدایت سے نوازا، انہیں بشارت

ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر کیا، فرمایا کسی عورت کو اس سے زیادہ مہر نہیں دیا جائے گا خواہ وہ ذی غصہ کی بیٹی ہو۔

انہی میں عمرو بن عبداللہ ضبابی کا ذکر کیا۔ یہ ضباب ہے یعنی ضاد کے کسرہ کے ساتھ ہے جو بنو حارث بن کعب بن مذحج میں تھا۔ قریش میں بھی ضباب تھا، یہ ابن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر جو حجر بن عبد کے خاندان سے تھا۔ حجر اور حجیر کے بارے میں شاعر کہتا ہے۔

دو اور انہیں ڈراؤ تم خود بھی آؤ اور تیرے ساتھ ان کا وفد بھی آئے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت خالد کی ان کے وفد کے ساتھ آمد

حضرت خالد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ بنی حارث بن کعب کا وفد بھی آیا، ان میں قیس بن حصین ذی غصہ، یزید بن عبدمدان، یزید بن محجل، عبداللہ بن قرد زیادی، شداد بن عبداللہ قنانی اور عمرو بن عبداللہ ضبابی تھے۔

بارگاہِ رسالت میں ان کے وفد کی حاضری

جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، گویا یہ ہند کے لوگ ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ یہ بنو حارث بن کعب کے لوگ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام عرض کیا اور عرض کی ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم وہ لوگ ہو جب انہیں جنگ کے لئے للکارا جائے تو آگے بڑھ کر مقابلہ کرتے ہو تو وہ بالکل خاموش ہوگئے، کسی نے بھی جواب نہ دیا، آپ نے پھر یہ بات دہرائی، کسی نے بھی جواب نہ دیا، پھر تیسری دفعہ بات دہرائی تو پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ جب چوتھی دفعہ وہ بات دہرائی تو یزید بن عبدالمدان نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم ہی وہ لوگ ہیں جب انہیں جنگ کے

اُنْبِئْتُ اَنَّ غُوَاةً مِنْ بَنِیْ حَجَرٍ وَ مِنْ حُجَیْرٍ بِلَا ذَنْبٍ اَرَاغُوْنِیْ

مجھے بتایا گیا کہ بنو حجر اور حجیر کے سرکش لوگ بلا وجہ میری تلاش میں ہیں۔

اَغْنُوْا ابنی حَجَرٍ عنا غُوَاتَکُمْ وَ یَا حُجَیْرُ اِلَیْکُمْ لَا تُبُوْدُوْنِیْ

اے بنو حجر اپنے گماشتوں کو مجھ سے روکو، اے حجیر مجھ سے دور رہو مجھے ہلاک نہ کرو۔

بنو عامر بن صعصعہ میں ضباب ہے وہ ضباب اور مضب، حسل اور حسیل ہیں جو بنو معاویہ بن کلاب ہیں جہاں تک ضباب کا تعلق ہے نابغہ ذبیانی کے نسب میں ضباب بن یربوع بن غیظ ہے، جہاں تک ضباب کا تعلق ہے تو زید اور منجا ابن ضباب کے بیٹے ہیں جو بنو بکر سے تعلق رکھتے ہیں اسے دارقطنی نے ذکر کیا ہے۔

لئے للکارا جاتا تو آگے بڑھ کر جنگ کرتے، اس نے یہ بات چار دفعہ دہرائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر خالد مجھے خط نہ لکھتے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور جنگ نہیں کی تو میں تمہارے سر تمہارے قدموں میں رکھ دیتا۔ یزید بن عبد مدان نے کہا خبردار اللہ کی قسم نہ ہم نے آپ کی تعریف کی اور نہ ہی خالد کی۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم نے کس کی حمد کی، انہوں نے جواب دیا ہم نے اس اللہ کی حمد کی جس نے ہماری آپ کی طرف راہنمائی کی یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دورِ جاہلیت میں جس سے بھی تم جنگ کرتے کس وجہ سے اس پر غلبہ پاتے تھے، انہوں نے عرض کی ہم تو کسی پر غالب نہیں آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں تم جس سے جنگ کرتے تھے اس پر غالب آتے تھے، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو ہم سے جنگ کرتا تھا اس پر غالب آتے تھے۔ ہم اکٹھے ہوتے، ہم آپس میں بکھرتے نہیں تھے اور کسی پر ظلم (جنگ) کرنے میں پہل نہیں کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی حارث بن کعب پر قیس بن حصین کو امیر بنایا۔

بنو حارث کا وفد شوال کے آخری دنوں یا ذی قعدہ کے شروع میں اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا، وہ اپنی قوم میں ابھی چار ماہ ہی رہے ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جہانِ فانی سے پردہ فرمایا۔ رحم وبارك ورضى و انعم

عمرو بن حزم کو روانہ کرنا

جب ان کا وفد واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کو ان کی طرف روانہ کیا تاکہ ان کو دین سکھائیں، سنت اور احکام اسلام کی تعلیم دیں، ان سے صدقات وصول کریں۔ آپ نے اسے ایک تحریر لکھ کر دی جس میں اس سے عہد لیا اور احکام سے نوازا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے واضح حکم ہے۔ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (المائدہ:1) اے ایمان والو اپنے وعدے پورے کرو۔ نبی مکرم کی طرف سے عمرو بن حزم کے لئے عہد ہے جب آپ نے اسے یمن بھیجا تمام معاملات میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہیں۔ یہ بھی حکم دیا کہ وہ چیز لے جو لینا حق ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لوگوں کو خیر کی بشارت دے اور خیر کا ہی حکم دے، لوگوں کو قرآن

کی تعلیم دے، قرآن کا فہم عطا کرے، لوگوں کو بری باتوں سے منع کرے، قرآن حکیم کو پاک انسان ہی چھوئے، لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے باخبر کرے، حق کے معاملہ میں لوگوں سے نرمی کرے اور ظلم کے معاملہ میں ان پر سختی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم کو پسند نہیں کرتا ہے اور اس سے منع کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ (ہود: ۱۸) خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے، لوگوں کو جنت اور اس کے اعمال کی بشارت دے اور لوگوں کو جہنم اور اس کے اعمال سے ڈرائے، لوگوں سے انس پیدا کرے تا کہ وہ دین کو سمجھیں، لوگوں کو حج کے احکام، سنت اور فرائض کی تعلیم دے، اللہ نے جو احکام دیئے ہیں ان کی حج اکبر اور حج اصغر کی تعلیم دے، حج اصغر سے مراد عمرہ ہے۔ لوگوں کو ایک چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع کرے مگر ایسا کپڑا جس کا ایک پلو اس کے کندھے پر ہو، لوگوں کو ایک کپڑے میں کتے کی بیٹھنی بیٹھنے سے منع کرے جس میں وہ اپنی شرمگاہ آسمان کی طرف کئے ہوئے ہو۔ وہ لوگوں کو سر کے بال گدی پر جوڑا بنانے سے منع کرے، جب لوگوں میں ہیجان برپا ہو تو قبائل اور خاندانوں کی طرف نہ بلائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے جو اللہ تعالیٰ کی طرف نہ بلائے بلکہ قبائل اور خاندانوں کی طرف بلائے انہیں تلوار سے کاٹ دینا چاہئے یہاں تک کہ ان کی دعوت اللہ وحدہ لاشریک کی طرف ہو، لوگوں کو اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دے، چہروں کو ہاتھوں کو کہنیوں تک، پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئیں، سروں کا مسح کریں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ وقت میں نماز پڑھنے، رکوع وسجود کو مکمل کرنے اور خشوع کا حکم دے، صبح کی نماز اندھیرے میں، ظہر کی نماز جب سورج ڈھل جائے، عصر کی نماز جب سورج پلٹ رہا ہو، مغرب کی نماز جب رات آ جائے پڑھنے کا حکم دے، اس کو اتنا موخر نہ کرے کہ ستارے ظاہر ہو جائیں اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حصے میں پڑھے، جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو نماز جمعہ کے لئے سعی، اس کی طرف جاتے وقت غسل کا حکم دے، مال غنیمت میں سے اللہ کے لئے خمس لینے کا حکم دے، زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو مسلمانوں پر فرض کیا ہے وہ وصول کرے، جس زمین کو چشمہ یا بارش کا پانی سیراب کرے اس سے دسواں حصہ، جسے ڈول سے سیراب کیا جائے اس سے نصف عشر، دس اونٹوں میں دو بکریاں، بیس اونٹوں میں چار بکریاں، چالیس گائیوں میں ایک گائے، تیس گائیوں میں ایک تبیع جذع یا جذعہ ہو، ہر چالیس بھیڑ بکریوں میں ایک بکری جبکہ وہ چرنے والی ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرض ہے جو اس نے صدقہ کے بارے میں مومنوں پر فرض کیا ہے جس نے اس میں اضافہ کیا، وہ اس کے حق میں بہتر ہے

جس یہودی اور نصرانی نے خلوص دل سے اسلام قبول کیا، اسلام کے احکام کی پیروی کی تو وہ مومن ہے اس کے لئے بھی وہی حقوق ہیں جو مومنوں کے حقوق ہیں اور اس پر وہی فرائض ہیں جو مومنوں کے فرائض ہیں۔ جو یہودیت اور نصرانیت پر رہے اسے زبردستی اسلام کی طرف نہیں پھیرا جائے گا۔ ہر بالغ مذکر ہو یا مونث، آزاد ہو یا غلام پر ایک مکمل دینار جزیہ ہے یا اس کے عوض اتنی قیمت کا کپڑا۔

جس نے ان چیزوں کو ادا کیا اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور جو ان کو نہ بجا لائے، وہ اللہ، اس کے رسول اور سب مومنوں کا دشمن ہے، اللہ کی رحمتیں حضرت محمد ﷺ پر ہیں۔ والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رفاعہ بن زید جذامی کی آمد

اسلام قبول کرنا اور اپنی قوم کی طرف خط لے جانا

صلح حدیبیہ کے عرصہ میں غزوۂ خیبر سے پہلے رفاعہ بن زید جزامی، ضبیبی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام پیش کیا اور خود مسلمان ہو گیا اور بہت اچھا مسلمان ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی قوم کے لئے ایک خط عطا فرمایا جس میں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد رسول اللہ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لئے ہے میں نے اسے اس کی تمام قوم

رفاعہ کا وفد

رفاعہ ضبیبی کے وفد کا ذکر کیا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام پیش کیا اس غلام کو مدعم کہا جاتا جس کا ذکر موطا میں ہوا ہے۔

ہمدان کے وفد اور مالک بن نمط ہمدانی کا ذکر کیا ہے جسے ذوالمشعار کہا جاتا ہے۔ اس کی کنیت ابو ثور (1) تھی ایک نسخہ میں عبارت اس طرح ہے جبکہ اکثر نسخوں میں وابو ثور لکھا گیا ہے، گویا یہ کوئی دوسرا فرد ہے جبکہ صحیح واؤ کے بغیر ہے۔ گویا اس نے کہا وہ ابو ثور ذو مشعار ہے۔ ابن قتیبہ نے یہ بات ذکر کی

1۔ حضرت شارح یہ کہنا چاہتے ہیں کہ عربی متن میں اختلاف ہے، ایک نسخہ میں مالک بن نمط ابو ثور ہے جبکہ اکثر میں مالک بن نمط وابو ثور ہے جبکہ پہلی عبارت صحیح ہے کیونکہ مالک بن نمط ابو ثور ہی ہے۔

اور جو ان میں داخل ہیں ان کی طرف بھیجا ہے، یہ انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دے گا جو ان میں اس کی دعوت قبول کر لے وہ اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں شامل ہے اور جو اس سے اعراض کرے اس کے لئے صرف دو ماہ کے لئے امان ہے۔

جب رفاعہ اپنی قوم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا اور اسلام لے آئے پھر سب حرہ رجلاء کی طرف چلے وہاں آباد ہو گئے۔

ہمدان کے وفد کی آمد

ان کے نام اور ابن نمط کی رسول اللہ ﷺ کے سامنے گفتگو

ابن ہشام نے کہا ہمدان کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ واقعہ ایک قابل اعتماد آدمی نے مجھے عمرو بن عبداللہ بن اذینہ عبدی سے، اس نے ابو اسحاق سبیعی سے بیان کیا ہے کہ ہمدان کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں مالک بن نمط، ابو ثور یہی ذوالمشعار تھا، مالک بن ایفع، ضمام بن مالک سلمانی، عمیرہ بن مالک خارفی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے تو یہ رسول اللہ ﷺ کو ملے جبکہ انہوں نے اپنی یمنی چادروں کا لباس، عدنی پگڑیاں، میس لکڑی کے کجاوے اور مہری اور ارجبی اونٹوں پر سوار تھے۔ مالک بن نمط اور ایک دوسرا آدمی قوم کے رجز یہ اشعار پڑھ رہا تھا ایک کہتا۔

هَمْدَانُ خَيْرُ سُوقَةٍ و أَقيالُ لَيْسَ لَهَا فِي الْعَالَمِيْنَ أَمْثَالُ

ہمدان کے لوگ بہترین نواب اور بادشاہ ہیں جہاں بھر میں ان کی کوئی مثل نہیں۔

مَحَلُّهَا الْهَضبُ وَ مِنْهَا الأَبْطَالُ لَهَا أَطَابَاتٌ بِهَا وَ آكَالُ

ان کا مقام بہت بلند ہے اور ان میں بڑے بڑے بہادر لوگ ہیں جن کے لئے مقام بلند کی

ہے اس نے غریب الحدیث مالک ذو مشعار ذکر کیا ہے۔ ابو عمرو نے اس کا ذکر کیا اور کہا ذوالمشعار جس کی کنیت ابو ثور تھی۔

وہ خط جو رسول اللہ ﷺ نے اسے لکھ کر دیا اس میں ہے یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے قبائل خارف، یام اور جناب، مضب اور حقاف رمل والوں کی جانب ہے۔ ان کی نمائندگی ذی مشعار مالک بن نمط کے ہاتھ میں ہے، یہ سب چیزیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ وابو ثور ذوالمشعار میں واؤ کے لانے کا کوئی مطلب نہیں۔

وجہ سے محصول اور نذرانے مختص ہوتے ہیں۔

اور دوسرا یوں کہتا۔

اِلَیْکَ جَاوَزْنَ سَوَادَ الرِّیْفِ فِیْ هَبَوَاتِ الصَّیْفِ وَالْخَرِیْفِ

پکڑو ان اونٹنیوں کو جو گزر گئی ہیں شاداب علاقوں سے موسم گرما اور موسم خزاں کے اڑتے ہوئے غبار میں۔

مَخَطَّمَاتٍ بِحِبَالِ اللِّیْفِ

جن کی مہاریں چھال کی بنی ہوئی رسیوں کی ہیں۔

مالک بن نمط آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا، عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمدان کے چیدہ چیدہ لوگ شہروں اور دیہاتوں سے تیز اونٹنیوں پر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں جو اسلام کی رسی میں بندھے ہوئے ہیں، کسی ملامت کرنے والی کی ملامت انہیں اللہ کے معاملہ میں نہ پہنچے۔ یہ خارف، یام اور شاکر قبیلہ کے لوگ ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں والے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور انہوں نے معبودانِ باطلہ کو چھوڑ دیا ہے۔ جب تک لعلع پہاڑ موجود ہے اور صلع میں ہرن دوڑتے رہیں گے ان کا کیا ہوا وعدہ نہیں ٹوٹے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک مکتوب تحریر کر کے عطا فرمایا جس میں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد رسول اللہ کی جانب سے خارف والوں کے لئے مرتفع زمین اور ریتلی زمین والوں کے لئے، اس میں ان کے وفد ذی مشعار مالک بن نمط اور اس کی قوم کے مسلمان بھی شامل ہیں کہ جب تک یہ لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے ان کی بلند اور پست زمین انہیں کے لئے ہے۔ وہ اس کا پھل کھائیں اور اس کا گھاس اپنے جانوروں کو کھلائیں، ان کے لئے اس

اس کا قول عَلَیْهِمْ مُقَطَّعَاتُ الحبرات۔ ابوعبیدہ کے نزدیک مقطعات سے مراد چھوٹے لباس ہیں۔ اس نے صلوۃ الضحی والی حضرت ابن عباس کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اِذَا انْقَطَعَتِ الظِّلَالُ۔ یعنی جب سائے مختصر ہو جائیں اور ان کے رجز یہ قول مخطمات سے استدلال کیا ہے۔ ابن قتیبہ نے اس کی اس تاویل کو غلط قرار دیا ہے اس نے کہا یہاں مقطعات سے مراد وہ کپڑے ہیں جو قمیص یا اس جیسی صورت میں سلے ہوئے ہوں، انہیں یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ انہیں کاٹا جاتا ہے، الگ کیا جاتا ہے پھر انہیں سیا جاتا ہے اور اس واقعہ سے استدلال کیا جو اس نے عبدالملک بن

معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ ہے جس کے گواہ مہاجر و انصار ہیں۔

اس موقع پر مالک بن نمط نے کہا۔

ذَكَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ فَحْمَةِ الدُّجٰى وَ نَحْنُ بِاَعْلٰى رَحْرَحَانَ وَ صَلْدَدِ

میں نے تاریکیوں کی سیاہی میں رسول اللہ کو یاد کیا جبکہ ہم رحرحان اور صلدد کے مقامات پر مقیم تھے۔

وَ هُنَّ بِنَا خُوْصٌ طَلَائِحُ تَعْتَلِيْ بِرُكْبَانِهَا فِيْ لَاحِبٍ مُتَمَدِّدِ

ہماری وجہ سے وہ اونٹنیاں کمزور اور لاغر ہو گئی تھیں جو اپنے سواروں کو ایک طویل واضح راستہ پر لے جا رہی تھیں۔

عَلٰى كُلِّ فَتْلَاءِ الذِّرَاعَيْنِ جَسْرَةٍ تَمُرُّ بِنَا مَرَّ الْهِجَفِ الْخَفَيْدَدِ

ہم ایسی اونٹنیوں پر سوار تھے جو چوڑے قدموں والی تیز رفتار تھیں وہ ہمیں لے کر یوں گزر رہی تھیں جس طرح موٹے تازے شتر مرغ کے بچے بھاگتے ہیں۔

حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلٰى مِنًى صَوَادِرَ بِالرُّكْبَانِ مِنْ هَضْبِ قَرْدَدِ

میں ان اونٹنیوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں جو منیٰ کی طرف جھومتی ہوئی جاتی ہیں جو اپنے سواروں کو بلند جگہوں سے واپس لاتی ہیں۔

بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْنَا مُصَدَّقٌ رَسُوْلٌ اَتٰى مِنْ عِنْدِ ذِي الْعَرْشِ مُهْتَدِيْ

کہ رسول اللہ ﷺ کی ہم میں تصدیق کی جائے گی، یہ رسول صاحب عرش کی طرف سے آتے ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔

مروان کے ایک بیٹے سے بیان کیا۔

اس واقعہ میں ہے وہ نکلا اور اس پر ایسا لباس تھا جس کو وہ گھسیٹ رہا تھا تو بنو امیہ کے ایک شیخ نے اسے کہا میں نے تیرے والد کو دیکھا ہے وہ اپنا لباس سمیٹ کر رکھتا تھا، زمین پر گھسیٹتا نہیں تھا، نوجوان نے جواب دیا میں نے اس کو چھوٹا کرنے کا ارادہ کیا مگر تیرے والد کے بارے میں شاعر کے قول نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا۔

قَصِيْرُ الثِّيَابِ فَاحِشٌ عِنْدَ ضَيْفِهٖ لَشَرُّ قُرَيْشٍ فِيْ قُرَيْشٍ مُرَكَّبَا

چھوٹے کپڑوں والا مہمان کے پاس بدگوئی کرنے والا قریش میں از روئے سواری کے سب سے برا قریشی ہے۔

فَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا اَشَدَّ عَلٰى اَعْدَائِهِ مِنْ مُحَمَّدِ

کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے میں کسی کو سوار نہیں کیا جو حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر اللہ کے دشمنوں پر سخت ہو۔

وَاَعْطٰى اِذَا مَا طَالِبُ الْعُرْفِ جَاءَهٗ وَ اَمْضٰى بِحَدِّ الْمَشْرَفِيِّ الْمُهَنَّدِ

آپ سے زیادہ عطا کرنے والا ہو جب کوئی نیکی کا طالب آپ کے پاس آئے اور مشرفی ہندی تلوار کو زیادہ چلانے والا ہو۔

مسیلمہ حنفی اور اسود عنسی کذابوں کا ذکر

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو کذاب تھے۔ مسیلمہ بن حبیب حنفی جو یمامہ میں تھا اور اسود بن کعب عنسی جو صنعاء میں تھا۔

دونوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا خواب

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے عطاء بن یسار یا اس کے بھائی سلیمان بن یسار نے روایت نقل کی ہے۔ وہ حضرت ابوسعید خدری سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے اے لوگو میں نے لیلۃ القدر دیکھی پھر مجھے بھلا دی گئی، میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے میں نے انہیں ناپسند کیا، دونوں میں پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے، میں نے ان کنگنوں سے مراد یہ دو جھوٹے لئے ہیں، ان میں سے ایک صاحب یمن اور دوسرا صاحب یمامہ۔

دجالوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد

ابن اسحاق نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے حضرت ابو ہریرہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی

اس کا جو یہ قول ہے علیھم مقطعات الحبرات۔ اس میں ابن قتیبہ کی تاویل درست ہے، یہاں چھوٹا معنی کرنے کا کوئی مفہوم نہیں بنتا۔ مہر یہ مہرہ بن حیدان بن حاف بن قضاعہ کی طرف منسوب ہے اور ارحبیہ ارحب کی طرف منسوب ہے جو ہمدان کا ایک قبیلہ تھا۔ یام سے مراد یام بن اصبی ہے اور خارف بن حارث یہ دونوں ہمدان کے خاندان ہیں۔

جو یام کی طرف منسوب ہیں۔

یہاں تک کہ تیس دجال نکلیں گے، ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

امراء اور صدقات وصول کرنے والوں کا تقرر

ابن اسحاق نے کہا رسول اللہ ﷺ نے امراء اور صدقات وصول کرنے والے عمال کو ان تمام علاقوں کی طرف بھیجا جو اسلام کے زیر نگین آ چکے تھے۔ آپ ﷺ نے مہاجر بن ابی امیہ بن مغیرہ کو صنعاء کی طرف بھیجا، آپ اس وقت صنعاء میں ہی تھے جبکہ اسود عنسی نے بغاوت کی تھی اور حضرت زیاد بن لبید انصاری کو جو بنو بیاضہ سے تعلق رکھتے تھے حضر موت کی طرف بھیجا اور صدقات وصول کرنے کی ذمہ داری بھی ان کے ہی سپرد کی۔ حضرت عدی بن حاتم کو طے اور بنو اسد کا امیّر بنایا اور صدقات کی وصولی بھی ان کے ذمہ کی اور مالک بن نویرہ یربوعی کو بقول ابن ہشام بنو حنظلہ کے صدقات وصول کرنے پر مامور کیا۔ بنو سعد کے صدقات کی وصولی کا کام انہیں کے دو افراد کے سپرد کیا۔ زبرقان بن بدر کو ایک حصہ کا اور قیس بن عاصم کو ایک حصہ پر عامل بنایا۔ علاء بن حضرمی کو بحرین کا عامل مقرر کیا اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کی طرف بھیجا تا کہ ان کے صدقہ کو جمع کریں اور ان کا جزیہ پیش کریں۔

مسیلمہ کذاب کا رسول اللہ ﷺ کی جانب خط

مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا جس میں یہ تحریر تھی۔ مسیلمہ رسول اللہ کی جانب سے محمد رسول اللہ کی جانب تم پر سلام ہو۔ اما بعد مجھے آپ کے ساتھ نبوت کے معاملہ میں شریک کیا گیا ہے۔ ہمارے لئے نصف زمین اور قریش کے لئے نصف زمین ہے لیکن قریش ظالم قوم ہے۔ اس کا یہ خط اس کے دو قاصد لائے۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے اشجع کے ایک شیخ نے سلمہ بن نعیم بن مسعود اشجعی سے وہ اپنے باپ ابو نعیم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب آپ نے وہ خط پڑھا تھا۔ تم دونوں کیا کہتے ہو، دونوں نے کہا ہم بھی وہی کہتے ہیں جس طرح

زبید بن حارث بن عبدالکریم یامی محدث ہے۔ علماء حدیث اس بارے میں کہتے ہیں۔ ایامی الفراع سے مراد زمین میں سے بلند حصہ۔ الوِھَاط سے مراد زمین کا پست حصہ، اس کا واحد مصدر ہے۔ لعلع پہاڑ کا نام ہے، جصلع۔ نرم زمین۔ الخفیدد سے مراد شتر مرغ کا بچہ اور الھجف سے مراد بھاری بھرکم عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکشوح کا واقعہ ذکر کیا ہے اور شعر میں ذکر کیا۔

اس نے کہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے کہا اللہ کی قسم اگر یہ روایت نہ ہوتی کہ قاصدوں کو قتل نہ کیا جائے تو میں تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔

پھر مسیلمہ کی طرف یہ خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کی طرف ہے۔

سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔

اما بعد! تمام زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور عاقبت متقین کے لئے ہے۔

یہ واقعہ ۱۰ھ کے آخر میں ہوا۔

تُلَاقِ شَنَبَتَا شَثَنَ البراثن نَاشِزًا قَتَدَهُ

میں نے اس شعر پر شیخ ابو بحر کی یہ تحریر پڑھی ہے قَالَ الْقَاضِیْ لَا اَعْرِفُ شَنَبَتَا الْآنَ۔ قاضی نے کہا میں ابھی تک شنبتا کو نہیں جانتا، شاید الفاظ یوں ہیں تلاق شَرٌ نَبَتَا۔ تلاق کو جزم اس وجہ سے دی گئی ہے کیونکہ لولا قیتنی میں شرط کی قوت موجود ہے گویا اس نے یوں ارادہ کیا ہے ان لا قیتنی تلاق۔

حجۃ الوداع

رسول اللہ ﷺ کی تیاری اور ابو دجانہ کو مدینہ طیبہ پر عامل بنانا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب ذی القعدہ کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حج کی تیاری کی اور لوگوں کو بھی حج کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم کی زوجہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لئے روانہ ہوئے جبکہ ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔

ابن ہشام نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو دجانہ کو مدینہ طیبہ پر عامل بنایا۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ سباع بن عرفطہ غفاری کو عامل بنایا۔

حیض کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کا حکم

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے لوگ صرف حج کا ہی ذکر کرتے یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ سرف کے مقام پر پہنچے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے

حجۃ الوداع

اس میں حضرت عائشہ کا واقعہ اور ان کا قول ذکر کیا ہے ہم نے حج کا احرام باندھا جبکہ ہم حج کا ذکر کر رہے تھے، یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے حج مفرد کیا حضرت جابر نے اپنی حدیث میں اس چیز کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد کیا، حدیث جابر میں جو ہے وہ صحیح ہے۔ حضرت جابر سے کئی ضعیف سندوں سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج قران کیا، دونوں کے لئے ایک طواف اور ایک ہی سعی کی، اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضرت جابر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کئے، دو حج ہجرت سے پہلے اور ایک حج جس کے ساتھ عمرہ کو ملایا، جہاں تک حضرت ابن عباس کی حدیث کا تعلق ہے وہ صحیح ہے اس میں انہوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کی طرف سے ایک ہی طواف کیا، حضرت علی سے مختلف روایات مروی ہیں۔

ساتھ قربانی کے جانور اور معززین تھے۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو عمرہ کا احرام باندھنے کا حکم دیا مگر جن لوگوں نے قربانی کا جانور ساتھ لے رکھا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے اس روز حیض کا خون آ گیا جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی، فرمایا اے عائشہ تجھے کیا ہوا؟ شاید تجھے حیض کا خون آ گیا ہے۔ میں نے عرض کی جی ہاں اللہ کی قسم کاش میں اس سال آپ کے ساتھ سفر پر نہ نکلتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بات نہ کہو تم وہ تمام افعال کر سکتی ہو مگر طواف نہیں کر سکتی۔ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے اور رسول اللہ ﷺ کی بیویوں نے احرام کھول دیئے، جب دسویں ذی الحجہ کا دن آیا تو گائے کا بہت سا گوشت لایا گیا جو میری قیام گاہ پر ڈال دیا گیا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔ جب رمی جمار کی رات تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے مقام تنعیم سے مجھے عمرہ کرایا یہ اس عمرہ کی جگہ تھا جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے نافع نے بیان کیا جو عبداللہ بن عمر کے غلام تھے، وہ عبداللہ بن عمر سے وہ حضرت حفصہ بنت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ وہ عمرہ کر کے حلال ہو جائیں تو انہوں نے عرض کی آپ کو کون سی چیز ہمارے ساتھ حلال ہونے سے منع کرتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا میں ہدی کے جانور ساتھ لایا ہوں اور بالوں کو لبدہ کیا ہوا ہے، میں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک ہدی کے جانور قربان نہ کر لوں۔

حضرت علی شیر خدا کی یمن سے واپسی

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی

ایک روایت آپ سے یہ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے دونوں کی جانب سے دو طواف کئے، آپ کے حج قران کرنے کے بارے میں کوئی اختلاف مروی نہیں۔ عمران بن حصین کی حدیث بھی اسی طرح ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج قران کیا جہاں تک حضرت انس سے مروی حدیث کا تعلق ہے اس میں بھی اس بات کی تصریح ہے کہ آپ حج قران کرنے والے تھے اور کہا تم ہم کو بچے شمار کرتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا تلبیہ کہتے ہوئے سنا ہے جس طرح تم دیکھ رہے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے احرام کے بارے میں اختلاف ہے۔ کیا وہ حج مفرد کا تھا، حج قران کا تھا یا حج تمتع کا تھا۔ یہ سب صحیح ہیں مگر جس نے یہ کہا کہ آپ حج تمتع کرنے والے تھے اور اس سے اس نے یہ ارادہ کیا کہ

رضی اللہ عنہ کو نجران بھیجا تھا۔ یہ حضور ﷺ کو حالت احرام میں ملے، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو دیکھا کہ آپ نے احرام کھول دیا ہے اور دوسرا لباس زیب تن کر رکھا ہے۔ پوچھا اے رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر آپ کو کیا ہوا؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عمرہ کر کے احرام کھول دیں تو ہم نے احرام کھول دیا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب سفر کے واقعات بیان کرنے سے فارغ ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا جاؤ بیت اللہ کا طواف کرو اور اسی طرح احرام کھول دو جس طرح دوسرے لوگوں نے احرام کھول دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسی طرح کا احرام باندھا ہے جیسا آپ نے احرام باندھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا واپس جاؤ اور اپنا احرام کھول دو جس طرح آپ کے ساتھیوں نے احرام کھول دیا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب میں نے احرام باندھا تھا تو یہ کہا تھا اے اللہ میں نے وہی احرام باندھا ہے جو تیرے نبی، تیرے عبد خاص اور تیرے رسول محمد ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ پوچھا کیا تیرے پاس قربانی کے جانور ہیں، عرض کی نہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں قربانی کے جانوروں میں شریک کر لیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں رہے یہاں تک کہ دونوں حج سے فارغ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی جانب سے ہدی کے جانور قربان کیے۔

لشکر کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بارگاہ رسالت میں شکایت

ابن اسحاق نے کہا مجھے یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے یزید بن طلحہ بن یزید بن

آپ نے عمرہ کا احرام باندھا مگر جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو حج تمتع کا حکم دیا گیا اور حج کو عمرہ کے ساتھ فسخ کرنے کا حکم ہوا۔ یہ تاویل صحیح ہے یہ کہنا بھی صحیح ہے جب حج قران کیا تو حج تمتع کر لیا کیونکہ قرآن بھی حج تمتع کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں دو سفروں میں سے ایک کو ساقط کر دیا جو چیز اس اشکال کو ختم کرتی ہے وہ امام بخاری کی حدیث ہے کہ آپ نے حج کا احرام باندھا، جب آپ عقیق کے مقام پر تھے تو حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کی آپ اس مبارک وادی میں ہیں اور کہو لبیك بحجۃ و عمرۃ معا۔ پہلے آپ حج مفرد کرنے والے تھے بعد میں آپ حج قران کرنے والے ہو گئے، دونوں قول صحیح ہیں۔ حضور ﷺ کا اپنے صحابہ کو یہ فرمانا کہ تم حج کو عمرہ کے ساتھ منسوخ کر دو یہ حکم صحابہ کے لئے خاص تھا، کسی اور کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ حضور ﷺ نے یہ اس لئے کہا تھا تا کہ لوگوں

رکانہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تا کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کو ملیں تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے میں جلدی کی اور اپنے لشکر پر انہیں میں سے ایک آدمی کو قائم مقام بنایا تو اس امیر نے مالِ غنیمت میں سے ایک حلہ ہر آدمی کو دیا، جب لشکر قریب پہنچا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر سے ملاقات کے لئے نکلے تو کیا دیکھتے ہیں انہوں نے وہ جبے پہن رکھے ہیں، پوچھا تو ہلاک ہو یہ کیا کیا ہے؟ امیر نے جواب دیا میں نے قوم کو یہ لباس عطا کیا ہے تا کہ جب یہ لوگوں کے پاس پہنچیں تو خوبصورت لگیں۔ فرمایا تو ہلاک ہو، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے ہی اتر والو، لوگوں سے وہ حلے لے لیے اور انہیں مالِ غنیمت میں واپس کر دیا، لشکر نے اپنے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کے بارے میں شکایت کی۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر بن حزم نے سلیمان بن محمد بن کعب بن عجرہ سے وہ اپنی پھوپھی زینب بنت کعب سے روایت کرتے ہیں جو حضرت ابوسعید خدری کی زوجہ تھیں، وہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لئے اٹھے، میں نے آپ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ اے لوگو! حضرت علی کی شکایت نہ کرو اللہ کی قسم وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے راستے میں شکایت سے بھی زیادہ محتاط ہیں۔

خطبہ حجۃ الوداع

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے افعال حج جاری رکھے لوگوں کو افعال

کے دلوں سے دورِ جاہلیت کا عقیدہ ختم کر دیں کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا حرام ہے، وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے، وہ کہا کرتے تھے جب اونٹ کی پشت کا زخم ٹھیک ہو جائے اور سفر حج کا اثر مٹ جائے اور صفر گزر جائے تو جو عمرہ کرنا چاہے اس کے لئے عمرہ جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا حج منسوخ نہیں کیا تھا جس طرح آپ کے ساتھیوں نے کیا تھا کیونکہ آپ قربانی کا جانور ساتھ ساتھ لے گئے اور قلادہ پہنایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (بقرہ:۱۹۶) یہاں تک کہ ہدی اپنے مقام کو پہنچ جائے، جب حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو دیکھا کہ ان پر یہ اختلاف شاق گزرا ہے تو فرمایا اگر میں اس معاملہ کو پہلے جانتا جو میں نے بعد میں جانا ہے تو میں اسے عمرہ بنا دیتا اور میں ہدی کو ساتھ نہ ہانکتا۔ ہمارے شیخ ابوبکر نے کہا حضور ﷺ نے آسان امر کو چھوڑنے پر یہ

حج خود کر کے دکھائے، انہیں حج کی سنتوں کی تعلیم دی اور لوگوں کے سامنے وہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں بڑے بڑے امور کی وضاحت کی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اے لوگو میری بات غور سے سنو کیونکہ میں نہیں جانتا شاید اس سال کے بعد اس جگہ میں تم سے کبھی ملاقات کروں۔ اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اس طرح حرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے (یعنی تا قیامت) جس طرح آج کا دن تم پر حرمت والا ہے، جس طرح یہ مہینہ تم پر حرمت والا ہے، تم ضرور اپنے رب سے ملو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا یقیناً میں نے تمہیں پیغام حق پہنچا دیا ہے جس کے پاس کسی کی امانت ہو تو اس کے مالک کو وہ امانت واپس کرے، تمام سود منسوخ ہیں لیکن تمہارے اصل مال پر تمہارا حق ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔ اللہ کا فیصلہ ہے کہ سود کی اجازت نہیں اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کا تمام سود ختم کیا جاتا ہے۔ تمام وہ قصاص جو دورِ جاہلیت میں لوگوں کے ذمہ تھے وہ سب منسوخ ہیں، تمہارے قصاصوں میں سے سب سے پہلا قصاص جسے میں ختم کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا قصاص ہے اس نے بنولیث سے دودھ پیا تھا اور اسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ دورِ جاہلیت کے قصاصوں میں سے سب سے پہلے اسی قصاص کو میں ختم کرتا ہوں۔

اے لوگو! شیطان اس چیز سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے علاقہ میں اس کی عبادت کی جائے لیکن اگر اس کی دوسرے معاملات میں اطاعت کی جائے تو وہ ان اعمال کے ساتھ راضی ہو جائے گا جن اعمال کو تم حقیر جانتے ہو اس لئے اپنے دین کے معاملات میں شیطان سے محتاط رہو۔

اے لوگو! بے شک نسیئی (مہینوں کو آگے پیچھے کرنا) کفر میں زیادتی ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کافروں کو گمراہ کرتا ہے، وہ ایک سال مہینہ کو حلال قرار دیتے اور دوسرے سال اس کو حرام قرار دیتے تا کہ اس گنتی کو پورا کریں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جسے حرام کیا ہوتا ہے وہ اسے حلال کر دیتے ہیں اور جسے حلال قرار دیا ہوتا ہے اسے حرام قرار دیتے

ارشاد فرمایا نہ کہ اس چیز کو چھوڑنے پر جو زیادہ فضیلت کا حامل اور درست تھا۔ یہ بھی اس وجہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ نے صحابہ کو دیکھا کہ یہ اختلاف ان پر شاق گزرا ہے۔ حضور ﷺ کے صحابہ میں سے صرف حضرت طلحہ بن عبیداللہ قربانی کے جانور ساتھ لے گئے تھے۔ انہوں نے بھی اس وقت احرام کھولا جب قربانی کے جانور ذبح کئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے، قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی احرام کھولا۔

ہیں۔ زمانہ اس حالت پر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین پے در پے ہیں اور ایک رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔

اے لوگو! تمہارے عورتوں پر حقوق ہیں اور عورتوں کے تم پر حقوق ہیں، تمہارے ان پر یہ حقوق ہیں کہ وہ تمہارا بستر ان مردوں کے لئے نہ لگائیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارا ان پر یہ بھی حق ہے وہ بدکاری نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم انہیں اپنے بستروں سے الگ کر دو اور انہیں ایسا مارو کہ اس کا زخم جسموں پر ظاہر نہ ہو اگر وہ ایسا کرنے سے رک جائیں تو ان کے لئے رزق اور لباس اچھے انداز میں تم پر لازم ہے۔ عورتوں کو بھلائی کی وصیت کرو، بے شک وہ تمہارے ہاں قید ہیں وہ اپنے لئے کسی چیز کی مالک نہیں تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کا نام لے کر ان کی شرمگاہوں پر اپنے اوپر حلال کیا ہے۔

اے لوگو! میری بات خوب سمجھ لو تحقیق میں نے تمہیں پیغام حق پہنچا دیا ہے، میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اس کو پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، وہ اللہ کا قرآن اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

اے لوگو! میری بات سنو اور اس کو خوب سمجھو، جان لو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، کسی آدمی کے لئے اپنے بھائی کی کوئی چیز حلال نہیں مگر جو اس کا بھائی اسے خوشدلی سے دے، اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ اے لوگو کیا میں نے تمہیں پیغام حق پہنچا دیا ہے۔

میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ لوگوں نے کہا یقیناً (آپ نے پہنچا دیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔

رسول اللہ ﷺ کا منادی

ابن اسحاق نے کہا مجھے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے روایت نقل

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور ﷺ کا فرمان ذکر کیا ہے رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان۔ حضور ﷺ نے یہ ارشاد اس لئے فرمایا کیونکہ بنو ربیعہ رمضان کی حرمت کرتے تھے اور رمضان کو رجب کا نام دیتے تھے، یہ رَجَبْتُ الرَّجُلَ وَ رَجَبْتُهُ سے مشتق ہے، یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب تو اس کی تعظیم بجا لائے اور رَجَبْتُ النَّخْلَةَ سے مشتق ہے۔ یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں

کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفات میں تھے تو جو آدمی رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو بلند آواز سے دوسرے لوگوں تک پہنچاتا تھا وہ ربیعہ بن امیہ بن خلف تھا۔ رسول اللہ ﷺ اسے فرماتے کہو اے لوگو! رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کیا تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ ربیعہ اس بات کو دہراتے تو لوگ کہتے یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے انہیں کہو اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر تا قیامت حرام کئے ہیں جس طرح تم پر یہ مہینہ حرام ہے، پھر فرماتے کہو اے لوگو! اللہ کا رسول ارشاد فرماتا ہے کیا تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ تو ربیعہ بلند آواز سے اسے دہراتے تو لوگ کہتے یہ شہر حرام ہے، حرمت والا شہر ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا انہیں کہو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے اموال تا قیامت حرام کر دیئے ہیں جس طرح تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے، پھر فرماتے انہیں کہو اے لوگو! رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کیا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ تو وہ لوگوں سے یوں ہی کہتے لوگ جواب دیتے یہ حج اکبر کا دن ہے تو حضور ﷺ فرماتے ان لوگوں کو کہو اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور مال تا قیامت حرام کر دیئے جس طرح تمہارے لئے یہ دن حرمت والا ہے۔

ابن خارجہ کی روایت

ابن اسحاق نے کہا مجھے لیث بن ابی سلیم نے شہر بن حوشب اشعری سے وہ عمرو بن خارجہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجھے عتاب بن اسید نے ایک کام کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا جبکہ رسول اللہ ﷺ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے، میں آپ تک پہنچا پھر رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا جبکہ اونٹنی کی لگام میرے سر پر گر رہی تھی، میں نے آپ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کو اس کا حق دے دیا ہے، کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں بچہ خاوند کا ہوگا اور بدکار کے لئے پتھر ہے جس نے اپنے

جب تو اس سے ٹیک لگائے۔ حضور ﷺ نے یہ وضاحت کی کہ یہ رجب مضر ہے، رجب ربیعہ نہیں جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ حضور ﷺ کے فرمان ان الزمان قد استدار۔ کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ ابن ابی ربیعہ کا نام پہلے گزر چکا ہے جس نے بنو ہذیل میں دودھ پیا تھا، اس کا نام آدم تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے اس کا نام تمام تھا، اس کے قتل کا سبب ہذیل کے قبائل میں باہم جنگ بنی تھی، انہوں نے ایک دوسرے کی طرف پتھر پھینکے، بچے کو ایک پتھر آ لگا جبکہ وہ گھروں میں کھیل رہا تھا۔ زبیر نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی یا اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے نہ اضافہ کے ساتھ اور نہ ہی برابری کے ساتھ کوئی چیز قبول کرے گا۔

حج کے بعض افعال کی تعلیم

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مقامِ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو فرمایا یہ موقف ہے، مراد وہ پہاڑ تھا جس پر آپ جلوہ افروز تھے اور تمام مقام عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے، مزدلفہ کی صبح جب آپ قزح پہاڑ پر تشریف فرما تھے تو فرمایا یہ موقف ہے اور تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے پھر جب منیٰ میں قربانی کی جگہ قربانی کی تو فرمایا یہ قربانی کی جگہ ہے اور سارا منیٰ منحر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حج کیا اور لوگوں کو حج کے افعال دکھائے اور اللہ تعالیٰ نے حج کے جو افعال حاجیوں پر لازم کئے ہیں ان کی انہیں تعلیم دی جیسے مقام عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ، کنکریاں مارنا بیت اللہ شریف کا طواف کرنا، حج میں جو افعال حلال ہیں اور جو حاجیوں پر حرام ہیں سب کی تعلیم دی یہ اصل میں حجۃ البلاغ اور حجۃ الوداع تھا۔ یہ نام اس لئے دیا گیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بعد میں کوئی حج نہیں کیا۔

حضرت اسامہ بن زید کو فلسطین کے علاقہ میں بھیجنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ حج سے فارغ ہونے کے بعد واپس تشریف لائے۔ ذی الحجہ کے باقی ماندہ دن، محرم اور صفر مدینہ طیبہ میں گزارے، شام کی طرف

حضرت اسامہ کو بھیجنا

رسول اللہ ﷺ نے بہت بڑے لشکر پر حضرت اسامہ کو امیر بنایا انہیں یہ حکم بھی دیا کہ اُبنی پر صبح کے وقت حملہ کرے اور اسے ملیا میٹ کردے۔ ابنا یہ موتہ کے نزدیک ایک گاؤں ہے جہاں ان کے والد ماجد زید شہید ہوئے تھے۔ ان کی نوعمری کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اسی وجہ سے انہیں امیر بنایا تھا تاکہ وہ بدلہ لے۔ منافقوں نے ان کو امیر بنانے پر طعن کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم وہ امارت کا مستحق ہے اگرچہ اس کا باپ بھی اسی کا مستحق تھا، لوگوں نے ان کی امارت پر اس لئے اعتراض کیا تھا کیونکہ غلام بھی تھا اور نوعمر بھی، اس کی عمر صرف اٹھارہ برس تھی، آپ کی رنگت سیاہ تھی جبکہ آپ کے والد ماجد کا رنگ بالکل سفید تھا، یہ رنگ میں اپنی والدہ برکت کی طرف چلے گئے تھے۔ یہی ام ایمن ہے جس کا

ایک لشکر بھیجا جس پر اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور یہ بھی حکم دیا کہ فلسطین کے علاقہ بلقاء اور داروم کی طرف گھوڑ سوار دستے لے جائیں، لوگوں نے تیاری شروع کر دی اور حضرت اسامہ بن زید کے ساتھ اکثر مہاجرین سابقین بھی تیار ہوئے۔

حکمرانوں کے پاس قاصدوں کو روانہ کرنا

ابن ہشام نے کہا رسول اللہ ﷺ نے بادشاہوں کی طرف اپنے صحابہ میں سے قاصد بھیجے اور ساتھ ہی خطوط لکھ کر بھیجے تا کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔

واقعہ گزر چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے اور ان کی ناک پکڑتے تھے جبکہ وہ بالکل چھوٹے تھے اور ایک کپڑے میں ہوتے تھے، ایک دن یہ گر گئے اور ان کے سر میں زخم آیا، رسول اللہ ﷺ ان کا خون چوسنے لگے اور اسے کلی کرنے لگے۔ ارشاد فرماتے اگر اسامہ بچی ہوتے تو ہم اسے زیور پہناتے، یہاں تک کہ اس کے ساتھ نکاح میں رغبت کی جاتی۔ آپ ﷺ محبت کی وجہ سے انہیں حِبّ پکارتے یہ لفظ حُبّ سے مشتق ہے۔

غزوات کی تعداد

ابن اسحاق نے غزوات کی تعداد کا ذکر کیا ہے یہ کل چھبیس غزوات تھے۔ واقدی نے ستائیس ذکر کئے، یہ اختلاف اس وجہ سے ہوا کیونکہ غزوۂ خیبر غزوی وادی القری کے ساتھ متصل ہے۔ بعض علماء نے اسے ایک غزوہ اور بعض نے دو غزوے قرار دیئے ہیں۔ جہاں تک چھوٹے لشکروں کا معاملہ ہے ایک قول یہ کیا گیا ہے ان کی تعداد چھتیس ہے جس طرح کتاب میں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی تعداد اڑتالیس ہے، یہ واقدی کا قول ہے۔ مسعودی نے بعض علماء کی طرف یہ منسوب کیا کہ چھوٹے لشکروں کی تعداد ساٹھ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے نو غزوات میں جنگ کی۔ واقدی نے کہا گیارہ میں جنگ کی ان میں غابہ اور وادی قری بھی شامل ہے۔ واللہ اعلم

بادشاہوں کے پاس قاصدوں کی روانگی

اس میں حضرت مولف نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی حواری بھیجے تھے۔ حواریوں کے معنی میں جو صحیح ترین قول کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حواری سے مراد خالص ہے یعنی ہر چیز سے خالص اور صاف اسی سے حواری اور حور ہے۔ مفسرین کا قول ہے یہ مخلص لوگ تھے، یہ فصیح کلمہ ہے۔ ابو حنیفہ نے یہ شعر پڑھا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے ابوبکر ہذلی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے یہ دن اس عمرہ کے

خَلِیلِیَّ خُلْصَانِیَّ لَمْ یُبْقِ حبُّھا من القلب اِلَّا عُوْذًا سَلْبًا لَھَا

میرا دوست میرے لئے مخلص ہے اس کی محبت نے دل میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا مگر عوذ کو جو اس سے چھین لی گئی۔

العوذ اس چیز کو کہتے ہیں جسے چوپایہ نہ پا سکے کیونکہ وہ بلند ہوتی ہے یا ہدف میں ہوتی ہے گویا اس چیز نے چوپاؤں سے پناہ لے لی ہے۔

مسیح کا معنی

اس میں بہت زیادہ اقوال ہیں تاہم صحیح ترین قول یہ ہے کہ ان کی لغت میں مسیح سے مراد صدیق ہے، پھر عربوں نے اسے اپنی زبان میں استعمال کیا۔ حضرت مسیح نے حواریوں کو اس وقت بھیجا جب آپ کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا تھا اور اس آدمی کو سولی پر لٹکا دیا گیا تھا جس پر آپ کی شبیہ ڈالی گئی تھی۔ حضرت مریم صدیقہ اور ایک مجنونہ عورت حضرت مسیح نے جسے تندرست کر دیا تھا۔ یہ دونوں سولی کے پاس بیٹھ کر رونے لگیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وہ دکھ پہنچا تھا جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف اتارا گیا۔ پوچھا تم کس پر روتی ہو، دونوں نے کہا تم پر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے تو قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے سولی پر لٹکایا گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آسمانوں پر اٹھا لیا ہے اور مجھے عزتوں سے نوازا ہے اور ان پر میرا معاملہ مشتبہ کر دیا ہے، میری طرف سے میرے حواریوں کو پیغام پہنچا دو کہ رات کے وقت فلاں جگہ مجھے ملو۔ حواری اس جگہ آئے تو پہاڑ آپ کے اترنے کی وجہ سے بقعہ نور بن چکا تھا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دینے اور اپنے رب کی عبادت کا حکم دیا اور انہیں مختلف قوموں کی طرف بھیجا جس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں کا لباس عطا فرمایا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے گئے تو آپ فرشتوں کی صفات، انسانوں کے اوصاف، آسمانوں پر رہنے والے اور زمین سے تعلق رکھنے والے ہو گئے۔

ان قوموں میں سے ایک ایسی قوم کا بھی ذکر ہے جو لوگوں کو کھاتے، یہ اساودہ میں سے ہیں جس طرح طبری نے ذکر کیا ہے۔

ابن اسحاق نے حواریوں میں زریب بن برثملی کا ذکر کیا ہے، یہی وہ حواری ہے جو حضرت عمر رضی

بعد کا ہے جس میں آپ کو صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ سے روک دیا گیا تھا۔ فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے، میرے بارے میں اس طرح اختلاف نہ کرنا جس طرح حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اختلاف کیا تھا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے کیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اختلاف کیا تھا فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اسی چیز کی طرف دعوت دی جس طرف میں نے تم کو بلایا، جسے آپ نے قریبی

اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ نضلہ بن معاویہ نے اس کی آذان پہاڑ میں سنی اس سے گفتگو کی، وہ ایک عظیم الجثہ انسان تھا اس کا سر چکی کے پاٹ جتنا تھا۔ اس نے نضلہ اور اس کے لشکر سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو لشکر والوں نے بتایا آپ تو وصال فرما چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو لشکر والوں نے بتایا آپ بھی فوت ہو چکے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو لشکر والوں نے بتایا آپ زندہ ہیں اور ہم آپ کا لشکر ہیں تو اس نے لشکر والوں سے کہا۔ میری طرف سے آپ کو سلام کہنا پھر انہیں کہا میری طرف سے وصیتیں پہنچا دینا اور لوگوں کو کچھ کاموں سے ڈرانا اگر وہ کام حضرت محمد ﷺ کی امت میں پیدا ہو گئے تو قیامت قریب ہو جائے گی، ان میں ریشم پہننا، شراب پینا، مردوں کا مردوں اور عورتوں کا عورتوں پر اکتفاء کرنا۔

ان میں اس نے آلاتِ موسیقی، لونڈیوں اور دوسری چیزوں کا ذکر کیا، لشکر والوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں زریب بن برثملی ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہیں، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے زندہ رکھے یہاں تک کہ میں حضور ﷺ کی امت دیکھ لوں یا اس قسم کی کلام کی۔ میں نے حضرت محمد ﷺ کی امت تک پہنچنا چاہا مگر میں ایسا نہ کر سکا کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کفار رکاوٹ بن گئے۔

دارقطنی نے اس بارے میں مالک بن انس کے واسطہ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نضلہ سے فرمایا اگر تیری اس سے ملاقات ہو تو میرا اسے سلام کہنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اس پہاڑ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک وصی ہوتا ہے، اس بارے میں خبر مشہور ہے۔ اس بارے میں حدیث طویل ہے، ہم نے اسے مختصر بیان کیا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے وہ اب بھی زندہ ہے جس نے یہ کہا کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس فوت ہو چکے ہیں تو اس کے نزدیک زریب بھی فوت ہو چکا ہے کیونکہ وہ حدیث صحیح سے استدلال کرتے ہیں۔ صدی کے اختتام پر کوئی آدمی زمین پر نہ رہے گا جو اس پر پہلے موجود تھا۔

علاقوں کی طرف بھیجا تھا وہ تو خوش رہا اور سلامت رہا اور جسے آپ نے دور بھیجا اسے یہ بات پسند نہ آئی تو اس نے اپنے فریضہ میں تساہل سے کام لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس امر کی شکایت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کی تو سب سستی کرنے والے اس قوم کی زبان بولنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

قاصدوں کے نام

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے قاصدوں کو بھیجا تھا، ان کے پاس بادشاہوں کے لئے خطوط بھی تھے جن میں حضور ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔ حضور ﷺ نے

نجاشی اور قیصر کی طرف قاصد کی روانگی

حضرت مولف نے یہ ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ کو نجاشی کی طرف بھیجا جو کچھ ان میں گفتگو ہوئی ہم اس کا پہلے ذکر کر چکے ہیں، اسی طرح حضرت سلیط اور ہوذہ میں جو گفتگو ہوئی اس کا بھی ذکر کر چکے ہیں۔ نیز عبداللہ بن حذافہ اور کسریٰ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کا بھی ذکر کر چکے ہیں، ہم یہاں باقی ماندہ قاصدوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ان قاصدوں میں سے ایک حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی تھے، حضرت دحیہ قیصر روم کے پاس آئے۔ ہم اس سے پہلے دحیہ اور قیصر کا معنی ذکر کر چکے ہیں جب حضرت دحیہ قیصر کے پاس آئے تو قیصر سے کہا مجھے آپ کے پاس اس ہستی نے بھیجا ہے جو تم سے بہتر ہے اور جس ذات نے اسے مبعوث کیا ہے وہ اس سے اور تجھ سے بہتر ہے، اس کا نام سراپا رحمت ہے پھر اخلاص کے ساتھ جواب دو کیونکہ اگر تم عاجزی وانکساری کا اظہار نہیں کرو گے تو سمجھ نہ سکو گے اور اگر تم اخلاص سے کام نہیں لو گے تو انصاف نہیں کرو گے۔ قیصر نے کہا لاؤ، حضرت دحیہ نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ مسیح نماز پڑھا کرتے تھے، اس نے کہا ہاں۔ حضرت دحیہ نے کہا میں تمہیں اس ذات کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھتے تھے، میں تمہیں اس ذات کی طرف دعوت دیتا ہوں جس نے آسمان وزمین کی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی ان کے پیٹ میں تدبیر کی، میں تمہیں اس نبی امی کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی، اس کے بارے میں آپ کے پاس اتنا علم ہے جو آنکھوں سے دیکھنے اور خبر دینے سے کافی وشافی ہے، اگر تو اسے قبول کرلے تو دنیا وآخرت تیرے لئے ہے ورنہ آخرت تیرے ہاتھ سے نکل جائے گی اور دنیا میں تیرے ساتھ دوسرے لوگ بھی شریک ہوں گے۔ جان لو تیرا ایک رب ہے جو

حضرت دحیہ کلبی کو قیصر کے پاس بھیجا جو روم کا بادشاہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ

جابروں کو نیست و نابود کرتا ہے اور نعمتوں کو بدل دیتا ہے۔ قیصر نے خط لے لیا اسے اپنی آنکھوں اور سر پر رکھا اور اسے بوسہ دیا پھر کہا اللہ کی قسم میں نے ہر کتاب پڑھی اور ہر عالم سے سوال کیا میں نے خیر ہی دیکھی، مجھے مہلت دو تا کہ میں یہ معلوم کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس کے لئے نماز پڑھتے تھے اگر کسی وجہ سے میں آج تجھے جواب نہ دوں جس کے لئے کل کو میں آج سے بہتر رائے خیال کرتا ہوں پھر میں آج جواب دوں بعد میں اس سے رجوع کروں تو یہ چیز مجھے تکلیف دے گی نفع نہ دے گی۔ ٹھہرو یہاں تک میں غور کروں۔ وہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اس جہانِ فانی سے پردہ فرمایا۔ باقی واقعات غزوۂ تبوک میں مذکور ہیں وہاں سے دیکھ لو۔

مقوقس کی طرف قاصد

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ مقوقس کے پاس آئے اس کا نام جریج بن مینا تھا۔ حضرت حاطب نے مقوقس سے کہا تم سے پہلے ایک آدمی تھا جو یہ خیال کرتا تھا کہ وہ رب اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اگلے پچھلوں کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا۔ اس وجہ سے انتقام لیا اور اس سے انتقام لیا۔ دوسروں سے عبرت حاصل کرو غیر تجھ سے عبرت حاصل نہ کریں۔ مقوقس نے کہا خط لے آؤ، حضرت حاطب نے کہا وہ ایک ایسا دین ہے جسے تم نہیں چھوڑو گے مگر جس کے لئے چھوڑ رہے ہو وہ تیرے سابقہ دین سے بہتر ہے۔ وہ اسلام ہے باقی دینوں کے مقابلہ میں یہ دین اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کافی ہے۔ اس نبی مکرم نے لوگوں کو بلایا قریش آپ پر سب سے زیادہ سختی کرنے والے تھے اور یہودی سب سے زیادہ ظلم کرنے والے تھے اور نصرانی آپ کے سب سے قریبی تھے۔ میری زندگی کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو بشارت دی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت محمد علیہ السلام کے بارے میں بھی بشارت ایسی ہی تھی ہم جو تمہیں قرآن کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ ایسے ہی ہے جیسے تم تورات کے پیروکاروں کو انجیل کی طرف دعوت دیتے ہو، ہر نبی جس نے ایسی قوم کو پایا جو اس کی امت میں داخل تھی تو ان پر اس نبی کی اطاعت لازم تھی، تو بھی ان لوگوں میں سے ہے جسے اس نبی نے پالیا ہے، ہم تمہیں دین مسیح سے منع نہیں کرتے لیکن ہم تمہیں اسلام کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔ مقوقس نے کہا میں نے اس نبی کے معاملہ میں غور و فکر کیا ہے میں نے اسے اس حالت میں پایا کہ وہ پسندیدہ امر کا حکم دیتے ہیں اور ناپسندیدہ بات سے روکتے ہیں، میں نے آپ کو گمراہ، جادوگر، جھوٹا اور کاہن نہیں پایا۔ میں نے آپ کے ساتھ نبوت کی نشانی پائی ہے کیونکہ آپ مخفی امور کو ظاہر کرتے ہیں اور غیب کی

شاہ ایران کی طرف بھیجا۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبشہ کی طرف بھیجا، حضرت

خبریں دیتے ہیں میں اس پر ضرور غور وفکر کروں گا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت ابراہیم کی والدہ بطورِ تحفہ بھیجی جس کا نام ماریہ بنت شمعون تھا، ساتھ ہی اس کی بہن بھیجی جس کا نام سیرین تھا جو عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت کی والدہ تھی ایک غلام بھیجا جس کا نام مابور تھا، ایک خچر بھیجا جس کا نام دلدل تھا، ایک لباس اور شیشے کا پیالہ بھیجا جس میں حضور ﷺ پانی پیا کرتے تھے اور اپنا کاتب بھیجا۔

منذر بن ساوی کی طرف قاصد

حضرت علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی کی طرف بھیجا۔ حضرت علاء نے اسے کہا اے منذر تم بڑے دانشمند ہو، آخرت کو حقیر نہ جانو یہ آتش پرستی کا دین سب سے برا دین ہے اس میں عربوں جیسی عزت اور اہل کتاب جیسا علم نہیں۔ یہ لوگ ان عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جن سے نکاح کرنے سے حیاء آتی ہے، ایسی چیزیں کھاتے ہیں جن کے کھانے سے انسان نفرت کرتا ہے۔ دنیا میں یہ آگ کی عبادت کرتے ہیں جو آگ قیامت کے روز انہیں کھائے گی، نہ تم عقل سے عاری ہو اور نہ ہی رائے قائم کرنے سے قاصر ہو۔ دیکھو کیا وہ ذات جو جھوٹ نہ بولے اس کے بارے میں زیبا ہے کہ تو اس کی تصدیق نہ کرے اور جو خیانت نہ کرے اس کے بارے میں یہ زیبا ہے کہ تو اس کو امین نہ جانے اور جو وعدہ خلافی نہ کرے کیا اس کے بارے میں یہ زیبا ہے کہ تو اس پر اعتماد نہ کرے، اگر بات اسی طرح ہے اللہ کی قسم تو یہی وہ نبی ہے جس کے بارے میں کوئی دانشمند آدمی نہیں کہہ سکتا کاش جس امر کا آپ نے حکم دیا ہے اس سے آپ منع کرتے یا جس چیز سے آپ نے منع کیا ہے اس کا آپ حکم دیتے یا یہ کہے کاش وہ زیادہ معاف کر دیتے یا سزا میں کمی کر دیتے یا وہ یہ کہے کاش آپ سے یہ حکم دانشمندوں کی آرزو اور اہل بصیرت کی فکر کے مطابق ہوتا۔

منذر نے کہا جو امر میرے ہاتھ میں ہے اس کے بارے میں میں نے غور وفکر کیا ہے تو میں نے اسے دنیا کے لئے پایا ہے۔ آخرت کے بارے میں اس کا کوئی حصہ نہیں، میں نے تمہارے دین میں غور وفکر کیا ہے تو میں نے اسے دنیا و آخرت کے لئے پایا ہے، دنیا کی آرزوئیں اور موت کی راحت اس دین کے قبول کرنے سے میرے لئے مانع نہیں، پہلے میں ان لوگوں پر متعجب ہوتا تھا جو اس کو قبول کرتے اور آج میں ان لوگوں سے متعجب ہوں جو اس کو رد کر رہے ہیں جو یہ دین لایا ہے اس کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے قاصد کی تعظیم کی جائے۔ میں اس بارے میں ضرور غور وفکر کروں گا۔

حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس شاہ اسکندریہ کی طرف بھیجا۔ حضرت عمرو بن عاص سہمی کو جیفر اور عیاد

جنت کی چابی

حضرت علاء حضرمی کے بارے میں حضور ﷺ کا ایک فرمان یہ بھی منقول ہے کہ جب تم سے جنت کی چابی کے بارے میں پوچھا جائے تو کہنا اس کی چابی لا الہ الا اللہ ہے۔ بخاری شریف میں حضرت وہب سے کہا گیا کیا جنت کی چابی لا الہ الا اللہ نہیں تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں مگر ہر چابی کے دندانے بھی ہوتے ہیں، اگر تم ایسی چابی لاؤ جس کے دندانے بھی ہوں تو تیرے لئے تالا کھل جائے گا ورنہ تیرے لئے تالا نہیں کھلے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس کے سامنے حضرت وہب کا قول ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہب نے سچی بات کی ہے، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس کے دندانے کون سے ہیں پھر آپ نے نماز، روزہ اور اسلام کے احکام کا ذکر کیا۔

حضرت عمرو بن عاص، جلندی کے پاس آئے اسے کہا اے جلندی اگر تم ہم سے دور ہو مگر اللہ تعالیٰ سے دور نہیں ہو جو ذات تجھے تنہا پیدا کرنے والی ہے وہ اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی تنہا ہی عبادت کی جائے اور تو اسے اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے جو تیرے پیدا کرنے میں اس کے ساتھ شریک نہیں۔ یہ خوب جان لو کہ جس ذات نے تجھے زندگی عطا فرمائی ہے وہ تجھے موت بھی عطا فرمائے گی۔ جس نے تجھے پہلی دفعہ پیدا کیا وہ تجھے دوبارہ بھی پیدا فرما سکتا ہے، اس نبی امی میں غور وفکر کرو جو تمہارے پاس دنیا و آخرت کے احکام لایا ہے اگر وہ اس کے بدلے میں اجر کا طالب ہے تو بے شک اجر نہ دو یا کسی خواہش نفس کا میلان رکھتا ہے تو تب بھی اسے چھوڑ دو پھر اس پیغام حق میں غور کرو جو آپ لائے ہیں، کیا یہ دین اس کے مشابہ ہے جسے لوگ لائے ہیں اگر وہ لوگوں کے دین کے مشابہ ہے تو اس سے بالمشافہ پوچھ لو اور خوب چھان بین کر لو، اگر وہ مشابہ نہیں تو جو وہ کہتا ہے اسے قبول کر لو اور جس سے اس نے ڈرایا ہے اس سے ڈرو۔ جلندی نے کہا اللہ کی قسم اس نبی کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ جس بھلائی کے بارے میں حکم دیتا ہے تو سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتا ہے اور جس برائی سے منع کرتا ہے وہ خود سب سے پہلے اس کو چھوڑتا ہے۔ وہ غالب ہوتا ہے تو اتراتا نہیں، وہ مغلوب ہوتا ہے تو دل کی تنگی محسوس نہیں کرتا، وہ وعدہ کو پورا کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ راز ہی رہے گا اس پر وہی آگاہ ہوگا جو اس میں آپ کی شان کا ہم پلہ ہوگا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہے۔

ازدی کی طرف بھیجا جو دونوں جلندی کے بیٹے تھے جو عمان کے بادشاہ تھے۔ حضرت سلیط بن عمرو

شجاع اور جبلہ

حضرت شجاع، جبلہ بن ایہم کے پاس آئے جبلہ سے مراد جبلہ بن ایہم بن حارث بن ابی شمر ہے جبلہ وہی ہے جو پہلے مسلمان ہوا پھر اس تھپڑ مارنے کی وجہ سے نصرانی ہو گیا جس تھپڑ کے بارے میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی بارگاہ میں مقدمہ کیا گیا تھا اس کا قد بارہ بالشت تھا جب وہ سوار ہوتا تو اس کے قدم زمین پر لگتے تھے۔ حضرت شجاع نے جبلہ سے کہا اے جبلہ تیری قوم اس نبی کو اس کے گھر سے اپنے گھر لے آئی ہے یعنی انصار نے ایسا کیا ہے۔ انصار نے رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی ہے اور آپ کا دفاع کیا ہے۔ جس دین پر تم اب ہو تمہارے آباء کا دین نہیں لیکن تو شام کا بادشاہ ہے اور رومیوں کے پڑوس میں ہے اگر تو کسریٰ کا پڑوسی ہوتا تو عراق کا بادشاہ ہونے کی وجہ سے ایرانیوں کا دین اپنا لیتا۔

اگر ہم اسے تجھ پر فضیلت دیں تو یہ چیز تمہیں ناراض نہیں کرے گی اور اگر ہم تجھے اس پر فضیلت دیں تو یہ چیز تمہیں خوش نہ کرے گی، اگر تو اسلام قبول کر لے تو شامی تیری اطاعت کریں گے اور رومی تجھ سے خوفزدہ ہوں گے، اگر وہ اس طرح نہ کریں تو ان کے لئے دنیا ہو اور تیرے لئے آخرت ہوگی، تو نے مساجد کو گرجوں، اذان کو ناقوس اور جمعہ کو شعانین (1) اور قبلہ کو صلیب سے بدلنا چاہا ہے جبکہ جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہترین اور باقی رہنے والا ہے، جبلہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ بات پسند کی کہ تمام لوگ اس نبی پر اس طرح جمع ہو جائیں جس طرح آسمان و زمین کی تخلیق کے بارے میں متفق ہیں، مجھے اس بات سے بھی خوشی ہے کہ میری قوم آپ پر متفق ہوئی ہے، بت پرستوں اور یہودیوں سے ان کے جہاد سے بھی مجھے خوشی ہوئی اور ان کی نصاریٰ کی بقاء کی خواہش سے بھی مجھے مسرت ہوئی۔ قیصر نے غزوۂ موتہ کے موقعہ پر جنگ کے لئے مجھے کہا تھا مگر میں نے انکار کر دیا۔ قیصر نے مالک بن نافلہ جو سعد العشیرہ سے تعلق رکھتا تھا اس کو اس نے دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا لیکن میں صرف اسے حق خیال نہیں کرتا جو ماننے والے کو نفع دے اور نہ ہی صرف اسے باطل خیال کرتا ہوں جو ماننے والے کو نقصان دے جو چیز مجھے اس کی طرف مائل کرتی ہے وہ زیادہ قوی ہے بنسبت اس کے جو اس کے بارے میں کھٹکا پیدا کرتی ہے، میں اس کے بارے میں ضرور غور کروں گا۔

حضرت مہاجر اور ابن کلال

حضرت مہاجر بن امیہ، حارث بن عبد کلال کے پاس آئے اسے کہا اے حارث تم وہ پہلے شخص ہو

1۔ نصاریٰ کی ایک عید۔

جو بنو عامر بن لوی میں سے ایک تھے کو ثمامہ بن اثال اور ہوذہ بن علی حنفی کی طرف بھیجا جو یمن کے

جس پر نبی کریم ﷺ نے اپنے آپ کو پیش کیا مگر تو غلطی میں رہا، تو از روئے شرف کے عظیم بادشاہ ہے جب تو بادشاہوں کے غلبہ میں غور و فکر کرے تو بادشاہوں میں سے غالب بادشاہ میں غور و فکر و کر، اگر کوئی دن تجھے خوشی عطا کرے تو کل سے ڈر، تم سے قبل بھی بادشاہ گزرے ہیں ان کی حکومتیں چلی گئیں اور ان کی خبریں باقی رہ گئیں، وہ طویل عرصہ تک زندہ رہے طویل آرزوئیں رکھیں اور زادِ راہ تھوڑا اتیار کیا کسی کو طبعی موت نے آلیا اور کسی کو انتقام کی آگ کھا گئی۔ میں تجھے اس رب کی طرف دعوت دیتا ہوں جس نے اگر تیری ہدایت کا ارادہ کر لیا تو کوئی چیز تجھے ہدایت پانے سے نہیں روک سکتی، اگر اس نے تیرے بارے میں کوئی اور ارادہ کر لیا تو کوئی ذات تجھے اس سے بچا نہیں سکتی، میں تجھے اس نبی امی کی طرف بلاتا ہوں کہ جس چیز کا وہ حکم دیتا ہے اس سے حسین ترین کوئی چیز نہیں اور جس چیز سے وہ منع کرتا ہے اس سے قبیح ترین کوئی چیز نہیں۔ جان لو تیرا ایک رب ہے جو زندہ کو موت عطا کرتا ہے اور مردہ کو زندگی عطا کرتا ہے وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھید جانتا ہے۔ حارث نے کہا اس نبی نے اپنے آپ کو مجھ پر پیش کیا تھا لیکن میں نے قبول کرنے میں خطا کی جو بھی اس کی طرف گیا وہ اس کے لئے ذخیرہ ہے، آپ کا ہر حکم تمام حکموں سے سبقت لے جانے والا ہے، اسے ناامیدی نے آلیا ہے اور طمع اس سے غائب ہے، میری کوئی رشتہ داری نہیں جس پر میں اسے محمول کروں، نہ اس میں کوئی خواہش نفس شامل ہے جس کی میں اتباع کروں سوائے اس کے کہ میں اسے ایسا امر خیال کرتا ہوں جس میں جھوٹ کی آمیزش نہیں اور باطل اس طرف منسوب نہیں اس کا آغاز خوش کن ہے اور انجام نفع دینے والا ہے۔ میں اس میں غور کروں گا۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ نے قیصر کے پاس آمد کے وقت جو اشعار کہے ان میں سے یہ ہیں۔

اَلَا هَلْ اَتَاهَا عَلٰی نَاْیِهَا قَدِمْتُ • عَلٰی قَیْصَرِ

خبردار کیا اس کی دوری کے باوجود وہ اس کے پاس آیا، میں قیصر کے پاس آیا۔

فَقَدَّرْتُهٗ بِصَلٰوةِ الْمَسِیْـ حِ وَ کَانَتْ مِنَ الْجَوْهَرِ الْاَحْمَرِ

میں اس پر حضرت مسیح کی دعا کی وجہ سے غالب آگیا، وہ دعا سرخ جوہر تھی۔

وَ تَدْبِیْرُ رَبِّكَ اَمْرَ السَّمَا ءِ وَالْاَرْضِ فَاَغْضٰی وَ لَمْ یُنْکِرْ

تیرا رب جو آسمان و زمین کی تدبیر کرتا ہے اس نے آنکھ جھکا لی اور انکار نہ کیا۔

وَ قُلْتُ تُقِرُّ بِبُشْرَی الْمَسِیْـ حِ فَقَالَ سَاَنْظُرُ قُلْتُ اُنْظُرْ

میں نے کہا تو حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت کا اقرار کرتا ہے، اس نے کہا میں غور و فکر کروں گا

بادشاہ تھے۔ حضرت علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی عبدی شاہ بحرین کی طرف بھیجا اور شجاع بن وہب اسدی کو حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف بھیجا جو شام کے سرحدی علاقوں کا بادشاہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا حضور ﷺ نے شجاع بن وہب کو جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف بھیجا اور مہاجر بن ابی امیہ مخزومی کو حارث بن عبد کلال حمیری کو شاہ یمن کی طرف بھیجا۔

ابن ہشام نے کہا میں سلیط، ثمامہ، ہوذہ اور منذر کو بھول گیا۔

میں نے کہا غور وفکر کر۔

فَكَانَ يُقِرُّ بِاَمْرِ الرَّسُوْ لِ فَمَالَ اِلَى الْبَدَلِ الْاَعْوَرِ

وہ رسول اللہ ﷺ کے معاملہ کا اقرار کرتا تھا پس وہ کانے بدل کی طرف مائل ہو گیا۔

فَشَكَّ وَ جَاشَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ وَجَاشَتْ نُفُوْسُ بَنِى الْاَصْفَرِ

اس نے شک کیا اس کے نفس نے جوش مارا اور بنو اصفر کے نفوس بھی جوش میں آ گئے۔

عَلَى وَضْعِهٖ بِيَدَيْهِ الْكِتَا بَ عَلَى الرَّاسِ وَالْعَيْنِ وَالْمَنْخِرِ

کہ اس نے مکتوب اپنے ہاتھوں سے سر، آنکھ اور ناک پر رکھا۔

فَاَصْبَحَ قَيْصَرُ مِنْ اَمْرِهٖ بِمَنْزِلَةِ الْفَرَسِ الْاَ شْقَرِ

قیصر اپنے معاملہ میں اشقر گھوڑے کے مقام پر جا پہنچا۔

فرس اشقر سے وہ عربوں کی ضرب المثل مراد لیتا ہے، عرب کہتے ہیں۔

اَشْقَرُ اِنْ يَتَقَدَّمْ يُنْحَرْ وَ اِنْ يَتَاَخَّرْ يُعْقَر

وہ اشقر گھوڑا ہے اگر آگے بڑھے تو اس کا گلا کاٹا جاتا ہے اگر پیچھے ہٹے تو اس کے پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں۔

وَ هَلْ كُنْتَ اِلَّا مِثْلَ سَيِّقَةِ الْعِدَا اِنِ اسْتَقْدَمَتْ نَحْرٌ، وَاِنْ جِبَاتْ عَقْرٌ

میں نہیں تھا مگر اس کی مثل جسے دشمن نے ہانک دیا ہو، اگر آگے بڑھے تو گردن کٹتی ہے اگر پیچھے ہٹے تو پاؤں کٹتے ہیں۔

حارث سے مروی ایک روایت ہے جو مسند دحیہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرا یہ خط قیصر کے پاس لے جائے گا اس کے لئے جنت ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول ﷺ اگر وہ شہید نہ بھی کیا جائے تو آپ نے فرمایا اگرچہ اسے شہید نہ بھی کیا جائے تو ایک آدمی یعنی حضرت دحیہ اسے لے گیا۔

قاصد بھیجنے کی ابن حبیب کی روایت

ابن اسحاق نے کہا مجھے یزید بن حبیب مصری نے کہا کہ میں نے ایک تحریر دیکھی جس میں یہ ذکر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے شہروں اور عرب وعجم کے بادشاہوں کی طرف قاصد بھیجے اور اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھیجا تھا تو کیا کہا تھا۔ ابن حبیب نے وہ تحریر محمد بن شہاب زہری کی طرف بھیجی تو انہوں نے اس کو پہچان لیا، اس میں یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے انہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر اور تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ میری طرف سے لوگوں کو میرا پیغام پہنچاؤ، میرے بارے میں اسی طرح اختلاف نہ کرنا جس طرح حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا تھا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ان کا اختلاف کس طرح کا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں اسی طرح کی دعوت دی جیسی دعوت میں نے تم کو دی جو آپ کے قریب رہے تو انہوں نے پسند کیا اور اطاعت کی، جن کو دور بھیجا انہوں نے ناپسند کیا اور بات ماننے سے انکار کر دیا، اس امر کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی تو وہ اس طرح ہو گئے کہ ان میں سے ہر ایک ان لوگوں کی زبان بولنے لگا جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا ذکر

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن حواریوں اور پیروکاروں کو مختلف علاقوں کی طرف بھیجا تھا ان میں سے بطرس حواری کو روم کی طرف بھیجا گیا تھا اس کے ساتھ بولس تھا، بولس اتباع میں سے تھا، حواریوں میں سے نہیں تھا، اندرائس اور منتا کو اس علاقہ کی طرف بھیجا جہاں کے لوگ لوگوں کو کھا لیتے تھے، توماس کو مشرقی علاقہ میں ارض بابل کی طرف بھیجا ،فیلبس کو افریقہ کی طرف بھیجا، یحنس کو افسوس کی طرف بھیجا۔ یہ اصحاب کہف کی بستی تھی، یعقوبس کو یروشلم کی طرف بھیجا جو ایلیاء ہے، بیت المقدس کی بستی ہے، ابن ثلماء کو عربیہ کی طرف بھیجا گیا جو حجاز کا علاقہ ہے، سیمن کو بربروں کے علاقہ کی طرف بھیجا اور یہودا حواریوں میں سے نہیں تھا جسے یودس کی جگہ مقرر کیا گیا۔

تمام غزوات کا ذکر

ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ ہمیں زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحاق مطلبی سے بیان کیا کہ وہ غزوات جو رسول اللہ ﷺ نے خود لڑے ان کی تعداد ستائیس ہے۔ ۱۔ ان میں سے غزوۂ ودان یہی غزوہ ابواء ہے، ۲۔ غزوہ بواط جو رضوی کی ایک طرف ہوا، ۳۔ غزوۂ عشیرہ جو ینبع وادی میں ہوا، ۴۔ غزوہ بدر اولیٰ جس میں کرز بن جابر کا پیچھا کیا، ۵۔ غزوہ بدر کبریٰ جس میں اللہ تعالیٰ نے قریش کے سرداروں کو قتل کیا، ۶۔ غزوہ بنی سلیم یہاں تک آپ کدر جا پہنچے، ۷۔ غزوہ سویق جس میں ابوسفیان بن حرب کا پیچھا کیا گیا، ۸۔ غزوہ غطفان یہی غزوہ ذی امر ہے، ۹۔ غزوہ بحران جو حجاز میں ایک کان ہے، ۱۰۔ غزوہ احد، ۱۱۔ غزوہ حمراء الاسد، ۱۲۔ غزوہ بنی نضیر، ۱۳۔ غزوہ ذات الرقاع جو نخل سے ہوا، ۱۴۔ غزوہ بدر آخرہ، ۱۵۔ غزوہ دومۃ الجندل، ۱۶۔ غزوہ خندق، ۱۷۔ غزوہ بنی قریظہ، ۱۸۔ غزوہ بنی لحیان جو ہذیل سے ہوا، ۱۹۔ غزوہ ذی قرد، ۲۰۔ غزوہ بنی مصطلق جو خزاعہ سے ہوا، ۲۱۔ غزوہ حدیبیہ جس میں جنگ کا ارادہ نہیں تھا، مشرکوں نے آپ کا راستہ روک دیا تھا، ۲۲۔ غزوہ خیبر، ۲۳۔ عمرہ قضاء، ۲۴۔ غزوہ فتح مکہ، ۲۵۔ غزوہ حنین، ۲۶۔ غزوہ طائف، ۲۷۔ غزوہ تبوک۔ ان میں سے نو میں آپ نے جنگ کی غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ قریظہ، غزوہ مصطلق، غزوہ خیبر، غزوہ فتح، غزوہ حنین، غزوہ طائف۔

تمام سرایا اور بعوث کا ذکر

حضور ﷺ کے بعوث اور سرایا کی تعداد اڑتالیس تھی۔ کچھ بعث(1) تھے اور کچھ سریہ(2) تھے۔ جنگ عبید بن حارث جو ثنیہ ذی مروہ کی نچلی جانب ہوئی، جنگ حمزہ بن عبدالمطلب جو عیص کی جانب ساحل سمندر پر ہوئی۔ بعض علماء جنگ حمزہ بن عبدالمطلب کو غزوہ عبیدہ سے پہلے

غزوۂ عمر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جنگ کا ذکر کیا ہے جو تربہ میں ہوئی، یہ لفظ تُرَبَہ ہے یہ خثعم کا علاقہ ہے اس میں ایک ضرب المثل مشہور ہے صادف بَطْنُه بَطْنَ تُرَبَةَ۔ اس سے مراد وہ شادابی اور خوشحالی لیتے ہیں۔ بکری نے کہا اسی طرح عرنہ کا لفظ راء کے فتحہ کے ساتھ ہے جو مقام عرفات کے قریب ہے۔

1۔ وہ جماعت جسے دشمن کی طرف روانہ کیا گیا مگر جنگ مقصود نہ تھی۔

2۔ وہ لشکر جسے جنگ کے لئے روانہ کیا گیا اور حضور ﷺ نے خود شرکت نہ فرمائی ہو۔

رکھتے ہیں۔ جنگ سعد بن ابی وقاص جوخرار کے مقام پر ہوئی، جنگ عبداللہ بن جحش جونخلہ کے مقام پر ہوئی، جنگ زید بن حارثہ جوقردہ کے مقام پر ہوئی۔ جنگ محمد بن مسلم جوکعب بن اشرف سے ہوئی، جنگ مرثد بن ابی مرثد غنوی جورجیع کے مقام پر ہوئی، جنگ منذر بن عمرو جوبئر معونہ پر ہوئی، جنگ ابوعبیدہ بن جراح جوذی قصہ میں ہوئی جوعراق کے راستہ پر ہے۔ جنگ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جوتربہ کے مقام پر ہوئی جو بنو عامر کے علاقہ میں ہے۔ جنگ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جویمن میں ہوئی اور جنگ غالب بن عبداللہ کلبی جوکدید کے مقام پر ہوئی، اس سے مراد کلب لیث ہے جس نے بنی ملوح کو قتل کیا۔

ابن برصاء کا معاملہ

اس کا واقعہ یہ ہے کہ یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے مجھے مسلم بن عبداللہ بن حبیب جہنی سے وہ منذر سے وہ جندب بن مکیث جہنی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کلبی جوکلب بن عوف بن لیث سے تعلق رکھتا تھا کو ایک سریہ میں روانہ کیا جس میں میں بھی شامل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ بنی ملوح پر شب خون مارے جبکہ وہ کدید کے مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں، ہم روانہ ہوئے جب کدید کے مقام پر تھے تو ہم حارث بن مالک سے ملے یہی ابن برصاء لیثی ہے، ہم نے اسے پکڑ لیا اس نے کہا میں تو اسلام کی نیت سے آیا ہوں، میں تو رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کے لئے گھر سے چلا ہوں، ہم نے اسے کہا اگر تو مسلمان ہے تو ایک رات کی قید تمہیں کچھ نقصان نہ دے گی، اگر تو کسی اور حالت پر ہے تو ہم اس کی تسلی کرلیں گے، ہم نے اسے رسیوں سے باندھ دیا پھر ہم نے اپنا ایک ساتھی اس کی نگہبانی کے لئے چھوڑ دیا اور اس سے کہا اگر یہ تجھ سے مقابلہ کرے تو تو اسے قتل کر دینا۔

ابن مکیث کی مصیبت

ہم چلے تو شام کے غروب ہونے کے وقت کدید پہنچے، ہم وادی کی ایک جانب تھے میرے ساتھیوں نے مجھے حالات سے آگاہ ہونے کے لئے بھیجا، میں چلا یہاں تک کہ میں ایک ٹیلہ پر آیا جو چشمہ پر جھکا ہوا تھا، میں اس پر چڑھا اور اس کی چوٹی پر پہنچا میں نے چشمہ کی طرف دیکھا اللہ کی قسم میں ٹیلہ سے چمٹا ہوا تھا کہ ایک آدمی اپنے خیمہ سے نکلا اس نے اپنی بیوی سے کہا میں اس ٹیلہ پر ایک نشان سا دیکھتا ہوں جسے میں نے دن کے پہلے حصہ میں نہیں دیکھا، اپنے سامان کو

دیکھو کیا اس میں سے کوئی چیز گم پاتی ہے، کہیں کتے کوئی چیز نہ لے گئے ہوں، اس عورت نے سامان دیکھا کہا اللہ کی قسم میں تو کسی چیز کو گم نہیں پاتی تو اس آدمی نے کہا مجھے میری کمان اور دو تیر لا کر دو، اس عورت نے اسے وہ چیزیں دیں، اس نے تیر پھینکا اللہ کی قسم وہ میرے ایک پہلو میں آ کر لگا میں اسے نکالتا ہوں اور اسے ایک طرف رکھ دیتا ہوں اور اپنی جگہ ہی ٹھہرا رہتا ہوں پھر وہ دوسرا تیر اپھینکتا ہے تو میرے کندھے پر آ کر لگتا ہے میں اسے نکالتا ہوں اور اسے رکھ لیتا ہوں اور اپنی جگہ ڈٹا رہتا ہوں تو اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر یہ دشمن کا جاسوس ہوتا تو ضرور حرکت کرتا، تیرا باپ نہ رہے میرے دونوں تیر اسے جا کر لگے ہیں جب صبح ہو تو انہیں تلاش کرنا اور انہیں لے آنا کہیں کتے انہیں خراب نہ کر دیں پھر وہ خیمہ میں داخل ہو گیا۔

مسلمانوں کا مال غنیمت حاصل کرنا

ہم نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ انہیں اطمینان ہو گیا اور وہ سو گئے، سحری کا وقت ہو گا کہ ہم نے ان پر شب خون مارا، ہم نے انہیں قتل کیا اور ان کے اونٹ آگے لگا لئے۔قوم کا منادی نکلا وہ ایسا لشکر لے آیا جس کے مقابلہ کی ہم میں طاقت نہ تھی، ہم اونٹ لے کر چلتے رہے اور ابن برصاء اور اس کے ساتھی کے پاس سے گزرے، ان دونوں کو بھی ساتھ لے لیا، قوم نے ہمیں آلیا اور وہ بالکل ہمارے قریب ہو گئے، ہمارے اور ان کے درمیان صرف وادی کدید تھی۔ اللہ تعالیٰ نے وادی میں سیلاب بھیج دیا، نہ ہم نے کوئی بادل دیکھا اور نہ ہی بارش۔ اللہ تعالیٰ ایک ایسی شئے لے آیا جس کے مقابلہ کی کسی میں قوت نہ تھی اور نہ ہی اس سے گزرنے پر کوئی قادر تھا، وہ ہمیں دیکھتے رہ گئے جبکہ ہم ان کے اونٹ ہانک کر لے جا رہے تھے، ان میں کوئی بھی ہماری طرف آنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا جبکہ ہم جلدی جلدی اونٹ ہانک کر لئے جا رہے تھے یہاں تک کہ ہم بچ کر نکل آئے اور وہ ہمیں پکڑ نہ سکے۔

ہم ان اونٹوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

اس جنگ میں مسلمانوں کا نعرہ

ابن اسحاق نے کہا مجھے بنو اسلم کے ایک آدمی نے بنو اسلم کے ایک آدمی سے ہی بیان کیا ہے کہ اس رات مسلمان مجاہدین کا نعرہ أَمِتْ، أَمِتْ، مار ڈالو، مار ڈالو تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک یہ رجزیہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

اَبَی اَبُوْ الْقَاسِمِ اَنْ تَعزَبِیْ　فِیْ خَضِلٍ نَبَاتُهٗ مُغْلَوْلِبِ

ابوالقاسم نے اس بات سے انکار کیا کہ اس رات لائے جانے والے اونٹ ایسی چراگاہ میں غائب ہو جائیں جس میں تر و تازہ گھاس وافر مقدار میں موجود ہے۔

صُفْرًا عَالِیْهِ کَلَوْنِ الْمُذْهَبِ

اس کی بالائی شاخیں سونے کے رنگ کی طرح زرد ہو چکی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا اسے کلون الذھب کے الفاظ سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

غزوات کا باب ختم ہوا، اب میں سرایا اور بعوث کے ذکر کی طرف لوٹتا ہوں۔

باقی جنگوں کا ذکر

ابن اسحاق نے کہا جنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب جو بنی عبداللہ بن سعد سے ہوئی جو فدک کے رہنے والے تھے۔ جنگ ابوالعوجاء سلمی جو بنوسلیم کی سرزمین میں ہوئی جہاں وہ اور اس کے ساتھی مارے گئے، عکاشہ بن محصن کی جنگ جو غمرہ کے مقام پر ہوئی، ابی سلمہ بن عبدالاسد کی جنگ جو قطن کے مقام پر ہوئی جو نجد کی ایک جانب بنی اسد کا ایک چشمہ ہے جہاں مسعود بن عروہ شہید ہوئے، محمد بن مسلمہ جو بنو حارثہ سے تعلق رکھتے تھے کی جنگ جو ہوازن کے علاقہ میں قرطاء کے مقام پر ہوئی، بشیر بن سعد بن مرہ کی جنگ جو فدک کے مقام پر ہوئی، بشیر بن سعد کی جنگ جو خیبر کی ایک طرف ہوئی، حضرت زید بن حارثہ کی جنگ جو جموم کے مقام پر ہوئی جو بنوسلیم کی سرزمین ہے، زید بن حارثہ کی جنگ جو حشین کے علاقہ میں جذام کے مقام پر ہوئی۔

ابن ہشام نے خود اور امام شافعی نے عمرو بن حبیب کے واسطہ سے ابن اسحاق سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ حسمی کا علاقہ تھا۔

حضرت زید بن حارثہ کی جذام کے ساتھ جنگ

ابن اسحاق نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے جذام کے علماء سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ رفاعہ بن زید جذامی جب رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس پہنچے تاکہ انہیں اسلام کی دعوت دیں، انہوں نے دعوت قبول کر لی، تھوڑے وقت کے بعد حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی قیصر شاہ روم کے پاس سے یہاں آئے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں قیصر روم کے پاس بھیجا تھا، ان کے ساتھ تجارت کا سامان بھی تھا جب یہ جذام کی وادیوں میں

سے ایک وادی میں تھے جس وادی کو شنار کہتے تو حضرت دحیہ بن خلیفہ پر ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن ہنید نے شب خون مارا، دونوں ضلیعی تھے اور ضلیع جذام کا ایک چھوٹا قبیلہ تھا، ان دونوں نے تمام سامان لوٹ لیا، یہ خبر ضبیب تک پہنچ گئی جو حضرت رفاعہ بن زید کا قبیلہ تھا جو مسلمان ہو چکے تھے اور دعوتِ حق کو قبول کر چکے تھے وہ ہنید اور اس کے بیٹے کی طرف چل پڑے، بنوضبیب کے ان افراد میں نعمان بن ابی جعال بھی تھا یہاں تک کہ ان سے مڈبھیڑ ہوگئی، باہم لڑائی ہوئی اس روز قرہ بن اشقر ضناوی ثم ضلعی نے خاندانی نسبت کا اظہار کیا اور کہا میں ابن لبنی ہوں اور نعمان بن ابی جعال کو تیر امارا جو اس کے گھٹنے پر لگا جب اسے تیر لگا تو کہا اسے لو میں ابن ابی لبنی ہوں، اس کی ماں کو لبنی کہا جاتا۔ حسان بن ملۃ ضبیبی اس سے قبل حضرت دحیہ بن خلیفہ کے ساتھ رہا تھا اور حضرت دحیہ نے اسے سورۃ فاتحہ کی تعلیم دی تھی۔

ابن ہشام نے کہا یہ بھی کہا جاتا ہے قرہ بن اشقر ضفاری اور حیان بن ملہ۔

مسلمانوں کی کفار پر فتح

ابن اسحاق نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے بنوجذام کے آدمیوں سے یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ مسلمانوں نے ہنید اور اس کے بیٹے سے تمام مال نکلوا لیا اور حضرت دحیہ کو دے دیا۔ حضرت دحیہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو سب کچھ بتایا اور آپ سے ہنید اور اس کے بیٹے سے بدلہ کا تقاضا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو روانہ کیا یہی چیز جذام سے زید کی جنگ کا باعث بنی، آپ کے ساتھ ایک لشکر بھی روانہ کیا جب حضرت رفاعہ بن زید رسول اللہ ﷺ کا خط لائے تو اس وقت جذام میں سے بنوغطفان، بنووائل اور جو لوگ سلامان سے تعلق رکھتے تھے اور سعد بن ہذیم نے حرہ رجلاء کا قصد کیا یہاں تک کہ حرہ میں آکر مقیم ہو گئے جبکہ حضرت رفاعہ کراع ربہ میں تھے انہیں دوسرے لوگوں کے بارے میں کچھ علم نہ تھا جبکہ ان کے ساتھ بنوضبیب کے کچھ لوگ تھے جبکہ باقی بنوضبیب وادی مدان میں تھے جو حرہ کی ایک جانب ہے جو مشرق کی جانب بہتی ہے۔ حضرت زید بن حارثہ کا لشکر اولاج آیا اور حرہ کی طرف سے ماقص پر شب خون مارا انہوں نے جو مال اور لوگ پائے انہیں جمع کیا۔ ہنید، اس کے بیٹے اور بنواحنف کے دو آدمی قتل کیے۔

ابن ہشام نے کہا بنواحنف کے دو آدمی قتل کیے۔

حسان اور انیف کا واقعہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں یہ بھی کہا کہ بنو ضبیب کے دو آدمی بھی قتل ہوئے۔ جب اس بارے میں بنو ضبیب اور اس لشکر نے سنا جو مدان کے جنگل میں تھا تو ان میں سے ایک جماعت گھوڑوں پر سوار ہوئی ان سواروں میں سے حسان بن ملہ بھی تھا جو سوید بن زید کے گھوڑے پر سوار تھا جس گھوڑے کا نام عجاجہ تھا اور انیف بن ملہ بھی تھا جو ملۃ کے گھوڑے پر سوار تھا جسے رغال کہتے۔ ابو زید بن عمرو بھی تھا جو شمر نامی گھوڑے پر سوار تھا، یہ چلے یہاں تک کہ لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ ابو زید اور حسان بن ملہ نے انیف بن ملہ سے کہا تو رک جا اور ہم سے دور ہو جا کیونکہ ہمیں تیری زبان سے ڈر لگتا ہے، وہ ان کے ساتھ جانے سے رک گیا، وہ زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ انیف کا گھوڑا اگلے پاؤں سے زمین کریدنے لگا اور اچھلنے لگا تو انیف نے گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہا جتنا تو ان گھوڑوں کا حریص ہے میں ان دونوں سواروں کا تجھ سے زیادہ حریص ہوں، اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی یہاں تک کہ دونوں تک جا پہنچا، دونوں نے اس سے کہا جو کچھ تو نے کیا سو کیا اب اپنی زبان روکے رکھنا، آج ہمارے لئے کوئی مصیبت نہ کھڑی کر دینا، انہوں نے باہم یہ طے کیا کہ صرف حسان بن ملہ ان سے گفتگو کرے گا، دورِ جاہلیت میں ان میں ایک لفظ معروف تھا جب کوئی آدمی کسی پر تلوار کا وار کرنا چاہتا تو کہتا بوری یا ثوری۔ جب یہ لوگ لشکر کے سامنے ہوئے تو لشکر نے انہیں گھیر لیا، حسان نے لشکر والوں سے کہا ہم تو مسلمان ہیں سب سے پہلے جو آدمی انہیں ملا وہ ایک سیاہ گھوڑے پر سوار تھا، وہ انہیں آگے لگا کر چلنے لگا۔ انیف نے کہا بوری حسان نے کہا ٹھہرو، جب یہ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے، حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں۔ حضرت زید نے ان سے کہا سورۃ فاتحہ پڑھ کر سناؤ، حسان نے سورۃ پڑھ دی۔ زید بن حارثہ نے کہا لشکر میں اعلان کر دو یہ لوگ جہاں سے آئے ہیں اس تک کا علاقہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر حرام کر دیا ہے مگر جو بدعہدی کرے (اس کا خون معاف ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری اور ابو جعال کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا کیا دیکھتے ہیں کہ حسان بن ملہ کی بہن جو ابی وبر بن عدی بن امیہ بن ضبیب کی بیوی تھی قیدیوں میں شامل ہے۔ بہن نے بھائی کی کمر کو دونوں طرف سے پکڑ لیا، ام فزر ضلعیہ نے کہا کیا تم اپنی بیٹیوں کو لئے جا رہے ہو اور اپنی ماؤں کو چھوڑے جا رہے ہو تو بنو

خصیب کے ایک آدمی نے کہا یہ بنوضبیب ہیں اور آج تک ان کی زبان کا جادو جاری وساری ہے، کسی لشکری نے یہ جملہ سن لیا اور حضرت زید بن حارثہ کو اس کے بارے میں خبر دی اور حسان کی بہن کے بارے میں بتایا، اس کی کمر سے اس کے ہاتھ چھڑا دیئے گئے اور اس عورت سے کہا اپنی رشتہ دار عورتوں کے ساتھ بیٹھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ فرمائے۔ وہ لوگ واپس چلے گئے۔ حضرت اسامہ نے اپنے لشکر کو اس وادی میں جانے سے منع کر دیا جس وادی سے وہ آتے تھے، وہ شام کو اپنے گھروں میں پہنچے اور سوید بن زید کی اونٹنیوں کا دودھ دھویا، جب ان کا دودھ پی چکے تو اونٹوں پر سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے اس وقت رفاعہ بن زید کے پاس جانے والوں میں ابوزید بن عمرو، ابوشماس بن عمرو، سوید بن زید، بعجہ بن زید، برذع بن زید، ثعلبہ بن زید، مخربہ بن عدی، انیف بن ملہ، حسان بن ملہ تھے۔ صبح کے وقت وہ رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے جو حرہ کی پشت پر کراع ربہ میں ایک چشمہ پر تھے جو حرہ لیلیٰ میں واقع تھا۔ حسان بن ملہ نے رفاعہ بن زید سے کہا تو یہاں بیٹھا دودھ دوھ رہا ہے جبکہ جذام کی عورتیں قیدی بنائی جا چکی ہیں جنہیں اس خط نے دھوکہ میں رکھا جو تو ساتھ لایا تھا۔ رفاعہ بن زید نے اپنا اونٹ منگوایا وہ اس پر کجاوا باندھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

هَلْ اَنْتَ حَيٌّ اَوْ تُنَادِي حَيًّا۔ کیا تو زندہ ہے یا زندہ کو بلا رہا ہے۔

پھر وہ صبح صبح حرہ کی پشت کی جانب سے اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ امیہ بن ضفارہ کے پاس گئے جو خصیبی مقتول کا بھائی تھا، وہ تین دن تک مدینہ طیبہ کی طرف سفر کرتے رہے جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور مسجد تک پہنچے تو ایک آدمی نے انہیں دیکھا اور کہا اپنے اونٹوں کو نہ بٹھانا ورنہ ان کی کونچیں کاٹ دی جائیں گی، وہ اونٹوں سے کھڑے کھڑے اتر پڑے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے انہیں دیکھ لیا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ لوگوں کے پیچھے سے آؤ۔ جب رفاعہ بن زید نے بات کرنا چاہی تو لوگوں میں سے ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ جادوگر ہیں یہ بات اس نے دو دفعہ دہرائی۔ رفاعہ بن زید نے کہا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جس نے آج ہمیں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیا پھر رفاعہ نے وہ خط رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں واپس کیا جو حضور ﷺ نے ان کے لئے لکھا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خط لے لیجئے اس کی تحریر پرانی ہو گئی اور نقض عہد قریب ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نوجوان اس خط کو پڑھو اور اس کا اعلان کرو جب رفاعہ نے خط پڑھا تو

آپ نے واقعہ پوچھا لوگوں نے آپ کو سب بات بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مقتولوں کا کیا فیصلہ کروں۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔ رفاعہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ بہتر جانتے ہیں ہم حلال چیز آپ پر حرام نہیں کر سکتے اور حرام چیز آپ پر حلال نہیں کر سکتے۔ ابوزید بن عمرو نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو زندہ ہیں انہیں چھوڑ دیجئے اور جو قتل ہو چکے ہیں وہ میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوزید نے سچی بات کی۔ اے علی ان کے ساتھ سوار ہو جاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت زید میری بات نہ مانیں گے، فرمایا میری تلوار لے لو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی تلوار عطا فرمائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو سواری ہی نہیں جس پر میں سوار ہوں تو لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر سوار کیا جس اونٹ کا نام مکحال تھا، لوگ نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زید بن حارثہ کا قاصد ابی وبر کے اونٹ پر سوار ہو کر آ رہا ہے جس اونٹ کا نام شمر تھا، لوگوں نے اسے اونٹ سے اتار دیا، اس نے پوچھا اے علی میرے ساتھ یہ کیا سلوک کیا جا رہا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ان کا مال ہے انہوں نے اسے پہچان لیا ہے اور مال لے لیا ہے پھر یہ لوگ چلے اور لشکر کو فیفاء فحلتین میں ملے جو کچھ ان کے پاس ان کا مال تھا سب لے لیا یہاں تک کہ انہوں نے عورتوں کے کجاوے کے نیچے سے لبدہ بھی نکال لیا۔ جب یہ لوگ اپنے کام سے فارغ ہوئے تو ابوجعال نے کہا۔

وَ عَاذِلَةٍ وَ لَمْ تَعْذِلْ بِطِبٍّ وَ لَوْ لَا نَحْنُ حُشَّ بِهَا السَّعِيْرُ

کتنی ہی ملامت کرنے والی عورتیں ہیں جنہوں نے نرمی سے ملامت نہیں کی، اگر ہم نہ ہوتے تو ان پر جنگ کی آگ بھڑکا دی جاتی۔

تُدَافِعُ فِي الْاَسَارٰى بِابْنَتَيْهَا وَ لَا يُرْجٰى لَهَا عِتْقٌ يَسِيْرُ

یہ قیدیوں میں رہ کر اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ جھگڑتی رہتیں اور ان کی آزادی کی معمولی سی امید بھی نہ ہوئی۔

وَ لَوْ وُكِلَتْ اِلٰى عُوْصٍ وَ اَوْسٍ لَحَارَبِهَا عَنِ الْعِتْقِ الْاُمُوْرُ

اگر یہ عوص اور اوس کے حوالے کر دی جاتیں تو ان کی آزادی کے معاملات دگرگوں ہو جاتے۔

وَ لَوْ شَهِدَتْ رَكَائِبَنَا بِبِصْرٍ تُحَاذِرُ اَنْ يُعَلَّ بِهَا الْمَسِيْرُ

اگر یہ شہر میں ہماری سواریاں دیکھ لیتیں تو اس بات سے ڈر جاتیں کہ انہیں دوبارہ سفر کرایا

جائے گا۔

وَرَدْنَا مَاءَ يَثْرِبَ عَنْ حِفَاظٍ لِرِبْعٍ اِنَّهُ قَرَبٌ ضَرِيْرُ

ہم یثرب کے چشمہ پر چار دن کے بعد غصے سے وارد ہوئے پانی کی تلاش میں یہ سفر بہت مشکل تھا۔

بِكُلِّ مُجَرَّبٍ نَهْلٍ عَلٰى اَقْتَادِ نَاجِيَةٍ صَبُوْرُ

تجربہ کار سخت آدمی کے ساتھ جیسے بھیڑیا ہو جو تیز رفتار صابر اونٹنی کے کجاوے پر تھے۔

فِدًى لِاَبِىْ سُلَيْمٰى كُلُّ جَيْشٍ بِيَثْرِبَ اِذْ تَنَاطَحَتِ النُّحُوْرُ

ابی سلیمی پر ہر لشکر قربان ہو جاتا جب یثرب میں سینے ایک دوسرے سے متصادم ہوتے۔

غَدَاةَ تَرَى الْمُجَرَّبَ مُسْتَكِيْنًا خِلَافَ الْقَوْمِ هَامَتُهٗ تَدُوْرُ

اس صبح تو تجربہ کار آدمی کو نہایت ذلیل پاتا اس قوم کے خلاف اور ان کے سر گردش کر رہے ہوتے۔

ابن ہشام نے کہا وَلَا يُرْجٰى لَهَا عِتْقٌ يَسِيْرُ۔ اور اس کا قول عن العتق الامور۔ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے لوگوں سے مروی ہے۔ یہ جنگ مکمل ہوئی ہم پھر سرایا اور بعوث کے ذکر کی طرف لوٹتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا زید بن حارثہ کی یہ جنگ نخل کی ایک جانب طرف کے مقام پر ہوئی جو عراق کے راستہ میں ہے۔

بنی فزارہ کے ساتھ جنگ

حضرت زید بن حارثہ نے وادی قری میں بھی جنگ کی جس میں ان کا مقابلہ بنی فزارہ سے ہوا وہاں آپ کے کچھ ساتھی شہید ہوئے جبکہ حضرت زید شہداء میں شدید زخمی پڑے تھے، یہیں ورد بن عمرو مداش شہید ہوئے جو بنو سعد بن ہذیل میں سے تھے جسے بنو بدر کے ایک آدمی نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا یہ سعد بن ہذیم ہے۔

ابن اسحاق نے کہا جب حضرت زید بن حارثہ واپس آئے تو انہوں نے قسم اٹھائی کہ جب تک وہ فزارہ سے جنگ نہیں کر لیں گے وہ غسل جنابت نہیں کریں گے۔ جب یہ زخموں سے جانبر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک لشکر کے ساتھ بنو فزارہ کی طرف بھیجا۔ حضرت زید نے وادی قری میں ان سے جنگ کی اور ان کے بہت سارے آدمی مار ڈالے۔ قیس بن مسحر یعمری

نے مسعدہ بن حکم بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا اس میں ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر گرفتار کی گئی جو بہت بوڑھی تھی اور مالک بن حذیفہ بن بدر کے عقد میں تھی، نیز اس کی بیٹی کو گرفتار کر لیا ساتھ ہی عبداللہ بن مسعدہ کو گرفتار کر لیا۔ حضرت زید بن حارثہ نے قیس بن مسحر کو حکم دیا کہ وہ ام قرفہ کو قتل کر دے تو اس نے بڑی سختی کے ساتھ اسے قتل کر دیا پھر یہ لشکر ام قرفہ اور ابن مسعدہ کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

ام قرفہ

ام قرفہ کی بیٹی حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع کے لئے ہو گئی اسی نے اسے پکڑا تھا، ام قرفہ اپنی قوم کی معزز ترین عورت تھی۔ عرب کہا کرتے تھے اگر تو ام قرفہ کا بیٹا ہوتا تب بھی اس سے زیادہ نہ پاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمہ سے اس کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا پھر حضور ﷺ نے اسے اپنے ماموں حزن بن وہب کو ہبہ کر دیا، اس کے بطن سے ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بن حزن پیدا ہوا۔

قیس بن مسحر نے مسعدہ کے قتل کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

سَعَیْتُ بِوَرْدٍ مِثْلَ سَعْیِ ابْنِ اُمِّهٖ وَ اِنِّیْ بِوَرْدٍ فِی الْحَیَاةِ لَثَائِرُ

میں نے ورد کے بدلہ میں ایسی ہی کوشش کی جیسے اس کی ماں کے بیٹے نے کوشش کی اور میں زندگی میں ورد کا بدلہ لینے والا تھا۔

کَرَرْتُ عَلَیْهِ الْمُهْرَ لَمَّا رَاَیْتُهٗ عَلٰی بَطَلٍ مِنْ آلِ بَدْرٍ مُغَاوِرِ

جب میں نے اسے دیکھا تو نوجوان گھوڑے کو اس پر لوٹایا، وہ آل بدر کا ایسا نوجوان تھا جو جنگ کو بھڑکانے والا تھا۔

فَرَکَّبْتُ فِیْهِ قَعْضَبِیًّا (1) کَاَنَّهٗ شِهَابٌ بِمَعْرَاةٍ یُذَکّٰی لِنَاظِرِ

میں نے اس کے جسم کے ننگے حصوں میں قعضبی نیزہ پرو دیا گویا وہ شہاب ثاقب تھا جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔

یسیر بن رزام کے قتل کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ کی جنگ

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے خیبر میں دو دفعہ جنگ کی ان میں سے ایک میں آپ نے یسیر بن رزام کو قتل کیا۔ ابن ہشام نے کہا ابن رازم کہا جاتا ہے۔

1۔ ایک شخص جس کا نام قعضب تھا جو عمدہ نیزے بناتا تھا، اس کی نسبت سے وہ نیزے قعضبی کہلاتے۔

یسیر بن رزام کا واقعہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے بنوغطفان کو جمع کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو ایک جماعت کے ساتھ اس کی طرف بھیجا، ان میں حضرت عبداللہ بن انیس بھی تھے جو بنوسلمہ کے حلیف تھے جب وہ اس کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اور اس سے قربت اختیار کرلی۔ اسے کہا اگر تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو تو آپ تجھے اپنا عامل بنالیں گے اور تجھے عزت دیں گے، وہ اس سے یہی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ وہ یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کے ساتھ چل پڑا۔ حضرت عبداللہ بن انیس نے اسے اپنے اونٹ پر سوار کرلیا یہاں تک کہ جب وہ قرقرہ کے مقام پر پہنچے جو خیبر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے تو یسیر بن رزام رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے پر شرمندہ ہوا، وہ تلوار پکڑنے کا ارادہ کررہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن انیس اس کا ارادہ بھانپ گئے، اس پر حملہ کیا تلوار سے وار کیا اور اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ یسیر نے شوحط کی ایک شاخ سے حضرت عبداللہ پر حملہ کردیا جو اس کے ہاتھ میں تھی اور آپ کے سر کو زخمی کردیا۔ صحابہ کرام یہودیوں پر پل پڑے انہیں قتل کردیا مگر ایک آدمی پیدل ہی بھاگ گیا۔ جب حضرت عبداللہ بن انیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے زخم پر تھتکارا تو اس کے زخم میں نہ پیپ پڑی اور نہ ہی زخم نے انہیں کوئی تکلیف دی۔

ابن عتیک کا خیبر میں واقعہ

عبداللہ بن عتیک نے خیبر میں جنگ کی اور ابورافع بن ابی الحقیق کو قتل کیا۔

ابن نبیح کا قتل

حضرت عبداللہ بن انیس کو رسول اللہ ﷺ نے خالد بن سفیان بن نبیح کی طرف روانہ کیا جبکہ وہ نخلہ یا عرنہ کے مقام پر تھا وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جمع کررہا تھا تو حضرت عبداللہ نے اسے قتل کردیا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن انیس نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ ابن سفیان بن نبیح ہذلی لوگوں کو میرے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جمع کررہا ہے جبکہ وہ نخلہ یا عرنہ کے مقام پر ہے، اس کے پاس جاؤ اور اسے قتل کردو، میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے سامنے اس کی نشانیاں بیان کریں تا

کہ میں اسے پہچان لوں۔ فرمایا جب تو اسے دیکھے گا تو وہ تجھے شیطان یاد دلائے گا، تیرے اور اس کے درمیان یہ نشانی ہوگی کہ جب تو اسے دیکھے گا تو تو اس میں کپکپی پائے گا، میں اپنی تلوار حمائل کر کے نکل پڑا یہاں تک کہ میں اس تک پہنچ گیا جبکہ وہ پردہ نشین عورتوں کے درمیان تھا، وہ ان کے لئے جگہ کی تلاش میں تھا، وقت عصر کا تھا جب میں نے اسے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق میں نے اس میں کپکپی دیکھی، میں اس کی طرف بڑھا مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرے اور اس کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ حائل نہ ہو جائے جو مجھے نماز سے غافل کر دے، میں نے سر کے اشارہ سے نماز پڑھی جبکہ میں اس کی طرف بڑھ رہا تھا جب میں اس تک پہنچ گیا اس نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا ایک عرب ہوں میں نے تیرے بارے اور اس آدمی کے لئے لشکر جمع کرنے کے بارے میں سنا ہے، اسی لئے آیا ہوں اس نے کہا ہاں میں اسی کوشش میں ہوں، میں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، جب میرے لئے ممکن ہوا تو میں نے اس پر تلوار سے حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا پھر میں نکل پڑا اور اس کی عورتوں کو اس پر اوندھے منہ گرے ہوئے چھوڑ آیا، جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھا فرمایا چہرہ تو کامیاب کا نظر آتا ہے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔

ابن انیس کے لئے تحفہ

آپ میرے لئے کھڑے ہوگئے، اپنے گھر لے گئے اور مجھے اپنا عصا عطا فرمایا۔ فرمایا اے عبداللہ بن انیس یہ عصا اپنے پاس رکھو، میں عصا لے کر لوگوں کے پاس آیا صحابہ نے پوچھا یہ عصا کیسا ہے؟ میں نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنے پاس رکھوں، صحابہ نے کہا کیا تو واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں جائے گا اور اس نوازش کی حکمت نہیں پوچھے گا؟ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے یہ عصا کیوں عطا فرمایا ہے۔ فرمایا میرے اور تیرے درمیان قیامت کے روز نشانی ہوگی، اگرچہ قیامت کے روز عصا کی ٹیک لگانے والے کم ہی لوگ ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن انیس نے تلوار کے بدلے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا، وہ عصا انہیں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے پھر اس بارے میں لوگوں کو حکم دیا تو وہ عصا ان کے کفن میں رکھ دیا گیا پھر دونوں کو دفن کر دیا گیا۔

ابن نبیح کے قتل کے بارے میں ابن انیس کے اشعار

ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن انیس نے اس بارے میں یہ اشعار کہے۔

تَرَكْتُ ابْنَ ثَوْرٍ كَالْحُوَارِ وَ حَوْلَهُ نَوَائِحُ تَفْرِيْ كُلَّ جَيْبٍ مُقَدَّدِ

میں ابن ثور (نبیح) جو اونٹ کے بچے کی طرح تھا کو قتل کر کے یوں چھوڑا کہ اس کے اردگرد نوحہ کرنے والی عورتیں تھیں جو اپنے گریبان چاک کر رہی تھیں۔

تَنَاوَلْتُهُ وَالظُّعْنُ خَلْفِيْ وَ خَلْفَهُ بِأَبْيَضَ مِنْ مَاءِ الْحَدِيْدِ الْمُهَنَّدِ

میں نے اسے مار ڈالا جبکہ ہودج میں بیٹھنے والی عورتیں میرے اور اس کے پیچھے ایسی ہندی تلوار کے ساتھ جو لوہے کے پانی سے چمک دار تھی۔

عَجُوْمٍ لِهَامِ الدَّارِعِيْنَ كَأَنَّهُ شِهَابُ غَضًى مِنْ مُلْهَبٍ مُتَوَقِّدِ

وہ تلوار زرہ پوشوں کے سروں کو چبانے والی تھی گویا وہ غضا (درخت) کی لکڑی کا شعلہ تھی جو بہت زیادہ بھڑک رہا ہو۔

أَقُوْلُ لَهُ وَالسَّيْفُ يَعْجُمُ رَأْسَهُ أَنَا ابْنُ أُنَيْسٍ فَارِسًا غَيْرَ قُعْدَدِ

میں اسے کہہ رہا تھا جبکہ تلوار اس کے سر کو کاٹ رہی تھی میں ابن اناس شہسوار ہوں جو کمینہ نہیں (سخی ہے)۔

أَنَا ابْنُ الَّذِيْ لَمْ يُنْزِلِ الدَّهْرُ قِدْرَهُ رَحِيْبُ فِنَاءِ الدَّارِ غَيْرُ مُزَنَّدِ

میں اس کا بیٹا ہوں جس کی ہنڈیا کو زمانہ نے نہیں اتارا وہ وسیع صحن والا ہے سردار ہے اور اس کی آگ نہیں بجھائی جاتی۔

وَ قُلْتُ لَهُ خُذْهَا بِضَرْبَةِ مَاجِدٍ حَنِيْفٍ عَلٰى دِيْنِ النَّبِيِّ مُحَمَّدِ

میں نے اسے کہا یہ لو شریف آدمی کا وار جو نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کے دین پر مضبوطی سے قائم ہے۔

وَ كُنْتُ إِذَا هَمَّ النَّبِيُّ بِكَافِرٍ سَبَقْتُ إِلَيْهِ بِاللِّسَانِ وَالْيَدِ

میں وہ ہوں جب نبی مکرم ﷺ کسی کافر کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو میں زبان اور ہاتھ سے اس کی طرف سبقت لے جاتا ہوں۔

دوسری جنگیں

ابن اسحاق نے کہا حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شام کے علاقہ میں جنگ موتہ ہوئی جس میں یہ سب شہید ہو گئے۔ حضرت کعب بن عمیر غفاری کی شام کے علاقہ میں ذات اطلاح کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں وہ اور آپ کے تمام ساتھی شہید ہو گئے۔ حضرت عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی بنوعنبر سے جنگ ہوئی جو بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ سے رسول اللہ ﷺ کا وعدہ

بنوعنبر سے جنگ کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ کو بھیجا، عیینہ نے ان پر شب خون مارا، ان کے بہت سارے آدمی مار ڈالے اور بہت سارے آدمی گرفتار کر لئے۔

مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر بنی اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بنوعنبر کے قیدی ہیں جو ابھی آنے والے ہیں ہم تجھے ان میں سے ایک دے دیں گے تو تم اسے آزاد کر لینا۔

اس جنگ میں گرفتار ہونے والے اور قتل ہونے والے

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب ان کے قیدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے تو بنو تمیم کا ایک وفد بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد میں ربیعہ بن رفیع، سبرہ بن عمرو، قعقاع بن معبد، وردان بن محرز، قیس بن عاصم، مالک بن عمرو، اقرع بن حابس اور فراس بن حابس تھے۔ اس وفد کے لوگوں نے قیدیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی۔ حضور ﷺ نے بعض کو آزاد کر دیا اور بعض کا فدیہ لیا، اس جنگ میں بنوعنبر کے جو افراد قتل ہوئے ان میں عبداللہ اور اس کے دو بھائی جو وہب کی اولاد تھے، شداد بن فراس اور حنظلہ بن دارم۔ اس جنگ میں جو عورتیں گرفتار کی گئیں ان میں اسماء بنت مالک، کاس بنت اری، نجوہ بنت نہد، جمیعہ بنت قیس، عمرہ بنت مطر قیس۔ اسی جنگ کے بارے میں سلمیٰ بنت عتاب نے کہا۔

لَعَمْرِیْ لَقَدْ لَاقَتْ عَدِیُّ بْنُ جُنْدَبٍ مِنَ الشَّرِّ مَهْوَاةً شَدِيْدًا كَئُوْدُهَا

میری زندگی کی قسم عدی بن جندب نے اس جنگ کا سامنا کیا اس نشیبی علاقہ میں جس کی زمین سخت پتھریلی ہے۔

تَكَنَّفَهَا الْاَعْدَاءُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَ غُيِّبَ عَنْهَا عِزُّهَا وَ جُدُوْدُهَا

اسے ہر طرف سے دشمنوں نے گھیرا ہوا تھا اور ان سے ان کی عزت اور ان کا مال غائب ہو چکے تھے۔

اس بارے میں فرزدق کے اشعار

وَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَامَ ابْنُ حَابِسٍ بِخُطَّةِ سَوَّادٍ اِلَى الْمَجْدِ حَازِمٍ

رسول اللہ ﷺ کے پاس ابن حابس کھڑا ہوا اس آدمی کی خصلت لے کر جو بزرگی کے زینے پر چڑھنے والا اور انتہائی محتاط تھا۔

لَهٗ اَطْلَقَ الْاَسْرٰى الَّتِىْ فِىْ حِبَالِهٖ مُغَلَّلَةً اَعْنَاقُهَا فِى الشَّكَائِمِ

اسی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے وہ قیدی آزاد کیے جن کی گردنیں آپ کی رسی میں کسی ہوئی تھیں اور جنہیں لگام میں لگی ہوئی تھیں۔

كَفٰى اُمَّهٰتِ الْخَائِفِيْنَ عَلَيْهِمُ غَلَاءَ الْمُفَادِىْ اَوْ سِهَامَ الْمَقَاسِمِ

ابن حابس جان بچا کر گھروں میں بیٹھ رہنے والوں کی ماؤں کا ضامن ہو گیا جن کا فدیہ بہت مہنگا ہوتا یا وہ مال غنیمت میں تقسیم ہو کر کسی کے حصہ میں آتیں۔

یہ اشعار اس کے قصیدہ کے ہیں۔ عدی بن جندب بنو عنبر سے تعلق رکھتا تھا اور عنبر کا نسب یہ ہے، عنبر بن عمرو بن تمیم۔

حضرت غالب بن عبداللہ کی جنگ جو بنو مرہ کے علاقہ میں لڑی گئی

ابن اسحاق نے کہا حضرت غالب بن عبداللہ کلبی جو کلب لیث سے تعلق رکھتے تھے نے بنو مرہ کے علاقہ میں جنگ کی جس میں مرداس بن نہیک کو قتل کیا گیا جو بنو مرہ کا حلیف تھا۔ یہ قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقہ سے تعلق رکھتا تھا اسے حضرت اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا عبیدہ نے میرے سامنے حرقہ بیان کیا ہے

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کا واقعہ حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ میں نے اور ایک صحابی نے اسے اپنی زد میں لیا، جب ہم نے اس پر ہتھیار اٹھائے تو اس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی، ہم نے وار واپس نہ کیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، جب ہم رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوئے تو تمام واقعہ آپ کی خدمت میں بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے اسامہ لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تجھے کون بری کرے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے یہ الفاظ وار سے بچنے کے لئے کہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اسامہ لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیرا کون ضامن ہوگا۔ حضرت اسامہ نے کہا اللہ کی قسم حضور ﷺ لگاتار مجھ پر یہ الفاظ دہراتے رہے یہاں تک کہ میں یہ خواہش کرنے لگا کہ اسلام کا جو زمانہ مجھ پر گزرا ہے وہ نہ گزرتا اور میں اس وقت مسلمان ہوتا اور میں نے اسے قتل نہ کیا ہوتا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے مہلت عطا کیجئے میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اسامہ تو میرے بعد ایسی ہی بات کا وعدہ کرتا ہے، میں نے عرض کی میں آپ کے بعد بھی ایسی ہی بات کا وعدہ کرتا ہوں۔

غزوۂ حضرت عمرو بن عاص ذاتِ سلاسل میں

حضرت عمرو کی روانگی پھر ان کی امداد

بنی عذرہ کے علاقہ میں غزوہ حضرت عمرو بن عاص ذات سلاسل کے مقام پر ہوا اس کا واقعہ یوں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھیجا تا کہ وہ عربوں کو شامیوں کے خلاف جنگ کے لئے تیار کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ عاص بن وائل کی والدہ قبیلہ بلی سے تعلق رکھتی تھیں۔ رسول

غزوہ ذات سلاسل

سلاسل بہت سارے چشمے جس کا واحد سلسل ہے، اس غزوہ میں حضرت عمرو بن عاص امیر تھے انہیں حضور ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ بلی کی طرف جائیں کیونکہ ان کی دادی قبیلہ بلی سے تھیں، اس عورت کا نام سلمٰی تھا، یہ بات زبیر نے ذکر کی جہاں تک حضرت عمرو بن عاص کی والدہ کا تعلق ہے اس کا نام لیلٰی تھا جس کا لقب نابغہ تھا یہ بنی جلان بن عنزہ بن ربیعہ کے قیدیوں میں سے تھی۔

اس سریہ میں رافع بن ابی رافع کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصاحبت کا ذکر ہے۔ یہ رافع بن عمیرہ ہے اس کا ذکر ابن عمیر کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے، یہی وہ شخص ہے جس سے بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی، بھیڑیئے کی گفتگو کے بارے میں اس کے اشعار مشہور ہیں، بھیڑیئے نے اس کے ریوڑ پر حملہ کیا تو اس نے اس کا پیچھا کیا، بھیڑیئے نے اس سے کہا کیا میں تمہیں اس سے بہترین چیز کے بارے میں آگاہ نہ کروں، اللہ کا نبی مبعوث ہو چکا ہے وہ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اس کے پاس

اللہ ﷺ نے انہیں اس لئے بھیجا تا کہ اس رشتہ داری کی وجہ سے ان سے مدد لیں۔ جب حضرت عمرو بن عاص جذام کے ایک چشمہ پر تھے جسے سلسل کہا جاتا، اسی چشمہ کی وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوہ ذات سلاسل پڑا۔ جب وہ اس چشمہ پر تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد بھیجا تا کہ آپ اس کے لئے مدد روانہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو مہاجرین اولین کے ساتھ بھیجا جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب حضرت ابوعبیدہ کو روانہ کیا تو انہیں ارشاد فرمایا باہم اختلاف نہ کرنا۔ حضرت ابوعبیدہ روانہ ہو گئے جب حضرت عمرو بن عاص کے پاس پہنچے تو حضرت عمرو نے کہا تم میری مدد کے لئے آئے ہو۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا نہیں مجھے اپنی ذمہ داری سونپی گئی اور تم اپنی ذمہ داری پر ہو۔ حضرت ابوعبیدہ بڑے نرم دل آدمی تھے، حضرت عمرو نے کہا نہیں بلکہ تو میری مدد کے لئے آیا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا اے عمرو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا تم دونوں باہم اختلاف نہ کرنا اگر تو میری بات نہیں مانے گا تو میں تیری اطاعت کروں گا، تو حضرت عمرو بن عاص نے کہا میں امیر ہوں اور تو میری مدد ہے، تو حضرت ابوعبیدہ نے کہا ٹھیک ہے پھر حضرت عمرو بن عاص نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

رافع بن رافع کے لئے حضرت ابوبکر کی نصیحت

اس غزوہ کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ رافع بن ابی رافع طائی جو رافع بن عمیر تھے

جاؤ۔ رافع نے ایسا ہی کیا اور مسلمان ہو گیا۔

اس واقعہ میں عوف بن مالک نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کو اونٹ کا گوشت کھلایا جو اس اونٹ کے دسواں حصہ کے طور پر لے لیا تھا جس کے مالکوں کو وہ اونٹ ٹکڑے کر کے دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کھایا ہوا گوشت قے کرنے لگے۔ دونوں نے کہا کیا تو ہمیں اس قسم کا گوشت کھلاتا ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے یہ اس لئے کہا کیونکہ انہوں نے مجہول اجرت کو مکروہ جانا کیونکہ عشیر اعشار کا غیر قیاسی واحد ہے جس طرح کہا بُرْمَةٌ اعشار یہ اس وقت کہتے ہیں جب پتھر کی ہنڈیا ٹوٹ جائے، یہ بھی جائز ہے کہ عشیر عشر کے معنی میں ہو جس طرح ثمین ثمن کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن عوف اشجعی نے ان سے معاملہ کیا، اونٹ کو چمڑے سے نہیں نکالا گیا تھا اور اسے دیکھا بھی نہیں تھا یا دونوں نے ہر حال میں قصائی کی اجرت کو مکروہ جانا تھا۔

مجھے جو خبر پہنچی ہے وہ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نصرانی تھا، میرا نام سرجس تھا میں اس ریگستان کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ تھا۔ دورِ جاہلیت میں اس ریت میں پانی شتر مرغ کے انڈوں میں ڈال کر دفن کر دیتا تھا پھر لوگوں کے اونٹوں پر شب خون مارتا جب میں اونٹ اس ریگستان میں داخل کر لیتا تو انہیں قابو کر لیتا پھر کوئی مجھے تلاش نہ کر سکتا یہاں تک کہ میں اس پانی کے پاس سے گزرتا جسے میں نے شتر مرغ کے انڈوں میں ڈال کر دفن کیا ہوتا تو اسے نکالتا اور اسے پی لیتا، جب میں مسلمان ہوا تو میں اس غزوہ کے لئے نکلا جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن عاص کو ذات سلاسل کی طرف بھیجا تھا میں نے کہا میں ضرور اپنے لئے ایک ساتھی کا انتخاب کروں گا تو میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھی بنالیا، میں ان کے ساتھ ان کے کجاوے میں تھا ان کے جسم پر فدک کی بنی ہوئی ایک عباء تھی جب ہم پڑاؤ ڈالتے تو آپ اسے نیچے بچھا لیتے جب ہم سوار ہوتے تو آپ اسے پہن لیتے اور کانٹوں سے بٹن بنا لیتے، جب نجد والے مرتد ہوئے تو یہی کہا کرتے کیا ہم اس عباء کی بیعت کریں۔ جب ہم واپس آتے ہوئے مدینہ طیبہ کے قریب آئے، میں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تو آپ کا

حرقہ

حضرت غالب بن عبداللہ نے جو جنگ کی مولف نے اس کا اور مرداس بن نہیک کے قتل کا ذکر کیا ہے کہ وہ حرقہ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ ابن ہشام نے کہا ابو عبیدہ نے حرقہ ذکر کیا ہے۔ ابن حبیب نے کہا لشکر میں حرقہ بن ثعلبہ اور حرقہ بن مالک دو خاندان تھے، دونوں بنی حبیب بن کعب بن یشکر سے تعلق رکھتے تھے، بنو قضاعہ میں حرقہ بن جذیمہ بن نھد تھے اور تمیم میں حرقہ بن زید بن مالک بن حنظلہ کا خاندان تھا۔ قاضی ابو ولید نے کہا یہ تمام اسماء قاف کے ساتھ آئے ہیں جبکہ دار قطنی نے تمام فاء کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔

ام قرفہ

اس کے بارے میں ضرب المثل مشہور ہے اَمْنَعُ مِنْ اُمِّ قِرْفَةَ۔ وہ ام قرفہ سے بھی زیادہ محفوظ ہے کیونکہ اس کے گھر میں پچاس تلواریں، پچاس شہسواروں کے لئے لٹکتی رہتی تھیں جو سب کے سب اس کے ذو محرم رشتہ دار تھے، اس کا نام فاطمہ بنت حذیفہ بن بدر تھا، اس کی کنیت اس کے بیٹے قرفہ کے نام پر تھی جس طرح واقدی نے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل کیا۔

ساتھی اس لئے بنا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے مجھے نفع پہنچائے، مجھے نصیحت کیجئے اور مجھے کچھ تعلیم دیجئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر تو یہ نہ بھی کہتا تب بھی میں ایسا ہی کرتا، فرمایا میں تجھے ان چیزوں کے بارے میں حکم دیتا ہوں۔ اللہ کو وحدہ لاشریک ماننا، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا، جنابت کا غسل کرنا اور کسی ایک شخص پر بھی امیر بننے کی خواہش نہ کرنا تو میں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ میں اللہ کے ساتھ کبھی بھی کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا، جہاں تک نماز کا تعلق ہے ان شاء اللہ اسے کبھی بھی نہیں چھوڑں گا، رہی زکوٰۃ اگر میرا مال ہوا ان شاء اللہ اسے ادا کروں گا، جہاں تک رمضان کا تعلق ہے ان شاء اللہ اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا، جہاں تک حج کا معاملہ ہے اگر طاقت ہوئی تو حج کروں گا، رہا جنابت کا غسل ان شاء اللہ غسل کروں گا، رہی امارت اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے لوگوں کو دیکھا ہے وہ رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کے ہاں اسی کے ذریعے شرف حاصل کرتے ہیں اس لئے مجھے اس سے نہ روکو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، میں تیرے لئے اس مشقت کو برداشت کروں گا اور تجھے ضرور اس بارے میں باخبر کروں گا، اللہ تعالیٰ نے

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس کے باقی نو بیٹے تھے جو طلیحہ بن بزاخہ کے ساتھ حالت ارتداد میں مارے گئے۔ وہ حکمہ، حرشہ، جبلہ، شریک، والان، رمل، حصین تھے باقی کا بھی ذکر کیا گیا۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ قرفہ بھی بزاخہ کی جنگ میں مارا گیا، عبداللہ بن جعفر کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس کا انکار کیا ہے یہی صحیح ہے جس طرح اس کتاب میں ہے دولابی نے ذکر کیا کہ حضرت زید بن حارثہ نے جب اسے (ام قرفہ) قتل کیا تو اسے دو گھوڑوں کے ساتھ باندھا پھر انہیں دوڑا دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دی تھیں، وہ عورت جس کا رسول اللہ ﷺ نے سلمہ سے مطالبہ کیا تھا وہ ام قرفہ کی بیٹی تھی۔ مصنف ابی داؤد میں ہے نیز امام مسلم نے اس کی تخریج کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سلمہ سے فرمایا تھا اے سلمہ وہ عورت مجھے ہبہ کر دو تو سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کے لئے ہے پھر اس کو قریش کے ہاں مسلمان قیدی کے عوض فدیہ کے طور پر دیا، یہ روایت زیادہ صحیح ہے اور ابن اسحاق کی روایت سے احسن ہے کیونکہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنت ام قرفہ مکہ مکرمہ میں موجود اپنے ماموں کو دے دی جو حزن بن ابی وھب بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھا اور حضور ﷺ کی دادی فاطمہ یہ عمرو بن عائذ کی بیٹی تھیں،

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس دین کے ساتھ مبعوث فرمایا، حضور ﷺ نے دین کے لئے جہاد کیا یہاں تک کہ لوگ خوشی سے یا مجبور ہو کر دین میں داخل ہو گئے۔ جب یہ لوگ دین میں داخل ہو گئے تو یہ لوگ اللہ کی پناہ، اس کے جوار اور اس کے ذمہ میں داخل ہو گئے۔ بچو بچو اللہ کے ذمہ اور جوار کو نہ توڑو، ورنہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیے ہوئے عہد کو توڑ دے گا، اگر تم میں سے کسی کی پناہ میں رہنے والے شخص کو تکلیف دی جائے تو غصہ سے اس کا منہ پھول جائے گا اگر اس کی کوئی بکری یا اونٹ مار دیا جائے گا تو وہ اپنے پڑوسی اور پناہ گیر کے بارے میں شدید غصے ہو گا، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ لینے والے کے بارے میں زیادہ غیرت اور غصے والا ہے۔ رافع نے کہا میں یہ باتیں سن کر آپ سے الگ ہو گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کا امیر بنا دیا گیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ سے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا آپ نے مجھے اس چیز سے منع نہ کیا تھا کہ میں مسلمانوں میں سے دو آدمیوں پر بھی امیر بننے کی خواہش کروں، فرمایا کیوں نہیں میں نے یہ کہا تھا، میں اب بھی تمہیں اس چیز سے منع کرتا ہوں، میں نے پوچھا آپ کو کس چیز نے مجبور کیا کہ آپ لوگوں کے معاملات کے والی بن گئے۔ فرمایا میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں پاتا تھا مجھے حضور ﷺ کی امت میں انتشار کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔

عوف اشجعی کا قوم میں گوشت تقسیم کرنا

ابن اسحاق نے کہا مجھے یزید بن ابی حبیب نے بتایا انہوں نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کیا ہے کہ میں اس غزوہ میں تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن عاص کو ذات سلاسل کی طرف روانہ کیا تھا، میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جس نے اپنے اونٹ کو ذبح کیا ہوا تھا مگر وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کر سکتے تھے، میں ایک ایسا آدمی تھا جو اس کام کو اچھی طرح کر سکتا تھا میں نے انہیں کہا اگر میں اس کا گوشت تمہیں کاٹ دوں تو کیا تم مجھے اس کا دسواں حصہ دو گے، انہوں نے کہا ہاں ٹھیک

اسی رشتہ کا ذکر کیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن حزم جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، یہ حزن حضرت سعید بن مسیب بن حزن کے دادا تھے، مسعدہ جس کا اس واقعہ میں ذکر آیا جسے قتل کیا گیا وہ مسعدہ بن حکمہ بن حذیفہ بن بدر ہے اور سلمہ جس کے پاس وہ لونڈی تھی ایک قول یہ کیا گیا کہ وہ سلمہ بن اکوع تھے، اکوع کا نام سنان تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا وہ سلمہ بن سلام بن وقش تھے، یہ زبیر نے کہا ہے۔

ہے، میں نے دو چھریاں لیں اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اس سے ایک ٹکڑا لے لیا اور اپنے دوستوں کے پاس لے آیا، ہم نے اسے پکایا اور کھایا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا اے عوف یہ گوشت تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے۔ میں نے تمام واقعہ بیان کیا دونوں نے فرمایا اللہ کی قسم تو نے ہمیں یہ گوشت کھلا کر اچھا نہیں کیا پھر دونوں وہ گوشت قے کرنے لگے، جب لوگ اس سفر سے لوٹے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سب سے پہلے میں پہنچا، جب میں حاضر ہوا تو آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ و برکاتہ، فرمایا عوف بن مالک ہے، میں نے عرض کی جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، فرمایا کیا اونٹ والا رسول اللہ ﷺ نے اس سے زائد کچھ نہ فرمایا۔

غزوہ ابن ابی حدرد

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد سے وہ اپنے باپ عبداللہ بن ابی حدرد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اضم کی طرف بھیجا، اس جماعت میں ابوقتادہ حارث بن ربعی، محمل بن جثامہ بن قیس بھی تھے، ہم نکلے یہاں تک کہ جب ہم اضم کی وادی میں تھے ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی گزرا وہ اپنے اونٹ پر سوار تھا اس کے پاس کچھ سامان اور دودھ کا ایک برتن تھا، جب وہ ہمارے پاس سے گزرا تو اس نے ہمیں اسلام کے طریقہ پر سلام کیا ہم تو

غزوہ ابی حدرد

حضرت مولف نے غزوہ ابی حدرد کا ذکر کیا ہے اس کا نام سلمہ بن عمیر تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا اس کا نام عبیدہ بن عامر تھا۔

محلم بن جثامہ کے قتل کا ذکر کیا جبکہ اس کی خبر ابن اسحاق کے سوا دوسرے علماء سے یوں مروی ہے کہ محلم بن جثامہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی امارت میں حمص میں فوت ہوئے جس کے بارے میں سورۃ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی۔ لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ (نساء ۹۴) اس میں سخت اختلاف ہے، ایک قول یہ کیا گیا اس کا نام فلیت تھا، ایک قول یہ کیا گیا اس کا نام محلم تھا، ایک قول یہ کیا گیا یہ مقداد بن عمرو کے بارے میں نازل ہوئی، ایک قول یہ کیا گیا حضرت اسامہ کے بارے میں نازل ہوئی، ایک قول یہ کیا گیا یہ ابو درداء کے بارے میں نازل ہوئی۔ مقتول کے بارے میں بھی اختلاف ہے، مرداس بن نہیک، عامر بن اضبط، واللہ اعلم۔ یہ سب نام تفاسیر اور سندات میں مذکور ہیں۔

اس سے تعرض کرنے سے رک گئے جبکہ محلم بن جثامہ نے اس پر حملہ کر دیا اور محلم اور عامر کے درمیان جو جھگڑا تھا اس کی وجہ سے اسے قتل کر دیا، اس کا اونٹ اور سامان اپنے قبضے میں کر لیا جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو تمام واقعہ سنایا تو ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (نساء: ۹۴) اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو خوب چھان بین کر لیا کرو اور یہ نہ کہا کرو اس کے بارے میں جو تمہیں سلام کرے کہ تو مومن نہیں تم دنیاوی زندگی کا سامان چاہتے ہو۔

ابن ہشام نے کہا ابو عمرو بن العلاء نے اسے اسی طرح پڑھا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (نساء: ۹۴)

ابن حابس اور ابن حصن کا ابن اضبط کے بارے میں جھگڑا پیش کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے زیاد بن ضمیرہ بن سعد سلمی سے سنا وہ عروہ ابن زبیر سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں، یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی پھر ایک درخت کے سائے کی طرف تشریف لے گئے آپ اس کے نیچے تشریف فرما تھے جبکہ آپ حنین میں تھے۔ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دونوں عامر بن اضبط اشجعی کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ عیینہ عامر کے قصاص کا مطالبہ کر رہا تھا جبکہ وہ ان دنوں غطفان کا رئیس تھا جبکہ اقرع بن حابس محلم بن جثامہ کا دفاع کر رہا تھا کیونکہ وہ خندف سے تعلق رکھتے تھے، ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھگڑا کیا جبکہ ہم سن رہے تھے، ہم نے عیینہ بن حصن کو یہ کہتے ہوئے سنا اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ میں اسے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اس کی عورتوں کو جلن کا مزا چکھاؤں جس طرح اس نے ہماری عورتوں کو مزا چکھایا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ یہ فرما رہے تھے تم پچاس اونٹ اس سفر میں وصول کرو گے اور پچاس اس وقت لو گے جب ہم واپس لوٹیں گے جبکہ اقرع بن حابس اس کا انکار کر رہے تھے کہ اچانک بنی لیث کا ایک آدمی اٹھا جس کو مکیثر کہتے، چھوٹے قد گٹھے ہوئے جسم کا تھا۔ ابن ہشام نے کہا اسے مکیتل کہتے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس مقتول کی مثال ابتداء اسلام میں اس ریوڑ جیسی ہے جو پانی پینے کے

لئے آیا تو اس کی پہلی بکری کو تیر مارا گیا تو باقی بدک کر بھاگ گئیں، آج فیصلہ فرما دیجئے اور کل اس کی دیت لے لینا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھایا فرمایا بلکہ تم آج دیت کے پچاس اونٹ لو گے اور پچاس اس وقت جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو مقتول کے ورثاء نے دیت قبول کر لی پھر انہوں نے کہا تمہارا وہ ساتھی کہاں ہے رسول اللہ ﷺ اس کے لئے دعائے استغفار کریں تو ایک گندم گوں رنگ کا پتلا اور طویل قد آدمی اٹھا جس پر ایک حلہ تھا اس نے اسی لباس میں قتل کی تیاری کی تھی یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے، اس نے عرض کی محلم بن جثامہ، رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھایا پھر فرمایا اے اللہ محلم بن جثامہ کو نہ بخش، یہ کلمات آپ نے تین دفعہ کہے وہ اٹھا جبکہ اپنی چادر سے آنسو پونچھ رہا تھا جبکہ ہم کہہ رہے تھے ہم امید رکھتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں یہ فرمایا۔

محلم کا عبرت ناک انجام

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب محلم رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو آپ نے اسے ارشاد فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ تو نے اسے امان دی ہے پھر اسے قتل کر دیا پھر اس کے حق میں وہ بددعا فرمائی، اللہ کی قسم محلم اس کے بعد سات دن تک زندہ رہا پھر مر گیا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں حسن کی جان ہے، زمین نے اسے باہر پھینک دیا پھر لوگوں نے اسے دفنایا، زمین نے اسے پھر باہر پھینک دیا، انہوں نے پھر اسے دفنایا زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا۔ جب قوم عاجز آ گئی تو وہ اسے دو پہاڑیوں کی طرف لے گئے ان کے درمیان رکھا پھر اس پر پتھر رکھ دیئے اور اسے چھپا دیا۔ رسول اللہ ﷺ تک اس کی خبر پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا زمین تو اسے بھی اپنے دامن میں لے لیتی ہے جو اس سے بھی برا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں نصیحت کرنے کا ارادہ کیا تا کہ تمہارے درمیان خون کی جو حرمت ہے وہ دکھائے۔

ابن اضبط کی دیت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہمیں سالم ابونضر نے بتایا کہ اس کے سامنے بیان کیا گیا کہ اقرع بن حابس نے عیینہ بن حصن اور قیس سے تنہائی میں جا کر کہا اے جماعت قیس تم نے رسول اللہ ﷺ کو اس مقتول کے بارے میں فیصلہ سے روک رکھا ہے جس کو لوگ صالح سمجھتے ہیں کیا تم

اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ تم پر لعنت کریں اور آپ کی لعنت کی وجہ سے اللہ تم پر لعنت کرے یا اللہ تعالیٰ تم پر اپنے غضب کی وجہ سے ناراض ہو جائے، اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں اقرع کی جان ہے تم اس مسئلہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرو گے پھر حضور ﷺ جو چاہیں گے فیصلہ کریں گے ورنہ میں بنو تمیم کے پچاس آدمی لے آؤں گا جو سب گواہی دیں گے کہ تمہارا ساتھی کفر کی حالت میں مرا ہے، اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تو میں اس کا خون رائیگاں کردوں گا جب انہوں نے یہ سنا تو دیت لینے پر راضی ہو گئے۔

ابن ہشام نے کہا اس حدیث میں محلم کا ذکر ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے لوگوں سے مروی ہے اس کا نسب یہ تھا محلم بن جثامہ بن قیس لیثی۔

ابن اسحاق نے کہا ہمیں زیادہ بیان کیا گیا ہے، وہ ملجم تھا۔

رفاعہ بن قیس جشمی کا قتل

اس بارے میں جو خبر مجھے پہنچی ہے کہ مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے ابن ابی حدرد سے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی اور اس کا مہر دو سو درہم مقرر کیا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نکاح میں مدد لینے کے لئے حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تو نے کتنا مہر معین کیا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دو سو درہم فرمایا سبحان اللہ، اگر تم وادی کے بطن سے دراہم لیتے تو اس سے زیادہ نہ لیتے اللہ کی قسم میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے تیری مدد کروں، میں چند دن تک ٹھہرا رہا کہ بنی جشم بن معاویہ کا ایک آدمی آیا جسے رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ کہتے جو جشم قبیلہ کا تھا یہاں تک کہ وہ اپنی قوم اور ساتھیوں کے ساتھ غابہ میں اترا وہ یہ ارادہ رکھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے قیس کو جمع کرے۔ قبیلہ جشم میں اس کا بڑا مقام و مرتبہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور دو مسلمانوں کو بلایا فرمایا اس آدمی کے پاس جاؤ یہاں تک کہ اس کے بارے میں خبر لے آؤ۔ حضور ﷺ نے ایک انتہائی لاغر اونٹنی عطا فرمائی اس پر ہم میں سے ایک آدمی سوار ہوا اللہ کی قسم یہاں تک کہ لوگ پیچھے سے ہاتھوں سے اسے سہارا دیتے وہ اٹھ کھڑی ہوتی جبکہ وہ اٹھنے والی نہ تھی پھر فرمایا اس اونٹنی پر سوار ہو کر جاؤ اور باری باری سواری کرنا۔

ہم روانہ ہوئے جبکہ ہمارے پاس تیر اور تلواریں تھیں جب ہم عشیشیہ چشمہ کے قریب سورج کے غروب ہونے کے وقت پہنچے، میں ایک کونے میں چھپ گیا میں نے اپنے دونوں

ساتھیوں سے کہا قوم کے قریب ہی دوسرے کونوں میں چھپ جاؤ، میں نے ان سے کہا جب تم مجھے نعرۂ تکبیر لگاتے ہوئے سنو اور مجھے حملہ کرتے ہوئے دیکھو تو تم بھی اللہ اکبر کہنا اور حملہ کر دینا، اللہ کی قسم ہم قوم کے غافل ہونے کا انتظار کر رہے تھے کہ رات ہم پر چھا گئی یہاں تک کہ رات کی سیاہی (پورے آسمان پر) پھیل گئی، ان کا ایک چرواہا تھا جو اس علاقہ میں ان کے اونٹ چراتا تھا، وہ واپس نہ آیا تو انہیں اس کے بارے میں خوف لاحق ہوا، ان کا سردار رفاعہ بن قیس اٹھا اپنی تلوار لی گلے میں لٹکائی کہا اللہ کی قسم میں اس چرواہے کے پیچھے جاتا ہوں یقیناً اسے کوئی مصیبت آ گئی ہے اس کے ساتھیوں نے کہا تم نہ جاؤ ہم تیری طرف سے کافی ہیں، اس نے کہا اللہ کی قسم میرے ساتھ کوئی بھی نہیں جائے گا وہ چلا یہاں تک کہ وہ میرے پاس سے گزرا جب وہ میری زد میں آیا تو میں نے اس پر اپنا تیر پھینکا اور اس کے دل میں پیوست کر دیا، اللہ کی قسم اس نے کوئی بات نہ کی، میں اس پر جھپٹا اور اس کا سر کاٹ لیا، میں نے لشکر کی ایک جانب میں حملہ کر دیا نعرۂ تکبیر بلند کیا، میرے دونوں ساتھیوں نے بھی حملہ کر دیا اور اللہ اکبر کہا، اللہ کی قسم ہر کوئی عندك عندك کی آوازیں نکالتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ عورتوں، بچوں اور ہلکے پھلکے سامان کے ساتھ وہ بھاگ گئے، ہم نے بہت سارے اونٹ بے شمار بکریاں ہانکیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے، میں اس کا سر بھی ساتھ لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان اونٹوں میں تیرہ اونٹ میرے مہر کی مد میں عطا فرمائے اس طرح میں اپنی بیوی کو گھر لے آیا۔

غزوۂ عبدالرحمٰن بن عوف جو دومۃ الجندل میں ہوا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے عطاء بن ابی رباح سے ایک روایت نقل کی ہے کہ میں نے بصرہ کے ایک آدمی سے سنا جو حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھ رہا تھا کہ جب کوئی آدمی عمامہ باندھے تو وہ اپنے پیچھے عمامہ لٹکائے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا ان شاء اللہ میں یقینی طور پر اس بارے میں تجھے بتاؤں گا۔ میں حضور ﷺ کے صحابہ کی جماعت میں سے دسواں آدمی تھا جبکہ وہ مسجد نبوی میں موجود تھے۔ ان صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی شیر خدا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم تھے۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا جب ایک انصاری نوجوان حاضر ہوا، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا پھر بیٹھ گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نوازشات

فرمائیے کون سا مومن افضل ہے؟ حضور ﷺ نے جواب دیا جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔ عرض کی کون مومن سب سے دانا ہے؟ فرمایا جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرے اور موت آنے سے پہلے اس کے لئے سب سے اچھی تیاری کرے، وہی لوگ سب سے دانا ہیں۔ پھر وہ نوجوان خاموش ہو گیا، رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے فرمایا اے مہاجروں کی جماعت پانچ امور ایسے ہیں جب تم میں پیدا ہو جائیں گے جبکہ میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم میں پیدا ہوں۔

۱۔ بدکاری کسی قوم میں کبھی بھی عام نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ اسے اعلانیہ کرنے لگے مگر ان میں طاعون اور ایسی بیماریوں کا ظہور ہوا جو ان کے آباء واجداد میں نہیں تھیں۔

۲۔ کسی قوم نے ناپ تول میں کمی نہیں کی مگر انہیں خشک سالی اور شدت اور حاکم کے ظلم نے گرفت میں لے لیا۔

۳۔ کسی قوم نے مال کی زکوٰۃ دینے سے انکار نہیں کیا مگر ان سے بارش کو روک لیا گیا، اگر چوپائے نہ ہوتے تو بارش بالکل ہی نہ ہوتی۔

۴۔ کسی قوم نے اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ نہیں توڑا مگر ان پر دوسری قوموں میں سے ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیا گیا، ان کے ہاتھوں میں جو کچھ تھا اس نے ان سے چھین لیا۔

۵۔ کسی قوم کے ائمہ نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کیا بلکہ فیصلوں میں ظلم روا رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں باہم دشمنی پیدا کر دی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر بنانا اور ان کا عمامہ باندھنا

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو حکم دیا کہ وہ ایک سریہ کی تیاری کریں جس پر انہیں امیر بنایا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے سیاہ سوتی کپڑے کا عمامہ باندھا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے قریب کیا، عمامہ کو کھولا پھر خود ان کے سر پر عمامہ باندھا ان کے سر کی پچھلی جانب چار انگلیاں یا اس جتنا عمامہ کو اٹھایا پھر فرمایا اے ابن عوف اس طرح عمامہ باندھا کرو کیونکہ یہ خوبصورت اور عام ہے پھر حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو جھنڈا عطا کریں۔ حضرت بلال نے انہیں جھنڈا دیا، حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، اپنی ذات پر درود بھیجا پھر فرمایا اے ابن عوف جھنڈا لو سب کے سب اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جو اللہ کا انکار کرے اس سے جہاد کرو، خیانت نہ کرو، دھوکہ نہ کرو، مثلہ نہ کرو اور بچوں کا قتل نہ کرو۔ یہ اللہ کا وعدہ اور

تمہارے نبی کی سنت ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جھنڈا لے لیا۔

سیف البحر کی جانب حضرت ابوعبیدہ کا غزوہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبادۃ بن ولید بن عبادہ بن صامت نے اپنے باپ سے وہ دادا عبادہ بن صامت سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیف البحر کی طرف ایک سریہ بھیجا جس پر امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے، انہیں زادِ راہ کے طور پر ایک تھیلی کھجوروں کی عطا فرمائی۔ حضرت ابوعبیدہ وہ بطورِ خوراک دینے لگے یہاں تک کہ آپ گنتی کر کے کھجوریں دیتے پھر کھجوریں ختم ہونے لگیں تو آپ ہر روز ایک آدمی کو صرف ایک کھجور عطا فرماتے۔ ایک روز آپ نے ہمارے درمیان کھجوریں تقسیم فرمائیں تو ایک آدمی کھجور سے رہ گیا، ہم نے اس روز کھجور نہ ملنے کو شدت سے محسوس کیا، جب بھوک نے ہمیں ستایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے سمندر سے ایک جانور نکالا ہم نے اس کا گوشت اور چربی کھائی، ہم بیس روز تک وہی کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم خوب موٹے تازے ہو گئے، ہمارے امیر نے اس جانور کی ایک پسلی لی اور اسے اپنے راستہ پر رکھا، ہمارے ساتھ جو اونٹ تھے ان میں سے ایک بڑے اونٹ کو لیا اور اس پر سب سے جسیم آدمی کو سوار کیا وہ آدمی اونٹ پر بیٹھ گیا، وہ اونٹ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا جبکہ پسلی نے اس آدمی کے سر کو نہ چھوا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تمام واقعہ بتایا اور ہم نے اس کا جو گوشت کھایا تھا اس کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا۔

عمرو بن امیہ ضمری کو ابوسفیان کے قتل کے لئے روانہ کرنا

ابن ہشام نے کہا رسول اللہ ﷺ کے بعوث اور سرایا میں سے جن کا ابن اسحاق نے ذکر نہیں کیا ان میں عمرو بن امیہ ضمری کا بعث بھی ہے۔ مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا کہ خبیب بن عدی کے قتل کے بعد اسے اور اس کے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ ابوسفیان بن حرب کو قتل کر دے۔ اس کے ساتھ جبار بن صخر انصاری کو بھیجا یہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچے ان دونوں نے اپنے اونٹ یَاْجَج کی ایک گھاٹی میں باندھے پھر رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، جبار نے عمرو سے کہا کاش ہم بیت اللہ کا طواف کرتے اور وہاں نماز پڑھتے، عمرو نے کہا قوم جب رات کا کھانا کھا لے گی تو اپنے چوپالوں

میں بیٹھیں گے، اس نے کہا یقیناً ان شاء اللہ عمرو نے کہا ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا، نماز پڑھی پھر ہم ابوسفیان کے ارادے سے نکلے اللہ کی قسم ہم مکہ میں چل رہے تھے کہ مکہ مکرمہ کے ایک آدمی نے ہمیں دیکھ لیا اس نے مجھے پہچان لیا اس نے کہا عمرو بن امیہ اللہ کی قسم یہ مکہ میں برے ارادے سے آیا ہے میں نے اپنے ساتھی سے کہا نجات کی صورت تلاش کرو، ہم بھاگ نکلے یہاں تک کہ ہم ایک پہاڑ پر چڑھ گئے، وہ ہماری تلاش میں نکلے جب ہم پہاڑ پر چڑھ گئے تو وہ مایوس ہو گئے، ہم لوٹ آئے اور ایک غار میں داخل ہو گئے، ہم نے اس غار میں رات گزاری ہم نے پتھر لیے اور انہیں اپنے اوپر ترتیب سے رکھ لیا جب ہم نے صبح کی تو قریش کا ایک آدمی آیا جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس پر کٹی ہوئی فصل رکھے ہوئے تھا، ہم ابھی غار میں تھے کہ وہ ہمارے سر پر آ پہنچا میں نے کہا اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو وہ ہمارے لئے آواز دے گا تو ہم پکڑے جائیں گے اور ہمیں قتل کر دیا جائے گا۔ میرے پاس ایک خنجر تھا جسے میں نے ابوسفیان کے قتل کے لئے تیار کر رکھا تھا، میں اس کی طرف نکلتا ہوں اس کے پستان پر ایک ضرب لگاتا ہوں، وہ ایک چیخ مارتا ہے جسے اہل مکہ سنتے ہیں میں واپس لوٹتا ہوں اور اپنی جگہ چھپ جاتا ہوں، لوگ تیزی سے اس کے پاس آتے ہیں جبکہ اس کی آخری سانس ہوتی ہے وہ پوچھتے ہیں تجھے کس نے مارا وہ کہتا ہے عمرو بن امیہ نے اور اس پر موت غالب آجاتی ہے اور وہ وہیں مر جاتا ہے اور ہماری جگہ کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا، وہ اسے اٹھاتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو میں اپنے ساتھی کو کہتا ہوں بچنے کی تدبیر کرو، ہم رات کے وقت مکہ مکرمہ سے نکلتے ہیں اور مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ ہے، ہم پہرے داروں کے پاس سے گزرتے ہیں جو خبیب بن عدی کی لاش کی نگہبانی کر رہے تھے، ان میں سے ایک نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج کی رات عمرو بن امیہ کی چال سے زیادہ مشابہ کسی چال والے کو نہیں دیکھا، اگر وہ مدینہ طیبہ نہ ہوتا تو میں کہتا وہ عمرو بن امیہ ہے، جب عمرو بن امیہ اس لکڑی کے برابر پہنچے جس پر حضرت خبیب کو سولی دی گئی تھی اسے پکڑا اور اٹھا لیا اور دوڑتے ہوئے نکل پڑے، لوگ ان کے پیچھے نکلے یہاں تک وہ ان کے کنارے پر آ پہنچے جہاں یاجج وادی کا پانی بہتا ہے اور نشیبی علاقہ ہے آپ نے جرف کے کنارے پر لکڑی پھینک دی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ان سے غائب کر دیا تو وہ اسے نہ پکڑ سکے، میں نے اپنے ساتھی سے کہا بچنے کی صورت بناؤ یہاں تک کہ تو اپنے اونٹ تک پہنچے اور اس پر بیٹھ جائے، میں تجھ سے قوم کو غافل کرتا ہوں، انصاری پیدل نہیں چل سکتا تھا۔

بنو بکر کے ایک آدمی کا قتل

میں چلتا رہا یہاں تک کہ ضجنان جا نکلا پھر ایک پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں اور ایک غار میں داخل ہو جاتا ہوں، میں اسی غار میں تھا کہ بنو دیل کا ایک کانا آدمی مجھ پر داخل ہوتا ہے اس کے پاس کچھ بکریاں بھی تھیں، اس نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا بنو بکر میں سے ہوں، میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا بنو بکر کا ایک آدمی ہوں، میں نے کہا خوش آمدید وہ پہلو کے بل سو گیا پھر یہ شعر گنگنانے لگا۔

لَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا وَ لَا دَانٍ لِدِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَا

جب تک زندہ رہوں گا میں مسلمان نہیں ہوں گا اور نہ ہی مسلمانوں کا دین قبول کروں گا۔

میں نے دل میں کہا عنقریب تو جان لے گا، میں نے اسے مہلت دی یہاں تک کہ وہ سو گیا تو میں نے اپنی قوس نکالی اور اس کا ایک سرا اس کی صحیح آنکھ میں چبھو دیا پھر اس پر وزن ڈالا یہاں تک کہ وہ اس کی ہڈی تک جا پہنچا پھر میں بچنے کے لئے نکل کھڑا ہوا تو عرج آیا پھر رکوبہ کے راستہ چلا جب نقیع میں اترا تو قریش میں سے دو مشرک ملے جنہیں قریش نے مدینہ میں جاسوسی کے لئے بھیجا تا کہ حالات کا جائزہ لیں۔ میں نے کہا دونوں قیدی بن جاؤ، دونوں نے انکار کیا ایک کو میں تیر مارتا ہوں اور اسے قتل کر دیتا ہوں، دوسرا قیدی بن جاتا ہے اسے رسیوں سے باندھتا ہوں اور اسے مدینہ لے آتا ہوں۔

مدین کی طرف حضرت زید بن حارثہ کا سریہ

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مدین کی طرف حضرت زید بن حارثہ کو بھیجا گیا اس کا ذکر حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن نے اپنی ماں فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو مدین کی طرف بھیجا جبکہ ان کے ساتھ ضمیرہ حضرت علی شیر خدا کے غلام اور ان کے بھائی تھے، انہوں نے اہل میناء کے بہت سارے قیدی بنا لئے جو ساحلی علاقہ ہے ان قیدیوں میں مختلف قسم کے لوگ تھے ان کو بیچا گیا تو قیدی الگ الگ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف تشریف لائے تو یہ قیدی رو رہی تھے۔ آپ نے فرمایا انہیں کیا ہو گیا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان جدائی کر دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو اکٹھے بیچو۔

ابن ہشام نے کہا حضور ﷺ کی اکٹھے بیچنے سے مراد مائیں اور ان کی اولادیں ہیں۔

ابی عفک کے قتل کے لئے سالم بن عمیر کا سریہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایک سالم بن عمیر کا غزوہ ہے جو انہوں نے ابی عفک کے قتل کے لئے کیا۔ یہ بنو عمرو بن عوف سے پھر بنو عبیدہ سے تعلق رکھتا تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے سوید بن صامت کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس کا نفاق ظاہر ہو گیا۔

لَقَدْ عِشْتُ دَهْرًا وَ مَا اِنْ اَرٰی مِنَ النَّاسِ دَارًا وَلَا مَجْمَعَا

میں طویل عرصہ تک زندہ رہا اور میں نے لوگوں میں سے کوئی نہیں دیکھا جو مہمان نوازی کے گھر اور مجمع میں۔

اَبَرَّ عُهُوْدًا وَ اَوْفٰی لِمَنْ يُعَاقِدُ فِيْهِمْ اِذَا مَا دَعَا

زیادہ وعدوں کا سچا اور جب اسے بلایا جائے تو اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔

مِنْ اَوْلَادِ قَيْلَةَ فِیْ جَمْعِهِمْ يَهُدُّ الْجِبَالَ وَ لَمْ يَخْضَعَا

جماعتوں میں قیلہ کسی اولاد سے بڑھ کر ہو جو پہاڑوں سے ٹکراتا ہو اور سرنگوں نہ ہوتا ہو۔

فَصَدَّعَهُمْ رَاكِبٌ جَاءَ هُمْ حَلَالٌ حَرَامٌ لِشَتّٰی مَعَا

ایک مسافر نے انہیں تتر بتر کر دیا جو باہر سے ان کے پاس آیا جو ایک چیز ایک ہی وقت میں حلال اور حرام قرار دیتا ہے۔

فَلَوْ اَنَّ بِالْعِزِّ صَدَّقْتُمْ اَوِ الْمُلْكِ تَابَعْتُمْ تُبَّعَا

کاش تم عزت وغلبہ کی تصدیق کرتے یا تبع بادشاہ کی پیروی کرتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لئے کون اس خبیث کا خاتمہ کرنے والا ہے۔ حضرت سالم بن عمیر بکائی نکلے جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے اور اسے قتل کر دیا۔ اس بارے میں امامہ مزیریہ نے کہا۔

تُكَذِّبُ دِيْنَ اللّٰهِ وَالْمَرْءَ اَحْمَدَ لَعَمْرُ الَّذِیْ اَمْنَاكَ اَنْ بِئْسَ مَا يُمْنِیْ

تو اللہ کے دین کی اس ہستی کی تکذیب کرتا تھا جس کا نام احمد ہے قسم ہے اس کی جان کی جس نے تیرا خون بہا دیا کتنی ہی بری بات جو تیرے خون بہانے کا سبب بنی۔

حَبَاكَ حَنِيْفٌ اٰخِرَ اللَّيْلِ طَعْنَةً اَبَا عَفَكٍ خُذْهَا عَلٰی كِبَرِ السِّنِّ

ایک مخلص مومن نے رات کے آخری حصہ میں تجھے نیزے کے ایک وار کا تحفہ دیا۔ اے ابو عفک سن رسیدگی کا یہ تحفہ لے۔

عصماء بنت مروان کے قتل کے لئے عمیر بن عدی خطمی کا غزوہ

عصماء بنی امیہ بن زید کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی جب ابو عفک کو قتل کیا گیا تو اس نے نفاق کا اظہار کیا۔ عبداللہ بن حارث بن فضیل نے اپنے باپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ یہ عورت بنوخطمہ خاندان کے ایک مرد کی بیوی تھی جس کو یزید بن زید کہتے، اس عورت نے اسلام اور مسلمانوں کی عیب جوئی کرتے ہوئے کہا۔

بِاسْتِ بَنِیْ مَالِكٍ وَالنَّبِیْتِ وَ عُوْفٍ وَ بِاسْتِ بَنِیْ خَزْرَجِ

بنو مالک، بنونبیت، بنوعوف اور بنوخزرج کی اصل کی قسم۔

اَطَعْتُمْ اَتَاوِیَّ مِنْ غَیْرِکُمْ فَلَا مِنْ مُرَادٍ وَ لَا مُذْحِجِ

تم نے ایک اجنبی شخص کی اطاعت کر لی جو تم میں سے نہیں نہ قبیلہ مراد سے اور نہ ہی قبیلہ مذحج سے ہے۔

تُرَجُّوْنَهٗ بَعْدَ قَتْلِ الرُّؤُوْسِ كَمَا یُرْتَجٰی مَرَقُ الْمُنْضَجِ

اپنے سرداروں کے قتل ہونے کے بعد تم اس سے امید لگائے بیٹھے ہو جس طرح پکے ہوئے شوربے سے امید لگائی جاتی ہے۔

اَلَا اَنِفٌ یَبْتَغِیْ غِرَّةً فَیَقْطَعَ مِنْ اَمَلِ الْمُرْتَجِیْ

کیا کوئی ناک والا ہے جو اس نالائق جماعت کے خلاف اٹھے اور امید رکھنے والے کی امیدوں کو ختم کر دے۔

حضرت حسان کے اشعار

حضرت حسان بن ثابت نے اس کے رد میں یہ اشعار کہے۔

بَنُوْ وَائِلٍ وَ بَنُوْ وَاقِفٍ وَ خَطْمَةَ دُوْنَ بَنِی الْخَزْرَجِ

بنووائل، بنوواقف اور بنوخطمہ نے نہ کہ خزرج نے۔

مَتٰی مَا دَعَتْ سَفَهًا وَیْحَهَا بِعَوْلَتِهَا وَالْمَنَایَا تَجِیْ

جب اپنی بے وقوفی سے اپنی ہلاکت کو بلایا جبکہ موتیں اس پر منڈلا رہی تھیں۔

فَهَزَّتْ فَتًى مَاجِدًا عِرْقُهُ كَرِيْمُ الْمَدَاخِلِ وَالْمَخْرَجِ

تو انہوں نے ایک ایسے نوجوان کو جھنجھوڑا جس کی اصل شریف اور جو اصل وفرع کے اعتبار سے کریم تھا۔

فَضَرَّجَهَا مِنْ نَجِيْعِ الدِّمَاءِ بَعْدَ الْهُدُوِّ فَلَمْ يَحْرَجِ

اس نوجوان نے انہیں ان کے سرخ خون سے رنگین کر دیا جبکہ رات پرسکون ہو چکی تھی اور وہ گناہ گار بھی نہیں ہوا۔

اس عورت کے قتل کے لئے خطمی کا جانا

جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا مروان کی بیٹی سے کون میرا بدلہ لے گا۔ حضرت عمیر بن عدی خطمی نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن لیا، جب شام ہوئی تو وہ اس کے گھر گئے اور اسے قتل کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کو صبح ملے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے قتل کر دیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عمیر تو نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا مجھ پر اس کے بارے میں کوئی چیز لازم ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا اس بارے میں دو بکرے سر نہیں بھڑائیں گے۔

بنو خطمہ کا طرزِ عمل

حضرت عمیر اپنی قوم میں واپس آئے تو اس روز بنو خطمہ میں بنت مروان کے متعلق ایک لہر اٹھی ہوئی تھی، اس روز اس کے پانچ بیٹے جوان تھے جب حضرت عمیر بن عدی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ان کے ہاں آئے تو فرمایا اے بنی خطمہ میں نے بنت مروان کو قتل کیا ہے سب مل کر میرے بارے میں سوچو، انتظار نہ کرو۔ یہ وہ پہلا دن تھا جس میں اسلام بنو خطمہ کے ہاں معزز محترم ہوا۔ بنو خطمہ میں سے جو بھی مسلمان ہوتا وہ اپنے اسلام کو مخفی رکھتا، بنو خطمہ میں سے سب سے پہلے مسلمان حضرت عمیر بن عدی تھے، انہی کو قاری کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور حضرت عبداللہ بن اوس اور خزیمہ بن ثابت تھے۔ جس روز بنت مروان کو قتل کیا گیا تو بنو خطمہ کے بہت سارے لوگ مسلمان ہو گئے کیونکہ انہوں نے اسلام کی عزت وشوکت کو دیکھ لیا تھا۔

ثمامہ بن اثال حنفی اور اس کا اسلام قبول کرنا

ابوسعید مقبری سے مجھے خبر پہنچی ہے، وہ حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک گھڑ سوار دستہ نکلا تو انہوں نے بنو حنیفہ کا ایک آدمی پکڑ لیا مسلمان یہ نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے کسے پکڑا ہے یہاں تک کہ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کسے پکڑا ہے، یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اس کو باوقار طریقے سے قید میں رکھو پھر رسول اللہ ﷺ واپس گھر تشریف لے گئے۔ فرمایا جو تمہارے پاس کھانا ہے اسے تیار کرو اور ثمامہ کے پاس بھیج دو اور ایک دودھ دینے والی اونٹنی کے بارے میں حکم دیا کہ صبح وشام اس کے لئے دودھ دینے والی اونٹنی بھی بھیجا کرو، حضور ﷺ جب بھی اس کے پاس تشریف لاتے تو فرماتے اے ثمامہ اسلام قبول کر لو۔ ثمامہ کہتا اے محمد رہنے دو، اگر قتل کرو گے تو بدلہ دینا ہوگا، اگر فدیہ لینا ہے تو جو چاہو مانگ لو، وہ اسی حالت میں رہا جتنا عرصہ اللہ نے چاہا کہ وہ اسی حال میں رہے پھر ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو جب صحابہ نے ثمامہ کو چھوڑا تو ثمامہ بقیع کی طرف نکلا وہاں خوب پاک وصاف ہوا پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر لی۔ جب شام کو صحابہ اس کے پاس وہ کھانا لائے جو پہلے لاتے تھے تو اس نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور اونٹنی کا بھی تھوڑا سا دودھ

ثمامہ بن اثال

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ثمامہ بن اثال حنفی اور اس کے اسلام لانے کا ذکر کیا ہے۔ علماء حدیث نے بھی اس کے اسلام لانے کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ اس میں یہ بھی مذکور ہے اگر تو قتل کرے گا تو ایسے آدمی کو قتل کرے گا جس کا بدلہ دینا ہوگا، اگر تو احسان کرے گا تو ایسے آدمی پر احسان کرے گا جو شکر بجا لاتا ہے، اگر تو مال چاہتا ہے تو وہ تمہیں عطا کر دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ اونٹ کے گوشت کا ایک لقمہ مجھے ثمامہ کے خون سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضور ﷺ نے اسے آزاد کر دیا، وہ پاک و صاف ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اسلام کو بڑا فائدہ پہنچایا۔ حضور ﷺ کے اس جہانِ فانی سے پردہ فرمانے کے بعد جب یمامہ کے لوگ مرتد ہو گئے تھے تب بھی وہ بہترین مقام پر فائز رہے، آپ اہل یمامہ میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا اے بنو حنیفہ تمہاری عقلیں کہاں چلی گئیں۔

پیا، مسلمان اس سے متعجب ہوئے، جب یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی، پوچھا کیوں متعجب ہوتے ہو کیا اس آدمی سے جس نے صبح کے وقت کافر کی آنت سے کھایا تھا اور شام کے وقت مسلمان کی آنت سے کھایا تھا، کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے۔

ثمامہ کا مکہ مکرمہ جانا

ابن ہشام نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ثمامہ عمرہ کے ارادہ سے نکلا، جب وہ مکہ کی وادی میں پہنچا تو اس نے تلبیہ کہا۔ یہ وہ پہلا شخص تھا جو تلبیہ کہتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ قریش نے اسے پکڑ لیا اور کہا تو نے ہمارے خلاف دین اپنا لیا ہے، جب وہ اس کی گردن اڑانے لگے تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا اسے چھوڑ دو کیونکہ تمہیں اپنے کھانے کے لئے یمامہ کی ضرورت ہے، اسے لوگوں نے چھوڑ دیا۔ حنفی نے اس بارے میں کہا۔

وَ مِنَّا الَّذِیْ لَبّٰیْ بِمَکَّۃَ مُعْلِنًا　بِرَغْمِ ابی سُفْیَانَ فِی الْاَشْھُرِ الْحُرم

ہم میں سے وہ شخص تھا جس نے اعلانیہ مکہ میں اور حرمت والے مہینوں میں تلبیہ کہا جبکہ ابوسفیان اسے ناپسند کرتا تھا۔

میرے سامنے یہ چیز بھی بیان کی گئی ہے کہ جب اس نے اسلام قبول کیا تو اس وقت اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا تھا آپ کا چہرہ مجھے سب سے مبغوض تھا لیکن اب سب سے محبوب ہے اس نے دین اور شہر کے بارے میں بھی یہی بات کی۔

پھر وہ عمرہ کے لئے نکلا جب مکہ مکرمہ میں پہنچا تو قریش نے کہا اے ثمام تو بے دین ہو گیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب۔ اس کلام کا یہ کلام کیسے مقابلہ کر سکتی ہے یَا ضِفْدَعُ نِقِّی کما تَنِقِّیْنَ لَا الشَّرَابَ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الْمَاءَ تَمْنَعِیْنَ۔ اے مینڈکی تو ٹرٹرا جس طرح تو ٹرٹراتی ہے تو نہ شراب کو مکدر کرتی ہے اور نہ ہی پانی سے روکتی ہے۔ یہ اس کلام میں سے چند جملے تھے جو مسیلمہ ہذیان بکتا تھا۔ بنو حنیفہ میں سے تین ہزار افراد نے حضرت ثمامہ کی موافقت کی اور مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس چیز نے بنو حنیفہ کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا، اس حدیث میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا وہ ابو بصرہ غفاری تھا۔ مسند ابن ابی شیبہ میں ہے کہ وہ جہجاہ بن مسعود بن سعد بن حرام غفاری تھا۔

اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے بہترین دین کی پیروی کی ہے جو حضرت محمد ﷺ کا دین ہے۔ اللہ کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کی اجازت دیں گے پھر وہ یمامہ گیا اور اس بات سے لوگوں کو منع کر دیا کہ وہ مکہ مکرمہ کی طرف کوئی چیز لے جائیں۔ اہل مکہ نے حضور ﷺ کی طرف خط لکھا کہ آپ صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں جبکہ آپ نے قطع رحمی کی ہے، آپ نے اپنے آباء کو تلوار سے قتل کیا اور اپنے بیٹوں کو بھوک سے مار رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ثمامہ کو خط لکھا کہ وہ غلہ نہ روکے۔

علقمہ بن مجزز کا سریہ

جب وقاص بن مجزز غزوہ ذی قرد میں شہید ہوئے تو علقمہ بن مجزز نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اسے قوم کے پیچھے جانے کی اجازت دی جائے تا کہ وہ ان سے بدلہ لے سکے۔

عبدالعزیز بن محمد نے محمد بن عمرو بن علقمہ سے وہ عمرو بن حکم بن ثوبان سے وہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علقمہ بن مجزز کو بھیجا۔ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں میں ان میں شامل تھا جب ہم سفر کے آخری مرحلہ میں تھے یا ابھی راستہ میں تھے تو انہوں نے لشکر کی ایک جماعت کو اجازت دی اور ان افراد پر عبداللہ بن حذافہ سہمی کو نائب

دلائل میں ہے اس کا نام نضلہ تھا، ہم نے حضور ﷺ کے ارشاد یا کل فی سبعة امعاء کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ہم نے اس کا قول رد کیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ یہ صرف ایک آدمی کے ساتھ خاص تھا، اس میں ہم نے کھانے اور سات آنتوں کے معنی کی وضاحت کی ہے۔ حدیث ایک خاص سبب کے بارے میں وارد ہوئی لیکن اس کا معنی عام ہے، ہم نے اس پر ایسی بحث کی ہے جو کافی وشافی ہے، والحمد للہ۔ بخاری کی روایت میں زادم کے الفاظ ہیں جبکہ ابوداؤد کی روایت میں ذاذم کے الفاظ ہیں۔

شیخ حافظ ابو بکر سفیان بن عاصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موقع پر کہا میں نے کتاب السیر کے ایک نسخہ کے حاشیہ سے نقل کیا ہے جو ابوسعید عبدالرحیم بن عبداللہ بن عبدالرحیم اور ان کے دو بھائیوں محمد اور احمد کی طرف منسوب تھی۔ قول یہ ہے میں نے اپنے بھائی کے مخطوطہ میں ابن ہشام کا یہ قول پایا کہ یہ ابن اسحاق نے ذکر نہیں کیا جبکہ یہ ابن ہشام کی غلطی ہے۔ ابن اسحاق نے جعفر بن عمرو بن امیہ سے وہ عمرو بن امیہ سے اس واقعہ میں جو اسد نے یحییٰ بن زکریا سے وہ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔

بنایا۔ یہ رسول اللہ کے صحابہ میں سے تھے، ان میں دعابہ بھی تھا، جب یہ ابھی راستہ میں تھے تو اس نے راستہ میں آگ جلائی پھر قوم سے کہا کیا تم پر میری بات سننا اور اطاعت کرنا لازم نہیں سب نے کہا کیوں نہیں تو اس نے کہا میں تمہیں جو حکم دوں تم اس پر ضرور عمل کرو گے، سب نے کہا ضرور عمل کریں گے تو حضرت عبداللہ بن حذافہ نے کہا میں تمہیں اپنے حق اور طاعت کی قسم دیتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود جاؤ۔ بعض لوگ کمر کستے ہوئے اٹھے یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ آگ میں چھلانگ لگا دیں گے۔ اب عبداللہ بن حذافہ نے کہا بیٹھ جاؤ، میں تم سے مذاق کر رہا تھا۔ یہ بات حضور ﷺ کی بارگاہ میں ذکر کی گئی جب یہ لوگ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تمہیں نافرمانی کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔

محمد بن طلحہ نے ذکر کیا کہ علقمہ بن مجزز اور اس کے ساتھی واپس آ گئے اور کوئی جنگ نہ ہوئی۔

کرز بن جابر کا سریہ

مجھے بعض اہل علم نے بتایا ان کو محمد بن طلحہ نے عثمان بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے محارب اور بنو ثعلبہ کے ساتھ جنگ میں ایک غلام پایا جسے یسار کہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی ان اونٹنیوں کی نگرانی پر معین کیا جو جماء کی اطراف میں چرا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بجیلہ کی شاخ قیس کبہ کی ایک جماعت آئی، انہیں ایک وباء نے

حاشیہ میں کہنے والا کہتا ہے میں نے اپنے بھائی کا مخطوطہ پایا جو ابوبکر بن عبداللہ بن عبدالرحیم ہیں۔ مذکورہ کتاب میں مذکورہ ابوبکر کا قول ہے، جس ابوبکر کا ذکر غزوۂ طائف میں ہے اس قول کے بعد اس عورت نے اس کا بیٹا داؤد بن ابی مرہ جنا یہاں تک میں نے اپنے بھائی سے سنا، اس کتاب میں باقی ماندہ میں نے ابن ہشام سے بذات خود سنا۔

خبیب بن عدی

حضرت مولف نے عمرو بن امیہ کے سریہ خبیب بن عدی کو اس لکڑی سے اتارنے کا ذکر کیا ہے جس پر انہیں سولی پر لٹکایا گیا تھا۔ مسند ابن ابی شیبہ میں ایک حسن روایت ہے جب دونوں نے اسے لکڑی سے اتارا تھا تو زمین اسے نگل گئی تھی۔

ابن ہشام نے عصماء بنت مروان کے قتل کا ذکر کیا اس کے واقعہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس میں دو بکرے نہیں لڑیں گے، یہ عورت رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی تو اس کے خاوند نے اسے قتل کر دیا۔

آلیا اور ان کی تلی میں بیماری پیدا ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا اگر تم ان اونٹنیوں کی جگہ چلے جاؤ اور ان کے دودھ اور بول پیو وہ لوگ وہاں چلے گئے۔

جب یہ لوگ تندرست ہو گئے اور ان کے پیٹ ٹھیک ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام یسار اونٹنیوں کے چرواہے پر حملہ کر دیا، اس کو ذبح کر دیا اور اس کی آنکھوں میں کانٹے چبھو دیئے ہیں اور اونٹنیاں بھگا کر لے گئے، حضور ﷺ نے ان کے پیچھے کرز بن جابر کو بھیجا جس نے انہیں پکڑ لیا اور غزوہ ذی قرد کی واپسی پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی۔

حضرت علی بن ابی طالب کا یمن کی طرف غزوہ

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ یمن کی طرف دو دفعہ جنگ کے لئے گئے۔

ابن ہشام نے کہا ابو عمرو مدنی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب کو یمن کی طرف بھیجا اور حضرت خالد بن ولید کو دوسرے لشکر میں بھیجا اور فرمایا اگر تم دونوں ملو تو پھر امیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب ہوں گے۔

ابن اسحاق نے حضرت خالد کے بعث کا ذکر کیا لیکن بعوث اور سرایا میں اس کا ذکر نہیں کیا تو مناسب یہ ہے کہ ان کی تعداد ان کے قول میں انتالیس ہو۔

حضرت اسامہ بن زید کو شام کی طرف بھیجنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید کو شام بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ فلسطین کے علاقہ میں بلقاء اور داروم میں گھڑ سوار دستے لے جائیں، لوگوں نے تیاری کی اور حضرت اسامہ کے ساتھ اولین مہاجر زیادہ سے زیادہ شریک ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہ آخری لشکر تھا جو رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ رہو اس کا خون رائیگاں ہے

دار قطنی نے کہا اس سے فقہ میں مہر لگانے کی اصل قائم ہوتی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے حکم کے نفاذ کے لئے اپنے اوپر گواہ بنائے۔ مصنف حماد بن سلمہ میں ہے کہ وہ عورت یہودی تھی، وہ حیض کے کپڑے مسجد بنی حطمہ میں ڈالتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا اور فرمایا اس میں دو بکرے نہیں لڑیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کا آغاز

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابھی لوگ اسی حالت میں تھے کہ حضور ﷺ کی اس بیماری کا آغاز ہو گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی روح کو قبض کر لیا، مقصود اس کرامت اور رحمت سے نوازنا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں ارادہ کیا تھا ابھی صفر کے کچھ دن باقی تھے یا ربیع الاول کا آغاز تھا جو بات میرے سامنے ذکر کی گئی وہ یہ ہے کہ اس مرض کا آغاز یوں ہوا کہ آپ ﷺ نصف رات بقیع غرقد کی طرف تشریف لے گئے اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرمائی پھر گھر واپس تشریف لائے، جب صبح ہوئی تو اس روز سر میں درد شروع ہو چکا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبید بن جبیر سے جو حکم بن ابی العاص کے غلام تھے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے انہوں نے ابی مویہبہ سے جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نصف رات مجھے اٹھایا فرمایا اے ابو مویہبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس بقیع میں مدفون لوگوں کے لئے دعائے استغفار کروں، میرے ساتھ چلو میں آپ کے ساتھ ہو لیا جب آپ قبروں کے سامنے پہنچے تو آپ نے فرمایا اے قبروں والو تم پر سلام ہو جس حالت میں لوگ ہیں اس کی بہ نسبت جس حال میں تم ہو وہ تمہیں مبارک ہو فتنے یوں آ گئے ہیں جس طرح تاریک رات کے حصے بعد میں آنے والا پہلے کے پیچھے چلا آ رہا ہے جبکہ بعد والا پہلے سے زیادہ سخت ہے پھر حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا اے ابو مویہبہ مجھے دنیا کے خزانے اس میں ہمیشہ کی زندگی پھر جنت پیش کی گئی مجھے اس دنیا اور اپنے رب سے ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں، اس میں ہمیشہ کی زندگی پھر جنت کو اختیار کر لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم اے ابی مویہبہ میں نے اپنے رب سے ملاقات اور جنت کا انتخاب کیا ہے پھر آپ نے اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کی پھر آپ واپس لوٹ آئے تو حضور ﷺ کو وہ درد شروع ہو گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں علالت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یعقوب بن عتبہ نے محمد بن مسلم زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے وہ حضرت عائشہ زوج النبی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بقیع سے واپس تشریف لائے آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں اپنے سر میں درد محسوس کرتی تھی اور میں کہہ رہی تھی ہائے سر درد۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اے عائشہ میرے سر میں درد ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تمہیں یہ چیز کیا نقصان دیتی کہ تو مجھ سے پہلے مرتی، میں تیرا اہتمام کرتا، تجھے کفن پہناتا، تجھ پر نماز جنازہ پڑھتا اور تجھے دفن کرتا۔ میں نے عرض کی اللہ کی قسم اگر میرے ساتھ ایسا ہوتا پھر آپ یہ اعمال کرتے تو یقیناً آپ میرے گھر واپس آتے تو اپنی کسی بیوی کو میرے گھر میں رکھتے تو رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے پھر آپ کا درد بڑھ گیا، آپ باری باری اپنی ازواج کے پاس جاتے یہاں تک کہ آپ کی تکلیف بڑھ گئی جبکہ آپ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے، آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو بلایا آپ نے سب سے اجازت مانگی کہ ایام مرض میرے (عائشہ) ہاں گزاریں تو سب نے حضور ﷺ کو اجازت دے دی۔

ازواجِ مطہرات کا ذکر

ازواجِ مطہرات کے نام

ابن ہشام نے کہا ازواجِ مطہرات کی تعداد نو تھی۔

۱۔ حضرت عائشہ بنت ابی بکر، ۲۔ حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب، ۳۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب، ۴۔ حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ، ۵۔ حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس، ۶۔ حضرت زینب بنت جحش بن رباب، ۷۔ حضرت میمونہ بنت حارث بن حزن، ۸۔ حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار، ۹۔ حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہن۔ مجھے یہ کئی اہل علم نے بتایا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے عقد نکاح

حضور ﷺ نے مجموعی طور پر تیرہ عورتوں سے شادی فرمائی۔ حضرت خدیجہ پہلی عورت ہیں جن سے حضور ﷺ نے شادی کی۔ حضرت خدیجہ کی شادی حضور ﷺ کے ساتھ ان کے والد خویلد بن اسد نے کی تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا حضرت خدیجہ کے بھائی عمرو بن خویلد نے کی تھی رسول اللہ ﷺ نے انہیں بیس کم عمر اونٹنیاں بطور مہر دیں اور سرور دو عالم ﷺ کی تمام اولاد سوائے آپ کے لخت جگر حضرت ابراہیم کے آپ کے بطن سے ہوئی۔ اس سے پہلے حضرت خدیجہ ابو ہالہ بن مالک کے عقد میں تھی جو بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں سے تھے جو بنو عبدالدار کے حلیف تھے، ان سے حضرت خدیجہ کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ ہوئیں۔ ابو ہالہ سے پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے عقد میں تھیں جن سے ان کی اولاد عبداللہ اور ایک بچی ہوئی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ

اس کتاب کے کئی مواقع پر ازواجِ مطہرات کا کافی ذکر ہو چکا ہے، یہاں حضرت خدیجہ کا ذکر کیا، یہ پہلے ابو ہالہ کے عقد میں تھیں اور اس سے قبل عتیق بن عائذ کے عقد میں تھیں۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا آپ کے بطن سے عتیق کا بیٹا عبد مناف پیدا ہوا۔ ابو ہالہ کا نام ہند بن زرارہ بن نباش تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا بلکہ ابو ہالہ سے مراد زرارہ ہے اور اس کا بیٹا ہند تھا۔ بصرہ میں جب طاعون کی وباء پھیلی تو ہند فوت ہوا۔

ابن صفی نے کہا ایک بچی جس سے صفی بن ابی رافعہ نے شادی کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکہ مکرمہ میں شادی کی جبکہ ان کی عمر سات سال تھی ان کو اپنے گھر میں لائے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر نو سال یا دس سال تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضور ﷺ نے کسی باکرہ سے شادی نہ کی۔ حضور ﷺ سے ان کی شادی ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی رسول اللہ ﷺ نے ان کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے ہم یہ اضافہ کرتے ہیں کہ آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ ابن اعرابی نے معجم میں ایک مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ آپ کے رحم سے رسول اللہ ﷺ کا جنین ساقط ہوا، جس کا نام عبداللہ رکھا گیا، اسی کے نام پر آپ کی یہ کنیت رکھی گئی، اس حدیث کا دارومدار داؤد بن محبر پہ ہے جو ضعیف ہے اس سے زیادہ صحیح ابوداؤد کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ تو اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لے، یہ روایت یوں بھی مروی ہے کہ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے نام سے کنیت رکھ لے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے اس کے والدین سے مانگ لیا تھا۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ماں کہتے تھے، اسے ابن اسحاق اور دوسرے علماء نے ذکر کیا ہے دوسری عورتوں پر ان کی فضیلت کے بارے میں جو صحیح ترین حدیث روایت کی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کھانے کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہوتی ہے، یہاں حضور ﷺ نے ثرید سے مراد وہ کھانا لیا ہے جو گوشت سے بنایا جاتا ہے جس طرح معمر نے اپنی جامع میں حضرت قتادہ سے مفسر قول نقل کیا ہے اور ابان سے مرفوع نقل کرتے ہیں اس میں یہ کہا جس طرح گوشت والے ثرید کی دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ اس حدیث سے فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا دنیا اور آخرت کے سالنوں کا سردار گوشت ہے جبکہ ثرید کا لفظ مطلق بولا جائے تو اس سے گوشت کا ہی ثرید مراد لیا جاتا ہے، سیبویہ کا ایک شعر ہے۔

إِذَا مَا الْخُبْزُ تَأْدِمُهُ بِلَحْمٍ　فَذَاكَ أَمَانَةَ اللّٰهِ الثَّرِيْدُ

جب روٹی کے ساتھ گوشت کو سالن بنائے اللہ کی قسم وہی ثرید ہے۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے شادی کی۔ حضور ﷺ سے حضرت سودہ کی شادی سلیط بن عمرو نے کی تھی۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل نے شادی کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا ابن اسحاق اس حدیث کی مخالفت کرتے ہیں وہ یہ ذکر کرتے ہیں کہ سلیط اور ابو حاطب دونوں اس وقت موجود نہ تھے بلکہ اس وقت حبشہ گئے ہوئے تھے، اس سے قبل وہ سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل کے عقد میں تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش ؓ سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش بن رئاب الاسدیہ سے شادی کی، حضور ﷺ

حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت مریم علیہا السلام

اگر سابقہ حدیث نہ ہوتی جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کی تخصیص کی گئی ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ پر فضیلت ہوتی کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر عورت عطا نہیں فرمائی۔ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جہاں بھر کی عورتوں پر فضیلت کا قول کیا ہے۔ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کے بارے میں بھی یہی قول ہے۔ کثیر علماء کے نزدیک آپ نبیہ ہیں جن پر جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے اس لئے غیر نبی کو انبیاء پر فضیلت نہیں دی جا سکتی، جن علماء نے کہا وہ نبیہ نہ تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ (آل عمران) کو ان کے زمانہ کی عورتوں کے ساتھ خاص کیا ہے تو اس کا یہ قول بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت مریم سے افضل ہیں۔ اسی طرح وہ تمام ازواجِ مطہرات کے بارے میں بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ سب جہان بھر کی عورتوں سے افضل ہیں، اس مذہب کی تصحیح میں بہت سے علماء نے نزاع کیا ہے جس کا ذکر بہت طویل ہے۔ مسند بزار میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ آپ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں سوائے حضرت مریم کے۔

سے ان کی شادی ان کے بھائی ابو احمد بن جحش نے کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مہر چار سو درہم مقرر کیا تھا جبکہ اس سے قبل یہ حضرت زید بن حارثہ کے عقد میں تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا۔ (الاحزاب: ۳۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے شادی کی، ان کا نام ہند تھا۔ حضور ﷺ سے ان کی شادی ان کے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ نے کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بطورِ مہر ایک بستر جس میں چھال بھری ہوئی تھی، ایک پیالہ، ایک لگن اور ایک چکی دی تھی جبکہ اس سے قبل وہ ابو سلمہ بن عبد الاسد کے عقد میں تھیں جن سے سلمہ، عمر، زینب اور رقیہ کی ولادت ہوئی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب سے شادی کی، حضور ﷺ سے ان کی شادی ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب نے کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا تھا جبکہ اس سے قبل یہ حضرت خنیس بن حذافہ سہمی کے عقد میں تھیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے شادی کی، ان کا نام رملہ بنت ابی سفیان بن حرب تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے ان کی شادی خالد بن سعید بن عاص نے کی تھی جبکہ خالد اور ام

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت مولف نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر کیا کہ حضور ﷺ نے انہیں مجشہ عطا فرمایا جس سے مراد چکی ہے اسی سے جشیش کا نام رکھا جاتا ہے۔ مجشہ کے ساتھ ایسی چیزوں کا ذکر کیا جن کی قیمت معلوم نہیں، ان میں جفنہ اور خراش ہے، مسند بزار میں ان کی قیمت کا ذکر ہے۔ حضرت انس نے کہا حضور ﷺ نے بطور مہر سامان عطا فرمایا جس کی قیمت دس درہم تھی۔ بزار نے کہا چالیس درہم روایت کی جاتی ہے۔

حبیبہ دونوں حبشہ میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجاشی نے انہیں چار سو دینار بطورِ مہر دیئے تھے۔ نجاشی نے ہی انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح دیا تھا جبکہ یہ اس سے قبل عبداللہ بن جحش اسدی کے عقد میں تھیں۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار خزاعی سے شادی کی، یہ بنو خزاعہ کے قبیلہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں سے تھی، یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصاری کے حصہ میں آئی، انہوں نے اس سے عقد مکاتبہ کرلیا۔ حضرت جویریہ حضور ﷺ کی خدمت میں مال مکاتبہ میں مدد لینے کے لئے حاضر ہوئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے اس سے بہتر کی خواہش ہے اس نے پوچھا وہ کیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں مال مکاتبہ ادا کر دیتا ہوں اور تجھ سے شادی کرلیتا ہوں، اس نے عرض کی ٹھیک ہے تو حضور ﷺ نے اس سے شادی کرلی۔

ابن ہشام نے کہا یہ حدیث ہمیں زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحاق سے وہ محمد بن جعفر بن زبیر سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا یہ کہا جاتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی مصطلق سے واپس ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ جویریہ بنت حارث بھی تھیں۔ حضور ﷺ لشکر کے انتظام فرما رہے

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت مولف نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار کا ذکر کیا ہے اس سے قبل یہ مسافع بن صفوان خزاعی کے عقد میں تھیں، حارث اور اس کے دونوں بیٹے مسلمان ہو گئے لیکن ان کا نام ذکر نہیں کیا۔ وہ حارث بن حارث اور عمرو بن حارث تھے، یہ امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش

حضرت زینب بنت جحش کا ذکر کیا ہے، اس کے بھائی ابو احمد نے اس کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا۔ یہ امر اس کے خلاف ہے کہ یہ دوسری ازواجِ مطہرات پر فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں رسول اللہ ﷺ سے تمہاری شادیاں تمہارے گھر والوں نے کی ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ سے میری شادی سات آسمانوں کے اوپر رب العالمین نے کی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت زَوَّجْنٰكَهَا (الاحزاب: ۳۷) نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ اٹھے بغیر اجازت کے ان کے ہاں تشریف لے گئے۔

تھے تو حضور ﷺ نے حضرت جویریہ ایک انصاری کو بطورِ امانت عطا کیں اور اس کی حفاظت کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس کا باپ حارث بن ابی ضرار، بیٹی کا فدیہ لے کر آیا جب وہ عقیق کے مقام پر تھا تو اس نے اپنے اونٹ دیکھے جنہیں فدیہ کے طور پر لایا تھا، دو اونٹوں کو بہت پسند کیا تو انہیں عقیق کی وادیوں میں چھپا دیا پھر حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد ﷺ تم نے میری بیٹی پکڑ لی ہے یہ اس کا فدیہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تو نے عقیق کی وادیوں میں سے فلاں فلاں گھاٹی میں چھپایا ہے۔ حارث نے کہا میں گواہی دیتا ہوں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں ہوں، اللہ کی قسم اس بات پر اللہ کے سوا کوئی مطلع نہیں۔ حارث، اس کے دونوں بیٹے اور اس کی قوم کے بے شمار افراد مسلمان ہو گئے اس نے اونٹوں کی طرف آدمی بھیجا جو ان دونوں اونٹوں کو لے آیا۔ اونٹ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کئے اور اسے اس کی بیٹی دے دی گئی، وہ بھی مسلمان ہو گئی اور بہت اچھی مسلمان ثابت ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے باپ کو پیغام نکاح دیا، حضرت جویریہ کے والد نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شادی کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا جبکہ اس سے قبل وہ اپنے چچازاد کے عقد میں تھیں جس کا نام عبداللہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا یہ بھی کہا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے ثابت بن قیس سے خریدا تھا،

ابن اسحاق نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں شراف بنت خلیفہ کا ذکر نہیں کیا جو دحیہ بن خلیفہ کلبی کی بہن تھی جبکہ دوسرے علماء نے اس کا ذکر کیا ہے، یہ تھوڑا عرصہ حضور ﷺ کے پاس رہی تھیں پھر فوت ہو گئی تھیں۔

اسی طرح عالیہ بنت ظبیان بن عمرو بن عوف بن عبد بن ابی بکر بن کلاب کا بھی ذکر نہیں کیا جبکہ دوسرے علماء نے اسے رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں ذکر کیا ہے۔

اسی طرح وسنی بنت صلت کا ذکر نہیں کیا جس سے حضور ﷺ نے شادی کی پھر اسے طلاق دے دی، اس بارے میں یہ ذکر کیا جاتا ہے سنا بنت اسماء بنت صلت۔

انہیں عورتوں میں سے ایک اسماء بنت نعمان بن جون کندیہ ہے۔ حضور ﷺ سے اس کی شادی پر تو اتفاق ہے مگر نبی کریم ﷺ سے جدائی کے سبب میں اختلاف ہے، اسی طرح شراف بنت خلیفہ کا معاملہ ہے۔ حضور ﷺ نے اسے ابھی حرم میں داخل نہیں کیا تھا کہ یہ فوت ہو گئی تھیں۔ واللہ اعلم

اسے آزاد کیا تھا پھر اس سے شادی کی تھی اور اس کا مہر چار سو درہم مقرر کیا تھا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب سے شادی کی۔ اسے خیبر سے گرفتار کیا اور اپنے لئے منتخب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ کیا مگر اس میں چربی اور گوشت نہیں تھا اس میں صرف ستو اور کھجوریں تھیں، اس سے قبل وہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے عقد میں تھیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی کی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب نے ان کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کی تھی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان کا مہر چار سو درہم دیا تھا جبکہ اس سے قبل وہ ابورہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی کے عقد میں تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے انہوں نے خود اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے دعوتِ نکاح انہیں اس وقت پہنچی تھی کہ وہ اپنے اونٹ پر سوار تھیں تو انہوں نے کہا تھا، اونٹ اور اونٹ پر جو ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا (الاحزاب: ۵۰) ''اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے'' نازل فرمائی۔

ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ جس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا وہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے وہ ام شریک غزیہ بنت جابر بن وہب تھی جو بنو منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوی سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ بھی قول کیا جاتا ہے وہ بنو سلمہ بن لوی کی ایک عورت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا معاملہ ملتوی کر دیا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ سے شادی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد

مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی کی۔ ان کا لقب ام المساکین تھا کیونکہ ان پر بڑی شفقت کرنے والی اور ان کے لئے رقیق القلب تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ان کی شادی عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بنی عبد مناف نے کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مہر چار سو درہم معین کیا تھا۔ حضور ﷺ کے عقد میں آنے سے پہلے وہ عبیدہ بن حارث کے عقد میں تھیں اور عبیدہ سے پہلے یہ جہم بن عمرو بن حارث کے عقد میں تھیں جو ان کے چچازاد بھائی تھے۔

ازواجِ مطہرات کی تعداد اور حضور ﷺ کا ان کے ساتھ سلوک

رسول اللہ ﷺ نے جنہیں اپنے حرم میں لیا اور جن سے ازدواجی تعلقات قائم فرمائے ان کی تعداد گیارہ ہے۔ حضور ﷺ کے وصال سے قبل دو ازواج مطہرات اس جہانِ فانی سے رخصت ہو چکی تھیں، وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ تھیں اور اس وقت نو ازواج مطہرات آپ کے عقد میں تھیں، جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں دو عورتیں ایسی تھیں جن سے ازدواجی تعلقات قائم نہ فرمائے، ان میں سے ایک اسماء بنت نعمان کندیہ تھی، اس سے آپ ﷺ نے عقد نکاح کیا اس میں برص کی سفیدی دیکھی اسے متعہ عطا فرمایا اور اسے اس کے گھر والوں کی طرف بھیج دیا۔ دوسری عمرہ بنت یزید کلابیہ تھی جس کے کفر کا دور ابھی قریب تھا، جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے پناہ چاہی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بچنا چاہتی ہے اور اللہ کی پناہ چاہتی ہے تو اسے اس کے گھر والوں کی طرف بھیج دیا۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ چاہی تھی وہ کندیہ تھی جو اسماء بنت نعمان کے چچا کی بیٹی تھی۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا تو اس نے کہا ہم ایسی قوم ہیں جن کے پاس آیا جاتا ہے، ہم خود نہیں آتیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔

ازواجِ مطہرات میں سے قریشی عورتیں

ازواجِ مطہرات میں سے چھ عورتیں قریشی تھیں۔ ۱۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی، ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب، ۳۔

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، ۴۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی، ۵۔ حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن کعب بن لوی، ۶۔ حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

عربی اور غیر عربی کی تقسیم

قریشیوں کے علاوہ عربی اور غیر عربی ازواجِ مطہرات کی تعداد سات ہے، ان میں سے عربی یہ ہیں۔ ۱۔ زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، ۲۔ میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان، ۳۔ زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ، ۴۔ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار خزاعیہ پھر مصطلقیہ، ۵۔ اسماء بنت نعمان کندیہ، ۶۔ عمرہ بنت یزید کلابیہ۔

غیر عربی یہ ہے۔ صفیہ بنت حیی بن اخطب جو بنو نضیر سے تعلق رکھتی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں علالت

ابن اسحاق نے کہا مجھے یعقوب بن عتبہ نے محمد بن مسلم زہری سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ خاندان کے دو آدمیوں کے درمیان چلتے ہوئے تشریف لائے ان میں سے ایک حضرت فضل بن عباس اور دوسرا کوئی اور آدمی تھا، آپ ﷺ نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی آپ ﷺ کے قدم زمین پر گھسٹ رہے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے۔

عبید اللہ نے کہا میں نے یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس کے سامنے بیان کی، انہوں نے کہا کیا تو جانتا ہے دوسرا آدمی کون تھا؟ میں نے کہا نہیں تو انہوں نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب۔

مرض کی شدت

رسول اللہ ﷺ کا مرض بڑھ گیا اور درد سخت ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر سات مشکیزے پانی کے مختلف کنوؤں سے نکلوا کر انڈیلو تا کہ میں لوگوں کے پاس جاؤں اور ان سے عہد لوں، ہم نے آپ کو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ کے نہانے والے برتن میں بٹھا دیا، پھر آپ ﷺ پر ہم نے پانی بہایا یہاں تک کہ آپ یہ کہنے لگے۔ بس بس

نبی مکرم ﷺ کی گفتگو

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا زہری نے کہا مجھے ایوب بن بشیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھ کر نکلے یہاں تک کہ آپ منبر پر بیٹھے سب سے پہلے آپ ﷺ نے جو گفتگو کی وہ یہ تھی کہ آپ نے شہداء کا ذکر کیا ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور ان کا کافی طویل ذکر کیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو دنیا اور اللہ کے ہاں جو نعمتیں ہیں ان میں اختیار دیا ہے تو اس بندے نے اس چیز کو پسند کیا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھانپ گئے اور پہچان گئے کہ حضور ﷺ خود اپنی ذات مراد لے رہے ہیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ عرض کی ہم اپنی جانیں اور اولادیں آپ ﷺ پر قربان کرتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر ٹھہرو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو یہ دروازے مسجد میں کھلتے ہیں ان سب کو بند کر دینا مگر ابو بکر کے گھر کو۔ میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو صحابیت کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر احسان کرنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ روایت کیا جاتا ہے کہ سوائے ابو بکر کے دروازہ کے۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ نے ابو سعید بن معلیٰ کے خاندان کے بعض افراد سے روایت کیا ہے کہ اس روز رسول اللہ ﷺ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا اگر بندوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو میں ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن صحبت اور ایمان کا بھائی چارہ کافی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاں ہمیں جمع فرما دے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر بھیجنے کا حکم

ابن اسحاق نے مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر اور دوسرے علماء سے روایت کیا

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ لوگ حضرت اسامہ بن زید کے لشکر میں شریک ہونے میں سستی کر رہے ہیں جبکہ حضور ﷺ کے سر کو درد تھا۔ آپ ﷺ سر پر پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے یہاں تک کہ منبر پر بیٹھ گئے۔ صحابہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کے بارے میں باتیں کی تھیں کہ آپ ﷺ نے جلیل القدر مہاجرین وانصار پر امیر بنا دیا ہے۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جس حمد وثناء کا وہ لائق ہے پھر فرمایا اے لوگو! اسامہ کا لشکر بھیجو میری زندگی کی قسم اگر تم نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کے بارے میں باتیں کی ہیں تو اس سے پہلے تم اس کے باپ کی امارت کے بارے میں بھی باتیں کر چکے ہو، یہ امارت کے لائق ہے جبکہ اس کا باپ بھی اس کے لائق تھا۔

رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اترے۔ لوگ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی تیاری میں تیزی سے لگ گئے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھتی گئی، حضرت اسامہ نکلے اور آپ کا لشکر بھی روانہ ہو گیا اور جرف کے مقام پر پڑاؤ ڈالا جو مدینہ طیبہ سے ایک فرسخ کے مقام پر ہے، آپ کا لشکر آپ کے ساتھ سفر کے لئے تیار ہوا، لوگ وہاں آ کر شامل ہو گئے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لشکر کے دوسرے افراد ٹھہر گئے تا کہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا فیصلہ فرماتا ہے۔

انصار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت

ابن اسحاق نے کہا زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا جس روز آپ ﷺ نے اصحاب احد کے لئے دعا فرمائی تھی، ان کے ذکر کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا اے مہاجرین کی جماعت انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، لوگ بات بڑھاتے ہیں جبکہ انصار وہی بات کرتے ہیں جتنی ہوتی ہے۔ یہ میرے راز دان ہیں جن پر میں بھروسہ کرتا ہوں ان میں سے اچھے کام کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور غلطی کرنے والے سے درگزر کرنا۔

حضرت عبداللہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اترے اپنے گھر میں داخل ہوئے، درد بہت بڑھ گیا یہاں تک غشی پڑنے لگی۔

لدود کا معاملہ

حضرت عبداللہ نے کہا حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، یعنی حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مسلمانوں کی دوسری عورتیں بھی ان میں اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمیس بھی تھیں جبکہ آپ ﷺ کے پاس آپ کے چچا حضرت

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا تھا لَأُلُدَّنَّهٗ فَلَدُّوْهُ وَ حَسِبُوْا اَنَّ بِهٖ ذَاتَ الْجَنْبِ۔ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر آپ کو دواء پلائی جبکہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے چچا کے علاوہ ہر ایک کو دوا پلائی جائے کیونکہ یہ تم میں موجود نہیں تھے۔ یہ روایت ابن اسحاق کی روایت سے زیادہ صحیح ہے، انہوں نے دوائی اس لئے پلائی تھی کیونکہ حضور ﷺ نے قسط (دواء کا نام) کے بارے میں کہا تھا اس میں سات مرضوں کی شفاء ہے جسے نمونیہ کی تکلیف ہو اسے یہ دوائی کے ذریعے پلائی جائے اور جس کے حلق میں درد ہو اس کے کان میں دوا ڈالی جائے، باقی پانچ کا ذکر نہیں کیا۔ ابن شہاب نے کہا ہم اسے تمام دوائیوں میں استعمال کرتے ہیں، شاید ہم اسے پالیں، لدود کا مطلب یہ ہوتا ہے منہ کی ایک طرف میں دواء رکھی جاتی ہے اور انگلی کے ساتھ اسے ملا جاتا ہے، نمونیہ کے درد کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ذَاكَ دَاءٌ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَقْذِفَنِىْ بِهٖ ۔ طبری کی روایت میں یہی حدیث اس طرح ہے اَنَا اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ اَنْ يَّقْذِفَنِىْ بِهَا۔ ایک اور روایت میں ہے هِىَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُسَلِّطَهَا عَلَىَّ۔ یہ مرض شیطان کی جانب سے ہے، اللہ کی یہ شان نہیں کہ اس مرض کو مجھ پر مسلط کرے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نمونیہ کا درد بہت بری بیماری ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی دعاء میں اس سے پناہ مانگی تھی، دعاء یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُنُوْنِ وَ الْجُذَامِ وَ سَيِّئِى الْاَسْقَامِ۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں جنون سے کوڑھ کے مرض اور بری امراض سے اگرچہ اس مرض میں مبتلا ہونے والا سات شہیدوں میں سے ہوتا ہے لیکن حضور ﷺ نے غرق ہونے اور جلنے سے بھی پناہ مانگی ہے جبکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے اَلْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ وَالْحَرِيْقُ شَهِيْدٌ۔ غرق ہونے والا شہید ہے، آگ میں جلنے والا شہید ہے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ ﷺ کے منہ میں دوا

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، سب نے رائے دی کہ آپ ﷺ کو منہ کے ذریعے دوائی دی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں آپ کو دوائی پلاتا ہوں تو انہوں نے آپ کو دوائی پلائی جب رسول اللہ ﷺ کو افاقہ ہوا، پوچھا کس نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، سب نے عرض کیا آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ فرمایا یہ وہ دوائی تھی جس کو عورتیں اس زمین سے لائی تھیں، آپ نے حبشہ کی زمین کی طرف اشارہ کیا تھا پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں آپ کو نمونیہ نہ ہو۔ فرمایا یہ ایسی بیماری ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مجھے ہلاک نہیں کرے گا، گھر میں جتنے افراد ہیں انہیں یہ دوائی پلائی جائے سوائے میرے چچا کو۔ حضرت میمونہ کو بھی یہ دوا پلائی گئی جبکہ آپ روزے کی حالت میں تھیں، انہوں نے جو کیا تھا حضور ﷺ نے سزا سب میں تقسیم کر دی۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

ابن اسحاق نے کہا مجھے سعید بن عبید بن سباق نے محمد بن اسامہ سے وہ اپنے والد اسامہ بن زید سے روایت نقل کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت کمزور ہو گئی تو میں اور رسول

رکھی تھی، وہ درد جو نبی کریم ﷺ کو تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے منہ میں دوا رکھی گئی تھی اس کو خاصرہ کہتے۔ موطا کے کتاب النذور میں اس کا ذکر آیا ہے، اس میں ہے آپ نے فرمایا مجھے خاصرہ کی تکلیف ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور ﷺ کو اکثر خاصرہ کی تکلیف ہو جاتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہمیں خاصرہ کا پتہ نہ تھا بلکہ ہم کہتے رسول اللہ ﷺ کے گردہ میں درد ہے۔ مسند حارث بن ابی اسامہ میں ہے وہ اس روایت کو نبی کریم ﷺ تک اسے مرفوع نقل کرتے ہیں کہ خاصرہ گردہ میں ایک رگ ہے جب وہ حرکت کرتی ہے تو اس آدمی کو درد ہوتا ہے اس کی دوائی یہ ہے کہ شہد گرم پانی میں ملا کر دیا جائے۔ اسی حدیث کو عبدالرحیم بن عمرو سے وہ زہری سے وہ عروہ سے روایت نقل کرتے ہیں جبکہ عبدالرحیم ضعیف ہے اور محدثین کے نزدیک ضعفاء میں مذکور ہے لیکن محدثین کی ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری کلمہ

حضرت مؤلف نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے آخری کلمہ یہ کہا تھا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی۔ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ

اللہ ﷺ مدینہ طیبہ آئے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ خاموش رہتے تھے، گفتگو نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے پھر میرے اوپر رکھتے تو میں پہچان جاتا کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن شہاب زہری نے کہا مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنتی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی روح کو قبض نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دیا۔ جب حضور ﷺ کے وصال کا وقت قریب آیا تو میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا بَلِ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى فِي الْجَنَّةِ۔ نہیں بلکہ جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ میں نے کہا آپ ﷺ ہمیں اختیار نہیں کر رہے اور میں نے یہ بھی پہچان لیا جو آپ ہمیں ارشاد فرماتے تھے اِنَّ نَبِيًّا لَمْ يُقْبَضْ حَتّٰى يُخَيَّرَ۔ کسی نبی کی روح کو قبض نہیں کیا گیا یہاں تک کہ اسے اختیار دیا گیا۔

الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (نساء: ۶۹) یہی رفیق اعلیٰ ہے، آپ ﷺ نے رفقاء کا لفظ ذکر نہیں کیا اس کی حکمت ہم اس کتاب میں پہلے ذکر کر چکے ہیں جس نے اسے حسن عطا کیا ہے جبکہ جنتی اس میں ایک آدمی کے دل کے ساتھ داخل ہوتے ہیں، یہ وہ آخری کلمہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ الفاظ توحید کے معنی کو لئے ہوئے ہیں جو مومن کا آخری کلمہ ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وہ صراط مستقیم اور لا الہ الا اللہ والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (فاتحہ) پہلی آیت میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے، وہی لوگ رفیق اعلیٰ ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا یہ اس وقت ہوا جب رسول اللہ ﷺ کو موت کی خبر دی گئی اور آپ ﷺ نے دنیا کی بجائے جنت کو پسند فرمایا۔

بعض لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انگلی سے اشارہ کیا اور فرمایا فی الرفیق۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا اللهم الرفیق۔ اور سبابہ انگلی سے اشارہ کیا، اس سے توحید کا ارادہ تھا، اس اشارہ کے ساتھ آپ ﷺ اپنے اس ارشاد کے عموم میں داخل ہو گئے۔ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ جس کی آخری گفتگو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوئی وہ جنت میں داخل ہو گیا، اس میں کوئی شک

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت

زہری نے کہا مجھے حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر نرم دل، کمزور آواز والے اور قرآن پڑھتے وقت زیادہ رونے والے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں نے پھر اپنی بات دہرائی تو حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَمُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ تم عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کی عورتوں جیسی ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اللہ کی قسم میں اس لئے بات کر رہی تھی کیونکہ میں یہ پسند کرتی تھی کہ یہ معاملہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی اور کی طرف پھیر دیا جائے اور میں یہ جانتی تھی کہ جو آدمی بھی حضور ﷺ کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اسے پسند نہیں کریں گے، لوگ ہر حادثہ میں اس سے بدشگونی کریں گے، میں پسند کرتی تھی کہ یہ معاملہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی اور طرف پھیر دیا جائے۔

نہیں کہ آپ جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہیں، اگرچہ آپ اشارہ نہ فرماتے۔ یہ سب ہم نے اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ آپ کی آخری گفتگو کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیوں نہ ہوئی جبکہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے جو گفتگو کی تھی جبکہ آپ حضرت حلیمہ کے ہاں دودھ پی رہے تھے تو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا، میں نے اس بات کو واقدی کی کتاب میں پایا ہے۔

حضور ﷺ نے آخری وصیت جو فرمائی وہ یہ تھی اَلصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ اس کیلئے حضور ﷺ نے زبان کو حرکت تو دی مگر بات واضح نہ ہوئی۔ حضور ﷺ کے فرمان ملکت ایمانکم میں دو قول ہیں ایک یہ کہ حضور ﷺ نے غلاموں کے ساتھ نرمی کا ارادہ کیا۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ حضور ﷺ نے زکوٰۃ کا ارادہ فرمایا کیونکہ قرآن حکیم میں زکوٰۃ نماز سے ملی ہوئی ہے۔ یہ ملک یمین کی ایک قسم ہے، یہ تعبیر خطابی نے کی۔

حضرت مولف نے مرض کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے مسجد میں آنے کا ذکر کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کے مقتدی تھے۔ سیرت کی کتابوں میں یہ روایت مرسل ہے جبکہ صحاح میں معروف یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے جبکہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہے تھے، ایک متصل سند

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن شہاب نے کہا مجھے عبد الملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے اپنے باپ سے وہ عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لئے عرض کی حضور ﷺ نے فرمایا اسے حکم دو جو لوگوں کو نماز پڑھائے، میں باہر نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں موجود تھے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے میں نے کہا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ، وہ اٹھے تکبیر کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سنی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز بڑی بلند تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں، اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت آئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا چکے تھے، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ نے کہا مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ پر افسوس اے ابن زمعہ تو نے میرے ساتھ کیا کیا۔ اللہ کی قسم جب تو نے مجھے

سے حضرت انس سے ایک روایت مروی ہے کہ اس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے۔ اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مختلف ہے۔ دارقطنی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَا مَاتَ نَبِیٌّ حَتّٰی یَؤُمَّہٗ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِہٖ۔ کہ کوئی نبی وصال نہیں کرتا یہاں تک کہ اس کا امتی اس کی امامت کراتا ہے۔ ابوعمر نے یہ حدیث ذکر کی ہے مگر اس کی سند ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مرسل ہے۔ بزار نے ابن زبیر کے واسطہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مراسیل میں ہے کہ حضور ﷺ دس دن تک بیمار رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نو دن تک لوگوں کو نماز پڑھائی، دسویں دن حضور ﷺ تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ دو آدمیوں حضرت اسامہ اور حضرت فضل بن عباس کا سہارا لئے ہوئے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اس حدیث میں یہ ہے کہ حضور ﷺ دس دن تک بیمار رہے، یہ غریب ہے اس میں یہ تصریح ہے کہ ایک حضرت اسامہ تھے جبکہ حضرت ابن عباس سے معروف روایت یہ ہے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تھے۔ اس میں یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

نماز پڑھانے کے لئے کہا تو میں نے یہی گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے اسی کا حکم دیا تھا، اگر ایسا نہ ہوتا تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا، میں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا تھا لیکن جب میں نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ دیکھا تو میں نے آپ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق دیکھا۔

یوم وصال

ابن اسحاق نے کہا زہری نے کہا مجھے انس بن مالک نے بیان کیا کہ جب وہ پیر کا دن آیا جس میں رسول اللہ ﷺ کی روح قبض کی گئی، اس روز حضور ﷺ لوگوں کی طرف نکلے جبکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا دن

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کا دن پیر ہے مگر ابن قتیبہ نے معارف میں یہ ذکر کیا ہے کہ وہ بدھ کا دن تھا، تاہم سب علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ربیع الاول میں ہوا مگر انہوں نے یہ کہا یا اکثر علماء نے کہا کہ یہ بارہ ربیع الاول کو ہوا، تاہم صحیح یہ ہے کہ حضور ﷺ کا وصال ربیع الاول کی دو تاریخ یا تیرہ یا چودہ یا پندرہ تاریخ کو ہے کیونکہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ کا وقوف عرفات جمعۃ المبارک کو ہوا تھا، یہ نو ذی الحجہ تھی تو ذوالحجہ جمعرات کے روز شروع ہوا تو محرم کا آغاز جمعہ کو ہوگا یا ہفتہ کو ہوگا، اگر محرم کا آغاز جمعہ کو ہو تو صفر کا آغاز ہفتہ کو ہوگا یا اتوار کو، اگر صفر کا آغاز ہفتہ کو ہو تو ربیع الاول کا آغاز اتوار کو ہوگا یا پیر کو تو پھر اس حساب پر جو بھی حالت ہو تو بارہ ربیع الاول پیر کو نہیں ہو سکتی اور نہ ہی بدھ کو ہو سکتی ہے۔ جس طرح قتیبی نے کہا طبری نے ابن کلبی اور ابی مخنف سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کا وصال ربیع الاول کی دو تاریخ کو ہوا، یہ قول اگرچہ جمہور کے خلاف ہے تاہم صحیح ہے کیونکہ یہ کوئی بعید نہیں کہ ربیع الاول سے پہلے تینوں مہینے (ذی الحجہ، محرم، صفر) انتیس دن کے ہوں، اس میں خوب غور و فکر کر لو۔ میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ اس کے ذہن میں یہ بات آئی ہو۔ میں نے خوارزمی کو دیکھا ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال یکم ربیع الاول کو ہوا۔ طبری نے ابن کلبی اور ابو مخنف سے جو روایت نقل کی ہے یہ اس کے زیادہ قریب ہے۔

تنبیہ: بعض احباب آقائے دو عالم ﷺ کے وصال مبارک کی تاریخ بارہ ربیع الاول قرار دیتے ہیں اور اس پر اپنی غیر ذمہ دارانہ گفتگو کرتے ہیں کہ الامان، الحفیظ ان کا مقصود مسئلہ کی توضیح نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کے ذہنوں میں عید میلاد کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا ہوتا ہے۔ علامہ سہیلی کی تحقیق کو ملاحظہ کرنے کے بعد ان کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جانے چاہئیں۔ مشائخ چشت اہل بہشت کے ہاں دو ربیع الاول کو ختم کا معمول ہے۔ مقصود حضور ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنا ہوتا ہے۔ (مترجم)

لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے پردہ اٹھایا دروازہ کھولا، حضور ﷺ نکلے اور باب عائشہ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر مسلمان خوش ہوئے اور قریب تھا کہ وہ نماز توڑ دیتے انہوں نے جگہ بنائی رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے خوشی سے تبسم فرمایا، میں نے اس وقت سے زیادہ خوبصورت آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ واپس تشریف لائے لوگ چلے گئے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ حضور ﷺ کو درد سے افاقہ ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سنخ چلے گئے۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث نے قاسم بن محمد سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکبیر کی آواز سنی تو فرمایا ابوبکر کہاں ہے؟ اللہ اور مسلمان اس کا انکار کرتے ہیں، اگر وہ گفتگو نہ ہوتی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے موقع پر کی تھی، اگر میں کسی کو خلیفہ نامزد کروں تو یقیناً مجھ سے بہتر نے خلیفہ نامزد کیا، اگر میں چھوڑ دوں تو یقیناً اس ذات نے بھی لوگوں کو یوں ہی چھوڑ دیا جو مجھ سے بہتر ہے تو اس سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے ابوبکر بن عبداللہ بن ابوملیکہ نے بیان کیا کہ جب پیر کا روز آیا تو رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو لوگ اپنی جگہ سے ہٹ گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہچان لیا کہ لوگوں نے یہ محض رسول اللہ ﷺ کے لئے کیا ہے، آپ مصلیٰ سے پیچھے ہٹے۔ حضور ﷺ نے ان کی پشت پر ہاتھ مارا فرمایا لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دائیں جانب بیٹھ کر نماز پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، بلند آواز سے گفتگو کی یہاں تک کہ حضور ﷺ کی آواز مسجد سے باہر آ رہی تھی۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے اے لوگو! آگ بھڑکا دی گئی ہے، فتنے یوں آچکے ہیں جس طرح رات کے ٹکڑے خدا کی قسم تم مجھ پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے، میں نے اسی چیز کو حلال قرار دیا جس کو قرآن نے حلال قرار دیا اور اسی چیز کو حرام قرار دیا جس کو قرآن نے حرام قرار دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ گفتگو سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی میں خیال کرتا ہوں آپ نے اللہ کی نعمت اور فضل سے اسی حال میں صبح کی ہے جیسی ہم پسند کرتے ہیں۔ اَلْيَوْمَ يَوْمُ بِنْتِ خَارِجَه آفَاٰتِيْهَا۔ آج بنت خارجہ کا دن ہے کیا میں اس کے پاس ہو آؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں پھر رسول اللہ ﷺ کاشانہ اقدس پر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے ہاں سنخ چلے گئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معاملہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن کعب بن مالک نے حضرت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا هٰذَا يَوْمُ بِنْتِ خَارِجَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ بنت خارجہ کا نام حبیبہ تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے اس کا نام ملکیہ تھا، خارجہ سے مراد ابن زید بن ابی زہیر ہے اور خارجہ کے بیٹے کا نام بھی زید ہے، یہ وہ شخص ہے جس نے موت کے بعد گفتگو کی جس میں علماء حدیث کے ثقہ لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئے جب ان کے جسم پر کپڑا ڈالا گیا تو اس کے سینے میں لوگوں نے آواز سنی پھر اس نے گفتگو کی، اس نے کہا اَحْمَدُ اَحْمَدُ فِي الْكِتَابِ الْاَوَّلِ صِدْقٌ صِدْقٌ وَ اَبُوْبَكْرٍ صَدِيْقُ الضَّعِيْفُ فِيْ نَفْسِهٖ الْقَوِيُّ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ فِي الْكِتَابِ الْاَوَّلِ صِدْقٌ صِدْقٌ، عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ فِي الْكِتَابِ الْاَوَّلُ صِدْقٌ صِدْقٌ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ عَلٰى مِنْهَا جِهِمْ مَضَتْ اَرْبَعٌ وَ بَقِيَتْ سَنَتَانِ اَتَتِ الْفِتَنُ وَ اَكَلَ الشَّدِيْدُ الضَّعِيْفَ وَ قَامَتِ السَّاعَةُ وَ سَيَاتكم خَبَرُ بِئْرِ اَرِيْسٍ وَ مَا بِئْرُ اَرِيْسٍ۔ احمد احمد سرور دو عالم کتاب اول میں صدق صدق (سراپا سچائی) ہیں۔ ابوبکر الصدیق ذاتی معاملہ میں کمزور اور اللہ کے معاملہ میں قوی ہیں۔ کتاب اول میں سراپا صدق ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب قوی اور امین ہیں، پہلی کتاب میں سراپا سچائی ہیں۔ عثمان بن عفان انہیں کے راستہ پر ہیں چار گزر گئے، دو سال رہ گئے، فتنے آگئے قوی نے ضعیف کو کھالیا قیامت برپا ہوگئی عنقریب تم تک بئر اریس کی خبر پہنچے گی، بئر اریس(1) کیا ہے؟

سعید بن مسیب نے کہا پھر بنی خطمہ کا ایک آدمی فوت ہوا اس پر کپڑا ڈالا گیا، لوگوں نے اس کے سینے میں سے آواز سنی پھر اس نے گفتگو کی کہا حارث بن خزرج کا بھائی سراپا سچائی ہے، اس کی وفات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی، اس قسم کا واقعہ ربیع بن حراش کا بھی بیان کیا گیا جو ربعی

1۔ بئر اریس قباء کے نزدیک ایک کنواں ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے لوگوں کی طرف نکلے، لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن رسول اللہ ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا بحمد اللہ آپ ﷺ ٹھیک ہیں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا پھر کہا اے علی اللہ کی قسم تم تین دن کے بعد عبدالعصا (محکوم) ہو گے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے حضور ﷺ کے چہرہ میں موت کے آثار دیکھ لئے ہیں جس طرح میں بنی عبدالمطلب کے چہروں میں موت کے آثار دیکھ لیا کرتا تھا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو اگر خلافت کا معاملہ ہمارے درمیان ہے تو ہم جان جائیں گے، اگر یہ معاملہ کسی اور کے پاس ہونا ہے تو آپ ﷺ ہمیں اس کا حکم دے دیں گے اور لوگوں کو ہمارے بارے میں تاکیدی حکم ارشاد فرمائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہ کروں گا، اللہ کی قسم ہمیں اس سے روک دیا گیا تو بعد میں ہمیں یہ چیز نہ دی جائے گی۔

اسی روز جب خوب چاشت ہوئی تو حضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔

وصال سے قبل رسول اللہ ﷺ کا مسواک کرنا

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یعقوب بن عتبہ نے زہری سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے پھر

بن حراش کا بھائی تھا، ربعی نے کہا میرا بھائی فوت ہوا ہم نے اس پر کپڑا ڈالا، ہم اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ہم اسی حالت میں تھے کہ اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا پھر کہا السلام علیکم۔ ہم نے کہا سبحان اللہ کیا موت کے بعد اس نے کہا میں نے اپنے رب سے ملاقات کی تو اس نے روح و ریحان سے مجھے شرف ملاقات سے بخشا، وہ غصہ میں نہ تھا اس نے موٹے اور باریک ریشم کا مجھے لباس پہنایا، مجھے جلدی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤ کیونکہ اس نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ اسی حال میں رہے گا یہاں تک کہ وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور اسے پالے گا جس طرف تم جا رہے ہو وہ معاملہ آسان ہے، دھوکہ میں نہ رہنا اللہ کی قسم گویا اس کی روح ایک کنکری تھی جسے پانی کے ٹب میں ڈال دیا گیا ہو۔

مسواک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ذکر کیا کہ جب انہوں نے حضور ﷺ کو مسواک کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے

میرے پاس واپس تشریف لائے تو میری گود میں لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کا ایک آدمی میرے پاس آیا جبکہ اس کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کی طرف ایسی نظر سے دیکھا کہ میں پہچان گئی کہ آپ ﷺ مسواک کا ارادہ رکھتے ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ پسند کرتے ہیں میں یہ مسواک آپ کو پیش کروں؟ فرمایا ہاں تو میں نے وہ مسواک لے لیا، میں نے اسے اتنا چبایا یہاں تک کہ

اس کے ساتھ مسواک کیا اس میں ایک فقہی مسئلہ بھی ہے کہ موت کے لئے پاک وصاف ہونا چاہئے اس لئے یہ مستحب ہے، جس آدمی کو اپنے قتل یا موت کا احساس ہو تو اس کے لئے تیاری کرے جس طرح حضرت خبیب نے کہا تھا کیونکہ میت اپنے رب کے حضور حاضر ہونے والا ہے جس طرح نمازی اپنے رب سے مناجات کرنے والا ہے، پس صفائی دونوں میں ضروری ہے۔ حدیثِ طیبہ میں ہے اللہ تعالیٰ نظیف ہے اور نظامت کو پسند کرتا ہے۔ اسے امام ترمذی نے تخریج کیا ہے اگرچہ اس کی سند میں علت ہے اس کا معنی صحیح ہے۔ نظیف اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے لیکن اس حدیث میں اس لفظ کا استعمال حسن ہے کیونکہ اس طرح کلام میں سجع اور وزن میں مشابہت ہوتی ہے۔ حسن ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ نظافت کا معنی قدس کے معنی کے قریب قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں قدوس ہے اس حدیث میں مذکور مسواک کھجور کی شاخ کا تھا جس طرح بعض لوگوں نے وضاحت کی ہے جبکہ عرب کھجور کی شاخ سے مسواک کیا کرتے تھے جبکہ رسول اللہ کا محبوب ترین مسواک پیلو کے درخت کی جھکی ہوئی شاخیں تھی۔ صدع کی واحد صدیع ہے، صدیع اس ٹہنی کو کہتے ہیں جو پیلو کے درخت سے مڑ جاتی ہے یہاں تک کہ زمین تک جا پہنچتی ہے اور درخت کے سائے میں رہتی ہے، یہ ٹہنی اس کی شاخ سے نرم ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول بین سحری و نحری کے ہم معنی اقوال بھی مروی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قُبِضَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ حَاقِنَتِیْ وَ ذَاقِنَتِیْ۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی روح اس حال میں قبض کی گئی کہ آپ (کا سر مبارک) میری ہنسلی کی ہڈی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا، حاقنہ سے مراد ہنسلی کی ہڈی اور ذاقنہ سے مراد ٹھوڑی کے نیچے اسے نونہ بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی مروی ہے بین شجری و نحری۔ عمارہ بن عقیل سے ان الفاظ کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے انگلیوں کا جال بنایا اور انہیں گردن میں ڈال دیا۔

جب حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو آپ ﷺ کے جسد اطہر کو سعد بن خیثمہ کے کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا جسے بئر غرس کہتے۔

میں نے اسے نرم کر دیا پھر میں نے وہ مسواک حضور ﷺ کو پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مسواک کے ساتھ اتنی سختی کے ساتھ مسواک کیا کہ میں نے کبھی بھی اس طرح مسواک کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا پھر آپ ﷺ نے مسواک رکھ دیا، میں نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ میری گود میں بوجھل ہو رہے ہیں، میں آپ ﷺ کا چہرہ دیکھنے لگی کہ آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی جبکہ آپ ﷺ یہ ارشاد فرما رہے تھے بَلِ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى مِنَ الْجَنَّةِ۔ میں نے عرض کی اے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان فمن سفھی و حداثة سنی انه قبض فی حجری۔ کہ میری کم عقلی اور کم عمری تھی کہ حضور ﷺ کی روح میری گود میں قبض کی گئی، پھر میں نے آپ ﷺ کا سر تکیہ پر رکھا اور میں عورتوں کے ساتھ التدام کرنے لگی، التدام سے مراد رخسار پر ہاتھ مارنا، یہ حرام نہیں کیونکہ حرمت چیخنے اور نوحہ کرنے کے بارے میں ہے۔ خارقہ (کپڑے پھاڑنے والی) حالقہ (بال منڈانے والی) اور صالقہ پر لعنت کی گئی ہے اور صالقہ سے مراد آواز کو بلند کرنے والی ہے، لدم کا ذکر نہیں اگرچہ اس کا ذکر نہیں کیا لیکن مصیبت کے وقت یہ مکروہ ہے، ایسا نہ کرنا پسندیدہ ہے مگر حضور ﷺ کی ذات پر۔

فَالصَّبْرُ يُحْمَدُ فِي الْمَصَائِبِ كُلِّهَا اِلَّا عَلَيْكَ فَاِنَّهٗ مَذْمُوْمٌ

تمام مصیبتوں میں صبر کرنا پسندیدہ ہے مگر آپ پر کیونکہ آپ پر صبر کرنا مذموم ہے۔

وَقَدْ كَانَ يُدْعٰى لَابِسُ الصَّبْرِ حَازِمًا فَاَصْبَحَ يُدْعٰى حَازِمًا حِيْنَ يَجْزَعُ

صبر کرنے والے کو محتاط کہا جاتا تھا، اب وہ جزع کرتا ہے تو محتاط نام دیا جاتا ہے۔

کرامات و معجزات

یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جب صحابہ نے غسل کے لئے قمیص اتارنے کا ارادہ کیا تو سب نے آواز سنی مگر بات کرنے والے کو نہ دیکھا، یہ بھی حضور ﷺ کی کرامت اور وفات کے بعد آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔ حضور ﷺ کے ظاہری زندگی، ظاہری زندگی سے پہلے اور اس ظاہری زندگی کے بعد بھی معجزات اور کرامات تھیں، ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہیں ابو عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمہید میں مختلف صحیح سندوں سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے اہل بیت نے یہ آواز سنی جبکہ آپ ﷺ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته یا اھل البیت اے اہل بیت اللہ کے ہاں ہر تلف ہونے کا عوض ہے، ہر ہلاک ہونے والے کا نائب ہے، ہر مصیبت سے صبر ہے، سب صبر کرو اور اللہ کے اجر کے طالب ہو، اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وہ ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ صحابہ کی

پیارے آقا آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا تو آپ نے اختیار کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ پس آپ کی روح کو قبض کر لیا گیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یحیٰی بن عباد بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کہتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ ﷺ میری گردن اور سینے کے درمیان اور میری باری میں فوت ہوئے۔ وَلَمْ اَظْلِمْ فِیْهِ اَحَدًا۔ میں نے اس میں آنے سے کسی کو نہیں روکا۔ میری کم عقلی اور صغرسنی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی روح قبض ہو

رائے تھی کہ وہ حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ السلام ہیں، انہیں میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت فضل بن عباس اور حضرت علی شیر خدا حضور ﷺ کے جسد اطہر کو غسل دے رہے تھے، حضرت فضل پانی ڈال رہے تھے تو وہ کہنے لگے مجھے مہلت دو، مجھے مہلت دو، میں ایسی چیز پاتا ہوں جو میری پشت پر اتر رہی ہے۔

انہیں میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ سے کوئی ایسی چیز ظاہر نہیں ہوئی جو مردوں سے ظاہر ہوتی ہے، آپ کی خوشبو بھی نہ بدلی جبکہ دفن ہونے سے پہلے آپ ﷺ کا جسد اطہر طویل وقت تک گھر میں رہا جبکہ آپ ﷺ کا وصال ستمبر میں ہوا۔ آپ ﷺ زندگی اور موت دونوں صورتوں میں پاکیزہ خوشبو والے تھے جبکہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا بیشک میرا بھتیجا فوت ہو گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں یہ بھی انسان ہیں جس طرح دوسرے لوگوں سے بدبو آنے لگتی ہے اسی طرح آپ ﷺ کے جسد سے بھی آئے گی اسلئے آپ ﷺ کے جسد کو دفن کر دو۔

جس چیز سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یقین میں اضافہ ہوا کہ حضور ﷺ وصال فرما چکے ہیں کہ انہوں نے تھوڑا وقت پہلے دیکھا، گویا چاند زمین سے تھوڑا بلند کیا گیا ہے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو حضور ﷺ پر بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا ہے۔

یونس بن بکیر نے سیرت میں بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے سینہ پر رکھا جبکہ آپ کا وصال ہو چکا تھا تو مجھ پر کئی جمعے گزر گئے نہ میں کوئی چیز کھاتی اور نہ میں وضو کرتی مگر میں اپنے ہاتھ میں خوشبو پاتی۔

اس کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نداء کی گئی جبکہ وہ غسل دے رہے تھے کہ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاؤ، اس میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس جب غسل دیتے ہوئے نچلے حصے تک پہنچے تو انہوں نے ایک نداء دینے والے کی آواز کو سنا جو کہہ رہا تھا اپنے نبی کی شرمگاہ سے پردہ نہ ہٹاؤ۔

گئی جبکہ آپ ﷺ میری گود میں تھے پھر میں نے آپ ﷺ کا سر تکیہ پر رکھا اور عورتوں کے ساتھ مل کر سینہ کوٹنے لگی اور چہرے پر طمانچے مارنے لگی۔(1)

رسول اللہ ﷺ کے وصال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے سعید بن مسیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اٹھے کہا کہ منافق یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے، رسول اللہ ﷺ کا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو میں موازنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھبرا جانا اور یہ کہنا اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا، آپ ﷺ اسی طرح لوٹ آئیں گے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئے تھے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تھی اور انہیں آیات یاد دلائی تھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھرتھرانے لگے۔ یہاں تک کہ زمین پر گر گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر جو دلیری اور قوت کا مظاہرہ کیا اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ بندۂ خاص تھے اور آپ کے دل کو اللہ تعالیٰ سے قوی تعلق تھا اسی وجہ سے آپ نے کہا جو محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کرتا تھا بے شک محمد تو فوت ہو چکے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا بے شک اللہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ عبدیت کی شان کا اظہار اس سے بھی ہوتا ہے جب تمام صحابہ کرام نے یہ رائے قائم کی کہ حضرت اسامہ کا لشکر واپس بلا لیا جائے کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ ارتداد کی آگ بھڑک اٹھی ہے اور انہیں مدینہ طیبہ میں رہنے والی عورتوں اور بچوں کے بارے میں خوف ہوا تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر بھیڑیئے مدینہ کی عورتوں کی پازیبوں کے ساتھ کھیلیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہ

1۔ حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ ضیاء النبی جلد چہارم میں یہی روایت نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں: میں خود بھی یہ روایت پڑھ کر ٹھٹھک گیا لیکن جب اس روایت کے رجال کی تحقیق کے لئے کتب جرح و تعدیل کی طرف رجوع کیا تو ساری غلط فہمی دور ہو گئی۔ اس روایت کا ایک راوی یعقوب ہے وہ کذاب ہے۔ (تہذیب التہذیب، جلد ۱۱، صفحہ ۳۹۸)

امتاع الاسماع میں ہے کہ امہات المومنین کے بارے میں یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے اپنے رخساروں پر طمانچے مارے یا کوئی ایسی حرکت کی ہے جو ہادی برحق نے حرام قرار دی تھی۔

یہ درست ہے کہ علامہ سہیلی نے اس پر حاشیہ بھی لکھا ہے۔ اور اس روایت کی نفی کرنے کی بجائے تطبیق کی کوشش کی۔ تاہم اسی اصول کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ مرفوع صحیح حدیث کے مقابلے میں اگر کسی صحابی یا صحابیہ کی روایت مروی ہو تو اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی جائے گی۔ قابل حجت مرفوع حدیث ہو گی۔ مترجم

وصال نہیں ہوا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس اسی طرح چلے گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ بن عمران گئے تھے، جبکہ حضرت موسیٰ بن عمران اپنے رب کے پاس چالیس دن تک رہے تھے پھر آپ واپس آ گئے تھے جبکہ ان کے بارے میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ وہ فوت ہو گئے۔ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اسی طرح واپس آئیں گے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آ گئے

کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا۔ حضرت عمر، حضرت ابوعبیدہ اور حضرت ابوحذیفہ کے ام سالم نے بھی آپ سے گفتگو کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے یہ بات مشکل تھی کہ آپ کی رائے حضرت سالم کی رائے کے خلاف ہے۔

صحابہ کرام نے یہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کی تھی کہ اس سال عربوں سے زکوٰۃ وصول نہ کریں، مقصود ان کی تالیف قلوب ہے تاکہ حکومت پر ان کی گرفت مضبوط ہو جائے جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی لوگوں سے تالیف قلوب کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ عرض کی کہ حضرت اسامہ کی جگہ کسی عمر رسیدہ اور زیادہ بہادر کو امیر مقرر کریں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی فرمایا اے ابن خطاب کیا تو مجھے یہ حکم دیتا ہے کہ جو گرہ رسول اللہ ﷺ نے باندھی ہے میں اس کو سب سے پہلا کھولنے والا ہو جاؤں۔ اللہ کی قسم میں آسمان سے زمین پر گروں اور پرندے مجھے اچک لیں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے بنسبت اس کے کہ میں تمہاری رائے کی طرف مائل ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے فرمایا اگر میں تم سب کی حمایت سے محروم ہو جاؤں تب بھی میں ان سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔ اگر وہ عقال (اونٹ کا ڈھنگا، ایک سال کے بعد اونٹوں کی زکوٰۃ) نہ دیں تو اس پر بھی میں لوگوں سے جہاد کروں گا۔ کیا تمہیں شک ہے اللہ کا وعدہ حق ہے اور اس کا قول سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو غلبہ عطا فرمائے گا اگرچہ کافر ناپسند کریں، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکیلے ہی ذی قصہ کی طرف تنہا نکل پڑے یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کی اتباع کی، آپ نے اپنے سامنے ہر قبیلہ میں یہ آواز سنی خلیفہ تمہاری طرف آ رہے ہیں، بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ یہاں تک یہی آواز اسی روز حمیر تک پہنچی، یہ کیفیت آپ رضی اللہ عنہ کے اکثر احوال میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان شانِ عبدیت اور توجہ الی اللہ میں ہی فرق ظاہر ہوتا ہے۔ کیا تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی طرف غور وفکر نہیں کرتے جب نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا، میں نے تجھے قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنا، تم آواز کو پست رکھتے ہوئے یعنی رات کی نماز

تھے۔ جن لوگوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں وہ ان کے ہاتھ پاؤں ضرور کاٹیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف

میں۔ عرض کی جس سے میں مناجات کرتا ہوں اس کو میں سناتا ہوں۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے تجھے سنا تو تم آواز کو بہت بلند رکھتے ہو۔ عرض کی (میں ایسا اس لئے کرتا ہوں) تاکہ شیطان کو دور بھگا دوں اور سونے والوں کو جگاؤں۔

عبدالکریم بن ہوازن قشیری نے کہا اور یہ حدیث ذکر کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیکھو یہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) مقام مجاہدہ میں تھے اور یہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) بساط مشاہدہ میں تھے، اسی طرح غزوۂ بدر کے موقع پر ہوا۔ اس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے جو گزارش کی وہ ذکر کر چکے ہیں جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس چھپر کے نیچے تھے۔

اسی طرح کی صورتِ حال صدقہ پیش کرنے کے موقع پر واقع ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے صدقہ دینے میں رغبت دلائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف مال لائے جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام مال لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے۔ عرض کی اللہ اور اس کا رسول ﷺ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت تقسیم کرنے میں بھی یہی طرز عمل اپنایا، جب آپ نے تمام مسلمانوں کو ایک ہی حیثیت میں رکھا فرمایا یہ بھائی بھائی ہیں ابو ھم الا سلام۔ ان میں قدر مشترک اسلام ہے اس لئے یہ مال غنیمت میں برابر ہیں جو (اسلام میں) سبقت لے جانے والے ہیں ان کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے جبکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے درجات میں فضیلت کی بنا پر بعض صحابہ کو دوسروں پر مال غنیمت میں فضیلت دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زندگی کے آخری مرحلہ میں فرمایا اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو مال غنیمت میں سب لوگوں کو برابر کر دوں گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف رجوع کا ارادہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے یہ ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے موقع پر صحابہ کی حالت

اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے صحابہ سے مروی روایات میں یہ ہے کہ

لائے اور مسجد کے دروازے کے پاس سواری سے اترے، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رسول اللہ پر داخل ہوئے جبکہ کمرہ کی ایک جانب آپ ﷺ کے جسد اطہر پر کپڑا ڈالا ہوا تھا، آپ ﷺ پر یمنی چادر ڈالی گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا پھر آپ ﷺ کے چہرے پر جھکے اور اسے بوسہ دیا پھر عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ موت جس کا فیصلہ

جب رسول اللہ ﷺ کی روح قبض کی گئی اور رونے کی غمگین آوازیں بلند ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ پر فرشتوں نے سایہ کر لیا۔ صحابہ کرام دہشت زدہ ہو گئے ان کی عقلوں نے کام کرنا چھوڑ دیا، وہ اس مصیبت میں گرفتار ہو گئے اور ذہن مختل ہو گئے، کچھ صحابہ تو وہ تھے جن کی کیفیت جنون کی سی تھی، بعض پر خاموشی غالب آ گئی، کچھ زمین پر بیٹھے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جن پر جنون کی سی کیفیت طاری تھی، وہ شور مچانے لگے اور قسمیں اٹھانے لگے۔ رسول اللہ فوت نہیں ہوئے، جن کی زبانیں خاموش ہو گئیں ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، انہیں سہارے کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے آیا لے جایا جاتا تھا، آپ گفتگو نہ کر سکتے تھے جو مطلق زمین پر بیٹھے رہے، وہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تھے، آپ حرکت ہی نہ کر سکتے تھے۔ جہاں تک حضرت عبداللہ بن انیس کا تعلق ہے ان پر کمزوری کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ دل کے مریض ہو گئے۔ حضور ﷺ کے وصال کی خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچی جبکہ آپ سخ کے مقام پر تھے، آپ آئے جبکہ آنسو آنکھوں سے رواں تھے، سینے سے لمبے سانس (آہیں) آ جا رہی تھیں، آپ کی گلوگیر آوازیوں بطن سے بلند ہو رہی تھی جیسے جانور کے معدہ سے خوراک منہ میں آتی ہے۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ مضبوط عقل اور مستحکم گفتگو والے تھے یہاں تک کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ پر جھکے، چہرۂ اقدس سے پردہ ہٹایا، اس پر ہاتھ پھیرا پیشانی مبارک کو چوما اور رونے لگے اور یہ کہہ رہے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ زندگی اور موت میں پاکیزہ رہے، آپ موت کی طرف یوں چلے گئے جیسا کوئی نبی بھی موت کی طرف نہیں گیا، آپ وصف بیان کرنے سے بالا ہیں، روئے جانے کے محتاج نہیں، آپ خاص ہوئے یہاں تک کہ آپ بے مثال ہو گئے۔ آپ عام ہوئے یہاں تک کہ ہم آپ کے ساتھ برابر ہو گئے۔ (آپ بلندی کی طرف محو پرواز ہوئے تو کوئی گردِ راہ کو بھی نہ پہنچا، آپ خاک نشین ہوئے تو عام انسان اپنے آپ کو آپ جیسا جاننے لگا۔) اگر آپ کی موت میں ہمارا اختیار ہوتا تو

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا تھا آپ نے اس کا ذائقہ چکھ لیا، اس کے بعد آپ کو کبھی موت نہ آئے گی
پھر چادر حضور ﷺ کے جسم پر ڈال دی، پھر آپ باہر تشریف لائے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
گفتگو کر رہے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر رک جاؤ، خاموش ہو جاؤ۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتگو کرتے رہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتگو سے نہیں رکتے تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، جب لوگوں نے
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو آپ کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ

ہم اپنی جانیں سخاوت کر دیتے، اگر آپ نے ہمیں رونے سے نہ روکا ہوتا تو ہم آپ پر رگوں کا پانی بہا
دیتے، رہی وہ چیز جس کی نفی کی ہم طاقت نہیں رکھتے وہ دل کا مرض اور مرض کی شدت ہے۔ وہ قسم
اٹھاتے ہیں کہ کبھی جدا نہ ہوں گے۔ اے اللہ ہماری طرف سے یہ عرض آپ ﷺ تک پہنچا دے۔
اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے ہاں ہمارا بھی ذکر کرنا۔ چاہیے کہ ہم آپ کے دل میں
رہیں جو سکینہ آپ پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں اگر نہ ہوتی تو ہم اس وحشت کو برداشت نہ کر سکتے جو آپ
پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں۔ اے اللہ اپنے نبی تک ہمارا یہ پیغام پہنچا دے اور ہمارے درمیان ان کا ذکر
محفوظ رکھ، پھر آپ باہر نکلے جبکہ لوگوں کی بے ہوشی ختم ہو چکی تھی، آپ لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے
کھڑے ہوئے جس کا اکثر حصہ نبی کریم ﷺ پر درود تھا۔ اس میں فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے
بندے اور اس کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب اسی طرح ہے جس
طرح نازل ہوئی، دین اسی طرح ہے جس طرح حکم دیا گیا، حدیث اسی طرح ہے جس طرح
حضور ﷺ نے بیان کی، قول اسی طرح ہے جس طرح فرمایا، اللہ حق مبین ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو! جو
محمد مصطفیٰ ﷺ کی عبادت کرتا تھا بے شک محمد ﷺ تو فوت ہو چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا
بے شک اللہ زندہ ہے جو فوت نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے پہلے حکم دے چکا ہے اس لئے جزع
فزع کر کے اس حکم کو چھوڑ نہ دو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے اس چیز کو پسند کر لیا ہے جو اس کے پاس
ہے بہ نسبت اس کے جو تمہارے پاس ہے اور اجر و ثواب سے نوازنے کے لئے آپ کی روح کو قبض کر لیا
ہے اور تمہارے درمیان اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی ہے جو ان دونوں چیزوں کو اپنائے گا
وہ حقیقت حال کو پہچان لے گا اور جو ان میں فرق کرے گا وہ انکار کرنے والا ہوگا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ (نساء: ۱۳۵) تمہارے نبی کی وفات کی وجہ سے شیطان تمہیں غافل نہ کر دے

عنہ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر کہا۔

اے لوگو! جو حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا بے شک حضرت محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا بے شک اللہ تعالیٰ زندہ ہے جو کبھی فوت نہیں ہوگا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

اور تمہارے دین سے تمہیں دور نہ کر دے۔ شیطان کو رسوا کرنے میں جلدی کرو، تم اس کو عاجز کر دو گے، اس کو مہلت نہ دو کہ وہ تمہیں اپنی گرفت میں لے لے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تو ہی وہ ہے جس کے بارے میں مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو نبی کریم ﷺ کے دروازے پر یہ کہتا رہا قسم ہے مجھے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں عمر کی جان ہے اللہ کے نبی فوت نہیں ہوئے کیا تجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں فلاں دن یہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: ۳۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم گویا اس آیت کو جب سے یہ نازل ہوئی میں نے نہیں سنا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب اسی طرح ہے جس طرح نازل ہوئی اور حدیث اسی طرح ہے جس طرح حضور ﷺ نے بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (بقرہ: ۱۵۶) اللہ کے ہاں ہم رسول اللہ کے لئے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ حضرت عمر نے اپنے اس طرزِ عمل کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

لَعَمْرِىْ لَقَدْ اَيْقَنْتُ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَ لٰكِنَّمَا اَبْدَى الَّذِىْ قُلْتُهُ الْجَزَعُ

میری جان کی قسم مجھے یقین ہو گیا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں لیکن میں نے جو کہا وہ گھبراہٹ نے ظاہر کیا۔

وَ قُلْتُ يَغِيْبُ الْوَحْىُ عَنَّا لِفَقْدِهٖ كَمَا غَابَ مُوْسٰى ثُمَّ يَرْجِعُ كَمَا رَجَعَ

میں نے کہا آپ ﷺ کے نہ ہونے سے وحی غائب ہو جائے گی جس طرح موسیٰ لوگوں سے دور تشریف لے گئے تھے پھر آپ ﷺ لوٹ آئیں گے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئے تھے۔

وَ كَانَ هَوَاىَ اَنْ تَطُوْلَ حَيَاتُهٗ وَ لَيْسَ لِحَيٍّ فِىْ بَقَا مَيِّتٍ طَمَعٌ

میری خواہش تھی کہ آپ ﷺ کی زندگی طویل ہو اور زندہ کے لئے میت کی بقا میں کوئی طمع نہیں ہوتی۔

(آل عمران: ۱۴۴) ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ سے قبل بھی رسول گزر چکے ہیں اگر آپ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیئے جائیں، تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے؟ جو الٹے پاؤں پلٹ جائے وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو ضرور بدلہ دے گا''۔

اللہ کی قسم گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے اس روز تلاوت کیا، لوگوں نے اس آیت کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا تو یہ ہر کسی کی زبان پر جاری ہو گئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تلاوت کرتے ہوئے سنی تو مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی یہاں تک کہ میں زمین پر گر گیا، میری ٹانگیں مجھے نہ اٹھا سکیں اور پہچان گیا کہ رسول اللہ ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا الْبُرْدَ عَنْ حُرِّ وَجْهِهِ ... اِذَا الْاَمْرُ بِالْجَزْعِ الْمُوْهِبِ قَدْ وَقَعْ

جب ہم نے آپ کے چہرہ سے چادر کو ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پریشانی والا واقعہ ہو چکا تھا۔

فَلَمْ تَكُ لِيْ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ حِيْلَةٌ ... اَرُدُّ بِهَا اَهْلَ الشَّمَاتَةِ وَالْقَذَعْ

اس مصیبت کے وقت میرے لئے کوئی حیلہ نہ تھا جس کے ذریعے میں دشمنوں اور بہتان لگانے والوں کو جواب دیتا۔

سِوَى آذَنَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ ... وَمَا آذَنَ اللّٰهُ الْعِبَادَ بِهِ يَقَعْ

سوائے اس کے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی اور جو اللہ تعالیٰ بندوں کو آگاہ کرے وہ واقع ہو کر رہے گا۔

وَ قَدْ قُلْتُ مِنْ بَعْدِ الْمَقَالَةِ قَوْلَةً ... لَهَا فِيْ حُلُوْقِ الشَّامِتِيْنَ بِهِ بَشَعْ

اس گفتگو کے بعد میں نے ایک ایسی بات کہی جس کی وجہ سے بدخواہوں کے حلق بدمزہ ہو گئے۔

اِلَا اِنَّمَا كَانَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ ... اِلَى اَجَلٍ وَافَى بِهِ الْوَقْتَ فَانْقَطَعْ

خبردار نبی کریم محمد ﷺ ایک وقت تک بھیجے گئے تھے آپ نے وقت پورا کیا اور دنیا سے چلے گئے۔

نَدِيْنُ عَلَى الْعِلَاتِ مِنَّا بِدِيْنِهِ ... وَنُعْطِيْ الَّذِيْ اَعْطَى وَ نَمْنَعُ مَا مَنَعْ

ہم ہر حال میں آپ کے دین کی اتباع کریں گے، ہم وہی عطا کریں گے جو آپ نے عطا کیا اور وہ روکیں گے جو آپ نے روکا۔

سقیفہ بنی ساعدہ

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب رسول اللہ ﷺ وصال فرما چکے تو انصار حضرت سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنوساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر اکٹھے ہوئے جبکہ باقی مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھے ہوئے، ان کے ساتھ حضرت اسید بن حضیر بنوعبد الاشہل کو بھی لے کر ان کے ساتھ مل گئے، ایک آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بتایا کہ انصار حضرت سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنو ساعدہ میں اکٹھے ہیں اگر تم لوگوں کے معاملہ میں کوئی ضرورت محسوس کرتے ہو تو ان کے ساتھ جا کر ملو، کہیں معاملہ اس سے آگے نہ بڑھ جائے۔ ابھی رسول اللہ کا جسد اطہر گھر میں تھا، ابھی غسل

وَ وَلَّيْتُ مَحْزُوْنًا بِعَيْنٍ سَخِيْنَةٍ اُكَفْكِفُ دَمْعِىْ وَالْفُؤَادُ قَدْ اِنْصَدَعْ

میں دکھتی آنکھ کے ساتھ غمگین واپس آیا، میں اپنے آنسو روکتا جبکہ دل پھٹا جا رہا تھا۔

وَ قُلْتُ لِعَيْنِىْ كُلُّ دَمْعٍ ذَخَرْتِهٖ فَجُوْدِىْ بِهٖ اِنَّ الشَّجِىَّ لَهٗ دَفَعْ

میں نے اپنی آنکھ سے کہا جو آنسو تو نے ذخیرہ کر رکھے ہیں، انہیں سخاوت کر بے شک غمگین کا غم اسی طرح دور ہوتا ہے۔

اس خبر میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فعقرت الی الارض۔ یعنی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی جو گفتگو کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت ہوئی۔ کہا جاتا ہے عقر الرجل۔ جب وہ کھڑا ہوا اور اس سے زمین کی طرف گر جائے۔ یعقوب نے اسے عفر نقل کیا ہے گویا یہ عفر سے مشتق ہے جس کا معنی مٹی ہے۔ ابن کیسان نے دونوں روایتوں کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب رسول اللہ کا وصال ہوا جو مصیبت میرے والد پر واقع ہوئی اگر وہ مضبوط پہاڑوں پر واقع ہوتی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیتی۔ عرب مرتد ہو گئے اور نفاق ظاہر ہو گیا، وہ کسی نقطہ میں اختلاف نہیں کرتے تھے مگر میرے والد اس میں حصہ لینے اور ضرورت پوری کرنے کے لئے اڑ کر پہنچتے۔ نقطہ کی جگہ بقطۃ (زمین کا حصہ) کا لفظ بھی روایت کیا جاتا ہے۔ ہروی نے غریبین میں یہی کہا ہے اور اس کی تفسیر لمعہ سے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ بقط الارض سے نہی کے بارے میں ہے۔ بقط الارض کا مطلب یہ ہے کہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور کاشت کے لئے معین کر دیا جائے۔ زمین کی بقط زمین بٹائی پر دینے کی ایک قسم ہے۔

وغیرہ سے فراغت نہیں ہوئی تھی اور آپ ﷺ کے خاندان کے لوگوں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ہمیں ان انصاری بھائیوں کے پاس لے چلو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ کیا رائے رکھتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا مشورہ

سقیفہ کا واقعہ یوں ہے جب انصار جمع ہوتے ہیں، ابن اسحاق نے کہا یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے مجھے ابن شہاب زہری سے، وہ عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے بیان کیا جبکہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے مکان جو منیٰ میں واقع تھا میں انتظار کر رہا تھا جبکہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے، یہ آخری حج تھا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے واپس آئے اور مجھے دیکھا کہ میں ان کے گھر میں ان کا انتظار کر رہا ہوں، میں انہیں قرآن سنایا کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کاش تم وہ آدمی دیکھتے جو حضرت امیر المومنین کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین کیا آپ ایسے شخص کے بارے میں کچھ اختیار رکھتے ہیں جو یہ کہتا ہے اللہ کی قسم اگر عمر بن خطاب فوت ہو گئے تو میں فلاں کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ اللہ کی قسم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت تو اچانک ہوئی تھی جو مکمل ہوگئی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے ہو گئے فرمایا میں اسی روز شام کو لوگوں میں کھڑا ہوں گا اور ان لوگوں سے خبردار کروں گا جو امورِ حکومت پر غاصبانہ قبضہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا میں نے عرض کی اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے یہ حج کا موقع ہے یہاں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں۔ جب آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوں گے تو یہی لوگ آپ کے قریب جمع ہوں گے، مجھے ڈر ہے کہ آپ کھڑے ہوں گے، آپ بات کریں گے اسے یہ لوگ ہر طرف لے اڑیں گے، اسے اچھی طرح یاد نہیں رکھیں گے اور اسے موزوں جگہ نہیں رکھیں گے۔ تھوڑی دیر ٹھہر جائیے یہاں تک کہ آپ مدینہ طیبہ پہنچ جائیں کیونکہ وہ دارالسنۃ ہے اور معتمد اور معزز لوگ وہاں جمع ہو چکے ہیں تو وہاں آپ اطمینان سے جو کہنا چاہتے ہوں گے کہہ سکیں گے، سمجھدار لوگ آپ کی بات یاد رکھیں گے اور آپ کی گفتگو کو موزوں موقع محل پر رکھیں گے۔ (صحیح معنیٰ سمجھیں گے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اللہ کی قسم مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے موقع پر یہ بات

کروں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت ابن عباس نے کہا ہم ذی الحجہ کے آخری دنوں میں مدینہ طیبہ آئے جب جمعہ کا دن تھا، سورج کے زوال کے وقت کوچ کرنے والوں نے جلدی کی۔ میں حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو پاتا ہوں جو منبر کے پائے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان کے سامنے بیٹھ جاتا ہوں۔ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے کو چھو رہا تھا، ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ حضرت عمر بن خطاب نکلے جب میں نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو میں نے حضرت سعید بن زید سے کہا آج شام اس منبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ بات کریں گے جو انہوں نے اس وقت سے نہیں کی جب سے آپ خلیفہ بنے ہیں۔ حضرت سعید بن زید نے اس کا انکار کیا اور کہا یہ امید نہیں کہ آپ ایسی بات کریں جو آپ نے آج تک نہیں کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب منبر پر بیٹھ گئے جب موذن خاموش ہو گئے تو آپ اٹھے اللہ کے شایانِ شان اس کی حمد وثناء کی پھر فرمایا امابعد! میں آج تمہیں ایسی بات کہنے والا ہوں جس کا کرنا میرے لئے مقدر کر دیا گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ شاید یہ میری بات میری موت سے پہلے ہو، جو آدمی اس کو سمجھے اور یاد رکھے تو اس بات کو وہاں تک لے جائے جہاں تک سواریاں جاتی ہیں اور جسے خوف ہو کہ وہ اسے یاد نہیں رکھے گا تو کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ مجھ پر جھوٹ بولے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا، آپ پر کتاب نازل فرمائی جو قرآن آپ ﷺ پر نازل فرمایا اس میں رجم کی آیت بھی نازل فرمائی۔ ہم نے اس آیت کو پڑھا، ہمیں وہ آیت سکھائی گئی اور ہم نے اسے یاد کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، مجھے ڈر ہے کہ اگر لوگوں پر طویل زمانہ گزر گیا تو کوئی کہنے والا کہے گا۔ اللہ کی قسم ہم کتاب اللہ میں رجم کا ذکر نہیں پاتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فریضہ کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے۔ کتاب اللہ میں رجم کا حکم حق ہے، یہ اس آدمی پر لازم ہے جو شادی شدہ ہونے کی صورت میں بدکاری کرے، مرد ہو یا عورت۔ شرط یہ ہے جب گواہ قائم ہو جائیں یا حمل ظاہر ہو جائے یا مجرم خود اعتراف کرے پھر (یاد رکھو) ہم قرآن میں پڑھا کرتے تھے لا ترغبوا عن آباء کم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن آبائکم۔

خبردار! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مدح کرنے میں مبالغہ سے کام نہ لینا جس طرح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مبالغہ سے کام لیا گیا بلکہ یہ کہا کرو عبدُاللہِ وَ رَسُوْلُہٗ۔
پھر فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے یہ کہا اللہ کی قسم اگر عمر بن خطاب فوت ہو گئے تو میں فلاں کی بیعت کرلوں گا، کسی آدمی کو یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ وہ کہتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی تھی جو مکمل ہو چکی۔ یہ اسی طرح ہوئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کی طرف گردنیں یوں جھکیں جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف جھکی تھیں۔ جس نے مسلمانوں کے مشورہ کے خلاف کسی کی بیعت کی اس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس کے لئے بیعت ہے جس کی اس نے بیعت کی، وہ اس کے مستحق ہیں کہ ان دونوں کو قتل کر دیا جائے۔

یہ بات ہم سب کے علم میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو انصار کی رائے ہم سے مختلف تھی، وہ اپنے اشراف کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے تھے اور ہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ور حضرت زبیر بن عوام اور ان کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے اور مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ہمیں اپنے انصاری بھائیوں کے پاس لے چلو، ہم ان کے پاس جانے کے لئے نکلے یہاں تک کہ انصار کے دو صالح آدمی ہمیں ملے، ان دونوں نے ہمارے سامنے اس بات کا ذکر کیا جس پر قوم متفق ہو چکی تھی۔ پوچھا اے مہاجرین کہاں کا ارادہ ہے؟ ہم نے کہا ہم انصاری بھائیوں کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دونوں نے کہا اے مہاجرین تم ان کے پاس نہ جاؤ تم پر کوئی حرج نہ ہوگا۔ اپنے معاملہ کا خود فیصلہ کرو، میں نے کہا ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے، ہم چلے یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنو ساعدہ میں ان کے پاس آئے کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی ان کے درمیان چادر لئے بیٹھا ہوا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا یہ حضرت سعد بن عبادہ ہیں میں نے پوچھا اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ بیمار ہے جب ہم بیٹھ گئے تو ان کے خطیب نے تشہد پڑھا، اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی ثناء بیان کی پھر کہا اما بعد!

ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں۔ اے مہاجروں کی جماعت تم ہمارا قبیلہ ہو، تمہاری قوم میں سے ایک جماعت چل کر ہمارے پاس آئی ہے۔ اس نے کہا اب یہ ہم سے کٹ کر الگ ہونا چاہتے ہیں اور حکومت ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں، جب انصار کا خطیب خاموش ہو گیا تو میں نے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا، میں نے اپنے دل میں ایک گفتگو ترتیب دی تھی جو مجھے بہت

اچھی لگی تھی، میں وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے کرنا چاہتا تھا اور میں آپ کی مدارات کرنا چاہتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر ٹھہر جاؤ، میں نے انہیں ناراض کرنا ناپسند کیا، آپ نے گفتگو کی آپ مجھ سے زیادہ علم رکھنے والے اور وقار کے حامل تھے۔ اللہ کی قسم جو گفتگو میں نے ترتیب دی تھی اور مجھے پسند آئی تھی آپ نے وہی گفتگو فی البدیہہ کر دی یا اس کی مثل گفتگو کی یا اس سے بہتر گفتگو کی، یہاں تک کہ آپ خاموش ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تم نے اپنے بارے میں فضیلت کا ذکر کیا ہے تم اس کے مستحق ہو مگر عرب اس خلافت و امارت کا اہل صرف قبیلہ قریش کو سمجھتے ہیں وہ نسب اور ملک کے اعتبار سے سب سے معزز ہیں، میں تمہارے لئے ان دو آدمیوں میں سے ایک پر راضی ہوں جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان جلوہ افروز تھے، میں نے آخری بات کے سوا آپ کی کسی بات کو ناپسند نہ کیا۔ اللہ کی قسم مجھے آگے بڑھایا جائے اور میری گردن اڑا دی جائے جو مجھے گناہ کے قریب نہ کرے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے بنسبت اس چیز کے میں کسی ایسی قوم پر امیر بنوں جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔

انصار میں سے ایک آدمی نے کہا میری رائے سے اس طرح شفا حاصل کی جاتی ہے جس طرح اونٹ تنے سے شفا حاصل کرتا ہے۔ (ضرب المثل) اے قریش ہم میں سے ایک امیر ہوگا اور تم میں ایک امیر ہوگا، اس نے بہت سی الٹی سیدھی باتیں کیں، آوازیں بلند ہو گئیں یہاں تک کہ باہمی انتشار کا خوف لاحق ہو گیا۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کی اے امیر المومنین ہاتھ بڑھایئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا دیا، میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر مہاجروں نے بیعت کی پھر انصار نے بیعت کی اور ہم نے سعد بن عبادہ کو روند ڈالا، ان میں سے ایک آدمی نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر ڈالا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا ہے۔

راستہ میں دو ملنے والے انصاری

ابن اسحاق نے کہا زہری نے کہا عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ انصار میں سے جو آدمی مہاجرین کو ملے جب مہاجرین سقیفہ بنو ساعدہ جا رہے تھے، ان میں ایک عویم بن ساعدہ اور دوسرے معن بن عدی تھے جو بنو عجلان سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ کی

بارگاہ میں عرض کی گئی وہ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ (توبہ:۱۰۸) اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزہ رہنا پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پاکیزہ رہنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں عویم بن ساعدہ کتنے اچھے آدمی ہیں، جہاں تک معن بن عدی کا تعلق ہے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو لوگ رسول اللہ پر رونے لگے، انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم پسند کرتے تھے کہ ہم آپ سے قبل فوت ہو جاتے کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ ہمیں آپ کے بعد فتنہ میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ حضرت معن بن عدی نے کہا اللہ کی قسم میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں آپ سے قبل مر جاؤں یہاں تک کہ آپ کی وصال کی حالت میں تصدیق کروں جس طرح میں نے زندگی میں آپ کی تصدیق کی تھی۔ حضرت معن، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں شہید ہوئے۔

عام بیعت کے موقع پر حضرت ابوبکر سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا خطبہ

ابن اسحاق نے کہا مجھے زہری نے بیان کیا ہے کہ مجھے انس بن مالک نے بیان کیا جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، اگلے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اے لوگو! میں نے کل تمہارے سامنے گفتگو کی جسے میں نے کتاب اللہ میں نہیں پایا تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے کوئی فرمایا تھا لیکن میری رائے تھی کہ رسول اللہ ہمارے معاملات کی تدبیر فرمائیں گے۔ آپ ﷺ ہم میں سے آخری ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان کتاب چھوڑی ہے جس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے ہدایت سے نوازا، اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اسی طرح ہدایت عطا فرمائے گا جس طرح اس نے اپنے محبوب کو عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملات کو تم میں سے سب سے بہترین پر جمع کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھی دو میں سے دوسرے جب دونوں غار میں تھے، اٹھو آپ کی بیعت کرو تو صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت عام کی جبکہ پہلے سقیفہ بنو ساعدہ میں بیعت کر چکے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی، اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اس کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اے لوگو! مجھے تم پر والی بنایا گیا ہے، میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھا عمل کروں تو میری مدد کرو، اگر برا عمل کروں تو مجھے درست کرو، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں سے کمزور میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس پر واپس کر دوں، ان شاء اللہ اور تم میں سے قوی میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے حق لے لوں، ان شاء اللہ کوئی قوم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں چھوڑتی مگر اللہ تعالیٰ اس پر ذلت مسلط کر دیتا ہے اور کبھی بھی کسی قوم میں بے حیائی عام نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان میں موت کو عام کر دیتا ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں میری اطاعت کرو، جب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔ نماز کے لئے اٹھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں حضرت فاروقِ اعظم کے دورِ خلافت میں آپ کے ساتھ چل رہا تھا جبکہ آپ اپنے کسی کام جا رہے تھے، آپ کے ہاتھ میں درہ تھا میرے سوا آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا، آپ اپنے آپ سے باتیں کر رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں درہ تھا جو اپنے قدم کے اوپر والے حصہ پر مارتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا اے ابن عباس کیا تو جانتا ہے کہ کس چیز نے مجھے اس گفتگو پر برانگیختہ کیا جو میں نے اس وقت کی جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین میں تو نہیں جانتا آپ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کی قسم مجھے اس گفتگو پر اس آیت کریمہ نے برانگیختہ کیا جو میں پڑھا کرتا تھا۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (بقرہ: ۱۴۳) اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ ہیں، اللہ کی قسم میں یہ گمان کرتا تھا کہ رسول اللہ اپنی امت میں ہمیشہ رہیں گے یہاں تک کہ ان کے آخری عمل پر گواہ ہوں گے جو میں نے تقریر کی تھی اسی آیت نے اس پر مجھے برانگیختہ کیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے والے

ابن اسحاق نے کہا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی گئی تو منگل کے روز لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے، مجھے عبداللہ بن ابی بکر، حسین بن عبداللہ اور دوسرے علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت اسامہ بن زید اور شقران جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے نے غسل دینے کا فریضہ سرانجام دیا۔ حضرت اوس بن خولی جو بنی عوف بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کہا اے علی میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے میں ہمارے حصہ کا خیال کرو۔ حضرت اوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور اہل بدر میں سے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اندر آ جاؤ وہ داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو غسل دینے کے وقت حاضر رہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا نے اپنے سینے کے ساتھ آپ کو ٹیک لگائی۔ حضرت عباس، حضرت فضل اور حضرت قثم آپ کے جسم مبارک کو بدلتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید اور آپ کا غلام شقران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پانی ڈال رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جسم مبارک کو غسل دے رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے کے ساتھ آپ کو ٹیک لگا رکھی تھی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر قمیص تھی، اوپر سے ہی مل رہے تھے اپنا ہاتھ جسد اطہر تک نہیں لے جا رہے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندگی اور موت میں کتنے ہی اچھے ہیں جو چیزیں میت پر دیکھی جاتیں ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ دیکھی گئی۔

کیسے غسل دیا؟

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو صحابہ میں اختلاف ہو گیا اور کہا ہم نہیں جانتے کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتاریں، جس طرح ہم مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو غسل دیں جبکہ کپڑے آپ کے جسم پر ہوں، جب صحابہ میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ

ان میں سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی ٹھوڑی سینے پر نہ پڑی ہو پھر گھر کی ایک جانب سے ایک بات کرنے والے نے انہیں کہا کیا تم جانتے نہیں کہ یہ کون ہے؟ نبی کریم ﷺ کو اس حالت میں غسل دو کہ آپ کے جسم پر کپڑے ہوں تو وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھے، صحابہ نے حضور ﷺ کو غسل دیا جبکہ قمیص آپ ﷺ کے جسد اطہر پر تھی وہ قمیص کے اوپر پانی بہا رہے تھے جسم کو مل رہے تھے جبکہ درمیان میں قمیص تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا کفن

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے سے فراغت ہوئی تو آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں سے دو صحاری کے بنے ہوئے تھے اور ایک حبرہ کی چادر تھی، آپ کے جسد اطہر کو ان میں کفنایا گیا جس طرح جعفر بن محمد بن علی بن حسین نے اپنے باپ سے وہ اپنے دادا علی بن حسین اور زہری سے وہ علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں۔

قبر کی کھدائی

ابن اسحاق نے کہا مجھے حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب صحابہ نے حضور ﷺ کے لئے قبر کھودنے کا ارادہ کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح اس طرح قبر بناتے جس طرح اہل مکہ قبر بناتے جبکہ حضرت ابو طلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے طریقہ پر قبر کھودتے تھے۔ حضرت ابو طلحہ لحد والی قبر بناتے تھے، حضرت عباس نے دو آدمی بلائے ایک کو کہا حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس جاؤ اور دوسرے کو کہا حضرت ابو طلحہ کے پاس جاؤ پھر یوں دعا کی اے اللہ رسول اللہ ﷺ کے لئے پسند فرما تو ابو طلحہ کو بلانے والے شخص نے آپ کو تلاش کر لیا اور انہیں لے آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے لحد والی قبر بنائی۔

رسول اللہ کی تدفین اور نماز جنازہ

جب منگل کے روز رسول اللہ ﷺ کی تکفین سے فراغت ہوئی تو آپ کی چارپائی آپ کے گھر میں رکھ دی گئی۔ حضور ﷺ کو دفن کرنے میں صحابہ کا اختلاف ہو گیا، ایک نے کہا ہم

حضور ﷺ کا جنازہ

ابن اسحاق اور دوسرے علماء نے کہا کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ اکیلے اکیلے پڑھی کوئی امامت نہیں کرا رہا تھا، جب بھی کوئی جماعت آتی تو نماز پڑھتی، یہ حضور ﷺ کے ساتھ

آپ ﷺ کو صحابہ کے ساتھ (قبرستان) دفن کریں گے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کسی نبی کی روح قبض نہیں کی گئی مگر اسے وہاں ہی دفن کیا گیا جہاں اس کی روح قبض کی گئی تھی۔ جس بستر پر حضور ﷺ کا وصال ہوا تھا اسے اٹھایا گیا پھر اس کے نیچے قبر کو کھودا گیا پھر لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ٹکڑیوں کی صورت میں نماز پڑھتے پہلے مرد داخل ہوئے جب وہ فارغ ہو گئے تو پھر عورتیں حاضر ہوئیں، جب عورتیں فارغ ہوئیں تو بچے داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھتے وقت کسی نے امامت نہیں کی تھی پھر بدھ کی رات، رات کے وسط میں رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عمارہ سے وہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے جسد اطہر کو بدھ کی رات نصف رات کو دفن کیا گیا۔

خاص ہے، یہ فعل توقیفی ہے اسی طرح مروی بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وصیت کی۔ طبری نے یہ مسند روایت سے ذکر کیا ہے۔

اس میں فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ پر نماز پڑھنا، مسلمانوں پر اس آیت سے فرض قرار دیا ہے صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب:۵۶) وہ نماز جسے یہ آیت اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے اس کا حکم یہ ہے کہ نماز امام کے ساتھ نہ ہو۔ وصال کے وقت آپ ﷺ پر نماز جنازہ اسی آیت میں داخل ہے۔ یہ آیت اس نماز اور ہر حال میں آپ پر درود کو شامل ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اس چیز سے بھی آگاہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ خود اور اس کے فرشتے مومنوں سے پہلے درود پڑھتے ہیں تو اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مومنوں کی نماز فرشتوں کی صلوٰۃ کے تابع ہو اور فرشتے آگے ہوں، طبری کی جو حدیث میں نے ذکر کی وہ طویل ہے، بزار نے بھی اسے مرہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اس میں یہ ہے جب اہل بیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اکٹھے ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے نبی کے واسطہ سے بخش دیا ہے اور اپنے نبی کے واسطہ سے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائی ہے۔ ہم روئے اور نبی کریم ﷺ بھی روئے۔ ارشاد فرمایا جب تم مجھے غسل دے لو اور مجھے کفن دے لو تو میرے

دفن کرنے والے صحابہ کا نام

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں داخل ہوئے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس اور شقران جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔ حضرت اوس بن خولی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کہا اے علی میں تمہیں اللہ کا

گھر میں میری قبر کے کنارے میری چارپائی رکھ دینا پھر ایک لمحہ کے لئے باہر نکل جانا کیونکہ سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا ہم نشین اور خلیل حضرت جبریل حضرت میکائیل پھر حضرت اسرافیل پھر ملک الموت اپنے لشکروں کے ساتھ نماز پڑھیں گے، اس کے بعد تمام فرشتے نماز جنازہ پڑھیں گے پھر تم جماعت در جماعت میرے پاس آنا مجھ پر درود و سلام پڑھنا۔ تزکیہ، شور وغل اور رونے سے مجھے اذیت نہ دینا۔ سب سے پہلے میرے خاندان کے لوگ آئیں پھر ان کی عورتیں آئیں اس کے بعد تم اپنے اوپر میری طرف سے سلام کہنا جو صحابہ غائبْ ہیں انہیں میری طرف سے سلام کہنا اور اسے بھی سلام کہنا جو میرے بعد میرے دین کی پیروی کرے گا، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں جو آدمی قیامت تک میرے دین کی اتباع کرے گا میں نے اس پر سلام کہا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کی قبر میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا میرے خاندان والے جن کے ساتھ بے شمار فرشتے ہوں گے جو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے مگر تم انہیں نہیں دیکھو گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال

حضور ﷺ کا وصال مسلمانوں کے لئے بڑی آزمائش اور جانکاہ مصیبت تھی، قریب تھا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے، زمین کانپنے لگتی اور چاند و سورج کو گرہن لگ جاتا کیونکہ آسمان سے خبر آنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور وہ چیز مفقود ہو گئی جس کا کوئی عوض نہیں جبکہ حضور ﷺ نے اپنی موت کے ساتھ تاریک فتنوں، بڑے بڑے حوادث، خطرناک مصائب اور عاجز کر دینے والی آفات کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جو سکینہ نازل فرمایا، ان کے دلوں میں یقین کے نور کا چراغ روشن کیا اور کتاب مبین کے فہم کے لئے ان کے سینوں کو فراخ کیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو کمریں ٹوٹ جاتیں۔ مصیبتوں کی وجہ سے سینے تنگ پڑ جاتے اور غم مومنوں کو امور کی تدبیر سے عاجز کر دیتے جبکہ شیطان ان کی طرف متوجہ ہو چکا تھا اور مومنوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی آرزوئیں لمبی کی ہوئی تھیں، اس نے دشمنی کی آگ کو بھڑکایا، اختلاف کے جھنڈے کو بلند کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو مکمل کرنے، کلمہ کو بلند کرنے اور وعدہ پورا کرنے کا ارادہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر

واسطہ دیتا ہوں اور ہمیں جو رسول اللہ ﷺ سے تعلق ہے مجھے بھی داخل ہونے دے۔ تو حضرت

ارتداد کی آگ کو بجھا دیا، اختلاف کے سبب اور فتنہ کو ختم کر دیا اسی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ کی امت ہلاک ہو جاتی۔ اس روز جو بھی آدمی باہر سے مدینہ طیبہ آتا تو وہاں کے مکینوں کا شور اور مدینہ طیبہ کی تمام اطراف میں رونے کی آواز سنتا یہاں تک کہ حلق بیٹھ گئے تھے اور آنسو ختم ہو گئے تھے، یہی چیز ان کے لئے اور ان کے بعد والوں کے لئے زیبا بھی تھی۔ جس طرح ابو ذویب ہذلی سے مروی ہے، ان کا نام خویلد بن خالد تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا یہ ابن محرث تھے اس نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہیں میں نے غم محسوس کیا اور تمام رات یوں گزاری کہ اس کی تاریکی ختم ہی نہ ہوتی اور اس کا نور طلوع نہ ہوتا میں اس رات کی طوالت کا ہی اندازہ لگاتا رہا یہاں تک کہ جب سحری کا وقت ہوتا ہے تو مجھے نیند آ جاتی ہے تو کوئی آواز دینے والا مجھے یوں آواز دیتا ہے۔

خَطْبٌ اَجَلُّ أَنَاخَ بِالْاِسْلَامِ بَيْنَ النَّخِيْلِ وَ مَعْقِلِ الْآطَامِ

بہت بڑی مصیبت اسلام پر آ پڑی، کھجوروں اور قلعوں کے درمیان (مراد مدینہ طیبہ)

قُبِضَ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ فعيوننا تُذْرِيْ الدُّمُوْعَ عَلَيْهِ بِالتَّسْجَام

نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے جبکہ ہماری آنکھیں آپ ﷺ کے وصال پر موسلا دھار آنسو بہا رہی ہیں۔ ابوذویب نے کہا میں گھبرا کر نیند سے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں، آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو میں سعد الذابح دیکھتا ہوں، اس سے میں اس ذبح کا فال لیتا ہوں جو عرب میں واقع ہو گا سب سمجھ جاتا ہوں کہ حضور ﷺ اپنی بیماری کی وجہ سے وصال فرما گئے ہیں، میں اونٹنی پر سوار ہو جاتا ہوں اور چل پڑتا ہوں جب صبح کرتا ہوں تو کوئی چیز تلاش کرنا چاہی جس کے ساتھ اونٹنی کو ہانکوں تو میرے لئے قنفذ (چھوٹا سا جانور جس کے جسم پر کانٹے ہوتے ہیں، جو سانپ سے لڑتا ہے اور سانپ کو مار ڈالتا ہے) ظاہر ہوتا ہے جس نے سانپ کو قابو کیا ہوا ہے جبکہ سانپ اس پر لپٹا ہوا ہے۔ قنفذ اسے دانتوں سے چباڈالتا ہے یہاں تک کہ سانپ کو کھا جاتا ہے، میں اسے جھڑکتا ہوں۔ میں کہتا ہوں قنفذ ایک اہم چیز ہے سانپ کا لپٹنا لوگوں کا نبی کریم ﷺ کے بعد حق سے اعراض کرنا پھر قنفذ کا سانپ کو کھا جانا خلیفہ کا ان پر غالب آ جانا ہے، میں اونٹنی کو تیز دوڑاتا ہوں جب جنگل میں ہوتا ہوں تو پرندے کو فال لینے کے لئے اڑاتا ہوں تو وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر دیتا ہے، کوے نے کائیں کائیں کی جو دائیں طرف سے بائیں طرف گزر رہا تھا تو اس نے بھی ایسی ہی بات کی، راستے میں جو چیز میرے لئے ظاہر ہوئی میں نے اس سے

علی شیر خدا نے کہا نیچے اتر آؤ، وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ قبر میں اتر گئے، جب رسول

اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی، میں مدینہ طیبہ پہنچا وہاں اس طرح آوازیں آ رہی تھیں جس طرح حاجیوں کی آوازیں ہوتی ہیں جب وہ احرام باندھتے ہیں۔ میں نے کہا رک جا، لوگوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ وصال فرما چکے ہیں، میں مسجد میں آیا تو میں نے اسے خالی پایا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کا دروازہ بند پایا۔ ایک قول یہ کیا گیا آپ پر کپڑا ڈالا گیا ہے اور آپ کے خاندان والے اندر ہیں، میں نے پوچھا لوگ کہاں ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ سقیفہ بنو ساعدہ میں ہیں، انصار کے پاس گئے ہیں۔ میں سقیفہ میں آیا میں نے وہاں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت سالم رضی اللہ عنہم اور قریش کی ایک جماعت کو پایا، میں نے انصار کو دیکھا جن میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے، ان میں ان کے شعراء حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن مالک اور ان کے اشراف تھے، میں قریش کے پاس چلا گیا۔ انصار نے گفتگو کی انہوں نے طویل گفتگو کی اور صحیح باتیں کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی، تعجب ہے اس شخص پر وہ طویل گفتگو نہیں کرتے اور مفصل خطاب کے مواقع کو خوب جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے ایسی گفتگو کی اسے جس نے بھی سنا اس نے آپ کی اطاعت کی اور آپ کی طرف مائل ہو گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلام کی جن کی گفتگو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے کم درجہ کی تھی، انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور دوسرے صحابہ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس ہوئے میں بھی ان کے ساتھ واپس ہوا۔ ابو ذویب نے کہا میں حضور ﷺ پر نماز میں شریک ہوا پھر حضرت ذویب نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

لَمَّا رَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَسَلَانِهِمْ ۔۔۔ مِنْ بَيْنِ مَلْحُوْدٍ لَهُ وَ مُضَرَّحِ

جب میں نے صحابہ کو حضور ﷺ کی قبر کھودنے اور دفن کے دوران ادھر ادھر آتے جاتے دیکھا۔

مُتَبَادِرِيْنَ لِشَرْجَعٍ بِأَكُفِّهِمْ ۔۔۔ نَصَّ الرِّقَابِ لِفَقْدِ أَبْيَضَ أَرْوَحِ

وہ اپنے ہاتھوں سے گردنوں کی رگیں کھولنے میں جلدی کر رہے تھے کیونکہ وہ روشن چہرے والا اور راحتیں بخشنے والا چلا گیا تھا۔

فَهُنَاكَ صِرْتُ إِلَى الْهُمُوْمِ وَ مَنْ يَبِتْ ۔۔۔ جَارَ الْهُمُوْمِ يَبِيْتُ غَيْرَ مُرَوَّحِ

وہاں میں غموں کی طرف لوٹ گیا جو انسان دکھوں کے پڑوس میں رات گزارتا ہے وہ آرام کے

اللہ ﷺ کو قبر میں اتارا گیا اور آپ پر اینٹیں چنی گئیں تو آپ ﷺ کے غلام شقران نے وہ

بغیر ہی رات گزارتا ہے۔

كَسَفَتْ لِمصرعه النُّجُوْمُ وَبَدْرُهَا وَ تَزَعْزَعَتْ آطَامُ بَطْنِ الْاَبْطَحِ

آپ کے پردہ فرمانے کی وجہ سے ستارے اور ان کا چاند بے نور ہو گئے اور ابطح وادی کے قلعوں میں زلزلہ آ گیا۔

وَ تَزَعْزَعَتْ اَجْبَالُ يَثْرِبَ كُلُّهَا وَ نَخِيْلُهَا لِحُلُوْلِ خُطَبٍ مُفْدِحِ

یثرب کے تمام پہاڑ ہلنے لگے اور اس کی کھجوروں کے درخت بھی کانپنے لگے کیونکہ کمر توڑ مصیبت آ پہنچی تھی۔

وَ لَقَدْ زَجَرْتُ الطَّيْرَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِمُصَابِهٖ وَ زَجَرْتُ سَعْدَ الْاَذْبَحِ

آپ کے وصال کی خبر لینے کے لئے میں نے پہلے ہی پرندے اور سعد اذبح سے فال لے لی تھی۔

ابو سفیان بن حارث بن مطلب نے رسول اللہ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

اَرِقْتُ فَبَاتَ لَيْلِىْ لَا يَزُوْلُ دَلِيْلُ اَخِى الْمُصِيْبَةِ فِيْهِ طُوْلُ

میں بیدار ہوا میری رات ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتی تھی، اس میں مصیبت زدہ کی دلیل بڑی طویل تھی۔

وَ اَسْعَدَنِىْ الْبُكَاءُ وَ ذَاكَ فِيْمَا اُصِيْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهٖ قَلِيْلُ

رونے نے میری مدد کی، مسلمانوں کو اس وجہ سے جو مصیبت پہنچی تھی اس کے مقابلہ میں یہ کم تھی۔

لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيْبَتُنَا وَ جَلَّتْ عَشِيَّةَ قِيْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ

ہماری مصیبت بہت بڑی ہو گئی اور وہ رات ہمارے لئے بہت بھاری ہو گئی جب یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ پردہ فرما گئے ہیں۔

وَ اَضْحَتْ اَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيْلُ

ہماری یہ زمین اس کے سبب جس سے یہ محروم ہو گئی تھی قریب تھا کہ اس کی اطراف ہمارے ساتھ ایک طرف جھک جاتیں۔

فَقَدْنَا الْوَحْىَ وَالتَّنْزِيْلَ فِيْنَا يَرُوْحُ بِهٖ وَ يَغْدُوْ جِبْرَئِيْلُ

ہم وحی اور قرآن کے نزول کو گم کر بیٹھے جسے صبح و شام جبرئیل امین لاتے۔

وَ ذَاكَ اَحَقُّ مَا سَالَتْ عَلَيْهِ نُفُوْسُ النَّاسِ اَوْ كَرَبَتْ تَسِيْلُ

چادر لی جسے رسول اللہ ﷺ کبھی زیب تن کر لیتے اور کبھی اسے نیچے بچھا لیتے اور اسے قبر میں دفن

آپ اس کے حق دار تھے جس کا لوگوں کے نفوس نے سوال کیا یا قریب تھا کہ وہ بہہ پڑتے۔

نَبِیٌّ کَانَ یَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا بِمَا یُوْحٰی اِلَیْهِ وَ مَا یَقُوْلُ

آپ نبی ہیں، آپ ہم سے شک کو دور کرتے تھے اس چیز کے ساتھ جو آپ پر وحی کی جاتی اور اس کے ساتھ جو آپ خود ارشاد فرماتے۔

وَ یَهْدِیْنَا فَلَا نَخْشٰی ضَلَالًا عَلَیْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِیْلُ

آپ ہمیں ہدایت دیتے تھے اب ہمیں گمراہی کا کوئی ڈر نہیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے رہنما ہیں۔

أَفَاطِمُ اِنْ جَزِعْتَ فَذَاكَ عُذْرٌ وَ أَنْ لَمْ تَجْزَعِیْ ذَاكَ السَّبِیْلُ

اے فاطمہ اگر تو جزع فزع کرے تو یہ تیرا عذر ہو گا، اگر جزع فزع نہ کرے وہ بھی ایک صورت ہے۔

فَقَبْرُ اَبِیْكَ سَیِّدُ كُلِّ قَبْرٍ وَ فِیْهِ سَیِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

تیرے والد کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے اور اس میں تمام لوگوں کے سردار رسول اللہ ﷺ ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا، انصار اور مہاجرین اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر آ گئیں تو عورتیں آپ کے پاس جمع ہو گئیں تو اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

اِغْبَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ وَكُوِّرَتْ شَمْسُ النَّهَارِ وَ اَظْلَمَ الْعَصْرَانِ

آسمان کے آفاق غبار آلود ہو گئے ہیں، دن کا سورج بے نور ہو گیا اور دن رات تاریک ہو گئے۔

فَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ كَئِیْبَةٌ اَسِفًا عَلَیْهِ كَثِیْرَةُ الرَّجْفَانِ

حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد زمین دکھی ہے، اس کی یہ حالت افسوس کرنے کی وجہ سے ہے اس میں سخت زلزلہ برپا ہے۔

فَلْیَبْكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَ غَرْبُهَا وَلْتَبْكِهِ مُضَرٌ وَ كُلُّ یَمَانٍ

موزوں ہے کہ مشرق و مغرب کے شہر آپ پر روئیں، مصر اور یمن والے روئیں۔

وَلْیَبْكِهِ الطَّوْدُ الْمُعَظَّمُ جَوُّهُ وَالْبَیْتُ ذُوالْاَسْتَارِ وَالْاَرْكَانِ

وہ پہاڑ بھی روئیں جس کی فضا بہت بڑی ہے وہ گھر (بیت اللہ) بھی روئے جو پردوں اور رکنوں والا ہے۔

کر دیا اور کہا اللہ کی قسم آپ ﷺ کے بعد کوئی اس چادر کو زیب تن نہیں کرے گا۔
کہا اس چادر کو بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

حضور ﷺ کے آخری احوال کو زیادہ جاننے والا

حضرت مغیرہ بن شعبہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آخری احوال کو زیادہ جاننے والے ہیں، وہ کہا کرتے تھے میں نے اپنی انگوٹھی پکڑی اور اسے قبر میں پھینک دیا، میں نے کہا میری انگوٹھی گر گئی ہے جبکہ میں نے اسے جان بوجھ کر پھینکا تھا تاکہ رسول اللہ ﷺ کو مس کر سکوں اور حضور ﷺ کے آخری احوال کو جاننے والا ہو جاؤں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے ابو اسحاق بن یسار نے مقسم ابو القاسم سے جو عبداللہ بن حارث بن نوفل کے غلام تھے، وہ اپنے آقا عبداللہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ ضَوْءُهُ صَلَّى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْآنِ

اے خاتم الرسل ان کی ضوء مبارک ہے، قرآن نازل کرنے والے نے تم پر درود پڑھا ہے۔

نَفْسِيْ فداؤك ما لراسك ماثلاً ما وسدوك وسادة الوسنان

میری جان آپ پر قربان انہوں نے آپ ﷺ کے لئے جو سونے والا تکیہ رکھا وہ آپ ﷺ کے سر کے شایانِ شان نہیں۔

آپ ﷺ کے کفن میں اختلاف

حضور ﷺ کے کفن کے بارے میں اختلاف ہے کہ کتنے کپڑے تھے اور وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو قبر میں داخل کیا اور قبر میں اترے اس میں کثیر اختلاف ہے۔ آپ ﷺ کے کفن کے بارے میں صحیح ترین روایت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سحول کے بنے ہوئے تھے اور سب کپڑے روئی کے بنے ہوئے تھے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی قمیص بھی روئی کی بنی ہوئی تھی۔ بکائی کی روایت کے علاوہ سیرت میں یہ واقع ہے کہ وہ کفن چادر، تہ بند اور لفافہ تھا یہی چیز احادیث کی کتابوں اور شروحات میں موجود ہے، وہ کچی اینٹیں جو حضور ﷺ پر چنی گئیں وہ نو تھیں۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا جن لوگوں نے حضور ﷺ کو لحد میں اتارا ان میں شقران بھی تھے۔ یہ حضور ﷺ کے غلام تھے ان کا نام صالح تھا، بدر میں شریک ہوئے یہ آزادی سے پہلے غلام تھے، انہیں مال غنیمت میں کوئی حصہ نہ ملا ان کی نسل نہ تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت علی شیر خدا کے ساتھ عمرہ کیا۔ آپ اپنی بہن ہانی بنت ابی طالب کے ہاں ٹھہرے جب آپ عمرہ سے فارغ ہو گئے تو گھر لوٹے، آپ کے لئے برتن میں پانی ڈالا گیا تو آپ نے غسل کیا، جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو عراق کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی انہوں نے عرض کی اے ابوالحسن ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تا کہ ہم آپ سے ایک سوال پوچھیں، ہم پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمیں اس بارے میں بتائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا گمان ہے مغیرہ بن شعبہ تمہارے سامنے یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آخری احوال سے زیادہ باخبر ہیں، لوگوں نے عرض کی جی ہاں ہم یہی بات پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے۔ حضور ﷺ کے احوال سے زیادہ باخبر قثم بن عباس ہیں۔

خصوصی وصیتیں

ابن اسحاق نے کہا مجھے صالح بن کیسان نے زہری سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر پر اون کی بنی ہوئی ڈبیوں والی سیاہ چادر تھی۔ جب آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو کبھی آپ اسے اپنے چہرہ مبارک پر رکھ لیتے اور کبھی اپنے چہرہ سے ہٹا دیتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو برباد کیا جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ حضور ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں اس چیز کا ڈر تھا۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے صالح بن کیسان نے زہری سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے جو آخری وصیت کی وہ یہ تھی کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہنے دیئے جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال پر مسلمانوں کے لئے مصائب

ابن اسحاق نے کہا جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو مسلمانوں پر بہت بڑی مصیبت آ پڑی جو مجھے خبر پہنچی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو عرب مرتد ہو گئے، یہودیت اور نصرانیت جڑ پکڑنے لگی اور نفاق ظاہر ہو گیا، حضور ﷺ کے وصال کی وجہ سے مسلمانوں کی کیفیت اس ریوڑ کی طرح ہو گئی جس پر موسم سرما کی رات

بارش ہوئی ہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ابوعبیدہ اور دوسرے علماء نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو اکثر اہل مکہ نے اسلام سے رجوع کا ارادہ کر لیا یہاں تک کہ حضرت عتاب بن اسید ان سے ڈر گئے اور چھپ گئے۔ حضرت سہیل بن عمرو اٹھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور رسول اللہ ﷺ کے وصال کا ذکر کیا اور کہا یہ امر اسلام میں قوت کا باعث ہو گا جو ہمارے ساتھ دھوکہ کرے گا ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ لوگ اسلام کی طرف واپس آ گئے اور جس کا ارادہ کیا تھا اس سے رک گئے اور حضرت عتاب بن اسید لوگوں کے سامنے ظاہر ہو گئے۔

حضرت سہیل بن عمرو کے بارے میں حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو یہ ارشاد فرمایا تھا اِنَّہٗ عَسٰی اَنْ یَّقُوْمَ مَقَامًا لَا تَذُمُّہٗ۔ عنقریب یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو گا جس کی تم مذمت نہ کرو گے، شاید اسی مقام کی طرف اشارہ تھا۔

حضرت حسان کا مرثیہ

ابن ہشام نے ابوزید انصاری سے روایت کرتے ہوئے ہمیں یہ مرثیہ بیان کیا ہے۔

بِطَیْبَۃَ رَسْمٌ لِلرَّسُوْلِ وَ مَعْھَدُ مُنِیْرٌ وَ قَدْ تَعْفُوْا الرَّسُوْمُ وَ تَھْمُدُ

مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کے روشن رہنے والے منزل و مقام کے نشانات ہیں جبکہ دوسرے لوگوں کے نشانات مرورِ زمانہ کے ساتھ بوسیدہ ہو جائیں گے اور مٹ جائیں گے۔

وَ لَا تَمْتَحِیْ الْآیَاتُ مِنْ دَارِ حُرْمَۃٍ بِھَا مِنْبَرُ الْھَادِیْ الَّذِیْ کَانَ یَصْعَدُ

اس حرمت والی جگہ میں یہ نشانات کبھی ناپید نہ ہوں گے یہاں رسول اللہ ﷺ کا وہ منبر ہے جس پر چڑھ کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے۔

وَ وَاضِحُ آثَارٍ وَ بَاقِیْ مَعَالِمٍ وَ رُبْعٌ لَہٗ فِیْہِ مُصَلًّی وَ مَسْجِدُ

اس میں روشن آثار اور باقی رہنے والی نشانیاں ہیں اس میں آپ کا وہ گھر ہے جس میں آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ اور آپ کی سجدہ گاہ ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے متعلق حضرت حسان کے اشعار ذکر کیے ہیں، ان میں ایسی کوئی بات نہیں جس کی ہم شرح کریں۔ کثیر تعداد نے مرثیے کہے ہیں، اکثر تو وہ لوگ تھے جنہیں اس آفت نے کچھ کہنے میں بے بس کر دیا تھا اور آپ کی صفات کمالیہ نے انہیں مرثیہ کہنے سے عاجز کر دیا تھا، آپ کی تعریف اور مرثیہ میں طوالت کر کے آپ ﷺ کے محاسن کی حقیقت تک پہنچا جا

بِهَا حُجُرَاتٌ كَانَ يَنْزِلُ وَسْطَهَا مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يُسْتَضَاءُ وَ يُوْقَدُ
اس میں وہ حجرے ہیں جن میں اللہ کا نور نازل ہوتا تھا جس سے خوب ضیاء حاصل کی جاتی اور جسے روشن کیا جاتا۔

مَعَارِفُ لَمْ تُطْمَسْ عَلَى الْعَهْدِ آيُهَا أَتَاهَا الْبِلٰى فَالْآيُ مِنْهَا تَجَدَّدُ
یہاں ایسے معارف ہیں کہ زمانہ گزرنے پر بھی اس کے نشانات نہ مٹائے جاسکیں گے، ان میں بوسیدگی آتی تو یہ آیات تازہ بتازہ ہو جاتیں۔

عَرَفْتُ بِهَا رَسْمَ الرَّسُوْلِ وَ عَهْدَهٗ وَ قَبْرًا بِهَا وَارَاهُ فِي التُّرْبِ مُلْحِدُ
میں نے یہاں رسول اللہ ﷺ کے نشانات، آثار اور قبر دیکھی ہے جس میں دفنانے والے نے آپ کے جسد اطہر کو چھپادیا ہے۔

ظَلِلْتُ بِهَا اَبْكِي الرَّسُوْلَ فَاَسْعَدَتْ عُيُوْنٌ وَ مِثْلَاهَا مِنَ الْجَفْنِ تُسْعِدُ
یہاں میں رسول اللہ ﷺ پر رو رہا ہوں میری آنکھوں نے میری مدد کی، ان آنکھوں کی طرح پلکوں نے بھی میری مدد کی۔

يُذَكِّرْنَ آلَاءَ الرَّسُوْلِ وَ مَا اَرٰى لَهَا مُحْصِيًا نَفْسِيْ فَنَفْسِيْ تَبَلَّدُ
یہ عورتیں تو رسول اللہ ﷺ کی نعمتوں کی یاد دلا رہی ہیں لیکن میں آپ کی نعمتوں کو شمار نہیں کرسکتا میں تو ششدر ہوں۔

مُفَجَّعَةٌ قَدْ شَفَّهَا فَقْدُ اَحْمَدٍ فَظَلَّتْ لِآلَاءِ الرَّسُوْلِ تُعَدِّدُ
سخت دردمند ہوں، حضور ﷺ کے پردہ فرما جانے نے میرے نفس کو نڈھال کر دیا ہے اب یہ اس حال میں رسول اللہ ﷺ کی نعمتیں شمار کر رہا ہے۔

وَ مَا بَلَغَتْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ عَشِيْرَهٗ وَلٰكِنْ لِنَفْسِيْ بَعْدُ مَا قَدْ تَوَجَّدُ
میرا نفس تو کسی نعمت کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتا لیکن میرا نفس پھر بھی آپ کے فراق کی وجہ سے حزن وملال کا شکار ہے۔

سکتا ہے اور نہ ہی آقائے دوعالم ﷺ کے پردہ فرمانے سے مسلمانوں پر جو آفت آئی اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں آپ ﷺ کی ذات اور آپ کی آل پر، اس وقت تک جب تک دن اور رات کا سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو رحمت، رضوان اور رضوان کے اعلیٰ مراتب پر فائز فرمائے اور ہماری طرف سے آپ کو سب سے بہتر جزاء عطا فرمائے جو کسی بھی نبی کو اپنی امت کی طرف

اَطَالَتْ وُقُوْفًا تَذْرِفُ الْعَيْنُ جُهْدَهَا　　عَلٰى طَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِیْ فِيْهِ اَحْمَدُ

میرے دل نے وقوف طویل کر دیا ہے جبکہ آنکھ سے پوری کوشش کے ساتھ آنسو بہا رہا ہے، اس قبر پر جس میں احمد مصطفیٰ آرام فرما ہیں۔

فَبُوْرِكْتَ يَا قَبْرَ الرَّسُوْلِ وَ بُوْرِكَتْ　　بِلَادٌ ثَوٰى فِيْهَا الرَّشِيْدُ الْمُسَدَّدُ

اے رسول اللہ ﷺ کی قبر تجھے برکت حاصل ہوگئی اور ان شہروں کو بھی برکت حاصل ہوگئی جن میں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ رسول کا ٹھکانہ ہے۔

وَ بُوْرِكَ لَحْدٌ مِّنْكَ ضُمِّنَ طَيِّبًا　　عَلَيْهِ بِنَاءٌ مِّنْ صَفِيْحٍ مُّنَضَّدُ

آپ کی وجہ سے لحد بھی بابرکت ہوگئی جس نے پاکیزہ ہستی کو اپنے اندر سمو لیا ہے، جس پر چوڑے پتھروں کو ترتیب سے جوڑ دیا گیا ہے۔

تَهِيْلُ عَلَيْهِ التُّرْبَ اَيْدٍ وَ اَعْيُنٌ　　عَلَيْهِ وَ قَدْ غَارَتْ بِذٰلِكَ اَسْعُدُ

اس پر ہاتھ مٹی ڈال رہے ہیں جبکہ آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں اس عمل کے ذریعے نیک بختیاں دفن ہو رہی تھیں۔

لَقَدْ غَيَّبُوْا حِلْمًا وَ عِلْمًا وَ رَحْمَةً　　عَشِيَّةَ عَلَّوْهُ الثَّرٰى لَا يُوَسَّدُ

لوگوں نے اس رات حلم، علم اور رحمت کو چھپا دیا انہوں نے آپ پر مٹی چڑھا دی جبکہ اس میں آپ کے لئے کوئی تکیہ بھی نہیں لگایا گیا تھا۔

وَ رَاحُوْا بِحُزْنٍ لَيْسَ فِيْهِمْ نَبِيُّهُمْ　　وَ قَدْ وَهَنَتْ مِنْهُمْ ظُهُوْرٌ وَ اَعْضُدُ

وہ غمگین ہوگئے ان میں ان کے نبی نہیں اور ان کی کمریں اور بازو کمزور ہوگئے۔

يُبَكُّوْنَ مَنْ تَبْكِی السَّمٰوٰتُ يَوْمَهٗ　　وَ مَنْ قَدْ بَكَتْهُ الْاَرْضُ فَالنَّاسُ اَكْمَدُ

یہ اس ذات پر رو رہے تھے جس پر اس روز آسمان رو رہے تھے اور جس پر زمین بھی روئی تھی جبکہ لوگ ان سے بھی زیادہ دل گرفتہ تھے۔

وَ هَلْ عَدَلَتْ يَوْمًا رَزِيَّةُ هَالِكٍ　　رَزِيَّةَ يَوْمٍ مَاتَ فِيْهِ مُحَمَّدُ

کیا برابر ہو سکتا ہے ہلاک ہونے والے کی مصیبت کا دن اس دن کی مصیبت کے جس میں محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا وصال ہوا۔

سے جزاء عطا فرمائی ہمیں آپ کی ملت سے پیچھے نہ رکھنا۔ اللہ تعالیٰ فضل و احسان و انعام والا ہے۔ وہ ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

تَقَطَّعَ فِيهِ مُنْزَلُ الْوَحْيِ عَنْهُمْ　وَ قَدْ كَانَ ذَانُوْرٍ يَغُوْرُ وَ يُنْجِدُ

اس دن میں ان سے وہ ذات منقطع ہوگئی جس پر وحی نازل ہوتی تھی وہ ایسے نور والا تھا جو پست اور بلند کو منور کرنے والا تھا۔

يَدُلُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ مَنْ يَقْتَدِيْ بِهٖ　وَ يُنْقِذُ مِنْ هَوْلِ الْخَزَايَا وَ يُرْشِدُ

وہ اسے رحمٰن کے راستہ پر لگا دیتا جو آپ کی اقتداء کرتا اور اسے ذلت کی رسوائیوں سے بچاتا اور شرف کی طرف راہنمائی کرتا۔

اِمَامٌ لَهُمْ يَهْدِيهِمُ الْحَقَّ جَاهِدًا　مُعَلِّمُ صِدْقٍ اِنْ يُطِيْعُوْهُ يَسْعَدُوْا

وہ ان کا امام تھا وہ لوگوں کو حق کی طرف پوری کوشش سے راہنمائی کرتا، سچائی کا سبق دینے والا تھا اگر لوگ اس کی اطاعت کرتے تو سعادت مند ہو جاتے۔

عَفُوٌّ عَنِ الزَّلَّاتِ يَقْبَلُ عُذْرَهُمْ　وَ اِنْ يُحْسِنُوْا فَاللّٰهُ بِالْخَيْرِ اَجْوَدُ

وہ لوگوں کی لغزشیں معاف کر دیتا، ان کا عذر قبول کرتا اگر وہ اچھے کام کرتے تو اللہ تعالیٰ بھلائی میں ان کے ساتھ زیادہ سخاوت کرتا۔

وَ اِنْ نَابَ اَمْرٌ لَمْ يَقُوْمُوْا بِحَمْلِهٖ　فَمِنْ عِنْدِهٖ تَيْسِيْرُ مَا يَتَشَدَّدُ

اگر کوئی ایسا امر واقع ہوتا جس کو لوگ نہ اٹھا سکتے تو حضور ﷺ کی طرف سے اس میں سہولت پیدا کر دی جاتی جو مشکل ہوتا۔

فَبَيْنَاهُمْ فِيْ نِعْمَةِ اللّٰهِ بَيْنَهُمْ　دَلِيْلٌ بِهٖ نَهْجُ الطَّرِيْقَةِ يُقْصَدُ

اسی اثناء میں کہ لوگ اس حالت میں تھے کہ اللہ کی نعمت ان کے درمیان تھی آپ ایسے راہنما تھے جن کے ذریعے واضح راستہ پر چلا جاتا۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ اَنْ يَجُوْرُوْا عَنِ الْهُدٰى　حَرِيْصٌ عَلٰى اَنْ يَسْتَقِيْمُوْا وَ يَهْتَدُوْا

آپ ﷺ پر یہ چیز بڑی شاق تھی کہ لوگ راہ راست سے بھٹک جائیں آپ اس بات کے حریص تھے کہ لوگ سیدھے راستہ پر چلیں اور ہدایت یافتہ ہوں۔

عَطُوْفٌ عَلَيْهِمْ لَا يُثَنِّيْ جَنَاحَهٗ　اِلٰى كَنَفٍ يَحْنُوْ عَلَيْهِمْ وَ يَمْهَدُ

آپ ﷺ ان لوگوں پر اتنے مہربان تھے کہ کبھی بے رخی نہ کرتے آپ ان پر شفیق تھے اور ان کے لئے راستہ ہموار کرتے۔

فَبَيْنَا هُمْ فِيْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اِذْ غَدَا　اِلٰى نُوْرِهِمْ سَهْمٌ مِنَ الْمَوْتِ مُقْصِدُ

ابھی لوگ اسی نور میں تھے کہ موت کا ایک تیر سیدھا ان کے اس نور کو آ لگا۔

فَاَصْبَحَ محمودا اِلَى اللّٰهِ رَاجِعًا   يُبَكِّيهِ جَفْنُ الْمُرْسَلاتِ وَ يُحْمَدُ

آپ لوگوں کی ستائش کے مستحق بنتے ہوئے اللہ کی طرف لوٹ گئے جن پر فرشتوں کی پلکیں روری تھیں اور آپ کی تعریف کی جارہی تھی۔

وَ اَمْسَتْ بِلَادُ الْحِرْمِ وَحْشًا بِقَاعُهَا   لِغَيْبَةِ مَا كَانَتْ مِنَ الْوَحْيِ تَعْهَدُ

حرم کے تمام علاقے سنسان ہو گئے اسی وحی کے ناپید ہونے کی وجہ سے جس کے وہ عادی بن چکے تھے۔

قِفَارًا سِوٰى مَعْمُورَةِ اللَّحْدِ ضَافَهَا   فَقِيدٌ يُبَكِّيهِ بَلَاطٌ وَ غَرْقَدُ

یہ سب علاقے بنجر ہو گئے سوائے اس آباد لحد کے جس سے ہم سے روپوش ہونے والا جاملا تھا جس پر شجر و حجر رو رہے تھے۔

مَسْجِدُهٗ فَالْمُوحِشَاتُ لِفَقْدِهٖ   خَلَاءٌ لَهٗ فِيهِ مَقَامٌ وَ مَقْعَدُ

آپ کی مسجد خالی ہے اور یہ تمام علاقے آپ کے نہ ہونے سے خوفزدہ ہیں جس میں حضور ﷺ اٹھا بیٹھا کرتے تھے۔

وَ بِالْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى لَهٗ ثُمَّ اَوْحَشَتْ   دِيَارٌ وَ عَرَصَاتٌ وَرَبْعٌ وَ مَوْلِدُ

آپ کی وجہ سے جمرہ کبریٰ کے تمام علاقے متوحش ہو گئے آپ کی وجہ سے گھر، خالی زمینیں، قطعے اور جائے پیدائش سب متوحش ہو گئے۔

فَبَكِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا عَيْنُ عَبْرَةً   وَ لَا اَعْرِفَنْكِ الدَّهْرَ دَمْعُكِ يَجْمُدُ

اے آنکھ تو رسول اللہ ﷺ پر ایسے آنسو بہا کبھی بھی مجھے یہ علم نہ ہو کہ تیرے آنسو خشک ہو چکے ہیں۔

وَ مَالَكِ لَا تَبْكِيْنَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِيْ   عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَغَمَّدُ

تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو اس نعمت پر نہیں روتی جو تمام لوگوں پر برستی تھی جس میں سب چھپ جاتے تھے۔

فَجُوْدِيْ عَلَيْهِ بِالدُّمُوْعِ وَ اَعْوِلِيْ   لِفَقْدِ الَّذِيْ لَا مِثْلَهُ الدَّهْرَ يُوْجَدُ

اے آنکھ تو حضور ﷺ کے فراق میں آنسو بہانے میں سخاوت کر اور خوب آہیں بھر اس ذات کے پردہ فرمانے پر جس کی مثل زمانہ میں نہیں پائی جاتی۔

وَ مَا فَقَدَ الْمَاضُوْنَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ   وَ لَا مِثْلُهٗ حَتّٰی الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

سابقہ امتوں نے حضرت محمد جیسی ہستی کو گم نہیں کیا اور نہ ہی قیامت تک آپ کی مثل کو گم کیا جائے گا۔

اَعَفَّ وَ اَوْفٰی ذِمَّةً بَعْدَ ذِمَّةٍ   وَ اَقْرَبَ مِنْهُ نَائِلًا لَا يُنَكَّدُ

جو آپ سے پاکدامن اور ایک ذمہ داری کے بعد دوسری ذمہ داری ادا کرنے والا اور آپ سے زیادہ عطیہ دینے والا ہو جس کی زندگی مکدر نہ کی گئی ہو۔

وَ اَبْذَلَ مِنْهُ لِلطَّرِيْفِ وَ تَالِدٍ   اِذَا ضَنَّ مِعْطَاءٌ بِمَا كَانَ يُتْلِدُ

آپ سے زیادہ نئی اور وراثت والی دولت کو خرچ کرنے والا ہو جبکہ بہت زیادہ عطا کرنے والا بھی موروثی دولت میں بخل کرتا ہے۔

وَ اَكْرَمَ صِيْتًا فِي الْبُيُوْتِ اِذَا انْتَمٰی   وَ اَكْرَمَ جَدًّا اَبْطَحِيًّا يُسَوَّدُ

خاندانوں کے اعتبار سے سب سے شہرت والا جب خاندانوں کی طرف نسبت کی جائے آباء کے اعتبار سے سب سے معزز جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے سردار تھے۔

وَ اَمْنَعَ ذِرْوَاتٍ وَاَثْبَتَ فِي الْعُلَا   دَعَائِمَ عِزٍّ شَاهِقَاتٍ تُشَيَّدُ

بلندیوں کا زیادہ محافظ اور بلندیوں پر قائم رہنے والا عزت کے بلند ستون جنہیں خوب مضبوط کیا گیا تھا۔

وَ اَثْبَتَ فَرْعًا فِي الْفُرُوْعِ وَ مَنْبِتًا   وَ عُوْدًا غَذَاهُ الْمُزْنُ فَالْعُوْدُ اَغْيَدُ

شاخوں میں سے شاخ، جڑ اور لکڑی کے اعتبار سے زیادہ مضبوط جسے بادلوں نے غذا دی تو لکڑی لچکدار ہو گئی۔

رَبَّاهُ وَلِيْدًا فَاسْتَتَمَّ تَمَامُهٗ   عَلٰی اَكْرَمِ الْخَيْرَاتِ رَبٌّ مُمَجَّدُ

اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی انہیں آغوش تربیت میں لے لیا اس لئے بزرگ و برتر رب نے آپ کو اعلیٰ صلاحیتوں پر مکمل کیا۔

تَنَاهَتْ وَصَاةُ الْمُسْلِمِيْنَ بِكَفِّهٖ   فَلَا الْعِلْمُ مَحْبُوْسٌ وَ لَا الرَّأْيُ يُفْنَدُ

آپ کے دست اقدس کی وجہ سے مسلمانوں کی لکڑی نہایت مضبوط ہو گئی نہ آپ کا علم محدود ہے اور نہ ہی رائے میں کوئی نقص ہے۔

اَقُوْلُ وَ لَا يُلْقِيْ لِقَوْلِيْ عَائِبٌ   مِنَ النَّاسِ اِلَّا عَازِبُ الْعَقْلِ مُبْعَدُ

میں یہ بات کر رہا ہوں اور لوگوں میں کوئی بھی اس پر عیب نہیں لگا سکتا مگر وہی جو عقل و دانش سے کورا ہے۔

وَلَيْسَ هَوَائِىْ نَازِعًا عَنْ ثَنَائِهٖ　　لَعَلِّىْ بِهٖ فِىْ جَنَّةِ الْخُلْدِ اَخْلُدُ

میرا نفس اس کی تعریف کے معارض نہیں امید ہے اس تعریف کی وجہ سے جنت خلد میں ہمیشہ رہوں گا۔

مَعَ الْمُصْطَفٰى اَرْجُوْ بِذَاكَ جِوَارَهٗ　　وَ فِىْ نَيْلِ ذَاكَ الْيَوْمَ اَسْعٰى وَاَجْهَدُ

اس تعریف کے ذریعے حضور ﷺ کے جوار کی امید کرتا ہوں اسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہوں۔

حضرت حسان بن ثابت نے رسول اللہ ﷺ کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

مَا بَالُ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَاَنَّمَا　　كُحِلَتْ مَاقِيْهَا بِكُحْلِ الْاَرْمَدِ

تیری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے وہ سوتی ہی نہیں گویا اس کی اطراف میں آشوب چشم کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔

جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِىِّ اَصْبَحَ ثَاوِيًا　　يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰى لَا تَبْعُدِ

اس پر رسول کریم ﷺ پر آہ و بکا کرنے کی وجہ سے جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا اس نے ٹھکانہ کر لیا ہے اے زمین پر چلنے والوں میں سے بہترین دور نہ جا۔

وَجْهِىْ يَقِيْكَ التُّرْبَ لَهْفِىْ لَيْتَنِىْ　　غُيِّبْتُ قَبْلَكَ فِىْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ

میرا چہرہ آپ کو مٹی سے بچائے صد افسوس کاش میں آپ سے قبل مدینہ کے قبرستان بقیع غرقد میں غائب ہو چکا ہوتا۔

بِاَبِىْ وَ اُمِّىْ مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهٗ　　فِىْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ النَّبِىُّ الْمُهْتَدِىْ

میرے ماں باپ ہدایت یافتہ نبی پر قربان جس کے وصال پر میں حاضر تھا جن کا وصال پیر کے روز ہوا۔

فَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ مُتَبَلِّدًا　　مُتَلَدِّدًا يَالَيْتَنِىْ لَمْ اُوْلَدِ

آپ کے وصال کے بعد میں حیران و پریشان اور ادھر ادھر دیکھ رہا ہوں کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا۔

اَاُقِيْمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِيْنَةِ بَيْنَهُمْ　　يَالَيْتَنِىْ صُبِّحْتُ سُمَّ الْاَسْوَدِ

کیا میں آپ کے بعد بھی مدینہ طیبہ میں لوگوں کے درمیان رہ سکوں گا۔ کاش مجھے صبح ہی سیاہ سانپوں کا زہر پلا دیا جاتا۔

اَوحَلَّ اَمرُ اللّٰہِ فِینَا عَاجِلًا فِیْ رَوْحَۃٍ مِنْ یَوْمِنَا اَوْ مِنْ غَدِ

یا اللہ کا امر ہم میں جلدی ہی نازل ہو جائے آج ہی شام کے وقت یا کل۔

فَتَقُوْمُ سَاعَتُنَا فَنَلْقٰی طَیِّبًا مَحْضًا ضَرَائِبُہٗ کَرِیْمَ الْمَحْتِدِ

ہماری ساعت قائم ہو جائے اور ہم ملیں اس پاکیزہ ہستی سے جس کی فطرت خالص اور جس کی اصل شریف ہے۔

یَا بِکْرَ آمِنَۃَ الْمُبَارَکِ بِکْرُھَا وَلَدَتْہُ مُحْصَنَۃٌ بِسَعْدِ الْاَسْعُدِ

اے آمنہ کے لال جس کا لال بڑا برکتوں والا ہے اسے اس پاکدامن عورت نے بڑی سعادتوں کے ساتھ جنا۔

نُوْرًا اَضَاءَ عَلَی الْبَرِیَّۃِ کُلِّھَا مَنْ یُّھْدَ لِلنُّوْرِ الْمُبَارَکِ یَھْتَدِیْ

وہ ایسا نور تھا جس نے تمام عالم کو منور کر دیا جسے بھی اس نور مبارک کی طرف سے ہدایت کے راستہ پر لگایا جاتا وہ ہدایت پا جاتا۔

یَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَ نَبِیَّنَا فِیْ جَنَّۃٍ تَثْنِیْ عُیُوْنَ الْحُسَّدِ

اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے نبی کو اس جنت میں جمع کر دے جس سے حاسدوں کی آنکھوں کو دور کر دیا جائے۔

فِیْ جَنَّۃِ الْفِرْدَوْسِ فَاکْتُبْھَا لَنَا یَا ذَاالْجَلَالِ وَ ذَا الْعُلَا وَالسُّؤْدَدِ

جنت الفردوس میں اسے ہمارے لئے لکھ دے اے جلال، بلندی اور سرداری کے حامل۔

وَاللّٰہِ اَسْمَعُ مَا بَقِیْتُ بِھَالِکٍ اِلَّا بَکَیْتُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدِ

اللہ کی قسم جب تک زندہ رہوں گا اور اس میں سے کسی فوت ہونے والے کے بارے میں سنوں گا تو میں نبی کریم ﷺ پر روؤں گا۔

یَا وَیْحَ اَنْصَارِ النَّبِیِّ وَ رَھْطِہٖ بَعْدَ الْمُغَیَّبِ فِیْ سَوَاءِ الْمَلْحَدِ

نبی کے انصار اور آپ کی جماعت کا کتنا برا حال ہے اس کے بعد جب حضور ﷺ کو لحد میں اتار دیا گیا۔

ضَاقَتْ بِالْاَنْصَارِ الْبِلَادُ فَاَصْبَحُوْا سُوْدًا وُجُوْھُھُمْ کَلَوْنِ الْاِثْمِدِ

انصار کے لئے تمام شہر تنگ ہو گئے ان کے چہرے یوں سیاہ ہو گئے جیسے سرمہ کا رنگ۔

وَ لَقَدْ وَلَدْنَاهُ وَ فِيْنَا قَبْرُهُ وَ فُضُوْلَ نِعْمَتِهٖ بِنَا لَمْ نَجْحَدِ

ہم نے ہی آپ کو جنا اور ہمارے ہاں ہی آپ کی قبر ہے ہم آپ کے احسانات کا انکار نہیں کرتے۔

وَاللّٰهُ اَكْرَمَنَا بِهٖ وَهَدٰى بِهٖ اَنْصَارَهٗ فِيْ كُلِّ سَاعَةِ مَشْهَدِ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے ذریعے عزت دی اور آپ کے وسیلہ سے انصار کو ہر لمحہ ہدایت سے نوازا۔

صَلَّى الْاِلٰهُ وَ مَنْ يَّحُفُّ بِعَرْشِهٖ وَالطَّيِّبُوْنَ عَلَى الْمُبَارَكِ اَحْمَدِ

اللہ تعالیٰ، عرش الٰہی کو گھیرنے والے فرشتے اور پاکیزہ لوگ نبی احمد پر درود بھیجیں۔

حضرت حسان بن ثابت نے یہ اشعار بھی کہے۔

نَبِّ الْمَسَاكِيْنَ اَنَّ الْخَيْرَ فَارَقَهُمْ مَعَ النَّبِيِّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ سَحَرَا

مساکین کو باخبر کر دو کہ خیر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی ان سے رخصت ہو گئی جس نبی نے صبح ہی ان سے رخ پھیر لیا تھا۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ عِنْدَهٗ رَحْلِيْ وَ رَاحِلَتِيْ وَ رِزْقُ اَهْلِيْ اِذَا لَمْ يُؤْنِسُوا الْمَطَرَا

اب وہ کون ہوگا جس کے ہاں میرے لئے سامان سفر اور سواری ہوتی تھی اور جس کے ہاں میرے گھر والوں کا رزق ہوتا جب وہ بارش کو محسوس بھی نہ کرتے تھے۔

اَمْ مَّنْ نُّعَاتِبُ لَا نَخْشٰى جَنَادِعَهٗ اِذَا اللِّسَانُ عَتَا فِي الْقَوْلِ اَوْ عَثَرَا

یا وہ کون ہوگا جس سے ہم ناراض ہو جائیں تو ہمیں اس کے فتنہ کا کوئی ڈر نہیں ہوگا جب زبان حد سے تجاوز کرے یا لغزش کھائے۔

كَانَ الضِّيَاءَ وَ كَانَ النُّوْرَ نَتْبَعُهٗ بَعْدَ الْاِلٰهِ وَ كَانَ السَّمْعَ وَالْبَصَرَا

وہ ایسی ضیاء اور ایسے نور تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہم اسی کی اتباع کرتے آپ ہمارے کان اور ہماری آنکھ تھے۔

فَلَيْتَنَا يَوْمَ وَارَوْهُ بِمَلْحَدِهٖ وَ غَيَّبُوْهُ وَاَلْقَوْا فَوْقَهُ الْمَدَرَا

جس روز صحابہ نے آپ کو قبر میں دفن کیا اور آپ کو چھپا دیا اور آپ پر مٹی ڈالی۔

لَمْ يَتْرُكِ اللّٰهُ مِنَّا بَعْدَهٗ اَحَدًا وَ لَمْ يَعِشْ بَعْدَهٗ اُنْثٰى وَ لَا ذَكَرَا

اللہ تعالیٰ آپ کے بعد ہم میں سے کسی کو نہ چھوڑتا، آپ کے بعد نہ عورت کو زندہ رکھتا اور نہ مرد کو۔

ذَلَّتْ رِقَابُ بَنِي النَّجَارِ كُلِّهِمُ وَ كَانَ اَمْرًا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ قَدْ قُدِرَ

تمام بنونجار کی گردنیں جھک گئیں، یہ اللہ کا وہ حکم تھا جو مقدر ہو چکا تھا۔

وَاقْتُسِمَ الْفَيْئُ دُوْنَ النَّاسِ كُلِّهِمُ وَ بَدَّدُوْهُ جِهَارًا بَيْنَهُمْ هَدَرًا

اس روز مال غنیمت تمام لوگوں کے بغیر تقسیم کیا گیا اور انہوں نے اسے علی الاعلان لغو قرار دے کر تتر بتر کر دیا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار بھی کہے۔

آلَيْتُ مَا فِيْ جَمِيْعِ النَّاسِ مُجْتَهِدًا مِنِّيْ اَلِيَّةَ بَرٍّ غَيْرِ اِفْنَادِ

میں نے قسم اٹھائی ہے ان چیزوں کے بارے میں جو تمام لوگوں میں ہیں میں انہیں بجالانے کی پوری کوشش کروں گا یہ سچی قسم ہے اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔

تَاللّٰهِ مَا حَمَلَتْ اُنْثٰى وَ لَا وَضَعَتْ مِثْلَ الرَّسُوْلِ نَبِيِّ الْاُمَّةِ الْهَادِيْ

اللہ کی قسم نہ کسی عورت نے ایسا حمل اٹھایا اور نہ ایسا بچہ جنا جو رسول اللہ ﷺ جیسا ہو جو امت کے نبی اور ہادی ہیں۔

وَ لَا بَرَا اللّٰهُ خَلْقًا مِنْ بَرِيَّتِهٖ اَوْفٰى بِذِمَّةِ جَارٍ اَوْ مِيْعَادِ

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں کوئی ایسا پیدا نہیں کیا جو پڑوسی کے ذمہ اور وعدہ کو (آپ سے زیادہ) پورا کرنے والا ہو۔

مِنَ الَّذِيْ كَانَ فِيْنَا يُسْتَضَاءُ بِهٖ مُبَارَكَ الْاَمْرِ ذَا عَدْلٍ وَ اِرْشَادِ

اس ذات سے بڑھ کر جو ہمارے درمیان تشریف فرما ہے اس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی اس کا ہر کام بابرکت، وہ عدل اور رشد و ہدایت والے تھے۔

اَمْسٰى نِسَاؤُكَ عَطَّلْنَ الْبُيُوْتَ فَمَا يَضْرِبْنَ فَوْقَ قَفَا سِتْرٍ بِاَوْتَادِ

آپ کی ازواجِ مطہرات نے اپنے گھروں کو معطل کر لیا ہے اب یہ پردوں پر میخیں نہیں لگاتیں۔

مِثْلَ الرَّوَاهِبِ يَلْبَسْنَ الْمَبَاذِلَ قَدْ اَيْقَنَّ بِالْبُؤْسِ بَعْدَ النِّعْمَةِ الْبَادِيْ

اب یہ ان راہبوں کی طرح ہو گئی ہیں جو بوسیدہ کپڑے پہنتی ہیں انہیں نعمت کے بعد کھلی

مصیبت پر یقین ہو گیا ہے۔

يَا اَفْضَلَ النَّاسِ اِنِّيْ كُنْتُ فِيْ نَهَرٍ   اَصْبَحْتُ مِنْهُ كَمِثْلِ الْمُفْرَدِ الصَّادِيْ

اے تمام بنی آدم سے افضل میں دریا میں تھا اب میں اس دریا سے دور ہو کر اس تنہا آدمی کی طرح ہو گیا ہوں جو سخت پیاسا ہو۔

ابن ہشام نے کہا پہلے شعر کا دوسرا مصرعہ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے علماء سے مروی ہے۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کی نعمت کے ساتھ ہی اعمال صالحہ مکمل ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حمد، توفیق اور تائید سے ''الروض الانف'' کی تحقیق مکمل ہوئی۔ یہ سید ولد آدم خاتم المرسلین حضرت محمد ﷺ کی سیرت ہے۔ اے اللہ میری کوتاہی، میری خطاء اور میری بے علمی کو معاف فرما یہ سب کچھ میرے پاس ہے۔ اے اللہ مجھے اور مسلمانوں کو اس پاکیزہ سیرت کے حامل یعنی حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے کے نیچے اٹھا۔ اے اللہ آخرت میں آپ ﷺ کو میرا شفیع بنا دے۔

یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے الروض الانف کی جلد چہارم کا ترجمہ 15 اگست 2002ء بروز جمعرات آبائی گاؤں کھوکھر زیر میں مکمل ہوا۔ وللہ الحمد علی ذلك

محمد بوستان عفی عنہ